المعالجات البقراطیہ
تصنیف
ابوالحسن احمد بن محمد طبری
اُردو ترجمہ
حصہ اوّل
مقالات ۱ــ۵
CCRUM
سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن
(وزارت صحت و خاندانی بہبود۔ حکومت ہند)
نئی دہلی

المعالجات البقراطیہ

تصنیف

ابوالحسن احمد بن محمّد طبری

اُردو ترجمہ

حصّہ اوّل

مقالات ۱ــ۵

سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن
(وزارت صحت و خاندانی بہبود۔ حکومتِ ہند)
نئی دہلی

پیش لفظ

سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن کے مقاصد میں قدیم طبی نوادر کی تلاش و تحقیق اور جدید زبانوں میں ان کے ترجمے کا کام بھی شامل ہے۔ جہاں کونسل کے تحت معالجاتی تحقیق، مفرد و مرکب ادویہ کی معیار بندی، دوائی پودوں کا سروے اور ان کی کاشت اور خاندانی بہبود سے متعلق تحقیق کے کام کیے جارہے ہیں وہیں علمی تحقیق کا بھی ایک وسیع منصوبہ زیر عمل ہے اور اس سلسلے میں کونسل نے نمایاں پیش رفت کی ہے۔ اس پروگرام کے تحت کونسل متعدد اہم طبی کتابیں شائع کر چکی ہے۔ ان میں زکریا رازی کی "کتاب الابدال" اور "کتاب المنصوری" ابن سینا کا "رسالہ جودیہ" ابن رشد کی "کتاب الکلیات" ابن زہر کی "التیسیر" ابن القف مسیحی کی "العمدہ فی الجراحت" ابن بیطار کی "الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ" اور تاریخ طب پر ابن ابی اصیبعہ کی "عیون الانبا فی طبقات الاطباء" کے اردو تراجم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قدیم یونانی و رومی اطباء جیسے بقراط، جالینوس، دیسقوریدوس وغیرہ کی تصنیفات کے عربی تراجم نہ ہوئے ہوتے تو یہ طب ہم تک نہ پہنچتی۔ ان ہی عربی تراجم کے ذریعے اس طب کا علمی و عملی سفر جاری رہا، اور یورپ میں جب نشاۃ ثانیہ کا دور آیا تو وہاں کی زبانوں میں بھی طبی تراجم ان عربی تراجم کی بنیاد پر ہی کیے گئے۔

بیشتر طبی سرمایہ عربی زبان میں منتقل ہوجانے کے بعد فارسی زبان نے اس فن کی خدمت کی اور اس زبان میں "ذخیرہ خوارزم شاہی" جیسی اہم کتابیں لکھی گئیں۔ ہندوستان میں ابتداءً عربی و فارسی زبانیں ہی طب یونانی کی اشاعت کا ذریعہ بنیں لیکن جب یہ زبانیں اس ملک میں زوال آمادہ ہونے لگیں تو اردو زبان میں طبی کتابوں کی تصنیف و تراجم کا کام شروع ہوا اور سنٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن نے اپنے لٹریری ریسرچ پروگرام کے ذریعے اس کام کو مزید آگے بڑھایا۔

"معالجات بقراطیہ" گیارہویں صدی عیسوی کے مشہور طبیب ابوالحسن احمد بن محمد طبری کی تصنیف ہے۔ مشہور مورخ طب ابن ابی اصیبعہ اپنی کتاب "عیون الانبا فی طبقات الاطباء" میں ان کے بارے میں اس طرح رقم طراز ہے۔

"طبرستان کا ایک عالم، فاضل، طبیب اور رکن الدولہ کا طبیب خاص تھا۔ اس کی تصنیفات میں ایک کناش معروف بہ "معالجات بقراطیہ" ہے جو نہایت جلیل القدر اور مفید تصنیف ہے۔ اس میں اس نے جملہ امراض اور ان کے معالجات کا تذکرہ کمال کی حد تک کیا ہے۔ یہ بکثرت مقالات پر مشتمل ہے۔"

اسی کتاب کے حوالے سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ "معالجات بقراطیہ" کی تالیف میں شیخ نجیب الدین سمرقندی کی مشہور کتاب "الاسباب والعلامات" بھی احمد بن محمد طبری کا ایک ماخذ رہی ہے۔ اس سے "معالجات بقراطیہ" کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ زیر نظر ترجمے کے لیے نظامیہ طبی کالج، حیدر آباد میں محفوظ "معالجات بقراطیہ" کے قلمی نسخے کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ نیشنل بوٹانیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، لکھنؤ کی لائبریری میں بھی دو جلدوں میں اس کا ایک مخطوطہ موجود ہے۔ حیدر آباد اور لکھنؤ کے نسخے ترتیب و مواد کے اعتبار سے یکساں ہیں اور دس مقالات پر مشتمل ہیں جن میں امراض جگر تک کی تفصیلی معلومات دی گئی ہیں۔ ضخامت کے پیش نظر اس ترجمے کی اشاعت دو حصوں میں کی جا رہی ہے۔ پہلے حصے میں ابتدائی پانچ مقالے شامل ہیں۔ باقی مقالات یعنی مقالہ چھ تا دس دوسرے حصے میں جلد ہی شائع کیے جائیں گے۔

اس ترجمے کے لیے حیدر آباد کے حکیم خورشید علی اور جناب عارف الدین کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ اشاعت سے قبل پوری کتاب پر کونسل میں سینئر ریسرچ افسر (یونانی) حکیم سید صفی الدین علی نے نظر ثانی کی ہے جس کے لیے وہ لائق ستائش ہیں۔

امید ہے کہ اردو داں اطباء، طلبائے طب اور معالجین کے لیے یہ ایک مفید کتاب ثابت ہوگی۔ نیز کونسل کی دیگر طبی و تحقیقی مطبوعات کی طرح ارباب فن اور اہل نظر اس کتاب کو بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے۔

(محمد خالد صدیقی)
ڈائرکٹر
سینٹرل کونسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن
نئی دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

(از مؤلّف)

تمام تعریف اس اللہ کی، جو وحدانیت، رحمت، قدرت، فیضان بخشی اور جود و عطا میں بے ہمہ ہے، کُل موجودات کا خالق، عقل و دانش عطا کرنے والا، نفس کو تمغۂ شرف بخشنے والا اور ایسا فیاض و سخی ہے کہ دُنیا کبھی اس کے فیضان سے خالی نہیں رہ سکتی۔ یہ تعریف اس بندہ کی زبان سے ہے جسے عبودیت کا اعتراف ہے، جو ربوبیت کی گواہی دیتا ہے، انعامات الٰہی کا معترف ہے اور اللہ کی وحدانیت کا استدلال اس طرح کرتا ہے کہ اسی نے یہ آگہی دی کہ فضل و کمال کا منتہا اور ہر شرف کا مبدا، فیاض کیا ہے۔ تعریف اس اللہ کی جو رذائل نقائص سے یکسر پاک ہے اس کی بارگاہ میں درخواست ہے کہ خیر رسل محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جملہ آل پر درود و سلام بھیجے، جنھوں نے معبود اکرم کی جانب دعوت دی۔ امابعد!

متقدمین فضلاء طب نے نادر و نایاب باتوں پر مشتمل بیاضیں لکھیں تاکہ ان کے ذریعہ لوگوں کو نفع پہنچائیں اور اللہ کی جانب سے جو حق ان پر عائد ہوتا ہے اس سے عہدہ برآ ہو کر آخرت میں اجر و ثواب کے مستحق ثابت ہوں۔ متاخرین نے بھی اپنی تصنیفات کے اندر متقدمین کی پیروی کی، چنانچہ انہی کے نقش قدم پر انھوں نے، مرض، اور اس کی نوعیت، ادویہ اور ان کے اقسام اور علاج بالکلیہ کا تذکرہ فرمایا۔ اور تقسیم و بیان کے ضمن میں سرمو انحراف نہ کیا۔ ان کا خیال تھا

کہ یہ بیاضیں اطباء ہی پڑھیں گے، دوسرے نہیں چنانچہ مضامین کی تقسیم اور ضروری تفصیلات فن
طب کے اصول و قواعد کے مطابق پیش کیں اور مابعد کے اطباء سے حسن ظن رکھا۔

ہمارے اس دور میں اعلیٰ علوم وفنون کا شوق وذوق کم اور منزل مقصود تک پہنچنے کا حوصلہ
پست ہو چکا ہے، ہر علم وفن کے باب میں کم سے کم پر اختصار کیا جانے لگا، مثال کے طور پر فن طب
کے باب میں آج صرف فصد کھولنے پر اکتفا کیا جا رہا ہے اور وہ بھی ردی طریقہ پر۔ فصد کی ضرورت
کب ہوتی ہے، کس مقدار میں، ہر مزاج کے اندر خون نکالا جائے، یہ ساری باتیں نظر انداز کر دی گئی
ہیں، مختلف معالجات کے اندر اصول وقوانین کو بالکل ترک کر دیا گیا ہے، بزرگان قدیم کی تصانیف
سے اعراض کر کے ان متاخرین کو پڑھا جانے لگا جن کی تصانیف نقائص اور خرافات سے پُر ہیں۔
یہ شہرت کے دلدادہ اور کذب وتدلیس کی مخلوق تھے، ایسا سہل تر کی طلب میں ہوا، گو یہ سہل تر دین و
دُنیا کے فساد کے ہم معنی ہے، قلت علم، فلسفہ وحکمت سے بعد، آخرت، ثواب وعذاب ابدی زندگی اور
دائمی بقاء کی باتوں سے جہالت کے باعث یہ حضرات نہایت جسارت کے ساتھ اٹکل ہانکتے رہے
ہیں۔ ان حضرات کو مذکورہ امور کی صحیح آگہی ہوتی تو ہرگز اٹکل سے کام نہ لیتے بلکہ علوم حقیقی کی تلاش
میں سرگرداں ہوتے، کسی نے صحیح علاج کے باب میں کچھ سُنا بھی ہے تو آگے نہیں جانتا کہ کہاں
یہ علاج ہوگا، کب ہوگا اور کیسے ہوگا۔ یہی لوگ جیسا کہ جالینوس نے کہا ہے سخت فریب کار اور
حقیقت میں لوگوں کو ذبح کر دینے والے ہیں۔

حالات کے اسی پس منظر میں میرے دل کے اندر صفائی کے ساتھ یہ خیال آیا کہ ایک مفصل
بیاض تیار کروں، جس کے اندر صحت علاج کے باب میں بقراط کا اسلوب اختیار کروں، ایک ایک مرض
بیان کروں، اور تقسیم اس طرح کروں کہ جنس سے نوع، نوع سے نوع الانواع، نوع الانواع ،
نوع الانواع سے نوع بالواحد غیر منقسم کی طرف آؤں، ابتدا، انتہا، تزید اور انحطاط، ہر مرحلہ کے اندر
مرض کا علاج تحریر کروں اور ان تغیرات کے مقامات وعلامات سے بھی بحث کروں جو پیش آتے
ہیں، نیز دوسروں نے بزرگانِ قدیم سے حاصل کردہ جن دستوروں کو چھپا رکھا ہے ان کا اظہار بھی کروں،
ہر علاج کو ضروری قوانین سے قریب تر کروں، اور واضح کر دوں کہ جنس مرض اور نوعیت مرض
معلوم کرنا چاہیئے تو کس طرح سبب سابق، سبب بادی اور سبب واصل کی بحث وجستجو
طبیب کو کرنی چاہیئے۔ نیز یہ بھی جتا دوں کہ ہر مرض میں کون سی دوائیں استعمال کی جاتی ہیں، ان
کی مقدار کیا ہے اور اوقات استعمال کیا ہیں۔ میں اس بیاض کو علم کامل اور عمل کامل کا مجموعہ
بنا دینا چاہتا ہوں، حتیٰ کہ جس کی بھی نظر اس پر پڑے یا طبابت کرنا چاہے، طبیب تو کجا

مصنف اور ادیب کیوں نہ ہو، غلطی کا شکار نہ ہو، اس بیاض کا نام **المعالجة البقراطیہ** رکھتا ہوں۔ اس میں کل بیس[1] مقالات ہیں۔

مقالہ اول : ان فصلوں پر مشتمل ہے جن کا علم رکھنا ایسے طبیب کے لئے ضروری ہے جو فلسفی نہ ہو۔ یہ فصلیں پچاس ابواب میں پھیلی ہوئی ہیں۔

مقالہ دوم : اس میں سر اور چہرے کے جلدی امراض تحریر کئے گئے ہیں، یہ پینتیس ابواب پر مشتمل ہے۔

مقالہ سوم : یہ سینتالیس ابواب میں سر کے باطنی امراض پر مشتمل ہے۔

مقالہ چہارم : اس میں چشم کے امراض، طبقات، منافع، بناوٹ اور تشریحی اختلافات کا تذکرہ کیا گیا ہے، یہ چون ابواب پر مشتمل ہے۔

مقالہ پنجم : اس میں انف اور اذن کے امراض چونتیس ابواب میں تحریر کئے گئے ہیں۔

مقالہ ششم : منہ، زبان، مسوڑے، حلق، کوے، دانت اور گردن کے امراض پر مشتمل ہے۔ اس میں اٹھاون ابواب وارد ہیں۔

مقالہ ہفتم : تمام جسم کے جلدی امراض ساٹھ ابواب میں تحریر کئے گئے ہیں۔

مقالہ ہشتم : اس میں سینہ، پھیپھڑے، غشاء، حجاب، جملہ آلات تنفس، قلب اور غلاف قلب کے امراض بیان کئے گئے ہیں، یہ اڑتیس ابواب پر مشتمل ہے۔

مقالہ نہم : معدہ اور مری کے اندر پیدا ہونے والے امراض پر باون ابواب کے اندر بحث کی گئی ہے۔

مقالہ دہم : کبد، طحال، اور امعاء کے امراض اور ان کی بناوٹ اور منافع پر مشتمل ہے، اس میں انچاس ابواب لکھے گئے ہیں۔

---

[1] اصل نسخہ میں "عشرین مقالات" (بیس مقالات) وارد ہے، مگر مقالات جن کی فہرست مصنف نے پیش کی ہے دس ہیں۔ ہوسکتا ہے دس مقالات اور ہیں بلکہ ہونا ضروری ہے، کیوں کہ اس کتاب کا دسواں مقالہ آنتوں کے امراض پر ختم ہو جاتا ہے، امراض نسواں، امراض مرداں اور امراض اطفال وغیرہ کی بحث غائب ہے۔

مقالہ اوّل

اس مقالہ کے اندر ان باتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن سے ایک طبیب جو فلسفی نہیں ہوتا بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ ان میں سے جو بات بھی پوچھی جائے اسے بتا سکے۔ ان باتوں کا تذکرہ بربنائے اطلاع دہی و بربنائے تعریف علی نہج التعلیم ہے۔ تعریف کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں نہ ہی تعلیم کے لئے اسکی احتیاج ہے۔

طبیب ان باتوں کو تقلیدی طور پر اس طرح اخذ کرلے کہ اس کے لئے بحث وتحقیق کرنا ممکن ہوسکے۔ بحث وتحقیق کے وقت جن کتابوں اور مقالات کی ضرورت ہے ہم نے اس مقالہ کے اندر اسکی نشاندہی کردی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

مقالہ اوّل

باب (۱)

فنِ طِب

ضرورت، اہمیت، تعریف اور مختلف اقوال درباب تعریف

مفید اشیاء کی قسمیں حسب ذیل ہوا کرتی ہیں۔

۱۔ نافع ضروری — مثلاً تنفس

۲۔ نافع غیر ضروری — مثلاً زبان

۳۔ غیر نافع ضروری — مثلاً موت

۴۔ غیر نافع غیر ضروری — مثلاً فقر و احتیاج

فنِ طب کا شمار نافع ضروری میں ہے۔ اسے ہم قیاسی دلائل سے بعد میں ثابت کریں گے۔ سب سے پہلے فن طب کی تعریف بیان کریں گے۔

فلاسفہ کے یہاں فنِ طب کی دو تعریفیں اور بکثرت علامات جو قائم مقام تعریفات کے ہیں ملتی ہیں۔ اس کی تفصیل جالینوس نے اپنی کتاب "الصنامہ الصفیرہ" میں پیش کی ہے۔

فلاسفہ کسی چیز کی مکمل تعریف جنس قریب اور فصل ذاتی سے کرتے ہیں۔ بشرطیکہ اس چیز کے لئے جنسِ قریب اور فصل ذاتی موجود ہو ورنہ صورت و مادّہ سے کرتے ہیں۔

فنون کا جہاں تک تعلق ہے ان کی تعریفات فلاسفہ موضوع اور غرض و غایت سے کرتے ہیں۔ خواہ غایت قریبہ ہو یا غایت بعیدہ موضوع کی تعریف وہ جنس قریب ہی سے کرتے ہیں۔

طِب کی تعریف عام :۔ طِب اس فن کو کہتے ہیں جو بدن حیوانی کو نفع اور اسے صحت بہم پہونچانے کی خاطر وجود میں لایا جائے۔ اِس عام تعریف کے اِعتبار سے جانوروں کا معالجہ باز کا علاج اور

حجامت (سینگھیاں کھچوانا) سب طب کی تعریف میں داخل ہوں گے۔ فلاسفہ کے نزدیک یہ ساری باتیں طب کے اندر داخل ہیں کیونکہ یہ بھی علاج ہی ہیں۔

تعریفِ خاص :- یہ ایک ایسا فن ہے جو بدن انسانی کو نفع اور صحت بہم پہونچانے کے لئے بنایا گیا ہے۔ یہ تعریف ارسطو نے کی ہے۔ اس کے لحاظ سے فن طب صرف انسانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ حیوانات کے معالجات اس سے خارج ہوں گے۔

واضح رہے کہ یہ تعریف موضوع اور غایت سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ طب کا موضوع "بدن انسانی کی منفعت" اور "غایت بدن انسانی کے لئے حصول صحت" ہے۔

فن طب کی تعریف پیش کر دینے کے بعد اب حسب وعدہ ہم انسان کے لئے فن طب کے نافع ضروری ہونے پر قیاسی دلائل پیش کریں گے۔

حصولِ صحت :- ۱۔ واضح رہے کہ صحت ایک خیر ہے اور خیر ہی ہمیشہ مطلوب ہوتا ہے حصولِ صحت کا امکان تب ہی ہے جب اسبابِ صحت معلوم ہوں اور مضر صحت اشیاء کا ازالہ ہو۔ اسی کو طِب کہتے ہیں۔ پس طلب خیر کے باب میں طِب کا مقام نافع ضروری قرار پایا۔

۲ اکتساب فضائل، تحصیل علوم اور منفعت بخش فنون کو اختیار کرنا صحت جسم اور درستگی مزاج کے بغیر ممکن نہیں اسی معرفت کو طِب کہتے ہیں۔ پس ایسی صورت میں فن طِب، اکتساب فضائل کے لئے "نافع ضروری" ہوا۔

۳ اِنسان اشرف الحیوانات ہے کیونکہ اسے عقل اور نفس ناطقہ عطا کیا گیا ہے عقل اور نفس ناطقہ کے 'افعال'، فساد مزاج اور مرض کی صورت میں مکمل طور پر جاری نہیں رہ سکتے کیونکہ نفس افعال، بدن کے مزاج کے تابع ہیں جیساکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو مرض جنون یا بَرسَام لاحق ہوجائیں تو اسکی عقل میں تغیر واقع ہوجاتا ہے۔ پس مرض کا دفع کرنا اور صحت کی حفاظت بغیر فن طِب کے ممکن نہیں۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ فن طِب، عقل اور نفس کے اَفعال کی اِستقامت کے سِلسلے میں "نافع ضروری" ہے۔

۴ اِنسان اور تمام حیوانات، حار، بارد، رطب، یابس اجزاء سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان کیفیات کے حامل اجزاء اگر اعتدال پر رہیں تو صحت قائم رہتی ہے۔ اگر سب یا بعض اعتدال سے نکل جائیں تو مرض لاحق ہوجاتا ہے۔ اعتدال کی حفاظت اِس طور پر کی جاسکتی ہے کہ جو جز تحلیل

8227

ہوکر کم ہو جائے اس میں اضافہ کرکے نقصان کی تلافی کیجائے اور جو جز بڑھ کر حدِ اعتدال سے نکل جائے اس میں کمی کر کے اعتدال کی طرف لایا جائے اس کی پہچان بغیر طب کے ہو نہیں سکتی۔ اس لئے "طب" ایک ایسا فن ہے جو حصُولِ صحت کے لئے نافع ضروری ہے

۵ عالم کی پیدائش میں حکمت ہے کہ کرہ ارض آباد ہو لوگ آپس میں پیشہ ورانہ فنون کے ذریعے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچائیں حکیمانہ اقوال کی پیروی کرنا عقلاً واجب ہے۔ اور یہ باتیں صحتِ جسمانی اور کمالِ قوت کے ساتھ ہی حاصل کی جا سکتی ہیں کیونکہ جس انسان کا جسم بیمار ہو وہ نہ تو زمین کو آباد کرنیکی طاقت رکھ سکتا ہے نہ ہی پیشہ ورانہ فنون کو اپنا سکتا ہے۔ اور امراض کا ازالہ فن طب کے بغیر نہیں ہوسکتا لہٰذا ثابت ہوگیا کہ اتباعِ حکمت اور عقل کو زیورِ حکمت سے آراستہ کرنے کے لئے فن طب نافع ضروری ہے۔
اگر فن طب کو نافع ضروری قرار دینے کے سلسلے میں آخر تک دلائل کو اس فصل میں بیان کرنے لگیں تو طالب علم کو انکا یاد رکھنا انتہائی دشوار ہوگا۔ لہٰذا ہم مذکورہ چند دلائل ہی پر اکتفا کریں گے یہ حقیقت کو سمجھنے کیلئے کافی ہیں۔
اب رہی یہ بات کہ علم طب، تمام علوم و فنون میں افضل ترین فن ہے تو اس سلسلے میں ہم یہ کہیں گے کہ علم ہندسہ میں مقداروں سے بحث ہوتی ہے اور علم نجوم میں ستاروں کے حرکات سے، علم عدد میں گنتی سے بحث ہوتی ہے، اور علم منطق کی انتہا میں، صدق و کذب نیز واجب، ممتنع اور ممکن سے یہ ساری چیزیں نفس کے شرف اور اسکی فضلیت میں اضافہ کرتی ہیں۔ مگر (یہ حقیقت ہے کہ) انسان، بغیر مہندس یا منجم یا منطقی یا شاعر ہونے کے بھی قائم اور باقی رہ سکتا ہے۔ ان کے بغیر انسان کے قوام میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ فن طب کا جہاں تک تعلق ہے یہ حفاظتِ صحت اور زوالِ صحت کے اسباب سے بحث کرتا ہے۔ صحت فاسد اور اس میں تغیر پیدا ہو جائے تو انسان کا قوام جاتا رہتا ہے۔ اسی اعتبار سے فنِ طب دیگر فنون کے مقابلہ میں اعلیٰ و ارفع ہے۔
مذکورہ بحث اس صورت میں تھی جب ہم علوم میں سے افضل و اشرف علم کا فیصلہ انسان کی ضرورت احتیاج کے لحاظ سے کریں نہ کہ شرف نفس اور اس کی فضلیت کے لحاظ سے۔ کسی چیز کی افضلیت دراصل نفس کے اعتبار سے ہوا کرتی ہے۔ اب غور کر کے یہ دیکھنا ہے کہ پیشہ ورانہ فنون مثلاً لوہار، بڑھئی اور سونار کے پیشے ایسے ہیں جن سے انسان کا قوام باطل نہیں ہوتا، نہ ہی اس میں کسی طرح کا تغیر پیدا ہوتا ہے، مگر فنِ طب نہ ہو تو انسان کا قوام ہی باطل ہو جائے اور ہلاکت میں پڑ جائے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ پیشہ ورانہ فنون سے بھی اشرف و اعلیٰ طب کا فن ہے۔ مزید یہ کہ ہر فن اپنی جگہ خود مکمل ہوتا ہے۔ جیسے علم ہندسہ میں صرف مقداروں سے اور علم نجوم میں ستاروں کی رفتار سے بحث ہوتی ہے اور ان کی دلیلیں خود انہی کے اندر ہوتی ہیں۔
اسی طرح فن نجوم کی معرفت ستاروں کی رفتار اُن کے مقامات اور ان کی مقداروں اور طبائع کو معلوم

کر لینے سے حاصل ہو جاتی ہے ۔ ان کی دلیلیں خود انہی کے اندر موجود ہوتی ہیں ۔ فن طب ان تمام ہی کا جامع ہے کیوں کہ علم ہندسہ بھی علم طب کے تحت داخل ہے کیوں کہ علم طب میں مقداروں سے بھی بحث ہوتی ہے ۔ اس طرح علم نجوم بھی علم طب کے تحت داخل ہے کیوں کہ بعض اوقات علم طب میں زمانہ ، وقت اور لحظ سے بحث کی جاتی ہے ۔ بعض ستاروں کی حرکات پر نظر رکھی جاتی ہے ۔ نیز بیماری کی پیدائش سے بھی اس میں بحث ہوتی ہے ۔ اس لحاظ سے ثابت ہوا کہ فن طب دوسرے فنون سے زیادہ عام ہے اور دوسرے فنون خاص تر ہیں ۔ ظاہر ہے عام کو کئی اعتبارات سے خاص فوقیت ہوا کرتی ہے ۔

مذکورہ بالا توضیحات کی روشنی میں فن طب تمام علوم و فنون کے اندر اشرف و اعلیٰ قرار پاتا ہے ۔ کیوں کہ یہ سب سے عام ہے اس سے انسان کا قوام تکمیل پاتا ہے انسان سے مراد انسانیت نہیں انسان کی ذات ہے ، نیز اسی فن کی بدولت تدبیر ، تصرف ، سیاست اور فریضہ وجود کو انجام دینا ممکن ہوتا ہے ۔

۱۵

باب (؟)

طبیعت کی تعریف

فلاسفہ کے مطابق طبیعت حرکت اور سکون کی ابتدا کا نام ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ تمام طبعی اور حیوانی اجسام بنتے اور بگڑتے ہیں۔ ایک چیز کا بننا دوسری چیز کا بگڑنا اور ایک چیز کا بگڑنا دوسری چیز کا بننا ہوتا ہے۔ بننا حرکت کے وجود اور استحالہ کی بنا پر ہوتا ہے۔ لہٰذا بننے کے لئے کسی شئے کی طبیعت اس کی حرکت کی ابتدا ہوتی ہے۔ کسی شئے کا فساد (بگڑنا) یہ ہے کہ اس حرکت سے جس کے ذریعہ بناؤ ہو رہا تھا، ہٹ کر سکون اور فساد کی جانب حرکت پیدا ہو جائے۔ بناؤ (کون) اور فساد (بگاڑ) کی جانب حرکتوں کے درمیان ایک سکون کا ہونا لازمی ہے۔ بعض اصحاب طبیعت نے اس سے بھی زیادہ آسان تشریح کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آگ اوپر کو اٹھ کی جانب اور اپنے مرکز کے سامنے حرکت کرتی ہے۔ اور زمین جو مرکز سکون ہے سکون کی جانب حرکت پذیر ہے۔ آگ کی ابتدا اور حرکت، عنصر کے ساتھ اس حرارت کے مرکب ہو جانے کا نام ہے جو نہایت میں ہوا کرتی ہے۔ حرکت کے بغیر کوئی مرکب وجود میں نہیں آتا، پس یہی حرکت آگ کی پیدائش کی ابتدا ہے اور اسی کو طبیعت کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں آگ کے اندر حرکت اور زمین میں سکون کی ابتدا ہی طبیعت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین کے کون (پیدائش) کی ابتداء وہ حرکت تھی جو عنصر کے ساتھ کیفیت یابسہ کے ترکیب پانے کیلئے ابتداء واقع ہوئی تھی، جب اس کے ساتھ مرکب ہوگئی تو ساکن ہوگئی۔ اس لئے سکون کی ابتداء اور اس کا مرکب ہونا ہی طبیعت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ طبیعت زمین کے سکون کی ابتداء ہے۔ طبیعت کے سلسلے میں جو لوگ ان دونوں کتابوں کا محنت کے ساتھ مطالعہ نہیں کرتے وہ آسانی سے اس کا انکار کر دیتے ہیں۔

جو کچھ اب تک ہم نے بیان کیا فن طب کے لحاظ سے کافی نہیں ہے لہٰذا اس سلسلے میں کچھ مزید

بیان کریں گے اور یہ دیکھیں گے کہ اطباء نے طبیعت کے متعلق کیا خیالات پیش کئے ہیں

جالینوس کا قول :۔ جب ہم طبع یا طبیعت کہتے ہیں تو اس سے مُراد ہوتی ہے اجسام حیوانی اور بقیہ سارے اجسام کی قوت مدبرہ ہوا کرتی ہے۔

معتدل اَطبَاء کا قول :۔ اکثر و بیشتر معتدل اطباء کے نزدیک طبیعت سے مُراد آگ، ہوا، پانی اور مٹی ہے۔ یہ لوگ ان چاروں کو "طبَائع اَربعہ" کہتے ہیں۔

بعض دیگر اطباء کا قول :۔ بعض دیگر اطباء کہتے ہیں کہ طبیعت سے مراد، صفرا، خون، رطوبت اور سودا ہے یہ لوگ انہیں "طبائع اَربعہ کے اخلاط" سے معلوم کرتے ہیں۔

باقی رہے مجازی اسماء مثلاً یہ کہنا کہ "عرض کی طبیعت ایسی اور ایسی ہے" حالانکہ عرض کی کوئی طبیعت نہیں ہوتی تو اس سے مراد اطباء کے نزدیک ان کے وجود کی صورت ہوتی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں "آگ کی طبیعت جلانا" ہے، مراد آگ کی قوت کا نام ہے، نیز کہتے ہیں "پانی کی طبیعت ٹھنڈا کرنا" ہے۔ شیر کی طبیعت یہ ہے کہ وہ دن کو (باہر) نہیں نکلتا۔ سانپ کی طبیعت یہ ہے کہ وہ جاڑے کے موسم میں نہیں نکلتا۔ بس یہ لوگ ان قوتوں کا نام "طبیعت" رکھتے ہیں۔ یہ اسماء بطور مجاز ہیں۔ اصل میں طبیعت کی حقیقت وہی ہے جس کا ہم نے اُوپر تذکرہ کر دیا ہے۔

چونکہ ہم کہہ چکے ہیں کہ طول بیَانی سے کام نہ لیں گے لہٰذا اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

باب (۳)

قویٰ طبعیہ اور قویٰ نفسانیہ

جہاں کہیں تم طبیب کی زبان سے قوای طبعیہ سنو وہاں اس کی مراد اس قوت سے ہوتی ہے جو بغیر روئت اور بغیر فکر کے اضطراری طور پر واقع ہوتی ہے، اور خود کو واقع ہونے سے روک نہیں سکتی۔ اسے ایک مثال سے سمجھو۔ آگ جلاتی ہے وہ نہ جلانے پر قدرت نہیں رکھتی بس آگ کی قوت طبعیہ ہے کہ طبعیۃً جلاتی ہے نہ کہ ارادتہً۔

پانی ٹھنڈا کرتا ہے۔ اور بالطبع ٹھنڈا نہ کرنے پر قادر نہیں ہے۔ لہٰذا تدبیر (یعنی ٹھنڈا کرنا یا ٹھنڈک پہنچانا ہے) پانی کی قوت طبعیہ ہے کیونکہ وہ طبعًا ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ اختیار و ارادہ کو اس میں دخل نہیں ہے۔

اسی طرح ہوا رطوبت پہنچاتی ہے اور مٹی خشکی پیدا کرتی ہے۔ حیوان میں اس کی مثال یہ ہے کہ وہ اضطرارًا بھوکا ہوتا ہے۔ پائخانہ اور پیشاب کرتا ہے اور جب غذا کھاتا ہے تو کھائی ہوئی غذا اضطرارًا نیچے کی طرف جذب ہوتی ہے۔ اس طرح اضطرارًا معدہ میں رہتی ہے پھر ہضم ہوتی ہے اسکے بعد نکل جاتی ہے۔ پس یہ تمام چیزیں قویٰ طبعی ہیں اس لئے کہ اگر انسان صحت مند ہے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ یہ چیزیں انسان سے واقع نہ ہوں۔

قویٰ نفسانیہ :۔ ارادہ سے اِنسان کا بیٹھنا چلنا اعضاء کو حرکت دینا، کسی چیز کو دیکھنا، سونگھنا، چکھنا، چھونا اور سُننا یہ اور اِس جیسی دیگر چیزیں "قویٰ نفسانیہ" کہلاتی ہیں۔ کیونکہ انسان چاہے تو ان قوتوں کو

اِستعمال میں لاسکتا ہے اور چاہے تو نہیں لاسکتا۔ ان کا نام قویٰ نفسانیہ ہے۔

(پس اس سِلسلے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ) وہ تمام قوتیں جو تمہارے اندر موجود ہیں اگر صحت وسلامتی کی بقاء کے ساتھ ان کو ان کے فعل سے روک سکتے ہو تو وہ قویٰ نفسانیہ ہیں۔ اور اِنکے روکنے میں صحت کا نقصان اور ضرر ہو اور بغیر اسکے روکنا ممکن نہ ہو تو وہ قوای طبعیہ ہیں۔ یہ ایک ایسا قاعدہ ہے کہ تم اسکے ذریعہ بآسانی قوتوں کے درمیان تمیز کر سکتے ہو۔

رہی یہ بات کہ ان قوتوں کی حقیقت اور صورت کیا ہے عامل خواہ نفس ہو یا طبیعت اس کے کس طرح وہ متاثر ہوتی ہیں تو ان امور کے بیان کرنے کا یہ مقام نہیں ہے۔ ہم انشااللہ "قوای طبعیہ" کی تشریح میں شرح وبسط کے ساتھ اس کا ذکر کریں گے۔

باب (۴)

حقیقت رُوح

رُوح کو گاہ "قوت" سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ یوں کہا جاتا ہے "رُوح حیوانیہ" قلب "میں ہوتی ہے۔ "رُوح بہیمیہ" یا حیاتیہ یا طبعیہ یہ جگر میں ہوتی ہے" رُوح نفسانیہ" یہ دماغ میں ہوتی ہے۔ گاہ یوں بھی کہتے ہیں۔ قوت نفسانیہ، قوت حیوانیہ، قوت بہیمیہ۔

جن لوگوں نے قوت کی جگہ روح کا لفظ استعمال کیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ تکمیل حیات کا مدار اس پر ہے اور جن لوگوں نے "قوت" کا لفظ استعمال کیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ اس سے قوتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ پس رُوح حیوانی سے حیات کی قوت نیز وہ چیزیں ظاہر ہوتی ہیں جو حیات کے شایان شان ہیں۔ جیسے دشمن کو دفع کرنے اور ان پر غلبہ حاصل کرنے کی خواہش ان دونوں کی ہے۔ حیات کی تکمیل ہوا کرتی ہے۔

قوت بہیمیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس رُوح سے کھانے پینے اور جماع کی قوت ظاہر ہوتی ہے۔ جانوروں کی زندگی صرف اپنی تین قوتوں پر منحصر ہے۔ قوت نفسانیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس روح سے سماعت و بصارت وغیرہ دیگر حواس کی قوت ظاہر ہوتی ہیں۔ قوت تخیل، قوت تفکر اور قوت تذکر کہتے ہیں۔ یہ سب کی سب چونکہ نفس ناطقہ اور قویٰ عقلیہ کے مشابہ ہیں۔ اس لئے ان کا نام اس مفہوم کے اعتبار سے "قویٰ نفسانیہ" رکھ دیتے ہیں۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ روح اور نفس میں فرق کیا ہے؟ طبیعت کے لئے یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ ایک ایسی قوت ہے جو مادہ سے ماخوذ ہے یہ مادہ کے ساتھ پائی جاتی ہے ایک ساتھ پائی جاتی ہے نفس ایک ایسی قوت کا نام ہے جو غیر مادہ سے ماخوذ ہے یہ ایک ایسی مکمل صورت ہے جسکا

کوئی ہیولی نہیں ہے۔ دلیل یہاں بیان کرنا ممکن نہیں اس کی تشریح کتاب النفس میں آرہی ہے۔ ارسطو نے "سماع طبعی" کے مقالہ ثانیہ میں اس کا کچھ تذکرہ کیا ہے اس نے کہا ہے کہ شئے کمال کی طرف حرکت کرتی ہے یہ حرکت مادہ کے ساتھ ہوتی ہے گاہ شئے کامل اور بغیر مادہ ہوتی ہے ایسی صورت میں اسے کمال کی طرف حرکت کرنے کی احتیاج نہیں ہوتی بلکہ صرف حرکت کرتی ہے یہ گفتگو پردۂ خفا میں ہے۔ مگر طالبان علم بحث و جستجو کے طالب ہوں گے تو اسکی جانب اشارہ کر دیں گے۔

باب (۵)

مِزاجُ اورَ امتزاجُ

اِمتزاج اور مزاج کا اِطلاق چند صورتوں پر ہوتا ہے

اِمتزاجُ اتحاد

:۔ جیسے پانی کا سرکہ سے یا سرکہ کا سرکہ سے پانی کا پانی سے یا تیل کا تیل سے امتزاج۔

اِمتزاجُ مُماست

:۔ دو اشیاء کے درمیان غیر جنسی اِمتزاج مثلاً تیل کا پانی سے اِمتزاج اس صورت میں دونوں کی سطحیں بالفاظ دیگر رطوبت اور رطوبت کا اِمتزاج ہوگا۔

اِمتزاجُ اِخلاط

:۔ جیسے کالوں کا گوروں سے یا چنے کا جو سے اختلاط۔

اِمتزاجُ کیفیاتُ

:۔ یہ امتزاج اتحاد نہیں ہے کیونکہ دو کیفیتوں کے اتحاد سے "کون" نہیں ہوا کرتا بلکہ دو کیفیتیں کبھی متحد ہو ہی نہیں سکتیں۔ اَب رہا ان دونوں کا امتزاج تو (دراصل) یہ دو متضاد اشیاء کا امتزاج ایک ایسی شئے میں ہوتا ہے جو اس کی ضد نہیں ہے جیسے حرارت کا رطوبت کے ساتھ اور برودت کا رطوبت کے سَاتھ امتزاج یہاں حرارت اور برودت کا امتزاج تو ہوا لیکن ایک ایسی شئے میں جو دونوں کی حامل ہے اور دونوں کا اثر قبول کرتی ہے ان دونوں کیفیتوں میں سے ہر ایک نے رطوبت اور یبوست (تری

اور خشکی) کا چیز پیدا کیا ہے۔ اگر یہ دونوں اعتدال پر رہیں تو اپنی زیر اثر شئی میں اعتدال کے ساتھ کام کریگی اور اگر اعتدال سے نکل جائیں تو اپنی زیرِ اثر شئے میں غیر معتدل انداز میں کام کریں گی اس چیز کو مرض فساد اور سوٗ مزاج کہا جاتا ہے اور اس کی ضد کو صحت اور اعتدال کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

تم اس فصل پر خوب غور کرو کیوں کہ اس مقام پر اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہیں ہے کتاب الکون والفساد میں اس کی مکمل تشریح آرہی ہے۔

اَب رہا کسی چیز کے گرم یا سرد ہونیکا سوال تو معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ اسے مطلقاً گرم یا سرد کہا جاسکے۔ عناصر اربعہ اس لئے مستثنیٰ ہیں کیوں مطلقاً حار رطب، بارد اور یابس (گرم، تر، خشک، سرد) ہوا کرتے ہیں۔ یہ عناصر اپنی مذکورہ کیفیات میں منتہی ہیں۔ بلکہ کیفیتوں کی نہایتیں عنصر کے ساتھ مرکب ہونے سے پہلے موجود ہوتی ہیں۔

اب رہی دوسری ساری چیزیں تو وہ گرم، سرد، تر، خشک، ایک دوسرے کی نسبت سے کہی جاتی ہیں لہذا یہ بات ناممکن نہیں ہے کہ ایک ہی چیز ایک چیز کے لحاظ سے گرم ہو اور دوسری چیز کا لحاظ کرتے ہوئے سرد ہو اس طرح ایک ہی چیز خشک اور تر دونوں ہوسکتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک ہی چیز دائیں، بائیں آگے اور پیچھے ہوسکتی ہے مگر یہ مختلف جگہوں پر رکھی ہوئی اشیاء کے اعتبار سے ہوگا۔ اس طرح ایک ہی چیز گرم اور سرد ہوسکتی ہے۔ مگر مختلف اشیاء کے اعتبار سے ہم اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ایک مثال بیان کرتے ہیں بکری کے بچے کا گوشت کالی مرچ اور فرفیون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے جب یہ دیکھا جائے کہ بدن میں اس کا کیا اثر ہے۔ تو معلوم ہوگا کہ وہ سرد تر ہے اگر اس کا تازہ مچھلی کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو گرم تر ثابت ہوگا اور جب پانی کے ساتھ دیکھا جائے تو گرم خشک ہوگا۔ ایسی ہی بہت ساری مثالیں ملیں گی۔

کسی غالب کیفیت کے لحاظ سے بھی کسی چیز کو گرم، سرد رکھدیا جاتا ہے نہ کہ حقیقت کا اعتبار کرتے ہوئے شئے جو طبعی ہوتی ہے اس میں کیفیات اربعہ کا کوئی نہ کوئی جز موجود ہوتا ہے۔

اَب رہا یہ سوال کہ ہم نے کس طور پر اور کیوں ایسا قیاس کیا اور اس پر استدلال کی بنیاد کیسے رکھی تو اس کے بیان کرنے کا یہ مقام نہیں ہے تفصیلی بیان کتاب المزاج میں آرہا ہے۔

باب (۶)

عنصر سے مُراد ہر صَاحب طینت کی طینت ہے ہیولیٰ تمام اشیاء ہیولانیہ کا مساوی طور پر موضوع ہے ۔ ہیولیٰ اور عنصر کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہیولیٰ عنصر سے عام ہے کیونکہ عنصر کا ہر صَاحب طینت کی طینت کا نام ہے ۔ اس لحاظ سے آگ کا عنصر پانی کے عنصر سے جُدا ہوگا مگر ہیولیٰ ایک ہوگا بنا بریں عنصر اور ہیولیٰ کے درمیان نسبت وہی ہوگی جو نوع اور جنس کے درمیان ہے ۔ (یعنی نوع خاص ہے اور جنس عام اِس طرح عنصر خاص ہے اور ہیولیٰ عام) ۔

اَب رہے اسطقسات ، عناصر طبعیہ ، امہات اور اُس تو ان سب سے مُراد آگ ، ہوا ، پانی اور مٹی ہے ۔ ان کے یہ نام اس لئے رکھے گئے ہیں کہ یہ اصل میں اور بننے والی اَشیاء کے لئے مبادی کا درجہ رکھتے ہیں ۔

امُ (ماں) بچہ کی پیدائش کا مبدا ہے کیوں کہ بچہ ماں ہی سے عدم سے وجود میں آتا ہے ۔ اس طرح عناصر اربعہ کا نام بھی" امہات" رکھا گیا ہے ۔ نیز ان کا نام (اُسّ) اور مبادی بھی ہے کیونکہ یہ اشیاء موجودات کے لئے مبداً اور اساس کا مقام رکھتے ہیں ۔

Scanned with CamScanner

باب (۷)

کون اور فساد

طبیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ کون وفساد کے بارے میں انہی چیزوں پر یقین رکھے جو بظاہر محسوس ہوں باقی وہ کس طرح پیدا ہوتی ہیں اس کی بحث میں نہ پڑے کیوں کہ تکون (وجود) بغیر حرکت کے مکمل نہیں ہوتا اور کون کے وقت حرکت کی تلاش چاہے انفرادی طور پر ہو یا جسم کے ساتھ، دشوار ہے۔ درحقیقت اس کی معرفت سماع طبعی اور کون وفساد کے علم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

واضح رہے کہ کون سے مراد قریب ترین اسطقس سے حیوان کا وجود میں آنا ہے۔ یہ نطفہ ہے۔ نطفہ کا وجود اپنے اسطقس سے ہوتا ہے۔ یہ غذا ہے غذا کا وجود اپنے اسطقس سے ہوتا ہے اور یہ آگ، ہوا، پانی اور مٹی ہے۔ یہ اجسام مرکب ہیں اور مرکبات لازماً بسائط کو چاہتے ہیں پس آگ، ہوا، پانی اور مٹی کے بسائط ان کے قریب ترین اجزاء ہیں اور ان کے قریب ترین اجزاء کو "اوّل" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ "آگ کا جسم" کس طرح ترکیب پاتا ہے تو اس سلسلے میں یہ یقین کیا جاتا ہے کہ جب کیفیت حارہ انتہائی حالت میں عنصر کے ساتھ مرکب ہوتی ہے تو اس سے "آگ کا جسم" بنتا ہے۔ اور کیفیت حارّہ کے لئے صورت تشکیل پاتی ہے جس کا عنصر مادّہ ہوتا ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ یہ کس طرح ترکیب پاتا ہے اور کہاں پایا جاتا ہے کیفیت کیونکر ہوتی ہے اور عنصر کہاں ہوتا ہے؟ تو ان تمام باتوں کی تشریح کا یہ مقام نہیں ہے۔ اسکی تفصیل "سماع طبعی" اور کون وفساد کے بیان میں آرہی ہے۔

کبھی بھی شئے کے فساد سے دوسری شئے کا کون (وجود) ہوتا ہے جیسے نطفہ کی صورت فاسد ہوجاتی ہے تو اِسے "تخلیقی خون" وجود میں آتا ہے۔ جب خون کی صورت فاسد ہوجاتی ہے تو اس سے گوشت بنتا ہے گیہوں کا دانہ فاسد ہوتا ہے تو اس سے پودا اگتا ہے۔ پودے کی حالت فاسد ہوتی ہے تو اس سے بیج نکلتے ہیں۔ رس جب فاسد ہوتا ہے تو اس سے شراب بنتی ہے۔ اور شراب فاسد ہوتی ہے تو اس سے سرکہ وغیرہ بنتا ہے۔ پس کون و فساد کی تمام حالتیں اِسطرح جاری رہتی ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ فساد سے جو چیز وجود میں آتی ہے یا وجود سے جو فساد پیدا ہوتا ہے طبیعت میں دونوں برابر ہوتے ہیں یا برعکس تو اس کے بیان کا یہ مناسب مقام نہیں ہے۔

اِستحالہ: ۔فساد اور کون ایک ساتھ ہو تو استحالہ کہلاتا ہے، کیونکہ آگ کا ہوا کی طرف اِستحالہ آگ کی صورت کا فساد ہے اور اس سے ہوا کا کون (یعنی وجود میں آنا) ہوتا ہے اس طرح ہوا کا پانی کی طرف، پانی کا مٹی کی طرف، مٹی کا پانی کی طرف پانی کا ہوا کی طرف اور ہوا کا آگ کی طرف استحالہ ہوتا ہے۔

آگ کا ہوا کی طرف استحالہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک آگ کی کیفیت یبوست فاسد نہ ہوجائے۔ ہوا کا استحالہ پانی کی طرف اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی کیفیت حارّہ میں فساد نہ آجائے۔ پانی کا اِستحالہ مٹی کی طرف اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک اس کی کیفیت رطبہ فاسد نہ ہوجائے مٹی کا استحالہ پانی کی طرف اس تک نہیں ہوسکتا جب تک مٹی کی کیفیت یابسہ فاسد نہ ہوجائے پانی اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک پانی کی کیفیت باردہ فساد نہ ہوجائے اور ہوا آگ اس وقت تک نہیں بن سکتی جب تک اس کی کیفیت رطبہ میں فساد نہ آجائے۔ پس (معلوم معلوم ہوا کہ) تمام اِستحالات اسی طریقے پر وجود میں آتے ہیں۔

اِستحالہ کی قسمیں: ۔ اِستحالے دو طریقے پر ہوتے ہیں۔

۱۔ قریب ۲۔ بعید

"قریب" جیسے آگ کا ہوا کی طرف، ہوا کا پانی کی طرف اور پانی کا مٹی کی طرف استحالہ، یہ سب اِستحالات قریبہ کی مثالیں ہیں کیونکہ ان دونوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

اِستحالات بعیدہ جیسے آگ کا پانی کی طرف اور ہوا کا مٹی کی طرف استحالہ ــــ اس سے بعید تر

Scanned with CamScanner

استحالہ آگ کا مٹی کی طرف اور مٹی کا آگ کی طرف اِستحالہ ہے۔
یہ تمام کے تمام کون اور فساد ہیں کیونکہ ایک چیز کی صورت فاسد ہوکر دوسری صورت میں آجاتی ہے۔
اَب رہا یہ سوال کہ استحالہ کیسے ہوتا ہے وہ کون سی چیز ہے جو آگ کو اپنی کیفیت چھوڑنے اور دوسری کیفیت اِختیار کرنے پر مائل کرتی ہے۔ اس طرح ہوا پانی اور مٹی کا ایک دوسرے کی جانب منتقل ہو جانا، قلت، کثرت، ضعف اور قوت کے پیدا ہونے کا معاملہ بھی ہے قِلت اور کثرت کہاں سے پیدا ہوتی ہے اور ایک کا دوسرے کی جانب منتقل ہو جانا کس طرح ہوتا ہے اِن تمام چیزوں کے بیان کرنے کا یہ مقام نہیں ہے۔ یہ باتیں سماع طبعی کے بعد کون وفساد کے بیان میں ملیں گی۔
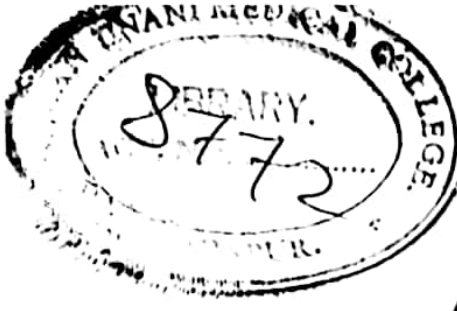
باب (۸)

توالد اور تولد

توالد کی تعریف :۔ توالد ایک ترتیب کا نام ہے جو ہر متحرک میں واقع ہوتی ہے بشرطیکہ یہ جوہر کون (وجود) کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور ایک حالت ہے جو قوت فاعلہ مادہ اور صورت سے تکمیل پاتی ہے۔ یہ نوع ہے یا نوع میں واقع ہوتی ہے، یا جنس ہے، جنس میں واقع ہوتی ہے۔

تولد کی تعریف :۔ تولد طبیعت کی ایک حالت کا نام ہے جو فضلات کو دفع کرتی ہے۔ وہ فضلات جو اس چیز کی جنس سے پیدا ہونے والی شئے سے خارج ہوتے ہیں جس سے جسم طبعی کا وجود عمل میں آتا ہے۔ چنانچہ آسان ترین طریقے سے طبیعت اسے دفع کرتی ہے۔

پس اگر اس سے صورت ظاہر ہوتی ہو اور طبیعت کے لئے آسانی ہو کہ اسے قوت مصورہ کی دفع کرے تو اس کی طرف وہ دفع کر دیتی ہے اور اگر اس کے لئے ایسے راستوں کی طرف پھیر دینا آسان ہو جو فضلات کو دفع کرتے ہیں تو ان کی جانب پھیر دیتی ہے۔ یہ ساری چیزیں ستاروں کی طاقت سے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ تاکہ کون (یعنی وجود) اور عالم باقی رہے اس باب میں بحث بہت طویل ہے۔ تولد اور توالد کے متعلق سب سے عمدہ وہ بات ہے جو افلاطون نے فادن کے جوابات میں کہی ہے۔ اس کے بعد شیخ یونانی کا کلام ہے کون وفساد کے سلسلے میں ارسطو نے جو کلام کہا ہے وہ اور ہے۔

Scanned with CamScanner

باب (۹)

افلاک، کواکب اور طبائع

طبیب کے لئے یہ یقین رکھنا ضروری ہے کہ افلاک اور ستارے طبیعت خامسہ ہیں۔ اسکی ان کیفیات میں سے کوئی کیفیت بدلی ہوئی جو طبیعت کے اندر پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ افلاک و کواکب حار ہیں یا بارد ثقیل ہیں یا خفیف وغیرہ۔ دیگر طبعی کیفیتیں نیز یہ یقیں رکھنا ضروری ہے کہ اعتدال میں، اعتدال سے خارج ہونے میں اعتدال کی کمی اور زیادتی میں افلاک و کواکب مختلف عناصر کے امتزاج کی علت ہیں نفس ان سب امتزاجات کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ ہر امتزاج، امتزاج کے جوہر کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اسکی مثال اس طرح دی گئی ہے کہ دھوپ کی زیادتی سے کھٹی چیزوں کی کھٹاس میں اور میٹھی چیزوں کی مٹھاس میں اضافہ ہوتا ہے حالانکہ سورج کی ایک ہی طبیعت ہے۔ اور ان معلولات کی علت ہونے کے اعتبار سے افلاک اور کواکب کی ایک خاص طبیعت اور حرکت ہوتی ہے۔ اس بات کا تذکرہ ہم نے اس لئے کیا ہے کہ معلول میں علت کا اثر ہونا ضروری ہے۔

طبیب کو یہ یقین بھی رکھنا چاہیئے کہ مرض وصحت میں بوقت کون وفساد طبیعت کی تمام حرکات ستاروں اور ان کی حرکات کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ان میں بعض حرکات بالکل ظاہر ہوتی ہیں جیسے گرم امراض میں بحران کا پیدا ہونا اور بعض پوشیدہ ہوتی ہیں مثلاً حرکات بعیدہ کے امراض میں کواکب کی تاثیر۔

اس لئے فن نجوم کے ساتھ جب فن طب کا تذکرہ ہوتا ہے تو جالینوس فن طب کی

فضیلت کا اظہار کرتا ہوا نظر نہیں آتا۔

اَب رہا ستاروں کی معرفت اور حقیقی عِلم ہیئت تو یہ فن طِبّ کے موضوع سے خارج ہے۔ نیز یہ مسئلہ کہ بعض ستاروں کو حارّ اور بعض کو بارد کیوں کہا جاتا ہے جبکہ ان کی کیفیتیں نہیں ہوتیں تو اس کے اظہار کا یہ مقام نہیں ہے۔

باب (۱۰)

افعالِ طبیعت سے ستاروں کی کیفیت کے اتصال

طبیب کو یہ یقین رکھنا ضروری ہے کہ نفس، تمام اشیاء موجودہ کو تکمیل کیلئے حرکت دیتا ہے۔ افلاک اور ستاروں کو وہ اس لئے حرکت دیتا ہے کہ ان کے تمام طبائع مکمل ہوسکیں صرف تکمیل اور فضیلت ہی پیش نظر ہوتی ہے جس کے لئے نفس کسی شئے کو حرکت دیتا ہے ستاروں کی طرح وہ طبیعت کو بھی حرکت دیتا ہے تاکہ طبعی اجسام کے طبائع مکمل ہوسکیں۔

ستارے اجرام (اجسام) ہیں اور ہر جرم کا ایک سایہ اور شکل ہوتی ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ کسی چیز کا سایہ کسی پر پڑنے سے اس کے اندر تاثیر پیدا ہوتی ہے جو اس کی قوت اور کون میں بیشی یا کمی کرتی ہے مثلاً کسی چیز کی مزاج میں گرمی ہے اور اس پر ایسی چیز کا سایہ پڑے جو گرمی کا مانع ہے تو اسکی قوت کمزور اور ضعف میں اضافہ ہوجائیگا۔

یہ بات صحیح ہے تو "اجرام علویہ" بھی اپنے سائے شکلیں اور صورتیں رکھتے ہیں۔ اشیاء جب ایسے مقام پر ہوتی ہیں جہاں ان اجرام کا سایہ پڑتا یا ان کی شکلیں وارد ہوتی ہیں تو ان اشیاء کی حرارت، برودت اور رطوبت میں اضافہ کمی یا اعتدال پیدا ہوتا ہے اور بیماری یا صحت کا موجب بن جاتی ہیں۔ پس سخونت اور برودت تو عناصر کے باعث ہوتی ہے مگر اس میں زیادتی اور کمی ستاروں کا سایہ پڑنے اور نتیجہ میں بعض کا بعض کیلئے رکاوٹ

Scanned with CamScanner

بن جانے کے باعث واقع ہوا کرتی ہے ۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ستاروں نے گرمی یا سردی پیدا کی مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ستارے خود گرم یا سرد ہیں ۔

بطلیموس نے اسے 'کتاب الصناعت الکبریہ' کی ابتداء میں بیان کیا ہے ۔ وہ کہتا ہے جب سورج (برج) حمل میں آجائے تو یہ طبیعت کے نشوُر (جولانیت) اور اس کی سخونت میں اضافہ کی علامت ہے ۔ ایسا نہیں کہ سورج اپنی طبیعت میں سرد ہوتا ہے یا طبیعت کو گرم کر دیتا ہے ۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اس وقت طبیعت کے نشوُر (جولانیت پھیلاؤ) کی علامت بن جاتا ہے ۔ گویا سورج جب برج حمل میں آجاتا ہے تو اپنی شکل اور مقام کے اعتبار سے اس طرح حائل ہو جاتا ہے کہ آگ کی حرارت میں کمی کر دیتا ہے ۔ چنانچہ وہ چیز اپنی طبیعت کی طرف واپس ہو کر مستحکم ہو جاتی ہے اور طبعی اشیاء کو حرکت میں لاتی ہے ۔ نیز نشو و نما کی طاقت کو بڑھاتی ہے ۔

یہی بات ان لوگوں نے کہی ہے جو کواکب کی طبیعت خامسہ ہونے کا یقین اور ان میں عدم کیفیت کا اعتقاد رکھتے ہیں ۔

حرّانی حکماء نے بھی اس سلسلے میں کلام کیا ہے ۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ سورج اپنی حرکت اور اپنے جرم کے بڑے ہونے کی وجہ سے کرۂ ارض کی جانب ایتھر کی حرارت کا اتنا حصّہ کھینچ لاتا ہے کہ اس کے ذریعہ امہات (عناصر اسطقسات) کو حرارت کا فائدہ پہنچتا ہے ۔ اس طرح وہ شئے کو گرم ترین بنا دیتا ہے ۔ اور جب دور ہو جاتا ہے تو ایتھر کو جس طرح پہلے اپنی حرکت سے کھینچ سکتا تھا اب نہیں کھینچ سکتا ۔ اس لئے شئے بارد کی برودت اور شئے حار کی حرارت میں کمی واقع ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ سورج دور اور حرارت کا مادہ جس پر دار و مدار تھا منقطع ہو گیا ان دونوں حالتوں کے درمیان رطوبت اور یبوست بنتی اور متاثر ہوتی رہتی ہے ۔

صابیہ کہتے ہیں کہ اشیأ کے اندر ستاروں کی تاثیرات بالارادہ ہوتی ہیں ، جب وہ گرمی پہنچانا چاہتے ہیں تو وہ ارادہ رویت اور فکر کے ذریعہ اجزاء حرارت کو زیادہ سے زیادہ جمع کر لیتے ہیں ۔ اور جب سرد کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اجزاء برودت کو ارادہ فکر اور رویت کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ جمع کر لیتے ہیں ۔ یہ قول اسبابُ میں ضعیف ترین قول ہے ۔

اصحاب طبیعت (طبیعین) کا تصوّر یہ ہے کہ کواکب طبائع رکھنے والی اشیاء ہیں ان میں سے بعض آگ کی طرح گرم خشک ہیں بعض ہوا کی طرح گرم تر ہیں بعض مٹّی کی طرح سرد خشک ہیں اور بعض پانی کی صورت سرد تر ہیں چنانچہ اُنھوں نے ستاروں کی بھی وہی کیفیات بیان کی ہیں جو

عناصر اربعہ کی ہوتی ہیں اُنہوں نے کہا ہے کہ اگر یہ ایسے نہ ہوتے تو گرمی سردی اور تحلیل و تکثیف کے کام ان سے انجام نہ پاتے۔ مگر یہ مختلف فیہ اور باب النزاع علت ہے۔۔۔ اور نزاع کی تردید نہایت واضح اور سہل انداز میں کر دی گئی ہے۔

ارسطو نے اپنی کتاب "فی السّماء وَالعَالِم" میں اس باطل مسئلہ کا رد کرتے ہوئے کہا ہے اجسام طبیعہ کی دو حرکتیں ہیں۔ یا تو حرکت دائرہ کے مرکز سے خارج کی طرف ہوگی مثلاً آگ اور ہوا کی حرکت، یا محیط کے خارج سے مرکز کی طرف ہوگی جیسے پانی اور زمین کی حرکت۔ افلاک اور کواکب کو ہم نہ اُوپر کی طرف، نہ نیچے کی طرف حرکت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ یہ خیال ہے کہ افلاک کی حرکت چرخی اور چکی کی طرح حرکت مرکبہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ترکیب سے پہلے ہی چرخی اور چکی کی ایک ذاتی حرکت طبیعہ ہوتی ہے۔ افلاک و کواکب کی کوئی حرکت طبیعہ بھی ہوتی ہے یہ ہمیں نہیں معلوم غرض کہ اس مذہب کے خلاف اس نے بہت سارے دلائل دیئے ہیں۔ مگر اس جگہ ہم نے جو کچھ نقل کیا ہے وہ طبیب کے لئے ان لوگوں کے خلاف دلیل پیش کرنے کے لئے کافی ہے۔

Scanned with CamScanner

باب (۱۱)

متحرک کے بغیر حرکت کا تصور

حرکت کے بارے میں گفتگو دشوار اور اسکا تصور مشکل ہے مگر اس کے بارے میں طبیب کو اس حد تک اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ حرکت جسم متحرک کیلئے کمال کا باعث ہے ۔ اس جملے کے معنی یہ ہیں کہ حرکت کے ذریعے ہی جسم از ابتدائے حرکت تا انتہائے وقوف بوقت کمال مکمل ہوتا ہے۔

مکمل ترین جسم وہ ہے جس کے ساتھ حرکت بعد از کمال موقوف ہو جائے اور حرکت کی بدولت ہی متحرک رہا ہو۔

سب سے بہتر جسم وہ ہے جسے حرکت ابتدا سے تکمیل تک استحکام بخشے ۔ مکمل ترین جسم وہ ہے جس پر حرکت موقوف ہو کر منقطع ہو جائے یہ مردہ جسموں کی صورت ہے ۔

برعکس ازیں ان حضرات کا مذہب ہے جو حرکت کو بعض اَجسام میں پوشیدہ اور بعض میں ظاہر مانتے ہیں یہ فاسد مذہب ہے ۔ کیونکہ حرکت ، حرکت ہونے کے اعتبار سے کبھی ساکن نہیں ہوتی نہ ہی پوشیدہ ہوتی ہے ۔ بس شئ مردہ (موات) طلب مرکز کے لئے اپنی حرکت میں ابتدا ہی سے خواہ کوئی زمانہ ہو اس میں متحرک رہے گی کیونکہ حرکت اس کے ساتھ چلتی رہے گی تاکہ اسے مکمل کر دے اس کا کمال اس کے اپنے مرکز میں سکون کے ذریعہ پورا ہو جاتا ہے ۔ اور اگر یہ عقیدہ رکھے کہ حرکت اس چیز کی ابتدا رہے جو اتنے وقت میں جتنے وقت میں وہ چیز بنتی ہے اس آغاز کے ذریعہ مکمل ہونا چاہتی ہے تو یہ جائز ہے ۔ اس مسئلہ پر بحث و گفتگو کرنا دشوار ہے مگر اس حد تک ایک طبیب کے لئے کافی ہے ۔

Scanned with CamScanner

ارسطو نے حرکت کی تعریف (اپنی کتاب السماع الطبیعی) میں جو مسلک اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ حرکت جسم متحرک بالقوہ کا کمال ہے جو اس طریقے پر قائم رہے۔ اس تعریف کی تشریح نہایت باریک ہے مگر ہم تھوڑا پیش کریں گے۔

"کمال الجسم المتحرک بالقوۃ" (بالقوہ جسم متحرک کا کمال) کا مطلب یہ ہے کہ حرکت اس جسم کے لئے کمال کا باعث ہے جس کا حرکت کرنا ممکن ہے۔ جیسا کہ اس نے نفس کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ نفس جسم طبعی بالقوہ کی تکمیل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس جسم میں حیات ممکن ہے اس جسم کو نفس مکمل کرتا ہے

باب (۱۲)

ابتدا کی ماہیت اور ہر طرح کے جسم متحرک کا کمال

حرکت کی تعریف اختصار کے ساتھ گذر چکی ہے طبیب کے لئے ضروری ہے کہ کسی چیز کے وجود اور اس کی انتہا میں یہ یقین رکھے کہ جسم کبھی نشو و نما کے لئے حرکت کرتا ہے اور کبھی ذبول (گھلنا) کے لئے جب کوئی چیز اپنی حرکت اولی کے ساتھ متحرک ہو تو اسکو اس چیز کی ابتدا کہتے ہیں اور جب وہ چیز اپنی انتہا تک پہنچ جائے تو اس کو "انتہا" سے موسوم کرتے ہیں پس ابتدا اور انتہا جسم کی ہوتی ہے۔ ابتدا اور انتہا کا تصور صرف ان ہی چیزوں کے لئے ہو سکتا ہے جو کون و فساد کو قبول کرتی ہیں۔ جو چیزیں کون و فساد قبول نہیں کرتیں نہ ان کی ابتدا کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ نہ انتہا کا کیونکہ ہم نے بیان کر دیا ہے کہ ابتدا وجود میں آنے والی شئے کی حرکت کا نام ہے اور انتہا اسکے وجود کے انتہا کا نام ہے اور ان اشیاء کی ابتدا و انتہا کی تعریف جو وجود میں آتی اور فاسد ہوتی ہیں اس طرح بھی کی جاتی ہے کہ ابتدا (کون) وجود کا اور انتہا فساد کا قریب ترین کنارہ ہے ہر چیز کا ایک بعد ابعد اور قرب اقرب ہوتا ہے۔ وجود میں آتے والی شئے کا بعد ابعد وہ کنارہ ہے جو کون (وجود) کے لئے شروع ہو کر اس کنارے تک پہونچتا ہے جہاں سے فساد شروع ہوتا ہے اس طرح دوسرا پہلو یعنی قرب اقرب اس کے برعکس ہے۔

Scanned with CamScanner

باب (۱۳)

نفس کلی اور جزوی

پہلے ہم نفس کلی اور جزوی کو اجمالاً بیان کریں گے، پھر اس جزو کا تذکرہ کریں گے جس کا ایک طبیب کو یقین رکھنا ضروری ہے

نفس کی تعریف:۔ نفس ایک جوہر فاعل ہے جو اشیاء کو نقصان سے کمال کی طرف لے جاتا ہے۔ ایک جوہر عالم ہے جو کائنات کو اور ان چیزوں کو جانتا ہے جو کائنات سے مقدم ہیں منفس کی ذات ازلی ہے اور اپنی جنس میں کامل۔

فلاسفہ نے نفس کی تعریف یہ کی ہے کہ نفس جسم طبعی الیٰ بالقوہ یعنی زندہ بالقوہ کی تکمیل کا نام ہے اس امر میں اختلاف ہے کہ اس سے مراد ان کی نفس کلی ہے یا انفس طبیعیہ جو کواکب کی قوتیں ہیں۔ اسکا بیان "کتاب النفس" میں شرح وبسط کے ساتھ آئے گا۔

اب رہا نفس جزوی تو یہ جسم طبعی کی تکمیل اور ان جنسوں میں سے کوئی ایک جنس دینے یا قوت حرکت کی راہ سے نفس کلی کے مناسب ہوا کرتے ہیں۔ اگلے لوگوں میں اس سلسلے میں اختلاف ہے۔

اکثر لوگوں کے نزدیک یہ نفس فلک قمر کے تحت پیدا ہوتا ہے۔ اور اشیاء میں اسکی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ ارسطو اس کا اعتقاد رکھتا تھا۔ اس کے نزدیک ہر حیوان اور ہر شخص کے لئے ایک ایسا نفس ہوتا ہے۔ جو دوسروں کے نفس سے علیحدہ ہوتا ہے۔

افلاطون کے نزدیک تمام نفس سب کے سب، ایک ہی ہیں، ذوات الانفس (یعنی نفس والوں) میں جو اختلاف پایا جاتا ہے انکے اپنے اپنے مزاج کی وجہ سے آتا ہے۔ نہ کہ نفس کے اختلاف کی وجہ سے وہ ان لوگوں پر تعجب کرتا ہے جو بہت سارے نفوس کا اعتقاد رکھتے وہ کہتا ہے کہ جب باریؑ تعالیٰ ایک ہے عقل ایک ہے، ہوا، پانی اور زمین بھی اسی طرح ایک ہیں اختلاف تو صرف اعراض قبول کرنے میں اشیاء طبیعہ اور مابعد الطبیعہ کا ہوتا ہے بس جب ہر چیز واحد اور ایک ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ نفس بہت سے ہوں اور ذوات الانفس (نفس والی اشیاء) اعراض قبول کرنے کے اعتبار سے کیوں مختلف نہیں ہوسکتیں بہت سارے اقوال میں سے یہ ایک مختصر سا بیان ہے کلام کو طول دیا جائے تو طالب علم کی طاقت سے باہر ہو جائے گا۔
اَب جو بات یہاں جس بات کا تصور ایک طبیب کے تصور کے لئے ضروری ہے وہ حسبِ ذیل ہے۔

نفس کی تین قسمیں ہیں۔
(۱) نفس ناطقہ ۔ یہی نفس کلیہ ہے۔
(۲) نفس حیوانیہ ۔ اس کی دو قسمیں ہیں

پہلی قسم وہ ہے جو قلب سے دماغ تک جاتی ہے وہاں اپنا مامن بنا لیتی ہے نفس ناطقہ کی تاثیر اور اس کی تادیب قبول کرتا ہے۔ اس طرح حساس بن جاتا ہے۔ اور حس و حرکت عطا کرتی ہے۔

(۲) یہ قلب سے متعلق ہوتی ہے۔ کامیابی، غلبہ اور انتقام کی خواہش اس کا خاصہ ہے۔ شریانوں میں سرایت کر کے انہیں زندگی اور حیات کا ولولہ بخشتی ہے۔

(۳) نفس کی اس قسم کا تعلق جگر سے ہے۔ یہ کھانے پینے اور جماع کی خواہش پیدا کرتی ہے۔ یہ وریدوں میں سرایت کرتی ہے۔

مذکورہ تین قسموں میں مادہ کے ساتھ یا مادہ ہی میں پائی جاتی ہیں۔ مادہ کے بغیر ان کا تصور ممکن نہیں ہے۔ تیسرا نفس جو ناطقہ ہے علیحدہ بھی متصور ہو سکتا ہے۔ یہ نطق اور گویائی عطا کرتا ہے اور نفس کے تمام افعال کی تکمیل کرتا ہے۔ نفس ناطقہ کے علاوہ نفوس ستاروں کے کچھ قویٰ ہوتے ہیں جو طبیعت کے ساتھ مرکب ہوتے ہیں انہیں نفس طبعی اور قوت طبیعہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔

باب (۱۴)

عقل

عقل کی تعریف :۔ عقل ایک جوہر بسیط ہے جو نفس کے افعال کی تکمیل کرتا ہے اشیاءؑ کو ان کے حقائق کے ساتھ مرتب کرتا ہے اور اشیاء جن حقیقتوں کی حامل ہوتی ہیں انکا ادراک انھیں کے مطابق کرتا ہے۔ نفس کے بہت سے افعال عقلاً موسوم ہیں یہ وہ ہیں جن کو نفس موجودات اور مسموعات سے اخذ کرتا اور عقل کے پاس پہونچا دیتا ہے پھر عقل انھیں سمیٹ کر مرتب کرتی ہے۔ چنانچہ یہ عقل سے موسوم ہوتی ہے۔ یہ "جزوی" کی طرح ہیں۔ اور وہ چیز جو اس طریقہ سے معلوم ہوئی جسکا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے اسکو "عقل مستفاد" اور "عقل اوّل" کہا جاتا ہے اسے "عقل ہیولانی" بھی کہتے ہیں یعنی یہ عقل ہر ایک کیلئے مساوی طور پر بنائی گئی ہے جس کے اندر بھی یہ عقل پائی جاتی ہے مساوی طور پر ملتی ہے جیسا کہ ہیولی ہر ایک کے لئے مساوی طور پر بنایا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہیولی کی نسبت ہر اس چیز کی طرف جو "صورت" کو قبول کرتی ہے ایک ہی ہے۔

عقل کی قسمیں : بعض بزرگان قدیم نے عقل کی تین، بعض نے چار اور بعض نے چھ قسمیں بیان کی ہیں۔ مگر ایک طبیب صرف اسی قسم کو محفوظ رکھے ہے جسے ارسطو نے بیان کیا ہے۔ اس کے نزدیک عقل کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مذکورہ بالا عقل ہیولانی

Scanned with CamScanner

(۲) نفس کے قویٰ اور اس کے افعال سے ماخوذ ہے۔ نفس کے افعال و قویٰ جب عقل کی طرف پھیر دیئے جاتے ہیں انھیں قبول کر لیتی ہے تو یہ "عقل" بن جاتے ہیں۔

(۳) وہ چیزیں جن کے ذریعے انسان کو عقل حاصل ہوتی ہے انکی کثرت سے نفس کے اندر عقل کی قوتیں تکمیل پاتی ہیں۔ جیسے تجربات، امتحانات قیاسات، شے اور اس کی ضد اور مخالفت و موافق کی معرفت ان چیزوں کے ذریعہ انھیں کے متعلق ایسی عقل پیدا ہوتی ہے جو انکل پچو ہانکنے اور ترک ترغیب سے باز رکھتی ہے۔ ارسطو کے بعض اصحاب نے عقل کی اس قسم کو "قوی النفس العقلیہ" (نفس کے عقلی قوی) سے موسوم کیا ہے۔ عقل کے بارے میں بحث بڑی لمبی مگر مشکل ہے۔ حقیقت میں اسکا تصور وہی کر سکتے ہیں جو ارسطو کی کتاب الاخلاق اور سیرت عقلیہ میں برفلس کا مقالہ پڑھیں یہاں ہمارے لئے ممکن نہیں کہ عقل کے بارے میں تمام بحثوں کا احاطہ کریں۔ یہاں ہم نے جو کچھ ذکر کر دیا ہے وہ بس مبتدی کے لئے کافی ہے۔

باب (۱۵)

ہیولیٰ اور عنصر

طبیب کے لئے یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ ہیولیٰ اور عنصر کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے بشرطیکہ ہیولیٰ سے مراد ایک ایسا جوہر ہو جو صورت کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اور مرد اگر تنوع اور ہیولی کی کیفیت ہو تو یہ یقین کرنا ضروری ہے کہ جو عنصر قبل ہیولیٰ تھا اس کی ہر صورت کی ایک صورت ہے جو اس صورت کا عنصر اور اس عنصر کی صورت بن گئی ہے۔ پھر اس تنوع کو وجود میں لانے کے لئے دونوں باہم ایک دوسرے کے معاون ہوئے مگر جب صورت اس سے علیحدہ ہو جائے یا صورت حلول کر جائے تو اس صورت کا وہ عنصر نہ ہوگا بلکہ یہ ہیولی ہوگا اور وہ صورت ہم اس کے لئے ایک مثال بیان کرتے ہیں تاکہ طالب علم کو واقفیت حاصل ہو۔ چاندی اِن تمام صورتوں کا ہیولی ہے جو اس میں بنائی جاتی ہیں۔ جیسے انگوٹھی، چمچہ، کنگن پس جب اس سے انگوٹھی تیار کی جائے تو وہ مادہ جو انگوٹھی میں ہوتا ہے اسکا عنصر ہوتا ہے اور انگوٹھی اس کی صورت، اور اگر انگوٹھی توڑ دی جائے تو وہ چاندی کی شئے کا عنصر ہے اور بلکہ سابق کی طرح ہیولیٰ ہو کر رہ جائے گی۔

ایک طبیب کے لئے پس اسی قدر کافی ہے یہاں طویل گفتگو ہے جو تفصیل کے ساتھ ہیولیٰ اور صورت" کے بیان میں آرہی ہے۔

Scanned with CamScanner

باب (۱۶)

صورت

طبیب کو یہ یقین رکھنا ضروری ہے کہ صورت ایک ایسا جوہر ہے جو مادہ نوعیہ کو تشکیلی انداز سے ڈھال لیتا ہے۔ صورت نہ شکل ہے نہ مادہ شکل بلکہ مادہ ایک ازلی چیز ہے اور جوہر ہے۔ صورت جوہر ازلی ہے یعنی وہ پہلی چیز ہے جسکو اللہ نے پیدا فرمایا یہ اپنی حرکت کے ذریعہ کسی ایک شکل میں ڈھل جاتی ہے جس سے مادہ نوع بن جاتا ہے اور دوسروں سے ممتاز ہو جاتا ہے یہ نوع بہت سارے معنی کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے اور بہت سارے معانی کے ذریعہ تکمیل پاتی ہے یہ معانی بعض تو طبعی ہوتے ہیں اور بعض فلکی۔

طبیب کو یہ یقین رکھنا ضروری ہے تو شکل صورت سے ہٹ کر نوع بن جائے تو بھی چیز بنا لیتی ہے۔ صورت میں بہت باریک بحث ہے جو اپنے مقام پر آئیگی۔

صورت کی تعریف

:۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کے اندر کوئی چیز ہو بہو موجود ہو۔

باب (۱۷)

جوہر کی حقیقت، جوہر جسمانی وغیرہ کا فرق

طبیب کو یہ یقین رکھنا چاہئے کہ جوہر تین ہوتے ہیں۔

(۱) "اجسام" کیونکہ یہ سب جوہر ہیں ہر جسم جوہر ہوتا ہے۔

(۲) وہ جوہر جو اجسام نہیں ہیں یہ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہیں اور اجسام نہیں ہیں متضاد چیز ان کو قبول کرتے ہیں اور "اعیان" بن جاتے ہیں۔

(۳) جوہر باری تعالیٰ ہے یہ متضاد چیزوں کو قبول نہیں کرتا نہ "اعیان" بن سکتا ہے۔ فلاسفہ کے درمیان اپنے اپنے خاص مذاہب کے اعتبار سے اتفاق ہے۔ جب وہ جوہر کی تعریف کرتے ہیں تو جوہر باری تعالیٰ سے تعرض نہیں کرتے۔ اسکی تعریف کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ جوہر وہ ہے جو موجود بنفسہ ہو اور متضاد قبول کرنے کے لئے بنایا گیا ہو۔

فلاسفہ نے جوہر کو موجود بنفسہ اس لئے کہا ہے کہ "عرض" موجود بنفسہ نہیں ہوتا "متضاد قبول کرنے کیلئے بنایا ہوا" کا مطلب یہ ہے کہ جوہر ہونیکے اعتبار سے اس میں کوئی تضاد نہیں ہوتا۔ وہ متضاد تاثیرات کو قبول کر سکتا ہے جیسے سیاہی، سفیدی، گرمی، سردی اور خیر و شر۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ جوہر کے خواص کیا ہیں کیا چیز اسے لازم ہے کیا کسی شئی میں ہوتا ہے یا کسی شئی میں نہیں ہوتا، وہ کس چیز کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس پر کس چیز کا اطلاق جائز ہے۔ تو یہاں گفتگو کا یہ موضوع نہیں ہے۔ ارسطو نے بہت سے مقامات پر جوہر کے باب میں بحث کی ہے۔

"کتاب قاطیغوریاس" "حرف اللام" "نیز" "الکون والفساد" میں اس نے جوہر کا تذکرہ اس مقام پر ذکر کیا ہے جہاں اس نے یہ مسئلہ چھوڑا ہے کہ جوہر وہ کونسی چیز ہے جو وجود میں اِتنی ہے اور فساد قبول کرتی ہے اور وہ کونسی شئ ہے جو وجود میں آتی ہے مگر فساد قبول نہیں کرتی۔

جوہر کو سمجھنے کے لئے ایک طبیب کیلئے اسقدر کافی ہے کہ اس سے اس کے اندر بحث و جستجو کی صلاحیت پیدا ہوسکتی ہے۔

باب (۱۸)

اجناس و انواع کی بنیاد پر طبیب کا امراض کو تقسیم کرنا اور مرض واحد بالعدد غیر منقسم تک پہونچنا

ایک طبیب کو اپنے فن کیلئے مذکورہ بالا امر کی سخت ضرورت ہے ۔ کیونکہ تمام امراض اور علاج اس ترتیب ہی پر چلتے ہیں لہذا پہلے ہم ان القاب کے معانی کا پھر مختصر طور پر ان مقامات کا ذکر کریں گے جہاں ایک طبیب کو انکی ضرورت لاحق ہوتی ہے تفصیلی بحث کا تعلق فن منطق سے ہے۔

جنس کی تعریف :۔ جنس وہ چیز ہے جو نوع کے اعتبار سے مختلف حقیقت رکھنے والی اشیاء پر ماہر کے جواب میں کہی جائے جیسے حیوان یہ لفظ تمام حیوانات پر لایا جاسکتا ہے جو مختلف ہوتے ہیں پھر "حیوانات" انواع ہیں اور "حیوان" انکی جنس ہے۔ اس طرح کا جو کلام بھی ہوگا جنس ہوگا۔

جنس الاجناس :۔ حیوان ، جوہر کے تحت داخل ہے کیونکہ جوہر حیوان سے زیادہ عام ہے حیوان جسم ہونے کے اعتبار سے جوہر ہے جوہر جسم نہ ہونے کے لحاظ سے حیوان نبات اور جماد

ہے اور جسم نہ ہونے کے اعتبار سے غیر حیوان غیر نبات اور غیر جماد ہوتا ہے یہی جوہر حیوان سے زیادہ عام ہے کیونکہ وہ حیوان اور غیر حیوان پر حاوی ہے اور جو چیز ایسی ہوگی وہ "جنس الاجناس" ہوگی

نوع کی تعریف

:۔ نوع وہ کلی ہے جو متفقہ حقائق رکھنے والی اشیاء پر "ماھو" کے جواب میں کہی جائے یا بالفاظ دیگر "اَیُّ شئٍ ھو؟" کے جواب میں واقع ہو۔ جیسے اِنسان حیوان کی نوع ہے انسان کا لفظ، زید، عمر، حبشی، صقلابی سب پر بولا جاتا ہے۔

کبھی نوع کا اطلاق ایک ایسی نوع پر ہوتا ہے جو اسکے اُوپر کی جنس کیلئے ہوتی ہے اور اِس میں جنس کے معنی پائے جاتے ہیں کیونکہ وہ جنس کے معنی پر حاوی ہوتی ہے پس اس کو ماتحت کیلئے جنس اور مافوق کیلئے نوع کہا جاتا ہے۔ جیسے "سمک" (مچھلی) کا لفظ یہ حیوان کی ایک قسم ہے اور حیوان کے تحت دَاخِل ہے لیکن وہ اپنے ماتحت "سمک کے انواع" کے لئے جنس ہے کیونکہ مچھلی کی بہت سی انواع ہوتی ہیں۔

ہر نوع جو ایک ہو جائے اور مزید تقسیم نہ ہو اسکے نیچے کوئی اور چیز نہ ہو اسے "شخص" اور "واحد بالعدد" کہا جاتا ہے ہر وہ نوع جسکے تحت بہت سی انواع نہ ہوں اسے "نوع الانواع" کہتے ہیں۔ اِس لئے کہ وہ ایسی نوع ہے جسکے ماتحت کوئی نوع نہیں ہوتی۔ جیسے انسان اور فرس (گھوڑا) اس لئے کہ زید، عمرو اور حبش، صقلابی کے سوا اور کوئی قسم نہیں ہے۔ یہ سب کے سب ایک ہی ہیں اِن میں انسانیت کی مختلف انواع و اقسام نہیں ہوسکتے۔

فصل کا بیان

:۔ فصل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) فصل ذاتی جس کے سَاتھ ایک ہی جوہر یا نوع خاص ہو۔ یا

(۲) فصل نوعی جو اپنے اور دوسری نوع کے درمیان نیز ایک نوع اور دوسری نوع کے درمیان ایک دوسرے مفہوم سے امتیاز پیدا کرے۔ جو فصل ایسی ہوگی اسے "فصل مشترک" کہا جاتا ہے۔ اور جو فصل مذکورہ پہلے معنی کے مطابق ہوگی اسے "فصل ذاتی" کہتے ہیں جیسے نطق انسان کے لئے فصل ذاتی ہے کیونکہ انسان سے خاص ہے اگر ہم اس پر اس پہلو سے غور کریں کہ "نطق سوائے انسان کے کسی حیوان کو حَاصِل نہیں" تو لفظ نطق انسان کے لئے "مقدم ذاتی" ہوگا کیونکہ انسان حی (زندہ) ناطق (بولنے والا) اور میت (مردہ) ہوسکتا ہے پھر لفظ "ناطق" "فصل ذاتی

ہوگا جو انسان اور دوسرے تمام حیوانات میں تمیز کریگا۔ اس سے "حد" مرکب ہوتی ہے اِس کی جنس بھی "حد" ہوسکتی ہے۔

اگر ہم "نطق" کو "موت" کے ساتھ جمع کریں اور اس طرح کہیں الانسان حی ناطق مائت والملائکۃ احیانا ناطقۃ غیر مائیۃ انسان زندہ، ناطق اور مرنے والا ہے اور فرشتے کبھی ناطق ہوتے ہیں مرنے والے نہیں ہوتے) تو یہ جملہ فصل ذاتی پر مشتمل ہوگا جو ذات انسان کیلئے موت کے فرشتے کے نزدیک متقوم ہے اور جب مردہ غیر ناطق حیوان کے ساتھ فصل کو جمع کیاجائے تو وہ فصل ذاتی ہوگی جو حیوان ناطق کے ساتھ اس کی ذات کی متقوم ہے۔ اس فصل سے ایک نوع اور دوسری نوع کے درمیان تمیز حاصل ہوگی اور اسی نوع کے نزدیک اسکی ذات کی متقوم ہوگی اور اس کے اور دوسری نوع کے درمیان امتیاز کرے گی۔ ایک دوسرے معنی کا اِعتبار کرتے ہوئے بھی امتیاز کرے گی پھر جو غیر ذاتی ہوگی وہ ایک خاص نوع کے ساتھ دوسری نوع کو چھوڑکر ذاتی بن جائے گی۔

اَب رہا جو فصل ذاتی ہوگی وہ کسی نوع کے ساتھ مل کر غیر ذاتی نہیں بن سکتی چاہے اسے جس انداز میں بھی لیا جائے۔ یہ فصل ذاتی کی خاص فضلیت وخصوصیت ہے۔

فصول غیر ذاتیہ کا بیان: فصول غیر ذاتیہ وہ ہیں جن سے "حد" (تعریف) مرکب نہیں ہوتی جیسے اِنسان کی تعریف میں یہ کہنا کہ وہ "ماشی علی القدمین" (دو پاؤں پر چلنے والا) یا منتصب القامہ (سیدھے قد والا) یا عریض الاظفار (چوڑے ناخن والا) یا متخذل الصنائع (کاریگر) ہے وغیرہ کیونکہ اکثر حیوانات میں یہ خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا ان حد سے (تعریف) مرکب نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ چیزیں دوسرے مرحلہ میں انسان کو عارض ہوتی ہیں روز اول سے وہ ایسا نہیں ہوتا ہمارے قول فصل ذاتی اور غیر ذاتی اور غیر ذاتی کا یہی مفہوم ہے۔

خاصہ کی تعریف: خاصہ وہ خصوصیت ہے جو ایک مخصوص نوع اور اس نوع کے ہر فرد کیلئے ہو اور دوسرا ہرگز اس میں شریک نہ ہو۔ کبھی "خاصہ" کو بطور مجاز کے "فصل" بھی کہتے ہیں۔ جیسے ضحک (ھنسنا) انسان کیلئے اسلئے خاص ہے اِنسان کے سوا دوسرے کسی اور حیوان میں یہ خصوصیت نہیں پائی جاتی۔ اَب رہا یہ سوال کہ اس کا نام مجازاً "فصل" کیوں

Scanned with CamScanner

رکھا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ انسان اور غیر انسان یعنی دیگر تمام جوابات کے درمیان فصل پیدا کرتا ہے۔

عرض کی تعریف

: عرض وہ چیز ہے جو جوہر کے وجود کے تابع ہو اس کے بغیر نہ پائی جاتی ہو اس سے الگ ہو سکتی ہو اور الگ جوہر فاسد اور سُرخی یہ دونوں یکے بعد دیگرے کپڑے پر کپڑے کے فساد ہوئے بغیر ظاہر ہو سکتی ہیں ہم نے ان الفاظ کے معانی ظاہر کر دیئے ہیں۔ تو اب یہ بھی بتائیں گے کہ طبیبؔ کو ان کی ضرورت کیوں کر ہے۔

لفظ "صحت" بمنزلہ لفظ "جوہر" کے ہے جس طرح جوہر جنس الاجناس ہے اسی طرح صحت کا تغیر (بگڑ جانا) "جنس اجناس الامراض" ہے۔ اور جس طرح حیوان "جنس" ان چیزوں کیلئے ہے جو اس کے نیچے ہیں اور جوہر کا نوع ہے۔ اسی طرح "مرض" ان امراض کیلئے جنس ہے جو اس کے تحت ہیں۔ اور تغیر صحت کا نوع ہے جس طرح نوع کہتے ہیں کہ "انسان" اور "فرس" "حیوان" کے انواع ہیں اسی طرح نسل، ذات الجنب ذات الریہ "مرض" کے انواع ہیں۔ اور جس طرح ہم کہتے ہیں کہ سمک (مچھلی) حیوان کی "نوع" ہے اور اپنے ما تحت مچھلی کی قسموں کیلئے "جنس" ہے اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ حمیؔ (بخار) "مرض" کی "نوع" ہے اور اس لفظ کے ما تحت دیگر بخاروں کے لئے "جنس" ہے۔ جس طرح ہم کہتے ہیں کہ انسان حیوان کے لئے نوع ہے اور اس کے نیچے اور کوئی "نوع" واقع نہیں ہے اسی طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ حمائے صفرا (صفراوی بخار) بخار کی ایسی نوع (قسم) ہے کہ اسکے تحت اور کوئی نوع نہیں ہے۔

نیز جس طرح ہم کہتے ہیں کہ زید انسان ہے عمرو انسان ہے اور زید عمرو کے مانند نہیں ہے کیونکہ اِسکے جملہ اعراض اسکے اعراض کے مانند نہیں ہیں۔ اسی طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ صفراوی بخار ہے یہ بھی صفراوی بخار ہے مگر یہ اس کے جیسا نہیں ہے کیونکہ اِسکے جملہ اعراض اسکے جملہ اعراض کے مخالف ہیں۔

ایک دوسری مثال، ہم کہتے ہیں وہ زید جو لمبا ہے نیلگوں آنکھوں والا پست چپٹی ناک والا، پیر کی سمت میں جس کے میلان ہے، گندم گوں، جھک کر چلنے والا ہے۔ یہاں تک کہ ہم اس کے تمام اعراض بیان کر دیتے ہیں تو وہ ایسا واحد ہو جاتا ہے جسے واحد معلم بالعدد کہا جاتا ہے یعنی وہ دوسرے سے بالکل ممتاز ہو جاتا ہے (ورنہ زید تو کئی اشخاص کے نام ہو سکتے

Scanned with CamScanner

ہیں مگر مذکورہ صفات کی وجہ سے وہ زید ممتاز ہو گیا جو ہمارا مقصود ہے) ۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ ایسا صفراوی بخار جس کے ساتھ درد سر بھی ہو پیاس بھی ہو صفرا بھی نکلتا ہو اور پسینہ بھی جاری اور صفرا بھی بن گیا ہو کڑواہٹ بھی پیدا ہو گئی ہو یہاں تک کہ جب ہم اس بخار کے تمام اعراض بیان کر دیں تو یہی وہ بخار اپنے تمام امراض کے ذریعہ دوسرے قسم کے بخار سے ممتاز ہو جاتا ہے اور ایسا واحد بخار ہو جاتا ہے جسکو "الواحد المعلمہ" کہا جاتا ہے اور (اس کے اندر کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا) ایسی صورت میں طبیب کو (علاج معالجے کے ذریعہ) مرض کا دفع کرنا ممکن ہوتا ہے جو معالج وطبیب اس قسم کو نہیں جانتے ان کے لئے مریض کا علاج ممکن نہین ہوتا ۔ اگر علاج ہو گا بھی تو غلطی واقع ہو گی ۔ (واضح رہے کہ) یہی مفہوم مرض کے تمام انواع واقسام میں موجود ہے ۔

Scanned with CamScanner

باب (۱۹)

مناسبت اور منافرت کا مفہوم

مناسبت اور منافرت کے الفاظ بہت سے مقامات پر بولے جاتے ہیں۔ ان میں ایک نفسیاتی ہے جیسے نغموں اور اشکال کی مناسبت، ہماری گفتگو اس بارے میں نہیں ہے۔ بلکہ اِن مناسبات کے بارے میں جو اشیاءِ طبعیہ میں پائی جاتی ہے جیسے جواہر اور کیفیات۔

ایک طبیب کو اس بات کا علم ضروری ہے کہ پانی برودت کے لحاظ سے مٹی سے مناسبت رکھتا ہے نہ کہ رطوبت کے لحاظ سے، اور رطوبت کے اعتبار ہوا سے مناسبت رکھتا ہے۔ برودت کے اعتبار سے، اور ہوا باعتبار رطوبت پانی سے مناسبت رکھتی ہے نہ کہ رطوبت کے اعتبار سے، اور آگ مٹی سے بہ اعتبار یبوست مناسبت رکھتی ہے، اور مٹی سے بہ لحاظ برودت پانی سے مناسبت رکھتی ہے۔

جب یہ بات صحیح ہے (تو معلوم ہونا چاہیئے کہ) اَفلاک مذکورہ طبائع میں سے کسی بھی طبیعت کے حَامِل نہیں ہیں۔ عالم میں کوئی خلا نہیں ہے لہٰذا یہ بات ضروری ہوئی کہ آگ اپنی خارجی سطح سے فلک کی سطح سے متصل رہے جو آگ پر حاوی ہے کیونکہ عالم میں خلا نہیں ہے۔ اور افلاک کیلئے نہ کوئی طبیعت ہے نہ کوئی کیفیت۔ اب یہ سوال ہے کہ پھر وہ طبیعت کے اعتبار سے کس طور پر ضم ہوں گے؟ ان دونوں کی سطحیں کس طرح ملیں گی؟ تو یہ دشوار مقام ہے مگر سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ افلاک اور کواکب اپنی طبیعت کے لحاظ سے لطیف

ہیں ان دونوں کروں کے درمیان ایک لطیف آگ بھری ہوئی ہے جو اثیر سے زیادہ لطیف ہے پھر اس کی سطح آگ کی سطح سے اسی لطافت کے ذریعے ملتی ہے اور آگ کی سطح "اثیر" کی سطح سے حرارت کی وجہ سے ملتی ہے گو وہ اس سے زیادہ لطیف ہے۔ پھر ایک آگ اور دوسری آگ کے درمیان حرارت کے ذریعے مناسب پیدا ہو جاتی ہے اور لطیف آگ کے درمیان طبیعین کے نزدیک اثیر ایک ایسے مادہ کا نام ہے جو وزن کے تحت نہیں آتا یہ اجسام کے اندر ہوتا ہے اور اس کے تموج سے حرارت اور آواز کے اندر پھیلاؤ پیدا ہوتا ہے۔ لطافت کی وجہ سے منابت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ کلام تشفی بخش ہے۔ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

بعض متاخرین نے کہا ہے کہ آگ اور افلاک کے درمیان حرکت میں مناسبت ہے۔ ان دونوں کی حرکتیں متصل ہوتی ہیں جب حرکات میں اتصال واقع ہو تو انضمام واقع ہوتا ہے اور خلا کا جو شک پیدا ہوتا ہے وہ زائل ہو جاتا ہے۔ (لیکن) طبیب کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اسکا یقین کرے کیونکہ یہ قول انتہائی ضعیف ہے اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم ان الزامات کا ذکر کرتے جو اس قول کے ماننے کی صورت میں چار و ناچار عائد ہوتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

8227

باب (۲۰)

مکان کی تعریف

مکان" کے بارے میں گفتگو دشوار ہے، اس میں اختلافات اور شکوک بہت زیادہ ہیں ارسطو نے "سماع طبعی" کے چوتھے مقالہ میں" مکان" کے متعلق جو لکھا ہے اسکی یحیٰ نحوی نے مخالفت کی ہے اگر ہم تمام بحث کو جوں کا توں بیان کریں تو بات لمبی ہو جائیگی اور طبیب جو فلسفی نہیں ہوتا کے فہم سے باہر ہو جائے گی لہٰذا ہم وہی لکھیں گے جو ایک طبیب کے لئے ضروری ہے۔

مکان کی تعریف: "مکان" شئ حاوی کی داخلی سطح کا نام ہے جو شئ محوی کی خارجی سطح سے متصل ہو۔

کبھی کوئی چیز کسی چیز کے لئے برتن کا کام کرتی ہے (مگر) اسکے لئے مکان نہیں ہوتی جیسے کوزہ کے اندر پانی، کوزہ پانی کا مکان نہیں ہے کیونکہ کھلے حصے کی طرف سے پانی ہوا متصل ہے کوزے کی داخلی سطح اس ہوا کی سطح کے ساتھ جو کوزے میں موجود ہے پانی کی سطح سے مل رہی ہے لہٰذا یہی پانی کا مکان پانی کا "مکان" ہوگا ـــــ اسی طرح جو کشتی پانی کے اندر موجود ہو اسکا مکان پانی کی وہ سطح ہوگی جو پانی کو گھیرے میں لئے ہوئے ہو پرندے جو ہوا کے اندر ہیں ان کا مکان داخلی ہوا کی وہ سطح ہوگی جو پرندوں کو گھیرے ہوئے ہوگی۔ اسی پر تمام دوسری

Scanned with CamScanner

چیزوں کو قیاس کر لو۔

اگر ایسا اتفاق ہو کہ کوئی ایک گیند پانی کے اُوپر ہو اور تمہارا ہاتھ گیند پر ہو اور اسکے ایک طرف آگ ہو جو اسکو چھو رہی ہو اور دوسرے تمام اطراف میں ہوا ہو تو پانی کی سطح ہتھیلی کی سطح، اور ہوا کی سطح، گیند کا مقام ہوگا کیونکہ گیند کو گھیرے ہوئے اور اس پر حاوی یہ تمام سطحیں ہونگی۔ یہ آسان ترین بات ہے جسکو ایک طبیب سمجھ سکتا ہے اس کی تفصیلی بحث "طبعی" کے مقالہ چہارم سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

باب (۲۱)

خلا

طبیب کے لئے یہ یقین رکھنا ضروری ہے کہ دنیا کے اندر ایک خلا ہے جو اجسام کے اندر اور اجسام کے باہر پھیلا ہوا ہے اگرچہ یہ ایک ضعیف قول ہے اور اس قول کو ضعیف قرار دینے والا ارسطو ہے اسکا خیال یہ ہے کہ دنیا میں کوئی خلا نہیں ہے۔ نہ اجسام کے اندر نہ اجسام کے باہر اور یہ کہ دنیا کے پرے نہ خلا ہے، نہ ملا ہے۔ وہ اپنے اس دعوے پر اپنی کتابوں کے بہت سے مقامات پر قیاسی دلائل پیش کرتا ہے۔ خاص طور پر "سماع طبعی" کے "مقالہ چہارم"۔ اور فیما بعد الطبیعیہ" کے بیان میں اس نے کافی بحث کی ہے جہاں اس نے کہا ہے کہ جسم کی حرکت خلاء کی محتاج نہیں ہے اور خلاء کا نام محال ہے۔

اَب ہم ان لوگوں کے مذہب بیان کریں گے جو خلاء کے بارے میں یقین رکھتے ہیں انکے دلائل بھی بیان کریں گے۔ اور کچھ وہ دلائل بھی بیان کریں گے ــــــــــــــــ جو ان کی رد میں ارسطو نے لکھے ہیں تاکہ ایک طبیب کو خلاء کے بارے میں اہل طبیعت کا مذہب معلوم ہو جائیں اور ان لوگوں کے اقوال سے ان کا مسلک ممتاز ہو جائے جو خلاء کے قائل ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ خلاء ایسے بُعد (دوری) کو کہتے ہیں جس میں کوئی جسم نہ ہو۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ خلاء ایک ایسا مکان ہے جس میں کوئی جسم نہ ہو۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ خلا جوہر کا مقام ہے جب وہ اس کی طرف حرکت کرتا ہے تو اس کی کوئی طبیعت نہیں ہوتی اور نہ ایسی جگہ ہوتا ہے جس کی طرف اشارہ کیا جا سکے۔

خلاء کے وجود پر اس طور پر استدلال کیا گیا ہے کہ دنیا میں خلاء نہ ہوتا تو کوئی جسم اس میں حرکت نہ کر سکتا۔ اور اگر حرکت کرتا تو ساری دنیا حرکت کرتی اور لڑھک جاتی کیونکہ یہ متصل ہوتی اور شئے متصل جب حرکت کرتی ہے تو اسکا کل جز سب حرکت کرتے ہیں۔
بعض لوگوں نے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بڑھنے والے اجسام جن کا تعلق حیوانات اور نباتات سے ہے وہ غذا سے بڑھتے رہتے ہیں نمو (بڑھنا) کا مطلب یہ ہے کہ اعضا میں غذا داخل ہو کر اعضاء کو بڑھائے اس طرح نباتات میں غذا داخل ہو کر انکو پھیلاتی ہے اگر حیوان کے اعضاء اور نباتات کے اجزاء میں خلل اور خلاء موجود نہ ہوتا تو ان کا غذا کو قبول کرنا ممکن نہ ہوتا اور نہ بڑھنے پاتے کیونکہ ملأ" لازماً" انہیں بڑھنے سے روک دیتا۔
کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ اس بات کی دلیل کہ خلاء دُنیا میں موجود ہے اور اس کے اجزا میں پھیلا ہوا ہے یہ ہے کہ ہم ایک بہت بڑا مٹکہ لیں اور اسکو پانی سے بھر دیں پھر اس کو تول لیں تاکہ اس کی مقدار معلوم ہو جائے پھر اس پانی کو ایک مشکیزے میں ڈال دیں اور مشکیزے کو اس مٹکہ میں ڈالدیں تو اس مٹکہ کے اندر پانی اور مشکیزہ دونوں سما جائیں گے حالاں کہ قبل ازیں مٹکہ صرف تنہا پانی ہی سے بھر چکا تھا ——— اگر پانی کے اجزاء میں خلل اور خلاء موجود ہوتا تو اس میں دباؤ پیدا نہ ہوتا نہ اسکا پہلا حجم برقرار رہتا۔ اور وہ مٹکہ اس مشکیزے کو نہ سموتا جو پانی سے بھرا ہوا ہے اسی پانی سے جو قبل ازیں مٹکہ میں بھرا ہوا تھا۔
یہی کیفیت اسوقت ہوگی جب ہم مٹکہ کو پانی سے بھر دیں پھر پانی کو خارج کر دیں اور راکھ سے بھر دیں پھر پانی کو واپس مٹکہ کے اندر ڈال دیں تو وہ مٹکہ پانی اور راکھ دونوں کو سمولے گا۔ اگر راکھ اور پانی کے اجزاء کے درمیان خلل اور خلاء نہ ہوتا تو وہ مٹکہ پانی اور راکھ دونوں کے لئے (ایک ساتھ) کافی نہ ہوتا۔ حالانکہ وہ قبل ازیں ان دونوں میں سے کسی ایک سے بھر چکا ہوتا ہے۔
کچھ دوسرے لوگوں نے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ جسموں سے ہونیوالی حرکت موجود ہے۔ دنیا حرکت اور سکون سے خالی نہیں ہوتی جسم متحرک ہونگے یا ساکن ہونگے۔ ہمارے نزدیک جو بات ثابت ہو چکی وہ یہ ہے کہ ایک جسم دوسرے جسم کے اندر بایں مفہوم نہیں ہو سکتا اس سے کہ ایک جسم کا جو مکان ہو وہ دو جسموں اور تین جسموں کو سمو سکتا ہو (اس کے باوجود) جسم کے حجم میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور اس کو دوسرے مکان کی ضرورت نہیں ہوتی نیز یہ کہ جسم موجود کے اندر حرکت نہیں کرتا۔ جب یہ تمام مقدمات مسلمہ ہیں اور جسم میں

حرکت موجود ہے تو یہ دو باتوں میں سے کسی ایک سے خالی نہ ہوگا یا تو وہ ایسے مکان ایک ہی ہو تو ایسی صورت میں بڑی چیز چھوٹی چیز کے اندر سما جائیگی اور بڑی ہو جائیگی حالانکہ اعداد کم ہیں۔ بڑا جسم چھوٹے جسم کے مکان میں آجائیگا یہ صحیح نہیں ہے یا پھر ایک جسم دوسرے جسم کے اندر حرکت کریگا یہ مشاہدہ کے خلاف ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک جسم دوسرے جسم کو اپنے اندر حرکت کرنے سے روکتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ بات صحیح ہوگی کہ جسم خلا میں حرکت کرتا ہے۔

کچھ اور لوگوں نے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ دنیا میں بہت سی چیزیں آپس میں متغائر اور متبائن ہیں اور ایسے موجود ہیں جو اپنی ایک ہی جگہ پر منحصر رہتے ہیں دُنیا میں اعداد اور آحاد (اکائیاں) موجود ہیں۔ اگر خلا موجود نہ ہوتا اعیان (اشخاص) پہچانے نہ جاتے اور نہ عدد وجود میں آتے نہ اسکی طبیعت اعیان موجود بلکہ وہ سب ایک "شئے متصل" ہوتے جو اعداد یعنی زوج، فرد، واحد، عشرہ کی طبیعت سے مناسبت نہیں رکھتے کیوں کہ ان میں ہر ایک کے اجزا کے درمیان خلا، موجود ہوتا ہے۔

کچھ لوگوں نے اسطرح بھی استدلال کیا ہے کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کسی دھنے ہوئے بڑے جسم پر جب دباؤ ڈالنے میں تو اس کا حجم پہلے سے کم ہو جاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ایک چھوٹا جسم ماقبل سے بڑا ہو جاتا ہے حالانکہ وہ ایک ہی ہوتا ہے اس کے اندر کوئی دوسری چیز داخل نہیں ہوتی، نہ بڑے جسم سے جب چھوٹا ہو جاتا ہے کوئی کمی ہوتی پس معلوم ہوا کہ گھٹنا اور بڑھنا اس خلاء کی وجہ ہی سے ہے۔ جو اسکے اجزا کے درمیان موجود ہے جب وہ دبتا ہے تو اسکے اجزاء ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں اور خلاء میں کمی واقع ہوتی ہے اور جب جسم درمیان سے وہ زائل ہو جاتا ہے چنانچہ جسم چھوٹا ہو جاتا ہے اور جب جسم میں موجود اجزا کے درمیان خلاء کا اضافہ ہو جاتا ہے تو چھوٹا جسم پھیل جاتا ہے۔ ان لوگوں کا یہ دعوی ہے کہ یہ وہ شئے ہے جس کے استدلال کی بنیاد مشاہدہ پر ہے اسکا انکار مشاہدہ کا انکار ہے یا ایسی چیز کا انکار ہوگا جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

متاخرین کی ایک جماعت نے استدلال کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہم دور سے ایک آدمی کو دیکھتے ہیں کہ وہ ایک پتھر کو کسی پتھر پر یا کوئی لوہا کسی لکڑی پر پوری طاقت سے مار رہا ہے اسکی آواز اس تک پہنچتی ہے۔ اس کے پہنچنے میں تھوڑا وقت لگتا ہے یہ اُسباب کی دلیل ہے۔

کہ جب وہ آواز خلاء سے گذر رہی ہوتی ہے اس کی آواز سنائی نہیں دیتی حتیٰ کہ جب وہ جسم سے ٹکراتی ہے تو سنائی دیتی ہے اگر ملاء ہوتا (خلاء نہ ہوتا) تو لوہے کے لوہے پر پڑنے کے اولین ہلہ میں ہی آواز سنائی دیتی اور ہماری سماعت میں کوئی وقفہ نہ ہوتا کیونکہ وہ ملاء سے ٹکرا رہا ہوتا ہے (جو ایک اور متصل ہے)۔ اس گفتگو پر پوری توجہ و انہماک کے ساتھ ہر پہلو پر غور کرنا ضروری ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے جو کچھ کہا اس میں اغماض ہے کوئی بھی شخص اسکا تصور نہیں کر سکتا تاوقتیکہ وہ جس حقیقت کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کا مشاہدہ نہ کر لے۔

اس جماعت نے اس طور پر استدلال کیا ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب مضبوط ریشمی کپڑے کو پانی سے بھر دیا جاتا ہے اور اسکے اندر ہوا کے داخلہ کو بند کر دیا جاتا ہے تو پانی نہیں بہتا۔ یہی اس بات کی دلیل ہے کہ جسم صرف خلاء ہی میں حرکت کر سکتا ہے اس لئے کہ جب ہوا بند کر دی جائے اور کپڑا بھرا ہوا ہو تو اندر کا پانی حرکت نہیں کرتا اور جب ہوا چھوڑ دی جائے تو اس ملاء میں خلاء پیدا ہو جاتا ہے اور پانی حرکت کرتے ہوئے نکل جاتا ہے بنا برایں غور و فکر سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اگر دنیا میں ملاء ہوتا تو کوئی جسم بالکل حرکت نہ کرتا۔

کچھ لوگوں نے اسطرح استدلال کیا ہے کہ جب ہم پانی کے اوپر ایک مٹکے کو اوندھا کر دیں تو وہ بند ہو جاتا ہے مٹکے کے اندر ہوا کی وجہ سے ملاء پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اب نہ پانی حرکت کرتا ہے نہ اس کے اندر داخل ہو سکتا ہے اگر ہم مٹکے کے اندر ایک آگ کی بتی ڈالدیں تو مٹکے کے اندر والی ہوا کو وہ منتشر کر دے گی اب پانی اس کی سمت حرکت کر کے اس میں داخل ہو جائیگا پھر یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جسم خلاء ہی میں حرکت کر سکتا ہے۔ دنیا میں بہت سے اجسام حرکت کرتے رہتے ہیں اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ خلاء میں حرکت کر رہے ہیں۔

کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ ساری دنیا بہ استثناء اس مقام کے جہاں کوئی جسم موجود ہو خلاء ہے کرہ ارض اور مرکز فلک قمر کے درمیان جو حصہ ہے سب کا سب خلاء ہے ہوا جسم نہیں ہے اس لئے کہ جسم ثقیل ہوگا یا خفیف یا ملموس، ہوا ان میں سے کچھ بھی نہیں ہے وہ "مکان" کو نہیں بھرتی کیونکہ نہ ثقیل (بھاری) ہے نہ خفیف (ہلکی) ہے نہ ملموس (جسے چھوا جا سکے) ان لوگوں نے ملاء کی علت اس مکان کو قرار دی ہے جس میں کوئی

ثقیل یا خفیف یا ملموس شئے موجود ہو اور جو مکان ایسا [illegible] خلاء ہے۔

بعض بزرگان قدیم غالباً حکیم فوماغورس کے اصحاب [illegible] کے بارے میں دو مذہب ہیں ۔ ایک یہ کہ خلاء اجسام کے اندر پھیلا ہوا ہے اور جو کچھ دنیا کے اندر ہے متصل نہیں ہے دوسرے کا دعوی ہے کہ دنیا متصل ہے اور خلاء دنیا کے اطراف میں پھیلا ہوا ہے اس سے تمام عالم سانس لیتا ہے اسی سے سانس لیتا ہے، کا مفہوم یہ ہے کہ جسم متحرک اس جسم سے مزاحم ہوتا ہے جس سے وہ ملتا ہے چنانچہ اس کے سامنے سے خود ہٹ جاتا ہے اور اس جسم کو بھی دفع کر دیتا ہے جس سے وہ ملتا ہے یہاں تک کہ وہ اس چیز سے مل جاتا ہے جو عالم سے خارج ہے یعنی خلاء۔

بعض لوگوں نے کہا ہے (اسقورس کے ساتھیوں نے) کہ استحالہ ہوا اور آگ نیز ہوا اور پانی کے درمیان قائم ہے ۔ پانی جب ہوا بن جاتے تو اس مکان سے کئی گنا زیادہ وسیع اور کشادہ مکان چاہتا ہے جو آگ بننے کی صورت میں چاہتی تھی اسی طرح سمندر یا کنویں کا ایک حصہ جس کی پیمائش معلوم ہو اور جو پانی سے بھر جائے پھر وہ پانی ہوا میں تبدیل ہو جائے تو اس مکان سے کئی گناہ زیادہ وسیع اور کشادہ مقام کا طلبگار ہو گا جس میں کہ پانی کی شکل میں وہ موجود تھا ۔ اگر دُنیا میں خلاء نہ ہوتا تو پھر وہ ہوا کہاں سما سکتی جو اس پانی سے کئی گنا بڑھی ہوئی ہے جس سے وہ ہوا بنی ہوئی ہے ۔

باوجود اختلاف کے دونوں قوت میں مساوی ہونگے یا ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے بڑھا ہوا ہوگا ۔ اگر دونوں قوت میں برابر ہوں تو ایک دوسرے پر دباؤ ڈالے گا ۔ چنانچہ ان کے اجزا (ہوا، پانی، آگ) کے درمیان جو خلل ہوگا وہ نکل جائے گا ۔ اور اگر ایک دوسرے سے قوت میں بڑھا ہوا ہوگا تو طاقتور ضعیف تر (کمزور) کو اپنی طبیعت کی طرف مائل کرلیگا ۔ اس استحالہ کے وقت دونوں کے درمیان جو غیریت ہوگی وہ ختم ہو جائیگی اور وہ دونوں شئے واحد ہو جائینگے ۔ جب ایسا ہوگا تو ایک ہی ظرف دونوں کو کافی ہوگا حالانکہ وہ برتن قبل ازیں ان دونوں میں سے کسی ایک ہی سے بھر چکا ہوتا ہے ۔

میں نے اس بات کو ابو عمران موسی بن سیار کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے فرمایا یہ سلیمان حرانی کا جواب ہے اور محض جواب طبعی ہے اور ارسطو نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں خلاء موجود نہ ہوتا تو اس میں جسم حرکت نہ کرتا اور کہا ہے کہ اگر دُنیا

میں خلاء موجود ہوتا تو اس میں لازمی طور پر جسم حرکت نہ کرتا وہ اس طرح کہ کسی جسم کو تمام جہات سے احاطہ کرنے والی قوت مساوی ہو تو اس جسم کا سکون لازم ہے جیسا کہ ہم کرہ ارض (زمین) کو دیکھتے ہیں کہ اسکو احاطہ کرنیوالی قوت جب برابر ہوگئی تو اسکا ساکن ہونا لازمی ہوا جیسا کہ ہم مرکز میں دیکھتے ہیں خلاء تمہارے نزدیک ایک ایسی جگہ ہے جس میں جسم حرکت کرتا ہے مگر وہ جسم کے تمام سمتوں سے برابر ہو تو اس جسم کا حرکت کرنا لازم آتا ہے اس لئے کہ خلاء تمہارے نزدیک حرکت جسم کی علت ہے ارسطو اگر صرف یہی ایک دلیل پیش کرتا تو بھی کافی تھی۔

ارسطو نے اس کا اس طرح بھی رد کیا ہے کہ اگر خلاء اجسام کی حرکت کی علت ہوتا تو یہ بات جائز نہ ہوتی کہ اجسام مختلف جہات میں مختلف طبائع کے ساتھ حرکت کریں بلکہ یہ لازم ہوتا کہ وہ علت کی طبیعت پر رواں دواں رہیں اور یہ کہ کسی جسم کا اُوپر کی طرف حرکت کرنا نیچے کی طرف کرنے سے اولیٰ نہ ہوتا نہ ہی اس کا سکون، حرکت سے اولیٰ ہوتا مگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آگ اُوپر اور پانی نیچے کی سمت حرکت کرتا ہے۔ یہ اسباب کی دلیل ہے کہ اجسام کی حرکت کی علت ان کی طبیعت ہے نہ کہ خلاء حجت اگر تم نے یہ حجت قائم کی کہ یہ اجسام قسراً حرکت کرتے ہیں تو (پھر) جسم کیلئے ایک حرکت طبیعیہ متعیہ ہونی ضروری ہے۔ حتیٰ کہ انکی قسری حرکت معلوم ہو، مگر یہ حرکت تو اسکی حرکت طبعی ہے نہ کہ حرکت قسری۔ اور اگر حرکت قسری ہوتی تو ہمیشہ ایک ہی چیز میں ہوتی اور اس کی جہت طبعیہ ہٹ کر ہوتی۔

اس نے ان لوگوں کا بھی رد کیا ہے جنہوں نے استحالہ سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ پانی ہوا بن جائے تو زیادہ ہو جاتا ہے اور ارسطو نے اسکا جواب دیا ہے کہ کسی بھی چیز کا ہیولیٰ بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے کیونکہ وہ متضاد کے لئے (اضداد) اور متضاد اشیاء کو مساوی طور پر قبول کرنے کیلئے بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب ہیولیٰ کسی صورت کو قبول کر لیتا ہے اور زیادہ یا کم ہو جاتا ہے تو نفس ہیولیٰ میں خارج سے کسی چیز کا اضافہ نہیں ہوتا بلکہ وہ خود اپنی ذات میں بڑھ جاتا ہے۔ اور جب کم ہو جاتا ہے تو وہ اپنی ذات ہی میں مجتمع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب ہوا کا استحالہ پانی کی طرف ہوتا ہے تو ان دونوں میں سے کسی ایک میں اضافہ ہوتا ہے نہ دوسرے میں کمی۔ بلکہ جب ہوا کا ایک حصّہ پھیل جاتا تو دوسرا حصّہ مجتمع ہو کر بایں طرف سکڑ جاتا ہے کہ اس کے اندر سے آگ کے اجزاء نکل کر ہوا کے اجزاء کے ساتھ اسی قدر مجتمع ہو جاتے ہیں جس قدر دوسرے اجزاء نکل جاتے

Scanned with CamScanner

8227

ہیں یہ عمل کسی خلاء کا محتاج نہیں ہے۔

نیز خط جو دائرہ کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے وہ دائرہ کی صورت کا ہیولیٰ ہوتا ہے کبھی دائرہ اس قدر چھوٹا ہوتا ہے کہ خط کی جانب اپنے میلان سے بڑھ کر مائل ہو جاتا ہے اور کبھی دائرہ جبکہ ایک ہو اس طرح وسیع ہو جاتا ہے کہ اس کے اپنے خط سے تھوڑا سا ابھار (تحدب) زائل ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ خارج سے بغیر کسی چیز کی زیادتی یا کمی کے دائرہ کے اندر زیادتی یا کمی واقع ہو جایا کرتی ہے۔ چنانچہ پانی جب ہوا بن جاتا ہے تو بغیر کسی چیز کی زیادتی کے ہوا بنتا ہے اور اس مقدار جزء کو جمع کر لیتا ہے جتنا کہ حل ہوتا ہے، یہ کسی خلاء کا محتاج نہیں ہے بلکہ زیادتی اور کمی دونوں صورتوں میں ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ اس بیان پر تم غور کرو کیونکہ یہ قائلین خلاء کا رد کرنے میں بے حد مؤثر ہے یہی ارسطو کی عبارت ہے۔

(مذکورہ سطور میں) ہم نے وہ باتیں بیان کر دی ہیں جس پر خلاء کے قائلین یقین رکھتے ہیں۔ اب کچھ وہ باتیں بیان کریں گے جس کا ارسطو نے تذکرہ کیا ہے بایں ہمہ متعلم کی قوت برداشت بھی پیش نظر ہے۔

خلاء کے متعلق گفتگو بے حد مشتبہ ہے اس کا وجود یا عدم وجود فیصلہ کن انداز سے بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ خود ارسطو کہتا ہے کہ ہم گو اعتقاد نہیں رکھتے کہ دنیا میں خلاء موجود ہے، کیونکہ ان تمام دلائل کے اندر جو اس کے اثبات میں لائے گئے ہیں شبہ موجود ہے پھر اس نے اپنی کسی کتاب میں ابتداء خود خلاء کی نفی کی بات نہیں کی ہے البتہ "قائلین خلا" کے اقوال نقل کر دینے کے بعد ان کا فساد واضح کیا گیا ہے چنانچہ اس نے ان لوگوں کا جو رد اور ان کے اقوال کے باطل ہونے کا جو سبب بیان کیا ہے اسی سے یہ بات کھلی کہ خلاء نہیں ہے پس قائلین خلاء جو جسم میں نمو اور اضافہ، عدم خلاء کیساتھ ممکن نہیں مانتے کیونکہ نمو کا مطلب غذا کا پہنچنا ہے غذا ایک جسم ہے جس کا تعلق ایک دوسرے جسم سے ہے پھر اس سے اس میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ بڑھتا ہے۔ اگر خلاء کا وجود نہ ہوتا تو غذا اعضا سے اور سارے بدن تک نہ پہنچ سکتی۔ اس قضیہ کی تردید سے مذکورہ حقیقت روشنی میں آئی۔

اسکی تردید میں ارسطو نے کہا کہ نمو تو غذا ہی سے ہوتا ہے جیسا کہ قائلین خلاء کا کہنا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ غذا کا استحالہ ایک ایسے جسم کی طرف ہے جو اس کو قبول کرنے کیلئے تیار ہے۔ استحالہ سے قبل غذا کو ایک طبعی موقف حاصل تھا پس جب غذا کا جسم کی طرف استحالہ ہوا اور اس کے نمو میں اضافہ ہوا تو جو کچھ اضافہ ہوا وہ جسم کی طرف سے استحالہ سے قبل ہی موجود تھا۔ گویا اجزاء بدل جاتے ہیں اور جزء کے مکان میں پہنچ جاتے ہیں اور استحالہ کے وقت جسم کا ایک دوسرا جزء بن جاتے

پس اس سے ملا کا مفہوم ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ نمو خلاء کی محتاج نہیں ہے۔

پھر اس نے اس مفہوم میں باریک بینی سے کام لیتے ہوئے کہا ہے۔ اگر جسم میں خلاء موجود ہوتا تو جسم ہرگز نہ بڑھتا کیونکہ اَسبَاب سے خالی نہ ہوتا کہ بعض میں خلاء ہوتا ہے اور بعض میں ملا یا؛ سارے کا سارا جسم خلاء ہوتا یا غذا خلاء ہوتی۔ پس اگر بعض جسم خلاء ہو تو ضروری ہوگا کہ غذا کا حصول بھی بعض ہی کے لئے ہو نہ کہ کل کیلئے یا جسم کا ملاء غذا کے قبول کرنے سے روکے اس اعتبار سے یہ بات باطل ہوئی کہ کس قسم کی نشوونما ہو یا جسم ہو پس اگر سارے کا سارا جسم خلاء ہو جیسا کہ تمہارا مذہب ہے تو یہ لازم آئیگا کہ سارے جسم میں امتلاء پیدا ہو جب امتلا پیدا ہوگا تو پھر جسم غذا حاصل نہ کر سکے گا اور سارا جسم ایک ایسی مقدار میں موقوف ہو جائے گا، جس میں کوئی نشوونما نہ ہوگی یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اجسام میں مسلسل نشوونما کا عمل جاری ہے۔ جب یہ بات ظاہر ہے تو اسباب کی دلیل ہے کہ نشوونما استحالہ کے ذریعہ ہوتا ہے نہ کہ خلاء اور ملاء کے باعث۔

اور اگر غذا خلا ہو تو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ بدن اس سے غذا حاصل کرے گا کیونکہ خلاء کی کوئی طبیعت نہیں ہوتی۔ پس ان تمام وجوہات سے یہ ظاہر ہوا کہ خلاء عالم میں موجود نہیں ہے اور یہ بات بھی معلوم ہوگی کہ نشوونما خلاء اور ملاء کے ذریعہ نہیں ہوتا۔

ارسطو نے ان لوگوں کا بھی رد کیا ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ خلاء ایسا مکان ہے جس میں ایسی کوئی چیز نہ ہو جو محسوس ہو یا ثقل اور خفت سے موصوف ہو اور ہر چیز جو نہ ثقیل ہو نہ خفیف ہو اور نہ محسوس بس وہی خلاء ہے۔

وہ کہتا ہے کہ انکی اس بات سے یہ لازم آتا ہے کہ نقطہ خلاء ہو۔ حالانکہ وہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ وہ اسکا نام "نہایت الخط" (خط کی انتہا) اور "بعد الخط (خط کا بعد) رکھتے ہیں۔

اس نے ان لوگوں کا بھی رد کیا ہے جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خلاء مکان نہیں ہے حتیٰ کہ جسم اس میں سما سکے اور مکان بن جائے۔ نہ ہی وہ جسم ہے کیونکہ نہ خفیف ہے نہ ثقیل نہ اس کی کوئی طبیعت ہے نہ وہ محسوس ہوتا ہے۔

اس نے کہا ہے کہ بنا بریں یہ لازم آتا ہے کہ تمام اجرام سماویہ خلاء ہو جائے فلاسفہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نہ وہ ثقیل ہیں نہ خفیف نہ وہ تر ہیں نہ خشک اور نہ ہی ملموس ہیں۔

اس نے ان لوگوں کا بھی رد کیا ہے جن کا یہ خیال ہے کہ خلاء ایک بُعد (دوری) ہے

اس میں ایسا کوئی جسم موجود نہیں ہے جس کی طرف اشارہ کیا جا سکے ۔ نہ ہی وہ طبیعت جسمانیہ ملموسہ ہے اور نہ ہی محسوسہ ۔

اس لئے کہا کہ ایسی صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ ہیولی خلاء بن جائے کیونکہ ہیولی نہ جسم ہے نہ طبیعت جسمانیہ ۔

پھر اس نے ان لوگوں کا بھی رد کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ "بڑا جسم" دب کر چھوٹا ہو جاتا ہے ۔ بغیر اس کے کہ اس میں کسی چیز کی کمی ہو اور چھوٹا جسم پھیل کر بڑا ہو جاتا ہے بغیر اسکے کہ اس کے اندر کسی چیز کا اضافہ ہو (مٹی) یا آگ کی طبیعت پر ہو ۔ اگر وہ ہوا کی طبیعت پر ہو اور اسے نچوڑا جائے تو اس کے خلاء سے اجزائے ناریہ کی لطافت نکل جائے گی اور وہ جسم بغیر کسی کمی کے چھوٹا ہو جائے گا ۔ اور اگر پانی کی طبیعت پر ہو اور دب جائے تو اسکے خلل سے ہوا کے اجزاء نکل جائیں گے لہذا بغیر کسی کمی کے چھوٹا ہو جائے گا ۔ اور اگر وہ زمین کی طبیعت پر ہو اور دب جائے تو اسکے خلل سے پانی کے اجزاء نکل جائیں گے اور اگر آگ کی طبیعت پر ہو تو ضروری ہے کہ جسم لطیف ہو ۔ بہت پھیلنے والا ہو اس کے کچھ اجزاء دوسرے بعض اجزاء سے لطیف ہوں ۔ پھر یہ لطافت اس لطیف آگ سے آئی ہے جو اس آگ کے اجزاء میں اس کی لطافت کی باعث داخل ہو گئی ہے جیسا کہ آگ کے اجزاء ہوا کے اجزاء میں داخل ہو جاتے ہیں ۔ کیونکہ آگ کی لطافت ہوا سے بڑھی ہوئی ہے پھر اس لحاظ سے اس لطافت کی نسبت آگ کی طرف ایسی ہی ہے جیسی آگ کی نسبت ہوا کی طرف ۔ چنانچہ اسے دبایا یا اور نچوڑا جائے گا تو وہ لطافت نکل جائے گی اور جسم بغیر اس کے کہ اس میں سے کسی چیز کی کمی واقع ہو چھوٹا ہو جائے گا ۔

جن لوگوں نے راکھ اور پانی کی مثال دی ہے ان کو بھی بعینہ یہی جواب ارسطو نے دیا ہے وہ کہتا ہے کہ راکھ اور پانی دونوں باہم ٹکرا کر نچڑ جائیں گے چنانچہ باہمی ملاقات اور برتن کے دباؤ پر اس کے اجزاء کے درمیان سے ہوا کے اجزاء نکل جائیں گے یہی جواب ان لوگوں کو بھی دیا جائے گا جو شکیزے اور مٹکہ کی مثال پیش کرتے ہیں ۔

باب (۲۲)

زمانہ

زمانہ کے سلسلے میں گفتگو اس حیثیت سے بے حد مشکل ہے کہ واجبی طور پر اس کا تصور حرکت کی صورت پہچان لینے کے بعد ہی ممکن ہے ۔ بایں ہمہ طبیب کے لئے اس کے بارے میں کچھ اطمینان بخش علم حاصل کر لینا ضروری ہے کیونکہ جالینوس نے بخار کے زمانہ اور ایک زمانہ تک اس کے قائم رہنے کے متعلق گفتگو کی ہے چنانچہ اس نے زمانوں کے نام اس طرح رکھے ہیں ۔ زمانۂ ابتداً زمانۂ بدا، زمانہ انتہا، زمانہ انحطاط ، زمانہ انقضاء ۔

پھر وہ ابتداء کے متعلق بحث کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ابتدائے حقیقی جس کا کوئی عرض نہیں ہوتا لاعرض مانہ کے "آن" (ایک گھڑی ، وقت کا کچھ حصہ) کے مانند ہے یہ ماضی اور مستقبل کے درمیان حد فاصل ہوتا ہے مگر جب اس کے لئے "عرض حاصل ہو جائے تو وہ زمانہ ہو جائے گا اور زمانہ وہ "آن" ہے جس کے لئے عرض ہوتا ہے ۔ اسی طرح ابتداء کی دو قسمیں ہیں ایک ابتدائے آنی، دوسری ابتدائے زمانی ، ابتدائے آنی وہ ابتدا ہے جس کا کوئی عرض نہیں ہوتا اور ابتدائے زمانی وہ ہے جس کا عرض موجود ہو ۔

چوں کہ جالینوس نے مذکورہ مباحث کا تذکرہ کیا ہے اس لئے ایک طبیب کے لئے لازم ہے کہ وہ زمانہ "آن" اور زمانہ کی تعریف کے متعلق بحث کرے لہٰذا ہم زمانہ کا تھوڑا تعارف کرائیں گے
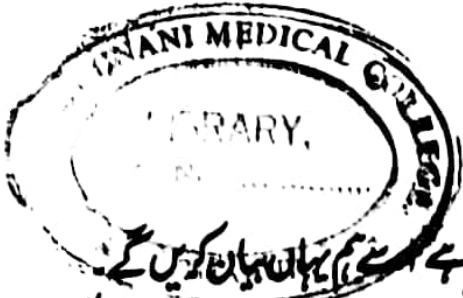
ارسطو نے زمانہ یا اس کی تعریف اور آن کے متعلق جو گفتگو کی ہے اسے ہم یہاں بیان کریں گے۔
ارسطو کہتا ہے کہ کہا جاتا ہے الیوم (آج کا دن) الشہر (یہ مہینہ) السنۃ الماضیہ (سال گذشتہ) زمان الربیع (موسم بہار) زمان الخریف (موسم خزاں) زمان بنی اسرائیل (بنی اسرائیل کا زمانہ) زمان القیظ (دھوپ کا زمانہ) زمان الاسکندر (سکندر کا زمانہ) اور زماننا ہذا (ہمارا زمانہ)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ کا وجود ان میں سے کسی مفہوم پر ہو سکتا ہے۔
زمانہ کی تعریف ارسطو نے یہ کی ہے کہ یہ تعداد حرکت کا نام ہے شارحین نے اس تعریف میں یہ اضافہ کیا ہے زمانہ "تقدم اور تاخر کے اعتبار سے حرکت کی تعداد کا نام ہے۔
جالینوس نے کہا ہے کہ زمانہ حرکت کی تعداد کا نام ہے زمانہ سے ارسطو کے بعد آنے والوں نے کہا ہے یہ اس حرکت کی تعداد کا نام ہے جس کے بغیر حس پیدا نہیں ہوتی۔
جالینوس نے ایک دوسرے مقام پر یہ بھی کہا ہے کہ مقدار وہ ہے جسکے پیچھے حرکت آتی ہے اور زمانہ وہ ہے جو حرکت کے پیچھے جاتا ہے۔
پھر ایک طبیب کو یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ حرکت کا مظہر نقل و حرکت کرنے والا اور زمانہ کا مظہر "آن" ہے اور آن نہ موضوع کے اعتبار سے ایک ہے اس کو کوئی ثبات نہیں یہ قول کے اعتبار سے "مختلف" ہوتا ہے کیوں کہ محدود ہے منتقل ہے اور مختلف ہے۔
زمانہ کے لئے مظہر اور اس کے لئے فاعل "آن" کا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ جو زمانہ ابھی آیا نہیں ہے وہ غیر معلوم ہے اور جو زمانہ گزر گیا وہ غیر محسوس ہے پس ایسی صورت میں جس وقت ہم موجود ہیں وہی "آن" ہے جب تک کہ مکمل زمانہ نہ بنے، وہ اپنے وجود کی وجہ سے مقبول ہے اور اس کے اندر نقل و حرکت بدلنے اور مختلف ہونے کی وجہ سے محسوس ہوئی ہے پس زمانہ "آنات" کے مجموعہ کا نام ہوا جسے حرکت شمار کرتی ہے۔ چونکہ آنات متصل ہوتے ہیں اسلئے ان کا تصور ممکن نہیں ہے جو آنات سے بنتا ہے۔
ہمارے قول "منتقل" کا مفہوم یہ ہے کہ تمہارے سامنے ایک آن ہے جس میں تم موجود ہو اور ایک "آن" وہ ہے جو متقدم ہے یعنی آگے ہے اور ایک آن وہ ہے جو متاخر یعنی پیچھے ہے۔ آن متقدم اور آن متاخر کے درمیان جو وقت ہے وہ اتنا ہے کہ "دو آن" کہا جا سکتا ہے لیکن جب "آن" میں متحرک وجہ سے امتداد پیدا ہو تو وہ "زمانہ" بن جاتا ہے اور "آن" زمانہ کیلئے "وحدت" (اکائی) کے قائم مقام لگتا ہے پس جیسا کہ اکائی بذات خود

"عدد" پیدا کرتی ہے اسی طرح "آن" زمانہ پیدا کرتا ہے۔ اور جیسا کہ اکائی بذات خود غیر منقسم ہے
مگر عدد کو منقسم کر دیتی ہے۔ اسی طرح آن کا بھی "زمانہ" کے ساتھ عمل ہوتا ہے۔

"وحدت" (اکائی) اور "آن" کے درمیان فرق یہ ہے کہ "اکائی" وحدت عدد کو الگ کر دیتی ہے
اور آن زمانہ کو متنقل کے باعث متصل کر دیتا ہے کہ آن کا تصور کیا جا سکتا ہے اسے نقطہ کے قائم مقام
بعض لوگوں نے کہا ہے اور ارسطو نے بھی اسکی جانب اشارا کیا ہے کہ آن کا تصور کیا جا سکتا
ہے اسے نقطہ کے قائم مقام اس طور پر قرار دیا جا سکتا ہے کہ نقطہ کو کبھی "خط" کی اساس (بنیاد)
اور کبھی خط کی انتہا کہا جا سکتا ہے اسی طرح "آن" کو کبھی ایک زمانے کی حرکت کی انتہا اور ایک
دوسرے زمانے کی حرکت کی ابتدا کہا جاتا ہے ایسی صورت میں آن زمانہ ماضی کی انتہا اور زمانہ
حال کی ابتدا ہوگا۔ ارسطو نے اس بات کی ممانعت نہیں کی ہے کہ کس بالقوہ زمانہ کا نام زمانہ
کی طرف بالفعل نکلنے سے پہلے ہی "زمانہ" رکھدیا جائے جو بالفعل پایا جائے وہ زمانہ ہے جو چیز
بالفعل پائی جائے گی اس کا زمانہ بھی بالفعل موجود ہوگا۔

اس مختصر بیان کے بعد اب ہم یہ بتائیں گے کہ "زمانہ" کے اندر "الان" "الیوم" "الشہر"
اور "الدھر" جیسے نام رکھنا گو ان سب کی ابتدا "آن" سے ہوتی ہے، کیونکہ ضروری ہے۔ یہ حقیقت ہے
کہ "آنات" پھیلتے ہیں تو "زمانہ" بن جاتے ہیں اور زمانہ کے متعلق "زمانہ طویل" (لمبا زمانہ) زمان قصیر
(تھوڑا زمانہ) کہنا اس مفہوم میں صحیح ہوتا ہے کہ یہ زمانہ میں حرکت کرنے والے کی مقدار ہے اسکا نتیجہ
یہ نکلتا ہے کہ "ساعت" تھوڑے زمانے کی گھڑی ہوگی جس میں حرکت کرنے کے لئے حرکت کی تھوڑی
مقدار ملتی ہے دن انہی ساعات سے "مہینہ" ایام سے اور سال مہینوں سے مرکب ہوتا ہے، تو
اس کے معنی یہ ہوئے کہ حرکت کرنے والا تھوڑی سی حرکت کرتا ہے پس اس مقدار میں جو حرکت
ہوتی ہے اس کا نام "ساعت" رکھا جاتا ہے اسی طرح حرکت "دن" "مہینہ" اور "سال" میں جاری
رہتی ہے۔

ارسطو نے کہا ہے کہ زمانہ کو شمار کرنے والی چیز حرکت ہے اور حرکت کو شمار کرنے والا نفس
ہے اور نفس کو شمار کرنے والی عقل ہے کیونکہ ہر معدود ایک عاد (شمار کنندہ) کو چاہتا ہے۔ اس
مقام پر عاد کے معنی علت اور معلول کے ہیں۔

پھر ایک دوسرے مقام پر اس نے کہا ہے کہ عقل، شوق سے اور نفس "قسر" کے طریقے پر حرکت
کرتا ہے یہ دونوں حرکتیں چاہے حرکت شوقی ہو یا قسری ایک زمانہ کے بعد وجود میں آتی ہیں پس

ایسی صورت میں "زمانہ" تمام حرکات کا معدود ہوگا۔
بس اس قدر علم رکھنا ایک طالبِ علم کے لئے کافی ہے تاکہ اس کے لئے زمانے کے متعلق حقیقی بحث کرنا ممکن ہے۔

Scanned with CamScanner

باب (۲۳)

حقیقت انتہا ولا انتہا کی تشریح

ایک طبیب کو اس کے لئے مذکورہ حقیقت کی معرفت ضروری ہے کیونکہ بقراط کہتا ہے علت کی کوئی انتہا نہیں ہے مگر سلامتی کی علت انتہا رکھتی ہے۔ یہ بات اس نے اپنے مقالہ "طبیعت الموت والحیات" میں کہی ہے۔ لہذا طبیب کے لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ دنیا میں کس چیز کو لا متناہی یا غیر متناہی کہنا صحیح ہے اس پر گفتگو کرنا بے حد دشوار اور اس کا تصور مشکل ہے مگر جو شخص "کتاب سماع طبعی" کا مطالعہ محنت سے کرے اس کے لئے ضروری مضامین سے واقفیت حاصل کرے۔ مابعد الطبیعہ کے حرف الارم کی جو تشریح یا مسطیوس نے کی ہے، پڑھے۔ جہاں اس نے ہمیشہ بلا نہایہ جاری رہنے والی نیز ان اشیا کو بیان کیا ہے جو ایک انتہا کے لئے وجود میں آئی ہیں تو ایسے شخص کیلئے ان مضامین کا سمجھنا مشکل ہے۔

ہم یہاں ان لوگوں کے مذاہب بیان کریں گے جو "لا نہایہ" کے قائل ہیں پھر تھوڑا ان کا "رد" بھی کریں گے تاکہ اسے ایک متعلم یاد رکھے پھر بحث کرے۔ کیوں کہ ان فصلوں سے ہماری غرض یہ ہے کہ اختصار اور ایجاز سے کام لیا جائے نہ کہ طوالت سے لے۔

جہاں "زمانہ"، "حرکت" اور "کون" پایا جائے وہاں یہ غور کرنا ضروری ہے کہ وہ متناہی ہیں یا نہیں۔ اس سلسلے میں بے شمار وجوہات اور نوع بہ نوع کے

تصورات پیش کئے گئے ہیں کچھ لوگوں نے "مالانہایت" کو سرے سے طبیعت اور بذات مبدأ کہا ہے جس کا کوئی تعلق زمین، پانی، فعل یا انفعال سے قائم نہ ہو۔ انہوں نے کہا ہے کہ "مالانہایت شئے کے جوہر میں اور اپنی طبیعت پر اس شئے کے موجود ہونے میں ہے جبکہ "لانہایت" بلانہایت شئے کے جوہر میں ہوتا ہے فوثا فورس اور اس کے ساتھی یہ کہتے ہیں کہ "مالانہایت" عدد ہے۔ اور وہ محسوسات ومعقولات کے لئے مبدأ کے مانند ہے ان کا خیال ہے کہ آسمان کے خارج میں ایک شئے ہے جسکی کوئی انتہا نہیں مگر وہ ظاہر نہیں کرتے کہ وہ شئی کیا ہے۔

افلاطون کا خیال ہے کہ "صورتیں" "نہایت" ہوتی ہیں۔ وہ کسی مکان میں ہوتی ہیں نہ لامکان ہیں، بلکہ نفس میں ہوتی ہیں۔ وہ مالانہایت "کو اشیاء معقولہ کا مبتدا قرار دیتا ہے اس کے نزدیک عدد محسوسات کا مبدا ہے اور عدد کا مبدا اثنوہ حل ہوجاتا ہے ایک نسخہ میں "اثنویت" ہے اثنوہ کے مبادی بڑا، چھوٹا، دُگنا، نصف، کمی، زیادتی، بڑھنا، گھٹنا ہیں ان سب میں عدم اجسام کے وقت "عدم نہایت" "عدم انقضاء" اور "عدم تحدید" حل ہوجاتی ہے اور سارے "اعداد" بڑھ جاتے ہیں۔ "سارے اعداد" اس لئے کہا کہ فیثا غورس فرد اور زوج کے اعداد کی "لانہایت" کے درمیان تفریق کرتا ہے کیونکہ وہ اعداد جفت کو غیر متناہی کہتا ہے اس مقام پر اس نے شرح وبسط کے ساتھ اس کی علت بیان کی ہے۔

فیثا غورس کے بعض اصحاب نے یہ کہا ہے کہ وہ اعداد طاق کو غیر متناہی قرار دیتا ہے پس جس نے اعداد طاق کو غیر متناہی قرار دیا ہے اس نے اسکے علت حدود کو قرار دیا ہے اور جس نے اعداد جفت کو غیر متناہی قرار دیا ہے اس نے اسکی علت اعداد مرفض قرار دی ہے۔

افلاطون کے قول اثنویۃ "مبداء ہے کا مطلب یہ ہے کہ عدد ہمیشہ بلانہایت گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اس لئے کہ جب ہم کوئی عدد لیں اور اسکو دو حصوں میں تقسیم کردیں پھر دو قسموں میں سے ایک قسم کو ایسی قسم قرار دیں جس میں سے کمی کی جاتی ہے اور دوسری قسم کو ایسی قسم کہ جس میں مالانہایۃ "اضافہ کیا جاتا ہے تو ہم زیادتی اور کمی کو "اثنوہ" سے حاصل کریں گے۔ اور مالانہایۃ "تک چلے جائیں گے۔

بعض لوگ باری تعالیٰ کو مبداء قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں وہ "مالانہایت" تک مبدأ ہے۔ ارسطو نے کہا ہے کہ جن لوگوں نے "مالانہایۃ" کا عقیدہ اختیار کیا، پانچ بنیادی باتونکی

وجہ سے انہیں اس عقیدے کو اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے۔
(۱) زمانہ، اس لئے کہ زمانہ غیر متناہی ہے۔
(۲) اس تقسیم سے اکثر حصوں میں ہوتی ہے کیونکہ اصحاب تعالیم نے اکثر حصوں مالانہایۃ کو مبدا اور اصل کی حیثیت سے استعمال کیا ہے۔
(۳) کون بایں طور بلا نہایت قرار پاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شئے متکون مادہ کو اس شئے سے نکال لیتی ہے جو لا نہایۃ ہوتی ہے۔
(۴) اس چیز سے جسے قوم نے استعمال کیا ہے وہ یہ ہے کہ متناہی کیلئے ضروری ہے کہ وہ کسی چیز کی طرف منتہی ہو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ نہایۃ (بالکل) ہی نہ ہو کیونکہ ہر چیز کی اِنتہا ر منتہی ہوگی اور انتہا بھی ایک دوسری چیز کی انتہا پر منتہی ہوگی پس بلا نہایۃ دور و تسلسل لازم آئیگا۔
(۵) یہ وہ قسم ہے جو مذکورہ تمام قسموں کو "تنوع" کی تعریف میں داخل کر دیتی ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارا تو ہم کسی غایت اور انتہا پر نہیں ٹھہرتا مگر یہ ممکن ہے کہ ہم شئے متوہم کا تصور ہمیشہ اس سے بڑھ کر کریں جتنا کہ وہ ہے اس طرح ہم پر گماں کرتے ہیں کہ عدد" بلا نہایۃ ہے اسی طرح اِجسام کی تقسیم اور آسمان کا بیرون ہے وہ اس لئے کہ تخیل کا ٹھہراؤ نہیں ہے لیکن جب آسمان سے گذر جاتا ہے تو اس کے باہر یا "خلا بلا نہایت" یا جسم کا طالب ہوتا ہے وہ اس لئے کہ اگر "خلا بلا نہایۃ" ہو تو لازم آتا ہے کہ "جسم بلا نہایۃ" ہو کیونکہ خلاء اس کو کہتے ہیں جو کسی جسم کو قبول کرتا ہے پس وہ خلا جو بلا نہایۃ ہو وہ "جسم بلا نہایۃ" کو قبول کرتا ہے بلکہ ضروری ہے کو قبول کرلے۔ اس لئے کہ جسکے لئے قبول کرنا ممکن ہو ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ قبول کرنے کے قابل نہ رہے اگر ایسا ہوگا تو اسکا شمار" امور فاسد" میں ہوگا۔
اس بنا پر کہنے والوں نے کہا ہے کہ "عوالم" (سارے عالم، دنیا) بلا نہایۃ" ہیں اور خلا کے ہر مقام پر موجود ہیں کیونکہ خلا سے بڑھ کر اس کے لئے اور کوئی موزوں مقام نہیں ہے۔
ارسطو نے کہا ہے کہ "مالانہایۃ" (جسکی انتہا نہ ہو) پر غور و فکر کرنا محل شک ہے کیونکہ جو لوگ" عوالم" کے متعلق یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ موجود نہیں ہے ان کو بہت سی محال اشیاء کا ماننا لازم آجائے گا۔
ازاں جملہ یہ ہے کہ" تعالیم" باطل ہو جائیں گے۔ زائد طبیعہ عداد باطل ہو جائیں گے زائد زمانہ باطل ہو جائے گا۔ ان اشیاء کے ابطال سے تھوڑے امور طبیعہ ہی ابطال کی زد پر نہیں آتے

بلکہ خود عالم ہی کا ازالہ ہو جاتا ہے کیونکہ "آسمان" ایک شئے ہے جو اپنی حالت پر باقی ہے وہ زمانہ اور
کون کو اس بات سے نہیں روکتا کہ "مالانہایتہ" تک بڑھتا چلا جائے حالانکہ ان اشیاء کو باطل قرار
دے کر ان کی جگہ وہ محال اشیاء کو رکھتے ہیں ۔ ارسطو کے اس قول کی دلیل یہ ہے کہ افلاطون جیسے لوگ
بھی اس سے متفق اور مطمئن ہیں۔

لانہایتہ" کے متعلق دیگر بہت سے اقوال ہیں مگر طوالت کے خوف سے ان کا تذکرہ نہیں کرینگے
اس قدر اس لئے ذکر کر دیا ہے تاکہ متعلم" لانہایتہ" کے متعلق یقین کرنے کے جو دجوہات ہیں اِن سے
واقف ہو جائے ۔

مالانہایتہ کے متعلق مذکورہ اقوال نقل کرنے کے بعد ہم کچھ ان لوگوں کے اقوال بھی ذکر کریں
گے جن کے نزدیک مالانہایتہ ممنوع ہے ۔ اس کے بعد واضح کریں گے کہ ایک طبیب کے لئے
کیا اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔

"طبیعت" کے بیان میں ارسطو نے جو بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ "مالانہایتہ" موجود نہیں ہے ۔
وہ کہتا ہے کہ کاش میں جانتا کہ مالانہایت کس طرح کا پایا جاتا ہے ۔ آیا جواہر میں کوئی جوہر ہے یا
اعراض طبیعت میں کوئی عرض ہے ۔ یا ان دونوں کے علاوہ کوئی اور صورت ہے پھر اس نے کیا
اس بحث سے معافی چاہتے ہوئے کہا ہے اس عظیم محسوس" مالانہایتہ" کے متعلق بحث کرنیکا سب سے
زیادہ مستحق علم طبیعی کا جاننے والا ہے ۔ پھر اس نے رضا کارانہ جذبہ کے تحت گفتگو کرتے ہوئے کہا
ہے کہ ایسی صورت میں لازم آتا ہے کہ "مالانہایتہ" کو اگر منقسم تسلیم کریں گے تو مقدار یا کثرت کے اعتبار
سے منقسم ہوگا لہذا مقدار یا کثرت ہو جائے گا جس طرح یہ ذاتی طور پر جوہر نہیں ہے جب کہ اس کو وہ
بذاتِ خود منقسم قرار دیں اور اگر غیر منقسِم ہو تو یہ لانہایتہ اِسی طور پر ہوگا جس طور پر کہا جاتا ہے کہ نقطہ
غیر منقسم ہے کیونکہ وہ بھی ایسا ہی ہے اس لئے کہ چیز بھی تقسیم نہ ہونے میں نقطہ کے مانند ہے کیونکہ جو
چیز منقسم ہونے میں نقطہ کے مانند ہو فلاسفہ اس کا نام "مالیس من شانہٗ ان یسلک" رکھتے ہیں یعنی
وہ شئے جو مسلک اختیار نہ کرتی ہو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس شئے سے کوئی غیر پیدا نہ ہوتا ہو یا وہ
بالذات کثرت اختیار نہ کرتی ہو یا یوں نہ ہوتی ہو کہ یہ کہہ سکیں کہ "آواز کا کوئی رنگ نہیں ہے ۔
اور جو اس طرح کی ہوتی ہے وہ مالانہایتہ، ہوتی ہے کیونکہ اس کا کوئی رنگ نہیں ہوتا ۔ چنانچہ
لانہایتہ، کا اطلاق زمانہ پر ہوتا ہے ۔ مگر یہ مقام محل وہم ہے ۔ کیونکہ مالانہایتہ کی جو بات ہے
اس سے ان کی مراد زمانہ نہیں ہے ۔ نہ ہی اس کے متعلق ہم کوئی بحث کر سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اگر" مالا نہایۃ "کسی دوسری طبیعت کے لئے عارض ہوتا ہے تو اس صورت میں موجودات کیلئے نہ مبداء ہوگا نہ اسطقس، بلکہ مبداء اور اسطقس وہی طبیعت ہوگی جکو" مالا نہایت" عارض ہوا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ لغت یا کلام کو فصاحت یا عبارت یا نظم و نثر کا کوئی دوسرا مفہوم عارض ہوتا ہے تو یہ زبان کا اسطقس نہیں ہوتا، بلکہ اسطقس وہ حروف ہوتے ہیں کہ جن سے زبان بنتی یا کلام مرکب ہوتا ہے۔ نہ کہ عارض ہونے والی شئے جو غیر مراد بھی ہوسکتی ہے۔

لانہایۃ" اور" لا انقضاء" یہ وہ چیز ہے جس کا مسلک (راستہ) لا انقضاء (مسلسل نا قابلِ تمام ہو) اس کا اطلاق ایک اور صورت پر بھی ہوتا ہے، وہ یہ کہ جس پر چلنا مشقت اور دشواری کے باعث اس کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ ایک دوسرے مفہوم پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، وہ یہ کہ وہ راستہ فی نفاس چلنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ جیسے پانی کی گہرائی، ریت کو عبور کرنا وغیرہ اسکی کوئی انتہا نہیں ہے اس لئے بے حد دشوار ہے۔

یہ دائمی نقصان کے مفہوم میں بھی بولا جاتا ہے کیوں کہ اس کی بھی کوئی انتہا نہیں ہے مثلاً کمی و بیشی کی تقسیم میں متصل رہنے والی شئے یہاں بھی قیل و قال کا جائز ہونا جائز نہیں ہے۔

مالا نہایۃ" کے باب میں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ سب کی سب جب اسی انداز کی ہیں جنکا تذکرہ اُوپر آچکا ہے، تو اَب ان حضرات کے تصور پر ایک ایسی تحقیق کرنا باقی ہے جس سے" مالا نہایۃ" کی ماہیت کا پتہ چل سکے۔ دیکھنا یہ ہے کہ مالا نہایۃ ان محسوسات اجسام اور بقیہ ساری مذکورہ اشیاء سے کیا اس طرح مختلف ہے کہ وہ بذات خود ایک غیر متناہی شئے ہو کر رہ جاتا ہے جیسا کہ ان حضرات کا بیان ہے جو یہ تصور رکھتے ہیں کہ" مالا نہایۃ" موجودات کا لا انتہا حد تک مبداء ہے۔ یا پھر اسکا وجود ہی نہیں ہے۔ پس ہم یہ کہیں گے کہ" مالا نہایۃ" دو حال سے خالی نہ ہوگا یا منقسم ہوگا یا نہ ہوگا، اگر منقسم ہوگا تو" مالا نہایۃ" نہیں ہوگا یا منقسم ہوگا اور بعد میں منقسم نہ ہو تو ہمارے نزدیک یہ ممنوع نہیں ہے کہ کوئی چیز خیالی طور پر" مالا نہایۃ" کی حد تک منقسم ہوتی جائے۔ مگر اس مفہوم میں وہ غیر موجود ہوگی، حتیٰ کہ کوئی وجود میں آنے والا ان تمام اشیاء کی طرح وجود میں آئے جو قوت کے اندر موجود ہوں اور جن کا ظاہر ہونا اور" مالا نہایۃ" تک ہونا جائز ہو یا، وہ مالا نہایۃ تک دائمی مفہوم میں" بالقوہ" ہو یا غیر معلوم ہو۔ حتیٰ کہ وجود میں آئے تو جو کچھ وجود میں آئے وہ ختم ہو جائے پھر دوسری چیز وجود میں آئے۔ اس طرح اس کا وجود" مالا نہایۃ" ہوگا جیسے جہاد اور نہار یہ دونوں چیزیں ایسی نہیں ہیں۔ وجود میں آئیں۔ یہ وجود میں آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔ پھر وجود میں آتی ہیں بس اسطرح

"مالانہایۃ" تک سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اسی طرح "زمانہ" بھی "مالانہایۃ" کی حد تک ہوتا ہے۔ کیونکہ "زمانہ" حرکت کی تعداد کا نام ہے اور حرکت "مالانہایۃ" ہوتی ہے۔ البتہ وہ نہ یکبارگی ہوتا ہے نہ قابل اشارہ ہوتا ہے، بلکہ یکے بعد دیگرے وجود میں آتا ہے۔ بنا برایں جو وجود میں آچکا ہوتا ہے، منتہی اور جو نہیں آچکا ہوتا ہے وہ بعد کو غیر منتہی ہوتا ہے۔ یہ اس چیز کے باب میں ہے جو مذکورہ انداز پر لانہایت ہوا کرتی ہے۔

عدد کا جو تذکرہ فلاسفہ نے کیا ہے۔ یعنی یہ "مالانہایۃ" تک منقسم ہوتا ہے، وہ غلط ہے۔ بشرطیکہ ان کی مراد یہ ہو کہ وہ "بالفعل" منقسم ہوتا ہے، کیونکہ عدد "آحاد مرکبہ" یعنی مرکب اکائیوں کا نام ہے اس بارے میں کوئی شک نہیں ہے کہ تقسیم اعداد کو "ایک" تک منقسم کر دیتی ہے اور واحد" (ایک منقسم نہیں ہوتا، بس تقسیم" واحد" تک منتہی۔ اور واحد تقسیم نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں انکی وہ تشبیہہ باطل ہوگی جو انہوں نے مالانہایۃ کی "عدد" سے دی ہے، اور اسکا "انقسام" بھی باطل ہوگا۔

اگر وہ لوگ یہ جواب دیں کہ واحد بالقوہ تقسیم ہوگا بشرطیکہ واحد عددی کا نہیں ـــ شئے منقسم کا لحاظ کریں۔ اس پہ جواب دیں گے کہ ہم اسبات سے منع نہیں کرتے کہ کوئی شئے "بالقوہ" مالانہایۃ ہو اسکا ہم تو انکار اس بات کا کرتے ہیں کہ کوئی شئے حاوی ہو، اور وہ مبداء یا کوئی ایسی محسوس عظمت بھی ہو جو "لانہایۃ" بالقوہ پایا جاتا ہے نہ کہ بالفعل۔ اور تمہارا خیال یہ ہے کہ "مالانہایۃ" حاوی ہے اور جب یہ بات صحیح ہے کہ وہ بالقوہ اور "محوی" ہے حاوی نہیں۔ جیسا کہ اس کی کوئی انتہا نہیں ہے لو مالانہایۃ "تکون" میں پایا جائے گا۔ نہ کہ وجود میں۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

اب رہا یہ کہنا کہ ہر شئے کی انتہا ایک شئے کی طرف ہوتی ہے، اور "مالانہایۃ" بھی ایک شئے کی طرف منتہی ہو جائیگا اور وہ شئے ایک دوسری شئے کی طرف منتہی ہوگی تو اس بناء پر "مالانہایت" موجود ہوگا۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ ہر چیز جو کسی کی طرف منتہی ہو۔ ہمیشہ دوسری چیز کی طرف منتہی ہو۔ کیونکہ دنیا کی ہر چیز کل کی طرف منتہی ہوتی ہے اور کل کسی چیز کی طرف منتہی نہیں ہوتا۔

اگر تم مذکورہ باتوں کو وہم کر دو تو وہ دہم مرسل" ہوگا جو کسی کی طرف منتہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر وہ چیز جس کا وہم ممکن ہو وہ حق نہیں ہوتی مثال کے طور پر یہ وہم کرنا ممکن ہے کہ زید گھر میں ہے۔ جنگل میں ہے کشتی پر ہے۔ شہر کے باہر ہے۔ حالانکہ حقیقت میں وہ صرف ایک جگہ موجود ہوگا۔ بس یہ بات ثابت ہوتی کہ ہر چیز جو "وہم" میں آئے حق نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات وہم میں آنے والی شئی ایسی چیز ہوتی ہے جسکا ہونا جائز ہے اور بعض اوقات جائز نہیں ہوتا۔

اسی طرح وہ بات جو تم نے کہی ہے، کہ ہمارا وہم کسی شئے متناہی کے نزدیک موقوف نہیں ہوتا کیونکہ جب ہم اپنے وہم کو شبہ کے باہر لے جاتے ہیں تو اِس کا تقاضہ ہوتا ہے کہ، وہاں اس کا ایک جسم ہو جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔ یا خلاء ہو یا کوئی دوسری چیز ہو، اور "عالم" بلا نہایت ہوں۔ یہ بھی وہم مرسل ہے جس کا تعلق اس چیز سے ہوتا ہے، جس کا ہونا جائز نہیں۔ اس کا بھی تعلق ایسی جنس سے ہے، جسکا ہم نے ذکر کیا ہے۔ یعنی ایسی بے حقیقت چیز کا "وہم" کرنا انسان کے لئے جائز ہے۔ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ "عالم" کے ماورا کوئی دوسرا عالم نہیں ہے۔ پھر ہم کہیں گے، ہر وہ چیز جو منقسم ہوتی ہے۔ اگر وہ بڑے ہونے میں یا بڑے ہونے کی جانب، یا قلت میں جانب منقسم ہوتی ہے۔ اگر وہ بڑے ہونے کی جانب تقسیم، ہو تو "کل" کی طرف منتہی ہوگی۔ کیونکہ "کل" سے بڑی کوئی چیز نہیں ہوئی اور اگر "قلت" کی طرف منقسم ہو تو وہ "واحد" کی طرف منتہی ہوگی، یا بالجملہ اقل ترین شئے کی طرف منتہی ہوگی۔ ایسی صورت میں دونوں ہی اعتبارات سے منتہی ہوگی۔ اور ہر وہ جسم جو "بالفعل" نہایت" انتہا کی طرف منقسم ہوتا ہے، وہ بالوہم اور بالقوی شئے منقسم کو "مالا نہایت" کی طرف تقسیم کرا دیتا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ "مالانہایت بالفعل" موجود نہیں ہے۔ وہ صرف" بالقوۃ" موجود ہے۔ جیسے" زمانہ" اور اس کے مانند دوسری چیز ہم بیان کر چکے ہیں، کہ "مالا نہایت" پر گفتگو کرنا بے حد مشتبہ ہے۔ گفتگو کا اس قدر حصہ ایک طبیب کیلئے کافی ہے۔ اَب وہ ضرورت کی حد تک اس کے متعلق بحث کر سکتا ہے "مالا نہایت" کے باب میں جو ایک طبیب کے لئے واجبی طور پر اس حد تک اعتقاد رکھنا چاہے کہ اس پر الزام جہالت عائد نہ ہو سکے وہ یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے وجود کے لئے کوئی اَوّل ہے نہ اِنتہا۔ اس کے وجود بلا نہایت کے لئے کوئی انتہا نہیں ہے۔ حرکت کے لئے بھی کوئی انتہا نہیں ہے۔ زمانہ حرکت الی مانہایت سے پیدا ہوتا ہے "متصل" بالوہم اور بالقوی مالا نہایت کی جانب تقسیم ہوتا ہے۔ نیز کون و فساد بھی" مالا نہایت" کی جانب تقسیم ہوتا ہے۔ ہیولی کا " بالقوہ" صورتوں کو قبول کرنا بھی" مالا نہایت" کی حد تک جاری ہے۔ وجود باری کی نہ ابتداء ہے۔ انتہا وجود کے عوامل اور اس کا فعل دائمی ہے۔ وہ بلا نہایت منقطع نہیں ہے۔ نیز یہ جائز نہیں ہے کہ جواد (سخی) یا اسکا فعل وجود (سخاوت) انتہا سے ہو، یا نہایت کی طرف جائے۔ کیوں کہ اکا افضل ترین شئے کو اور حکمت کو اختیار کرنا لانہایت سے اور لا نہایت کی طرف ہے۔

بس اس قدر تصور ایک طبیب کے لئے جو فلسفی نہیں ہوتا، کافی ہے۔ اِس گفتگو پر اسے غور کرنا ضروری ہے تاکہ وہ چیز حاصل ہو جائے جو اس کے موضوع کے لئے ضروری ہے

ہے۔ اس سلسلہ میں اصحاب شرع سے مناظرہ نہ کرے۔ کیونکہ طب اور فلسفہ مبادی امور کے پہلو سے چلتا ہے۔ جبکہ ظاہر شریعت اس کے خلاف ہوتی ہے۔ ایک طبیب کے لئے مناسب نہیں ہے کہ شریعت کی باتوں سے کشمکش کرے یا جھگڑا کرے۔ کیونکہ وہ تو حق محض ہے۔

باب (۲۴)

خیر مطلق اور شر مطلق

طبیب کو معلوم ہونا چاہئے کہ خیر و شر کے باب میں گفتگو اس کے موضوع سے خارج ہے۔ مگر تھوڑا تذکرہ اس لئے ضروری ہے تاکہ شر سے اجتناب اور خیر کی رغبت پیدا ہو۔

خیر و شر کے الفاظ گاہے بطور قیاس استعمال کئے جاتے ہیں مثال یہ ہیکہ مال کا لینا زید کیلئے خیر ہے، جب کہ عمرو سے لے۔ اور عمرو کیلئے شر ہے جبکہ زید سے لے۔ معلوم ہوا کہ ایک ہی چیز خیر اور شر بن گئی۔ خطا کار کو ادب سکھانا تمام انسانوں کے لئے "خیر" مگر خود مجرم کے لئے "شر" ہے ایسی مثالیں دنیا کے حالات میں بکثرت ملیں گی۔ خیر و شر پر ہماری گفتگو کا موضوع باہمی قیاس نہیں، بلکہ خیر مطلق اور شر مطلق ہے۔

خیر مطلق سے مراد اللہ سے محبت رکھنا، حکمت کو ترجیح دینا فضائل کو حاصل کرنا تمام لوگوں کی تکلیفیں دور کرنا، عقل کی رہنمائی میں چلنا، جانوروں پر رحم کرنا اور ظلم کرنا سے کنارہ کش رہنا ہے۔

یہ تمام چیزیں خیر مطلق ہیں ان کے اضداد شر مطلق ہیں۔ یعنی حق سے بغض رکھنا، شر کو ترجیح دینا، فضائل کا حصول ترک کر دینا، احسان سے کنارہ کشی اختیار کرنا رحمت سے بدترین اشیاء کو اختیار کرنا، یہ تمام چیزیں مطلقاً شر ہیں۔ ایک طبیب کے لئے ضروری ہے کہ اس بات کا اعتقاد رکھے کہ کسی بھی چیز کا بغیر کسی چیز کے ہونا جائز نہیں ہے۔ ہر چیز کا سرچشمہ اور ایک عنصر
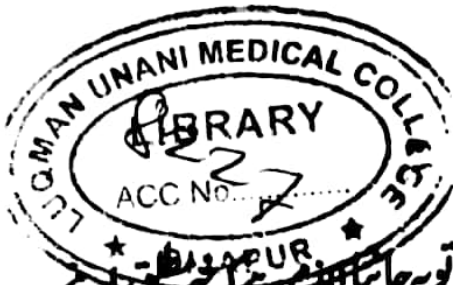
ہے چاہے قولی ہو یا فعلی ۔ جب اس کا یہ عقیدہ ہو جائے، تو یہ جاننا لازم ہے کہ خیر مطلق اپنے سرچشمے اور عنصر سے نکلتا ہے ۔ ہم اس کا نام "قوت خیریہ" رکھتے ہیں ۔ اسی طرح یہ بات بھی علم میں رکھی جاسکتی ہے ۔ کہ جب خیر ایک سرچشمے اور عنصر سے نکلتا ہے تو اسی طرح شر بھی اپنے سرچشمے اور عنصر سے نکلتا ہے ۔ یہ دونوں ضد اور آپس میں ایک دوسرے کے مقابل ہیں ۔ تمام قدیم فلاسفہ اور ارباب شریعت نے اس کی جانب اشارہ کیا ہے ابرقلس نے اپنے ایک مقالہ میں خیر و شر کی طبیعت بیان کی ہے ، اور دلیل سے یہ ثابت کیا ہے کہ خیر و شر آپس میں متضاد اور متقابل ہیں ۔ یہ دونوں (علیحدہ علیحدہ) دو قوتیں ہیں ۔ اور ہر قوت کے خاص افعال اور تاثیرات ہیں ۔

خیر و شر کے متعلق افلاطون نے بھی واضح کلام کیا ہے ۔ وہ یہ کہ زندہ بولنے والا مرنے والا یہ حیوان ہے ۔ برائی کا صدور جنات اہل شر اور فاسقوں سے ہوتا ہے ۔

افلاطون اپنے مقالہ میں شیاطین کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے ۔ یہ شر کے باہمی ملاپ سے پیدا ہوئے ہیں ۔ فرشتے خیر کے حیوان ہیں ۔

ارسطو نے "کون و فساد" میں کہا ہے کہ "کون" ایک "جوہر خیری" اور فساد ایک "جوہر شری" ہے ۔ بعض اگلے لوگوں نے مجھ سے کہا ہے ، میں یہ نہیں کہتا کہ ہیولیٰ ہی شر ہے ۔ بلکہ یہ کہتا ہوں کہ وہ شر سے پیدا ہے ۔

سقراط نے کہا ہے کہ جو شخص بلا ارادہ مر گیا اِسے حیات ابدی حاصل ہو جاتی ہے اور جو شخص بلا ارادہ زندہ رہتا ہے وہ طبعی موت مرتا ہے ۔

تحیلے نحوی نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ بری خواہش سب کی سب از قسم شہوات بدی ہیں ۔ بس جو شخص شر کے ارادوں سے زندگی گذارتا ہے ۔ اور اپنی شہوتوں سے لذت اندوز ہوتا ہے ، وہ موت طبعی مرتا ہے ۔ یعنی وہ طبیعت کی طرف منقسم ہو جاتا ہے ۔ حتیٰ کہ ان کا اظہار کر بیٹھتا ہے ۔ اور جو شخص بالارادہ مرتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی طبعی خواہشات کو ختم کر دیتا ہے ۔ چنانچہ حیات ابدی کے سایہ میں زندہ رہتا ہے ۔ یعنی اس کا نفس تقسیم ہو کر اپنے عالم کی طرف لوٹ جاتا ہے اور اِسے حیات ابدی حاصل ہو جاتی ہے ۔ ابدیت کے معنی یہ ہیں کہ انسان ، عالم الٰہی ، عالم عقل اور عالم نفس کے لائق ہو جائے ۔ کیونکہ یہ تمام عالم ابدی ہیں ۔ اس لئے ان میں کوئی فساد نہیں ہوتا ۔

اطباء میں جو لوگ فلسفی ہیں انہوں نے بھی خیر و شر کی طبیعت کی جانب اشارہ کیا ہے ۔ چنانچہ جالینوس نے کتاب الاخلاق میں کہا ہے ۔ جس شخص کو "نفس خیریہ" حاصل ہو جائے وہ بمنزلہ ایک عقلمند

یا تمیز شہسوار کے ہے اور جسکو "نفس حیوانیہ" ملے وہ قائم مقام اس کتے کے ہے جو سور اور بہے جانوروں سے انتقام کرنا کا آلہ ہوتا ہے۔

پس جب نفس حیوانیہ، نفس ناطقہ کی ریاضت خیریہ قبول کرلیتا ہے، تو وہ شہسوار کے لئے عمدہ طور پر مطیع ہوجاتا ہے۔ اس کے ذریعے شہسوار شر سے انتقام لیتا ہے۔

اس نے یہ بھی کہا ہے، کہ جس شخص کے "قوائے شریہ" طاقتور ہوتے ہیں وہ نفس کے "قوائے خیریہ" کو غلام بنالیتے ہیں اور جب شخص کے اندر قوائے خیریہ (خیر کی طاقتیں) مضبوط اور طاقتور ہوتی ہیں تو وہ "قوائے شریہ" کو قابو میں کرلیتی ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ ہر ایک نے خیر مطلق اور شر مطلق کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اس باب میں کلام بھی وارد ہوا ہے، واضح ہے۔ ارباب شریعت نے بھی خیر و شر کا ذکر کیا ہے۔ خیر کو طلب کرنے اور شر سے بچنے کی ترغیب دی ہے یہاں اسی قدر ایک طبیب کیلئے کافی ہے۔

Scanned with CamScanner

باب (۲۵)

معاد

"معاد" کا تصور وہی شخص کر سکتا ہے جس نے نفس کو اچھی طرح پہچان لیا ہو اور عقل اور باری تعالیٰ کو خوب سمجھ لیا ہو۔ ان باتوں کو "سماع طبعی" اور کون و فساد کی معرفت کے بغیر سمجھا نہیں جاسکتا۔ نیز اس کے لئے کتاب مابعد الطبیعہ کے حرف اللام اور حرف الالف الصغریٰ کی بحث اور کتاب اثالوجیا، جو افلاطون اور برقلس نے لکھی ہے، سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔

ان تمام چیزوں کی معرفت کے بعد ہی "امر معاد" کا تصور کرنا ممکن ہے۔ ہم اس سلسلہ میں تھوڑا بیان کریں گے تاکہ ایک طبیب اس پر اعتقاد رکھے۔ یہاں تک کہ بحث و تحقیق کی توفیق دے کر اللہ تعالیٰ اس پر احسان فرمائے۔

نبات کا معاد بالقوہ بیج کی جانب ہوتا ہے۔ بیجوں کا معاد امہات کی جانب انقسام کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اور امہات کا معاد انقسام، نیز بسیط ترین اجزاء کی طرف پھیلنے اور قلیل ترین اجزا کی طرف سکڑنے کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس کے بسیط ترین اجزاء وہ کیفیات ہیں جو انتہا میں اور اس کے ان عناصر میں ظاہر ہوتی ہیں۔ جو ہیولیٰ سے بنتے ہیں۔ عنصر کا معاد ہیولیٰ کی جانب ہوتا ہے۔ یہ وہ قدیم جوہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے، تاکہ وہ متضادات اور ان کیفیات کے وجود کو قبول کرے، جو انتہا میں اس "عدم" کی طرف جاتی ہیں جو ہمارے تصور کے مطابق عدم ہے مگر طبیعت، عقل و نفس اور باری تعالیٰ کے نزدیک عدم نہیں ہے۔ جو شئے ہمارے نزدیک

اور طبیعت وعقل و باری تعالی کے نزدیک بھی عدم ہے، وہ "عدم مطلق" ہے نہ اس سے "کون" ہوتا ہے، نہ اس کی طرف کسی شئے کا "معاد" ہوتا ہے۔ ان صورتوں کا معاد جو اشیاء کو کھینچتی ہیں نفس کی جانب ہوتا ہے۔ حاصل کردہ فضائل کا معاد دو طریقے پر ہوتا ہے، اگر ان کا اکتساب، نفس کے ذریعہ ہوا ہے تو ان کا معاد بھی "عقل" ہوگا۔ نفوس حیوانیہ و بہیمیہ کے معاد کی دو قسمیں ہیں ان میں جو "مادہ" سے بنے ہیں وہ اپنے "امہات" (یعنی عناصر) کی طرف لوٹ جائینگے۔ اور جو "قوت" سے بنے ہیں وہ "کواکب" کی طرف لوٹیں گے اس لئے کہ رُوح، مزاج سے اور ان قوائے فلکیہ سے مرکب ہوتی ہے، جن سے نفس اپنے جنس کی تکمیل کے لئے مستفید ہوتا ہے۔ اور جن سے عقل فائدہ اٹھاتی ہے۔ تاکہ اس کا نظام اور اس کی ترکیب تمام ہو یہ مواد طبیعیہ کے ساتھ مرکب ہوتی ہے۔ تاکہ حیوانات و نباتات کے اجسام طبیعت مکمل ہوسکیں۔ یہیں سے ہم انہیں اجسام کہتے ہیں جو صورت اور مادہ سے مرکب ہوتے ہیں۔ نفس ناطقہ کلیہ جو شخص کے ساتھ خاص ہوتا ہے وہ "کل اعظم" کی طرف لوٹتا ہے "کل اعظم" کے متعلق ایک طبیب کو یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ وہ نفس، عقل اور باری تعالی ہے۔ اگر اس کے لئے محسوسات سے کوئی مثال درکار ہے، تو سورج، روشنی اور گرمی پر غور کرنا چاہیئے۔ یہی مفہوم ہے ہمارے قول معاد کا۔

اس کے بعد اللہ تعالی ان صورتوں اور مادوں کے درمیان یکجائی پیدا کرے گا جو اپنے عناصر کی جانب رجوع کر چکے ہوں گے۔ اسی طرح جس طرح اول اول انہیں پیدا کیا تھا۔ وہ ہر طرح کی تخلیق پر قادر ہے۔

مسئلہ کے سلسلہ میں اتنی بات کا تذکرہ اس لئے کر دیا گیا ہے کہ دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ ربوبیت سے نابلد ہیں، ان سے معاد کی گفتگو حکایت و افسانہ بنکر رہ جاتی ہے۔

جب نفس کل کی طرف لوٹ جاتا ہے درآنحالیکہ وہ فضائل اور خیر کو حاصل کرلیتا ہے تو اس کو باری تبارک وتعالی اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے اور وہ اس بنا پر بلند ترین درجہ کا مستحق ہوجاتا ہے۔ اور قرب خداوندی میں رہنے لگتا ہے۔ اور اگر نفس رذائل کو قبول کرلیتا ہے تو وہ قرب خداوندی میں نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اس کا مرتکب ہلاک ہوجاتا ہے۔ اسی قدر توضیح ایک طبیب کے لئے کافی ہے۔ نیز اس کے لئے بھی کفایت کرے گی جس کے ساتھ اللہ تعالی خیر کا ارادہ کرے۔

باب (۲۶)

ثوابؔ وعقابؔ

متقدین اور متاخرین ۔ فلاسفہ و ارباب شریعت میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے
جس نے ثواب وعقاب کے متعلق گفتگو نہ کی ہو ۔ مگر یہ حضرات ثواب وعقاب کو مختلف
الفاظ میں اور الگ الگ عبارتوں سے بیان کرتے ہیں ۔ ایک طبیب کے لئے یہ جاننا
ضروری ہے کہ انسانی سیاست اور عالم کا قوام (دنیا کا قائم رہنا) ایسے اخلاق پر مبنی
ہے جو عقل کی بارگاہ میں پسندیدہ اور نفس کے نزدیک مستحسن ہیں ان دونوں میں باری تعالیٰ
کی طرف سے دو قوتیں ودیعت ہیں ۔ بس جو چیز عقل کے نزدیک بری ہے وہ اللہ کے نزدیک
بُری ہے ۔ اور جو چیز عقل کے نزدیک اچھی ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے عقل جس سے
راضی ہے اللہ بھی اس سے راضی ہے ۔ جب یہ بات صحیح ہے تو (معلوم ہونا چاہیئے کہ)
عقل کی راہ یہ ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دیا جائے ۔ اگر محسن کا بدلہ احسان سے
نہ دیا جائے، تو پاسبان عقل اس سلسلے میں مانع ہوگا۔ محسن کے ساتھ احسان کرنے میں
عقل کی مضبوطی بھی ہے ، اور نظام عالم کی بقا بھی ۔ پس یہ وہ چیز ہے جس کا عقل تقاضا کرتی
ہے ۔ تو پھر باری تعالیٰ اس بات سے بہت ہی بلند وبالا ہے کہ وہ کسی احسان کرنے والے
کے احسان کو ضائع کرے ۔ جب وہ کسی نیکوکار کی نیکی کو ضائع نہیں کرسکتا تو اس کا مقابلہ
احسان سے ہوگا ـــــ تو یہ بات صحیح وثابت ہوئی کہ "ثواب" ضرور ملنے والا ہے ۔ اَبْ رہا

یہ سوال کہ ثواب کیسا ہوگا اور کہاں ملے گا تو اس بارے میں بحث بہت طویل ہے نیز لوگوں کے مابین اس سلسلے میں کافی اختلاف ہیں اگر اس مقام پر تشریح کرنے لگے تو فصل طویل ہوجائے گی ۔ یہاں صرف اسی قدر تذکرہ کردینا کافی ہے جس قدر ایک طبیب کے لئے ضروری ہے، تاکہ وہ اس مسئلہ کو دور از کار خیال نہ کرے ۔ ایسی صورت میں وہ ثواب حاصل کرنے کی طرف راغب نہ ہوگا ۔

"عقاب" کے بارے میں اگلے لوگوں سے سنا ہے، کہ یہ طبیعت کے "واجبی" مجازات اور عقل و نفس کی بارگاہ میں باہمی "مساوات" کا نام ہے ۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ وہ چیز جسکو گرمی کی ضرورت ہے مگر پھر سرد ہوجائے یا وہ چیز جسکو سردی کی ضرورت ہے مگر گرم ہوجائے تو یہ عمل، طبیعت کے عمل کے خلاف ہے ۔ ہم یہ ذکر کرچکے ہیں کہ اسلاف کے مذہب میں طبیعت کی حقیقت کے لئے لازم ہے کہ اسکو اعتدال کی طرف لائے لہذا جو شخص اشیائے طبیعیہ کے اندر بدی یا ظلم کرے گا وہ طبیعت کی سیرت اور اشیائے طبیعیہ کے نظام سے نکل جائے گا ۔ لہذا طبیعت پر لازم ہوگا کہ وہ اسکو ٹھیک کرے اور اسکو اعتدال کی طرف لوٹا کر مرض کو زائل کرتی ہے ۔ اور ان اعضاء پر گوشت نکل جاتا ہے ۔ یہ ہڈیوں پر گھومتی رہتی ہے تاکہ اشیاء طبیعیہ کے ذریعہ "نظام طبیعت" کو نافذ کرے ۔ پس اشیاء طبیعیہ میں طبیعت کا جو نظام ہے اس سے جو خارج ہوگا اسے نظام کی جانب واپس لانے کے لئے طبیعت مقابلہ کرے گی ۔ کیونکہ نظام طبیعت کی جانب واپس لانا گاہ اس طرح ہوتا ہے کہ مخالف و مقابل اور بعض اوقات یہ مدمقابل پر دباؤ ڈالا جاتا ہے بس اصل سمت کی جانب واپس لانا، یہی مجازات ہے ۔ اور یہی مفہوم اس قول کا ہے کہ "مجازات" (بدلہ) طبیعت کے نظام میں واجب ہے ۔ جب اس کا نظام طبیعت میں یہ واجب ہے تو عقل، نفس اور باری تعالی کے نزدیک اس کا زیادہ بہتر اور لائق ستائش ہونا اولی ہے جو شخص نفس کی سیرت اور عقل کے نظام سے نکل جاتا ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضامندی اور خوشی سے بھی نکل جاتا ہے ۔ پھر نفس پر اس وقت یہ لازم ہوجاتا ہے کہ وہ طبیعت کو اس کی سیرت کی طرف واپس لائے اور عقل پر یہ لازم ہوجاتا ہے کہ وہ اس کے نظام کی طرف واپس لائے ۔ باری تعالیٰ "عدل" پر چلنے کے لئے ان لوگوں کی تقویم (سدھارنا) واجب کردیتے ہیں ۔ جو عقل اور نفس کی سیرت کو قبول نہیں کرتے ۔ اس لئے کہ یہ اسکی

نعمتوں میں سے ایک نعمت اور اس کے افعال سے ایک فعل ہے۔ پس جو شخص اس پر عمل نہ کرے، اس پر سیرت نفس، نظامِ عقل کی طرف واپس لائے، اور عقل پر یہ لازم ہوجاتا ہے کہ وہ اور عدلِ باری تعالیٰ کی رو سے عقوبت و سزا واجب ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو جو چیز افضل ہے وہ اور جو اخس (ذلیل تر) ہے وہ افضل قرار پائے گی یہ بات غیر معقول اور ناروا ہے۔

افلاطون نے بھی عقاب کے بارے میں گفتگو کی ہے، جو اس سے زیادہ واضح ہے۔ اس نے کہا ہے باری تعالیٰ نے اس دنیا کو اس طرح منظم کیا ہے کہ اس سے نیکوکاری کو مسرت حاصل ہوتی ہے اس نے اپنی مضبوط حکمت کے ذریعہ اشیاء کو مرتب کیا ہے۔ عقل اور نفس کو اس کا معیار مقرر کیا ہے۔ پس جس نے اس کی مرتب کردہ اشیاء کی مخالفت کی اس نے اس سے عناد کیا۔ اور جو عناد رکھے گا وہ اس کے "نظم و ضبط" کے فساد کا طالب ہوگا۔ اور جو نظم کے فساد کا طالب ہوگا، اس کے انعام کا منکر ہوگا۔ عدلِ الٰہی کی روح سے "تقویم" کا مستحق ہوگا۔ تقویم کا مطلب "عقوبت" ہے۔ افلاطون کے نزدیک عقاب کے یہی معنی ہیں۔ اس نے کہا ہے کہ جس نے نیکوکاری کی اس نے نجات پائی اور جس نے بدی کی وہ پھنس گیا۔ اس سلسلے کی گفتگو بڑی باریک ہے ہم نے اس کے کچھ حصہ کا تذکرہ "خیرِ مطلق" اور "شرِ مطلق" کے باب میں کر دیا ہے۔

باب (۲۷)

معرفتِ الٰہی اور توحید

ایک طبیب کو یہ یقین رکھنا ضروری ہے، کہ کوئی بھی صنعت ایک صانع کی اور کوئی بھی مرکب ایک ترکیب دینے والے کا مقتضی ہے یہ عقل کا بدیہی فیصلہ ہے۔ اسی فیصلے کے تحت ہر "حرکت" اس بات کی مقتضی ہے کہ اس کا ایک "محرک" ہو۔ جب یہ بات ایک طبیب کے علم میں آگئی تو اسے یہ جاننا لازم ہے کہ دنیا اپنی ظاہری شکل میں ایک مرکب شئے ہے۔ کیونکہ دنیا میں موجود اجسام حیوانات اور نباتات بہت سارے متفرق اعضاء سے مرکب ہیں۔ یہاں جو بھی حیوانات ہیں وہ مرکب ہیں۔ اور غیر حیوانات بھی چار عناصر سے مرکب ہیں۔ یہ عناصر اسطقسات اور امہات کا درجہ رکھتے ہیں۔ افلاک اور کواکب مناسب ترکیب کے ساتھ مرتب اور عجیب کاریگری کے ساتھ بنائے گئے ہیں نیز نادر اشکال سے شکل پذیر ہیں۔ اس لحاظ سے عالم اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کا کوئی ترکیب دینے والا اور بنانے والا ہو۔

اب رہا حرکت کے لحاظ سے تو (معلوم ہونا چاہیئے کہ) عناصر میں دو عنصر آگ اور ہوا مرکز سے خارج دائرہ کی طرف۔ اور دو عناصر پانی اور مٹی خارج محیط سے مرکز کی طرف کرتے ہیں، اور تمام افلاک ستاروں کی مخالف جہت کی طرف متحرک ہیں۔ بنابریں عالم اس بات کا مقتضی ہوا کہ اس کا کوئی محرک ہو۔

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ اجسام اور حیوانات کے اندر جو ترکیب پائی جاتی ہے وہ چار طبائع یعنی امہات سے ہے۔ تو کہا جائے گا کہ یہ خیال غلط ہے۔ کیونکہ "امہات" چار ہیں جو ایک دوسرے کے ضد ہیں۔ اور متضاد اشیاء خود بخود جمع نہیں ہوتیں۔ ان کے درمیان کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ وہاں کون نہ ہو پس یہ اسباب کی دلیل ہے کہ ان کا ایک زبردست مولف یعنی ترکیب دینے والا موجود ہو جو غلبہ اور قہر کیساتھ انھیں خصوصی طور پر مجتمع کرے۔

اگر یہ خیال ہو کہ ان اشیاء کا صانع اور فاعل افلاک اور کواکب ہیں۔ تو ہم اس کا یہ جواب دیں گے کہ افلاک اور کواکب اپنی ذات اور اپنے افعال میں ایک دوسرے کی ضد ہیں ان میں سے ایک گرم ہے تو دوسرا سرد۔ ایک سعد ہے تو دوسرا نحس۔ اشیاء جب آپس میں ضد ہوں تو ان کے درمیان اتفاق پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود (ہم دیکھتے ہیں کہ) وہ اجسام کی شکل میں بنے ہوئے ہیں۔ عجیب وغریب طریقے پر پیدا کئے گئے ہیں۔ معلوم بھی اس حیثیت سے ہیں کہ متناہی ہیں۔ پس یہ حیثیت اس بات کی متقاضی ہوئی کہ ان کی کوئی علت ہو، اور متحرک ہونے کی حیثیت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی علت محرکہ ہو۔

اور اگر یہ خیال ہو کہ نفس کلی کواکب کی حرکت اور ان کے کون (وجود) کی علت ہے تو ہم اس کا یہ جواب دیں گے کہ نفس ایک جسم طبعی آلی بالقوہ ہے یعنی زندہ ہے۔ اجسام کا فاعل نہیں ہے۔ اور غیر تام ہے۔ کیونکہ وہ ترتیب اور تمیز میں عقل کا محتاج ہے۔ حقائق اشیاء کے ادراک میں بھی عقل کا محتاج ہے۔ کیا دیکھتے نہیں کہ ایک شخص جو قوی النفس ہو وہ اشیائے موجودہ کی صورتوں کو تو ذہن نشین کر لیتا ہے۔ لیکن حقائق کا ادراک اس کے بس کی بات نہیں کیا تم "دیوانے" کو نہیں دیکھتے کہ وہ صاحب نفس ہوتا ہے جب اسکی عقل فاسد ہو جاتی ہے تو وہ محسوس کر سکتا ہے اور حرکت کر سکتا ہے۔ لیکن تمیز کر سکتا ہے نہ ترتیب دے سکتا ہے کیونکہ اس کی عقل فاسد ہے۔ تمام حیوانات کے اندر نفس تو موجود ہے لیکن عقل نہیں ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ ان تمام کی علت عقل ہے۔ تو ہم اس کا یہ جواب دیں گے کہ عقل اشیاء کی معرفت اور انہیں پہچاننے میں نفس کی محتاج ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی آدمی اندھا پیدا ہو، اور کامل طور پر عاقل ہو، تو اسے یہ سمجھانا ممکن نہیں کہ سُرخ کیا ہے؟ سیاہ کیا ہے۔ سفید کیا ہے؟ اگر اس کے اندر ذائقہ کی حس نہ ہو تو اس کو یہ سمجھانا ممکن نہیں کہ ترش کیا ہے۔ تلخ کیا ہے؟ حالانکہ وہ عاقل ہے۔ پس جب یہ بات صحیح ہے تو یہ بات بھی صحیح ہیکہ

عقل ان مذکورہ چیزوں کے پہچاننے میں نفس کی محتاج ہے پس جو چیز شئے کی محتاج ہو تو اسکا علت اور فضیلت کا محرک ہونا جائز نہیں ہے ۔ پس جب بات صحیح اور ثابت ہو گی ۔ تو لازمی طور پر واجب ہوا کہ ان چیزوں کا کوئی ایک صانع، مولف اور مرتب کامل ہو ۔ جو کسی چیز کا بالکل محتاج نہ ہو ۔ ان اشیاء کا محرک ہو وہ ان کو ایسی حرکت دیتا ہو جسکے نتیجے کے طور پر فضیلت حاصل ہوتی ہے ۔ یہ وہی باری تعالیٰ ہے ۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ تم نے کہا کہ ہر حرکت ایک محرک چاہتی ہے اور ہر ایک محرک اور متحرک ہوگا ۔ اور بلانہایت جاری رہے گا ۔ تو ہم اسکا یہ جواب دیں گے کہ جسم کی حرکت ایک حرکت دینے والے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ وہ اسکو تکمیل کے لئے حرکت دے رہا ہے اور حرکت دینے والا حرکت کرتا ہے ۔ جب کہ وہ فضیلت میں نا مکمل ہو ۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ فضیلت اور تکمیل کی انتہا ذات باری تعالیٰ ہے ۔ جب ہم ذاتِ باری تعالیٰ کو نام "اور" نہایت" قرار دیں ۔ تو یہ بات جائز نہیں کہ اس کے سوا کسی اور کو تام اور منتہی مانیں ۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ آپ اس کی "تحریک" کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؟ کیا وہ اسباب کا مقتضیٰ نہیں ہے کہ وہ متحرک ہو ؟ اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ بات ایسی نہیں ہے کیونکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو چیز اتم اور افضل ہے وہ تمام چیزوں کو حرکت دیتی ہے اور خود حرکت نہیں کرتی ۔ محرکات کی بہت سی قسمیں ایسی ہیں کہ جو خود حرکت نہیں کرتیں جیسے مقناطیس کا پتھر ۔ کیونکہ وہ لوہے کو حرکت دیتا ہے اور خود حرکت نہیں کرتا ۔ جیسے جو کا دانہ چوپایہ کو حرکت دیتا ہے اور خود حرکت نہیں کرتا ۔ حیوانات میں محبوب اپنے عاشق کو حرکت دیتا ہے ۔ مگر خود حرکت نہیں کرتا ۔ اسکی تحریک کا فائدہ یہ ہے کہ تمام اشیاء اپنی حالت کی جانب کمال کی حد تک چلتی ہیں ۔ کیونکہ وہ ان کا خالق ہے اور اپنے فضل سے ان کو عدم سے وجود میں لانے والا ہے اس تحریک کو تحریک تشویق کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بعض کو بعض کی طرف لے چلتا ہے تاکہ اس کی تکمیل کرے ۔

باری تعالیٰ کا ایک سے زیادہ ہونا جائز نہیں ۔ کیونکہ اگر وہ دو تین یا اس سے زیادہ ہو تو اسبات سے خالی نہ ہو گا کہ کلی یا جزی طور پر بعض کے مخالف ہوں ایسی صورت میں سب کے درمیان مخالفت سے کوئی چیز ہرگز پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکے گی ۔ نہ ہی ترتیب و ترکیب کی صورت پیدا ہو گی ـــــ پھر جب بعض بعض کے درمیان اختلاف اور ضد ہو تو یا تو

سب کے سب قوت اور طاقت میں مساوی ہونگے اور اپنے ساتھی کو مساوات سے روکیں گے ـــــــ یا ایک دوسرے سے طاقتور ہوگا۔ ایسی صورت میں وہ اپنی طاقت سے کسی بھی چیز کو معرض وجود میں آنے سے روک لے گا ـــــــ حالانکہ اشیاء نہایت نظم و ضبط و حکمت کے ساتھ وجود میں آ رہی ہیں معلوم ہوا کہ صانع (بنانے والا) ایک ہے۔ یا یہ صورت ہوگی کہ وہ سب کلی اور جزوی طور پر متفق ہونگے یہاں تک کہ ان کے درمیان کوئی اختلاف ضد اور مغائرت رونما نہ ہو۔ ایسی صورت میں بھی اسکا "ایک" ہونا ثابت ہوگا۔ اس کے خلاف سمجھنا محض تعبیر کی غلطی ہے (غور کرو) آگ ایک ہی ہے تو ہزار مقامات پر موجود کیوں نہ ہو اسی طرح پانی ہوا اور زمین ایک ہی ہے۔ اگرچہ مختلف مقامات پر ان کا وجود بکثرت ملتا ہو۔ یہ کثرت، کثرت تعبیر ہے کثرت معنی نہیں ان کا مرتبہ و مقام الماء کا مرتبہ و مقام ہے ایک ہی چیز کو "سیف" "صارم" "صمصام" اور دیگر بہت سارے اسماء سے باری تعالی کو پکارتے ہیں۔ اور "باتر" کہا جاتا ہے اسی طرح ہم "اللہ" "رحمٰن" "اور" رحیم" اور دیگر بہت سارے اسماء سے باری تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔ حالانکہ وہ "ایک" ہی ہے اسی طرح ان لوگوں کا حال بھی جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ (معبود) بہت ہیں در آنحالیکہ یہ آلیہ تمام جہتوں میں ایک ہی ہیں۔ تکوین و تخلیق میں ایک ہی مفہوم کی دلالت کرتے ہیں۔ غلطی دراصل تعبیر میں ہوتی ہے۔ وہ سب حالانکہ واحد (ایک) ہی ہیں۔ کیوں کہ تمام چیزیں جو ساری سمتوں میں متفق ہوتی ہیں ایک ہی شئے سے ہوتی ہیں۔

توحید کے دلائل پر گفتگو بہت لمبی ہے۔ کچھ آسان اور کچھ مشکل ہے آسان اہل شریعت کی گفتگو ہے اور مشکل فلاسفہ کی بحث ہے۔ ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ دونوں کے مابین ہے۔ ایک طبیب کے لئے اس کا سمجھ لینا آسان ہے۔ اگر بات کے طویل ہوجانے کا خوف نہ ہوتا تو ہم تفصیل سے دونوں گفتگوؤں کا تذکرہ کرتے۔ جو کچھ کہا جاچکا ہے۔ اللہ اگر توفیق دے تو کافی ہے۔ "اثالوجیا" یعنی ربوبیت اور توحید کے بارے میں سب سے عمدہ گفتگو ارسطو کی ہے۔ پھر برقلس کی ہے۔ علاوہ ازیں ہر فلسفی نے اس سلسلے میں کافی بحث و تمحیص سے کام لیا ہے۔

باب (۲۸)

عزائم اور طلسمات

عزائم اور طلسمات کے بارے میں لب کشائی کرنا انہی کے لئے روا ہے جن لوگوں نے اسکا ذکر کیا ہے کسی معنی میں کیا ہے۔ جو ستاروں کی روحانیت کے قائل ہیں۔ یا ستاروں کی روحانی قوتیں دنیا میں موجود ہیں۔ کسی بھی ستارے کی روحانی قوت اسی ستارے کی سیرت پر چلتی ہے۔ اور وہی اثر رکھتی ہے جو ستارہ رکھتا ہے۔ اگر ستارہ سعد اور خیر ہے تو اُس کی روحانی قوت بھی خیر اور سعد ہوگی۔

پس عزائم اور منتر انہی "روحانیات" کے روبرو گڑگڑانے اور تکلیف دُور کرنے کیلئے پکارتے ہیں۔ بخورات انہی روحانی طاقتور اور ستاروں کا تقرب حاصل کرنے کیلئے دی جاتی ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ بخورات مختلف ہوتی ہیں۔ صابی (ستارہ پرست) ہر ستارہ کے لئے اس کی طبیعت کے لحاظ سے بخورات دیتے ہیں۔ چنانچہ ہفتہ کے دن زحل کے لئے بالوں، زفت، فاسد چربی اور ہڈیوں کا، منگل کے دن مریخ کے لئے، کندر دم الاخوین اور خون کا، اور جمعہ کے دن زہرہ کے لئے، مشک، عنبر، خوشبودار چیزوں اور کافور کا دھواں دیتے ہیں۔

ہر روز ایسا لباس پہنتے ہیں جو اس دن کے مالک ستارہ کے رنگ اور طبیعت کے عین مطابق ہوتا ہے۔ چنانچہ ہفتہ کے دن گرد آلود اور سیاہ، منگل کے دن سُرخ

اور زرد، اور جمعہ کے دن ہرے، سفید اور ملے جلے گلابی رنگ کے کپڑے استعمال کرتے ہیں۔ یہ تمام اہتمامات، روحانیات اور کواکب کا تقرب حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں عزائم سے مراد ایسے الفاظ ہیں جو ہر زبان میں آہ وزاری اور سوال یا دھمکی کے طور پر ترکیب دے جاتے ہیں۔ ان عزائم کے ذریعہ لوگ روحانیات خیریہ سے سوال اور آہ وزاری، اور روحانیات شریہ کو ڈراتے اور دھمکاتے ہیں۔

عزائم اہل شریعت کیلئے بھی درست ہیں۔ کیوں کہ اللہ اور فرشتوں کے ناموں کے ذریعہ شیاطین اور جنات پر یہ پڑھے جاتے ہیں۔

روحانیات شریہ سے مراد فرقہ صابیہ کے نزدیک شیاطین اور روحانیات خیریہ سے مراد فرشتے ہیں۔

جو لوگ اہل شرائع نہیں ہیں، نہ ہی ستاروں کی روحانی طاقتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک عزائم اور منتر پڑھنا بھی درست نہیں ہے۔

"طلسمات" ان لوگوں کے مذہب میں صحیح ہیں جو ستاروں کے افعال کے معتقد اور اشیائے طبیعیہ اور اشیائے نفسانیہ میں ان کی تاثیرات کے قائل ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ کواکب، طبیعت، امہات (عناصر) امتزاجات اور اجسام کے کون (وجود) کی علت ہیں۔ کیونکہ اصحاب طلسمات (طلسمات کے قائل) یہ خیال کرتے ہیں کہ جب ہم کسی شہر کو اپنے دشمن سے محفوظ رکھنا چاہیں جو اسکو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہو تو اس غرض کے لئے ہم ایسے طالع کا انتظار کرتے ہیں، جس میں سورج ایسے مقام پر ہوں، جو نیک بختی اور بقائے دوام کی دلیل ہو۔ اور جو ستارے اسکے مخالف اور منحوس ہوں وہ طالع سے ساقط ہو رہے ہوں۔ چنانچہ ان ستاروں کے طبائع سے ہم آہنگ ہوتی ہیں۔ پھر ان پر مطلوبہ ستارہ نیز ان ستاروں کی تصویر بھی بنائی جاتی ہیں جن کے درمیان باہم مودت، قبولیت اور موافقت پائی جاتی ہے۔ پھر شہر کے اوپر انکی تنصیب اس طرح کی جاتی ہے کہ اس سے اوقات اور دن کا نصف حصہ گذرتا معلوم ہوتا ہے اس طرح کی تصویریں شہر کی محافظ ہوتی ہیں۔

افلاک و کواکب کے بارے میں ارباب طلسمات معتقدات رکھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اپنے مرکز سے افلاک ہر مقررہ مدت پر آٹھ درجہ اور کچھ اوپر اونچے اٹھ جاتے

ہیں اس طرح کے دیگر حیرت انگیز عقائد بھی ہیں ۔ ان سے اعتقادی اتفاق رکھنے والے حضرات طلسمات کا اثبات کرتے ہیں ۔

کہا جاتا ہے کہ نظر بد لگنے سے آدمی بیمار یا ہلاک ہو جاتا ہے جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہے" باغض الخل" نامی پتھر جب سرکہ میں رکھا جاتا ہے تو پرواز کر جاتا ہے۔" عاشق الخل" یعنی پوست بیضہ مرغ کو سرکہ سے کچھ فاصلہ پر رکھا جاتا ہے تو اڑ کر سرکہ کے پاس آجاتا ہے ۔ اسی طرح اشیاء کے اندر بکثرت خاصیتیں پائی جاتی ہیں ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی جب کوئی خاص غذا استعمال کرتا ہے تو معدہ خراب ہوجاتا ہے اور آدمی بیمار ہوجاتا ہے ۔ مگر دوسرا شخص وہی غذا استعمال کرتا ہے تو معدہ طاقتور ہوجاتا ہے ۔ یہ غذا اس کے لئے مفید ثابت ہوتی ہے ۔ جب ایسے خواص ان اجسام میں موجود نہیں جن کے اندر کوئی حس نہیں ہوتی تو پھر ان حیوانات میں بھی ہوں گے جو حس رکھتے ہیں لہذا اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کس شخص کے اندر عناصر کے امتزاج سے ایسی خاصیت پیدا ہو جائے جس کی رو سے کسی حیوان کو حسد اور دشمنی کی نظر سے دیکھے تو بیمار یا ہلاک کر دے ۔ بایں ہمہ بعض اسلاف نے کہا ہے کہ سانپوں میں ایک مخصوص سانپ ایسا ہوتا ہے جو سارے حیوانات کو اپنی نظر سے مار ڈالتا ہے مصر کے سمندر میں ایک ایسی مچھلی پائی جاتی ہے جسکو شکاری اپنے ہاتھوں سے پکڑتا ہے تو کانپنے لگتی ہے اس لئے اسے" رعادہ" کہتے ہیں ایک دوسرے سمندر میں ایک ایسی مچھلی پائی جاتی ہے جسے کھانے سے بڑے بڑے خواب نظر آنے لگتے ہیں اجسام اور حیوانات کے یہ خواص جب ثابت ہیں تو ناممکن نہیں کہ کسی انسان کی مزاجی خصوصیت یہ ہو کہ وہ اپنی نظر سے کسی حیوان کو نقصان پہنچائے ۔

مذکورہ باتیں اس گفتگو کا ایک بڑا حصہ ہیں جو عزائم طلسمات اور نظریہ کے باب میں وارد ہے ایک طبیعت کو سمائی ۔ حکایتی اور امکانی طریقے پر اسکا اعتقاد رکھنا چاہیے ۔

باب (۲۹)

جزوٗ اور کُل

طبیب کیلئے واجبی معلومات کی فہرست میں جزؤ اور کل کا بیان بھی ہے۔ کیونکہ جالینوس نے مرض کلی اور مرض جزئی کے اوقات کا تذکرہ کیا ہے جس طرح اس نے مرض کلی کے اوقات مقرر کئے ہیں اسی طرح مرض جزئی کے اوقات بھی مقرر کئے ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ " حمی ربع " (چوتھیا بخار) کے اوقات، کلی ہوتے ہیں جب یہ بخار شروع ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ اس کے ابتداء کا زمانہ یا ابتداء وقت ہے۔ پھر بخار کی زیادتی کا پھر انتہا کا پھر انحطاط کا زمانہ شروع ہوتا ہے یہ اوقات کلیہ کہلاتے ہیں دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ ابتدا سے لے کر زوال تک حمیات ربع کے یہ اوقات اور یہ ادوار ہیں چاہے یہ دور کم ہوں یا زیادہ ہر باری جب آتی ہے تو اس میں یہ زمانے پائے جاتے ہیں یعنی زمانہ ابتداء، زمانہ تزید، زمانہ انتہا اور زمانہ انحطاط پس یہ اوقات جزئیہ ہیں اور وہ اوقات کلیہ۔ اس مقام سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک طبیب کو جزو اور کل کا علم رکھنا لازم ہے۔

جزؑ اور کل کا مسئلہ ویسا ہی ہے جیسا صغیر و کبیر کا "صغیر" کا مفہوم اس وقت تک واضح نہیں ہو سکتا جب تک "کبیر" کی نشاندہی نہ ہو جائے اسی طرح "جزء" کے معنی بھی سمجھ میں نہیں آسکتے جب تک کہ " کل " کی وضاحت نہ ہو کیونکہ "جز" کسی نہ کسی "کل" کا جزؑ ہو گا اور کل کچھ

اجزأ سے ملکر ہی "کل" بنتا ہے پس "جزء" اور "کل" کو مطلق استعمال نہیں کر سکتے تاوقتیکہ یہ بیان نہ کر دیا جائے کہ یہ جزء کس "کل" کا ہے اور یہ "کل" کن اجزأ سے ملکر بنا ہے۔ عالم اس سے مستثنیٰ ہے اس پر مطلق "کل" کا اطلاق ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تمام اجزأ کا "کل" ہے۔

جب یہ بات درست ہے تو ایک طبیب کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ بخار کے "ایک دن" کو مرض کا "ایک جزء" قرار دے اور اس کے وقت کو "جزء" قرار دے یہاں تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ اسکے (مخصوص) اوقات کیا ہیں۔ بس اس صورت میں بخار کے تمام ادوار و اوقات میں سے ایک دور کو ایک جزء قرار دیا جا سکتا ہے اسی طرح جب ہمیشہ لگی رہنے والی بیماری لاحق ہو جائے تو مرض کی ابتدا کے وقت مرض کے ایام میں سے کسی دن کو "جزء" نہیں کہا جا سکتا جب تک کئی ایام مکمل نہ ہو جائیں —— کیونکہ گاہ یہ بات جائز ہوتی ہے کہ "حمی واحد" (ایک بخار) ہو اور اس کے لئے "ابتدا" "تزید" اِنتہا، انحطاط قرار دیا جائے ایسی صورت میں اسکے اوقات اسکے اجزأ قرار پائیں گے نہ کہ اسکے ادوار کیونکہ وہ بخار کے مانند "ایک" ہی ہیں۔

باب (۳۰)

نفس غبی اور نفس ذکی

جالینوس نے کہا ہے کہ نفس مطلق طور پر غبی اور ذکی ہوتا ہے حتیٰ کہ اس نے کہا ہے کہ مریض کا نفس جب بلید ہو تو علاج یہ ہے کہ اسکو فارغ کر دیا جائے، کیونکہ فارغ ہوجائے گا (تو اس کی بلادت ختم ہو جائے گی) تیز ذہن ہو جائیگا اور طبعی قوتوں کو مناسب طریقہ پر کام میں لائے گا۔ اور اگر نفس تیز ہو تو آہ وزاری شروع کر دے گا۔ ایسی حالت میں ضروری ہے کہ اسکو طمانیت دلائی جائے یہاں تک کہ وہ مامون ہو جائے اور طبعی قوتوں سے ترتیب کے ساتھ کلام لینا شروع کر دے۔

جالینوس کے اس قول میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا ہے کہ جالینوس کی مراد اس سے "نفوس بہیمیہ" ہیں جیسے حیوانی نفوس اور نباتی نفوس۔ کیونکہ یہ بلید (کند) ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ مادہ کے ساتھ متحد ہوتے ہیں۔

نفس ناطقہ کلیہ کو بلید یا ذکی کہنا جائز نہیں ہے۔ بلید کہنا اس لئے جائز نہیں کہ اسکے حق میں یہ کہنا صحیح نہیں کہ وہ ہمیشہ مادہ سے علیحدہ اور مکمل ہے۔ اور ذکی کہنا اس لئے درست نہیں کہ ایسا بھی کہنا جائز نہیں ہے ـــــ کیونکہ اسکو ذکی اس وقت کہا جاسکے گا جب یہ جائز ہو کہ اس کو بلید کہا جاسکے البتہ انسان کے لئے یہ الفاظ بطور مجاز استعمال کئے جائیں تو اور بات ہے۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جالینوس کی مراد "نفس کلی" سے ہے۔ مگر اس نے ذکا اور بلادت کو بالغرض اس کی جانب منسوب کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ مزاج جب بلید اور قوائے طبیعیہ بھی بلید ہوں تو اس میں نفس کا فعل بھی بلید ہو جائے گا۔ درحقیقت بلادت نفس بہیمیہ اور قوائے طبیعیہ کی طرف لوٹتی ہے مگر اس کو بطور عرض "نفس کلی" کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔

باب (۳۱)

دعا اور تضرع

جالینوس نے کہا نفس عقل اور باری تعالیٰ کا جوہر کیا ہے یہ مجھے نہیں معلوم، البتہ آہ وزاری، انکساری، توجہ اور خشوع وخضوع کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو اُٹھانے سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ سمندر کی موجوں میں پھنس کر ڈوبنے لگیں اور آہ وزاری اور خشوع وخضوع کے ساتھ ہاتھوں کو اُٹھادیں تو خوشی چھا جاتی ہے اور (مصیبت سے) چھٹکارا پاجاتے ہیں۔

اس نے کئی ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جہاں ایک بیمار کی بیماری زمانہ دراز سے چل رہی تھی، اس بیماری سے اسے صحت نہیں مل رہی تھی —— مگر خشوع وخضوع کے ساتھ نذر مانی تو تھوڑی مدت میں صحت یاب ہوگیا۔

جالینوس کے اس قول کی دو تاویلیں کی جاسکتی ہیں نمبر ۱ یا تو یہ بات عام لوگونکی دلجوئی کیلئے کہی ہے کیونکہ اسے یہ معلوم ہوچکا تھا کہ لوگوں کو عقل، نفوس اور باری تعالیٰ کے متعلق کچھ سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ اس کا ارادہ کرتا تو کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا جیسا کہ افلاطون نے کہا ہے قریب ہے کہ لوگ میرے متعلق ویسے ہی فتنہ میں پڑجائیں جیسا کہ سقراط کے متعلق اس وقت پڑگئے تھے جب اس نے کہا تھا کہ "انسان" "گو جاہل" "بالفعل" ہے مگر عالم بالقوہ ہے۔ نیز ایک جاہل عالم ہے حتیٰ کہ انتقال کر جائے۔ ۲ یا یہ تاویل کیجاسکتی

ہے کہ اس نے یہ بات فلسفیانہ بحث و تحقیق سے پہلے کہی ہے بحث و تحقیق کے بعد اس قول سے رجوع کیا ہے۔

اس تاویل کی دلیل یہ ہے کہ اس نے "کتاب البرہان" میں کہا ہے" مالا یفسد کجوہر النفس" یعنی جوہر نفس کی طرح جو چیز فاسد نہیں ہوتی، اگر وہ نفس کے جوہر کو نہ پہچانتا ہوتا تو یہاں اپنا مذکورہ نظریہ بیان کرتا۔

نیز اس نے "قوانین" کے مقالہ ثالثہ کی تشریح میں بھی اس بات کی دلیل پیش کی ہے کہ نفس فاسد نہیں ہوتا۔

یہاں ہم نے جالینوس کا قول نقل کرنے کے بعد اب ہم تضرع، دعا، تدبیر اور اپنے ہاتھوں کو اوپر اٹھانے کے سلسلے میں بزرگان سلف کا مذہب بیان کریں گے۔

لوگوں کو آہ و زاری اور دعا فائدہ پہنچاتی ہے کیوں نفس کی حالت یہ ہے کہ وہ حق کو اور علوم کو قبول کرتا ہے۔ عقل کی حالت یہ ہے کہ وہ سچائی اور ترتیب کو قبول کرتی ہے۔ اللہ تعالی جود و بخشش کرتا ہے اور جو سنتا ہے جب سنتا ہے تو نفس کے ذریعہ سنتا ہے خوب تر اور بدتر کے مابین جو کچھ تمیز کرتا ہے عقل کے ذریعہ کرتا ہے اور فضائل اور حکام کی جانب مشتاق ہوتا ہے۔ پس عقل ایک صاحب فضل اور امتیاز کرنے والی چیز ہے ہم جو رحم کرتے ہیں اور مہربانی کے ساتھ آتے ہیں تو اللہ کا ادب اور عقل کا راستہ ہی شامل حال ہوتا ہے۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ رؤف الرحیم یعنی بے حد مہربانی کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

پس جب یہ صحیح ہے اور نفس کو یقین ہو جائے کہ ہم اپنی آہ و زاریوں میں سچے ہیں تو اس کے بعد ہمیں صلاح و نجات کا راستہ مل سکتا ہے یہی وہ چیز ہے جسے "توفیق" کہا جاتا ہے۔ پھر عقل کو ہماری سرگوشیوں کی صداقت معلوم ہو جائے تو ہمیں سیدھی راہ چلائے ہمارے معاملات مرتب کر دے، ہمیں ہدایت دے اور ہماری معاونت کے لئے نفس کو طاقتور بنا دے اسی کو بخت کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہمارے طریقے کی سچائی، ہماری تدبیر کی کمی، ہمارے نفس کا اعتراف اور ہمارے اقرار ربوبیت کا حال معلوم ہو جائے تو وہ ہم پر اپنی رحمت کا سایہ کرے اس کو "صنع" کہتے ہیں۔

ہمارے بزرگان قدیم میں بعض اصحاب افلاطون کا یہ عقیدہ تھا کہ آہ و زاری اور دعا فلک کی حرکات اور ستاروں کے اقسام جو انسانیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کو دفع نہیں کر سکتی۔ مگر افلاطون کا یہ اعتقاد ہے کہ ستاروں کے تمام افعال اور ان کی تاثیرات سے کسی انسان کو نقصان پہونچے تو اسے وہ مشیّت کے ذریعہ دفع کر سکتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ستاروں کے افعال ان کے اقسام اور ان کی تاثیرات کو اپنی مشیت کی خاطر دفع کر سکتا ہے اس کا یہ اعتقاد ہے کہ کواکب تو پیدا ہیں اور خدا کی مشیت ہی سے سرمدی و ابدی بنے ہیں۔ پس اس مذہب اور تمام شریعتوں کی نظر میں دُعا اور عاجزی کرنے والا فائدہ اٹھاتا ہے۔ حق کی نذر ماننا اسکے قائم مقام ہے

اُوپر کی سمت ہاتھوں کو اُٹھانے کا جہاں تک تعلق ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ پانی زمین سے، ہوا پانی سے اور آگ ہوا سے اشرف و اعلیٰ ہے۔ اسی طرح ستارے اُمہات یعنی عناصر سے اشرف ہیں کیونکہ جو چیز عناصر سے مرکب ہوتی ہے وہ فاسد ہو جاتی ہے اور ستارے فاسد نہیں ہوتے ——— نیز اس لئے بھی کہ عناصر میں ظلمت و کدورت ہوتی ہے مگر کواکب نوری اور شفاف ہوتے ہیں۔ بنا بریں یقین کر لیا گیا کہ کواکب اُمہات (عناصر) سے افضل ہیں پھر یہ معلوم ہوا کہ "اُوپر" کی سمت نفس اور عقل کواکب سے اشرف ہیں اور جو چیز اشرف ہو وہ ارزل کو اختیار نہیں کر سکتی۔ لہذا ہاتھوں کو اسی پر قیاس کرتے ہوئے اُوپر اُٹھایا گیا یہ باتیں ہم نے دُعا اور تضرع کے بارے میں ذکر کی ہیں۔

باقی دن کے تمام اوقات میں دُعا و تضرع، کواکب اور قربانی کے باب میں فرقہ صابیہ کے مذہبی عقائد کیا ہیں۔ نیز روحانیات، ملائکہ، الہٰیہ، اللہ الاللہ کے بارے میں کیا کیا عقائد ہیں۔ دُعائیں ان تک کیوں کر پہونچتی ہے۔ یہ سارے مباحث طولانی ہیں۔ طبیب کو ان کی ضرورت نہیں ہے۔

باب (۳۲)

عدم مطلق اور عدم مفید

کوئی شئے جو مادہ اور صورت پر مشتمل ہو، صورت اور مادہ کے بغیر وجود میں آجائے یہ جائز نہیں ہے۔ ایک طبیب کو یہی اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔ یہ کہنا محال ہے کہ کوئی چیز کسی چیز کے بغیر وجود میں آجائے نیز یہ عقیدہ رکھے کہ ہیولی تمام متضادات کے لئے مساوی طور پر بنایا گیا ہے۔ عنصر، ہر مٹی سے بنی ہوئی چیز کی طینت اور اصل ہے۔ صورتیں اللہ کے یہاں محفوظ ہیں۔ انہی محفوظ صورتوں سے صورتیں پیدا ہوا کرتی ہیں۔ اگر سوال کیا جائے کہ یہ صورتیں اللہ کے ساتھ قدیم ہیں یا قدیم نہیں ہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا ہے وہ تو پیدا اور حادث ہے۔ گویا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عقل، نفس، عنصر، صورت، کواکب، افلاک اور امہات (اصل عناصر) کو پیدا فرمایا۔ پھر انکی آمیزش کی اور ان سے حیوانات اور نباتات بنائے۔ پس اس جواب پر کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا۔ بعد از طبیب کو چاہئے کہ وہ مبادی کے مطابق ارسطو، افلاطون اور جالینوس کی رائے کے مطابق بحث کرے کیونکہ ان علماء کی آراء ایک دوسرے سے قریب تر ہیں۔

جب یہ بات صحیح ثابت ہو چکی، تو اب ہم قائلین عدم کی طرف آتے ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کسی بھی چیز کو عدم سے وجود کی طرف لایا ہے نہ کہ کسی شئے سے

اس سے معلوم ہوا کہ عدم کی صورت پہچانی نہیں جا سکتی، یہ بھی معلوم ہوا کہ عدم کی دو قسمیں ہیں یا تو ۱؎ وہ ہمارے نزدیک عدم ہے، اسے دیکھ سکتے ہیں، نہ پہچان سکتے ہیں اور یہ اس عدم کا غیر ہے۔ جو طبیب، کواکب، نفس اور عقل کے نزدیک ہے اور باری تبارک و تعالیٰ کے یہاں بھی ہے۔ اللہ اس چیز کو پیدا کرتا ہے تو وہ عدم سے وجود کی طرف آجاتی ہے۔ باقی جو چیز ہمارے نزدیک بھی عدم ہے اور طبیعت، فلک، نفس، عقل اور باری تعالیٰ کے نزدیک بھی عدم ہے تو وہ عدم مطلق ہے۔ اس لئے ہرگز کوئی کون (یعنی وجود) نہیں ہو سکتا اس عدم سے اللہ تعالیٰ کسی بھی چیز کو وجود میں نہیں لا سکتا۔ نہ ہم اس کی توصیف کر سکتے ہیں نہ ہمیں اس کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔

کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ایک طبیب کو اس کے جاننے کی کوئی ضرورت نہیں مگر اسے معلوم نہیں کہ اطباء کی آراء میں یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی علت بغیر کسی سبب کے ہو۔ اور یہ بھی جائز نہیں کہ کوئی سبب بغیر کسی وجہ کے ہو اس سلسلے میں ان کے اختلافات ہیں چونکہ بعض اگلے لوگوں نے جو فرقۂ سوفسطائیہ سے تعلق رکھتے ہیں، مناظرہ کیا ہے کہ علت بغیر کسی شئ اور بغیر کسی سبب کے پیدا ہو سکتی ہے اس سلسلے میں انہوں نے بہت طویل بحث کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں یہ جائز نہیں کہ کوئی چیز کسی چیز کے وجود میں آئے۔ پس طبیب جو فلسفی نہیں ہوتا بس اسکے لئے صرف اتنا علم رکھنا ضروری ہے کہ ہر چیز جو پیدا ہوتی ہے اپنے مبداء کی طرف سے ہی پیدا ہوتی ہے عدم مطلق کوئی چیز ہرگز وجود میں نہیں آئی۔

باب (۳۳)

علاج کی ابتداء اور مریض سے طبیب کا اولین سابقہ

فصل ہذا میں یہ بیان کریں گے کہ مریض کی بیماری طبیب کیسے معلوم کرے۔ سوالات کے ذریعے فنکارانہ قیاس آرائی، نبض، بول، براز، حالات خصوصی، اعضاء طبیعیہ کے افعال مرض کے بڑھنے یا گھٹنے کے اسباب فاعلہ، زمانہ، وقت، مریض کی عادت، وہ امور ہیں کہ جن سے بیماری کی صحیح تشخیص ہوسکتی ہے اور ان سب کے اعتبار سے علاج معالجے مختلف ہوجایا کرتے ہیں۔ لہٰذا ان امور کا علم رکھنا طبیب کے لئے لازم ہے تاکہ صحیح تشخیص اور تجویز ممکن ہوسکے۔

مریض کا معائنہ کرتے وقت طبیب کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے مرض کی مدت اور اس کا سبب دریافت کرنے۔ مرض کی نوعیت معلوم کرے پھر اس کی حرکات کے متعلق دریافت کرے۔ نیز یہ معلوم کرے کہ آج کی حرکت کیسی ہے۔ کل کیسی تھی۔ اور آئندہ کیسی رہے گی۔ اگر وہ ان تینوں ایام کی حرکات یکساں دیکھے اور مریض کو بخار بھی ہو۔ اور یہ دیکھے کہ بخار ایک حالت پر برقرار ہے، تو سمجھے کہ بیماری اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ چاہے دن کم ہوں یا زیادہ اس بارے میں فکر مند نہ ہو۔ کہ ابتداء، تزید اور انتہا تین دنوں کے عرصہ میں ہوتی ہے بلکہ ایک دن کے عرصے میں بھی یہ کیفیت ہو تو مرض کی انتہا کے لحاظ سے علاج کرے۔

جب یہ معلوم کرنا چاہے کہ بیماری کم مدت میں ختم ہو جائے گی یا زیادہ مدت تک چلے گی تو نبض کو اچھی طرح دیکھے اس کی نوعیت کو معلوم کرے۔ پیشاب اور پاخانہ کا معائنہ کرے اور معلوم کرے کہ ان میں کیا اچھائی ہے اور کیا خرابی ہے پھر ایسا ہی دوسرے اور تیسرے دن بھی معلوم کرے اگر نبض میں زیادہ بہتری نظر آئے مثلاً ضعیف تھی اب قوی ہو گئی ہے یا صغیر تھی، اب کبیر ہو گئی ہے۔ ردی الوزن تھی، اب جید الوزن ہو گئی ہے یا غیر منتظم تھی اب منتظم ہو گئی ہے۔ خواہ اختلاف جیسا کچھ بھی رہا ہو متفاوت تھی اب متوازن ہو گئی ہے اس کے بعد قارورہ اور پاخانہ کا معائنہ کرے، اگر یہ دونوں بہتری کی طرف مائل ہوں مثلاً قارورہ (تیز) ہو جائیگا ناپختہ ہو مگر اب نضج (پختگی) ظاہر ہو گیا ہے، قوام خراب تھا اور اب اچھا ہو گیا ہے۔ بدبو تھی مگر اب زائل ہو گئی ہے۔ اجابت منقطع یعنی کٹ کٹ کر آتی تھی اور اب مسلسل آنے لگی ہے یا متفرق تھی اور اب مجتمع ہو گئی ہے تو تیسرے دن کے بعد یہ معلوم کرے کہ بیماری کم ہونے والی ہے اس کے برعکس ہو تو معلوم کرے کہ مرض کتنا طویل ہوگا ان چیزوں کے متعلق طبیب کو مریض سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

مریض سے دریافت طلب امور حسب ذیل ہیں۔ کیا اس کے کسی عضو میں درد محسوس ہوتا ہے چاہے وہ اعضا ثابتہ ہوں یا متحرکہ اگر مریض اپنے کسی عضو میں درد کا تذکرہ کرے تو معلوم کرے کہ زیادہ تر بیماری اسی عضو میں ہے یا وہ فضلہ جو بخار کی صورت میں عضلات پر گر پڑتا ہے وہ اسی عضو کے عضلہ پر گرا ہے۔ اس سوال سے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ تمہیں اس عضو کو نطولات حارہ کے ذریعہ قوت پہنچانا ہے یا باردہ کے ذریعہ، یا مریض کے مزاج اور بیماری کے جوہر کے مطابق اس پر ضماد لگانا ہے۔ پھر دریافت کرے کہ کیا اسکو نیند اچھی طرح آتی ہے یا نیند میں حرکت کرتا ہے ؟ اور بے ترتیب ہوتا رہتا ہے ؟ اگر کہے کہ اسے آرام کی نیند آتی ہے اور سکون ملتا ہے تو یقین کرے کہ دماغ میں ایسی تبدیلی نہیں ہوئی ہے جس سے نیند میں فرق آئے ــــــ تم کو اس سوال سے معلوم ہو جائے گا کہ مرض کی عدم زیادتی کے ساتھ عنقریب مریض اچھا ہو جائے گا اس کی قوت تحلیل نہیں ہوگی کیونکہ مریض کی قوت، بیداری، رنج و الم، بکثرت استفراغ اور نوعیت مرض کی خباثت سے گھٹتی اور زائل ہوتی ہے۔

پھر مریض سے دریافت کرے کہ اسکی اشتہا اور رغبت کا کیا حال ہے۔ کیونکہ اشتہا کا صحیح ہونا اعضاء غذا کی سلامتی اور قوت کی دلیل ہے۔ نیز یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ بدن سے فضلات خارج ہو رہے ہیں اور طبیعت کو بدل تحلیل کی قدرت لاحق ہو رہی ہے اس میں مریض کی حرکت سلامت رہتی ہے۔

طبیب کو چاہیئے کہ علاج کے سلسلے میں مرض کے اسباب معلوم کرتے وقت حسبِ ذیل چھ قوانین کا لحاظ کرے۔

۱۔ ہوائے محیط
۲۔ حرکت اور سکون
۳۔ نیند اور بیداری
۴۔ ماکولات و مشروبات
۵۔ استفراغ و احتباس
۶۔ نفسانی واقعات

کیونکہ مرض کے اسباب کو ان چھ قوانین میں سے کسی ایک کے ذریعے یا تو موافقت مل رہی ہوگی یا مخالفت۔ پس وہ اس بات کی کوشش کرے کہ ان قوانین میں سے جن کی تبدیلی ممکن نہ ہوسکے اسے تبدیل کرے۔

پھر دوا پلاتے وقت یا کھانا کھلاتے وقت یا مرض کے اِزالہ کی تدبیر کے وقت حسبِ ذیل دیگر چھ قوانین کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

۱۔ عمر
۲۔ مزاج
۳۔ شہر
۴۔ وقت
۵۔ مریض کی عادت
۶۔ پیشہ

جب یہ چھ چیزیں معلوم ہو جائیں تو علاج اسی اعتبار سے کیا جائے گا۔ طبیب کو چاہیئے کہ حسب ذیل چار چیزوں سے بھی غافل نہ رہے۔

۱۔ خواب گاہ کو بیماری کے لحاظ سے مناسب اور موزوں رکھنا۔
۲۔ سونے کا مقام صاف ستھرا رکھنا۔
۳۔ غذاؤں اور دواؤں کا عمدگی کے ساتھ انتخاب ۔
۴۔ خادم اور خادمہ کا انتخاب ۔
کیونکہ ان ہی کے ذریعہ علاج معالجہ میں کمال پیدا ہوتا ہے ۔

باب (۳۴)

ستاروں اور انکی تاثیرات سے حصول تعاون اور بوقت علاج ستاروں کے امراض سے واقفیت

ایک طبیب کیلئے تھوڑا بہت علم نجوم سے بھی واقف ہونا ضروری ہے تاکہ معلوم کر سکے کہ درحقیقت مرض کی ابتدا کے وقت چاند کا حال کیا تھا؟ اور وہ کس ستارے سے متصل او کس ستارے کے ساتھ تھا؟ وہ ستارہ منحوس تھا یا مسعود۔ ان ستاروں کے احوال کیا ہیں؟ کیونکہ ستاروں کا چلنا سعادت و نحوست کے سلسلے میں ان کے احوال، نکلنا، ڈوبنا سب مریض اور مرض پر اثر انداز ہوتا ہے ۔ ایسا اس وقت جبکہ طبیب بیماری کی جائے پیدائش سے واقف نہ ہو مگر ایسی صورت میں جب کہ وہ مریض کی جائے پیدائش اور اس کے اس مرض کے ازالہ سے واقف ہو تو وہ اصل میں ستاروں کو دیکھے گا اور انکے مقامات کا پتہ چلائے گا اور گھروں کے حالات معلوم کرے گا پھر وہ مرض کے وقت کو انتہا تک دیکھے گا اس کے اور اس کے گھروں کے حالات کا مشاہدہ کرے گا۔ دیکھے گا کہ مرض کی ابتداء کے وقت کونسا "طالع" تھا یہ ساری چیزیں وہ یا تو حقیقت میں یا "حدس" سے کام لے کر معلوم کرے گا۔

جب ان چیزوں سے واقف ہوگا تو اسے معلوم ہوگا کہ مریض کی حالت کس سمت جاری ہے ۔ مرض کی مدت کم ہے یا لمبی، تندرست ہونے کا وقت بھی کیا ہے اور اس کے علاوہ دوسری باتیں معلوم ہو جائیں گی، تو مریض کے اولیاء

(خویش و اقارب) کو ڈرا سکے گا اور خیال رکھے گا کہ مریض کے پاس صرف "طالع محمود" کے وقت جائے ـــــ دوا پلائے تو اچھے سے اچھا طالع دیکھ کر پلائے اگر مریض خراب جگہ سو جائے تو اس مقام سے "طالع محمود" کے مقام پر منتقل کرے۔

پھر مریض کے یہاں داخل ہوتے وقت کہانت اور زجر کی باتیں بھی نظر انداز نہ ہونے پائیں۔ مثلاً اچھی چیزوں اور سعید روحوں کا مشاہدہ، محمود الفاظ کی جانب کان لگانا اپنی خلقت اور اخلاق کے اندر عمدہ حیوانات کی تسبیح خوانی، مریض کے یہاں داخل ہوتے وقت زجر کہانت اور فال کے ذریعہ بلا ارادہ محمود چیزیں دیکھ لینے کا اتفاق ہو جائے تو بلا شبہ خیر کی بشارت ہے۔

ہو سکتا ہے کہ ایک کند ذہن جو علوم کے اسماء سے واقف ہو نہ ان کے معانی کا اسے علم ہو خیال کرے کہ یہ سب مذاق ہو یا غلط ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ تمام فلاسفہ اس کے قائل ہیں بعض نے اسے ستاروں کی تاثیرات کہا ہے۔ بعض نے اسے نفس کے افعال کی طرف منسوب کیا ہے ـــــ (بہر حال) علم نجوم کی معرفت ایک طبیب کے لئے بہترین معاون ہے۔ اور ایسا کیسے نہیں ہو سکتا جب کہ ستارے اور ان کی حرکات تمام کون و فساد کی علت ہیں آخر معلول کے حالات سے بحث کرتے وقت علت کو معلوم کرنا کیوں ضروری نہیں ہے؟ جبکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے مرض کی بحث و تحقیق کے وقت سلب مرض کی بحث کرنا۔

باب (۳۵)

طبیب کا مذہب، اخلاق اور ادب وغیرہ

کسی طبیب پر اعتماد اس وقت تک نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ وہ صحیح الاعتقاد فلسفی ترین و تقوی میں ممتاز، علوم الٰہیہ اور آخرت اور ثواب و عذاب کی معرفت نہ رکھتا ہو۔ اسے دینی معتقدات میں نہایت سخت، پاکباز، نیکوکار، صادق القول، اخلاقِ عالیہ کا حامل اور تمام جانوروں پر نہایت مہربان ہونا چاہیئے۔ اجر و ثواب کا بیحد مشتاق، ذکر و فکر کا دلدادہ، اذیتوں پر صابر محارم سے آنکھوں کو اور غیبت، چغلخوری نیز عیب جوئی سے زبان کو محفوظ رکھنے والا، دردمند، نفس مطمئنہ کا مالک، متواضع، قناعت پسند، میانہ رو اور تمام حالات میں حرص آرزو سے دور رہنے والا ہو، کم خور، کم نوش، مرتاض عام لوگوں کی صحبت سے کنارہ کش، اربابِ شرع، سے طب، نجوم اور علوم فلسفہ میں بحث و تحیص ادیان و ملل پر طعن و تشنیع، جاہلوں کے ساتھ مذاق اور دوسروں کی آبروریزی سے دور رہنے والا ہو، جہاں ہنسنے کا مقام نہ ہو وہاں ہنستا نہ ہو وہ بیماری کے راز فاش نہ کرتا ہو۔ فیصلہ کن انداز میں کسی کی موت اور حیات کا اظہار نہ کرتا ہو۔ سوالات کے جوابات عمدہ طور پر دیتا ہو۔ کپڑے صاف ستھرے معطر اور حسبِ حال عمدہ ہوں سر کھلا نہ رہتا ہو، بالوں کو عبا نہ چھوڑتا ہو نہ لپیٹتا ہو۔ نہ پاجامہ لٹکاتا ہو نہ دامن ڈھیلا رکھتا ہو۔ نہ شاہی لباس زیب تن کرتا ہو۔ نہ شراب پیتا ہو نہ کسی ایسے مریض پر جفا کرتا ہو جو کسی مسئلہ پر مصر ہو

بلکہ اسکی طرف پوری طرح سے متوجہ ہو، کمزوروں اور مالداروں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتا ہو ضعیفوں کے علاج میں اللہ کی طرف رجوع ہو، اگر کسی مریض کا علاج کوئی دوسرا معالج کر رہا ہو تو اس کے قول کی تردید کے لئے آگے نہ بڑھتا ہو گو وہ علاج کا طریقہ اس کے خلاف ہو البتہ مریض کے سرپرستوں سے کہہ سکتا ہو کہ فلاں طریقہ سے مریض کو فلاں نقصان پہونچے گا اندیشہ ہے اگر وہ قبول کرلیں تو ٹھیک ورنہ ان سے کہتا ہے جہاں تک ہو سکے خیر خواہی ترک نہ کرے اس سلسلہ میں اللہ کا تقرب پیش نظر ہو بیماری ایسی ہو کہ طریقہ علاج مختلف ہو سکتے ہوں اور تم اس کے علاج کے لئے ایک طریقہ مناسب سمجھ رہے ہو اور دوسرا معالج کوئی دوسرا طریقہ اختلاف علاج کی صورت میں مریض کو شدید نقصان اور عظیم مصیبت پہنچنے کا اندیشہ ہو تو دوسرے معالج کی موجودگی میں تم اپنے علاج سے بچو ــــــ مثال کے طور پر چیچک کی بیماری ہے اس کے متعلق کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ اس میں گرم اشیاء استعمال کر سکتے ہیں تاکہ بیماری جلد از جلد سطح بدن پر نمودار ہو جائے ۔ بعض لوگوں نے اس کی ضد یعنی سرد اشیاء کے استعمال کا مشورہ دیا ہے یہی زیادہ محتاط اور محفوظ طریقہ ہے اس میں نمک کا استعمال بھی مناسب ہے تاکہ چیچک کے مریض کو بے ہوشی طاری نہ ہو ۔ نیز کچھ لوگوں نے تردید و تحلیل کا طریقہ استعمال کیا ہے جو ورم کے مختلف علاجوں میں استعمال کیا جاتا ہے ایسی صورت میں علاج کے اندر علاج سے مریض کو ضرر عظیم پہونچ سکتا ہے کیونکہ دوا بدل جائیگی تو اس کا فعل بھی بدل جائے گا ـــــــ علاج و معالجہ کا اختلاف بیمار کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتا ہے کچھ لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں تمام حالتوں میں سکون اور وقار تم پر لازم ہے ۔ عقل کی رہنمائی میں نیز باری تعالیٰ پر ایمان کامل کیساتھ علاج کرنا ضروری ہے ۔
طبیب کو چاہیئے کہ شراب و کباب اور لہو و لعب کی مجلسوں میں شریک نہ ہو اور زمین پر اکڑ کر نہ چلے ہم نشینی صرف اہل صدق اور اہل عدل کی اختیار کرے ۔ بے وقوفوں کی مجلسوں میں حاضر نہ ہو اور شراب کی مشغولیت اور لہو لعب کی مصروفیات کا اظہار نہ کرے ۔ مریض پر سختی نہ کرے ۔ ان اوقات سے تاخیر نہ کرے جو اس کے معمول ہوں ، وعدہ خلافی نہ کرے ۔ کسی ایسی چیز سے بچنے میں غفلت نہ کرے جو معیوب ہو اور شادی شدہ ہو اور اولاد پیدا کرے ایسے کم سن لڑکوں کی طرف نہ دیکھے جنکی مونچھیں

نہ نکلی ہوں، نہ ان سے دوستی کرے، اور بیمار سے جبکہ سخت بیماری میں مبتلا ہو کچھ مطالبہ نہ کرے۔ اگر تنگ دستی کی وجہ سے مطالبہ کی ضرورت پڑے بھی تو مناسب اوقات میں اچھے الفاظ سے اشارہ کرے، تھوڑی چیز کا بھی شکریہ ادا کرے اور اس کو کم سمجھے اگر طبیب کے حالات اس بات کی اجازت دیں کہ مطالبہ نہ کرے تو تا صحت مطالبہ نہ کرے بلا مانگے دیدے تو فبہا ورنہ بیمار سے شکایت نہ کرے قطع تعلق اختیار نہ کرے، کیونکہ ایسے ہی اخلاق اسے بزرگی عطا کرتے ہیں بلند حوصلگی اور عظمت نفس کو یاد دلاتے ہیں چنانچہ اس کا عطیہ زیادہ اور سیرت قابلِ تعریف ہوتی جاتی ہے قوی دواؤں کی جسارت نہ کرے جراثم سے بچے تمام معالجات میں پاکیزہ اور محفوظ ترین اشیاء استعمال کرے۔

حاملہ عورتوں کو دوائیں نہ پہلے، نہ درمیانی، نہ آخری تین مہینوں میں پلائے نہ فصد کھولے، اخراج خون بالکل ضروری ہی ہو تو فصد درمیانی تین مہینوں میں کھول سکتا ہے۔ ابتدائی اور آخری تین مہینوں میں ایسا اقدام ہرگز نہ کرے۔

طبیب کو چاہیئے کہ نہ زہر فروخت کرے اور نہ ہی اسکا پتہ بتائے، نہ جاہلوں کے سامنے اس کا تذکرہ کرے نہ ہی اسکا ذخیرہ کرے اور نہ ہی اسے اپنے پاس رکھے۔ مالی حالت اجازت دے تو تمام زہروں کو خرید کر جلا دے، ضائع کر دے یا دفن کر دے اور پورا یقین رکھے کہ حسن ثواب اسے مل کر رہے گا۔

کسی فقیر پر تکبر نہ کرے۔ اپنا بیان سنانے سے اسے نہ روکے، بلکہ صبر و سکون کے ساتھ سنتا رہے حتیٰ کہ وہ اپنے مکمل بیان سے فارغ ہو۔

علاج و معالجہ میں تابع متبوع، امیر، غریب اور مشہور اور غیر مشہور کے درمیان کوئی فرق امتیاز نہ رکھے بلکہ سب کے ساتھ نیکوکاری کا سلوک کرے۔

طبیب کو چاہیئے کہ ممکن ہو تو دواؤں کی تجارت نہ کرے اپنے پاس سے دوائیں نہ دے اور جب کسی دوا کو تجویز کرے تو سامع کو اچھی طرح سمجھا دے اور بہ تکرار اُسے بیان کرے تا کہ سُننے میں کوئی غلطی واقع نہ ہو۔ جیسے بنج اور ہیج شکار اور زنجار کے درمیان فرق ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایسی صورت میں برابر نہ سننے کی وجہ سے ایک بیمار ہلاک ہو سکتا ہے۔

ایسے دوا فروش پر بھروسہ نہ کرے جو دین و مذہب کے اعتبار سے بُرا۔ رَوِیّہ کی مِلّت

جن دوا فروشوں سے ہو ان کا مذہب و اخلاق علم میں رہے۔ بیمار کے معاملہ بھی ملحوظ رکھے کہ کھانے پینے میں اسکی عادت کیا ہے تاکہ وہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جو کسی کا خون بہانے کو مذہبی اختلاف کی بنا پر برا سمجھتے ہوں۔ طبیب کو چاہیئے کہ کسی ایسی چیز کی طرف نہ دیکھے جو اس کا صحیح عقیدہ باطل کر دے۔

جب اس کی حالت اسقدر بہتر ہو جائے کہ سواری حاصل کر سکے تو ایسی ہی سواری کا انتخاب کرے جن کی بناوٹ عمدہ اور رفتار معتدل ہو۔ راستہ میں اسے بہتر الفاظ سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر غفلت کرے اور اس سے کسی انسان کو تکلیف پہونچ جائے تو معذرت خواہی ترک نہ کرے، اگر کوئی سخت دشمن اور بے ادب ہو تو بھی برداشت کرے اس پر غصہ نہ ہو، جو شخص اس پر ظلم کا ارادہ کرے اس کے خلاف دوسروں سے مدد حاصل نہ کرے جیسا کہ شرفاء قائدین اور لشکر کا قاعدہ ہے، بلکہ اس سے ملے اور مصافحہ کرے۔ ایک طبیب کو چاہیئے کہ وہ انجام کار پر بہت زیادہ نظر رکھے۔ افواہوں سے پرہیز کرے۔ صلہ رحمی کرے۔ بیماروں کی عیادت کرے۔ پڑوس میں کوئی مریض ایسا ہو جو یہ سمجھتا ہو کہ ہر طبیب اس پر زیادتی کر رہا ہے تو بھی اسکی خیر خواہی کے مقابلہ میں اسے ترک نہ کرے اسکے ساتھ گو وہ ہمدردی نہ ہو ——— مریض اسکی خیر خواہی کے مقابلہ میں اِسے کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو قبول کرنے سے انکار کر دے، تاکہ احساس ہو جائے کہ طبیب کا کام خیر خواہی ہے اور اسکے اخلاق میں داخل ہے۔

اگر طبیب کو کوئی بیماری لاحق ہو گئی ہو جس کو عام لوگ برا سمجھیں جیسے (چہرہ کا پیلاپن، بدمزاجی، حد سے زیادہ دُبلاپن یا حد سے زیادہ موٹاپا یا منہ کی گندگی یا بدکلامی یا اِسی کے مشابہ کوئی اور چیز) اور پرہیز اور علاج و معالجہ کے ذریعہ اس کی اِصلاح کی سبیل موجود ہو، تو اس سے غفلت نہ کرے، نہ اسے معمولی خیال کرے۔ کیونکہ یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا کسی طبیب کے اندر پایا جانا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ غلام کو ادب سکھانا لڑکے کی تادیب، خادم یا سائس کو ایسی باتیں بتانا جو آداب کے سلسلہ میں صرف نظر نہیں کی جاسکتیں تو یہ باتیں لوگوں کے سامنے نہ سکھائے، تادیب میں زیادتی نہ کرے کم از کم ممکن سزا پر اکتفا کرے، تمام لوگوں کے ساتھ سلامتی کی روش اختیار کرے تاکہ خود بھی صحیح سلامت رہے۔

جس قدر ممکن ہو عمدہ اور صحیح ادویہ تیار کرے خیرات وصدقہ کے طور پر دینے کے لئے نہ کہ فروخت کیلئے، اگر ان کو فروخت کرنے کی ضرورت پیش پڑے تو کسی دھوکہ کے بغیر فروخت کر سکے۔

ایک طبیب کو چاہیئے کہ وہ حسبِ ذیل پانچ اوصاف کا حامل ہو۔

۱۔ گناہگار کو معاف کرنا
۲۔ ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کرنا۔
۳۔ بات میں سچائی اختیار کرنا۔
۴۔ تمام جانداروں پر رحم کرنا۔
۵۔ جہاں تک ہو سکے نیکی، تقویٰ اور پرہیزگاری کو شعار بنانا۔

ایک طبیب کو چاہیئے کہ وہ کام نہ کرے جس کو اچھا نہیں سمجھتا۔ مشورہ سے کنارہ کش نہ ہو، ان لوگوں کی رائے حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرے جو اس سے افضل ہوں۔ اگر وہ کسی مریض کے پاس جائے اور اس کے ساتھ دوسرے اور اطباء بھی جائیں جو درجہ میں اس کے برابر یا کمتر یا بڑھ کر ہوں اور کوئی طبیب حق بات کی طرف اشارہ کرے تو ایک طبیب کو چاہیئے کہ اس کے حق ہونے کی تصدیق کرے۔ ——— ——— اگر غیر حق یا غلط بات کہدے تو اس کو چاہیئے کہ اسے شرمندہ کرے نہ ہی اس کا راز فاش کرے بلکہ یوں کہیے کہ ایسا ہو سکتا ہے یوں عمل کیا جا سکتا ہے۔ اس کی قبولیت کے لئے کوئی عذر بیان کرے۔ اس طور پر کہے کہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اس کا علاج اس طرح ہونا چاہیئے۔ اگر طبیب ناقص اس پر اصرار کرنے لگے تو اسکو چاہیئے کہ اس کو نرمی کے ساتھ اس کی غلطی کی نشاندہی کر دے اگر وہ قبول نہ کرے اور مریض کے بارے میں اندیشہ ہو کہ اس کے حق میں طبیب غلطی کر بیٹھے گا تو مریض کے روبرو اس کی غلطی بیان کر دے سرپرستوں سے بھی اچھے طریقے پر کہہ دے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہی زیادہ مناسب اور بہتر ہے۔

جو شخص اپنی طبیعت کے اعتبار سے بد اخلاق گرم مزاج اور حریص ہو تو اس کو چاہیئے کہ اپنے اخلاق کی اصلاح فلسفہ کے ذریعے کرے کیونکہ اخلاق کی اصلاح ممکن ہے۔ بڑے گناہوں کو چھوٹا نہ سمجھے بلکہ چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بھی بڑا تصوّر کرے۔

جب وہ کسی مجلس میں بیٹھے تو اپنی انگوٹھی منھ میں ڈالے نہ اپنی داڑھی کترے۔ داڑھی کو ادھر اُدھر سے اس طرح نہ لے کہ اس کا کم ہونا ظاہر ہو۔

اگر ہم ان تمام واجبات و فرائض کا نصف حصہ بھی بیان کرنا چاہیں جن کی ادائیگی طبیب کے لئے لازم ہے تو فصل بڑی طویل ہو جائے گی۔ یہاں جس قدر ہم نے تذکرہ کر دیا ہے اُمید ہے کہ اتنا کافی ہے بشرطیکہ طبیب فلسفی نہ ہو اگر فلسفی ہے تو ان فرائض کو وہ جانتا اور اچھی طرح جانتا ہوگا ہم اللہ سے توفیق کے طالب ہیں۔

باب (۳۶)

صحت و مرض اور انکی تعریف

اطباء نے ان دونوں مسئلوں پر گفتگو کی ہے۔ مگر ان دونوں کا، حرکات و تغیرات کے کس شعبہ سے تعلق ہے اس پر کسی نے گفتگو نہیں کی ہے۔ صرف ارسطو نے سماع طبعی کے مقالہ ثانیہ میں مسئلہ پر اس جگہ کلام کیا ہے جہاں طبیب کے لئے ضروری باتوں کا تذکرہ کیا ہے کیا چیز کتنے طریقوں سے تغیر پذیر ہوتی ہے اس کا انکشاف کرتے ہوئے صحت و مرض پر اور پھر کون و فساد کا تذکرہ کرتے ہوئے تغیر پذیری پر اس نے تفصیل کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے۔

صحت کی تعریف

: عقیدہ و مزاج کی صحت کے ساتھ طبعی افعال کا استوار ہونا صحت کہلاتا ہے۔

دیگر: استواری کے ساتھ اعضأ و افعال میں صحت کا جاری رہنا صحت کہلاتا ہے۔

مرض کی تعریف

: مرض اعضأ کی بناوٹ میں واقع ہونے والی وہ حقیقی حالت ہے جو کلی طور پر (نہ کہ جزئی طور پر) طبعی افعال کو استوار ہونے سے

روکتی ہو۔

دیگر مرض وہ شئے ہے جو طبعی افعال کو مزاج، اعضایا دونوں کی جہتوں سے متغیر کر دے۔

دیگر مرض وہ شئے ہے جو صحت کی قوت فاعلہ کو متغیر کر دے۔

مذکورہ تعریفات میں سے جس کے ذریعے بھی صحت اور مرض کی تعریف کی جائے، کی جاسکتی ہے —— اب رہا مرض تو وہ تغیر کا نام ہے یعنی صحت کا تغیر مرض کی طرف اور مرض کا تغیر صحت کی طرف۔

اب رہا حرکت کا معاملہ تو وہ جوہر کی حرکت ہے ضد کے قبول کرنے میں جب وہ بیمار ہوجائے۔ اس لئے کہ مرض، صحت کا ضد ہے ایک معنی کے اعتبار سے دوسرے معنی کو چھوڑ کر، اور جوہر، متضادات کو قبول کرنے کے لئے بنایا گیا ہے —— یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مرض جوہر کی کیفیت میں حرکت کا نام ہے اور وہ انتقالی کیفیات میں پایا جاتا ہے۔ جب جوہر حرکت کرتا ہے ضد کے قبول کرنے کے لئے تو کیا وہ قسری حرکت کرتا ہے یا طبعی؟ تو ایک طبیب کے لئے یہ یقین کرنا ضروری ہے کہ اس کی حرکت قسری ہوتی ہے کیونکہ جب "ضد" بڑی ہوجاتی ہے تو اسکی ضد اسکے درمیان حائل ہوجاتی ہے یا اسکو فنا کردیتی ہے جیسے حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست —— اس کو یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ صحت اور مرض کے درمیان فصل ہے اور صحت اور مرض دونوں من وجہ ایکدوسرے کی ضد ہیں —— ان دونوں میں اگر اس حیثیت سے غور کیا جائے کہ وہ دونوں کون ہیں یا فساد، تو ان کے درمیان کوئی فساد نہ ہوگا کیوں کہ وہ شئی واحد ہی ہے جو فساد کو قبول کرتی ہے اور دوسری شئے بن جاتی ہے پس تضاد یہاں صحت اور مرض کے بارے میں نہیں بلکہ کیفیت کے بارے میں واقع ہوتا ہے اور جب امراض کے اجناس تین ہیں۔

۱۔ مزاج کا تغیر
۲۔ ہیئت کا تغیر
۳۔ تفرق اتصال

تو ضروری ہے کہ صحت سے مراد ان چیزوں کا اعتدال ہو اور مرض سے مراد انکا یا انکے بعض کا تغیر ہو۔

باب (۳۷)

موت اور حیات

حیات کی تعریف

حیات کی تعریف: حیات جسم حیوانی کے اندر نفس حیوانی، نفس حسی اور نفس طبعی کے اپنے طبعی حالات پر باقی رہنے کا نام ہے۔

یہ بھی تعریف کی گئی ہے کہ حیات نام ہے جسم حیوانی میں نفس حیوانی، جو نفس حسی اور نفس طبعی کی حرکت کا نام ہے تاکہ آخر تک اس کی تکمیل کرے۔

یہ بھی تعریف کی گئی ہے کہ حیات نام ہے جسم حیوانی کے اندر استحالہ سے بدن کے اور فساد سے قوئ اور تغیرات سے کیفیات کے محفوظ رہنے کا۔

یہ بھی تعریف کی گئی ہے کہ حیات تنفس اور احساس کی سلامتی کا نام ہے، نیز حیات کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں مذکورہ تعریفات میں سے دو ایک بھی حیات کو سمجھنے کیلئے کافی ہیں۔

موت کی تعریف

موت کی تعریف: موت کی بھی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں۔ ایک تعریف یہ ہے کہ موت فساد کلی کی جانب جسم طبعی کے استحالہ کا نام ہے۔ دوسری یہ ہے کہ موت نام ہے اعضاء کے فساد اور نفس حیوانی اور دوسری تمام قوتوں کو قبول کرنے سے اعضا کے

عاجز ہوجانے کا۔ تیسری یہ ہے کہ موت نام ہے جسم حیوانی کا عام طور پر فاسد ہوجانے اور فساد کے وقت جسمانی قوتوں کے انحلاء کا۔

چوتھی یہ ہے کہ موت ان قوتوں کا فنا ہوجانا ہے جو جسم حیوانی میں موجود ہیں۔

پانچویں یہ ہے کہ موت ان مثلثات کا فساد ہے جنکی ترکیب اور تنظیم سے صحت قائم رہتی ہے اور جن کا تو محتاج رہا ہے۔

چھٹی یہ ہے کہ موت ان اعداد کی ترکیب کا فساد ہے جو اس جسم میں موجود تھی جسکی حیات ان اعداد کے منظم اور مرکب ہونے پر قائم تھی ——— اس قسم کی تعریف اس لئے کی گئی ہے کہ تعریف کرنے والوں کے نزدیک نفس تالیفی اعداد سے مرکب ہوتا ہے۔

مذکورہ تمام تعریفات صحیح ہیں اور ایک دوسرے سے قریب ہیں۔ یہ ایسی تعریفات ہیں جن پر اگر طبیب یقین رکھے تو سلامت رہ سکتا ہے پس موت فساد کی جانب جسم طبعی کے استحالۂ کلی کا نام ہے۔

باب (۳۸)

حرکت

حرکت ازلی ہے یا حادث ، اس بارے میں لوگوں کے مختلف مذاہب ہیں۔ ارسطو نے کہا ہے کہ جس کا یہ اعتقاد ہے کہ تمام چیزیں نوپیدا ہیں اس کا یہ خیال ہے کہ حرکت بھی نوپیدا ہے اور جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تمام اشیاء قدیم ازلی ہیں تو ان کا یہ خیال بھی ہے کہ حرکت بھی قدیم اور ازلی ہے۔ جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ حرکت کبھی کبھی ہوتی ہے اور کبھی باطل ہو جاتی ہے یہاں تک کہ نہیں ہوتی ارسطو نے ہر فرقہ کا ذکر کیا ہے اور اس کے فساد قول کو ظاہر کیا ہے۔

وہ مذہب جس پر ایک طبیب کو اعتقاد رکھنا ضروری ہے وہی ہے جو ارسطو کے مذہب سے مشابہ ہو ارسطو کا مذہب یہ ہے کہ حرکت کل کے اندر ویسی ہی ہے جیسے حیات جسم کے اندر پس جیسا کہ جسم حیوانی حیات کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح عالم حرکت کے بغیر موجود نہیں رہ سکتا۔ اور جب زمانہ قدیم اور تعداد حرکت کا نام ہے تو پھر ایسی صورت میں حرکت قدیم ہے اور جب حرکت طبقات کی اشیاء و متحرکہ میں عرض ہے تو ضروری ہے کہ وہ ایک شئی میں جوہری ہو اور نفس کل کا محرک ہو اسی سے ہر متحرک حرکت کرتا ہے، چاہے حرکت عارضی ہو یا ذاتی۔ نفس چونکہ ازلی ہے لہذا حرکت بھی ایسی صورت میں ازلی ہے اور چونکہ تکون اور ہیولی کا صورتوں کا قبول کرنا غیر متناہی اور مالانہایت کی حد تک ہے اور تکون بغیر حرکت کے وجود میں نہیں آسکتا۔ نیز ہیولی صورتوں کو قبول نہیں کر سکتا تاوقتیکہ اس کے قبول کرنے کے لئے حرکت

یہ کرے ، لہذا "قبول" بھی ازلی ہوگا اور اضطراری طور پر متحرک میں ظاہر ہوگا ۔ گاہ محرک میں بھی ظاہر نہیں ہوگا ۔ حرکت کی مثال محرک میں ویسی ہی ہے جیسے گرم کرنے کی مثال آگ میں اور سرد کرنے کی مثال پانی میں ، پانی کی ٹھنڈک متاثر ہونے والے کی جانب پہونچتی ہے ۔ پھر کبھی حرکت کے ذریعہ متحرک ہونے والا متاثر ہونے کی وجہ سے حرکت کرتا ہے جیسا کہ کوئی چیز حرارت سے متاثر ہوکر گرم ہوجاتی ہے اس باب میں گفتگو طویل ہے ۔ متعلم کے لئے اسی قدر کافی ہے ۔

باب (۳۹)

غیر جائز اوہام و تصورات

یہ بہت ہی طویل و عریض مسئلہ ہے اسکی وجہ سے بہت سے بزرگانِ قدیم "فرقہ سوفطہ" کی طرف نکل گئے ہیں اس فرقہ کا قول ہے کہ تمام چیزوں کو وہم میں لانا جائز ہے، حتیٰ کہ چراغ کا وہم بغیر چراغ کے جائز ہے اندھیرا جسکو تم دیکھ رہے ہو جائز ہے کہ وہم میں روشنی ہو اور روشنی اندھیرا ہو۔ اس مسئلہ نے بعضوں سے یہاں تک کہلوا دیا کہ دلائل ہم پلہ ہیں اُنھوں نے کہا کہ کسی چیز کی دلیل قائم ہو جائے تو وہاں یہ وہم کرنا جائز ہے کہ دلیل جس چیز پر قائم شدہ ہے وہ اس کے برعکس ہے، کیونکہ وہ دلائل جو کسی چیز کی صحت پر قائم شدہ دلائل کے مقابل میں ہیں۔ اسی جیسے ہم پلہ ہیں۔ یہاں تک کہ انھوں نے ان دلائل پر طعن کیا ہے جو اشیاء ریاضیہ مثلاً عدد وغیرہ سے ماخوذ نہیں ہیں انھوں نے کہا ہے کہ جائز ہے کہ ایک مسلمہ مقدمہ غیر مسلمہ بن جائے جب کہ اس کے متعلق یہ وہم ہو کہ اس مقدمہ کے فساد کا بیان ممکن ہے بشرطیکہ وہ ریاضیات سے ماخوذ نہ ہو۔

ہمارے شیخ یحیٰ بن عدی نے ان اشیاء کو بیان کیا ہے کہ جن میں توہم اور شکوک کرنا جائز نہیں ہے اور کہا ہے کہ جب ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ اشیاء غیر متناہی نہیں ہیں بلکہ بالفعل متناہی ہیں اور بالقوہ غیر متناہی۔ فعل اور انفعال کے وقت ہوا کرتا ہے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی شئے غیر متناہی بلا فعل و انفعال بالقوہ محال ہے۔ کیوں کہ وہ
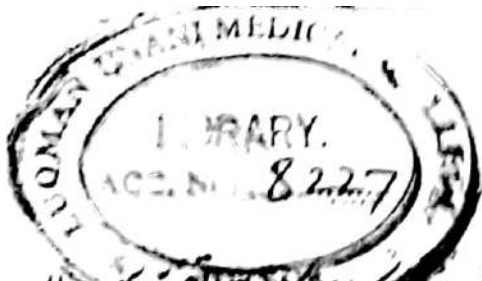
بالفعل" مالا نہایت" تک محال ہے۔ پس یہ بات ظاہر ہوئی کہ ... کا توہم ... بھی محال ہے یعنی ہر چیز کا توہم و تصور محال ہے ہمیں ایسی اشیاء ملتی ہے جن کا توہم اسکی اصل کے خلاف ہو جائے اگر کوئی اسکا توہم کرے تو یہ محال ہوگا ـــــ اس لئے کہ اگر کوئی انسان یہ توہم کرے کہ اسکے لئے اڑنا جائز ہے یا وہ کبھی اڑتا بھی تھا تو اس ایسی چیز کا توہم کیا ہے جو جائز نہیں ہے ہم پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ عالم میں خلا نہیں ہے اگر کوئی یہ وہم کرے کہ عالم میں خلاء ہے تو اس کا یہ مفہوم محال کا توہم ہوگا یہ دونوں قول ساقط ہو جائیں کے پس جب کوئی انسان یہ توہم کرے کہ وہ عالم سے خارج ہے تو یہ غلط ہوگا اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا انسان یہ توہم کرے کہ عالم ہی ہے جہاں وہ ایسا توہم کرے گا وہیں عالم موجود ہوگا اور عالم سے کوئی چیز خارج نہ ہوگی۔ اور کل ہے۔ اور کوئی چیز غیر عالم نہ ہوگی اس توہم کو پہلے توہم پر فوقیت دی جائے گی تو دونوں ایک ساتھ ساقط ہو جائیگے ـــــ پس جب یہ بات صحیح ہے تو یہ جائز نہیں کہ متقابل دلائل ایک دوسرے کے ہم پلہ ہو جائیں کیونکہ یہ چیز "تعریف سوفسطہ" میں داخل ہو جائیگی ـــــ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سلب کلی کے مقابل ہیں ایجاب کلی ہو تو کس طرح ایک دوسرے کیلئے کفو ہو سکتے ہیں؟ اور کس طرح کہا جا سکتا ہے؟ جب کہ اشیاء کی حقیقتیں موجود ہوں؟ اور کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ یہ انسان ہے اور یہی گھوڑا ہے جب یہ جائز ہو جائے کہ انسان ہے اور یہی گھوڑا ہے۔ پس اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ جو چیز جائز نہیں اس کا توہم و تصور محال مرسل ہے جیسے کسی چیز کی طرف اسناد نہیں کیا جا سکتا یہی بات ممکن اور ممتنع کے متعلق کہی جاسکتی ہے کہ اشیائے ممکنہ کا توہم جائز ہے اور اشیائے ممتنعہ کا توہم ممتنع ہے پس جب انسان ممتنع کے متعلق دلیل قائم کرنے کا ارادہ کرے کہ وہ کبھی ممکن بھی ہو سکتا ہے اور ممکن کبھی ممتنع بھی ہو سکتا ہے تو گویا اس نے علم کو باطل کر دیا اور فرقہ سوفسطائیہ کی حدود میں داخل ہو گیا۔

پس جب کسی شئے میں حق کا ہونا یا اسکی ضد میں حق کا ہونا حقیقت میں ممتنع ہو اور دلیل موجود ہو کہ حق ایک چیز کے اندر موجود ہے تو پھر کس طرح دلیل قائم ہو سکتی ہے کہ حق اس کی ضد میں موجود ہے جب کہ حق معلوم ہو اور وہ چیز بھی معلوم ہو جس میں حق ہے کیا وہ شخص جو ایسا توہم و تصور کرتا ہے اس شخص کے قائم مقام

نہیں ہے جو یہ توہم کرے کہ ایک ہی حالت میں اس شخص کا جو بیٹھا ہوا ہے کھڑا ہونا جائز ہے اِلا یہ کہ حق کا معلوم ہونا ثابت نہ ہو، اور یہ کہ جس چیز کا حق ہو وہ اس کے قبول حق کی صورت دونوں غیر معلوم ہوں تو ایسی صورت میں وہ فرقہ سوفسطائیہ کے اندر شمار ہو کر رہے گا۔ اور جب مقدمۂ مسلمہ اور معلوم ہو اور اس کو تسلیم کرنے کی صورت بھی معلوم ہو تو پھر کیسے توہم کیا جا سکتا ہے کہ وہ غیر مسلمہ ہے۔؟ یہ بات سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ جب کوئی انسان ایسا اعتقاد رکھے تو گویا وہ شئے معلوم اور حقائق کی نفی کر رہا ہے اور جب ہر شک کرنے والے کا مرجع عقل ہے اور دلیل بھی موجود ہے کہ شئے صحیح ہے اور عقل نے بھی اسکو قبول کر لیا ہے اور اب کمال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ ہم گمان کریں اور وہم کریں کہ شئے غیر صحیح ہے باوجود اس کے کہ وہ عقل میں صحیح ثابت ہو چکی ہے تو یہ اسبات کا توہم ہوگا کہ عقل، عقل نہیں ہے ایسی صورت میں مذہب سوفسطائی صحیح ہو جائے گا حالانکہ وہ فاسد ہے اور اس کے مبینہ فساد پر دلیل قایم ہو چکی ہے۔ پس یہ توہم ایسی صورت میں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دلیل ایک دوسرے کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے۔

اگرچہ یہ فصل اور اسکے مباحث، فن طب سے تعلق نہیں رکھتے، اس کے باوجود ہمنے یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ ایک قوم نے فن طب کے سلسلے میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ فن طِب توہمات اور شکوک پر مبنی ہے، اس کی کوئی چیز بھی اسکی حقیقت سے تعلق نہیں رکھتی کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک چیز جو زید کے لئے نقصان رساں ہے وہی چیز عمرو کے لئے مفید ہے اور جو چیز عمرو کے جسم کو سردی پہنچاتی ہے وہی چیز زید کے لئے گرم ثابت ہوتی ہے پس یہ بات کس طرح جائز ہو سکتی ہے کہ ایک چیز ضار بھی ہو اور نافع بھی۔ حار بھی ہو اور بارد بھی ——— لہذا اِس فصل میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سبؐ کا سبؐ ایسے لوگوں کا جواب ہے۔ فن طِبؐ کے پہلو سے اطباء کا ایک دوسرا جواب بھی ہے مگر وہ دیگر فنون کے اِستدلالی طریقہ پر نہیں ہے وہ یہ ہے کہ کوئی بھی چیز بذاتہٖ گرم اور گرمی پہنچانے والی نہیں ہے، نہ بذاتہٖ نافع اور ضار ہے، بلکہ وہ دوسری شئے کو نافع یا تو کمیت کے اعتبار سے ہے یا کیفیت کے اعتبار سے یا متیٰ (کب) کے اعتبار سے ..... چنانچہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ بارد ہے "حار" کے مقابلے میں "بارد" کے مقابلہ میں نافع ہے زید کے مزاج کا لحاظ کرتے ہوئے، ضار ہے عمرو کے مزاج کے لحاظ سے قلیل ہے زید کی

ضرورت کے لحاظ سے۔ کثیر ہے عمرو کی ضروریات کے لحاظ سے قلیل ہے ایک ہی چیز حار، بارد، ضار، نافع سب ہی ہوسکتی ہے۔ مگر ایک حالت، ایک وقت اور ایک مقدار میں نہیں، بلکہ مختلف اوقات، مختلف مقدار اور مختلف احوال میں۔

اسی طرح قائم اور قاعد کے بارے میں ہمارا جواب ہے۔ جائز ہے کہ ایک ہی اِنسان قائم بھی ہو اور قاعد بھی، مگر ایک حالت میں نہیں اور نہ ہی ایک وقت میں بلکہ دو مختلف اوقات میں۔ جو شئے بالفعل اور جو شئے بالقوہ ہم دیکھتے ہیں اس کے بارے میں ہمارا یہ قول صحیح ہوگا۔ چنانچہ ایک شئے جو بالفعل مسخن ہے وہی بالقوہ بارد اور مبرد ہوسکتی ہے اور جو بالفعل بارد مبرد ہو وہی بالقوہ مسخن ہوسکتی ہے لیکن یہ چیز بذاتہ نہیں ہوسکتی بلکہ ایک دوسری شئے کے لئے یہ فعل بالعرض کرتی ہے نہ کہ بالجوہر اور بالطبعیۃ، جیسے پانی جب گرم کیا جائے تو وہ اپنی طبیعت اور جوہر سے نہیں بلکہ حرارت سے جلاتا ہے بلکہ بالعرض اور اس حالت کی وجہ سے جلاتا ہے جو اس میں داخل ہوگئی ہے۔ اسی طرح برف بھی جلاتی ہے تو وہ اپنی طبیعت کیوجہ سے نہیں جلاتی، بلکہ بالعرض جلانے کا فعل صادر ہوتا ہے کیونکہ وہ مسامات کو بند کر کے جلد کی کیفیت بدل دیتا ہے اور بخارات حارہ ناریہ کو تحلیل ہونے سے روک دیتا ہے۔ پس اِس مقام پر وہ جم جاتا ہے اور جلاتا ہے۔ یہ اس کا فعل بالعرض ہے ——— ایک ہی چیز زید کو نقصان پہنچاتی ہے اور وہی بعینہٖ اس کو نفع پہنچاتی ہے، تو یہ دونوں فعل اس کے جوہر کے لحاظ سے نہیں بلکہ عرض کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں جو اس کے ساتھ مرکب ہوتے ہیں اور وہ عرض کمیت یا کیفیت یا وقت ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا کہ زید کے مزاج کو اس شئے نافع کی احتیاج ایک خاص مقدار میں ہے اور ایک خاص وقت میں۔ پس اس خاص مقدار میں اِضافہ ہو جائے یا اس خاص وقت سے ہٹ کر وہ چیز اس کو دی جائے تو وہ شئے نافع نقصان رساں بات ہوتی ہے اور یہ اس "عرض" کی وجہ سے ہوتا ہے جو کمیت یا کیفیت یا وقت کی بنا پر اس کو لاحق ہو جاتا ہے اور نقصان پہنچاتا ہے یہ نقصان اسکے جوہر اور طبیعت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے عرض فاسد کی وجہ سے ہوتا ہے جو اسمیں واقع ہو جاتا ہے۔

ہم کسی شئے کو مطلقاً حار بعینہٖ سوائے آگ کے، بارد بذاتہٖ سوائے پانی کے یابس بعینہٖ سوائے زمین (مٹی) کے اور رطب بذاتہٖ سوائے ہوا کے قرار نہیں دیتے جو چیزیں

ان سے مرکب ہوتی ہیں اسی پر قیاس کرتے ہوئے یہ بات کہی جاتی ہے۔
حیوان کے لئے مطلق کوئی چیز نافع نہیں ہے سوائے تنفس (سانس لینا) کے اور نہ کوئی چیز مطلقاً ضار ہے سوائے مرض اور استحالہ کے۔ اب وہی دوسری چیزیں تو انکا ضار یا نافع ہونا مزاج اور بدن اور وقت اور مقدار کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ تم اس بارے میں خوب غور کرو کیونکہ یہ ان حضرات کی تردید کیلئے کافی ہے۔

باب (۴۰)

روشنی، رنگ، بصارت اور دیگر حواس

کہا جاتا ہے روشنی ایک جوہر بسیط اور انتہائی لطیف ہے، جو انتہائی لطافت سے اپنا کام زمانہ کے بغیر کرتی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ "روشنی" مشرق سے نمودار ہو کر مغرب کو زمانہ کے بغیر روشن کر دیتی ہے۔ اگر وہ جسم ہوتی تو قطع مسافت میں اپنی حرکت کے مناسب "زمانہ" کی محتاج ہوتی اور اسکی مقدار حرکت کے لحاظ سے "زمانہ" کا تعین ہوتا مسافت کی مقدار سے حرکت ہوتی ہے پس ضوٗ (روشنی) قطع مسافت کیلئے زمانہ کی محتاج نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ وہ جسم نہیں ہے یہ متعرق طور پر پائی جاتی ہے اور اسے ثبات ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ عرض نہیں ہے۔

"رنگ" حقیقت میں ضوٗ (روشنی) ہے البتہ روشنی جب جسم پر مکمل طور پر پڑتی ہے تو اس کو بلور اور کانچ کے مانند شفاف بنا دیتی ہے رجسم "ضوٗ" سے شفاف بن جاتا ہے۔ ہر وہ جسم جسکو ضوٗ روشن نہ کرے کثیف غیر شفاف ہوگا۔

دوسرے رنگ مثلاً سُرخی اور سفیدی وغیرہ تو وہ "ضوٗ" اور "لاضوٗ" سے مرکب ہوتے ہیں لاضوٗ سے مراد ظلمت (اندھیرا) ہے دونوں میں ایک ہی قوت اور دوسرے سے ضعف (کمزوری) سے "رنگ" بنتا ہے۔

بصارت ایک ایسی حس ہے جو ہوا کے توسط سے مبصرات (نظر آنے والی اشیا) کا ادراک کرتی ہے۔ نظر آنے والی شئے کی صورت کو تکمیل تک پہونچانے والی چیز "ضو" ہے، کیونکہ وہی دیکھنے والے تک اسکو پہنچاتی ہے یہاں تک کہ دیکھنے کیلئے اسکو مکمل کر دیتی ہے اور بصارت اس کا ادراک ہوا کے توسط سے کر لیتی ہے بینائی کی حس نفس کی قوتوں میں سے ایک ایسی قوت کا نام ہے جو مبصرات کا ادراک جو جواہر ہونے کے اعتبار سے بہت بلکہ کیفیات ہونے کے اعتبار سے کرتی ہے۔ پس حس اعراض کے ذریعے مدرکات کا ادراک کرتی ہے گو وہ جواہر ہوں اور جواہر کا ادراک نہیں کرتی کیوں کہ وہ جوہر اور کسی شئے ادراک جوہر ہونے کی بنا پر حقیقت کے لحاظ سے ہوتا ہے، نہ کہ عرض کے لحاظ سے۔ یہ کام عقل کا ہے نہ کہ نفس کا ——— تم اس مسئلہ پر خوب غور کرو کیونکہ اس کی ضرورت اس وقت پڑے گی جب نفس اور عقل کے افعال میں تمیز کرنے کا مسئلہ آئے گا۔

حس بصر (بینائی) کی منجملہ یہ خاصیت بھی ہے کہ وہ ہوا کے توسط سے شئے کا ادراک کی ہے اور جب ہوا معدوم ہو تو وہ کسی شئ کا ادراک نہیں کر سکتی گو وہاں روشنی موجود ہو تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب آنکھوں سے چمٹ جائے تو حاسۂ بصر ادراک نہیں کر سکتا اور جب دور ہٹا دیا جاتا ہے تو ہوا کے توسط سے ادراک کرنے لگتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ شمع کی روشنی جب فضاء میں رکھ دی جائے تو بہت سے مقامات کو ہوا کے توسط سے روشن کر دیتی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ہوا کو مکمل کر دیتی ہے اور روشنی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جب وہ غیر فضاء میں رکھدی جائے، مثال کے طور پر گوشوں یا گڑھوں میں یا ایسے مقامات میں جو کشادہ نہیں ہیں تو وہ صرف اس جگہ کو روشن کرتی ہے جو اس کے اطراف موجود ہوتی ہے کیونکہ وہاں ہوا کم ہے لہذا روشنی کی مقدار اسی تنگ مقام کی مقدار کے برابر ہو جاتی ہے ——— اسی طرح جب بینائی کسی چیز پر پڑے اور ان دونوں کے درمیان ہوا موجود نہ ہو تو کچھ بھی نظر نہ آئے گا مگر اس سے دور ہو جائے تو حقیقت کا ادراک ہونے لگتا ہے بشرطیکہ فاصلہ اعتدال کی حد سے خارج نہ ہو، چونکہ بُعد ہم جنس اعتدال سے خارج ہو جاتا ہے تو "نور" کمزور پڑ جاتا ہے اس لئے دُور دیکھنے والے کے درمیان واجبی مقدار سے کہیں زیادہ ہوا حائل ہو جاتی ہے اس لئے "نور" کا حصہ باریک ہو جاتا ہے بلکہ روشنی کے وہ دونوں حصے جو آنکھوں سے نکلتے ہیں ختم ہو جاتے ہیں،

چنانچہ چیز حقیقت کے برعکس نظر آنے لگتی ہے ۔

نور کی تعریف یہ ایک جوہر بسیط ہے جو جواہر کو شفافیت عطا کرتا ہے ۔

لون (رنگ) کی تعریف ایک مفرد یا بسیط یا دونوں سے مرکب کیف کا نام ہے۔

بصر (بینائی) کی تعریف یہ نفس کی ایک قوت ہے جو مبصرات (نظر آنے والی اشیاء) کی صورت کو ہوا کے ذریعہ سے حاصل کرتی ہے

ارسطو نے اسکی ایک دوسری تعریف کی ہے ہم یہ تعریف اس وقت بیان کریں گے جب تمام حواس کی تعریفات کا ذکر کریں گے ۔

پس حاسۂ بصر کو نفس کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے ، مگر قلیل ، لیکن شریف قوت ہے قلیل اس لئے ہے کہ وہ سواد اور بیاض اور صرف ان مرکب رنگوں کا ادراک کرتا ہے جو ان دونوں کے درمیان ہیں ، شرف اس لئے حاصل ہے کہ وہ عقل کا رہبر ہے جن موجودات کا وہ ادراک کرتا ہے ان کو وہ عقل کی جانب واپس کر دیتا ہے ۔

حاسۂ شم (سونگھنے کی قوت) کی تعریف یہ ہے کہ یہ نفس کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے جو مشمومات کا ادراک کرتی ہے یہ حاسۂ بصر سے بھی کم ہے کیونکہ خوشبو اور بدبو کا ادراک کرتی ہے اور ایسی بو کا ادراک کرتی ہے جو ان دونوں سے مرکب ہو ۔ وہ اسباب پر قادر نہیں ہے کہ اس کا ادراک حقیقت اور تحصیل کے اعتبار سے کرے بلکہ دونوں طرفوں میں سے کسی ایک طرف کے لحاظ سے ، یا کراہت کے اعتبار سے یا لذت کے اعتبار سے ادراک کرتا ہے ۔ حاسۂ بصر ایسا نہیں ہے کیونکہ وہ دو رنگوں کے مرکب کو حاصل کرتا ہے اور اسکو الگ کر کے واضح کر دیتا ہے ۔

حاسۂ ذوق (چکھنے کی قوت) بھی نفس کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے جو مزہ کا ادراک کرتی ہے اور اسے ہو بہو نفس تک پہنچا دیتی ہے یہ قوت حاسۂ شم سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ تمام مرکب ذائقوں کے اندر جو اختلاف ہو جاتا ہے اس کا بھی ادراک کرتی ہے اور نفس کے سامنے پیش کر دیتی ہے ۔

حاسۂ سمع (سُننے کی قوت) بھی نفس کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے جو ہوا کے توسط سے اشیاء مسموعہ کا ادراک کر لیتی ہے یہ قوت حاسۂ ذوق سے کم تر ہے کیونکہ وہ صرف زوردار، آہستہ، خوش کن اور وحشت ناک آوازوں کا ادراک کرتی ہے یہ چار آوازیں جب جمع ہو جائیں تو دو ہو جاتی ہیں۔

حاسۂ لمس (چھونے کی قوت) یہ تمام حواس سے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ہر عضو میں پھیلی ہوئی ہے ہر عضو کا ایک حاسۂ ہے یہ بھاری پن ہلکے پن کھردرے پن اور ملائمت کو بھی محسوس کرتی ہے، یہ قوت کسی ایسی چیز کی محتاج نہیں ہے۔ جو اس کی مددگار ہو۔ ارسطو نے کتاب النفس میں اس قوت کو اس شخص سے تشبیہہ دی ہے جو پانی کے درمیان کسی پتھر کو پکڑے ہوئے ہو۔ اس نے کہا کہ پانی میں کوئی چیز پانی کے توسط کے بغیر محسوس نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح ہوا میں کوئی چیز ہوا کے توسط کے بغیر نہیں دیکھی جا سکتی جب کوئی شخص پانی کے درمیان پتھر پکڑے تو حس (لمس) محسوس کر لیتی ہے، اس وجہ سے نہیں کہ محسوس اور اسکے ہاتھ کے درمیان پانی ہے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ قلیل ہے یہی حال حاسۂ لمس کا ہے یہ گو ملاقات کے باعث ہوا کرتا ہے اس لئے کہ لامس اور ملموس کے درمیان ہوا ہے مگر یہ ہوا لطیف اور بہت تھوڑی ہوتی ہے احساس تو وہ ملاقات اور چھونے کے باعث کرتی ہے۔

جب اس کے بعد ہم یہ بیان کریں گے کہ ہر حاسہ جو کچھ محسوس کرتا ہے وہ کس طرح کرتا ہے کیا یہ سب ایک ہی قوت کا کرشمہ ہے یا مختلف قوتوں کا حقیقت یہ ہے کہ نفس حساسہ حیوانات سے ظاہر ہوتا ہے جب کہ دماغ کی سمت چڑھتا ہے اور جسم کی ترکیب مکمل کر کے اس مفہوم میں منظم ہو جاتا ہے اس کی بہت ساری قوتیں ہوتی ہیں ہر قوت کا ایک بدنی آلہ ہے جس کے ذریعہ وہ بھی ادراک کرتی ہے بشرطیکہ ادراک اعتدال پر ہو۔ شامہ کے لئے دماغ کا اگلا حصہ اور وہ جز ہے جو گھنڈی کے مانند مجرائے انف سے متصل ہوتا ہے یہ جو کچھ بھی ادراک کرتا ہے ہوا کے واسطہ سے کرتا ہے ہوا معدوم ہو تو کسی چیز کا ادراک نہیں کر سکتا۔ اس قول کے افعال اس چیز کے موجودگی میں پورے ہوتے ہیں، جو ہوا کے توسط سے سونگھی جاتی ہے یہ قوت جب تک سونگھی جانے والی شئے اور ہوا کے بغیر ہر حاسہ بالقوہ کہلاتی ہے

مشمومات اور ہوا کا توسط موجود ہو تو یہ "حاسہ شم" بالفعل اور مثل مشموم کے ہو جاتا ہے۔

حاسہ بصر یہ بالقویٰ بصر ہے جب تک دیکھی جانے والی شے اور ہوا کا واسطہ موجود نہ ہو یہ دیکھ نہیں سکتا۔ یہ حاسہ بصر بالفعل دیکھی جانے والی شئے اور ہوا کی موجودگی میں ہو جاتا ہے اس کا دیکھی جانے والی شئے کے رنگ کی جانب استحالہ ہو جاتا ہے۔

حاسہ سمع بھی ایسا ہی ہے۔ یہ بالقوہ حاسۂ سمع ہے جب تک یہ ہوا اور ہوا سے ٹکرانے والی شئے موجود نہ ہو۔ مسموع موجود ہو تو ہوا سے ٹکرانے والی شئے موجود نہ ہو۔ مسموع موجود ہو تو ہوا سے ٹکرا کر یہ حاسہ اس کی طرف بالفعل پہنچ جاتا ہے اور مثل مسموع موجود ہو جاتا ہے حتیٰ کہ شئے مسموع کا احساس و ادراک ہو جاتا ہے۔

حاسہ لمس بھی جب تک ملموس نہ ہو حاسہ بالقوہ رہتا ہے جب ملموس موجود ہو اور اس سے مکر لمس کرے تو اس وقت بالفعل ہو جاتا ہے اور مثل ملموس بن جاتا ہے

حاسۂ ذوق بھی نفس کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے۔ یہ بھی جب تک چکھی جانیوالی شئے موجود نہ ہو حاسہ بالقوہ پر رہتا ہے جب چیز موجود ہو رطوبت کا واسطہ بھی ہو اور اس سے ملے تو بالفعل حاسۂ ذوق ہو جاتا ہے یہ حاسہ جو بھی ادراک کرتا ہے رطوبت کے توسط سے کرتا ہے رطوبت کے توسط سے کرتا ہے جب چکھی جانے والی شئے سے لمس ہوتا ہے اور رطوبت درمیان میں ہوتی ہے تو وہ اسکے مثل ہو جاتا ہے رطوبت اسے صحیح صحیح ذوق تک پہونچا دیتی ہے۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ یہ سب قوتیں مختلف ہوتی ہیں؟ یہ ایک ہی قوت ہے جسکے افعال بدن کی ضرورت اور عضو کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ تو اس میں اسلاف کے بہت سارے اقوال ہیں۔ ایک طبیب کیلئے یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ نفس بدن کے نظام سے ہے اس کی ترکیب جسم کی تکمیل کرتی ہے جسم کے ساتھ نفس کا نظام، نظام تکمیل ہے۔ نظام تحلیہ یا نظام اتحاد نہیں ہے ہم اس بحث کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے تاکہ متعلم کو اسکی تحصیل دشوار نہ ہو۔

باب (۱۴)

صوت، کلام اور نغمہ

صوت کی تعریف صوت کہتے ہیں قوت کے ساتھ اس ہوا کے نکلنے کو جو پھیپھڑوں کے اندر بند رہتی ہے۔ پس یہ ہوا ساکن ہوا سے ٹکراتی ہے تو دونوں کے ٹکراؤ سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس کا عامل قوت دافیہ ہے اور متاثر ہونے والی ہوائے ساکن ہے۔

ارسطو نے آواز کی تعریف یہ کی ہے کہ یہ ہوا میں سنی جانے والی شئے واقع ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔

آواز اور کلام کے درمیان فرق یہ ہے کہ کلام ایک ایسی آواز ہے جو حروف کے نظام کے ساتھ نکلتی ہے تاکہ (کسی چیز کو) سمجھائے۔ چنانچہ وہ اپنے نظام کے مطابق ہوا سے ٹکراتی اور جس طرح نکلتی ہے اسی طرح سماعت کی طرف رجوع کرتی ہے کلام کا فاعل اور اس کو ترکیب دینے والا نفس ہے اثر قبول کرنے والی ہے نغمہ اس آواز کو کہتے ہیں جو ترتیب کے ساتھ نکلتی ہے اس میں کمی بیشی تیزی اور ہلکا پن سبھی کچھ ہوتا ہے ترتیب اور نظام سے طرب پیدا ہوتا ہے۔ یہ نفس عقلیہ کی فضیلت ہے جو نفس حسیہ کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور موضوع نظام پر جب نفس حسّی اِسے قبول کرتا ہے تو خوشی اور انبساط پیدا ہوتا ہے پس نغمہ کلام اور آواز

جنس کے اعتبار سے ایک ہی ہیں گو ان کی علتیں مختلف اور صورتیں علیحدہ علیحدہ ہیں ۔

باب (۴۲)

وہم، رائے اور حزم

وہم کے بارے میں اسلاف کا اختلاف ہے کچھ لوگوں نے کہا ہے وہم، فکر اور حس کے مرکب ہونیکا کا نام ہے۔ دوسروں نے کہا ہے وہم نفس حسی کا فعل ہے۔ ارسطو نے کہا ہے یہ (نفس) بہیمیہ کا فعل ہے اور عقل سے صادر نہیں ہوتا، کیونکہ وہم کبھی شئے کو غیر حقیقی طور پر سمجھتا ہے اور کبھی شئے ادراک حقیقی انداز میں کرتا ہے۔ عقل کا فعل ایسا نہیں ہوتا، کیونکہ عقل کسی بھی چیز کو حقیقت اور حق کے معیار پر ہی سمجھتے یا نہیں سمجھتی ہے۔ طبیب کے لئے یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے چنانچہ یہ حس اور تھوڑے تفکر کا مرکب ہوتا ہے وہم نفس بہیمیہ کی حرکت کا نام ہے۔

بعض اسلاف نے کہا ہے یقین کرنا عقل کا کام ہے اور وہم، نفس طبیعیہ کا حزم (احتیاط) اور رائے کے درمیان فرق ہے۔ گمان کرنے والا کبھی یہ گمان کرتا ہے کہ اس نے ایک چیز میں حزم واحتیاط سے کام لیا ہے۔ کاموں کی انجام دہی میں حزم واحتیاط ضروری ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہوتا اور کبھی ایسا ہوتا بھی ہے اور ٹھیک طور پر احتیاط برتتا ہے لہٰذا حزم نفس بہیمیہ کی طرف منسوب ہے —— رائے کا معاملہ یہ ہے کہ یہ حس سے الگ چیز ہے کیونکہ وہ کسی بھی چیز کا صحیح طور پر ادراک کرتی ہے یہ عقل کی

ایک حرکت ہے جس سے نفس متاثر ہوتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ حس آفتاب کی مکیہ کو انداز سے چھوٹا سمجھتی ہے مگر رائے جانتی ہے کہ حقیقت اسکے برخلاف ہے جیسا کہ وہ حس کے سامنے ظاہر ہوتی ہے ۔ حس اور رائے کے درمیان بس یہی فرق ہے ۔

باب (۴۳)

رویت اور فکر

بعض اسلاف نے کہا ہے رویت اور فکر کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے بعض نے کہا ہے کہ رویت فکر حزم اور حس سے مرکب ہے، عقل اسے مکمل اور ان کے درمیان تمیز کرتی ہے، حتیٰ کہ ثابت ہو جاتی ہے تو "رویت" کہلاتی ہے۔ فکر کسی چیز پر ثابت نہیں ہوتی بلکہ جس چیز میں فکر کی جارہی ہے اسکی تحصیل میں سرگرداں رہتی ہے۔

افلاطون کی ایک تعریف نقل کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فکر کے خاتمہ اور فکر سے نفض کی سبکدوشی کا نام رویت ہے ـــــ میں نے ارسطو کا ایک کلام اس بارے میں سنا ہے جس کے مطابق رویت اور فکر دونوں ایک ہی ہیں۔ فکر بمنزلہ جنس ہے اور رویت بمنزلہ نوع، کیونکہ فکر مطلق ہے وہ ایک یا دو میں یا دو سے زیادہ چیزوں میں غور و فکر کر سکتی ہے رویت صرف دو چیزوں کے درمیان ہوتی ہے یعنی فلاں چیز کام کرے یا نہ کرے ـــــ پس فکر اس سے عام ہے۔ یہ خود ارسطو کی عبارت نہیں ہے بلکہ اس مضمون کے الفاظ و معانی سے ماخوذ ہے۔ جو کتاب الخطابتہ میں وارد ہے ـــ یہاں اس نے یقین پر طاری ہونے والی آفت کا تذکرہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ کس کس طرح سے یہ آفت آتی ہے۔

باب (۴۴)

شوق اور عشق

فلاسفہ کے نزدیک "شوق" کی دو قسمیں ہیں۔ حسی، اور فکری پھر حسی اور فکری کی دو دو قسمیں ہیں۔

شوق حسی کی دو قسموں میں سے ایک یہ ہے کہ قوت حساسہ ان کو محسوس کرتی اور اسکی طرف مشتاق ہوتی ہے تاکہ وہ محسوس سے ملے اور اس سے لذت حاصل کرے اس جزکو شوق حسی جزئی کہا جاتا ہے۔

حسی کی دوسری قسم وہ ہے جو حس عام سے وجود میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جزئی طریقہ کے بغیر حسّ عام کے ذریعہ معلوم کرے احساس جزئی اس کی مشتاق ہو اور وہ اسکی۔

شوق فکری کے دونوں اقسام میں ایک یہ ہے کہ وہ اس طور پر غور وفکر کرے کہ اگر اس کو ایسی ایسی چیز مل جائے تو بہتر ہوگا چنانچہ اسے محسوس کئے بغیر اس کی جانب مشتاق ہونے لگتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر فلاں چیز مل جائے تو بہتر ہوگا۔

شوق فکری کی دوسری قسم یہ ہے کہ وہ کسی چیز میں غور وفکر کرے اور اس میں موقوف ہوجائے، کیونکہ وہ شئے مشکوک ہے وہ اس پر غور وفکر کرتا ہی رہے گا یہاں تک کہ اس کے یہاں دو آراء میں سے ایک کا بہتر ہونا حاصل ہوجائے اور شک جاتا رہے۔ ایسی صورت

میں اس کی طرف مشتاق ہوگا فکری کی یہ قسم بہت سخت ہوتی ہے کیونکہ صحیح رائے کے حاصل ہونے تک انسان غلطاں وپیچاں رہتا ہے۔

بعض اسلاف نے کہا ہے کہ جب شوق حسی حسّ کے دائرہ میں نہ آسکے اور شوق اسکی جانب شدید ہوجائے تو "عشق" ہوجاتا ہے لیکن "شوق فکری" "کبھی عشق" نہیں بنتا، کیونکہ عشق کا دائرہ فکر دونوں لذتوں اور دو "المون" کے درمیان ہوتا ہے ـــ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "عشق" قلبی الم تک پہونچتا ہے اور وہاں تک پہنچ کر اس سے عدول کرتا ہے۔

بعضوں نے کہا ہے عشق شدت شوق کا نام ہے اس کے سوا کچھ نہیں بعض دوسروں نے کہا ہے "عشق" پیٹ بھر کھانے سے پیدا ہوتا ہے اس کا تعلق قوت بہیمیہ اور نفس حیوانیہ کی ذات سے ہے یہ ادب کی کمی سے پیدا ہوتا ہے اور نفس عقلی اسے بہت کم قبول کرتا ہے

باب (۴۵)

عقل کی کیفیت اور نفس کی کیفیت حس

جن صورتوں کا کوئی ہیولیٰ نہیں ہوتا ان کی حرکت ان کی ذات کی طرف ہوتی ہے ــــ
ــــــــــــ انکی قوت انہی ذات کی طرف لوٹتی ہے جیساکہ سورج کی
شعاع جب اجسام سے اجسام کیطرف لوٹتی ہے تو روشنی پیدا ہوتی ہے ۔ اور نور کے لوٹنے
سے چیز ظاہر ہو جاتی ہے ۔ پس ایسی صورتیں جن کا کوئی ہیولیٰ نہیں وہ اپنی حرکت میں اپنی
ذات کی طرف لوٹتی ہے ہمارے قول فی حرکتھا سے مراد ہے جو سمجھ میں آئے اور سمجھائی
جاسکے ، جب ایسی ہے تو عقل چیز کو سمجھتی ہے اور اپنی ذات کی طرف انھیں لوٹالیتی ہے
اور حقیقت کے اعتبار سے انہیں سمجھتی ہے ۔ تمام چیزوں کو عقل اپنے ایک جز کے ذریعے
سمجھتی اور ادراک کرتی ہے نہ کہ اجزاء کثیرہ کے ذریعہ ، نفس بھی اسی طرح ہے وہ چیزوں کو
جانتا ہے کیونکہ وہ معلومات کو اپنی ذات کی طرف لوٹا لیتا ہے کیوں کہ اس کی حرکت معنی
جسے چاہتا ہے اسکی ذات کی طرف لوٹتی ہے ــــ پس عقل اور نفس ہمیشہ اشیاء کا
ادراک کرتے ہیں مگر ان دونوں کے ادراک میں فرق ہے ، عقل اشیاء کا ادراک انکی اشکال
اور ہیولیٰ کے ساتھ کرتی ہے جیساکہ وہ ہیں اور ہیولی سے معریٰ صورتوں کا بھی ادراک
کرتی ہے کیونکہ عقل صورتوں کا محل ہے ۔ نفس اشیاء کا ادراک ہیولیٰ کے ساتھ کرتا
ہے یہ ممکن نہیں کہ ان کا ادراک ہیولی سے معریٰ حالت میں کرے ، مگر کر سکتا ہے تو

صرف اس صورت میں کہ نفس عقل سے منفعل ہو جائے (یعنی اسکا اثر قبول کرے) ایسی صورت میں اسے عقل منفعل کہا جاتا ہے۔

باب (۴۶)

افلاک اور کواکب میں احساس کا مسئلہ

فلاسفہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، بعضوں نے کہا ہے کہ کسی طرح ان کو احساس حاصل نہیں ہو سکتا درآنحالیکہ قوت حسیّہ عامہ طبیعت میں کواکب اور افلاک ہی کی قوت کا نام ہے بعضوں نے کہا ہے ان کو اس لحاظ سے احساس حاصل ہے کہ ان کے اندر نفس ہوتا ہے۔ جن لوگوں نے یہ بات کہی ہے انہوں نے ذی نفس ہر چیز حتیٰ کہ نفس ثابتہ کے لئے بھی قرار دی ہے۔
ارسطو نے کہا ہے احساس اس لحاظ سے کہ ان کا نفس ہوتا ہے اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ ان اشیاء کا ادراک ہو جن کے لئے ایک حس رکھنے والا مجبور ہوتا ہے مگر کواکب اور افلاک ان اشیاء کے ادراک کے لئے مجبور و مضطر نہیں ہیں جن کے اندر مزہ بو کھردرا پن یا نرمی پائی جاتی ہے پس ممکن نہیں ہے کہ ان کو حاسۂ شم، حاسۂ ذوق اور حاسۂ لمس دیا جائے کیونکہ ان کو ان میں سے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے مگر جب حاسۂ سمع اور حاسۂ بصر ایسے حواس کہ اگر دونوں حواس موجود نہ ہوں تو اشیاء ناقص رہ جاتی ہیں کیوں کہ وہ مرئی اشیاء اور انکی فضیلیت کا ادراک نہیں کر سکتی نہ ہی مسموعات جو نغموں وغیرہ سے ہوں تو سن سکتی ہیں نہ انکی فضیلیت کا ادراک کر سکتی ہیں لہذا ہم نے حاسۂ سمع اور حاسۂ بصر کو افلاک و کواکب کیلئے ثابت کیا ہے۔

پھر (ارسطو نے) کتاب النفس کے ایک دوسرے مقام پر اشارہ اور صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ نفس عقلیہ پایا جائے گا جن کے اندر حس موجود ہو افلاک و کواکب کے اندر عقل ہے

پس ایسی صورت میں جب وہ پائی جائے تو ان کے لئے حس بھی ثابت ہوگی افلاک وکواکب کے اندر جب عقل ہے تو اس کے اندر حس بھی ہوگی ۔

پھر اس نے کہا ہے کہ ہم کو اس بات کی احتیاج ہے کہ ہم ان کے احساس اور حاجت کی طرف دیکھیں ۔ ایسی صورت میں معلوم ہوگا کہ حاسۂ ذوق غذا حاصل کرنے کی حاجت کی تکمیل کیلئے بنایا گیا ہے اور افلاک وکواکب کو غذا کی کوئی ضرورت نہیں ہے لہٰذا ان کو حاسۂ ذوق کی ضرورت نہ ہوگی ۔ حاسۂ لمس آفتوں سے بچنے کیلئے بنایا گیا ہے تاکہ فساد انگیزی اور فساد کے خلاف سے محفوظ رہے ، ستاروں کے اندر فساد نہیں آتا نہ انکو کوئی آفت پہنچتی ہے ۔ ان کو "حاسۂ شم" کی بھی حاجت نہیں ہے کہ مہلک اور موذی اشیاء اور ان کے اسباب سے بچیں کیونکہ ان حالتوں میں کواکب اور افلاک کے لئے اندیشہ نہیں ہے لہٰذا کواکب اور افلاک کو حاسۂ شم کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔

حاسۂ بصر اس لئے بنایا گیا ہے کہ مبصرات کا ادراک کرے تاکہ ان کو پہچاننا ممکن ہو سکے اور ان کی حقائق کا ادراک ہو سکے (اسی طرح) حاسۂ سمع بھی اس لئے بنایا گیا ہے کہ فضائل کو سنا اور متناسب نغمات سے لطف اندوز ہو جا سکے ، اس کے ذریعے سے مخاطب کے خطاب کو سمجھا سکے ، آہ وزاری کرنے والے کی فریاد کی جا سکے سائل کے سوال اور مخبر کی خبر کو معلوم کیا جا سکے ، پس یہ چیزیں فضیلت کے لئے بنائی گئی ہیں اس لئے مذکورہ وجوہات کی بنیاد پر افلاک اور کواکب کے لئے حاسۂ سمع اور حاسۂ بصرہ ہونا ضروری ہے ۔

باب (۴۷)

خوف اور خوشی

جسم میں نفس حیوانیہ کی دو حرکتیں ہیں، ایک حرکت ہوتی ہے بدن کی سطح کی طرف اور دوسری بدن کے اندر کی جانب یہ دونوں حرکتیں دفعتہً اور یکایک ہوسکتی ہیں یا آہستہ آہستہ، جب نفس حرکت کر کے سطح جسم کی طرف پھیلتا ہے تو اس سے وہ حالت پیدا ہوتی ہے جو فرح (خوشی) کے نام سے مشہور ہے اور اگر اس کی حرکت سطح بدن کی طرف یکایک اور دفعتہً ہو تو اس سے وہ حالت پیدا ہوتی ہے جس کو "طرب" کہا جاتا ہے ــــــ اور اگر اس کی حرکت داخل بدن کی طرف تھوڑا اور آہستہ آہستہ ہو تو اس سے وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے جو "حزن" (غم) سے مشہور ہے اور اگر دفعتہً ہو تو اس سے وہ حالت پیدا ہوتی ہے جو فزع "گھبراہٹ" سے معروف ہے۔

حزن (غم) نفس کے انقباض اور حیّز بدن کی طرف اس کے اجتماع کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے وہ مغموم ہو جاتا ہے، کیونکہ نفس کی طبیعت میں انبساط ہے۔ پھیلاؤ سے جسم کی تعمیر ہوتی ہے اور نفس قویٰ طبیعیہ سے (اچھی طرح) کام لے سکتی ہے لہٰذا جب نفس سکڑ جاتا ہے تو گویا وہ اس طبیعت سے دور ہو جاتا ہے جو اس کو حاصل تھی ایسے میں مقام "حزن" نمودار ہوتا ہے ــــــ فرح (خوشی) ایک ایسی حالت ہے جو انبساط کے ساتھ واقع ہوتی ہے کیونکہ اس میں انبساط پیدا ہوتا ہے ــــــ

______ کیونکہ اس میں انبساط پیدا ہوتا ہے تو وہ جسم کی تعمیر کرتی ہے اور قوائے طبیعیہ کو کام میں لاتی ہے یہ قوتیں نفس کے لئے ایسی ہو جاتی ہیں جیسا کہ وہ اس کے لئے بنائی گئی ہیں یہی معنی ہیں ہمارے قول "حزن" اور "فرح" کے حزن اور فرح کے بارے میں طویل کلام ہے جو عقل کے بارے میں گفتگو کے ساتھ مشترک ہے دماغ میں اسکی تاثیر کے متعلق برفلس نے اس مکتوب میں وضاحت کی ہے جو فیلسوف طرسوس کو اس نے لکھا ہے پس اسی قدر توضیح اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

باب (۴۸)

ضحک اور بکا

ہم تذکرہ کر چکے ہیں کہ نفس غم کے وقت سکڑتا اور کھینچ اُٹھتا ہے حسی طور پر ہمارا مشاہدہ ہے کہ ترشئی یا وہ شئے جو کسی تر چیز کے اندر موجود ہو جب سکڑ جاتی ہے اور ایک جگہ مجتمع ہو جاتی ہے پھر اسکے اندر انقباض پیدا ہو جاتا ہے تو اس سے رطوبت ختم ہو جاتی ہے اور نفس کسی بھی عضوٗ میں مرطوب شئے کے ساتھ ہی رہتا ہے کیوں کہ اس کا ثبات حرارت اور رطوبت کا رہین منت ہے اور جب ایک جگہ مجتمع ہو جاتا ہے یا اس کے اندر انقباض پیدا ہو جاتا ہے اور کھینچ اُٹھتا ہے تو وہ رطوبتیں جو اس کے اندر تھیں یا اس کے قریب ہوتی ہیں نچڑ جاتی ہیں اور وہ رطوبتیں بھی نچڑ جاتی ہیں جو اس عضو میں ہوتی ہیں جس میں انقباض پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب علت رطوبت کا نچوڑ جاتا ہے تو پھر اس کے ساتھ دوسرے تمام اعضا بدن کو چھوڑ کو صرف آنکھ ہی کو کیوں خصوصیت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بدن کے ہر عضوٗ کا ایک مخصوص فعل ہے جس سے فضلات دفع ہوتے ہیں اس کی طبیعت کے لحاظ سے ہر فضلہ کے بہنے کا ایک خاص مقام ہے جو اس عضو سے مناسب رکھتا ہے جہاں سے فضلہ خارج ہوتا ہے جیسے کان کے دو سوراخ ہیں جن سے صفراوی بخارات خارج ہوتے ہیں کیونکہ وہ بخارات اس عضو سے مناسبت رکھتے ہیں یہ اڑنے والے حیوانات اور کیڑے پتنگوں کو اندر داخل ہونے سے روکتے ہیں اس مقام کا خشک اور کم مرطوب ہونا بھی ضروری ہے تاکہ سماعت کا فعل صحیح طور پر انجام پا سکے

کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب اس کے اندر پانی کا ایک قطرہ پڑجاتا ہے اتنا ہی اسکی رطوبت سے نقصان ہوجاتا ہے ——— ناک کے دو سوراخ ہیں دونوں رطوبت میں بہنے کے لئے بنائے گئے ہیں ۔ کیونکہ یہ فعل دو اعتبار سے مناسب ہے ناک ایک غضروفی (نرم ہڈی والا) عضو ہے نرم ہڈی والے عضو کی زندگی رطوبت پر قائم رہتی ہے کیونکہ اگر یہ عضو خشک ہوجائے تو اس عضو کا فعل طبعی رک جاتا ہے اور اس کے اندر تناؤ اور تشنج پیدا ہوتا ہے مگر یہ عضو عصب (پٹھوں) اور ہڈی کی درمیانی حالت پر واقع ہوا ہے اس کے منافع اس صورت میں باقی رہتے ہیں کہ وہ اسی حالت میں رہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب رطوبت بہتی رہے تو اس کو پٹھوں پر راستہ ملتا رہے گا اور عضو کے اندر بند نہ ہوگی ایسی صورت میں احتباس کی تکلیف پیدا ہوگی اسکے وقوف سے عضو متاثر ہوگا اور اسے وہ بدن سے خارج کردے گی ۔

اسی طرح آنکھ ہے جو آبی رطوبتوں کی تحلیل کا مقام ہے کیونکہ اسی میں اس کا فائدہ ہے وہ یہ کہ رطوبت کا جاری رہنا ۔ اسے جلا بخشتا ہے اسے دھوتا ہے اور بالفعل تھوڑی گرمی عطا کرتا ہے اس سے سرد ہوا کا ضرر دفع ہوجاتا ہے اس کے اندر جو گرد و غبار وغیرہ جمع ہوتا ہے دُھل جاتا ہے اسی وجہ سے اس کام کے لئے تمام اعضا میں صرف آنکھ کو چُنا گیا ہے یہاں اس سے زیادہ طویل بحث ہے جسے جالینوس نے "منافع الاعضا" اور دوسری کتابوں میں پیش کیا ہے ۔

ضحک (یعنی ہنسنا) نفس کا انبساط ہے جو بدن کی سطح اور اس شئی کی طرف حرکت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو نکلتی ہے اور پھیلتی ہے اور مسرور ہوتی ہے ۔ ضحک کہتے ہیں اس چیز کے پھیل جانے کو جو حزن اور فکر کی وجہ سے ایک جگہ جمع ہوجاتی ہے اگر کوئی یہ پوچھے کہ ضحک کے اندر قہقہہ اور آواز کا مطلب کیا ہے؟ تو ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ قہقہہ ضحک نہیں ہے قہقہہ کے مانند آواز بکا (رونے) میں نہایت سخت گریہ کے وقت پیدا ہوسکتی ہے یہ قہقہہ طبیعت کا فعل ہے جو نفس کے انبساط یا انقباض کے وقت ظاہر ہوتا ہے جیسے ایک صراحی سے پانی کے نکلنے لگتا ہے یہ اس کش مکش کا نتیجہ ہوتا ہے جو نفس کے انبساط یا انقباض کے وقت پیدا ہوتا ہے بشرطیکہ اسکے راستے میں رطوبتیں اور مختلف گذرگاہیں موجود ہوں ۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کیوں رونے کے آنسو نمکیں اور ہنسنے کے آنسو شیریں ہوتے ہیں؟ تو اس کا یہ جواب دینگے کہ جالینوس نے کہا ہے یہ امر مسلم نہیں ہے ہم رضاکارانہ اسکا جواب دیتے ہیں ہم سے پہلے کے لوگوں نے بھی جواب دیا ہے وہ یہ کہ آنسو رونے سے نکلتے ہیں رونا

غم کی وجہ سے ہوتا اور غم انقباض نفس کی وجہ سے اور نفس کے قلب کی جانب کھنچ جانے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جب نفس قلب کی سمت کھنچ کر ایک جگہ جمع ہو جاتا ہے تو رطوبتوں کو سکھا بلکہ جلا دیا جاتا ہے پس جب چڑھنے والے بخارات نیز جب بخارات آنکھ کی طرف پلٹ جاتے ہیں جن کا دھواں تیز ہوتا ہے دخانی اور گرم رطوبت جمع ہو جاتی ہے اور اِستحالہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ نمکین بن جاتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب پانی ریتیلی زمین میں جمع ہو جاتا ہے جسکو سورج کی دھوپ گرم کر دیتی ہے تو وہ پانی ایک دخانی شئے کے مانند بن جاتا ہے اور سورج کی حرارت وتپش جب اس کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے تو وہ پانی نمکین اور کھارا ہو جاتا ہے جیسا کہ ہم بنجر زمینوں میں دیکھتے ہیں پھر یہی آنسوؤں کے نمکین ہونے کی علت ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بخارات اپنی حدت کی وجہ سے لطیف رطوبات کو تحلیل کر دیتی ہیں اور غلیظ رطوبتیں باقی رہ جاتی ہیں اور جب اِس پر مسلسل حرارت اور حرکت طاری ہوتی ہے تو نمکین بن جاتے ہیں اس کی تشبیہ سمندر کے پانی سے دی گئی ہے سورج جب اس کے صاف جز کو لیتا ہے اور رقیق جز کو تحلیل کر دیتا ہے تو غلیظ جزء باقی رہ جاتا ہے اس پر سورج کی گرمی مسلسل پڑتی رہتی ہے اور ہواؤں سے حرکت ہوتی رہتی ہے چنانچہ پانی نمکین ہو جاتا ہے ـــــ ہنسنے میں آنسوؤں کا شیریں ہونا اس لئے ہوتا ہے کہ وہ رطوبتیں جو آنکھ کی سمت چڑھتی ہیں حرارت کی قلت کے ساتھ قبل اس کے کہ ان کے اندر دخانیت پیدا ہو چڑھتی ہیں اس لئے کہ نفس اپنی حرارت کی وجہ سے سطح بدن کی طرف پھیل جاتا ہے اور قلب سے علیحدہ ہو جاتا ہے اس کی ترویح بڑھ جاتی ہے وہ اپنی حرارت سے تھوڑے تنفس کو بچاتا ہے اسی لئے ہنسی کے آنسو میٹھے ہوتے ہیں ۔

اَب رہی یہ بات کہ خاص اوقات ہی میں ہنسی کے ساتھ آنسو کیوں نکلتے ہیں ؟ تو ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ ایسا ہمیشہ ہوتا ہے تمام لوگوں میں ہنسی کے وقت آنسو نہیں نکلتے صرف ان لوگوں کے نکلتے ہیں جن کی آنکھوں کے اندر زیادہ رطوبتیں ہوں چنانچہ یہ رطوبتیں انبساط نفس کے وقت اعتدال کے ساتھ تحلیل ہونے لگتی ہیں ۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ غم کے آنسو گرم اور خوشی کے آنسو سرد ہوتے ہیں اگر یہ بات صحیح ہے تو اس کی علت بھی وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے یعنی نفس انقباض کے وقت قلب کو گرم کر دیتا ہے اور انبساط کے وقت اسے راحت پہونچاتا ہے ۔

باب (۴۹)

لذت اور الم

لوگوں کا الم ولذت کے بارے میں اختلاف ہے۔ اس اختلاف کی وجہ افلاطون کا یہ قول ہے کہ الم، لذت میں اور لذت، الم میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ گویہ دونوں اعتدال کے دو کناروں کا نام ہے۔ افلاطون کے اس قول کی بہت باریک تشریح ہے اکثر لوگوں نے جو اس بارے میں غور کیا ہے غلطی کی ہے اور افلاطون کے منشاء سے دور ہٹ گئے ہیں ــــ
چنانچہ ان لوگوں نے جنہوں نے اس سلسلہ میں اختلاف کیا ہے یہ کہا ہے کہ جسم نفس کا احساس رکھتا ہے اور نفس الم کو محسوس کرتا ہے باوجودیہ کہ وہ جسم میں ہوتا ہے کیونکہ وہ شئے محصور کے مانند ہے اگر وہ جسم میں نہ ہوتا تو بسیط تو ہوتا پس جسم کی ہر حالت الم سے نکل کر وہاں آرام کرنے کا نام ہے جو اس سے کم تر ہے اس لئے الم کا اطلاق شدید تر، کمزور تر، کم تر اور زیادہ تر ہر ایک پر ہوتا ہے وہ اپنے مادون اور مافوق کے اعتبار سے تبدیل ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک ہوا اور دوسری ہوا کے درمیان اعتبار واقع ہوتا ہے انہوں نے اس کی تشبیہہ گرم حمام کی ہوا اور حرارت عزیزیہ سے دی ہے انہوں نے کہا ہے کہ جب انسان سرد ہوا میں پیشاب کرے تو وہ اپنا پیشاب گرم پائے گا۔ اس کا ایک خاص درجہ حرارت ہوگا اور اگر گرم حمام میں پیشاب کرے تو پیشاب پہلے درجہ کے مقابلہ میں سرد پائیگا۔
انہوں نے کہا ہے کہ یہی حال تھوڑے رنج کا ہے جو غیر محسوس ہو یہ اس صورت میں لذت

بن جاتا ہے جب اس سے بڑھ کر الم سے سابقہ ہو۔ ایسی صورت میں پہلا الم لذت بن جاتا ہے اور دوسرا الم اسی قیاس پر بدن کے احوال کا مسئلہ ہے یہ احوال نام ہیں ایک الم سے دوسرے الم کی جانب پہونچ کر آرام کرنے کا۔ یہ قول ان لوگوں کا ہے جو نفس کے افعال اور طبیعت کے احوال کو نہیں جانتے نہ وہ معتدل حالات اور خارج از اعتدال حالات کا علم رکھتے ہیں ان کو متوسط حالات مثلاً صحت اور مرض کا بھی علم نہیں ہے اس حالت کا بھی علم نہیں ہے جو نہ صحت ہے نہ مرض لہٰذا ہم ایسے کلام کو زبان پر لانے سے بچتے رہیں گے عنقریب دوسروں کا مذہب جو ہم بیان کرینگے اس کے اندر ان لوگوں کا رد بھی ہے اس سلسلے میں ان کے اقوال کا فساد بیان کر دیا گیا ہے۔

دوسروں نے جو اصحاب حق ہیں یہ کہا ہے کہ حیوان کا جسم جسم نفس سے مرکب ہے نفس کے اندر حس اور حرکت ہوتی ہے اور حس ایک عام نام ہے جسکے تحت تمام احساسات داخل نہیں جسم کے اندر اتصال ہوتا ہے نفس کی حالت طبیعیہ یہ ہے کہ اسکے افعال صحیح ہوں اور جسم کی حالت طبیعیہ یہ ہے کہ اس کا اتصال صحیح ہو اور اس کی تمام ہئیتیں صحیح ہوں، جسم کے اندر حس متمکن اس مفہوم میں ہوتی ہے کہ وہ نفس سے متاثر ہوتا ہے اور اس احساس کو قبول کرتا ہے جو نفس سے اس کو ملتا ہے جیسا کہ امہات (عناصر) کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ حساس نہیں ہیں لیکن ان کے اندر حس کا پیدا ہونا ممکن ہے یعنی وہ احساس کو قبول کرتے ہیں پس جب یہ بات صحیح ہے تو جو عضو بھی اس سے موافق ہو تو وہ اس حس کی وجہ سے جو گرم شئے سے پیدا ہو لذت حاصل کریگا جیسا کہ معتدل حرارت کی وجہ سے قلب لذت حاصل کرتا ہے اور جس عضو کا اعتدال سرد سے ہو وہ سرد چیز سے لذت حاصل کرے گا جس کی اس کو حس عطا ہوئی ہے جیسا کہ دماغ برودت سے لذت حاصل کرتا ہے یہی حال دوسری اثر قبول کرنے والی دو کیفیتوں کے ہیں نفس حس کا سرچشمہ ہے اس کا اعتدال جسم میں افعال کے صحت اور بدن کے مزاج کے اعتدال پر ہے یہ صحیح ہے اور یہ طبیعت اور نفس کی لذتیں ہیں تو اس کے اضداد آلام ہوں گے بعض طبائع کا اعتدال سے خارج ہونا اسقام اور امراض میں شمار ہوگا۔

پس اس بیان سے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے پہلے قول کا فساد ظاہر ہو گیا ہے۔

باب (۵۰)

تدبیرِ سیاست

اختصار کے ساتھ فصول طبیعیہ کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد جسے ایک طالب علم اور طبیب جو فلسفی نہ ہو یاد رکھ سکتا ہے، سیاستِ خاصہ اور سیاستِ عامہ کے موضوع پر ہم نے قلم اُٹھایا ہے تاکہ ایک طالب علم کو معلوم ہو جائے کہ اسے اپنے نفس کی تدبیر کس طور پر کرنی ہے اور کس طرح سے ٹھیک طور پر برقرار رکھ سکتا ہے اسے سیاست الخاصہ" خواص کی سیاستِ خاص کہتے ہیں اہل و عیال اور اقرباء کے ساتھ کس طرح رہنا اور کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ اسے سیاستِ خاصہ کہتے ہیں اور ضرورت پڑے اور مرتبہ بھی حاصل ہو جائے تو عام لوگوں کے ساتھ کس طرح رہنا چاہیئے اسے سیاست عامہ کہتے ہیں۔

فلاسفہ جب کسی شخص کو سیاست عامہ کا منصب تفویض کرنا چاہتے تو سیاستِ بدن میں اس کا امتحان لیتے تھے اگر وہ اس میں پورا اترتا تو پھر اس کا امتحان اہل و عیال اور اس کے اقرباء کے بارے میں لیتے تھے اور جب وہ دونوں سیاستوں میں کامیاب ہو جاتا تو ایسے شخص کو "سیاستِ عامہ" تفویض کی جاتی تھی وہ قطعی فیصلہ کر دیتے کہ اب وہ سیاست عامہ سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے اور اگر وہ اپنے نفس کی سیاست اور تدبیر اور اپنے اہل و عیال و اعقارب کے سلوک و سیاست میں ناقص پایا جاتا تو اس کو

"سیاست عامہ" حوالہ نہیں کی جاتی تھی وہ فیصلہ کر لیتے کہ وہ شخص سیاست عامہ کے قابل نہیں ہے۔
سیاست خاصۂ خاص کی دو قسمیں ہیں طبیعیہ اور نفسانیہ ۔ اہلِ سیاست و اقارب کی بھی دو قسمیں ہیں ۔ رائیہ اور عقلیہ سیاست عامہ کی بھی دو شکلیں ہیں ناموسیہ اور وضعیہ ۔
سیاست بدن طبعی یہ ہے کہ عمدہ کھانوں کا انتخاب کرے اور اسی قدر کھائے جس سے اس کو دشواری لاحق نہ ہو اور عمدگی کے ساتھ ہضم ہو سکے بدہضمی کا شکار نہ ہو۔ کھانا اس کے لئے بوجھ نہ بنے اپنی غذا کے لئے اچھے اوقات کا انتخاب کرے ۔ کھانے سے اپنا پیٹ (پوری طرح) نہ بھرے، چاہے کھانا اچھا ہو یا بُرا حکیم بقراط نے اسکے لئے تنبیہ کے طور پر ایک حد مقرر کی ہے اس نے کہا ہے کہ انسان اپنے ایک تہائی معدہ کو کھانے سے اور ایک تہائی کو پانی سے بھرے اور ایک تہائی سانس کے لئے چھوڑ دے، امتلا کی وجہ سے معدہ کی حجاب حاجز سے جو مزاحمت ہوتی ہے وہ ضیق تنفس کا سبب بنتی ہے تنگیٔ تنفس قلب کی حالت کو خراب کر دیتی ہے اور قلب کی خرابی سخت بخاروں کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔
کھانے کے بعد حرکت نہ کرے، نہ سواری کرے، نہ جماع کرے، نہ کشتی لڑے، نہ اُونچائی سے کسی نشیب میں کودے، نہ پیٹ بھر کر کھانے کے بعد نقل و حرکت کرے کیونکہ ایسا کرنے سے ہاضمہ خراب ہو جائے گا ۔ (بلکہ) یہ چاہیے کہ سکون اختیار کرے ہو سکے تو تھوڑی دیر نرم بستر پر سو جائے ۔ کھانے کے اُوپر اسی قدر پانی پیئے جس سے حرارت عزیزیہ کو تقویت حاصل ہو سکے کیوں کہ اگر پانی مقدار سے بڑھ جائے تو کھانے کو ناپختہ حالت میں جگر اور اعضاء تک پہنچا دے گا ۔ جس سے وجع مفاصل اور باریک رگوں میں سُدّے پیدا ہو جائیں گے اور بہت سی بیماریاں لاحق ہوں گی ۔ لہٰذا کھانے کے بعد اس وقت تک صبر سے کام لے جب تک کھانا ہضم ہو جائے ہضم کی علامت یہ ہے کہ صاف طور پر ڈکار آئے اور معدہ ہلکا محسوس ہو بدن میں ہلکاپن اور نشاط (چُستی) محسوس کرے ۔
کھانا اسی وقت کھائے جب کہ خوب بھوک لگے اور صحیح طور پر کھانے کی اشتہا ہو صحت اشتہا کی علامت یہ ہے کہ نفس کے آگے صرف روٹی پیش کرے اگر اچھی طرح قبول کر لے خوب چبائے اور عمدگی کے ساتھ کھانے لگے تو سمجھ لے کہ اشتہا صحیح ہے۔

اور خواہش پر ہر وقت کھانے سے بچے کیوں کہ بعض اوقات اشتہاء کاذب ہوتی ہے اس سے شہوت کلبیہ اور استسقاء کی بیماری پیدا ہوسکتی ہے جو کھانا کھا رہا ہو اس میں حرص سے کام نہ لے ایسی صورت میں وہ زیادہ پیٹ بھر کر کھالے گا۔
چاہیے کہ اعضاء اصلیہ اور اپنے معدہ کے مزاج کو معلوم کرے تاکہ وہ اس کھانے کو پہچان سکے جو اس کے لئے موافق و مناسب ہے ہم جنسی کی بناء پر کسی چیز کی اشتہا ہو تو اسکی طرف ہاتھ نہ بڑھائے کوشش یہ کرے کہ ان چیزوں کی طرف اس کی رغبت ہو جن سے وہ اذیت کو دفع کرے یہ بات جان لینی چاہیئے کہ جب ہضم عمدہ ہو بدہضمی سے بچتا رہے اور مقدار سے کھانا کھائے تو وہ کسی فاضل فضلات کی وجہ سے بیمار پڑ بھی جائے تو اس کا علاج آسان ہوگا نیز مرض (مہلک نہ ہوگا بلکہ) اس سے صحیح و سالم نکل جائے گا ـــــــ اس غلہ کا انتخاب کرے جو پانی کے ذریعہ سیراب کئے بغیر اگایا گیا ہو ایسے اناج کو دھونے (پھر) سکھانے اور صاف ستھرا کرنے کا حکم دینا چاہیئے تاکہ اس کے اندر کسی قسم کی مٹی اور گھاس پھوس وغیرہ جس کو کہ "ہلالہ" کہتے ہیں نہ رہ جائے یہ چیزیں سدے پیدا کرتی ہیں اور مزاج میں فساد کا موجب بنتی ہے پھر اس کو پانی کی چکیوں میں گیہوں پیسنے کے فوراً بعد پیسنا چاہیئے چکی کی سطح کھردری نہ ہو تاکہ اس کے اندر کسی قسم کی ریت یا کرک نہ رہے، پھر اسے چھلنی سے چھان لینا چاہیئے تاکہ بھوسی نکل جائے پھر باریک کپڑے سے چھان لینا چاہیئے تاکہ مغز کا مغز (یعنی میدہ) حاصل ہوسکے پھر گرم پانی سے خوب گوندھنا چاہیئے موسم گرما ہو یا سرما یہاں تک کہ آٹا پدر پدر ہو جائے پھر اسے کچھ دیر چھوڑ دے تاکہ اس کے اندر خمیر پیدا ہو جائے، زیادہ دیر تک نہ چھوڑے کیونکہ اس سے کھٹاس پیدا ہو جائے گی پھر معتدل طریقے پر پکائیں پھر اس سے سمید کی روٹی گول شکل بھرے جوف کی بنائے تنور کے ایندھن سے گرم ہو جانے کے بعد روٹی چپکایا جائے بہترین ایندھن انگور کی لکڑی ہے یہ موجود نہ ہو تو پھر بانس ہے بانسوں میں بہترین فارسی بانس ہوتا ہے سب سے بُرا ایندھن وہ ہے جو مینگنیوں یا غلاظت سے بنتا ہے کانٹے دار درخت کا ہے جس میں سینگ کی شکل کی پھلی ہوتی ہے اگر کانٹے دار ایندھن کے سوا چارہ نہ ہو تو کوئی ایسا لایا جائے جس میں سینگ کی شکل کی پھلی نہ ہو۔ سب سے ہلکا ایندھن بھوسہ اور گھاس ہے۔ تنور میں روٹی رکھنے سے پہلے نمکین پانی میں کپڑا تر کر کے تنور کو پونچھ لیں اور آگ کی چنگاریوں پر تھوڑی سی بھوسی اور زیرہ چھڑک دیں دونوں جانب سے گرمی اعتدال

کے ساتھ پہنچنا چاہیے حتیٰ کہ (روٹی) اچھی طرح پک جائے اور جلنے نہ پائے جب روٹی نکال لی جائے تو اس کو نہ تو ڈھانپے بلکہ چٹائی کے اوپر یا کسی صاف ستھری چیز پر بکھیر دے یہانتک کہ ٹھنڈی ہو جائے اور بالکل حرارت باقی نہ رہے پھر اسے ایک بڑی لگن میں رکھ کر ڈھانک دے تاکہ سکون کیساتھ اس کا پانی اس کی طرف لوٹ آئے۔

جب کھانا بہت زیادہ سرد ہو جائے اور سوکھ جائے تو سردی دور کرنے کیلئے گرم کر لے پھر کھالے۔ سب سے بُرا وہ کھانا ہے جو سوکھنے کے بعد گرم کیا جائے۔

پانی ایسا انتخاب کرے جس کا منبع گہرا ہو اور جو کنکریوں پر سے بہہ کر آیا ہو جس میں گندھک وغیرہ ملا ہوا نہ ہو یہ پانی مزہ اور بو سے سلامت رہے اور رنگ صاف ہو یا وزن ہلکا ہو اس کے وزن کا اندازہ اس طرح ہوگا کہ ۴۰۰ گرام یہ پانی لیا جائے اور ۴۰۰ گرام دوسرا پانی ان دونوں کو ایک دو دن دھوپ میں رکھا جائے جو پانی دوسرے پانی سے پہلے خشک ہو کر ہوا میں اڑ جائے وہ ہلکا ہے کبھی اس طرح بھی وزن کا امتحان کیا جاتا ہے کہ خالص مٹی جس میں ریت نہ ہو دو مساوی مقداریں لی جائے ان دونوں مقداروں کو دو طرح کے پانی سے گوندھا جائے پھر ان دونوں کو ایسی دیوار کے اوپر چپکا دیا جائے جس پر دھوپ پڑتی ہو جو مٹی دوسری مٹی سے پہلے سوکھ جائے وہ مٹی ملا ہوا پانی ہلکا قرار پائے گا۔ (لہٰذا) اس پانی کو نئے گھڑوں میں لیا جائے جب وہ صاف ہو جائے تو دوسرے گھڑوں میں منتقل کیا جائے جب وہ ہوا سے ٹھنڈا ہو جائے تو استعمال کیا جائے۔

سب سے خراب پانی وہ ہے جو برف اور منجمد پانی کا ہو۔ ایک غلیظ ہوتا ہے دوسرا فاسد ہے۔ جب پانی پر ایک سو چوالیس گھنٹے گذر جائیں جس کی مدّت چھ دن ہوتی ہے تو اس پانی کو پھینک دے اور تازہ پانی بھر لے کیونکہ تازہ پانی زیادہ مزیدار اور طبیعت کے زیادہ موافق ہوتا ہے۔

جھاڑیوں، جنگلوں، کنوؤں اور ایسے پانی کو پینے سے پرہیز کرنا چاہیئے جو نئے شکر کے کھیتوں اور کٹے ہوئے درختوں میں سے بہہ کر آ رہا ہو۔ اور ایسے پانی سے بہت احتراز کرنا چاہیئے جو دو ٹیلوں کے درمیان کسی نشیبی زمین کے گڑھے میں ٹھہرا ہوا ہو کیونکہ ایسا پانی بعض دفعہ مہلک ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ پانی پڑ جیب کے اندر اٹک جاتا ہے پھر اس سے دماغ کی سمت چڑھ جاتا ہے اور حجاب دماغ سے لگ جاتا ہے اور ورم حجاب کا موجب بنتا ہے۔ اسباب سے بھی احتراز ضروری ہے کہ ہمیشہ پانی ایسے صاف وشفاف گلاس سے پینا

چاہیے جس سے اندر کا پورا پانی صاف نظر آئے حکم دے کر اس کے پیالہ میں ریشمی چھننے سے صاف کیا ہوا پانی ہی بھرا جائے۔ فاضل جالینوس نے ایک بات کہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے کھانے میں احتیاط نہیں برتتا اس کے لئے اَب عذر پیش کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

گوشت ایک سالہ خصی جانور کا انتخاب کرنا چاہیئے جو چراگاہ میں چر کر موٹا ہوا ہو نہ کہ درختوں کے پتے وہ

مختلف قسم کے کھانے جو مزاج کے موافق تیار کر سکتا ہے اگر کسی ایسے کھانے کی اشتہا ہو جو اس کے مزاج کے خلاف ہو اور اس کے کھانے کی شدید خواہش پیدا ہو تو سب سے پہلے کھاتے وقت ایسی چیز کھانا چاہیے جو اس کے مزاج کے موافق ہو ہلکی غذا پر کھانا ختم کرنا چاہیئے اپنے اشتہا کی چیزیں درمیان میں کھالے اس طرح دو یا تین بار مسلسل نہیں صرف ایک دفعہ کرے جو کھانا معدہ میں پھنس جائے اور ہضم میں دیری ہو اسے بس ایک مرتبہ کھانے پر اکتفا کرے۔

شراب ایسی منتخب کرنا چاہیئے جو صاف ستھری اور پتلی ہو رنگ سُرخ ہو خوشبو عمدہ ہو اس کا چکھنا اور نہ چکھنا دونوں محفوظ ہو۔ شراب کہنہ ہو یا نئی خالص ہو یا ممزوج اس کا اعتبار اپنے اپنے مزاج اور طبیعت کی موافقت پر ہے کھانے کے اوپر اسی مقدار میں شراب کا استعمال کرے جس کا ہم نے ذکر کر دیا ہے اور اگر کھانا ہضم ہو جانیکے بعد شراب استعمال کرنا چاہیئے تو اتنی مقدار پینی چاہیئے جو ناپسندیدہ ہو، نہ جس سے عقل زائل ہو، بلکہ نفس میں اعتدال کے ساتھ انبساط پیدا ہو نشاط آئے اور بہترین خصلت اور جوانی یاد آجائے معتدل طور پر بہادری اور خوش اخلاقی پیدا ہو اگر شراب اس مقدار سے بڑھ جائے تو پھر وہ عقل کو خراب کر دے گی طبیعت کے اندر سستی پیدا کرے گی کُند ذہنی کا موجب ہو گی بُد اخلاقی پر اکسائے گی انسانیت کے حدود سے نکال دے گی فضائل کی فراموشی کا موجب بنے گی عقل و دانش کے متضاد خیالات نفسیاتی اختیارات اور وضعی قوانین کی رو سے ایک عاقل پر یہ بات حرام ہے کہ وہ نشہ کرے یا اپنے جسم میں ایسی چیز داخل کرے جو اس کو نقصان پہنچائے اور عقل خراب کر دے۔

عِلاج معالجے کے طور پر فاضل جالینوس نے حکم دیا کہ ہر آدمی ہر چالیس دن میں ایک دفعہ نشہ کرے تاکہ اس کی وریدوں میں وسعت پیدا ہو اور وہ حبس شدہ فضلات کو ان راہوں

سے نکال سکے جن کے ذریعہ وہ خارج ہو سکتے ہیں مثلاً بخارات مسامات اور ادرار بول کے ذریعے، رینٹھے ناک کے ذریعہ وغیرہ دیگر طریقے جن سے فضلات خارج ہو سکتے ہیں اس لئے آدمی کو ہر مُدّت پر ایسی صورت میں علاج کرنے کا حکم دیا ہے جب کہ معدہ کے اندر کھانے اور پینے کے اجزاء رہ جائیں اور ہضم دیر سے ہو بشرطیکہ علاج آسان ہو آدمی کا سینہ کشادہ طول اور قصر کے اعتبار سے گردن معتدل قوت عمدہ اور علاج سازگار ہو لیکن وہ شخص جس کا سینہ تنگ بازو چوڑے گردن لمبی ہو تو علاج آسان ہونا مشکل اس سے تعرض نہ کرے بہتر یہی ہے کہ جب مشکل ہو جائے تو آدمی علاج سے تعرض نہ کرے۔

گوشت (مذکور) کے علاوہ کوئی اور سالن اِستعمال کرنا چاہیے تو اس کے لئے مرغی کے چوزے، بٹیر، قاز، پرندوں کے بچے، آبی جانور، بگلے، مُرغیاں اور اس کے مانند دوسری چیزیں استعمال کرنی چاہیے، بشرطیکہ دستیاب ہوں۔ اور آدمی خوشحال ہو ورنہ نیم برشت انڈوں کی زردی، سرکہ، مری اور گوشت کے شوربے وغیرہ استعمال کرنا چاہیئے۔ سخت دیر ہضم غذا سے تعرض نہ کرے۔ معدہ قوی بھی ہو اور وہ ایسی چیزوں کو ہضم بھی کر سکتا ہو پھر بھی اندیشہ ہے کہ ایک عرصے کے بعد بدن میں ایسے فضلات جمع ہو جائیں گے جو اس کے لئے مناسب نہ ہونگے اور کہنہ و قاتل بیماریاں پیدا کر دیں گے۔

تمام میوے خراب ہیں اگر میوہ کھانے کی جرأت کرے تو ایسے کھانا چاہیئے جو مزاج کے موافق ہوں۔ میوہ ورزش حمام کے بعد اور نہار مونہہ استعمال کرنا چاہیئے اور پھر میوہ کھانے کے بعد اتنی دیر ٹھہرنا چاہیے کہ ہضم ہو جائے میوے دو دن متواتر استعمال نہ کرے تمام میووں میں سب سے بہتر انجیر اور انگور ہے سب سے بہتر اور معدہ کے لئے مقوی اور خوشگوار خوشبودار سیب ہے جیسے سیب شامی اور ملطی اور ناشپاتی خوش بودار جو اصفہانی کوار وغیرہ میں پیدا ہوتا ہے۔

خوشبودار میووں کا سونگھنا جب کہ خوشبو مزاج کے موافق ہو بہتر اور عمدہ اور مزاج کے لئے موافق ہے۔

میوہ کھانے کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کرے جو بدبودار مقام سے دور ہو ایسی صورت میں وہ جاڑے کے موسم میں محفوظ اور گرما کے موسم میں بیماریوں سے نجات پائے گا۔

آدمی کو چاہیئے کہ اپنے کھانے کی ترتیب اپنے مزاج کے لحاظ سے کرے اگر معدہ

گرم ہے اور صفراوی مزاج ہے تو چاہیئے کہ پہلے حصرمیہ (یعنی آش غور) اور (سکباج) (وہ غذا جو گوشت اور گرم مصالحوں سے تیار کی جائے) اور امتہ اور حمافیہ (وہ غذا جسمیں اترج ڈالا گیا ہو) اور زیرباج (یعنی وہ شوربا جو سرکہ خشک میوؤں اور زعفران وغیرہ سے بنایا گیا ہو) استعمال کرے بعد ازاں ٹھنڈا پانی پیئے اگر معدہ زیادہ ورزش اور سرد ہوا کی وجہ سے سرد ہو گیا ہو تو پہلے اسفید باجات (ایسے شوربے جس کے اندر گرم مصالحے خوشبودار اشیأ وغیرہ نہ ڈالی جائیں) اور کوشتابیات اور ماجوانیہ اور گرم پھلوں کا استعمال کرے اور اس پر تھوڑی نبیذ پی لے، اور آب ہوائی پر اکتفا کرے معلی معذاالقیاس ترتیب میں تدبیر اختیار کرنی چاہیئے۔

کھانے کے بعد سونے کے لئے ایسے مقام کا انتخاب کرے جہاں شور و شغب کم ہو، جگہ معتدل ہو، موسم گرما ہو تو اس کے مزاج کو، پانی میں تر کئے ہوئے پھولوں، خراسانی خربوزہ کافوری تلخوں، اور اسی طرح کی حسب امکان اشیاء کے ذریعہ برداشت کے قابل بنائے۔

اور اگر موسم سرما اور مقام سرد ہو تو ایسی صورت میں سونے کیلئے ایسا گرم مقام موزوں ہوگا جس میں اعتدال کے ساتھ آگ سلگائی گئی ہو اور اس کے اطراف میں گرم میواؤں جیسے اترج، دستوی، نارنگی اور لیموں وغیرہ کی مہک ہو نیز ایسی انگیٹھیاں ہوں جو بیر اور اترج کے پتوں اور لخلخہ مشکیہ جو سلمانیہ کے نام سے مشہور ہے، سے تیار کی گئی ہوں اسی طرح حسب امکان تہ بہ تہ اُون کے اندر ہو کر سوئے۔

احوال نفسانی کے اعتبار سے بدن کی سیاست یہ ہے کہ پوشاک کے لئے ایسے کپڑوں کا اِنتخاب کرے جن کا رنگ اچھا ہو چھونے میں ملائم اور حمل و نقل آسان ہو اور جن سے آنکھوں کی رونق میں اضافہ ہو ——— جہاں تک ممکن ہو اس طریقے پر عمل کرے ——— ایسی دھونیاں لیتا رہے جو مزاج کے موافق ہوں کیونکہ اس سے منی میں اضافہ ہوتا ہے اور دماغ کو تقویت پہنچتی ہے یہ چیزیں تمام افعال طبعیہ اور نفسانیہ کی انجام دہی کے لئے طاقت عطا کرتی ہیں۔ کوشش یہ کرے کہ ہمیشہ اپنے ساتھ خوشبو رکھے اور کبھی خوشبو سے علیحدہ نہ ہو، اور وقتی میوے بھی ساتھ رہیں۔

ایسے لوگوں کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کرے جن کو پسند کرتا ہو اور جن کی طرف مائل ہو ——— جو لوگ ناپسند ہوں اور جن کو دیکھنا اس کے لئے بار گراں ہو ان سے علیحدہ رہے۔ اپنے دل کو ایسی چیز کے لئے فکر مند نہ کرے جو باوجود حزم و احتیاط و

کوشش کے نہ مل سکے۔ جو چیز فوت ہو جائے اسکی فکر کرے اپنے معاملات میں حزم و احتیاط سے کام لینے اور محنت کرنے کے ساتھ ساتھ تقدیر پر بھروسہ رکھے۔

اچھی صورتوں کو زیادہ سے زیادہ دیکھا کرے اچھے مناظر سے الفت رکھے اور لطف اندوز ہو اچھے مقامات میں رات گزارے جو وسیع و عریض ہوں جہاں پانی اور ہریالی کی کثرت ہو، جہاں تک ہو سکے نہ چیخے نہ جھڑکے، کیوں کہ یہ دونوں چیزیں قوت کو خالی اور مزاج کو خراب کر دیتی ہیں۔ ترازو پکڑنے والے اور بازاری لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھے۔ اگر اس کی نوبت آئے تو ایسے آدمی کا انتخاب کرے۔ جو سمجھ دار ہو اور ہیئت کا عمدہ ہو، نہ بے شرم ہو نہ جھوٹا ہو۔ بلکہ جسکے اندر خیر معلوم ہو اور وہ اہل علم ادب کی جانب مائل ہو اگر ایسا آدمی نہ ملے تو اس آدمی کو تلاش کرے جسکی مجلس زیادہ ہوں اور شخصیت مشہور ہو کیوں کہ ایسا آدمی لوگوں کی نظروں میں ہونے کی وجہ سے برائی سے محفوظ رہے گا۔

آدمی کو چاہیئے کہ امتیاز کا اظہار کرے اور اس کو نہ چھپائے ــــــ (کبھی) غیبت کی بات نہ سُنے ہمیشہ ایسے اشعار اور ایسی خبروں کو پڑھتا رہے جو اس کو مکارم اخلاق پر اُبھارتی رہے اور خوشی کا موجب ہوں ملول خاطر اور غمگین ہو تو اس چیز کو جس کی وجہ غم کے اندر مبتلا ہو اس چیز سے مقابلہ کرے جو اس کی ضد ہے مثلاً اگر بری خبروں سے غمناک ہو جائے تو ایسی خبریں پڑھے جو خوشکن اور باعث انسیت ہوں اگر کسی مکروہ چیز کے سُننے سے غم زدہ ہو جائے تو خوش کن شئے سے خوشی حاصل کرے ــــــ اگر ایک جگہ زیادہ دیر تک بیٹھنے کی وجہ ملول ہو جائے تو تفریح گاہوں کی طرف نکلے۔ علی ہذالقیاس اپنے بدن اور صحت کی تدبیر کرتا رہے۔

تبکلف جماع کرنے سے پوری طرح پرہیز کرے یا بغیر کسی شہوت کے جماع نہ کرے نیز جماع کی زیادتی سے بھی بچتا رہے کیوں کہ جماع کی زیادتی کا انجام برا ہے۔ جماع کا اقدام صرف اسی صورت میں کرے جب یہ یقین ہو جائے کہ منی کی تھیلیوں میں فضلات جمع ہو چکے ہیں جیسا کہ پھوڑے کے اندر مواد جمع ہو جاتا ہے تو اس کا اخراج ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ وہ فضلہ ہے۔ جب جماع کے درمیان پسینہ آجائے یا خوب جماع کر چکے اور انزال میں تاخیر ہو تو جماع ترک کر دے اور اپنے اعضاء تناسل پر گرم گرم پانی ڈالے اور حمام کرے ــــــ جماع صرف اس سے کرے جس سے محبت ہو اور اشتہا ہو اور جس عورت سے

سے جماع کرنے میں مروت اور دین کی خرابی ہو اس سے کنارہ کشی اختیار کرے جیساکہ حکیم افلاطون نے کہا ہے کہ یقین کی برائی ارادہ کی دنائت کم حسبی اور انجام سے محفوظیت کا احساس یہ وہ چیزیں ہیں جو کمینوں کو مردوں سے جماع کرنے پر آمادہ کرتی ہیں۔ پھر اس نے بہت سے مقامات پر ایسے لوگوں پر لعنت کی ہے انہیں مشائخ سے ڈرایا ہے اور انجام کار جو سزا ملنے والی ہے اس سے متنبہ کیا ہے ——— ایسے مقامات پر نہ بیٹھے جہاں کپڑے خراب ہوں جہاں ہوا آتی ہو۔

آدمی کو حسب ذیل تین باتوں میں سے کسی ایک میں مشغول رہنا چاہیئے۔

۱۔ مے نوشی، فرحت وطمانیت کی طلب، گلوکار خواتین کے نغمے سننا۔

۲۔ دوست کو راضی کرنا، محبوب سے الفت پیدا کرنا، اللہ کی عبادت، اطاعت اور اس کا تقرب حاصل کرنا، عاقبت کے لئے نیکنامی کا حصول، علوم وفضائل جمع کرنا اخلاق کو عمدہ بنانا، اقرباء کی زیارت کرنا، عوام کے ساتھ حسن سلوک۔

۳۔ طلب معیشت، اصلاح معیشت،

دن کا کوئی حصہ بے کار نہ گذرے، کوشش کرے کہ جو وقت بھی صرف ہو کسی طبعی یا نفسانی منفعت کے حصول میں صرف ہو افلاطون نے کہا ہے کہ اللہ کا مقروض ہے وہ شخص جو اپنے رات اور دن کو ضائع کردے۔ وہ دوست جس کے اندر حسن سیرت ہو بہت خوب صورت ہے ——— تم نیکی اختیار کرو کیوں کہ جو نیکی اختیار کرتا ہے نجات پاتا ہے اور جو برائی کرتا ہے ہلاک ہوتا ہے ——— اس سیاست کے تعلق سے گفتگو بہت طویل ہے جس قدر ہم نے ذکر کیا ہے وہ اصول ومبادی ہیں۔ ان کی بہت سی شاخیں ہوسکتی ہیں، اگر ہم ان تمام شاخوں کا تذکرہ کریں تو فصل بہت طویل ہو جائیگی ایک عقلمند جب اس فصل کو پڑھ لے گا تو اسے جس چیز کی ضرورت ہو گی اس پر متنبہ ہو گا اور قبول کرے گا ہم نے نکتہ کے مقامات کیجانب اشارہ کر کے متنبہ کر دیا ہے۔ افلاطون کہا کرتا تھا کہ سب سے بڑی سیاست اللہ کی اطاعت ہے درمیانی سیاست نفس کی اطاعت ہے، ادنیٰ سیاست عام لوگوں کی مدارات ہے۔ آئیے ہم "سیاست الخاصتہ الخاصہ کے اس مختصر تذکرہ کے بعد اب ہم "سیاست الخاصہ" بیان کریں جو اہل وعیال اور اقربا کے لئے جس تدبیر کا نام ہے۔ شادی کے لئے ایسے خاندانوں کی لڑکیاں منتخب کرے جو قدیم پردہ دار اور نیکو کاری میں مشہور ہوں ان کے معاشی ذرائع تعمیراتی اور تجارتی

کاروبار ہوں ایسے خاندانوں میں رغبت نہ کرے جن کی کوئی تجارت ہو نہ کوئی تعمیر گو ان کے احوال اور رُتبے بڑھے ہوئے ہوں ـــــــ شادی کا ارادہ کرے تو خوب غور و فکر کرے اور واقف کاروں سے مشورہ کرے جو خیر خواہ ہوں اور بوڑھی مستورات اور بوڑھے مردوں تک رسائی رکھتے ہوں اللہ سے بھی خوب استخارہ کرے۔ پس جب عزم پختہ ہو جائے اور حق میں مشورہ بھی حاصل ہو جائے تو پھر اسی سے جس کی طرف نفس مائل ہو پس ایسی کسی عورت کی جانب نفس مائل ہو جس میں خوب صورتی ہو، حیا ہو، دیندار ہو پردہ کرتی ہو، کم گو ہو، ماں باپ سے محبت رکھتی ہو، کھانے پینے کے کام کا اہتمام رکھتی ہو، روئی کاتنے کا شوق اور گھر کو آباد کرنیکا خیال ہو تو ایسی عورت سے شادی کرے۔ مہر مقرر کرنے میں مبالغہ سے کام نہ لیں اپنے آپ پر عدالت کے اہل کاروں کو گواہ بنائے بلکہ پڑوسیوں اور اقرباء میں سے پردہ دار لوگوں کو گواہ بنائے اپنے دل میں عورت کے ساتھ خیانت کا خیال نہ رکھے اس کے ساتھ انصاف روا رکھے الحذر اسکو اصراف کرنے اور کشادگی کے ساتھ خرچ کرنیکا عادی نہ بنائے۔ اسے ایسے کپڑے نہ پہنائے جو فخر و مباہات اور تکبر کرنے والوں سے مشابہ ہوں بلکہ پردہ نشین اور منکسر المزاج و متواضع لوگوں جیسی پوشاک پہنائے عورت کو بازاروں میں نکلنے اور عام پبلک جلسوں میں جانے سے روکے۔ کھانے پینے میں کشادگی سے کام لے عورت کو کسی کھانے پر نہ ٹوکے نہ کسی صدقہ خیرات سے منع کرے اسے روپیہ پیسہ کا مختار نہ بنائے۔ اور معمولی چیزوں میں جن کا ضائع ہونا کوئی نقصان دہ نہیں ہوتا، اسکی مخالفت نہ کرے۔ گھر کے کام کاج میں اس سے مشورہ کرے تاکہ اسکو خوش رکھ سکے۔ پھر اپنی رائے اور احتیاط کے مطابق عمل کرے اور شریعت میں اس کی طرف سے کوئی کوتاہی واقع ہو تو اس سے غفلت نہ کرے۔

وہ اس کو اپنے ساتھ (کہیں جانا ہو تو) لے جا سکتا ہے اور یہ ظاہر کرے کہ وہ اسکو تمام مخلوق میں سب سے بڑھ کر چاہتا ہے اور سب پر اسکو ترجیح دیتا ہے، اسکو ماں باپ سے ملاقات کرنے کا موقع نہ دے بلکہ اس کے والدین سے کہے اس سے ملنے کیلئے خود آئیں۔ کسی بڑھیا یا جوان عورت کو گھر کے اندر اس کے پاس نہ آنے دے نہ تخلیہ میں بات کرنے دے ـــــــ۔ اسکو صاحب اولاد بنانے کی سعی کرے تاکہ فضول کاموں کو چھوڑ کر اولاد کی پرورش میں مشغول رہے، اپنا گھر بیکار لوگوں سے ہٹ کر دور بنائے پردہ نشین اور دینداروں

کا پڑوس ڈھونڈے ______ اپنے گھر میں کم سنوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کو اس طرح داخل ہونے نہ دے کہ عورت ان کو دیکھ سکے بلکہ ایسی جگہ پر بٹھائے جہاں سے وہ انکی بات چیت اور ہنسی کی آواز بھی نہ سن سکے ۔ اس کو لہو لعب اور گانے بجانے کی آواز سننے سے بھی پرہیز کرائے اسے روزانہ مزین کرے اپنے اقرباء میں سے بوڑھی عورتوں اور اسکے خویش و اقارب کو اکٹھا کرے اور جہاں تک ہوسکے خوش رکھے ___ جو بوڑھی عورتیں اسکے ساتھ آکر بیٹھیں ان سے کہے کہ وہ بیوی کو موت کی یاد دلاتی رہیں قبر اور حشر سے ڈرائیں دوزخ کی ہولناکیاں بیان کریں نیکوکاروں کے لئے جو حسن ثواب کا وعدہ ہے اس کی تعریف کریں گناہ گاروں کے لئے عذاب کی جو شدت ہے اس کا اس کے سامنے اظہار کریں ۔ جب وہ ایسا کرے گا تو بیوی کی بدخلقی اور اذیت سے محفوظ رہے گا ۔ اس سے کسی ایسی چیزوں پر جھگڑا نہ کرے جو وہ چاہتی اور پسند کرتی ہو بشرطیکہ وہ چیزیں اور مروت سے خارج نہ ہو نہ اس سے مذاہب کے بارے میں مناظرہ کرے نہ فاسقوں اور فاجروں کی باتیں اس سے بیان کرے ۔ اور کوشش کرے کہ بیوی کو کچھ قرآن مجید سکھائے ۔

بیوی کے خویش و اقارب سے الفت و محبت رکھے جمعہ کے دنوں میں ان سے ملاقات کے لئے جائے ۔ مصیبت کے وقت رنجیدہ ہو اور ممکن ہو تو ان کی تعزیت کرے ان کو اپنے راز کی کوئی چیز نہ بتائے اور ہمیشہ بیوی کے خویش و اقارب کے سامنے بیوی کی تعریف کرے ۔ اس کا شکریہ بجالائے بیوی کے سامنے ، خویش و اقارب کا شکر گزار ہو ، اور اپنی خیرات و صدقات بیوی کے کمزور رشتہ داروں میں تقسیم کرے

اپنے رشتہ دار پر شفقت اور مہربانی کرے گناہ گاروں خطاکاروں کو معاف کردے ان میں سے جو غریب ہوں انکی مدد کرے انکی غلطیوں پر غصہ نہ کرے بلکہ معاف کردے فارغ البال ہے تو ان کے ساتھ غمخواری کرے اگر خود محتاج ہے تو اسکی ضرورت نہیں اگر وہ لوگ اس کے ساتھ برائی میں زیادتی کریں تو وہ ان کی تکالیف برداشت کرنے میں مبالغہ سے کام لے ۔ اگر اسکے رشتہ داروں کے درمیان حقوق ہوں یا واجبات یا بشرط واپسی قرضہ جات ہوں تو ان کا بوجھ نہ ڈالے اور نہ ان کو یاد دلائے یہاں تک کہ اس کے اور اسکی بیوی کے اقرباء خود حوالے کردیں اگر ان میں کچھ لوگ ایسے ہوں جن کے معتقدات اسکے خلاف ہوں تو بھی ان کے ساتھ عداوت کا اظہار نہ کرے ، ان سے سلامتی کا سلوک کرے تاکہ خود سلامت رہے ۔

اولاد کے ساتھ حسن سلوک کرے جیسا کہ خود اپنے ساتھ کرتا ہے ان کو زدوکوب کر کے ادب نہ سکھائے بلکہ تعظیم کرے اور صرف دھمکی سے کام لے، اگر خود صاحب فضل و کمال ہو اور لکھنا پڑھنا جانتا ہو تو اولاد کو بھی قبل اسکے کہ کھیل و کود سے آشنا ہوں اور اس کے عادی بنیں مدرسہ میں داخل کر دے ان کو بے کار، آوارہ بچوں کے ساتھ رہنے نہ دے شعبدہ بازوں وغیرہ کے حلقوں میں کھڑے ہونے سے روکے جمعہ کے دنوں میں خویش و اقارب کی ملاقات کے لئے جائے اور ان میں سے جو بیمار ہوں ان کی عیادت کرنے کا حکم دے بچوں کو مشائخ کی پوشاک پہنائے اور ہنسی کے وقت قہقہہ مار کر ہنسنے سے روکے۔ انھیں چاندی وغیرہ کے خالص سکے دیتا رہے اور خبردار کرے کہ اس سے وہی اشیاء خریدیں جو ضروری ہوں اس کا حساب لیتا رہے تاکہ خرچ کرنے کا طریقہ سیکھیں انھیں ہر وقت کھانے سے روکے اس وقت کچھ بیان کرتا رہے جس سے کھانے میں تجاوز نہ کریں انھیں راستے میں کھانے سے روکے، مدرسہ کھانا لے جانے نہ دے (بلکہ) کچھ ایسی چیزیں دیدے جنکو وہ محفوظ رکھ لیں۔ اولاد میں جو جوان ہو جائیں انکی شادی کر دے۔ کیونکہ بچہ کی بچپن میں شادی کر دی جائے اور اسکے اندر تھوڑی بہت تمیز بھی آ گئی ہو تو لہو لعب کے بہت سے مشاغل سے رک جاتا ہے۔ یہ بات اسکے اندر خودداری اور حیا پیدا کرتی ہے ـــــــ بچوں کو قرآن مجید حفظ کرنے کا حکم دے۔ انھیں علم الفرائض (میراث) اور علم الحساب اور زبان عربی سکھائے۔ بشرطیکہ عجمی ہوں اگر انہیں کتابت میں لگانا چاہتا ہے تو قرآن مجید کی تعلیم اور حساب سکھانے کے بعد ایسا کرے، جب وہ حساب میں ماہر ہو جائے تو زبان عربی اور نحو و صرف سکھلائے اور حکم دے کہ وہ کتابیں اور رسائل دیکھا کریں اور ہمیشہ زبانی یاد رکھنے کی مشق کریں اور جب تک عمدہ کتابت نہ سیکھ لیں ان سے راضی نہ ہو ان کو کتابت اور رسائل املا کرائے انھیں لوگوں کی جانب خطوط لکھنے کے لئے کہے جب وہ خطوط لکھ چکیں تو کہے کہ اس خط سے مکتوب الیہ اس وقت تک خوش نہ ہوگا جب تک خط بہتر سے بہتر نہ ہو انھیں ہمیشہ حکم دے کہ وہ اپنی انگلیوں کو حساب کی گنتی کا عادی بنائیں اور قلم میں نفاست اور پاکیزگی پیدا کرے۔

اپنے بچوں کو دعوتوں اور عرسوں میں ساتھ لیکر نہ جائے بچوں کو حکم دیں کہ وہ اپنی ضرورت کی چیزیں مثلاً کپڑے، جانور، ہتھیار، لکھنے پڑھنے کے سامان خریدیں اور خود بھی دیکھتا رہے تاکہ غبن نہ کر سکیں ـــــــ اور بچوں کو معذور نہ سمجھے اور معاف نہ کرے اگر جمعہ اور جماعت سے

(نماز کی ادائیگی) کا اہتمام نہ کریں۔

"سیاست عامہ" کی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جو امر، نہی اور سلطنت پر مشتمل ہوتی ہے اور دوسری ان پر مشتمل نہیں ہوتی، ہم کو یہاں پہلی قسم کے تذکرے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ اپنے پڑوسیوں کی خاطر و مدارات کرو، انکی مدد کرو اور غمخواری کرو اپنی دعاؤں میں ہمیشہ انھیں یاد رکھو ان سے محبت رکھو ظاہر و باطن میں ان کے متعلق اچھی بات کہتے رہو انکے مریضوں کی عیادت کرو انکو نیکی کا حکم مکمل محبت اور شفقت کا اظہار کرو ان سے شریعت کے امور میں مناظرہ نہ کرو انکو نیکی کا حکم نہ دو مگر الایہ کہ ایک جگہ جمع ہوں اور ان میں اتفاق ہو، انکی عظمت کا خیال رکھو ہمیشہ خیر خواہی کرو انکے جنازوں میں حاضر ہو اور اپنی تمام قوت وطاقت بھر انکی اعانت کرو اگر بادشاہ کے یہاں ان کا کوئی کام ہو تو پیشوائی کرو ان کے ساتھ جمعہ اور جماعت میں حاضر ہو ان کی مسجدوں کی تعمیر میں حصہ لو راستوں کے بنانے میں ساتھ دو نہ تھکو نہ کنارہ کشی اختیار کرو اگر کسی دوسرے محلہ والوں اور اس کے ہم محلّہ افراد کے درمیان وہ حالات پیدا ہو جائیں۔ جو عام کمتر لوگوں کے درمیان پیدا ہوتے ہیں اور تم ان کے درمیان ثالثی کر کے اختلافات دُور کر سکتا ہو تو ایسا کرنا چاہیئے اس سلسلہ میں کسی بات کا اندیشہ نہ کرو۔ اگر کوئی تہمت لگا کر یا اور کسی برے طریقے پر اس پر جفا کرے تو ملاقات کر کے معذرت پیش کرو تاکہ فسادیوں کے فساد سے محفوظ رہیں۔ اور کوشش کرو کہ قاضی یا حاکم کے پاس گواہی دینے کی نوبت نہ آئے اور کوئی ایسی تحریر نہ لکھو جس کا وبال اس پر آن پڑے یا کوئی اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ اپنی زبان و شرم گاہ کی حفاظت کرو کسی کے متعلق وہ بات نہ کہو جو اس میں نہ ہو، جو شخص جاہ و مرتبہ اور نیکنامی کا خواہاں ہو اور اس خواہش کے پیچھے حرص طمع نہیں بلکہ سلامت رہنے اور سلامت رکھنے کی نیت ہو تو کوئی حرج نہیں کہ اس کے لئے ایسے حیلے اور بہانے تلاش کرے کہ جس سے وہ تدین تقوی سے خارج ہو، نہ بے عزت ہو، نہ بدنام ہو ایک فلسفی کا بیان ہے کہ اس نے جب لوگوں سے محفوظ رہنا چاہا اور انھیں یہ یقین دلانا چاہا کہ وہ پاک دامن، دیندار اور بے لوث ہے تو اپنی دولت میں سے کچھ بیش قیمت جواہر اور عمدہ اشیاء ایک تھیلی میں باندھ کر رکھ لیں اس کی قیمت دس ہزار دینار سے زیادہ تھی، پھر کسی دن ایک شہری ضرورت سے وہ ایک مجمع میں پہونچا اور روتے ہوئے کہنے لگا: لوگو میں تمہارا دینی بھائی ہوں تین سال سے ایک مصیبت میں گرفتار ہوں جس قدر ہو سکتا تھا (اس راز کو) چھپایا مگر اب صبر جاتا رہا میں بڑی مصیبت میں ہوں تو لوگوں نے کہا: تو ہمارا دینی بھائی ہے نفس اور مال میں ہمارا شریک، تم پر

کیا افتاد آپڑی ہے ہم تیری مصیبت دُور کریں گے اس نے کہا یہ ایک تھیلی ہے جو مجھے ملی ہے میں نہیں جانتا کہ اس میں کیا ہے کوئی تدبیر بھی سمجھ میں نہیں آتی ایک طویل عرصہ سے اس اُمید میں صبر کرتا رہا کہ تھیلی کا مالک آجائے گا مگر وہ نہیں آیا اب تم مشورہ دو کہ کیا کروں؟

ایک شخص نے کہا پانچ آدمیوں کے سامنے تھیلی کھولی جائے اور دیکھا جائے کہ اس کے اندر کیا ہے؟ پھر ایک مدت تک شہر میں اس کی تشہیر کی جائے اگر مالک آجائے تو فبہا، ورنہ اسے ہم بادشاہ کے پاس لے جائیں گے اور سارا معاملہ بیان کر دیں گے۔ لوگوں نے اس مشورہ سے اتفاق کیا تھیلی کھولی گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر قیمتی جواہرات اور نفیس اشیاء موجود ہیں لوگ حیرت میں پڑ گئے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے ہمیں یہ گمان نہ تھا کہ یہ شخص اس مرتبہ کا مالک ہے۔ پھر انہوں نے تھیلی پر مہر کر کے اعلان کرنا شروع کیا۔ شہر میں ایک مدت تک منادی ہوتی رہی پھر بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے دیکھ کر کہا جس شخص کے نفس نے اسے بات کی اجازت دی کہ ان جواہرات کو اس کے مالک کو واپس کر دے وہ یقیناً کریم النفس اور شریف انسان ہے اسے ہم اپنا مددگار بنائیں گے ____ لوگوں نے کہا: قسم خدا کی اے بادشاہ اس نے تھیلی کھولی بھی نہیں اسے ہم نے ہی کھولا ہے، اور وہ فلاں شخص ہے، اس نے فریاد کی ہم سے ربط پیدا کیا، رویا، اور کہا یہ تھیلی اس کے لئے ایک آفت ہے جس سے وہ آزمائش میں پڑ گیا ہے ____ بادشاہ نے کوشش کی کہ اس کو اپنی مصاحبت میں رکھے یا کوئی عمدہ کام اس کے حوالے کرے، مگر اس نے سختی کے ساتھ انکار کر دیا، اور اپنے گھر میں بیٹھا رہا۔ یہ خبر لوگوں میں پھیل گئی۔ (بالآخر) وہ شہر اور شہر والوں کا بادشاہ بنا، سچائی، زہد، پاکدامنی، پرہیزگاری میں ایسی شہرت پائی کہ اس پر کوئی تہمت لگائی نہ جا سکی۔ بیواؤں اور کمزوروں نے اس کو دُعا دی، جب تک وہ جیتا رہا لوگ اسکو اچھے نام سے یاد کرتے رہے، یہ نیک نامی اس کی اولاد میں اور اس کی اولاد کی اولاد میں باقی رہی کہا جاتا ہے کہ سچائی اور امانت میں آج تک وہ ضرب المثل ہے۔

پس اسطرح کی تدبیریں جو سلامتی اور عام لوگوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے کی جائیں جلب منفعت کے لئے نہیں دفع مضرت کیلئے ہوں تو عقلاً نہایت عمدہ ہیں اور اختیار کی جا سکتی ہیں وہ تمام باتیں جو اس انداز کی ہوں اور جس میں صلاح و فلاح ہو استعمال میں لائی جا سکتی ہیں۔

محتاجوں کی خبرگیری کرتے رہو، انکو جھڑکو نہیں، محال چیزوں کو نہ جھٹلاؤ بشرطیکہ صاحب شریعت نے انھیں کس قوم سے مربوط کر دی ہوں ــــــ انکی عبادت گاہوں میں حاضر ہو، ــــــ اگر تنگ راستوں میں چلنا ہو اور کسی اندھے بوڑھے یا بڑھیا کو چلتے دیکھو تو برسرِ عام ان کا ہاتھ پکڑو جس قدر ہو سکے انکساری کا اظہار کرو۔ کیوں کہ یہ چیز عام لوگوں کے نزدیک تجھے مقرب بنا دے گی ــــــ ساری تدبیریں ایسی ہونی چاہئیں جس سے عوام کے شر اور عام لوگوں کی باتوں سے محفوظ رہو۔

اگر کوئی ایسا علم حاصل ہو جس کا عام لوگ انکار کرتے ہوں، کیونکہ عام لوگ اس علم کا انکار کرتے ہیں جو نہیں جانتے حتیٰ کہ وہ ایسے شخص کو قتل کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ایسی صورت میں چاہئے کہ ایسی مجلس بلاؤ جہاں صرف اس علم کے جاننے والے جمع ہوں۔ پھر عام لوگوں کی مجلسوں میں بھی شریک ہوتے رہو انکے قوی ترین مذہب اور ان کے کثرت کو بھی دیکھو اس کا بھی اعتقاد رکھو اس پر مناظرہ کرو اور کوشش کرو کہ ان کو وہ علم سمجھا سکو۔ پوشیدہ طور پر اس مذہب والوں سے ملتے رہو اور ان سے الفت رکھو۔ اور جو لوگ مخالف ہوں ان سے عداوت نہ رکھو بلکہ ان کی اذیت برداشت کرتے رہو تاکہ عوام سے محفوظ رہو۔

اگر کوئی جائداد یا زمین خریدو تو ایسی چیز نہ خریدو جس کے اندر دعوے اور جھگڑے موجود ہوں۔ جو جائداد عمدہ اور نفیس ہو تو ظاہر کرو کہ اسے اپنی اولاد پر وقف کر دیا ہے جب تک کہ وہ زندہ رہیں اور انکے اولاد ہوتی رہے جب وہ فنا ہو جائیں (اور کوئی ان میں سے باقی نہ رہے) تو وہ مساجد اور عبادت گاہوں پر وقف ہو گی یہ انجام اچھا ہے عام لوگوں کے نزدیک اس کی یادگار باقی رہتی ہے۔

عوام کے نزدیک تعویزوں، گنڈوں، طلسمات اور منتروں وغیرہ کو اہمیت حاصل ہے، اس پر ان کا اعتقاد ہوتا ہے لہٰذا ایسی چیزوں کا انکار نہ کرو، گو کسی شعبدہ باز اور بے وقوف بنانے والے سے سابقہ ہو تو یہ سمجھو کہ وہ اللہ کے نام سے ایسا کرتا ہے، اپنی مجلد والوں اور پڑوسیوں سے اسے بیان کرو اور اپنا تعجب ظاہر کرو تاکہ وہ خود اُن کا مال اور اولاد عام لوگوں کے نقصان سے محفوظ رہ سکیں۔ دیکھو کہ ان حالات میں کس طرح بسر کر سکتے ہو کیونکہ تقویٰ کو بخوبی سمجھ سکتے ہو، اپنا اوڑھنا بچھونا معرفت حق کو بناؤ۔ کیونکہ جب حقائق کو پہچانوگے اور اہلِ علم اسلاف کے اختلاف کو معلوم کروگے تو علم کے معاملے میں

افلاطون کے مذہب سے اور زہد کے بارے میں سقراط کے مسلک سے نہ ہوگے، یہ علم رکھو کہ ارسطو نے افلاطون کی جو مخالفت کی ہے وہ صرف ظاہری اعتبار سے کی ہے فلاح باطن کی طلب میں یہ مخالفت واقع ہوئی ہے، ورنہ باطن کے اعتبار سے ارسطو اور افلاطون تمام باتوں میں متفق ہیں اگر تم ان لوگوں کے سوا ہو بلکہ ان لوگوں سے ہو جو علوم شرائع کی تحقیق میں لگے ہوئے ہوں تو ان باتوں کو ذھن نشین کر لو جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے جہاں محالات اور شکوک سے دوچار ہو تو ایسی چیزوں کو اجتماعی طور پر قوم کے سامنے پیش کرو چاہے ان کو پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو کیونکہ یہ چیز قوم کو آپس میں سوال و جواب پر آمادہ کرے گی حتی کہ وہ لوگ اِسے جان لیں گے۔ اور جب تم ذکر کرو گے تو ایک جماعت اس کے حق میں پاک دامنی اور پردہ پوشی کی شہادت دے گی۔

کہا جاتا ہے کہ اس سیاست کی ایک سیرت عامیہ ہے جس سے بادشاہ کا خادم اپنی سیاست اخذ کر سکتا ہے اور ایک تونگر اور محتاج کے لئے بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے خاص حالات کے اعتبار سے اپنی ضرورت کے مطابق استخراج کر سکے۔

ایک دوسری سیاست بھی ہے جسے "سیاست کاملہ" کہتے ہیں اسے "اندروماخس" نے اپنے رسالہ میں مختصر طور پر بیان کیا ہے۔ وہ اس مقام کی ابتدا میں کہتا ہے: سات چیزیں ایسی ہیں جن کی بدولت آسمان اور زمین قائم ہوئے عالمی حالات پیدا ہوئے، اولاد نے والدکی اور ماموروں نے امیر کی اطاعت کی ان میں سے ایک بھی کم ہو جائے تو سیاست کا حال ایسا ہوگا کہ جیسے کوئی ہار ٹوٹ گیا ہو، اور موتی ایک دوسرے پر گرنے لگے ہوں۔ سب سے پہلی چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کا اقرار کرنا شریعت میں داخل ہونا اور مکمل طور پر اِسے اختیار کرنا۔ دوسری چیز سچائی اختیار کرنا چاہے نفع ہو یا نقصان اپنے اور دشمن کے درمیان حق بات میں مساوات رکھنا۔ تیسری چیز متاہل زندگی گذارنا، اولاد پیدا کرنا اور بکثرت پیدا کرنا، چوتھی چیز حلم، تواضع، پاکدامنی اور ستر پوشی اختیار کرنا۔ پانچویں چیز اہل وعیال اور پڑوسیوں اور ان تمام لوگوں کی خاطر و مدارات کرنا جن کو وہ پہچانتا ہے۔ چھٹی چیز بادشاہ سے دوری اختیار کرنا اور سوائے سخت ضرورت کے بادشاہ کے پاس جھگڑے وغیرہ پیش نہ کرے۔ ساتویں چیز ممکنہ طریقے سے بہتر انداز میں تجارت اور درخت اگانا ———— پھر ان سات چیزوں میں سے ہر ایک کی

اس نے بڑی عمدہ وضاحت کی ہے ۔

سیاست کاملہ کا یہ مقالہ اور تمام چیزیں جن کو افلاطون نے سیاست عامیہ میں بیان کیا ہے وہی ہیں جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے البتہ ہم نے اس کے کلام کو اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے اس کے الفاظ ترک کر کے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے تاکہ ایک طالب علم بآسانی سمجھ سکے یا ایک طبیب جو کامل نہیں ہے اسے بہ سہولیت اخذ کر سکے ۔

اللہ ہم کو اور آپ کو ہدایت کے راستے پر چلائے عزیمت کے وقتوں میں ہدایت کے راستے سے منسلک رکھے ۔ اور ہم کو ایسی توفیق دے جو اس سے قربت عطا کرے ۔

مقالہ دوم

سر اور چہرے کی جلدی بیماریاں

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

فہرست

مقالہ دوم

باب (۱)

دا‌ءالثعلب (بال چر)

یہ مرض تمام بدن میں ہو سکتا ہے مگر اطباء نے سر کی جلد کے ساتھ اسے مخصوص کر دیا ہے کیوں کہ یہ زیادہ تر سر ہی میں ہوتا ہے۔ اس مرض میں سر کے بالوں کو چھونے سے بال جھڑنے لگتے ہیں اور وہ مقام جہاں سے بال گر جاتے ہیں وہاں کی جلد بہت نرم ہو جاتی ہے۔ اس مرض کا نام دا‌ءالثعلب اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ مرض بکثرت لومڑی کو لاحق ہوتا ہے۔ امیوس شاعر نے بھی اپنے اشعار میں اس مرض کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ایک مالدار شخص کے محتاج ہونے کو مال کا دا‌ءالثعلب کہا ہے۔

اس مرض کی جنس ایک اور اقسام چار ہیں۔

۱۔ بلغمی　　　　۲۔ دموی

۳۔ صفراوی　　　۴۔ سوداوی

حسبِ مزاج ہر قسم کے لئے مخصوص علامات اور علاج ہیں۔

بلغمی کی علامت یہ ہے کہ وہ حصہ جہاں کے بال جھڑ گئے ہوں سفید اور نرم ہو جاتا ہے اور مریض گمان کرتا ہے کہ اس کے سر کی متاثرہ جلد اپنی متصلہ جلد سے جُدا ہو کر الگ ہو رہی ہے۔ اور جلد کو چھو کر دیکھنے سے اس کی نرمی بھی واضح محسوس ہوتی ہے۔

اس نوع کے مرض کے لاحق ہونے کا سبب رطوبات کی غلظت ہے جو ان کو طبعی طور سے جسم سے خارج ہونے سے روکے رکھتی ہے اور یہ رطوبات جلد کے نیچے ٹھہر کر اس کے مسامات کو بند کر دیتی ہیں اور اس طرح وہ دخانی بخارات جو بالوں کی بقاء کے لئے ضروری ہیں رک جاتے ہیں اور بال جھڑنے لگتے ہیں۔ اس نوع میں بال سفید نہیں ہوتے اور پھپھوندی بھی نہیں پڑتی۔

قسم صفراوی کی علامات یہ ہیں۔ مقام مرض کی رنگت زرد ہو جاتی ہے، اور جلد کی خشکی اور کھردراپن ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے پرندہ کی جلد، پر اکھیڑنے کے بعد اس پر مسامات ابھرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایسا ہونے کا سبب یہ ہے کہ صفرا رطوبت کو فاسد کر دیتا ہے اور اس میں ہیجان پیدا ہو کر ایسی تیزی آجاتی ہے کہ بالوں کا تغذیہ صحیح نہیں ہونے پاتا نیز یہ فاسد رطوبت بالوں کی جڑوں میں ٹھہر کر اس کی غذا کو بھی فاسد کر دیتی ہے۔ یوں بال جھڑنے اور جلد سکڑنے لگتی ہے

دموی کی علامت یہ ہے کہ وہ مقام جہاں کے بال گر گئے ہیں وہاں کی جلد سرخ اور نرم ہو جاتی ہے۔ سبب یہ ہے کہ خون گاڑھا ہو جاتا ہے اور دیگر رطوبات غلیظہ کے ساتھ مخلوط ہو کر ایک ایسی خلط تیار ہوتی ہے جو بالوں کو اپنی غذا کے جذب کرنے سے روکتی ہے یعنی جلد کے نیچے ٹھہر کر مجاری غذا کو بند کر دیتی ہے، اور ان دخانی بخارات کے درمیان حائل ہو جاتی ہے جن سے بالوں کی بقا ہے۔

سوداوی کی علامت یہ ہے کہ جس مقام کے بال گر گئے ہیں وہاں کی رنگت سیاہ ہو جاتی ہے اور خود جلد بھی ایک غبار آلود سطح کی طرح نظر آتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ رطوبت بگڑ کر خشک اور سوداوی ہو جاتی ہے اور عضو میں ٹھہر کر بالوں کا تغذیہ روک دیتی ہے بال جھڑنے لگتے ہیں اور جلد سکڑ جاتی ہے۔

بلغمی کا علاج یہ ہے کہ عمر، مزاج، مقام اور موسم وغیرہ کے اصول کو ملحوظ رکھا جائے پھر مریض کا اس گولی سے استفراغ کریں۔

ایارج فیقرا ½ ۳ گرام، غاریقون ½ ۳ گرام، تربد ۷ گرام، نمک نفطی ۳ گرام ماہی زہرہ ۱ گرام حجر لاجورد مغسول ۲ گرام، انطاکی مشوی[1] ۲ گرام سب کو کوٹ پیس کر گوندھ لیں اور فلفل سیاہ کے بقدر

---

(۱) سقمونیا است۔ محیط اعظم ج ۱ ص ۲۲۳ سقمونیا مشوی اصلاح شدہ سقمونیا کو کہتے ہیں طریقہ یہ ہے کہ ایک سیب یا بہی لیکر اس میں سوراخ کر کے سقمونیا بھر دیں۔ پھر اوپر آٹا لپیٹ کر تنور میں رکھدیں، آٹا سرخ ہو جائے تو تنور سے نکال لیں اور آٹا علاحدہ کر کے سقمونیا کام میں لائیں۔ یہی سقمونیا مشوی ہے۔

گولیاں بنائیں۔ پھر تمام گولیوں میں سے ۱۰ گرام تول کر تین [دن] پرہیز کے بعد چنے کے پانی اور روغن زیتون سے کھلائیں۔ پرہیز کے دوران ہر روز حمام میں لے جائیں [illegible] دو دن کے وقفہ سے حب سکبینج استعمال کرائیں اور مقام مرض کو کھردرے کپڑے سے ہر روز ایک ساعت تک رگڑتے رہیں جب دوا کے استعمال سے فراغت ہو جائے تو مقام مرض پر لہسن لگانا ہی کافی ہے ورنہ جنگلی پیاز کا اضافہ کریں۔ یہ بھی ناکافی ہو تو پچھنے لگائیں اور ذیل کا ضماد سرکہ میں ملاکر لگائیں۔

رائی باریک پسی ہوئی ۲ گرام

صمغ سداب کوہی ۱ گرام

اس سے یقیناً بال اگ آئیں گے لیکن ان کا رنگ سفید ہوگا۔ بالوں کو ان کے طبعی رنگ پر لانے کی تدبیر یہ ہے کہ انھیں مونڈ دیا جائے۔ اس سے ان میں قوت آتی ہے۔ اسی طرح اتنی بار مونڈیں کہ طبعی رنگ آجائے۔ اگر بالوں کے اُگنے میں دُشواری ہو تو مقام کو اتنا رگڑیں کہ اس میں قدرے پھٹن نمودار ہو جائے پھر اس پر تیل لگائیں۔ جب تکلیف جاتی رہے اور جلد ٹھیک ہو کر آرام ہو جائے تو فرفیون تازہ جس کی مقدار ۳۲ ملی گرام ہو لگائیں اس تدبیر سے ضرور بال اگ آئیں گے۔

اس قسم کے مرض کا یہ عمومی علاج تھا اور وہ نادر و عجیب معالجات جن کا ہم نے تجربہ کیا ہے یہ ہیں۔ سرکہ، رائی، جنگلی پیاز اور شیطرج کو باہم ملاکر خوب اچھی طرح پکائیں۔ جوش آجانے کے بعد ان دواؤں کو سرکہ کے ہمراہ محجم میں ڈال کر مقام مرض پر رکھیں اور نلکی کھینچ کر چھوڑ دیں کہ دوا از خود گرنے لگے۔ ایسا دن میں دو یا تین بار کریں یہاں تک کہ مقام پھول جائے اور ابھار نظر آنے لگے اس کے بعد دو روز وقفہ دیں بعد ازاں سوئی سے گود کر چھوڑ دیں۔ آہستہ آہستہ بال اُگ آئیں گے۔
ابو عمران موسی بن سیار بعد حجامت کے ریچھ کی چربی رگڑتا اور سرکہ سے دھوتا تھا۔ جونہی زخم مندمل ہوتا تو پھر اسی عمل کا اعادہ کرتا تھا یہاں تک کہ بال نمودار ہو جاتے۔ اور اگر بال کی رنگت خاکستری ہوئی تو روغن لادن —— آس والا یا روغن املہ استعمال کراتا تھا۔ روغن لادن آس والا تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آس کے تازہ پتے ۳۰.۵۰ گرام لے کر پیس لیں اور ایک پتھر کی نئی ہانڈی میں ڈال کر اس پر ۱۶ کلو گرام تند شراب یا ۳۰.۵۰ گرام زیتون کے تازہ پھلوں کا تیل ملاکر پکائیں اور ۱۰۰.۵۰ گرام لادن کو ایک کپڑے میں باندھ کر کھولتے وقت ڈال دیں۔ ہر ساعت پوٹلی کو رگڑتے رہیں یہاں تک کہ شراب جل کر تیل رہ جائے۔ پھر تیل کو لادن اور آس سے صاف کر کے محفوظ کر لیا جائے۔ یہی روغن آس لادن والا ہے روغن آملہ کی تیاری کا طریقہ یہ ہے کہ آملہ ۳۵ گرام

لے کر پانچ دن تک اس کو سرکہ میں تر کریں پھر آملہ کو نچوڑ کر سرکہ سے علیحدہ کر لیں اور اس میں مزید ۵۰، گرام آملہ شریک کر کے پانچ دن تک رکھ چھوڑیں پھر حسب سابق سرکہ کو صاف کر لیں جب سرکہ سیاہ ہو جائے تو ایک نئی ہانڈی میں ڈالیں ہر ۰۰، گرام سرکہ پر ۰، گرام روغن آس ملائیں اور اتنا پکائیں کہ سرکہ جل کر تیل رہ جائے اس تیل کو استعمال کرنے سے کالے بال اُگتے ہیں۔ اس کو ہمراہ " روسختج "[ا] خضاب کے بدل استعمال کیا جا سکتا ہے۔ باقریطس نے ایک خط میں ذکر کیا ہے کہ حارث بن کلدہ دار الثعلب کا علاج چیتے اور بھیڑیے کے بول سے اور گرم مزاج درندوں (جیسے شیر چیتا وغیرہ) کی سوختہ ہڈیوں کی راکھ سے کیا کرتا تھا۔ میں ابن نصر کو بیمارستان میں دیکھا کرتا کہ وہ دار الثعلب کے مریضوں کا پہلے استفراغ کرتا۔ پھر مقام مرض پر تریاق اکبر طلاء کراتا تھا۔ جو لوگ صفرا کے سبب سے اس مرض میں مبتلا ہوتے تو ان کی قوتِ برداشت کے لحاظ سے استفراغ کے لئے یہ مطبوخ پلاتا تھا۔

پوست ہلیلہ زرد ۰، گرام، افسنتین ۵ء۲ گرام، شاہترہ ۳۵ گرام، تمر ہندی ۰.۵ اگرام، ترنجبین ۱۷۵ گرام، بنفشہ ۵ء۰ اگرام، آلو بخارا ۲۰ عدد عناب ۳۰ عدد۔

تمام دواؤں کو ۸۰۰ء۳ لیٹر پانی میں اتنا پکائیں کہ خشک ہو کر ۴۰۰ گرام رہ جائے پھر اس کو چھان کر ۳ گرام تربد اور ۵۰۰ ملی گرام انطاکی مشوی کا اس میں اضافہ کر کے مریض کو نیم گرم پلائیں۔ نیز سرکہ معتدل طور پر پکائیں اور اسفنج بھگو کر مقام مرض پر اتنی تکمید کریں کہ جلد پر بثور آجائیں۔ پھر روغن خیری یا روغن گُل لگا کر پانچ دن تک چھوڑ دیں۔ بعدہ کسی کھُردرے کپڑے سے رگڑ کر گندھک (روغن زیتون میں ایک دن رات مسلسل گھونٹی ہوئی) اور سوختہ بندق مع پوست سرکہ میں ملا کر طلاء کریں۔

میرا مجرب اور آزمودہ علاج یہ ہے کہ اگر مرض صفراوی قسم کا ہو تو موم کو روغن خیری میں حل کر کے لگائیں اور حمام میں گرم پانی سے تکمید کریں اور سرد ہوا سے بچائیں۔ یہ اس نوع کے مرض کا آسان و سہل تر علاج ہے۔ اگر مرض سوداوی قسم کا ہو تو اس کا علاج زیادہ دشوار ہوتا ہے۔ بہر حال مریض کو کچھ دنوں تک ماء الاصول پلائیں اور وہ گولیاں دیں جو لب قرطم شامل کر کے بنائی گئی ہوں۔ جب اخلاط کے پک جانے اور رقیق ہونے کے آثار نمودار ہوں تو مطبوخ افتیمون پلائیں اور بعد ازاں ان گولیوں سے دماغ کا تنقیہ کریں۔

[ا] معرب روئے سوختہ فارسی کا۔ صاحب مخزن الادویہ (حکیم سید محمد حسین علوی) نے اس کو اسی طرح ضبط کیا ہے۔ دیکھئے مخزن الادویہ کا اردو ترجمہ از مولوی نور کریم ص ۳۶۶ ج ۱۔ صاحب ترجمہ کبیر (حکیم کبیر الدین صاحب) نے روسختج لکھا ہے۔

افسنتین رومی ۵ گرام، نمک نفطی ۲ گرام، غاریقون ۷ گرام، افیتمون اقریطی ۵ گرام بنفشہ ۳½ گرام،
لاجورد مغسول ۳ گرام، ہلیلہ سیاہ ۵ گرام، ایارج فیقرا ۳½ گرام تربد ۲ گرام، انطاکی سقمونیا ۱ گرام۔
سب دواؤں کو کوٹ پیس کر اس کا سفوف شہد میں گوندھیں اور بڑی بڑی گولیاں مثل فلفل کے بنائیں۔ خوراک ۲۵، ۱۲ا گرام ایسی تین خوراک ایک ماہ میں استعمال کرائیں۔

کبھی بلغم سوداء کے ساتھ مل جاتا ہے تو کثیر الرطوبۃ کیفیت و استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے مریض کا علاج ذیل کی گولیوں سے کیا جاتا ہے۔ ان گولیوں کو موسم گرما و سرما اور ربیع و خریف میں بعد غذا استعمال کرایا جائے، غذا میں لطیف گوشت دیں اور ثقیل گوشت سے پرہیز کرائیں۔

نسخہ:-

انیسون، تخم کرفس، تخم رازیانہ، نانخواہ کرمانی ہر ایک ۷ گرام مصطگی، ہلیلہ سیاہ ہر ایک ۲.۶ گرام، صبر سقوطری (ہموزن ؟)
سب دواؤں کو کوٹ پیس کر آب برگ ترنج میں گوندھ لیں اور گولیاں بنائیں خوراک ۳.۵ گرام بعد غذا۔ استفراغ ہر روز ایک مرتبہ یا دو مرتبہ کیا جائے۔

شہر عراق کے ایک رئیس کو داء الثعلب لاحق ہو گیا تھا اور اخلاط سوداوی نے اس کے علاج کو دشوار کر دیا تھا۔ اس رئیس کو مذکورہ گولیاں پابندی سے کھلائی گئیں مرض جاتا رہا اور پھر کبھی عود نہ کیا اس طرح کے علاج کے بعد اگر سودا آمیز رطوبت امعاء سفلی میں ظاہر ہو تو ایسی صورت میں حقنہ جو حقنہ بشر سے معروف ہے استعمال کرائیں۔

نسخہ:-

قنطوریون باقہ[1] (گٹھا)، خسک کوہی ۲۵ گرام، قرطم نیمکوب ۲۵ گرام تخم السی ۲۵ گرام، تخم میتھی ۲۵ گرام، برگ سداب باقہ (گٹھا)، اطراف الکرنب شاخہائے کرم کلہ (ایک گٹھا)۔
ان سب کو اتنا پکائیں کہ جوش آجائے۔ بعدہٗ اس میں سے ۳۵۰ گرام لے کر اس میں ۳½ گرام سہاگہ شریک کریں۔ اور ۷۰ گرام روغن کنجد یا روغن ارنڈی میں چرب کر کے ہاون میں اچھی طرح کوٹیں۔ پھر حقنہ کرائیں۔ اس میں کچھ حرج نہیں کہ بلغمی قسم میں بھی جب کچھ بلغم امعاء دماغ یا معدہ میں رہ جائے تو اسی سے حقنہ کرائیں اور کھانے کے لئے وہ گولی دیں جو سر کے مادوں کا استفراغ کرتی ہیں مقام مرض پر لہسن یا جنگلی

---

[1] باقہ۔ اتنی مقدار جو ہاتھ میں آجائے۔ پھولوں یا سبزی کا گٹھا۔

پیاز اچھی طرح رگڑیں پھر بط، ریچھ، شیر یا انہی کے مماثل چربیوں کا طلا کریں جس سے جلد کا استفراغ اور اس میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ بکری کی کھر، کبریت، بیخ نے اور بیروج الصنم کی راکھ لگائیں، کیوں کہ ان میں بال اگانے والی خاصیت ہے۔ اس خاصیت کو یہودی نے بیان کیا ہے۔ اور میں نے اس کا تجربہ کیا تو درست پایا۔ سوختہ بیروج کے بعد بھی افاقہ نہ ہو تو مقام مرض پر پچھنے لگائیں اور سرکہ سے رگڑیں نیز غذا کی ایسی اصلاح کریں کہ اس کے استعمال سے حرارت زائد ہو کہ پھیل جانے کا مقصد حاصل ہو۔ جب بال ظاہر ہونے لگیں تو مقام مرض پر لادن اور سنبل سے تقویت پہنچائیں۔

اگر مرض دموی قسم کا ہو تو باسلیق کی فصد کھولیں مریض کو پرہیز کرائیں۔ اور ضائع شدہ خون کو بحال کرنے کے لئے مقام کو کھردرے کپڑے سے رگڑیں۔ پھر زوفا رطب (سننگل میش) یعنی مینڈھے کا میل کچھ دن لگائیں کہ جلد نرم ہو جائے۔ اس کے بعد جنگلی پیاز لہسن اور پیاز رگڑیں۔ پھر ثافسیا اور فرفیون طلاء کریں کہ یہ دوائیں بال اُگانے والی ہیں۔

اس تفصیل کے بعد ہم داء الثعلب پر اجمالی گفتگو اور اس کا مختصر علاج بیان کریں گے۔

داء الثعلب، بالوں کا بگاڑ، ان کا جھڑنا اور جلد کا اکھڑنا، اخلاط میں سے کسی ایک خلط کے فساد سے ہوتا ہے۔ جب مقامی حیثیت سے جلد خراب ہو جائے اور بالوں کی پیدائش عدم تغذیہ کے باعث رک جائے تو اس کا علاج استفراغ کے ذریعہ (جس قسم کی علت یعنی خلط کے فساد کا باعث ہو) کیا جائے ذیل کا استفراغ تمام اقسام کو حاوی ہے۔

تربد، غاریقون ایارج، شحم، حنظل، اسقولو، قندریون، شکاعی آورد، خربق اسود۔

میں ابن سیار کو اکثر دیکھتا کہ سوداوی قسم میں خربق اسود ——— اور اس کے مماثل ادویہ استعمال کراتے اور کامیاب ہوتے تھے دلک کے لئے لہسن، جنگلی پیاز، ثافسیا، فرفیون، رائی وغیرہ اور طلاء کے لئے گندھک، بندق سوختہ، پستہ سوختہ، کف دریا، بیبروج الصنم سوختہ، بکری کے کھر سوختہ، بچھ سوختہ اور دیگر چربیاں (گائے اور بکری کی چربی کو چھوڑ کر) وغیرہ اور سوداوی خلط کے باعث مبتلا مریض بہتر ہے کہ مربی ہلیلہ سیاہ و ہلیلہ کابلی مستقل طور سے استعمال کرے اور بلغمی قسم کا مریض اطریفل کبیر وصغیر معجون انقرہ یا یعنی بلادر اور جوارش بلادر وغیرہ استعمال کرے اور صفراوی مریض ہلیلہ زرد کی پھنکی استعمال کرے۔ اس کا نسخہ یہ ہے۔

تخم بقلہ (خرفہ)، تخم خیار، خشخاش، گلاب ہر ایک ۲½ گرام ہلیلہ سیاہ گٹھلی نکالا ہوا (پوست

ہلیلہ سیاہ) سب کے ہم وزن، شکر طبرزد سب کے ہم وزن اور تودری لے کر کوٹ لیں اور نہار مُنہ بقدر ضرورت اور سوتے وقت بھی اتنی ہی مقدار پھانک لیں، نیز ہلیلہ جات کے مربے جو ہمراہ منقی معجون بنائے گئے ہوں عصارہ عناب کے ساتھ استعمال کرتے رہیں۔ دموی قسم میں مبتلا مریض کو عصارہ عناب کے ساتھ مذکورہ سفوف کھلائیں۔ غذاؤں میں اصلاح بھی مرض کی نوعیت کے مطابق کرتے رہیں۔

مندرجہ بالا تمام ادویہ کا استعمال ادویہ واغذیہ کے مقررہ دستور کے موافق ہوگا۔

باب (۲)

داء الحیہ (بال خورہ)

اس مرض میں سر کے بال گر جاتے ہیں اور اس مقام کی جلد جہاں کے بال گر گئے ہوں سانپ کے چلنے کی طرح لمبی پیچ دار نظر آتی ہے۔ اسی وجہ سے اس مرض کا نام داء الحیہ رکھا گیا ہے۔

داء الحیہ اور داء الثعلب میں فرق یہ ہے کہ داء الثعلب میں مقام مرض کی جلد نرم اور ملائم ہو جاتی ہے اور اس کو چھونے سے ایسی محسوس ہوتی ہے گویا اس پر تیل لگا ہوا ہے اور داء الحیہ میں مقام مرض کی جلد کسی پرندے کے پر اکھیڑی جلد کی طرح کھردری محسوس ہوتی ہے۔ یہاں اس باب میں صرف اسی داء الحیہ کو بیان کیا گیا ہے۔ لیکن یہی مرض جب بدن پر بھی (بغیر طول اور پیچدار شکل کے) نمودار ہوتا ہے تو اس کو امراض بدن میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسی لئے اس کا بیان ہم نے امراض بدن میں کیا ہے۔ وہاں تفصیل دیکھ لی جائے۔

داء الحیہ کا علاج بھی اس قسم کے داء الثعلب کی طرح ہے جو بلغم اور سودا سے لاحق ہوتا ہے۔ لیکن اس میں اتنی اضافہ کیا جائے کہ جلد پر صرف تلیین کرنے والی دوائیں طلاء کی جائیں۔ استفراغ نہ کیا جائے کیوں کہ استفراغ سے اخلاط میں احتراق ہوتا ہے اور نتیجتاً خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ جلد کی تلیین کرنے کا مقصد مسامات کو نرم کرنا ہے جب مسامات نرم ہو جاتے ہیں تو فضلات بالوں کے راستہ (بآسانی) خارج ہوتے ہیں۔ میں بیمارستان میں دیکھا کرتا تھا کہ اس مرض میں دلک اور طلاء کے لئے وہی
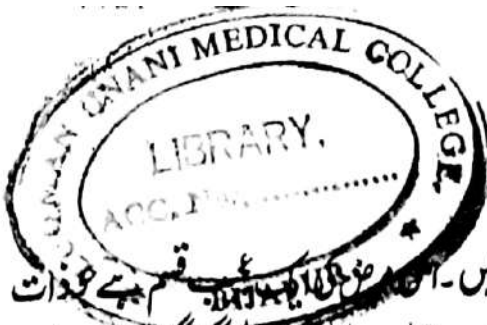
دوائیں استعمال کی جاتی تھیں جو داءالثعلب میں مستعمل تھیں۔ اس مرض کی ایک عجیب قسم ہے جو ذات العروق کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ مقام جہاں کے بال گر گئے ہوں وہاں کے سُرخ عروق گانٹھیں دار (دِشبذ) نظر آتے ہیں۔ جس طرح کے زخم مستطیل میں نظر آتے ہیں جب جلد نرم ہوجاتی ہے تو یہ نرم پڑجاتے اور پھیل جاتے ہیں۔ اس نوع کا علاج دیگر انواع کے علاج کے مانند ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ داءالثعلب اور داءالحیہ جب بوڑھوں کو لاحق ہوتا ہے تو بڑی مشکل سے صحت ہوتی ہے۔ اگر صحت ہو بھی جائے اور بال اُگ آئیں تو بھی سفید اور نرم ہوتے ہیں یہ سفیدی طبعی سفیدی سے مختلف ہوتی ہے۔

بالوں کے جاتے رہنے، گرنے، جھڑنے اور کم ہوجانے کے بارے میں جامع قول یہ ہے کہ وہ یا تو کسی خلط غلیظ کے سبب سے ہوں گے جو عضو میں رُک کر گوشت میں رل مل کر بالوں کو ان کی غذا سے روک رہا ہوگا۔ ایسا یا تو کثرت رطوبت کی بنا پر ہوتا ہے چنانچہ بالوں میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے وہ اس طرح کہ رطوبت کی کثرت حداعتدال سے بڑھ جاتی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کھیتوں میں پانی زائد ہوکر حداعتدال سے تجاوز کر جائے تو کھیتی خراب ہوجاتی ہے یا رطوبت کی کمی کے باعث ہوتا ہے چنانچہ بال ان پودوں کی مانند خشک ہوکر جھڑنے لگتے ہیں جن کو پانی نہ دیا گیا ہو۔ اس تشریح کے لحاظ سے صلع کا مرض بھی اسی کی ایک مثال ہے۔ یا مسامات کے فساد کے باعث ہوں گے، یہ ایک قسم کی بیماری ہے جس میں یا تو میلاپن پیدا ہوجاتا ہے اور مسامات تنگ ہوجاتے ہیں یا جلد میں استرخائی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جس سے مسامات کشادہ ہوجاتے ہیں داءالثعلب کی نوع بلغمی بھی اسی قسم میں شامل ہے۔

مذکورہ وضاحت کے بعد اب ہم اس قشف (جلد کا میلاپن) پر گفتگو کریں گے جو جلد کو عارض ہوتی ہے۔ بال جلد کے میلے پن کی وجہ سے جھڑ رہے ہوں تو مریض سے تا بہ حد امکان اس کا مزاج، عمر اور رطوبت بدن کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ اور اگر مرض کا سبب میلاپن ہو تو استفراغ نہ کریں کیوں کہ استفراغ سے میلے پن میں اضافہ ہوکر مرض مستحکم ہوجائے گا۔ برخلاف اس کے اگر استرخاء بلغمی کے باعث مسامات کشادہ ہوگئے ہوں تو بلغم کا استفراغ کرنے والی دوائیں دی جائیں۔ استفراغ مریض کے مزاج کی حد سے اتنا متجاوز نہ ہونا چاہئے کہ بوست کو پہنچ جائے یا مزاج کو گرم کردے۔ ایسی صورت میں بالوں کا تغذیہ کبھی بھی نہ ہوسکے گا۔ مریض کے مزاج کی رعایت کرنے کا دُشوار مرحلہ صرف اسی مرض تک محدود نہیں ہے بلکہ ان تمام امراض میں درپیش ہوتا ہے جن میں مزاج کا تغیر ضروری ہوتا ہے

جالینوس نے اپنی کتاب "الاسطقسات" اور "شفاء الامراض" میں لکھا ہے کہ جب جاہل طبیب مریض کے پاس جاتے ہیں تو اس کے ایک مرض کو دو مرضوں میں بدل دیتے ہیں یا سوئے تدبیر سے علاج کرتے ہیں۔ ابوعمران موسیٰ بن سیّار کہتا ہے کہ اس سے مراد وہ بیماریاں ہیں جن میں تبدیلی مزاج کی حاجت پیدا ہوتی ہے یعنی تصفیہ مزاج مطلوب ہوتا ہے۔ جاہل طبیب تغیر مزاج میں اکثر افراط سے کام لیتا ہے کیوں کہ دوا کی معتدل مقدار سے وہ بے بہرہ ہوتا ہے اور یوں مزاج ایسے بگاڑ کی طرف چل پڑتا ہے جو کبھی کبھی مریض کو ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے۔ یوحنا بن ماسویہ نے اپنے مقالہ صداع میں صداع حار کے تحت بیان کیا ہے کہ جب مزاج کی تبرید میں افراط سے کام لیا جاتا ہے تو وہ ہلاکت کو پہنچا دیتی ہے۔ ہم نے ایک گروہ کو دیکھا ہے کہ جب ان کے پاس شقیقہ کا مریض آیا تو سر کی تبرید کے لئے انھوں نے کثیر مقدار میں افیون استعمال کرائی انجام کار مریض ہلاکت کی نوعیت تک پہنچ گیا۔ لہذا طبیب کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ تبدیلی مزاج میں اعتدال کو ملحوظ رکھے اور افراط سے بچے اسی سلسلہ میں جالینوس لکھتا ہے کہ ایسے اعضا جن کا مزاج بدلا جاتا ہے دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن کی قوت اور مزاج سے پورا بدن نفع اندوز ہوتا ہے، نیز بدن ان اعضاء کی رسد سے کبھی بھی بے نیاز نہیں ہوسکتا جیسے دماغ، جگر، قلب وغیرہ اس طرح کے اعضاء کے استفراغ تبرید و تسخین کے موقع پر طبیب کو لازم ہے کہ حد سے تجاوز نہ کرے ورنہ ان اعضاء کے ضعف یا تغیر سے تمام بدن میں بگاڑ (فساد) رونما ہو جائے گا۔ دوسری قسم ان اعضاء کی ہے جو فقط اپنی غذا حاصل کرتے ہیں اور ان اعضاء کے اندر تبرید و تسخین سے پہنچنے والے نقصان کی تلافی کی جاسکتی ہے، اور اس کا ضرر پورے بدن کو نہیں پہنچتا۔ بہرحال طبیب کو علاج معالجہ کے وقت ان باتوں کا لحاظ کرنا اور غور وفکر سے کام لینا ازبس ضروری ہے۔ یہ ایک ایسا ضابطہ و دستور ہے جس کا معالجاتی زندگی میں کثرت سے سابقہ پڑتا ہے۔ میں نے رے میں ایک شخص کو دیکھا جو طبی خدمت کا مدعی تھا۔ جب میں اس کے بیمارستان میں پہنچا تو ایک لڑکے کو دیکھا جو صداع حار کا مریض تھا، جس کے باعث اس کے صماخین (کان کے سوراخ) بھی درد کر رہے تھے۔ اس نے اس کا یہ علاج تجویز کیا کہ دودھ میں افیون گھول کر دونوں کانوں میں ڈالی جائے اور اس کی مقدار میں اس نے حد سے تجاوز کیا۔ نتیجہ میں بچے کی زبان اسی دن چمٹ گئی اور ستر ساعت کے بعد ہلاک ہوگیا۔

جالینوس نے ذکر کیا ہے کہ ٹھنڈے پانی کا استعمال جب بغیر ترتیب کے کیا جائے تو کبھی کبھی فساد مزاج اور استسقاء کا باعث ہو جاتا ہے۔ اور جب ترتیب سے استعمال کیا جائے تو
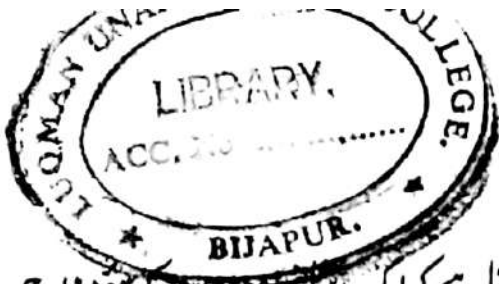
سوءِ مزاج حار کی اصلاح کرتا ہے۔ وہ آگے چل کر بیان کرتا ہے کہ ایک شاہزادہ معدہ کے سوءِ مزاج حار کے باعث تپ محرقہ میں مبتلا ہوگیا۔ اسے لے کر وہ[1] "سرداب" میں آیا اور وہاں اسے سرد پانی پلایا۔ اس سرد پانی نے اس کے معدہ کے مزاج کی تعدیل کردی اور بخار اسی دن سے جاتا رہا۔ معالجات کے واقعات میں اس قبیل کی کئی مثالیں ملتی ہیں اور قیاس بھی ان کو درست قرار دیتا ہے۔ الغرض کمال صحت مزاج کی سلامتی پر منحصر ہے اور صحت کی خرابی مزاج کے بگڑنے پر۔

---

[1] "سرداب" تہ خانہ۔

باب (۳)

صلع (قبل از وقت چندیا کا صاف ہونا)

کسی وقت اگر یہ مرض لاحق ہو تو طبیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ مریض کے مزاج میں تامل کرے اگر رطوبات کی خشکی کے سبب بال جھڑ رہے ہوں تو استفراغ نہ کیا جائے اور اگر رطوبات (بلغم) اس کا سبب ہوں تو مریض کے مزاج کے موافق ادویہ سے استفراغ کیا جائے اور مقام مرض پر وہ ادویہ طلاء کی جائیں جو گرم کرنے والی مسامات کو کھولنے اور جاری کرنے والی ہوں تاکہ اسفل جلد سے بخارات فضلیہ خارج ہو جائیں کیوں کہ اس مقام سے بال نمودار ہوتے ہیں۔

یہ مرض اگر کسی پیشے کے سبب سے لاحق ہوا ہو جیسے سر پر بوجھ اٹھانا وغیرہ تو اس کا علاج اس پیشہ کو ترک کرانے سے کیا جائے اور گرم ہوا میں چلنے کی وجہ سے لاحق ہوا ہو تو اس سے اجتناب کرائیں اور سر کو ڈھاکنے کا مشورہ دیں۔ مرطب نطول مثلاً شعیر، خشخاش کے ہمراہ پکایا ہوا یا عورت کے دودھ کے ذریعہ ترطیب کریں۔ رطوبت (بلغم) کی وجہ سے لاحق ہونے والے (قبل از وقت) صلع کے علاج میں یہ بھی ہے کہ گرم سعوطات جو دماغ کے مزاج کو گرم کریں استعمال کرائیں مثلاً روغن مصطگی، روغن بابچھڑا اور روغن لادن وغیرہ نیز مقام مرض پر روغن لادن کا طلاء کریں۔ اسی طرح خشکی سے ہونے والے مرض میں تر کرنے والے سعوط جیسے عورت کا دودھ، روغن بنفشہ، عرق بیدیا عرق کدو روغن بنفشہ ملاکر ٹپکائیں وغیرہ۔
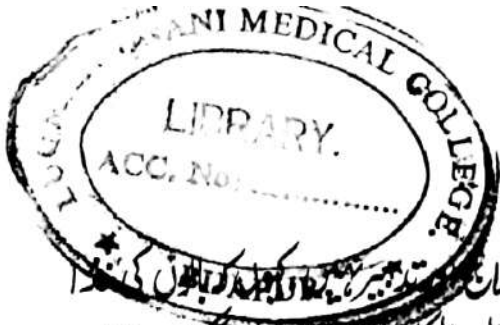
صلع جب بڑھاپے میں لاحق ہو جائے تو اس کا کوئی علاج و تدبیر نہیں ہوتا کیونکہ بالوں کی غذا ختم ہونے سے بالوں کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے گھاس پانی نہ ملنے سے مُردہ ہو جاتی ہے یا زیادہ پانی ہونے سے متعفن ہو جاتی اور سڑ جاتی ہے۔

میں نے ایک لڑکے کو دیکھا جس کی عمر ۲۵ سال تھی۔ اس کو صلع لاحق ہو گیا تھا ہوتے ہوتے اس مرض نے پورے سر کو گھیر لیا میں نے علاج کیا تو پورے سر میں سوائے اس مقام کے جہاں سے مرض کا آغاز ہوا تھا، بال اُگ آئے۔ اب مزید علاج دشوار معلوم ہوتا تھا۔ مایوسی پیدا ہو گئی تھی اور تغیر مزاج سے علاج کرنے میں اندیشہ تھا۔ لہٰذا دو تین سال کے بعد علاج ترک کر دیا۔ پھر میری ملاقات اس سے بصرہ میں ہوئی تو دیکھا کہ بال اُگ آئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا تدبیر کی۔ اس نے کہا کہ میں از خود تو کوئی تدبیر نہیں کی البتہ بحری سفر کیا تھا اور سفر کے دوران سمندر کے کھارے پانی سے بکثرت مسح کیا۔ مریض کے اس بیان سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ سمندری پانی نے مقام مرض سے رطوبات کا استفراغ کر دیا۔

موسیٰ بن سیّار نے ذکر کیا ہے کہ اس نے ایک لڑکا دیکھا جو صلع کا پیدائشی مریض تھا۔ جب وہ پروان چڑھا اور بالغ ہو گیا تب بھی صلع اسی طرح باقی تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا مرض کو دور کرنے کے لئے کوئی علاج بھی کرایا ہے۔ اس نے نفی میں جواب دیا۔ پیدائشی طور پر اس مرض کے لاحق ہونے کا سبب میری دانست میں ضغطۂ رحم ہو سکتا ہے جب کہ وہ رحم مادر میں تھا۔ ضغطۂ رحم نے اس مقام کے مسامات کو بند کر کے بگاڑ پیدا کر دیا تھا۔ یا یہ کہ دورانِ حمل سر کے اس حصہ پر شدید گرم خلط گری ہوگی جس سے مسامات بند ہو گئے ہوں گے۔

باب (۴)

سعفہ (گنج) یبسی اور رطوبی

اگر سعفہ خشک ہو اور استفراغ ممکن ہو تو اس کا علاج فصد یا اسہال کے ذریعہ کریں۔ مقام مرض پر ایسی دوائیں رگڑیں جو فضلات کو نرم اور مسامات کو کھول کر خارج کرنے والی ہوں جیسے آب خبازی اور آب عصاالراعی (لال ساگ) کو موم اور تیل میں چرب کر کے دونوں کو آگ پر پکائیں۔ پھر ہاون میں اتنا نرم اور ملائم کریں کہ دونوں یک جان ہو جائیں۔ بعد ازاں سر پہ طلاء کریں۔ اس مرض میں عمدہ دوا یہ ہے۔ روغن بنفشہ اور روغن خبازی، روغن گل کے ساتھ مریض کو حمام میں لے جائیں اور خطمی مغسول بیری اور لعاب اسپغول سے دھوئیں میں نے اس طریقہ سے ایک جماعت کا علاج کیا ہے۔ تمام مریض صحتیاب ہو گئے۔ جب مرض زائل ہو جاتا ہے تو بالوں کا اُگنا یقینی امر ہے۔ مذکورہ علاج سے بال گرنا بند ہو کر اس میں استحکام آجاتا ہے۔

بالوں کا جاتا رہنا اگر سعفۂ رطوبی کے باعث ہے تو طبیب کے لئے اسباب پر غور کرنا ضروری ہے۔ اگر سعفہ نے جگہ جگہ سے جلد کھالی ہے اور زخم کے نشانات کی مانند یا آگ سے جلی ہوئی جلد کی طرح ہوگئی ہے تو لا علاج ہے۔ اس لئے کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ مسامات بند ہو کر ایک دوسرے سے چمٹ گئے ہیں۔ اگر بالوں کا جانا چیدہ چیدہ ہے تو قابلِ علاج ہے۔ پہلے مقامی طور پہ اس طرح ترطیب کی جائے جس طرح کہ ہم اُوپر بیان کر چکے ہیں۔ پھر تسخین سے، جس کا ہم مرض

داء الثعلب میں ذکر کر چکے ہیں، علاج کرنا چاہیئے یہ تدبیر بال اُگانے میں مُفید ہے۔ میں نے بچّوں کی ایک جماعت دیکھی جن کے بال سعفہ تر و خشک سے جاتے رہے تھے۔ یہ بچّے جب بڑے ہو گئے تو ان کے بال اُگ آئے البتہ جن مقامات کے مسامات بند ہو گئے تھے وہاں کی جلد محروم رہی۔ اگر بالوں کا جاتا رہنا آگ سے جل جانے کی وجہ سے ہے تو اس کی تدبیر ہم بیان کر چکے ہیں اور بتلا چکے ہیں کہ بال صرف اسی جگہ اُگ سکتے ہیں، جہاں کی جلد وقت گزرنے کے باوجود خراب نہ ہوئی ہو۔

اس باب میں طریقہ علاج بالادویہ و طریقۂ علاج بالید مکمّل طور پر بیان کیا جا چکا ہے دائرہ علاج میں اکل و شرب کی تدبیر بھی داخل ہے یعنی حسبِ ضرورت و موقعہ خشک رطب اشیاء میں کمی بیشی کرتے رہیں۔

باب (۵)

سر کے جلدی امراض ـــــ سعفہ بلغمی

یہ مرض ان فاضل رطوبات کے باعث ہوتا ہے جو مستحیل ہو کر رطوبت فاسدہ بن جاتے ہیں بچوں کی اکثریت اس مرض کا شکار ہوتی ہے کیوں کہ ان کا بدن بلغمی (رطوبات) والا ہوتا ہے۔ بخارات و رطوبات کی کثرت ہوتی ہے اور اعضاء کمزور ہوتے ہیں۔ ان کا علاج دشوار ہوتا ہے کیونکہ بخارات کے باعث مرض پھیل جاتا ہے۔

علاج:- ممکن ہو تو ایسا استفراغ کرائیں جس سے دماغ اور معدہ کا تنقیہ ہو جائے پھر وہ طلاء استعمال کریں، جس کا جالینوس نے اپنے مجربات میں بیان کیا ہے۔ جالینوس کہتا ہے کہ میں نے اس مرض میں مبتلا بچوں کا علاج قرطاس مصری سوختہ کو روغن زیتون میں ملا کر کیا ہے۔ اور قاطا جانس میں جس طلاء کو بیان کیا ہے وہ اس مرض میں بڑی حد تک کافی ہے۔ اس طلاء کا نسخہ یہ ہے۔

قرطاس سوختہ، گرام، روسنختج ۵ گرام، اقلیمیاء ذہب و فضہ ہر ایک، گرام ہلدی ۵ر۱۰ گرام، کمیلا ۷ گرام، شوک قنافذ (خار پشت کا کانٹا ۵ر۱۰ گرام[1] سب دواؤں کو کوٹ کر سرکہ میں گوندھ لیں اور

---

[1] اصل متن میں لفظ غیر واضح ہے۔

قرص بنا کر خشک کر لیں۔ جس وقت استعمال کرنا چاہیں تو سرکہ میں گھس کر طلاء کریں جالینوس کہتا ہے کہ یہی طلاء کافی و وافی ہے۔ قرابادین ابن سہل میں ان قرصوں کا نسخہ مختلف ہے [illegible] بھی سابور نے ذکر کیا ہے کہ تمام اہل مارستان کا اس پر اتفاق ہے۔ نسخہ یہ ہے۔

ہلدی ۷ گرام، روسنجح ۷ گرام، ہڑتال ۳½ گرام اقاقیا ۳½ گرام نورہ (ان بجھا) ۳½ گرام، پوست انار ۱۰½ گرام۔

ان دواؤں کو کوٹ پیس کر حماض (چوکا) کی جڑوں کے پانی میں گوندھیں۔ اور اقراص بنا کر روغن زیتون اور سرکہ کے ہمراہ مناسب مقدار میں لگائیں۔ ان قرصوں کے بارے میں میرا تجربہ یہ ہے کہ سوائے ایک شخص کے کسی کے حق میں نافع نہیں ہے۔ اس آزمائش و تجربہ کے بعد ہم نے ان کو منسوخ قرار دے دیا اور ان کا نقصان واضح کر دیا تاکہ دوسرے معالجین غلطی سے بچ جائیں۔

اگر بچہ اس مرض میں مبتلا ہو تو دونوں کاندھوں کے درمیان ان عروق کی فصد کھولیں جو سر سے نکلی ہیں اور کانوں پر شگاف لگائیں۔ دونوں کانوں کے پیچھے کی رگ کی فصد اس وقت تک نہ کھولیں جب تک کہ اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے سلسلہ نسل و اولاد کی کمی پر غور نہ کر لیا جائے اور اگر قلت نسل کا قوی اندیشہ ہو تو فصد شعب (مونڈھوں کے درمیان) دونوں کانوں پر شگاف لگانے اور حجامت نقرہ (گردن کے پیچھے کا گڑھا) پر اکتفا کیا جائے۔

طلاء کا استعمال اس وقت درست ہوگا جب کہ بثور اور خراش پیدا کر دی گئی ہو اور اگر طلاء کے بعد حدقہ ابھر آئے اور کانوں کی جڑوں میں ورم ظاہر ہو تو طلاء پونچھ دیا جائے زخم اور کھرنڈ دھو کر صاف کر دیا جائے۔ پھر وہ مرہم لگایا جائے جو مرہم مردار سنگ کے نام سے مشہور ہے۔ مرہم کی تیاری کا طریقہ یہ ہے کہ ۷۵ گرام مردار سنگ خالص کو اچھی طرح کوٹ پیس کر کپڑے میں چھان لیں۔ بعد ازاں هاون میں ڈال کر روغن زیتون اور پرانا سرکہ تھوڑا تھوڑا شریک کر کے نرم کرتے جائیں یہاں تک کہ مکمل طور سے نرم ہو جائے پھر ایک ظرف میں ڈال کر ظرف کو ٹھنڈے پانی میں رکھیں یہاں تک کہ سرد ہو کر جم جائے پھر بوقت ضرورت سر پر طلاء کریں۔ حبیش کہتا ہے کہ میں نے اس مرہم سے سعفہ رطبیہ کا علاج کیا مرض جاتا رہا اور مریض کو صحت ہو گئی۔ اس کے بعد میں دوسروں پر بھی اس کو آزمایا تو ان کو بھی نفع ہوا۔ ابن ماسیہ[1] کہتا ہے کہ میں نے حران میں ایک جماعت دیکھی جو سعفہ رطبیہ کے علاج کے لئے خانۂ زنبور (عش الزنابیر) سوختہ کو سرکہ

---

[1] ابن ماسیہ البصری۔ عہد بنی عباس کا طبیب۔ دیکھئے عیون الانباء فی طبقات الاطباء

میں پیس کر طلاء کر کے کیا کرتی یہ طلاء کارگر ثابت ہوتا مگر مقام سعفہ کو جلادیتا ہے۔ خود میں نے مارستان میں بصرہ میں دیکھا کہ برگ عُلّیق (توت) کو چقندر کے ہمراہ پکا کر بطور طلاء کے استعمال کرتے ہیں لیکن اس کے استعمال سے جلد کے چھلکے نکل جاتے ہیں اور وہ مقام ایسا ہو جاتا ہے گویا آگ سے جلا ہوا ہے۔ اس کے بعد وہی مرہم استعمال کرایا جاتا ہے جس کا اُوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس علاج سے مریض چند ہی روز میں صحت یاب ہو جاتے ہیں۔

میں نے اہواز میں ایک شخص کو دیکھا جو حاذق اطباء میں سے تھا اس نے ایک بچے کے سر کو جو سعفہ میں مبتلا تھا لوہے سے رگڑا۔ پھر اس قُرص کو طلاء کیا جو سابوری کے نام سے مشہور ہے۔ اس سے بچے کا سر متورم ہو گیا اور بالآخر موت واقع ہو گئی میں نے یہ واقعہ اس طرح کے علاج سے احتراز کے لئے لکھا ہے۔ اگر ایسی صورت پیش آجائے تو صرف مرہم اسفیداج (سفیدہ) لگائیں اور پانی سے بچائیں۔

باب (۶)

شہدہ (شہد کا چھتہ)

شہدہ اور سعفہ رطوبی میں فرق یہ ہے کہ سعفہ رطوبی میں جلد پر پتلے پتلے چھلکے نظر آتے ہیں اور اس کے نیچے رطوبت پھیلی ہوئی رہتی ہے۔ متاثرہ حصہ ٹکڑوں میں اکٹھا ہوتا ہے یہاں تک کہ کبھی بقدر چار اُنگل کے ایک ہی ٹکڑا ہوتا ہے۔ شہد واضح اور نمایاں ہوتا ہے اس میں زرد آب (صدید) جلد کے چھوٹے چھوٹے حلقوں (عیون) میں ٹھہرا ہوا نظر آتا ہے۔ ان حلقوں میں زرد آب بالکل ایسا ہی نظر آتا ہے جیسے کہ شہد کے چھتے میں شہد ٹھہرا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن یہ حلقے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ سب مل کر ایک ٹکڑا بن جائیں جیسا کہ سعفہ میں ہو جاتی ہے ویسی نہیں ہوتی۔ اس لئے اس میں زیادہ علاج کی حاجت ہوتی ہے۔ اسکندر نے اپنی بیاض (کناشہ) "راحت الطبیب" میں ذکر کیا ہے کہ شہدہ کے حلقوں کو زنگار سے اس طرح داغ دیں کہ زرد آب خشک ہو جائے پھر ان میں زنگار بھر دیں۔ جالینوس قاطا جانس میں کہتا ہے کہ اس غرض کے لئے عمدہ زنگار قبرسی ہے اس طرح کے سعفہ کے باب میں اس نے خصوصیت سے کہا ہے کہ اس علت کے جاتے رہنے کے بعد بالوں کے اُگنے کی امید نہیں ہوتی کیوں کہ اس سے کھال کے اندر بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر جالینوس نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ وہ حمام میں گیا تو وہاں شہدہ کے ایک مریض کو پایا۔ اس نے مریض سے حال دریافت کیا۔ مریض نے تفصیل بیان کی کہ یہ مرض اس کو تقریباً ۱۴ برس سے لاحق ہے گرما میں جاتا رہتا ہے اور سرما میں عود

کرآتا ہے۔ مریض کے اس بیان سے جالینوس نے اندازہ لگایا کہ مریض کے فضلات کو خشک کرنے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس مریض کو حمام سے "حلادہ" لوہاری کی جانب منتقل کیا اور پابند کیا کہ خشک غذاؤں (یعنی رطوبات سے خالی) پر اکتفا کرے۔ کچھ مدت کے بعد فصد کھول کر سر کا استفراغ کیا۔ نہایت قلیل عرصہ میں مریض صحت یاب ہوگیا۔

اس مرض کی ایک نوع "روس الابر" ہے جو بالوں کی جڑوں یعنی مسامات کے اندر ظاہر ہوتا ہے۔ مسامات متورم ہو جاتے ہیں اور بال اس طرح کھڑے ہو جاتے ہیں جیسے کہ سوئی (ابر) جن غلیظ فضلات سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے وہ شدید اور حار ہوتے ہیں۔ اس کا علاج استفراغ سے کرنا چاہیئے اور استفراغ میں مقررہ اصول وضوابط ملحوظ رکھے جائیں۔ دوسرا علاج یہ ہے کہ بالوں کو اچھی طرح مونڈ دیا جائے یہاں تک کہ ان کی جڑیں ظاہر ہو جائیں۔ پھر ان مختلف مقامات پر بغیر پچھنے کی سنگھیاں لگائیں اس عمل سے تیل جیسی رطوبت خارج ہوگی۔ جب رطوبت پورے طور سے نکل جائے اور مزید نکلنا بند ہو جائے تو دوسری مرتبہ سرکہ کے ہمراہ سنگھیاں کھینچیں تاکہ بالوں کی جڑیں نکھر جائیں۔ یا پھر یہ دوا لگائیں۔

روغن گل (خالص) سرکہ میں پروردہ۔ یہ روغن سرکہ بھی کہلاتا ہے۔ تیاری کی ترکیب یہ ہے کہ ۴۰۰ گرام سرکہ پتھر کی ہانڈی میں ڈالیں پھر اس پر ۷۰ گرام روغن گل ڈالیں اور پکائیں یہاں تک کہ سرکہ جل کر تیل رہ جائے اس میں سے ۳۵ گرام تیل لیں اور فرفیون ۵۰۰ ملی گرام، شیطرج (شیطرج ہندی) ۵۰۰ ملی گرام کہربا (جو جوز ہندی کا گوند ہے) ۵۰۰ ملی گرام، راتیانج (یعنی صنوبر کا گوند) ۵۰۰ گرام، قرطاس مصری سوختہ، چینی سیاہی ۷۵، ۱ گرام، حب اترج سوختہ ۷ گرام تخم ہلیلہ سوختہ، روسیخج ۷۵، ۱۔

یہ دوا "دواء روفس" کہلاتی ہے۔ حنین بن اسحاق کہتا ہے کہ اس میں ودع (کوڑی) سوختہ اور ہڑتال اضافہ کریں۔ ابن سیّار نے ہڑتال کو اپنے تجربات میں بیان کیا ہے اور غالباً اسی وجہ سے حنین بن اسحاق نے اپنے نسخہ میں اس کا اضافہ کیا ہے۔ الغرض تمام دواؤں کو کوٹ کر مذکورہ تیل میں گھوٹ دیں۔ اور سنگھیاں لگانے کے بعد اس کو طلاء کریں۔ عموماً ایک وقت طلاء کرنا ہی کافی ہوتا ہے۔ میں نے ایک[1] وراق لڑکے کا علاج اہواز میں کیا ہے جو اسی علت میں مبتلا تھا۔ ابتداً کئی علاج کئے لیکن کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ جب اس پر مدت گذر گئی تو میرا ذہن بالوں کو اکھاڑنے کی طرف منتقل ہوا۔ اس تدبیر سے وہ اچھا تو ہوگیا لیکن بال بہت کمزور تھے۔

---

[1] "وراق" کاغذ فروش، کاغذساز۔
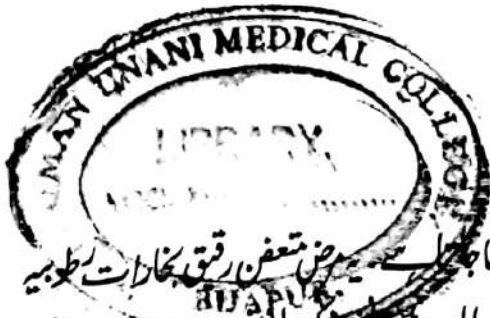
اس مرض کی ایک قسم ہے جس کو نخالہ (بھوسی) کہا جاتا ہے۔ یہ مرض متعفن رقیق بخارات رطوبیہ متکرجہ (پھپھوندی والی) سے ہوتا ہے یعنی جب رطوبت مسامات میں [illegible] ہے اور بیرونی ہوا اس کو خشک کر دیتی ہے تو بالوں کی جڑوں میں نخالہ (بھوسی) کی ایک پرت بن جاتی ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایارجات سے استفراغ کریں۔ غذا کی اصلاح کریں اور اسے ایسی موافق ومعتدل بنائیں کہ اس کی کیفیت بیماری کی کیفیت کے مخالف ہو جائے جالینوس نے ذکر کیا ہے کہ یہ بیماری صرف ان لوگوں کو لاحق ہوتی ہے جن کے معدہ میں رطوبات ہوں اور جن کے دماغ کا مزاج رطوبی ہو۔ اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ مرض تمام بدن میں بھی ہو سکتا ہے لیکن زیادہ تر سر اور ابروں میں ہوتا ہے۔ یہ بیماری سر کی جلد کے امراض میں سب سے زیادہ غیر مضرت رساں ہے۔ جلد کو درست کرنے کے لئے آرد کرسنہ (حب البقر) کو لعاب اسپغول میں ملا کر سر پر لگائیں۔ بعد خشک ہونے کے حمام میں لُبّ بطیخ سے دھو ڈالیں بشرطیکہ وقت موزوں ہو ورنہ پسے ہوئے تربوز کے بیج اور چنے کے آٹے اور اس کی بھوسی سے دھو ڈیں۔ اس تدبیر سے مریض صحتیاب ہو جائے گا۔

روفس کہتا ہے کہ اس مرض کی ایک قسم طلق (ابرک) کہلاتی ہے۔ اس میں بھوسی چمٹی ہوئی بمقدار کثیر اور چمکدار ہوتی ہے جیسے ابرک کے ٹکڑے ہوتے ہیں۔ اس کا ازالہ مشکل ہوتا ہے گاہ بال ضائع ہو جاتے ہیں اگر یہ مطلق ہو جائے تو ایسی صورت میں استفراغ کے بعد سر پر بال نہ چھوڑیں۔ سر پر افسنتین اور اسقولوقندریون میں پکایا ہوا سرکہ لگاتے رہیں۔ جب اس طلاء کے بکثرت استعمال سے دماغ کے مزاج میں یبوست ظاہر ہو جائے تو طلاء روک دیں اور دماغ کے مزاج کو غذاؤں سے اور اس سعوط سے جو دماغ کے مزاج کو مرطب کرنے کے لئے اوپر بیان کیا جا چکا ہے رطوبت پہنچائیں۔

اس مرض کی ایک اور قسم عجرہ (گانٹھی۔ گرہ) کہلاتی ہے۔ یہ دنبلوں اور زخموں کے مانند سر کی جلد پر نمودار ہوتے ہیں۔ پھر ان پر سختی آتی ہے اور بند ہو کر غدود جیسے بن جاتے ہیں۔ کچھ مدّت کے بعد تحلیل ہو کر خشک ہو جاتے اور دوسری جگہوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ جالینوس کہتا ہے کہ اس مرض میں مچھیروں کے بچّوں کو بکثرت مبتلا ہوتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ اس قول سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لیسدار لحمی بخارات غلیظہ کے سبب سے ہوتا ہے۔ اس کا علاج بھوکا رکھنا اور غذا کی اصلاح کرنا ہے۔ مریض کے سر پر محلل جڑی بوٹیوں کے پانی سے نطول کریں یعنی وہ پانی جس میں جڑی بوٹیوں کی مقدار غالب ہو۔ نیز دونوں پنڈلیوں کی حجامت کریں کیوں کہ تغذیہ کی کمی اور بدن کے زیریں جانب مادہ کے جذب ہونے سے مرض زائل ہوگا۔

میں نے اہواز میں ایک کنیز دیکھی جو اس مرض میں مبتلا تھی۔ میں نے اسے اصلاح غذا کا مشورہ دیا۔ مرض تھوڑی سی کوشش سے جاتا رہا۔ بڑی عمر والوں کو اور جن کی حرارت کم ہو چکی ہو ان کو بھی یہ مرض لاحق ہوتا ہے لیکن بہت کم۔ البتہ بچوں میں بکثرت ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس مرض میں دونوں کانوں پر شگاف لگانا مفید پڑتا ہو لیکن میں نے کتابوں میں اس کا ذکر نہیں پایا۔ حنین بن اسحاق نے اپنی کتاب الحشائش میں اس مرض کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ جو بوٹی "فیلگوش" کے نام سے مشہور ہے اسے پکا کر اس کا پانی نچوڑ لیں اور مریض کے سر پر ڈالیں تو غدود کو تحلیل کر دیتا ہے۔

باب (۷)

بالوں کا بگاڑ

بالوں میں ایک ایسی بیماری بھی ہوتی ہے جس کو شقاق الشعر (بال کا چر جانا) کہتے ہیں۔ اس کے دو اسباب ہیں۔ ایک خارجی اور دوسرا داخلی۔ یہ مرض ان دونوں میں سے کسی ایک سے لاحق ہوتا ہے۔

پہلا سبب جو خارجی ہے اس میں دھوپ میں چلنا، شورہ آمیز غبار میں سے گزرنا کھارے میٹھے گرم اور سرد پانی کا اختلاف اور گاہے حمام میں کھارے پانی کی شدید لگ وغیرہ شامل ہے۔ اس کا علاج جب کہ مریض صحیح المزاج ہو یہ ہے کہ مذکورہ اسباب سے اس کو بچائیں اور سر پر روغن نیلوفر یا روغن بنفشہ یا روغن کدو لگائیں۔ نیز روغن لگانے سے قبل سر کو خطمی سبز لعاب اسپغول میں ملاکر دھوئیں۔ کبھی اس مرض کا علاج آرد باقلہ اور آرد نخود سے دھوکر کیا جاتا ہے۔ اس تدبیر کے بعد بھی مرض کا زائل ہونا دشوار ہو تو حمام سے نکلنے کے بعد بالوں کے سرے کتر دیئے جائیں پھر تدھین کریں۔ یا ایک لوہے کی مجلی تختی لے کر گرم کریں اور اس پر روغن بنفشہ ڈالیں جب دھواں اٹھنے لگے مریض کے سامنے لائیں (یعنی دھونی دیں) یہ تدبیر سبب کو دور کرنے کے بعد اگر کریں تو مرض بہت جلد زائل ہو جاتا ہے۔

دوسرا سبب جو داخلی ہے یہ ہے کہ تیز قسم کے مائل ملوحت (نمکینیت) وحرافت (چرپراپن) فضلات بالوں کی غذا بنتے ہیں اس سے بالوں میں یبوست آجاتی ہے اور وہ پھٹ جاتے ہیں۔ اس کا علاج ممکن ہو تو حسب دستور استفراغ کرائیں بعد استفراغ شیر خر (گدھی کا دودھ) پلائیں۔ جالینوس نے

ذکر کیا ہے کہ لطلوس کے سر کے بال اس خلط شور کی وجہ سے جُھڑ گئے تھے جو اس کے خون میں پیدا ہو گیا تھا۔ اس کا متعدد مرتبہ استفراغ کرایا گیا لیکن استفراغ کے ساتھ ساتھ تشقق (چرنا) بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ مجھے علاج کرنے کا موقعہ ملا۔ اس وقت میری عمر ۱۸ سال تھی۔ اوّلاً میں نے غذا کی تعدیل کی۔ یعنی ایسی غذائیں تجویز کیں جو بدن میں کیفیات شیریں اور رطوبات شیریں پیدا کرنے والی ہوں۔ پھر میں نے مریض کو گدھی کا دودھ (لبن الاتن) پلایا۔ مرض جاتا رہا اور کثیر بال اُگ آئے۔ میں نے یہ واقعہ اس کتاب میں پڑھا ہے۔ جو جالینوس کی طرف منسوب ہے۔ یہ اس کا سفر نامہ ہے۔ یہ مرض بھی سبب مرض معلوم ہو جائے تو تیزی سے زائل ہو جاتا ہے۔

ابن سیار کہتا ہے کہ یہ مرض جرجیس کو لاحق ہوا اس کا سبب یہ تھا کہ وہ نمکین ٹڈیاں کھایا کرتا تھا۔ میں نے اس بیماری کے ظاہر ہونے کے بعد اس کو مستقل طور سے ہلیلہ کا مربہ کھلایا اور بالوں کو برگ شفتالو اور خطمی کے ہمراہ دھوتا رہا۔ مرض جاتا رہا۔

بالوں میں ایک اور مرض پیدا ہوتا ہے جس کو نمعرست (چکنائی کا بگاڑ) کہتے ہیں۔ اس میں بال ایسے نظر آتے ہیں جیسے کہ ان میں بگڑا ہوا تیل لگا ہو عمامہ یا ٹوپی پہن لی جائے تو وہ بھی میلے اور روغنی ہو جاتے ہیں۔ اس مرض کا نام دغوتہ (دودھ کا جھاگ) بھی ہے کیوں کہ یہ اس چکنائی کے جھاگ کی صورت ہو جاتا ہے جس سے بالوں کا تغذیہ ہوتا ہے بالوں کے تغذیہ کے بعد فاضل حصّہ ان بخارات کے ساتھ خارج ہونے لگتا ہے جو سر یعنی بالوں کی جڑوں میں موجود ہوتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ حسبِ دستور ایارجات سے استفراغ کرائیں اور ایسے مقوی اطریفلات جو ایارجات سے تیار کئے گئے ہوں۔ نیز وہ دوائیں جن سے معدہ اور دماغ کا تنقیہ ہوتا ہے انھیں استعمال کرائیں۔ بیرونی طور پر سر کو برگ حنا اور برگ خبازی سے دھوئیں۔ بعد ازاں وہ تیل لگائیں جو روغن زیتون میں آب حصرم (ہرا انگور) ملا کر بنایا گیا ہو یا نوشادر اور بیری کے پانی سے دھوئیں خربوزہ کے موسم میں تخم خربوزہ اور مغز خربوز سے دھوئیں یا وہ پانی ڈالیں جس میں برگ آس، جوز سرو، جفت بلوط اور زیادہ مقدار میں سبوس گندم ہو۔ ابن ابرونا بواسطہ کہتا ہے کہ جب یہ بیماری حامد بن العباس کو لاحق ہوگئی تھی تو میں نے اس کا علاج اس طرح کیا کہ بعد از استفراغ دھوئے کے پانی سے ایک بار پھر گھسے ہوئے بادام کے پانی سے چند بار دھویا۔ مرض جاتا رہا لیکن بعد میں بالوں کے مزاج میں خشکی بڑھ جانے کی شکایت لاحق ہوگئی۔ ابن سیار کہتا ہے میں اشنان کو ایک شیشی میں جلا کر اس کی راکھ میں سرکہ اور لعاب اسپغول ملاتا اور سر کو اس سے دھوتا ہوں تو اس کا نہایت عمدہ اثر ظاہر ہوتا ہے جب مریض غلیظ اور سخت غذاؤں سے پرہیز نہیں کرتا ہے تو یہ مرض بہت عرصہ تک زائل نہیں

ہوتا۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بالوں کے سروں میں نرمی ظاہر ہوتی ہے ایسا لگتا ہے جیسے کہ نصف بال باریک اور نرم اور اس کا نصف آخر موٹا اور سخت ہو گیا ہے۔ یہ مرض صرف خارجی سبب سے لاحق ہوتا ہے یعنی مریض ان دو مقامات میں سے کسی ایک جگہ قائم رہا ہو گا۔ یا سمندر کے قریب یا چونے اور لوہاروں کی بھٹی کے قریب یا اسی قبیل کے وہ مقامات جہاں آگ دہکائی جاتی ہے۔

سمندر کے قریب کی فضاء میں ایسی خاصیت ہے جو بالوں کے صحیح تغذیہ میں مانع ہے اقریطن نے اس کو کتاب الزینۃ میں ذکر کیا ہے۔ جو لوگ بحری سفر کرتے رہتے ہیں۔ ان کے بال مختلف القوام اور پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ پھر جب بال اپنی جڑوں سے غذا حاصل کرتا ہے تو اس کا اوپر حصہ (سمندری) ہوا کے لگتے رہنے سے طبعی تغذیہ سے محروم رہتا ہے اور وہ باریک و نرم ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال پودوں جیسی ہے جو زمین سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں۔ ان کی جڑ موٹی ہو جاتی ہے اور اوپری حصہ باریک رہتا ہے۔ اس کا سبب ہوا کا فساد بوجہ غلبہ حرارت ہے چنانچہ کثیر الغذا حصہ موٹا اور بقیہ حصہ کمزور پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح بال جب ان کا نچلا حصہ غذا سے مخصوص ہو جائے تو جڑ موٹی اور ان کے سرے باریک ہو جاتے ہیں۔

اس کا علاج سبب کو دور کرنا ہے۔ پھر اگر ازالہ سبب کر کے بالوں کے سروں کو تراش دیں تو بال سیدھے اُگ آتے ہیں۔ اگر سبب کا دور کرنا ممکن نہ ہو تو روغنیات سے بالوں کی اصلاح کریں۔ میں بصرہ میں اہل عبادان و سامان کو اس مرض کی کثرت سے شکایت کرتے دیکھتا تھا۔ میں نے ان لوگوں سے تفصیل پوچھی تو بیان کیا کہ یہ مرض ان کے یہاں بہت مشہور ہے۔ بعض نے بتلایا کہ وہ سیف (ساحل بحر) کے رہنے والے ہیں۔ یہ مرض لوہاروں کو اور بھٹیوں کے پاس رہنے والوں کو زیادہ لاحق ہوتا ہے۔ میں نے اس مرض کی اصلاح کے لئے روغن بنفشہ سے بڑھ کر مفید چیز نہیں دیکھی ازالہ سبب کے بعد یہ تمام دواؤں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بال اُگنے میں دشواری ہوتی ہے اور بعض لوگوں کے داڑھی کے بال اُگنے میں تاخیر ہوتی ہے۔ یعنی جو وقت (عمر) داڑھی نکلنے کا ہوتا ہے وہ گذر جاتا ہے۔ یہ تاخیر ان تین اسباب میں سے کسی ایک کے باعث ہوگی۔ قلت غذا جو بدن میں خشکی پیدا کر دے۔ قلت فضلات یا جلد کا ایسا موٹا پن جو مسامات کو اس قدر تنگ کر دے کہ مسامات نظر نہ آئیں۔ ایسی جلد والے شخص کے جسم سے پسینہ نہیں نکلتا اور وہ دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے کیوں کہ فضلات تحلیل نہیں

ہونے پاتے ایسی صورت کے پیدا ہونے کا بڑا سبب آدمی کا ایسے کام (پیشہ) میں مشغول ہونا ہے جو اس کی جلد کو خشک مسامات کو تنگ اور فضلات کو تحلیل ہونے اور خارج ہونے سے روک دے۔ مثلاً وہ لوگ جو برف کے کنووں میں کام کرتے ہیں یا وہ لوگ جو پہاڑ کی چوٹیوں پہ یا برفیلے اور شدید سرد مقامات پر بغیر حفاظتی تدابیر کے رہتے ہیں۔

علاج:- مرض اگر فضلات کے باعث ہو تو اس کے موافق تدبیر کریں اور بدن کی ترطیب کرنے والی اس کی حرارت کو قوی اور خون کو بڑھانے والی غذائیں دیں۔ مثلاً ایک سالہ بکری کے بچہ کا گوشت، چوزوں کا گوشت اور ممزوج مشروبات وغیرہ نیز جماع سے پرہیز کرائیں۔ یہ علاج ایسی صورت میں ہے جبکہ مریض کا معدہ معتدل ہو اور اگر حار و خشک ہو تو ایسی غذاؤں پہ اکتفا کریں جس میں غلظت اور لیسدار پن ہو۔ جیسے بچھڑے کو گوشت اور گائے کے پائے وغیرہ وغیرہ مشروبات میں متوسط حرارت والی چیزیں دیں۔ کیوں کہ بدن کی ترطیب اور قوت حرارت دونوں بالوں کو نکالنے والی ہیں۔ اور جس مقام پہ بال اُگانا مقصود ہو وہاں یہ دوا طلاء کریں۔ بطخ کی چربی قدرے موم اور زوفا رطب ملیں ملا کر پگھلالیں۔ پھر آگ سے اُتار کر تھوڑا اسا فسیا (جدید) اور تھوڑی فرفیون رطب لے کر ملالیں سب دواؤں کو گھوٹ کر طلاء بنالیں۔ پھر بال اُگانے کے مقام کو ہتھیلی سے اتنی دیر تک رگڑیں کہ جلد سُرخ ہو جائے اور تھوڑا سا طلاء نہایت آہستگی کے ساتھ لگادیں۔ اگر طلاء سے جلد متغیر ہو جائے اور گرم ہو کر بثور آجائیں تو طلاء روک کر روغن گل لگائیں۔ جب گرمی کم ہو جائے تو دوبارہ طلاء لگائیں یہ عمل اس وقت تک جاری رکھیں کہ بال ظاہر ہو جائیں۔ اگر بالوں کی نمو میں ضعف ہو یا وہ سفید اگ رہے ہوں تو ان کے سرے قینچی سے کاٹ دیں اور وہ روغن آملہ اور روغن آس لادن والا لگائیں جس کا نسخہ پہلے گزر چکا ہے۔ اگر بالوں کا نہ اُگنا جلد کے بگاڑ (زعاد) اور پیدائشی طور سے مسامات کی تنگی کے باعث ہو تو علاج میں بڑی دشواری ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ جلد کو نرم، کشادہ اور ڈھیلا (تمریخ) کرنے کے لئے آبزن میں بٹھائیں۔ پہلے مرحلہ میں حار و رطب غذائیں دیں پھر آخر میں حار و یابس جلد کو ہمیشہ کُھردرے کپڑے سے نرمی سے رگڑتے رہیں اور یہ طلاء لگائیں۔ بط کی چربی۔ مُرغابی کی چربی سُرخاب کی چربی۔ ان تمام چربیوں کو چنبیلی کے تیل یا روغن خیری یا روغن سوسن میں پگھلا کر موم کی طرح گاڑھا کرلیں۔ اس کے بعد تھوڑی سی فرفیون، صمغ سداب و بادام تلخ پیس کر ملالیں اور مقام مرض پہ طلاء کر کے ایک دن رات چھوڑ دیں۔ اس کے بعد ہر روز بلا وقفہ طلاء کرتے رہیں۔ بعض فضلاء نے معتصمی نامی طلاء کا ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ معتصم ترکوں کا بے حد مشتاق اور اس پہ فریفتہ تھا بعض علماء کی جانب میلان

رکھتا تھا یہ گنجا تھا، کسی طبیب نے یہ ذمہ داری ڈال رکھی تھی کہ اس کے ہاتھوں اور زیر ناف بال اُگائے چنانچہ اس نے حسبِ ذیل علاج دریافت کیا، موم، سادہ روغن اور زوفا، رطب کو ملاکر مریض کے تمام بدن پر مالش کریں۔ پھر حمام میں لے جائیں۔ جسم کو چادر سے اس طرح ڈھانک دیں کہ پسینہ آجائے۔ جب پسینہ آنے لگے تو چادر ہٹاکر بدن پر کثیر مقدار میں نیم گرم مسلسل پانی دھارتے رہیں۔ اس تدبیر سے جب بدن تر ہو جائے تو اس طلاء کو لگائیں۔ سنکھ کی راکھ۔ فربیون کی راکھ۔ کوہی سداب کی جڑوں کی راکھ سب ہم وزن بکری کے کھُروں کی راکھ۔ گندھک گھسا ہوا۔ صدف احمر۔

سب کو ملاکر سرکہ میں کوٹیں اور تھوڑا سا روغن زیتون ملاکر متواتر طلاء کریں۔ اس سے جس مقام پر چاہیں بال اگ آتے ہیں یہ علاج اور تدبیر جس نے بنائی ہے اس نے کہا ہے کہ اس تدبیر اور طلاء سے ہتھیلی تک میں بال اگ سکتے ہیں بالوں کا نہ اُگنا اگر کسی پیشے کے سبب سے ہو تو اس سے روک کر ایسے پیشہ میں مشغول کرائیں جو اس کا عکس ہو۔ جلد کی بھی اضداد سے اصلاح کریں۔ یعنی تسخین ہو تو تلین اور تلین ہو تو تسخین کریں اگر یہ امر دشوار ہو تو مذکورہ طلاء میں سے کوئی ایک طلاء لگائیں اقرنطن کہتا ہے کہ بالوں کو اگانے اور ان کی افزائش کے لئے خصوصًا داڑھی کے بال اگنے میں دیر ہو جائے تو یہ طلاء لگائیں۔ ایک انڈا لے کر اس کے سر میں سوراخ کریں اور خالی کریں پھر نمک اور پانی سے دھوکر صاف کریں۔ بعد ازاں اس میں چنبیلی کا تیل بقدر نصف انڈے کے بھر دیں پھر اگر فرفیون ۵۰۰ ملی گرام۔ جندبیدستر ۵۰۰ ملی گرام، لب پنبہ دانہ ۵۰۰ ملی گرام، مشک ۵۰۰ ملی گرام، لادن ۵۰۰ ملی گرام، گوند (بہتر گوند ببول کا ہے) ڈال کر اتنا پکائیں کہ مخلوط ہو جائیں جب ٹھنڈا ہو جائے استعمال کریں۔ اگر کوئی شخص اس کو بطور تلفیف (گھنیرا بنانا) استعمال کرنا چاہے تو استعمال کر سکتا ہے کہ یہ بال اگانے والی دوا ہے۔

باب(۸)

سر کا جلدی تشنج

یہ ایسی بیماری ہے جو شدید خُشکی کے سبب پیدا ہوتی ہے۔ اس میں سر کی جلد ایسی محسوس ہوتی ہے گویا کہ سمٹ آئی ہے اور اس میں نہروں کی مانند راستے بن گئے ہیں۔ بقراط کہتا ہے کہ یہ مرض زیادہ تر ایک خاص ملک کے لوگوں کو ہوتا ہے۔ اس ملک کا نام بھی اس نے بتایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ دھوپ میں کام کرتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ مریض کو ہر طرح کے استفراغ سے روکیں۔ خواہ فصد دوا، جماع، قے یا اس کے مثل کسی بھی ذریعہ سے ہو۔ مریض کی مرطبات سے تدبیر کریں جس میں سعوطات مرطبہ جیسے عورت کا دودھ، روغن بنفشہ وغیرہ شامل ہوں۔ پھر جلد کی تمریخ (روغن لگا کر نرم کرنا) موم اور روغنیات سے کریں۔ سر پر کثیر مقدار میں نیم گرم پانی ڈالیں اور اس کو کسی وقت کُھلا نہ چھوڑیں۔ سر پر دودھ وغیرہ ملتے رہیں۔ بکری کا دودھ اور عورت کا دودھ بہت نافع ہے۔ جرجیس نے ذکر کیا ہے کہ وہ اس مرض میں تشنجی کیفیت کو دبائے رکھنے کے لئے ٹوپی کی طرح کا ایک آلہ استعمال کراتا تھا یا پھر کس کو عمامہ بندھواتا۔ نیز سر پر ہاتھ سے ہلکی دلک (مالش) بھی کراتا تھا۔ اور جب کبھی بالوں کو مونڈھنا چاہتا تو چونا استعمال کرتا۔ بعد ازاں تیل اور موم لگاتا تھا۔ یہ مرض سوائے حمالوں کے جن کا کام سر پر بھاری اشیاء اٹھانا ہے دوسرے لوگوں میں نہیں پایا گیا۔

باب (۹)

سر کی سُرخ پھُنسیاں

اس مرض کی علامات میں سے یہ ہے کہ جب سر منڈایا جاتا ہے تو سر کی جلد نہایت سُرخ تقریبًا سیاہی مائل نظر آتی ہے۔ جب جلد پر ہاتھ پھیرا جائے تو چھونے والا تکلیف محسوس کرتا ہے۔ کبھی جلد کا رنگ کپڑے کی سیاہی کی مانند ہوجاتا ہے۔ جالینوس نے ذکر کیا ہے کہ اگر قرحہ پڑ جائے تو صحت ہونا ممکن نہیں ورنہ استفراغ اور موافق تدابیر سے علاج کرنے سے صحت ہوجاتی ہے۔

کبھی اس مرض میں ہمیشہ کھجلی ہوتی ہے اور کبھی مقام مرض سے جلد کے چھلکے نکلنے لگتے ہیں۔ اس کا علاج حسبِ دستور اسہال اور فصد ہے فصد کے لئے پیشانی کی فصد کھولیں اس کے بعد یہ طلاء لگائیں آب کدو۔ آب بید سادہ۔ آب برگ خبازی آب برگ خطمی یکجا کرلیں اور موم اور روغن بنفشہ کو علیحدہ ملا کر اس میں متذکرہ صدر پانی میں سے تھوڑا تھوڑا ڈالتے جائیں۔ یہاں تک کہ ایک بڑی مقدار اس میں جذب ہوجائے پھر ہاون میں ڈال کر قدرے کفِ دریا اور ہڑتال سوختہ ملاکر کوٹیں۔ بعدہ انڈے کی سفیدی ملاکر اس قدر پھینٹیں کہ مخلوط ہوجائے۔ پھر مقام مرض پہ جہاں جہاں سُرخی ہو اچھی طرح طلاء کریں اور تین دن تک چھوڑ دیں۔ تین دن کے بعد گرم پانی اور سرکہ سے (سر کو) دھو کر صاف کرلیں اور پھر یہی طلاء لگائیں۔ اسی طرح اعادہ کرتے رہیں۔ اگر مقصد میں کامیابی ہوجائے تو ٹھیک ہے ورنہ تانبہ کا بُرادہ لے کر اس پر پانی چھڑکیں اور ایک مقام پر رکھ چھوڑیں کہ ہوا نہ لگنے پائے۔ جب خمیر اٹھ جائے تو اس کا

زنگار لے کر سرکہ اور شراب میں کوٹیں اور کوٹتے وقت تھوڑا سا روغن بنفشہ ٹپکاتے جائیں پھر مقام مرض پر طلاء کریں اور دیکھتے رہیں کہ زخم نہ پڑنے پائے۔ اگر زخم پڑ جائے اور گوشت خراب ہو جائے تو طلاء روک دیں۔ جب زخم مندمل ہو جائے تو پھر اعادہ کریں۔ میں نے اس مرض میں منخرین اور ساقین کی فصد کھولنے کے باعث ایک جماعت کو صحت یاب ہوتے دیکھا ہے۔ رہا چہرہ پر اس سے پڑنے والا زخم یا داغ تو اس کا اچھا ہونا دشوار ہوتا ہے کیوں کہ وہاں جلد پتلی اور کھال نازک ہونے کے سبب اس کا پیوست ہونا مشکل امر ہے۔ ایسی صورت کیا علاج کرنا چاہیے اس کا بیان چہرہ کے امراض میں ہوگا۔

باب (۱۰)

قروح ساعیہ دوڑنے والے (زخم)

سر کے کسی حصّہ یا کسی بھی مقام پر ایک پھُنسی نمودار ہوتی ہے اور اس سے پیپ یا ریم نکل کر بہتی ہے۔ جہاں جہاں اس کا مواد جاتا ہے وہاں زخم پڑجاتا ہے اگر چہرہ یا پیشانی پر بہہ نکلے تو وہاں بھی زخم ڈال دیتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مرض خلط فاسد لذاع (سوزاں) سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ خلط جب سر کی طرف جاتی ہے تو ایسی سوزش پیدا کر دیتی ہے جیسے سرکہ کو زمین پر ڈالتے ہیں تو زمین کو جلا ڈالتا ہے۔ یہ مرض، مرض نملہ کے مماثل ہے کیوں کہ ایسی سوزاں اور اکال خلط، صفرا اور جوش خون سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ مرض زیادہ تر ان لوگوں کو ہوتا ہے جو کثیر مقدار میں مٹھائیاں، بادام گرم تر کاریاں یا پُرانی نمکین مچھلی کھاتے ہیں۔

اس کا علاج ممکن ہو تو فصد سے یا دوا سے بذریعہ استفراغ کریں اور مقام مرض پر یہ طلاء لگائیں جو مرض کو ایک یا دو دفعہ میں زائل کر دیتا ہے۔ تخم مشمش لے کر اسے جلالیں۔ ہلدی، مردار سنگ، گُل حنا یا حنا سوختہ، بیخ کبر، ان سب کو پیس لیں اور تیل میں قدرے میعہ سائلہ کے ساتھ ملالیں۔ اس کو سر پر طلاء کرنے سے پہلے پھُنسی کو زخمی کر دیں تاکہ کچھ خون نکل جائے پھر طلاء لگا کر کچھ دن چھوڑ دیں میں نے اس مرض میں بارہا دیکھا ہے کہ جب طلاء لگا کر چھوڑ دیا گیا تو دوا خشک ہو گئی اور خشک ریشہ (کھرنڈ) بن کر اُکھڑ گئی کیوں کہ اس دوا کا اثر آگ سے جلانے کی مانند ہوتا ہے۔ پھر ایک مدت کے بعد وہاں بال

آگ آئے میرے نزدیک اس مرض کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس کا بیان ہو چکا اور دوسری یہ ہے کہ سر سے خشک ریشہ جھڑتا ہے تو اس کی جڑ میں زخم باقی رہتا اور اس سے زرد پانی رستا رہتا ہے۔ یہ مرض کی بدترین قسم ہے کیوں کہ اس میں کوئی دوا کارگر نہیں ہوتی۔ جب بھی طلاء لگایا جاتا ہے پانی کے رسنے کے باعث دوا نکل جاتی ہے۔ اس کا علاج پچھنے لگانا اور سرکہ و نوشادر کے ہمراہ سینگھیاں کھینچنا ہے۔ اگر کامیابی ہو جائے تو ٹھیک ورنہ بعد استفراغ کے جونک لگائیں۔ غذا میں پرہیز کرائیں اور وہ غذائیں تجویز کریں جو ناشف (جاذب رطوبات) ہوں جیسے طیہوج (پہاڑی تیتھو چڑیا مشابہ بہ چکور) قبج (کیک کا معرب چکور) اور قلایا سوختہ (سجی وغیرہ) اس سے بھی صحت نہ ہو تو "دیک بر دیک" یا "النار" سے داغیں اس کا نسخہ یہ ہے۔ ہیرا کسیس، پھٹکری، نوشادر، نمک اندرانی، ہڑتال تمام ہم وزن اور ان تمام کے وزن کا ۱/۴ ان بجھا چونا اور ۱/۲ حصہ قلی اشنانی لیں۔ ان سب کو ملا کر اچھی طرح پیس اور سرکہ میں گوندھ کر دھوپ میں خشک کرلیں۔ پھر دو تین بار سرکہ میں تر و خشک ہو جائے تو مزید مٹی لگائیں اور ایسا عمل دو تین دفعہ کریں جب مٹی خشک ہو کر شیشی کی شکل گول دستہ (الفہرہ۔ دوا پیسنے کا دستہ) کی طرح ہو جائے تو حمام کی بھٹی میں ایک دن رات ڈالے رکھیں اور دیکھتے رہیں کہ کہیں شیشی چٹخ کر پھٹ نہ جائے پھر نکال کر ٹھنڈا ہونے کے بعد مٹی باحتیاط تمام نکالیں کہ شیشی ٹوٹ نہ جائے کیوں کہ دوا شیشی کے جوف میں اکٹھا ہو جاتی ہے شیشی سے دوا نکال کر بحفاظت رکھ لیں۔ یہی دوا "دیگ بر دیگ" کہلاتی ہے۔ اسی دوا کو جالینوس نے استعمال کیا تھا اور یہی وہ دوا محرقہ ہے جو اس مرض میں اور بواسیر، گانٹھوں (دشمنہ) داؤ، مسّوں وغیرہ میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس کا طریقہ استعمال یہ ہے کہ ۳٫۵ گرام ان بجھا چونا اور قلی اشنانی ۷٫۵ گرام دونوں کو پیس کر ان پر ۵ گنا پانی ڈال کر پکائیں۔ یہاں تک کہ پانی ثفل سے کچھ اوپر روغن زرد کی طرح رہ جائے دوا کو اتار کر ٹھنڈا کرلیں اور لوہے کے برتن میں ڈالیں کیوں کہ یہ دوا شیشہ کو کھا جانے والی ہے۔ جب طبیب کسی چیز کو جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ (یعنی مسہ وغیرہ کو) جلانا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس تیل میں سے ایک نقطہ یا دو نقطہ کی مقدار میں مقام مرض پر لگائے اور ایک ساعت تک منتظر رہے غفلت نہ کرے کیوں کہ یہ تیل عصب اور رگ تک اتر کر اس کو جلا ڈالتا ہے۔ الغرض جب مقام مرض سے سیاہی مائل خون نکل آئے تو اس کو سرکہ اور پانی سے دھو کر تیل لگا دیں۔ اس سے زخم خشک ہو کر اچھا ہو جائے گا۔ اس عمل کا اعادہ اس وقت تک نہ کرنا چاہیے جب تک کہ زخم مندمل نہ ہو جائے نیز بدن پر جو بھی زائد چیز ہو (از قسم مسہ، گرہ وغیرہ) اس پر یہ تیل لگانے سے وہ زائل ہو جاتی ہے، سوائے سرطان کے، سرطان میں اس تیل کا استعمال درست نہیں یہ تیل نار جالینوس کے نام سے مشہور

ہے۔ یا مقام مرض کو داغ دیں بشرطیکہ مریض جلانے کے نشانات سے بدصورت نہ ہو جائے۔ یہ مرض ایسے مقامات پر ہوتا ہے جہاں بکثرت بال ہوتے ہیں۔ بالوں کو چونے کے تیل سے مونڈ دیں۔ چونے کے تیل کی تیاری کا طریقہ یہ ہے کہ چھانا ہوا چونا ۱۰.۵ گرام ہڑتال زرد ۱۰.۵ گرام اور کوڑی سوختہ ۳٫۵ گرام لے کر اس پر روغن شیرج (تل کا تیل) اتنا ڈالیں کہ دوائیں ڈوب جائیں۔ پھر ان کو خوب پھینٹیں اگر مزید تیل درکار ہو تو اضافہ کریں۔ بعد از آں تین ساعت تک دھوپ میں رکھیں۔ تیل اُوپر آجائے گا اور تلچھٹ نیچے بیٹھ جائے گا تیل کو صاف کرلیں۔ پھر جہاں کے بال نکالنا منظور ہو وہاں روئی یا کسی پر وغیرہ سے لگائیں۔ بال جڑوں سے نکل جائیں گے۔ مگر یہ ملحوظ رہے کہ جلد پر کہیں زخم وغیرہ موجود نہ ہو۔

باب (۱۱)

تبقّع (سُرخ وسفید دھبّے)

سر کی جلد کا یہ مرض شکل میں داء الثعلب کی مانند اور رنگ میں برص کی طرح ہوتا ہے جو جلد سر میں یکجا یا متفرق ٹکڑوں میں ظاہر ہوتا ہے گا ہے ایک ٹکڑا زخم کے نشان کی طرح سُرخ نظر آتا ہے اور دوسرا بہق کی طرح سفید دکھائی دیتا ہے۔ اس مرض میں اور داء الثعلب میں فرق یہ ہے کہ داء الثعلب میں مقام مرض کو مس کرنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کی سطح اپنی متصل جلد نیچے آرہی ہے اور اس مرض میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ جلد پر کوئی چیز چڑھ گئی ہے۔ ایک دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ داء الثعلب میں کھال نہیں اُترتی اور اگر اتاری جائے تو اتنی دیر تک سُرخی نہیں رہتی کہ اس کو بنظر تمام دیکھ سکیں۔ برخلاف اس کے تبقع میں یہ سُرخی بڑی دیر تک قائم رہتی ہے۔

یہ مرض دو اسباب سے لاحق ہوتا ہے۔ ایک مسامات کی تنگی سے دوسرے شدید قسم کے حریف (تیز) بخارات کی کثرت سے، جب اس قسم کے بخارات زیادہ ہوتے ہیں اور مسامات کی تنگی ان کے اخراج میں مانع ہوتی ہے تو بال جھڑنے لگتے ہیں اور جلد پھول جاتی ہے۔ اس کی صورت بالکل ایسی ہے جیسے جلد میں بخارات کی غلظت سے خون اکٹھا ہو جاتا ہے جیسے کہ مرض شری (پتی اچھلنا) یہ مرض ان امراض میں ہے جو ایک شہر میں ہوتے ہیں اور دوسرے شہر میں نہیں ہوتے جنس کے اعتبار سے انھیں علت بلدیہ کہتے ہیں مثلاً عرق مدینی مدینہ میں اور سیاہ داد مصیصہ میں اور دمامیل (دنبل) شہر زور میں اور کھجلی

8227

طبرستان میں ہوا کرتی ہے۔ جرجیس نے مجھ سے بیان کیا کہ اہل ایلہ کو ایک خصیہ کا ورم لاحق ہوجایا کرتا ہے۔ اس بیماری سے سوائے چند کے اور کوئی نہیں بچ پاتا۔ میں اس پر اکثر غور کیا کرتا تھا۔ یہ ورم زیادہ تر بائیں خصیہ کے اندر پیدا ہوتا ہے میں نے ایک اہل علم سے جس کو علکان مطبب کہتے ہیں سنا کہ قزوین میں گوڑکے کی ولادت تندرست حالت میں ہوتی ہے اور ابتدائی چار سال صحت کے ساتھ گذر بھی جاتے ہیں لیکن اس کے بعد اسے لثغہ (ہکلاہٹ) اور تمتمہ (تتلاہٹ) لاحق ہوجاتا ہے۔

ہر عضو کے اندر پیدا ہونے والی انوکھی بیماریوں کا جہاں ہم تذکرہ کریں گے وہاں مذکورہ امراض کے اسباب بھی بیان کریں گے بایں ہمہ انھیں کسی خاص شہر سے خصوصیت نہ دیں گے زیر بحث مرض کا علاج یہ ہے کہ جلد کے اندر پھیلاؤ پیدا کیا جائے اور اسے نرم کیا جائے آبزن اور نیم گرم پانی کا استعمال کرائیں مالش کرنے کے لئے مسکن تیلوں کا استعمال کریں۔ نیز اس گولی سے استفراغ کرائیں۔

ایارج فیقرا ۱۰ گرام، تربد ۲ گرام، غاریقون سیاہ اور ماہی زہرہ ۲۴۰ اور ۲۵۰ ملی گرام نمک سرخ ۵۰۰ ملی گرام، سقمونیا (سیب میں مدبر کی ہوئی) ۵۰۰ ملی گرام اور قدرے برگ اترج (ترنج)

ان سب کو پیس کر گوندھ لیں اور گولیاں بنالیں پرہیز کے بعد ان گولیوں کو مناسب وقت حسب دستور استعمال کرائیں خوراک دو دفعہ یا تین دفعہ۔

میرا مشاہدہ ہے کہ یہ مرض شگاف لگانے اور سرکہ سے دھونے سے بھی زائل ہوجاتا ہے ایسی حالت میں جب کہ استفراغ دوا اور فصد اصولی طور سے ممنوع ہو تو یہ طلاء لگائیں۔

قیسوم کی راکھ، پوست بندق ولادن کی راکھ سب کو پیس کر موم اور روغن خوشبوآمیز کردہ تیل یا اس کی جگہ جو دوسرے تیل استعمال میں آتے ہوں اس میں ملائیں یہ مرض عسیر العلاج امراض میں سے نہیں ہے۔ اس کا عمدہ علاج نیم گرم پانی کا استعمال ہے جو اوپر میں بیان کیا جاچکا ہے۔

باب (۱۲)

نعامہ (شترمرغ کا مرض)

یہ مرض سر کی جلد میں ہوتا ہے۔ سر کی پوری جلد پرندے کے پر اکھیڑے جیسی ہو جاتی ہے بال چھونے سے روئیں اور ریشم کی طرح نرم اور ملائم محسوس ہوتے ہیں اور بشرہ (جلد کا ظاہری حصہ) پکا ہوا اور زرد دکھائی دیتا ہے۔ یہ مرض اکثر و بیشتر شدید قسم کے امراض (امراض حادہ) جیسے سرسام و برسام کے بعد لاحق ہو جاتا ہے۔ بالخصوص اس وقت جب کہ ان دونوں امراض کے بخارات طویل عرصہ تک ٹھہر جائیں۔

مرض کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سر کے بالوں کا جھڑنا اور وہاں رووں کا باقی رہ جانا زیادہ تر شترمرغ میں ملتا ہے۔ اس لئے اسے شترمرغ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

میں نے بصرہ میں اس مرض اور اس کے معالجہ کے باب میں استفادہ کیا ہے۔ وہاں کے اطباء اس مرض سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ مرض داء الثعلب داء الحیہ اور داء السبع وغیرہ جیسے امراض کی طرح جانور کے نام سے موسوم ہے۔

اس مرض کا باعث بھی فساد مسام اور بشرہ کے مزاج کا بخارات فاسدہ سے بدل جاتا ہے۔ بالخصوص وہ حرارت فاسدہ جو امراض حارہ کے باعث پیدا ہوتی ہیں جب بخارات میں فساد پیدا ہوتا ہے تو بشرہ کا مزاج بدل جاتا ہے اور بال جھڑنے لگتے ہیں نیز جو غذا اس کی طرف پہنچتی ہے وہ

سخیف (کمزور) ہوتی ہے اور اس طرح بشرہ کی رنگت بدل جاتی ہے [illegible] کے مشابہ ہو جاتی ہے۔
اس کا علاج مسلسل سر کا مونڈنا اور روغن آس، روغن لادن، روغن آملہ اور روغن حب الغار لگانا ہے
ہم پچھلے اوراق میں روغن آس، روغن لادن اور روغن آملہ کی تیاری اور ان کا طریقہ استعمال بیان کر چکے ہیں۔
نیز اس کتاب کی جو قرابادین ہے اس میں بھی اس کو بیان کیا ہے۔ البتہ روغن حب الغار کی تیاری کا طریقہ
یہ ہے کہ حب الغار کو پانی میں جوش دے لیں۔ پھر اچھی طرح کوٹ کر اس پر نیم گرم پانی چھڑکیں۔ اس کے
بعد کسی وزنی شئے کے نیچے دبائیں تو تیل نکل آئے گا۔ تیل نکالنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حب الغار
کوٹ کر تل کے تیل میں جوش دیں پھر ان کو نچوڑ کر نتھار لیں۔ اس طرح اس کی قوت تیل میں آجاتی ہے۔
مریض کی غذاؤں کی اصلاح کریں اور خون کو عمدہ بنائیں مذکورہ تیلوں میں سے کسی تیل کے لگانے سے
صحت ہو جاتی ہے۔ جب (اصل) مرض دور ہو کر قوت بحال ہو جاتی ہے تو بال طبعی حالت پر اُگ
آتے ہیں۔

باب (۱۳)

سر کی چھوٹی جوئیں

جوئیں سارے بدن میں پڑ سکتی ہیں۔ صرف سر میں جوؤں کا پڑنا اس بات کی علامت ہے کہ جو اخلاط اس مرض کے موجب ہیں وہ سر کے ساتھ مخصوص ہوگئے ہیں اور بخارات کے ہمراہ سر کی طرف چڑھ کر جلد کے نیچے ٹھہر گئے ہیں۔ یہ (اخلاط) ایسی رطوبات ہیں جو پورے طور پر نہیں پکتیں، اسی لئے نہ تحلیل ہوتی ہیں نہ نفوذ کرتی ہیں نتیجتاً وہاں تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر اس عفونت میں کیفیت فاسدہ پیدا ہوتی ہے۔ کبھی یہ کیفیت حادہ (شدید) ہوتی ہے اور اگر تیز قسم کی ہو تو رطوبت گرم ہو کر اس کا کچھ حصہ پک جانے کے بعد مسامات سے خارج ہوتا ہے اور کچھ جلد کے نیچے باقی رہ جاتا ہے۔ اس میں دودی نام کی خارش پیدا ہوتی ہے۔ جس کے اندر صئبان (لیکھ) نما کیڑے ہوتے ہیں۔ ان کے پیدا ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ جب خلط متعفن و فاسد ہو جاتی ہے تو اس میں کیڑا پیدا ہوا کرتا ہے جیسے کہ عام مشاہدہ ہے کہ جب کوئی چیز گرم ہو کر متعفن ہو جاتی ہے تو اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ ہم کیڑے کی پیدائش کی علت کو اس کتاب کی سابقہ فصلوں میں واضح کر چکے ہیں۔

خارش ہونے کا سبب یہ ہے کہ خلط میں حریف اور فاسد کیفیت پیدا ہوتی ہے تو مسامات میں خراش ہونے لگتی ہے۔ اس کا علاج کھجلی اور اس کے اقسام کے باب میں آتا ہے اگر جلد کے نیچے رکی ہوئی رطوبت میں کیفیت حریفہ نہ ہو لیکن عفونت اور فساد ہو تو اس میں جوئیں پیدا ہوتی ہیں جو

ظاہری جلد پر نمودار ہوتی ہیں۔

اس کا علاج حسب دستور، عمر وغیرہ (مزاج، مقام وقت، عادت اور پیشہ) کا لحاظ کرتے ہوئے بدن کا استفراغ ہے۔ استفراغ سے بدن کا تنقیہ ہو جاتا ہے۔ مریض کو پرہیز بھی کرائیں تو جوؤں کی پیدائش بند ہو جاتی ہے۔

اطباء مارستان اس مرض میں جس دوا سے استفراغ کراتے ہیں وہ یہ ہے۔ حب ایارج فیقرا ۱ گرام، اسمالیوس (کاشم رومی) ۵ گرام، خربق سیاہ ۵۰۰ ملی گرام افسنتین ۱ گرام، سکبینج ۔۔۔۔۔۔ شراب میں دھوئی ہوئی ۱ گرام، دار چینی ۱ گرام، تخم کرفس ۱ گرام (کیوں کہ یہ ایارج میں قلیل مقدار میں ڈالی جاتی ہے) سب دواؤں کو پیس کر شراب میں گوندھیں۔ پھر ہر خوراک (جس کی مقدار ۱۲ گرام ہے) کے ہمراہ ہلیلہ زرد ۵۰۰ ملی گرام، سقمونیا ۵۰۰ ملی گرام ملا کر استعمال کرائیں۔

اطباء اس مرض میں ایسی اشیاء کے استعمال سے منع کرتے ہیں جو رطوبات پیدا کرنے والی ہوں اور تمام میوہ جات، خصوصاً انجیر کھانے سے بھی منع کرتے ہیں۔ انجیر کی ممانعت کرنے میں ابن سیار سے غلطی ہوگئی۔ ان کی ممانعت اس استدلال پر مبنی تھی کہ انجیر میں ایک ایسی قوت ہے جو وسخ (میل) کو عمیق بدن سے نکال کر ظاہر بدن سے ملا دیتی ہے جو اس مرض میں مبتلا مریض کے لئے افزونی مرض کا باعث بن جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بدن پرہیز اور استفراغ کی وجہ سے اوساخ (میل کچیل) سے خالی ہو جاتا ہے۔ لہذا اس کا عمیق بدن سے کھینچکر آنا ممکن نہیں ہوتا۔ جوؤں کے مارنے کے لئے یہ تیل تیار کریں۔ برگ دفلی (کنیر) ایک حصہ، حب النعار ایک حصہ، مویز منقی دو حصہ خبث فضہ ½ حصہ زیبق (پارہ) مقتول[1] ½ حصہ۔

ان سب کو سرکہ میں پیس لیں۔ پہلے سر کو مونڈیں پھر ایک بار یہ طلاء لگائیں۔ اگر دو مرتبہ لگایا جائے تو بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ کبھی پیدا شدہ خلط کی کثرت کے باعث فوری طور پر کامیابی نہیں ہوتی۔ ایسے موقعہ پر طلاء متعدد مرتبہ لگانا چاہئے۔ اگر اس سے بھی کامیابی نہ ہو ۵۰۰ گرام سرکہ میں ۵،۱ گرام تخم کرفس ۳،۵ گرام میعہ سائلہ ڈال کر خوب جوش دیں بعدہ ہمراہ روغن گل سر پر لگائیں۔ اس دوا کے استعمال کے وقت مریض کے دماغ کے مزاج کا لحاظ ضروری ہے۔ اگر رطب (تر) ہے تو بے اندیشہ استعمال کریں اگر یابس (خشک) ہو تو احتیاط سے کام لیں اور روغن بنفشہ و روغن کدو وغیرہ لگائیں۔

---

[1] زیبق مقتول۔ مارا ہوا پارہ

اسی قبیل کی ایک اور بیماری ہے جس کو قمل نسر (بڑی جوئیں) کہتے ہیں۔ یہ مرض بھی تمام بدن میں ہو سکتا ہے۔ اگر سر میں ہوتا ہے تو اس کا علاج دشوار ہوتا ہے۔ اس کا سبب جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ رطوبات کا فساد ہے۔ جب فساد عمومی حیثیت اختیار کر لیتا ہے اور خلط میں چکنائی کی مقدار بڑھ جاتی ہے تو جوئیں پڑ جاتی ہیں گا ہے ان جوؤں کا نصف حصہ خارج جلد پر اور نصف حصہ جلد کے اندر دھنسا ہوا ہوتا ہے اور وہ اسی طرح مر بھی جاتی ہیں یہی جوں قمل نصر کہلاتی ہے۔

اور بعض ایسے جاندار کیڑے ہیں جو بعض اعضاء میں پیدا ہو جاتے ہیں، جلد میں کئی مقامات پر سوراخ ڈال دیتے ہیں۔ اس مرض کو ثقب یا نقب (سوراخ یا روزن) کہتے ہیں۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ قمل نسر گدھ سے انسان پر آ پڑتی ہے اور آدمی کے پر گوشت مقامات میں گھس جاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہلدی اور پوست سمسم (تل) کو جلائیں اور سرکہ میں پیس کر جہاں جوئیں دھنسی ہوئی ہوں وہاں لگائیں۔ اس سے وہ ہلاک ہو جاتی ہیں۔ اور جو دوا ان کو باہر کھینچ لانے والی ہے کہ شوک النحل (شہد کی مکھی کا نٹا) سوختہ، املی میں پیس کر لگائیں تو کیڑے نکل پڑتے ہیں۔ اسی قبیل کی دواؤں میں مٹی کے ہمراہ بیل کا یا نیل گئے کا پتہ کسی عطر میں مثلاً عطر گلاب میں شامل کر کے ان مقامات پر لگائیں جہاں کیڑے دھنسے ہوئے ہیں تو وہ باہر نکل آتے ہیں۔ اسی طرح مٹی کو آب بہی میں گوندھ کر لگانا بھی یہی اثر رکھتا ہے۔ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ یہ مرض اگر اکثر اعضاء میں لاحق ہو گیا تو چمڑے پر سونے سے اور اس کے اطراف بہی کے ہمراہ اسی درخت کے جڑوں کی مٹی لگانے سے تمام کیڑے چمڑے پر نکل آتے ہیں ان کیڑوں کو ہلاک کرنے والی چیزوں میں سرکہ میں پسا ہوا نوشادر بھی ہے۔ اور جوؤں کے واسطے جو استفراغ ہے وہی اس کے لئے بھی ہے۔ یہ کتاب جس ڈھنگ پر لکھی گئی ہے اس کے لحاظ سے اس مرض کا بالتفصیل ذکر نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس کا درمیان میں ذکر آ گیا ہے اس لئے اختصار سے اس کو بیان کیا گیا ہے اور جو ہم نے اس کا علاج بیان کیا ہے، انشاء اللہ وہی کافی ہے۔

جن بڑی جوؤں کا ہم نے ذکر کیا ہے اس کو نسر کہتے ہیں جو اپنا نصف حصہ جلد کے اندر اور باقی نصف باہر رکھتی ہیں۔ اس کا علاج بھی عام جوؤں کے علاج کی طرح ہے اور طلا بھی تقریباً وہی ہیں۔ سر کو صاف کرنے کے لئے یہ دوا لگائیں۔ خبث ذہب و فضہ ½۳ گرام، مویز منقی ۱۸ گرام، عروق الکبر ۱۸ گرام برگ آزاد درخت[1] ۱۸ گرام، میعہ ۱۸ گرام، برگ کنیر ۱۸ گرام، کندش ۵ گرام ان سب کو سرکہ میں پکائیں

---

[1] آزاد درخت زہریلا درخت ہے اس کے پھل مشابہ زعرور کے ہوتے ہیں جامع المفردات ابن بیطار صہ ۲۲ ج ۱۔ صاحب محیط اعظم نے لکھا ہے کہ ہندی میں بکائن کا درخت ہے۔

کہ اچھی طرح کھولنے لگیں اور حشو (مسالہ) کی طرح ہو جائیں پھر اس کو مریض کے مزاج کی رعایت کرتے ہوئے باحتیاط سر پر لگائیں ہر تیسرے دن سر دھوئیں ایک دن اور رات کا وقفہ دیں۔ پھر اعادہ کریں۔ سر بھی ہر تیسرے دن مونڈ دیں اور جو دوائیں مرض اول الذکر میں نافع ہیں وہی خارش میں بھی نافع ہیں۔ کیوں کہ جو خلط کھجلی کا باعث ہے وہ وہی ہوتی ہے جو جوؤں کی پیدائش کا باعث بنتی ہے البتہ اس علاج میں اس قدر اضافہ ہے یعنی نمکین پانی، آب نطرون (بورق احمر) اور آب گندھک پلائیں اور اسی پانی میں بٹھائیں۔

یہ مرض (قمل نسر) اس مملکت کے ایک جلیل القدر شخص کو لاحق ہوگیا تھا۔ میں علاج کرتے کرتے تھک گیا۔ یہ شخص قلیل پرہیز کرنے والا اور ہمیشہ مضر چیزیں استعمال کرنے کا عادی تھا۔ جب اس کے سر اور سینہ کے بال مونڈے گئے تو جوؤں کا نصف حصہ صاف طور سے جلد کے اندر نظر آتا تھا۔ بقیہ نصف بال مونڈنے میں بالوں کے ساتھ نکل گیا اب کھجلی سے اُسے تکلیف نہیں پہنچتی تھی جب اس نے طبرستان جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو میں نے اس کو تاکید کی کہ جن چیزوں سے اس کو پرہیز کرایا گیا ہے ان پر طبرستان میں بھی پابند رہے اور دواؤں میں مذکورہ بالا گندھک والے پانی کو ہمراہ روغن بادام استعمال کرے نیز اس پانی میں بیٹھا کرے پانی میں بیٹھنے کے وقت ـــــ بنفشی یا کافوری سرمہ لگائے تاکہ تہیج (بھر بھراہٹ نہ ہونے پائے مریض اس پر کاربند رہا اور ۸ ماہ بعد جب عراق واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ صحتیاب ہوگیا ہے۔ جلد پر جو قشف (میل) اور پھنسیاں تھیں سب زائل ہوگئی ہیں۔ جلد نرم اور چمکدار ہوگئی ہے کئی برسوں تک میں منتظر رہا کہ کہیں یہ بیماری اس کو مکرر لاحق نہ ہو جائے لیکن (الحمد للہ) مرض نے عود نہ کیا یہ واقعہ اس کتاب کی تصنیف کے وقت آغاز کا ہے۔

اس واقعہ کے ایک زمانہ کے بعد میں نے بصرہ میں ایک عورت کو دیکھا جو اس مرض میں مبتلا تھی۔ اس کا علاج ایک شخص جس کا نام ابن ارزق تھا ذیل کے پانی سے کر رہا تھا۔

آب شبت، آب نطرون، آب گندھک خالص، نمک۔

وہ اس پانی کو مریض کے سر پر دن بھر میں ایک دفعہ ڈالتا یہاں تک کہ وہ عورت صحتیاب

لہ السبرود = ٹھنڈا سُرمہ۔

ہوگئی اور بال مونڈتے رہنے سے حسب سابق بال آگئے۔

اس مرض کے وقوع میں تمام ملک وشہر یکساں ہیں خاص کر گرم وتر شہروں میں اس کے لیے زیادہ استعداد ہوتی ہے۔ روفس نے بیان کیا ہے کہ قمل نسر جوں کی مانند مہلک جاندار کیڑا ہے جو گدھ سے جھڑتا ہے۔

باب (۱۴)

سر کا داد

مرض داد کبھی پورے سر میں پھیلا ہوتا ہے کبھی متفرق حصوں میں یہ مرض فساد رطوبت اور اس کی تیزی سے پیدا ہوتا ہے اور کبھی یہ فساد بلغم کے خون میں آمیزش کے باعث بھی ہوا کرتا ہے۔ گاہے داد سوداوی ہوتا ہے۔ یعنی خلط سودا میں تیزی پیدا ہو کر خون میں فساد پیدا ہو جاتا ہے جو باریک رگوں میں پہنچتا ہے اور انھیں پھاڑ کر جلد کی اوپری سطح پر آجاتا ہے اور اکثر گول شکل اختیار کر لیتا ہے اور شاذ و نادر مستطیل شکل کا بھی ہوتا ہے اس کی گولائی کا سبب یہ ہے کہ وہ ایک حصّہ کے رگ کے دہانے (قسم عرق) سے خروج کرتا ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ اس کے تمام اطراف سے مقامات صحیح و درست ہوتے ہیں۔ چنانچہ جس قدر آگ سے نکلتا ہے اسی قدر ظاہر ہوتا ہے پھر گول شکل میں پھیلتا جاتا ہے۔ کیوں کہ قریب کی جلد تمام اطراف سے برابر طور پر فاسد ہوتی ہے الا یہ کہ کوئی جانب سخت ہو جیسے کوئی نمایاں طاقتور عصب یا زخم کا سخت نشان ہو تو ایسے مقام پر مرض کو نفوذ کی قدرت نہیں ہوتی اور داد کی شکل ہلالی بن جاتی ہے۔

اس کا عمومی علاج خلط فاسد کے مطابق بدن کا استفراغ ہے سب سے بری قسم سیاہ سوداوی ہے اس مرض میں استفراغ کے لئے زیادہ تر مطبوخ افتیمون و مطبوخ افسنتین استعمال کیا جاتا ہے نسخہ یہ ہے۔

پوست ہلیلہ سیاہ پوست ہلیلہ کابلی، پوست ہلیلہ زرد ہر ایک ۳۵ گرام افسنتین رومی ۳۵ گرام، شاہترہ خشک ۵۲ گرام، سنا رمکی ۱۸ گرام سوسن آسمانجونی ۱۸ گرام، افتیمون اقریطی ۲۵ گرام، مامیران چینی ۱۸ گرام زبیب طائفی منقی ۵۲ گرام، سب کو ملا کر مطبوخ کی طرح پکائیں۔ یہ ایک خوراک ہے اس میں طساج کی سقمونیا ۵،۷۳ ملی گرام، غاریقون ½۳ گرام شریک کرکے نیم گرم پئیں۔ ایک وقت پینا ہی کافی ہے ورنہ اعادہ کریں۔ ہم نے بہت سے لوگوں پر پرہیز کے ساتھ اس دوا کو آزمایا ہے۔ سب کے سب صحت یاب ہوگئے۔

میں نے اہل عبادان کو دیکھا کہ ان کی اکثریت سوداوی داد میں مبتلا ہوتی ہے اور لوگ اس کا علاج خیسانده ایلوا سے کیا کرتے ہیں۔ نیز اپنے مقامات سے بصرہ کو منتقل ہوتے اور وہاں کچھ دن رہ کر یہ خیسانده (نقوع) پیتے اور وہاں سے صحت یاب ہو کر اپنے وطن کو لوٹتے ہیں۔ یہ بات اتنی عام تھی کہ بصرہ والے ان کی آمد و رفت اور جائے قیام وغیرہ کو بخوبی جانتے تھے۔ وہاں ان لوگوں کے لئے مکانات اور آرام گاہ بنا دیئے گئے تھے مذکورہ خیسانده کا نسخہ یہ ہے۔

آب صبر سقوطری خالص ۵،۱۷ گرام، ہلدی ۳۵ گرام، مامیران چینی ½۱۷ گرام۔

ان سب میں منقی ملا کر آب کاسنی میں اسے گوندھیں اور تین دن دھوپ میں رکھیں۔ قدر شربت ۴ گرام روزانہ ہمراہ ½۱۰ گرام روغن بادام اور جس کسی پر بواسیر کا غلبہ ہوتا ہے تو ان دواؤں میں مقل کا اضافہ کرکے روغن تخم مشمش کے ہمراہ استعمال کراتے ہیں۔ غذا میں فربہ گوشت کا شوربہ دیتے ہیں۔ دس دن سے لے کر ۲۰ دن تک اس پر عمل کراتے اور اسی دوران دو دن میں ایک مرتبہ حمام میں داخل ہوتے ہیں۔ اس تدبیر سے مریض بغیر کسی طلاء اور مشقت کے تندرست ہو کر اپنے مقام کو لوٹ جاتے ہیں۔ میں نے ان لوگوں سے اس مرض کے ان کے ملک میں پیدا ہونے کا سبب پوچھا تو ایک شخص (محصل) نے جواب دیا کہ ہمارے شہر میں نمکین مچھلی کی ایک قسم ہوتی ہے جو "بنو" کہلاتی ہے اس مچھلی سے پرہیز کرنے والے لوگ تو اس مرض سے محفوظ ہیں لیکن اگر کوئی اس کو کم از کم پانچ مرتبہ استعمال کرلے تو اسے یہ مرض لاحق ہو جاتا ہے۔

اس قسم کے داد میں جو طلاء سر اور جسم پر لگائے جاتے ہیں ان میں سے ایک تو وہ ہے جس کو جالینوس نے ذکر کیا ہے یعنی بچوں کے دانتوں کا میل جب کہ وہ نہار منہ ہوں اور گیہوں کا تیل ہے اور اگر

لہ اس باب میں جسم کے داد کو بھی بیان کیا ہے۔

مرض طول پکڑلے تو آخر میں اسپند کو ہمراہ تربد کوٹیں اور پھر ان دونوں کو سرکہ میں کوٹ کر لگائیں اسپند کو اہل اہواز سوختہ اور غیر سوختہ دونوں طرح سرکہ کے ساتھ استعمال کرتے ہیں اور اس دوا کو ذوالخنفس کا نام دیتے ہیں۔ یہ دوا مرض کو تیزی سے اکھاڑنے والی تاثیر رکھتی ہے۔ اہل عراق صمغ اجاص (گوند آلو بخارا) کو سرکہ میں حل کرکے لگاتے ہیں اس سے بھی مرض جاتا رہتا ہے لیکن تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔

میں ابن سیار کو دیکھتا تھا کہ جب بچے اس مرض میں مبتلا ہوتے تو کھجور گوندھ کر مسلسل داد پر لگاتا یہاں تک کہ داد سطح جلد سے اکھڑ کر اس جگہ حلقہ سا بن جاتا جس سے زرد پانی رستا رہتا۔ جب اس پانی کا رسنا رک کر جلد کی سرخی دکھائی دینے لگتی تو اس وقت گیہوں کا یا چنے کا تیل ایک دفعہ لگاتا۔ اس سے زخم مندمل ہو کر جلد صاف ہو جاتی۔ میں نے بڑوں کے لئے بھی یہی دوائیں استعمال کیں تو اس کا اچھا اثر ظاہر ہوا۔

اب ہم وہ دوائیں بیان کریں گے جو طلاء استعمال کی جاتی ہیں۔

روغن زیتون کا چراغ جلائیں اور اس کا کاجل پکڑیں۔ اس کاجل کو درخت انجیر کے دودھ میں حل کرکے داد پر ملیں۔ پہلے تو اس دوا سے داد متورم ہو کر اس میں پیپ پڑ جاتی ہے لیکن جلد ہی ٹھیک بھی ہو جاتا ہے۔ اس دوا کے استعمال کے دوران اگر بے قرار کرنے والی کھجلی ہو تو مقام مرض کو سرکہ سے دھو کر روغن بادام لگائیں۔ اس سے کھجلی کم ہو جاتی ہے۔ میں نے موصل میں چند بوڑھیوں کو دیکھا جو داد کا اپنی (مخصوص) ادویہ سے علاج کرتی تھیں۔ میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ صدی[1] الحدید و زنگار اور زعفران کو سرکہ میں حل کرکے لگایا جاتا ہے۔ میں نے بھی اس کو کئی لوگوں پر آزمایا تو جن کا مرض پرانا نہ تھا وہ اچھے ہو گئے اور جن لوگوں کا مزمن تھا ان کو بعد فصد و استفراغ کے صحت ہوئی۔ اس مرض میں خلط موقوفہ (ٹھہری ہوئی) کو دفع کرنے کے لئے جونک لگانے میں کوئی حرج نہیں۔

داد کی شکل کا ہوتا ہے۔ ایک زیادہ پھیلا ہوا جس پر سے چکنیاں اترتی ہیں گویا کہ وہ کوئی پرت اور چھلکے والی شئے ہے۔ اور کبھی اس سے خون بہتا ہے یہ شکل بہت سخت ہے میں نے ایک جماعت دیکھی جن کو اسی قسم کا داد لاحق ہو گیا تھا۔ ہوتے ہوتے وہ پورے جسم پر پھیل گیا اور جذام کی طرح اعضاء جھڑنے لگے اور اعضاء کا جھڑنا جذام کی ایک اہم علامت ہے۔ اس کا علاج جذام کے ابتدائی علاج کی طرح ہے اور انشاء اللہ ہم اس کا ذکر جذام کے بیان میں کریں گے۔

---

[1] لوہے کا زنگ

یہ کبھی چھوٹی شکل کا اور شدید کھجلی والا ہوتا ہے ۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ جو خلط اس کی موجب ہے وہ تیز اور سوزش والی ہے ۔ یہ قسم خارشتی داد سے مشہور ہے اس طرح کا داد اکثر و بیشتر خصیتین میں لاحق ہوتا ہے اور اس میں کھجلی و خارش ایسی ہوتی ہے کہ مریض سو نہیں سکتا ۔ اس کا علاج شدید تر کھجلی (جرب) کی طرح ہے میں مارستان میں دیکھتا تھا کہ اس مرض کے لئے قطران کا طلاء تیار کیا جاتا تھا جو مفید ثابت ہوتا تھا اور کھجلی تو اس سے فوراً ہی زائل ہو جاتی تھی ۔ میرا مشاہدہ ہے کہ ناپختہ انار کے پانی سے رگڑنا اور اس کے بعد روغن گل لگانا بھی یہی تاثیر رکھتا ہے ۔

اس کی ایک قسم چھوٹی چھوٹی بثور کی طرح جس کو پھنسیوں والا داد کہتے ہیں ۔ اس قسم کے لئے استفراغ اور پرہیز ضروری ہے ۔ نیز سبوس و حب بطیخ کے گرم پانی سے غسل کرائیں اور روغن گل لگائیں ۔ انشاءاللہ زائل ہو جائے گا ۔

میں نے داد کا علاج ایک سقلابی ملازم سے معلوم کیا ہے جسے کتابوں میں کہیں نہیں دیکھا وہ یہ کہ رامک گرم سرکہ میں جلا کر خشک داد پر لگائیں ایک یا دو دفعہ میں داد زائل ہو جائے گا ۔ اہل موصل چینی سیاہی سرکہ میں گھولتے اور اس پر نوشادر چھڑک کر داد حلقہ کی طرح لگا دیتے ہیں ۔ اس سے مرض بڑھنے اور پھیلنے سے رک کر ایک ہی حالت پر قائم رہتا ہے ۔

باب (۱۵)

سر میں زخم کے بغیر بدبو

بغیر کسی زخم کے سر میں بدبو ہو تو یہ سر کی جلد میں چکنے مواد کی عفونت کے باعث ہوا کرتی ہے۔ یہ چکنے مواد ان روغنی بخارات و رطوبات سے سر میں پیدا ہوتے ہیں جو سر کی طرف پہنچتے ہیں اور پسینہ کے مادہ کو بند کر کے بدبو پیدا کر دیتے ہیں۔

یہ مرض زیادہ تر بچوں اور بوڑھوں کو لاحق ہوتا ہے بچوں میں کثرت رطوبت اور قلت ریاضت (محنت مشقت کی کمی) کے باعث اور بوڑھوں میں فساد رطوبت اور قلت حرارت (غریزی) کے باعث ہوتا ہے۔ اس کا علاج مناسب استفراغ کے بعد اس طلاء کا استعمال ہے۔ نسخہ حسب ذیل ہے۔

برگ سوسن ۲½ گرام، مردار سنگ ۵۰۰ ملی گرام، توتیا مراری ۵۰۰ ملی گرام پوست درخت صنوبر ا گرام، جوز سرو (سرو کا پھل) سوختہ ۵۰۰ ملی گرام دقاق کندر ا گرام۔ سب کو کوٹ پیس لیں اور کسیلی شراب میں گھول کر کے سر پر طلاء کریں، ایک اور طلاء اس سے زیادہ نافع ہے۔ اس میں وہ تمام دوائیں شامل ہیں جو اس مرض کو زائل کرنے اور اس کی بدبو کو دور کرنے والی ہیں۔

نسخہ مصطگی ۲ گرام، کندر ۲ گرام، سماق ۳½ گرام سب کو پیس لیں اور روغن زیتون یا کسی گرم تیل میں ملا کر طلاء کریں۔ اس سے جلد شفا ہو جاتی ہے اس مرض میں بوٹیوں کا جوش دیا ہوا پانی جو

مستعمل ہے وہ یہ ہے۔ جفت بلوط، گلنار، پوست انار، مازو سبز، برگ علیق و منقی، برگ کبر، برگ
حناسب کو پانی میں جوش دیں اور اس پانی سے سر کو دھوئیں بعد ازاں وہ سرکہ جس میں تھوڑا سا نوشادر
ملا دیا گیا ہو لگائیں میرے تجربہ میں اس بیماری کا یہ لطیف ترین علاج ہے۔

باب (۱۶)

قروح مؤلمہ

سر کے یہ زخم "قروح مؤلمہ" (المناک زخم) کے نام سے مشہور ہیں۔ فی الحقیقت یہ وہ بخارات دموی ہیں جو اس پردے کے نیچے رہتے ہیں جو کھوپڑی کے اُوپر ہے جب یہ مادہ خروج کرنا چاہتا ہے تو یہ اس حجاب اور سر کی جلد کو پھاڑ کر نکلتا ہے، اس لئے مرض کی تکلیف شدید ترین ہوتی ہے۔ یہ (مادہ) سُرخ پھنسیوں کی شکل میں نمودار ہوتا ہے جو دیر میں اچھی ہوتی ہیں۔ ابتداء مرض میں جو چیز ان پھنسیوں پر دلالت کرتی ہے وہ فرط الم اور حد سے گذر جانے والی بے قراری ہے۔

اس کا علاج فصد اور استفراغ کے بعد جلد کو نرم کرنے والی اشیاء کا ضماد ہے مثلاً کاسنی کی شاخوں کو کوٹ کر تل کے تیل میں جوش دیں اور اس پر جو کا آٹا اور خطمی سفید مناسب مقدار میں ڈالیں (پھر ضماد کریں) ان زخموں پر اکثر مرہم ابیض بھی لگایا جاتا ہے جو سفیدہ اور سفیدیٔ بیضہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس مرہم کی تیاری کا طریقہ یہ ہے کہ موم اور روغن گل لے کر آگ پر رکھیں اور اس پر تھوڑا سا سیسہ کا سفیدہ ڈال کر حرکت دیتے رہیں جب منجمد ہو جائے تو ہاون میں ڈال کر قدرے سفیدی بیضہ ڈالیں اور اس قدر رگڑیں کہ مخلوط ہو جائے پھر کچھ توقف کریں کیوں کہ ابتداء میں انڈے کی سفیدی علیحدہ نظر آتی ہے لیکن کچھ وقت گذر جانے کے بعد مل جاتی ہے۔ غرض جب مرہم بن جائے تو سر پر اور بثور وغیرہ پر لگائیں تا کہ جن میں نرم ہونے کی صلاحیت ہے وہ نرم پڑ کر منہ کھول

دیں اور جو پھنسیاں سخت ہوگئی ہوں ان کو شگاف دے کر کھول دیں۔ اس عمل کے وقت اگر سرما کا موسم ہو تو سر کو ہوا لگنے سے بچائیں کیوں کہ تشنج اور کزاز کا اندیشہ ہے۔ اس اندیشہ کے تحت احتیاط اس لئے ضروری ہے کہ ان (مادوں) کا خروج کھوپڑی کے اوپری پردے سے ہوتا ہے۔

اہل شام داغ کر ان قروح و بثور کا استیصال کرتے ہیں اس مرض کے مخصوص علامات میں سے یہ ہے۔ کہ جب قروح کھل جاتے ہیں تو ہر وقت رستے رہتے ہیں اور کسی مرہم کو آسانی سے قبول نہیں کرتے اسی لئے مرہم کو دن میں کئی دفعہ لگانے کی تاکید کی جاتی ہے یہی حال ان قروح کا ہے جو عصب اور غشاء میں ہوتے ہیں یعنی وہ ہمیشہ رستے رہتے ہیں۔ اس خاص قسم کے قروح یا سر کے دیگر قروح میں امتیاز صرف جراح (سرجن) ہی کر سکتا ہے اور جو چیز واضح طور سے اس مرض پہ دلالت کرنے والی ہے وہ پیہم اور مسلسل درد و تکلیف ہے جو مریض کو بے قرار و بے چین کر دیتی ہے واضح رہے کہ ان قروح کے اعراض میں سے یہ ہے کہ جب مندمل ہوتے ہیں تو عرصہ دراز تک گوشت نہیں بھرتا۔

باب (۱۷)

سر کی رسولیاں اور غدود

سر پر غدود اور رسولیاں زیادہ تر بخارات غلیظہ کے باعث پیدا ہوتی ہیں۔ جب بخارات غلیظہ کثیر مقدار میں سر کی طرف اٹھتے ہیں اور سر کی جلد سے ٹکراتے ہیں تو سر کی جلد کی ہوا سے ان کا تصادم ہوتا ہے۔ یہ تصادم ان بخارات کے خروج میں مانع ہوتا ہے اور وہ جلد کے نیچے ٹھہر کر اپنی کیفیت غلیظہ سے مسامات کو بند کر دیتے ہیں اور ان کی غلظت بڑھتی ہی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ رسولی اور غدود کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

رسولی وہ ہے کہ جس کی غلظت تحت جسم نرم ہوتی ہے اور وہ متحرک نہیں ہوتی اور غدود وہ ہیں کہ اپنے محدود دائرہ میں اپنے مقام سے دوسرے مقام کو بآسانی حرکت کر سکتے ہیں لیکن سخت ہوتے ہیں۔

اس کا علاج یہ ہے کہ فصد و استفراغ سے بدن کا تنقیہ کریں۔ پھر مناسب موسم میں مادہ کے اخراج کے لئے جراحی تدبیر کریں یعنی صلیبی یا طولی شگاف دیں۔ پھر صنارہ (خمیدہ کانٹا) اور مشراط (نشتر) سے اس کی جڑ کو کاٹ دیں تاکہ جب بھر جائے تو دوبارہ عود نہ کر سکے اور جو غدود یا رسولیاں یافوخ (تالو) کے حدود میں یا کانوں کے قریب ہوں تو وہاں شریان کے شگاف سے اجتناب کریں۔ اگر غلطی سے ایسا ہو جائے تو داغ دے دیں۔ بعد ازاں ایسے مرہم لگائیں جن میں صمغ صنوبر اور کندر وغیرہ ہوں یا وہ ذرور (چھڑکنے کی دوا) جو سرقولون کے نام سے معروف ہے چھڑکیں نسخہ حسب ذیل ہے۔

دقاق کندر ۷ گرام، مرصافی ۲ گرام، گلنار ½۱۰ گرام، جفت بلوط ½۳ گرام گلاب ½۱۰ گرام اور گل ارمنی ½۱۰ گرام۔

ان سب کو گھول کر کے کپڑے سے چھان لیں اور پھر جراحت زدہ غدود اور رسولیوں میں بھر دیں اور پانی سے بچائیں اس کے ایک ہی وقت کے استعمال سے صحت ہو جاتی ہے اس طرح کے تمام مستطیل پھوڑے بھی شروع میں اس ذرور کے بھر دینے سے ایک ہی دفعہ میں بیٹھ جاتے ہیں۔

باب (۱۸)

سر کا جلدی زخم

سر کی تمام جراحتیں چھ قسم پر مشتمل ہیں۔ پہلی قسم قاشرہ (قشر، پوست، چھلکا) جو جلد سے متجاوز نہیں ہوتی دوسری قسم ملحمہ (لحم = گوشت) ہے جو جلد کے ساتھ گوشت کو بھی قطع کرتی ہے۔ تیسری قسم موضحہ (وضح = نمایاں کرنا) جو ہڈی تک پہنچتی ہے چوتھی قسم ہاشمہ (ہشم = چورا کرنا) جو ہڈی کو توڑتی ہے۔ پانچویں ناقلہ (منتقل کرنا) ہے جو ہڈی کے قلیل یا کثیر حصہ کو اس کے مقام سے نکالتی ہے۔ چھٹی قسم ماموتہ (ام = ماں) ہے جو ام الدماغ (باریک جھلی جو پورے دماغ کو محیط ہے) تک پہنچتی ہے یہ جملہ چھ قسم کی امکانی جراحتیں ہیں اور ان سب کے علاج بھی ہیں لیکن اس وقت ہماری غرض صرف اول الذکر تین اقسام کو بیان کرنا ہے۔ یعنی جلد، گوشت اور ہڈی کی جراحتیں کیوں کہ اس مقالہ میں صرف سر کی جلد ہی کی بحث ہے۔ باقی اقسام مقالہ ثالثہ میں سر کے اعضاء باطنہ (اندرونی) کے تحت بیان ہوں گی۔ اب ہم قاشرہ کا علاج بیان کرتے ہیں۔

اگر زخم بڑا پھیلا اور اس کا مُنہ کُھل کر دونوں لب اس قدر پھیل گئے ہوں کہ آپس میں نہ مل سکیں تو ایسے زخم پر ممکن ہو تو رفادہ (پٹی) رکھ کر دونوں لبوں کو ملا دیں اور ممکن ہو تو سی دیں اس طرح کہ ٹانکے جلد کے نیچے اُوپر لگاتے ہوئے (زاویہ قائمہ میں) آگے بڑھتے جائیں۔ پھر اس پر یہ ذرور چھڑکیں دم الاخوین، اقاقیا، عصارۂ لحیۃ التیس، صمغ انجرہ، صمغ صنوبر، مر، کندر، سب ہم وزن

اس زرور کو طولائی میں چھڑکیں اور اس پر سے یہ مرہم لگائیں۔ نسخہ حسبِ ذیل ہے۔

موم، تیل اور روغن گل لے کر پگھلائیں اور جس وقت آگ پر ہوں تھوڑا سا زفت رطب مردار سنگ خام پسا ہوا ڈال کر ہلائیں جب جوش آجائے تو آگ پر سے اُتار لیں اور ٹھنڈا ہونے تک ہلاتے رہیں۔ جالینوس نے اس مرہم کا نام مرہم خیاطہ رکھا ہے۔

ایسا زخم گوشت تک پہنچ جائے اس کا علاج بھی اسی طرح ہے سوائے اس کے کہ مرہم خیاطہ کی ضرورت نہیں پڑتی اگر اس علاج سے فائدہ نہ ہو تو وہ مرہم استعمال کئے جائیں جو صموغ سے بنائے جاتے ہیں اور جو گوشت بھرنے کی خاصیت رکھتے ہیں لیکن ان کا استعمال اس وقت درست ہے جب کہ مریض کا مزاج گرم ہو اور سر کا درد لاحق ہو جائے تو مرہم ابیض کا فوری مغسول استعمال میں لائیں۔ مرہم ابیض کا نسخہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس مرہم کو مغسول کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ مرہم کو ہاون میں ڈال کر پانی ڈالیں اور تیزی سے کھرل کریں یہاں تک کہ وہ دھل کر سفید ہو جائے تو اس کو مسکہ (مکھن) کے قوام میں جس میں تھوڑا سا غیر مصعد (جس کا جوہر اڑایا نہ گیا ہو) کافور ملالیا گیا ہو، ملالیں۔

زخم کی نوعیت کے موافق علاج میں تبدیلی کی جائے کبھی زخم سخت ہو جاتا ہے۔ اور دوا کو قبول نہیں کرتا اس طرح علاج دشوار ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا مرطب ہو جاتا ہے کہ مرہم کو اثر پذیر نہیں ہونے دیتا اور کبھی ایسا خشک ہو جاتا ہے گویا کہ وہ مدبوغ (دباغت کردہ) کھال ہے اور کبھی زخم میں تفرق ہوتا ہے وہ پھیل جاتا ہے ایسی صورت میں فولاد سے کاٹنا پڑتا ہے یا تیز اکال دوائیں لگانی پڑتی ہیں اس کا مفصل بیان انشاءاللہ جراحت مستدیرہ اور مستطیلہ اور ان کے زاویے ان کی گہرائی اور ان کی تجویف (کھوکھلاپن) وغیرہ کے تحت کریں گے۔

ایسے زخم جو غشاء کو قطع کر کے ہڈی تک پہنچ جائیں اور ہڈی ظاہر ہو جائے تو وہ موضحہ کہلاتے ہیں اس کا سب سے بڑا علاج ہوا لگنے سے ان کی حفاظت کرنا ہے جس کی تدبیر یہ ہے کہ روغن زیتون یا پرانی چربی وغیرہ لگائیں حتیٰ کہ کھوپڑی پر ایسی نسیج بن جائے جو اسے ڈھانک لے۔ موضحہ زخم میں اس بات کی احتیاط نہایت ضروری ہے کہ اس میں کہیں میل نہ چڑھ جائے۔ میل چڑھ گئی تو صحت ناممکن ہو جاتی ہے ایسی صورت پیش ہی آجائے تو مرہم عسل لگائیں جس کا نسخہ یہ ہے۔ کتان سوختہ ۳½ گرام، مردار سنگ ۳½ گرام سفیدہ ان ہی کے ہم وزن لیں اور روغن زیتون و موم پگھلا کر ان میں یہ دوائیں ڈال دیں اور آگ سے اتار کر سفید شہد ملائیں اور اس قدر پھینٹیں کہ مخلوط ہو جائیں پھر تھوڑا مرہم

چمچہ میں لے کر ہتھیلی پر ڈال کر ملیں اور اچھی طرح نرم کر کے اس زخم پر لگا دیں جو میلا ہو گیا ہو یہ اسے صاف کر دے گا۔ پھر اور کوئی مناسب مرہم لگا دیں اس قسم کے زخموں میں سب سے عمدہ مرہم "مرہم لینہ" ہے جو چربیوں، مردار سنگ اور سفیدہ سے تیار کیا جاتا ہے۔ معالج کو ایسے موقعوں پر اجتہاد کرنا پڑتا ہے کہ کہیں زخم سیاہ نہ ہو جائے اور ہڈی پر مضبوطی سے جڑا ہوا کوئی گوشت کہیں نہ آجائے مبادا چھلکے سے کھوپڑی اور جلد کے درمیان میں پیدا ہو جائے جب گوشت کے اُگنے میں رکاوٹ ہو تو اس وقت تامل کرنا نہایت ضروری ہو جاتا ہے ورنہ ہڈی بہت[1] سخت ہو کر شیشہ کی مانند ہو جائے گی یا اس کی رنگت سبز یا سیاہ ہو جائے گی مذکورہ صورتوں میں سے اگر کوئی ایک صورت پیش آجائے تو لوہے کے محک (رگڑنے کا آلہ) سے اس طور سے رگڑ دیں جیسا کہ اس قسم کے زخموں میں رگڑنے کا دستور ہے ایسا کرنے سے گوشت آسانی سے اُگتا ہے۔

اگر زخم ہاشمہ ہو اور ہڈی ٹوٹ کر چورا ہو جائے لیکن اپنے اجزا رسے علیحدہ نہ ہو تو امکانی حد تک ہڈی کے ٹکڑوں کو ٹھیک طور سے بٹھایا جائے اور بعد ازاں موضحہ کی طرح علاج کیا جائے۔

اگر زخم ناقلہ ہو یعنی جس سے ہڈی نکل پڑے تو ایسی صورت میں ہڈی کے شظایا (ٹکڑے، ریزے) ویسے ہی نہ چھوڑے جائیں خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے بلکہ زخم کو ان سے اچھی طرح پاک کر دیا جائے کیوں کہ یہ اگر کچھ بھی رہ جائیں تو زخم کے مندمل ہونے میں رکاوٹ پیدا کریں گے اس کے بعد ایسے مرہم لگائیں جو گوشت کو بھرنے یا اُگانے والے ہوں مریض کے لئے غذائیں پائے اور پٹھے کے گوشت تجویز کریں اور مزاج کی نگرانی کریں۔ زخم کی بدلتی ہوئی نوعیت کے لحاظ سے مرہم بدلتے جائیں۔

ایسے زخم جو ام الراس تک پہنچ جائیں یعنی ماموتہ ہوں تو ضروری ہے کہ ان کو بھی ہوا لگنے سے بچایا جائے اور معالج اس کی احتیاط رکھے کہ اس کا نشتر یا انگلیاں ام الدماغ کو لگنے نہ پائیں ورنہ ہلاکت کا اندیشہ ہے ان زخموں کو ہوا لگنے کی صورت میں تشنج و جنون کا خوف ہے نیز اس بات کی بھی احتیاط کریں کہ پہلے ہی مرحلہ میں کوئی چیز از قسم تیل وغیرہ نہ لگنے پائے۔ پھر اس کا علاج ناقلہ کی طرح نہایت باریکی اور احتیاط کے ساتھ کریں۔ میں نے بہت کم دیکھا ہے کہ زخم جس کی کھوپڑی پر اس حد تک مسلط ہو گیا ہو کہ بھیجا کھل جائے وہ اچھا ہوا؟ گو عدم صحت ناممکن نہیں ہے جب طبیعت از خود گانٹھ دار گوشت

---

[1] نسخہ ثانیہ (۸) میں یہاں صلب کی جگہ لان (نرم) لکھا ہے جو درست نہیں ہو سکتا۔ مترجم

کی نسیج (بافت) کرنے لگے تا آنکہ دماغ کا حصّہ کھُلا ہوا ڈھک جائے تو ایسی صوُرت میں صحت کی امّید کی جاسکتی ہے۔

طبیب پر یہ بھی لازم ہے کہ آلہ جراحت کو دماغ اور اس پر اُگے گوشت کے اندر نہ پہنچائے کیونکہ گاہ مریض پر اس سے سکتہ طاری ہو جاتا ہے جراحات کے اقسام شش گانہ ہیں یہ سب سے برے قسم کا زخم ہے۔

ہمارا منشاء یہاں جراحات کے اقسام، مراہم اور تدابیر و علاج کو کاملاً بیان کرنا نہیں ہے ان تمام کا بیان ہم اس مضمون میں کریں گے جو جراحات کے تحت ہم تحریر کریں گے۔

باب (۱۹)

صداع (دردسر)

یہاں صداع سے مراد سر کی جلد میں یا اس غشاء (جھلی) میں ہونے والا درد ہے جو جلد کے نیچے ہوتی ہے اور بیضہ کہلاتی ہے اس طرح کے درد کی دو قسمیں ہیں ایک اس جھلی کا جو کھوپڑی کے تلے ہوتی ہے اور سر کے اعضاء باطنہ میں داخل ہے اور دوسرا اس جھلی کا جو کھوپڑی کے خارج ہیں ہوتی ہے یہی خارجی جھلی سر کی جلد ہے اور یہاں اسی دوسری قسم پر ہم کلام کریں گے۔

پہلے تو ہم اس درد کے پیدا ہونے کا سبب بیان کریں گے اور یہ بتلائیں گے کہ کس طرح مادہ کھوپڑی کے بیرونی پردے کے نیچے آتا ہے۔

اخلاط جب گرم ہو جاتے ہیں اور بخارات غلیظ یا رقیقہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں تو وہ اوپری بدن کی طرف چڑھتے ہیں اور جس طرح بھرے ہوئے برتن یا کنوؤں یا کھولتی ہانڈیوں سے بخارات اٹھتے ہیں یعنی اس میں جو کچھ ہوتا ہے وہ رقیق ہو کر اوپر اٹھتا ہے۔

بخارات سر کی طرف دو راستوں سے چڑھتے ہیں۔ ایک وہ راستہ جو معدہ سے دماغ کی طرف ہے اس کو طریق اوسع (کشادہ راستہ) کہا جاتا ہے[1] اور دوسرا راستہ وہ عروق ہوتے ہیں جو اعضاء علیا کا

---

[1] اس کا نام عصب راجع ہے یعنی وہ عصب جو دماغ سے سینہ اور معدہ تک پہنچتا ہے۔ مترجم

تغذیہ کرتے ہیں جب فضلات طریق اوسع سے چڑھتے ہیں تو نہایت رقیق ہوتے ہیں اور تمام اعضاء میں پھیل جاتے ہیں اور پھر ان بخارات میں سے جو کھوپڑی سے نکل کر جھلّی سے متصادم ہوتے ہیں وہ وہی محبوس (بند) ہو جاتے ہیں اور پردہ صفاق (کھال کے نیچے جھلی) میں پھنس کر رہ جاتے ہیں کیوں کہ وہاں واضح مسام نہیں ہیں۔ اسی سے پردہ میں تناؤ پیدا ہو کر شدید درد ہوتا ہے اگر یہ غلیظ بخارات غشاء مجلل قحف (کھوپڑی کی بیرونی جھلّی) اور دماغ کے دونوں اندرونی جھلیوں (ام غلیظہ اور ام رقیق) میں بند ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت میں اس کو صداع خوذہ یا بیضہ[1] کہتے ہیں یہ نام اس کی ظاہری کیفیت کے لحاظ سے رکھا گیا ہے یعنی مریض کے چہرہ کے کیفیات اس مرض پر دلالت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اگر چہرہ کی رنگت بدل جائے اور اس میں تناؤ معلوم ہو تو سمجھا جائے گا کہ وہ بیضہ کا درد ہے کیوں کہ کھوپڑی کے اوپر کے بیرونی پردے اور چہرہ میں مشارکت ہے کہ وہ چہرہ کی اور ناک کی ہڈیوں اور ہونٹوں تک پھیلا ہوا ہے جب اس میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے تو مشارکت کی وجہ سے اس کا اثر یہاں بھی ظاہر ہوتا ہے اس قسم کے درد کی یہ صحیح دلیل ہے۔

جو بخارات پردے کے نیچے ٹھہرتے ہیں وہ صفراوی، سوداوی، بلغمی اور دموی ہوتے ہیں ہر نوع کی خاص علامات ہیں۔

اگر بخارات دموی ہیں تو درد کے ساتھ شدید بخار، سوزش اور چہرہ کی رنگت سُرخ اور نیلی ہوگی دونوں رخساروں میں آگ کی سی لپٹ محسوس ہوگی۔ یہ علامات اس بات کی دلیل ہیں کہ درد خلط دموی کے باعث ہی جو گرم ہو کر رقیق ہوگئی ہے۔

اور اگر درد سر کے ساتھ ثقل معلوم ہو لیکن درد شدید نہ ہو اور چہرہ پر تہبج کے ساتھ ساتھ سفیدی پائی جائے تو یقینی طور سے سمجھا جائے گا کہ جلد کے نیچے ٹھہری ہوئی خلط بلغمی ہے۔

اور اگر درد کے ساتھ خشکی، تشنج، برودت اور بدمزگی ہو اور چہرہ کی رنگت سیاہی مائل ہو کر اس کی جلد میں ایسی خشکی نمودار ہو جیسی کہ ہڈیوں پر خشک چمڑی تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ٹھہری ہوئی خلط سوداوی ہے۔

اور اگر اس درد و الم کے ساتھ آگ کی سی سوزش معلوم ہو اور گالوں کی رنگت زرد اور چہرہ پر ایسی تمتماہٹ ہو جس طرح کہ انسان آگ کے قریب ہونے کے وقت ہوتی ہے جان لینا چاہئے کہ

---

[1] خوذہ یا بیضہ جنگی خود کو کہتے ہیں جس سے سر اور چہرہ ڈھک جاتا ہے۔ مترجم

وہ محض خلط صفراوی کے ٹھہر جانے کے باعث ہے۔

مذکورہ علامات سے درد کا سبب اور اس کی نوع تعیین کی جاسکتی ہے علامات کے بیان سے فارغ ہو کر اب ہم ہر نوع کا علاج بیان کرتے ہیں۔

قسم دموی کا علاج یہ ہے کہ دستور کے موافق قیفال کی فصد کھولیں جب فصد کھولی جائے اور ضرورت کے موافق خون خارج ہوجائے تو اس دوا سے استفراغ کریں۔

نسخہ :- تربد مجوف ۱۴۰ گرام، آلو بخارا ۳۰ عدد، عناب ۵۰ عدد، ہلیلہ زرد ۷۰ گرام سنا مکی اور افسنتین ہر ایک ۱۸ گرام ان تمام کو پکائیں اور ایک خوراک بنا کر پلائیں جب طبیعت ہلکی ہو جائے تو زیرباجات (زیرباج = دھنیا کا سالن) اور تلخ دالوں کی غذا دی جائے اگر ایک استفراغ کافی ہو تو نہار مُنہ یا تین مرتبہ اس کا اعادہ کریں بشرطیکہ کوئی اصولی رکاوٹ نہ ہو اس تدبیر سے مرض کا ازالہ ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ دونوں مونڈھوں کے درمیان پچھنے لگائیں پچھنے لگانے کے بعد وہ پانی ڈالیں جس میں سبوس اور کوٹا ہوا شعیر اور خشک دھنیا جوش دے لیا گیا ہو یہ نطول نصف النہار میں قبل غذا کیا جائے۔ اس سے بھی افاقہ نہ ہو تو ضماد لگائیں۔

نسخہ :- ضماد، شیاف مامیثا اور بوش ہر ایک ۳½ گرام عصارہ کاسنی ۷۰ گرام میں پیسیں اور پھر اس کو آرد جو، خطمی، برگ بنفشہ ڈال کر گاڑھا کرلیں اور رات کو اُسے سر پر ضماد کریں اور صبح کو گرم پانی سے دھو ڈالیں۔ اسی طرح رات میں پھر لگائیں اور بہتر ہے کہ نطول کر کے متواتر لگاتے جائیں۔ یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو تو پیشانی اور دونوں پنڈلیوں کی فصد کھولیں۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ اس قسم کی صداع میں استفراغ کے بعد ساقین کی فصد کھولنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے اس طرح کا علاج، معالجہ کے جملہ اصُول و ضوابط کی رعایت کے ساتھ کیا جائے گا۔ تاکہ غلطی نہ ہو۔

بقراط نے ذکر کیا ہے کہ بیضہ کا یہ درد اکثر سرد پانی میں اترنے یا قوت کے گھٹ جانے سے لاحق ہوتا ہے سرد پانی سے یہ جھلّی شدید ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور بخارات تحلیل نہیں ہونے پاتے اور ضعف قوت کی صُورت میں جو کچھ بخارات یہاں پہنچتے ہیں کمزوری کے باعث وہ دفاع نہیں ہوتے۔ بایں صورت قوانین کا لحاظ کرنا ضروری ہے تاکہ غلطی نہ ہو اگر یہ کافی ہو اور مرض جاتا رہے تو فبہا ورنہ مریض کو خسیاندۂ انبرباریس و ریوند و عناب پلائیں جس کا نسخہ یہ ہے۔

عناب جرجانی (گٹھلی نکالے ہوئے) ۳۹۶ گرام ریوند خالص ۱۰½ گرام کشوث ۲۵ گرام، تخم کاسنی ۲۵ گرام ان سب کو ایک ظرف میں ڈال کر ان پر اتنا گرم پانی ڈالیں کہ دواؤں سے ایک انگل اوپر ہو۔

موسم گرما ہو تو تین دن اور سرما ہو تو چھ دن تک دُھوپ میں رکھ چھوڑیں۔ اس کے بعد مریض کو اس میں سے ایک قدح (گلاس) ۳۵ گرام کا پلائیں۔ نیز شربت عناب جو سرکہ میں تیار کیا گیا ہو پلائیں جس کا نسخہ یہ ہے۔ عناب جرجانی خالص ۴۰۰ گرام دھنیا خشک ۰.۵ اگرام مسور چھلی ہوئی ۲۸۰ گرام، پوست بیخ کاسنی ایک گٹھا ان دواؤں پر اتنا سرکہ ڈالیں کہ دوائیں ڈوب جائیں تین دن تک اسی طرح چھوڑ دیں پھر جوش دے لیں اور سرکہ نتھار کر معتدل قوام کی سکنجبین بنا لیں۔ اس کی خوراک یومیہ ۳۵ گرام کا قداح متوسط ہے یہ مطبوخ خاص اس مرض میں اور دیگر دموی امراض میں مُفید ہے۔

اگر صداع بلغمی ہو تو مطبوخ ہلیلہ کابلی سے استفراغ کرائیں۔ نسخہ مطبوخ: ہلیلہ کابلی ۷.۵ اگرام سنامکی ۳۵ گرام، زبیب طائفی منقی ۷۰ گرام ان سب کو پکائیں پھر اس عرق میں ۳½ گرام ایارج، ۳۰ گرام غاریقون اور ۲ گرام تربد بھگو کر پانچ دن کے بعد پلائیں غذا میں صرف شیریں زیر باج دیں اور دوسری ثقیل و ردی غذاؤں سے پرہیز کرائیں تاکہ مادہ مرض کو تقویت نہ پہنچے اگر کوئی اصولی رکاوٹ نہ ہو تو دو یا تین دفعہ استفراغ کرائیں اور ایک خوراک سے دوسری خوراک کے درمیان حسب دستور وقفہ دیں یعنی مریض کی عمر قوت اور مزاج وغیرہ کا لحاظ رکھا جائے اس تدبیر سے مرض زائل ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ مویز منقی عاقرقرحا اور ایارج کا غرارہ کرائیں اگر اس سے مزاج میں تغیر نہ ہو تو بابونہ، اکلیل الملک، شیح (درمنہ) قیصوم، شحم حنظل پانی میں جوش دے کر سر پر ڈالیں استفراغ کے بعد اس پانی کے متعدد مرتبہ استعمال سے افاقہ ہو جاتا ہے پھر روغن سوسن روغن نارجیل، روغن قسط سے تدھین کریں گلقند مصطگی کھلائیں غذاؤں میں ناشفہ (جاذب رطوبت) اور قلیل رطوبت والی اشیاء دیں اس سے بھی مرض میں افاقہ نہ ہو تو یہ ضماد لگائیں

نسخہ ضماد:۔ آرد کرسنہ، آرد جو خطمی ہر ایک ۳۵ گرام ایلوا اور مر ہر ایک ½۱۰ اگرام، سنبل ۲ گرام بابونہ اکلیل الملک ہر ایک ½۱۰ اگرام سب کو کوٹ پیس کر پانی ملے ہوئے سرکہ میں گوندھیں اور اس میں تھوڑا سا روغن چنبلی یا روغن خشبو (خیری) ملا کر سر پر ضماد کریں اس سے اگر مزاج متغیر ہو کر گرم ہو جائے اور رطوبت پک جائے تو ضماد ترک کر کے حب ایلوا اور حب ایارج سے استفراغ کرائیں اگر یہ تدبیر کارگر ہو تو ٹھیک ہے ورنہ خیساندہ ایلوا پلائیں جس کا نسخہ یہ ہے۔

صبر سقوطری خالص ۳۵ گرام، عود الوج، زرنباد ہر ایک ½۱۰ اگرام اصل السوس، مویز منقی ہر ایک ½۷ اگرام سب کو کھرل کر کے اس میں ۰.۵ اگرام کشمش (تخم نکالی ہوئی) ۱.۰۵ گرام

سفید شکر ملاکر اتنا گرم پانی ڈالیں کہ دوائیں ڈوب جائیں اور دھوپ میں رکھیں جب جھاگ اٹھ کر ساکن ہو جائے اس وقت بمقدار ۱/۲ ۱۰گرام ہر روز روغن بادام کے ہمراہ پلائیں یہاں تک کہ مرض جاتا رہے ورنہ نرم حقنہ دیں مثلاً شحم حنظل جو روغن شبو اور روغن چنبیلی میں پکایا گیا ہو یہ بھی دافع مرض ہے۔

اگر صداع صفراوی ہو تو مطبوخ ہلیلہ زرد سے استفراغ کرائیں بعد استفراغ فصد کھولیں۔

نسخہ مطبوخ ہلیلہ زرد پوست ہلیلہ زرد ۱۰.۵گرام، تمر ہندی (تخم وریشہ نکالی ہوئی) ۱۰.۵گرام، آلو بخارا ۳۰ عدد، عناب جرجانی ۵۰ عدد، کثوث ۲۵ گرام تخم کاسنی ۲۵ گرام، افسنتین ۱۰.۵گرام، تربد (کوٹا ہوا) ۲گرام حسب دستور ان سب دواؤں کو پانی میں پکائیں پھر اس پانی میں انطاکی (سقمونیا) مشوی ۳۷۵ ملی گرام شریک کریں اور مطبوخ کے استعمال کے بعد پانچ دن تک وقفہ دیں پھر قیفال کی فصد کھولیں اگر دستیاب ہو تو ماالشعیر میں جمار (گابھہ کھجور) ملا کر پلائیں ورنہ آب عناب و سپستان دیں اگر ایک استفراغ ناکافی ہو تو اعادہ کریں اور سر پر یہ نطول کریں۔

پوست خشخاش ۲۵ گرام، جو (نیمکوب) ۵۰ گرام، سبوس ۵۰ گرام، تخم کاسنی ۵۰ گرام، بنفشہ ریحانی ۲۵ گرام سب کو ملا کر جوش دیں پھر اس میں تھوڑا سرکہ ڈال کر دن میں ایک یا دو دفعہ کثیر مقدار میں نطول کریں۔ اس سے افاقہ ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ یہ ضماد لگائیں پوست کدو، پوست خیار ہر ایک ۲۵ گرام پوست بید سادہ ایک مٹھا برگ نیلوفر ۲۵ گرام سب کو اچھی طرح کوٹیں اس پر آرد جو ڈالیں اور ۳۵ گرام پرانے عمدہ سرکہ میں کھرل کریں پھر روغن گل خالص ۱۰گرام اور شیاف مامیثا ۱/۲ ۳ گرام ملا کر گھونٹیں اور کپڑے سے چھان لیں پھر صندل سفید (اچھی طرح چھانا ہوا) ۱/۲ ۳ گرام شریک کر کے ایک شیشی میں ڈال دیں تا آنکہ دوائیں نرم ہو جائیں بعدہ مقام مرض پر مستقل طور سے لگاتے رہنے سے مرض زائل ہو جاتا ہے۔

اس قسم کی تمام بیماریوں میں سوائے سوداوی کے سرکہ اور روغن کے استعمال کا حکم دیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکہ میں نفوذ کرنے اور اندر اترنے اور اخلاط کو پھاڑنے کی صلاحیت ہے مگر یہ سوداوی خلط کو تقویت پہنچاتا ہے۔ سرکہ اور روغن سے پلائیں جس کا نسخہ یہ ہے۔

تخم کاسنی ۱۰.۵گرام، کثوث ۱۰.۵گرام، آلو بخارا ۵۰ عدد، عناب ۵۰ عدد، دھنیا خشک ۲۵ گرام، تمر ہندی ۱۰.۵گرام، توت شامی ۲۵ گرام کبیر خشک ۲۵ گرام ان تمام کو ایک برتن میں ڈال کر اتنا پانی ڈالیں کہ دوائیں ڈوب جائیں اور تین دن تک دھوپ میں رکھیں پھر اس میں سے مریض کو ایک قدح

۲۵ گرام سکنجبین کے ہمراہ پلائیں۔ غذاؤں میں زیرباجات اور حصرمیات (کچے انگور کی غذائیں) پر اکتفا کرائیں اس کے ساتھ دونوں پاؤں اور ساق کو باندھنے کی ہدایت کریں۔

اگر صداع سوداوی ہے تو یہ اس کی بدترین اور دشوارترین قسم ہے پابندپرہیز مریض کو مطبوخ افتیمون ایک یا دو دفعہ پلائیں روغن بنفشہ کا متعدد مرتبہ سعوط کرائیں اگر یہ ناکافی ہو تو تعدیل اور ترطیب کے لئے بکری کا دودھ گدھی کا دودھ یا عورت کا دودھ سر پر ڈالیں۔ جمسفرم قدرے سبوس اور خطمی کا پانی نیم گرم نطول کریں۔ اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہو تو ہلیلہ کابلی اور معجون افتیمون کھلائیں معجون افتیمون، اطریفل صغیر میں ان دواؤں کو اضافہ کرکے بنایا جاتا ہے یعنی ½ حصہ افتیمون، ½ حصہ مصطگی اور عود ½ حصہ گاوزبان، برگ بادرنجبویہ، مشکطرامشیع یہ اطریفل ہر تیسرے دن کھلائیں روغن بنفشہ بھی ناک میں قطور کریں اور سر پر بھی ڈالیں یہ ضماد بھی لگائیں موم روغن بنفشہ آگ پر پگھلالیں اور اس میں عصارہ خطمی و خبازی ڈال کر ہلالیں اور مخلوط کرلیں یہ ضماد سر پر دو دن تک متواتر لگائیں پھر گرم پانی سے دھو دیں اگر اس پر بھی مرض نہ جائے تو مریض کی قوت کا اندازہ کرکے فصد صافن کھولیں کیوں کہ اس سے خلط اسفل بدن کی طرف کھینچ آئے گی کبھی اس مرض میں مبتلا مریض کو خیساندہ صبر (جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، میں ہلیلہ سیاہ، افتیمون اور افسنتین اضافہ کرکے پلایا جاتا ہے ہر روز ایک قدح پلائیں اور ایک ساعت کے بعد ایک قدح بکری کا دودھ پلائیں اس سے مرض جاتا رہے گا۔

صداع کی سوداوی قسم اکثر مالنخولیا، وسواس جیسے امراض کی طرف منتقل ہو جاتی ہے ایسے وقت مالنخولیا کا علاج کریں اور بدن کو مرطب کریں اس کے علاج میں غور وفکر ضروری ہے کیوں کہ یہ عسیر العلاج مرض ہے ہم نے جتنا کچھ بیان کیا ہے وہی کافی ہے۔

مرض کی وہ نوعیت جو حجاب قحف کو لاحق ہوتی ہے اس کی اکثر علامات کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں بزرگان قدیم کے مطابق اس قسم کا مریض سورج کی طرف نظر نہیں کرسکتا اور جب بھی آنکھ کھولتا ہے سر میں ہتھوڑے کی سی ضربات محسوس کرتا ہے۔ درد مہلت ہی لینے نہیں دیتا اور مریض سو نہیں سکتا اس کا مفصل بیان سر کے داخلی امراض میں کیا جائے گا۔

سر کے جلدی امراض کے بعد اب ہم چہرہ، پیشانی، ابرو، ناک اور ہونٹوں کی جلد میں ہونے والے امراض کو بیان کریں گے۔ اس کے بعد گدی اور گردن کے جلدی امراض کا تذکرہ کریں گے۔

باب (۲۰)

پیشانی کے جلدی امراض

پیشانی کی جلد میں ایک بیماری ہوتی ہے جو غضون (پیشانی کی شکن) سے مشہور ہے جس میں اس کی جلد میں تشنجی کیفیت کھجلی اور سُرخی پیدا ہو جاتی ہے اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ مقدم راس میں امتلاء پایا جاتا ہے یا پھر رقیق خلط اکٹھی ہوکر پیشانی پر مترشح (رستی) ہوتی ہے۔ بقراط کہتا ہے کہ پیشانی پر اس وقت پسینہ زیادہ آجاتا ہے جب مقدم راس میں جمع شدہ فضلات رقیق ہو جاتے ہیں اور حکیم بلادریوس نے اس کی یہ وضاحت کی ہے کہ پیشانی کی جلد بھی ملحقہ اعضاء کی حرکات میں شریک ہو جاتی ہے یعنی سر کی حرکت آنکھوں کی حرکت، جبڑوں اور ناک کی حرکت میں پیشانی کی جلد بھی مشارکت رکھتی ہے۔ (اصولی بات یہ ہے کہ) بدن کے کسی بھی حصّہ میں یا کسی بھی حصّہ سے حرکت زیادہ ہو جائے تو اس حصّہ کے قریبی اخلاط لطیف ہو جاتے ہیں اور پسینہ کی راہ نکلنے لگتے ہیں کیوں کہ حرکت سے بشرطیکہ معتدل ہو جلد میں بسط پیدا ہوتا اور مسامات فراخ ہو جاتے ہیں مگر خارج ہونے والے فضلات حاد (تیز) ہوتے ہیں اور ان کو بیرونی ہوا لگتی ہے تو عضو میں استرخاء (ڈھیلا پن) یا استمساک (قبض) پیدا ہوکر یہ بیماری لاحق ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ عموماً یہ مرض گرما میں زیادہ ہوتا ہے جس عضو کے عضلات میں استرسالی اور استمساکی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اس میں تشنج لازماً پیدا ہوگا یہی یعنی امتلائی تشنج ہر عضو کے تشنج کا باعث ہوتا ہے۔

اس مرض کے علاج کا آغاز بدن کے استفراغ سے کریں جو مریض کے مزاج کی مناسبت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا جائے گا۔ اور ایسی اشیاء سے پرہیز کرایا جائے جو فضلات کو بدن میں اکٹھا ہونے سے روکنے والی ہوں پھر سر کا استفراغ حب صبر یا حب ایارج سے کریں اگر مریض کی حالت اجازت دے تو فصد کھولیں پھر حمام میں داخل کریں آبزن کرائیں اور روغن بنفشہ سے استنشاق کرائیں پیشانی پر اس قیروطی کا ضماد کریں۔

نسخہ:۔ کدو کو گرم راکھ (بھوبھل) میں رکھ کر اس کا پانی نچوڑ لیں پھر اس میں موم و روغن بنفشہ ملائیں اور قدرے زوفا رطب اور قدرے سفیدی بیضہ مرغ ڈال کر اسے اچھی طرح پھینٹیں کہ تمام دوائیں مخلوط ہو جائیں بعد ازاں پیشانی پر ضماد کریں ضماد کی تہہ موٹی ہونی چاہیئے یہ ضماد ایک دن اور رات کے بعد بدل دیں اور اس عمل کو اس وقت تک جاری رکھیں جب تک کہ جلد میں پھیلاؤ نہ پیدا ہو جائے اس تدبیر سے انبساطی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اگر اس کے بعد بھی کھجلی باقی رہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خلط کا ترشح ابھی باقی ہے لہٰذا استفراغ کا اعادہ کریں اور مقام مرض کو روغن گل سے ڈھیلا کریں اگر اس کے بعد جلد ٹھیک ہو جائے اور چھلکے نکل جائیں لیکن کھال کی سرخی باقی رہ جائے تو ذیل کا روغن ہلکا سا طلاء کریں۔ اس طلاء کی خاصیت یہ ہے کہ پورے بدن کی کھال کا رنگ اصلی حالت پر لوٹا دیتا ہے۔

نسخہ روغن:۔ چنے لے کر ایک شیشی میں اچھی طرح جلا لیں ان چنوں میں ——— ۵۰۰ ملی گرام شیطرج اور سرمہ اصفہانی ایک یا دو دانے لے کر ان پر کوئی ایک روغن اتنا ڈالیں کہ دوائیں ڈوب جائیں اور پُرانا سرکہ روغن سے دو چند ڈالیں پھر ان کو ایک شیشی میں ڈال کر منہ بند کر دیں اور دھوپ میں رکھیں۔ شیشی کو دن میں ایک مرتبہ ہلا دیا کریں اور وقفہ وقفہ سے تیل کو ناخن پر لگا کر تجربہ کرتے رہیں جس وقت ناخن کی رنگت تھوڑی سی بدل جائے تیل کو صاف کر کے دوسری بوتل میں رکھ لیں اور مقام مرض پر لگائیں۔ جلد کی رنگت طبعی ہو جائے۔ اگر اس تیل کو دھوپ میں اتنی مدت تک رکھا جائے کہ ناخن کا رنگ مکمل طور پر بدل جائے تو یہ مرض برص اور بہق سے متاثر جلد کے رنگ کو بھی بدل دے گا۔ اقرنطین نے ذکر کیا ہے کہ نیلی آنکھوں والی عورتیں اس کا سرمہ لگاتی ہیں تو ان کی آنکھیں خوب سیاہ ہو جاتی ہیں۔

میرا خیال ہے کہ اس بیماری کے لئے اس سے زیادہ علاج کی ضرورت نہیں پڑتی البتہ

جوغضون سر پر بوجھ وغیرہ لادنے سے لاحق ہوتا ہے اس کا علاج ترک سبب سے کریں۔ اگر بچہ پیدائش کے وقت سے اس مرض میں مبتلا ہو تو علاج کی کوئی صورت نہیں اور نہ ہی علاج کی سعی کرنا چاہیے۔

باب (۲۱)

پیشانی کی کھجلی

یہ مرض پیشانی کی جلد پر داد کی طرح نمودار ہوتا ہے سوائے اس کے کہ یہ رقیق ہوتا ہے اور اس پر سے چھلکے اور بھوسی نکلتی رہتی ہے ساتھ ہی ساتھ تھوڑی سی کھجلی بھی لاحق رہتی ہے۔ مرض کی شکل ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی مالیدہ یا اُردہالج (آٹے کا حلوا) کسی چیز پر طلاء کر دیا گیا ہو اور وہ خشک ہو کر سفید پھٹا ہوا اور باریک ہو گیا ہو۔

اس مرض کو پیشانی کی کھجلی کہتے ہیں میں نے اس علت کو پورے بدن میں بھی ہوتے دیکھا ہے اس کا سبب رطوبت کا رقیق ہو کر فاسد ہو جاتا ہے جس کی متغیر کیفیات حوائی دماغ اور زیادہ تر سر کے اگلے حصّہ کو گھیر لیتے ہیں پھر طبیعت تنقیہ دماغ کے لئے مادہ کو قریب ترین حصّہ یعنی پیشانی کی طرف دفاع کرتی ہے۔ یہ مادہ یہاں بستہ اور خشک ہو کر اس شکل میں ظاہر ہوتا ہے جس کا ہم اُوپر ذکر کر چکے ہیں اس کے ساتھ کھجلی ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ خلط فاسد جس میں تیزی ہوتی ہے مسامات کو ڈستی ہے اس مرض کا علاج بہت دشوار ہے البتہ مکمّل طور پر نہایت باریکی سے پرہیز کیا جائے تو صحت کی امّید ہو سکتی ہے سر کی ایسی تمام بیماریاں جن کا محرک وہ خلط ہو جو دماغ سے مترشح ہوتی ہو —— اس کا علاج مشکل ہوتا ہے اس کا اولین اور بہتر علاج، امکان ہو تو بدن کا استفراغ ہے اس کے بعد خصوصیت سے سر کا استفراغ ہے جس میں مریض کے مزاج وغیرہ کا لحاظ ضروری ہے جب استفراغ

سے فارغ ہو جائیں تو پیشانی کو گرم پانی سے دھو کر اس پر روغن (سادہ) و موم ملا کر لگائیں اگر اس سے
آرام نہ ہو تو آرد مسور اور گلاب سرکہ میں ملا کر اس قدر پکائیں کہ سرکہ جل جائے اور [illegible] رقیق رہ جائیں
اس کو پیشانی پر متعدد مرتبہ طلاء کریں دو دن تک جو طلاء کیا جائے وہ تیسرے دن گرم پانی سے دھو دیا
جائے پھر آرد باقلی ارد کرسنہ آرد جو کو اس پانی میں جسے زوفا رسعتری میں ملا کر پکایا گیا ہو ملا کر ضماد
کریں مرض جاتا رہے گا۔

باب (۲۲)

ابرو کے بالوں کا جھڑنا یا بالکل صاف ہو جانا

واضح رہے کہ ابرو کے بال تین اسباب سے جھڑتے ہیں۔

۱۔ مسامات کا بگاڑ فراخی کے باعث

۲۔ مسامات کا بگاڑ تنگی سے یا

۳۔ کسی اور فساد سے جو اس مقام تک پھیل جائے۔

جب یہ مرض لاحق ہو جائے تو طبیب پر لازم ہے کہ غور و فکر کر کے سبب معلوم کرے۔ اگر اس کا سبب فساد غذا ہے تو اس خلط سے جو اس کا باعث بنی ہے بدن کا تنقیہ کریں۔ غذاؤں میں اس کی ضد تجویز کریں تاکہ مزاج بدل کر خون صالح پیدا ہو اور بال اُگ آئیں۔

اگر مسامات کی فراخی یا جلد کے استرخاء سے یہ مرض لاحق ہو تو اس کے سبب کو دور کریں غذاؤں میں ایسی غذائیں دیں جو سبب کو روکنے والی ہوں۔ اور اگر مسامات کی تنگی کے باعث جلد کھردری ہو جائے تو مرطب اشیاء سے علاج کریں استفراغ سے پرہیز کریں کہ اس سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے۔

فساد غذا سے ہونے والے مرض میں یہ ضماد لگائیں موم کو روغن بنفشہ میں پگھلالیں پھر آگ سے اُتار کر پوست فندق کی تھوڑی سی راکھ اس میں ملائیں اور خوب پھینٹ کر مخلوط کریں بعدہ ابرووں پر ضماد کریں ضماد کو ہر روز ایک دفعہ گرم پانی سے دھویا کریں، نیز یہ سعوط استعمال کرائیں۔ روغن بنفشہ، روغن

8227

شبو گرم پانی میں ڈال کر ایک ساعت تک مخلوط کریں پھر اس میں سے ۸ گرام پانی لے کر ہر تیسرے دن ایک دفعہ سعوط کرائیں اس سے بال اُگ آتے ہیں۔

اگر استرخا، جلد اور مسامات کی فراخی سے یہ مرض لاحق ہو تو حسب دستور استفراغ کرائیں پھر یہ ضماد لگائیں موم، روغن آس اور روغن لادن پگھلا کر کے اس میں کرنب سفید اور زعفران شریک کریں پھر اچھی طرح پھینٹ کر مقام مرض پر ضماد کریں جب بھی ضماد جھڑ جائے روغن گل لگا دیا کریں۔

اگر مسامات کی تنگی اور جلد کی خشکی اس مرض کا باعث ہو تو استفراغ سے اجتناب کریں اور مقام مرض کو مسلسل ایسے گرم پانی سے دھوئیں جس میں بنفشہ اور برگ خبازی جوش دے دیا گیا ہو بعد ازاں موم روغن لگا کر مرطب کریں نیز روغن خیری، روغن کدو اور روغن نیلوفر کا سعوط کرائیں اس سے جلد میں بسط پیدا ہو کر مسامات ٹھیک ہو جاتے ہیں اور بال اُگ آتے ہیں۔

ابرو جھڑنے کی ایک عمومی دوا جس کو مسلسل لگایا جائے چند ہی روز میں اس کا اچھا اثر ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے۔

نفاخات سمک (نفاخہ مچھلی کے بطن میں ایک پھولی ہوئی چیز) سوختہ پوست بندق سوختہ، قصب (سرکنڈہ) کی جڑ سوختہ اور لادن۔

یہ سب دوائیں ہموزن لے کر شراب میں مخلوط کر کے دونوں ابرو پر لگائیں شاذ ہی یہ دوا خطا کرتی ہے۔

باب (۲۳)

ابرو کے قمل (جُوں) اور قمقام (جم جُوں)

ابروں میں جوں اور (جم جوں) اس وقت پڑتے ہیں جب طبیعت فضلات کو ابرووں کے دماغی عمق سے ابرو کی جانب دفع کرتی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جس میں ناپیوستہ ہڈی ہوتی ہے اس کے اسی کے ذریعے دونوں ابرو عظم الجبہہ سے ملتے ہیں۔ جب عمق بدن سے دفع شدہ وسخ (میل) یہاں آتی ہے تو جوں اور جم جوں پیدا ہو جاتے ہیں دونوں کا علاج یکساں ہے البتہ جم جوں کے علاج میں دشواری پیش آتی ہے کیوں کہ یہ مرض علاج کو کم قبول کرتا ہے اس سے زیادہ مشکل صئبا کا علاج ہوتا ہے۔

جم جوں اور لیکھ (صئبان) میں یہ فرق ہے کہ جم جوں بالوں کی جڑ میں حرکت کرتی ہوئی اپنا سر مسامات کے اندر گھسا دیتی ہے دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالوں کی جڑیں قدرے متورم ہو گئی ہیں ان کو جب گرمی پہنچتی ہے یا ان پر گرم پانی ڈالا جاتا ہے تو یہ اپنا سر نکال کر بالوں کی جڑوں کے آس پاس متحرک ہو جاتی ہیں اس کے برخلاف لیکھ بالوں سے لپٹی اور چمٹی ہوئی ہوتی ہے جیسے کہ دھاگے میں موتی پرو دیئے گئے ہوں۔ لیکن حقیقت امر ایسی نہیں ہے بلکہ وہ بالوں کی گولائی میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے جوں کی حرکت لیکھ اور جم جوں کی حرکت سے تیز ہوتی ہے۔

علاج :- ایسے مطبوخ افتیمون سے استفراغ کرائیں جس میں افسنتین کا جز غالب ہو پھر یہ غسول (دھونے کی دوا) استعمال کریں پوست بیخ انار، برگ کنیر، برگ خانہ میعہ

یا بسہ، قدرے مرچ سفید سب دواؤں کو جوش دے لیں پھر سبابہ (شہادت کی انگلی) پر کپڑا لپیٹ کر اس پانی میں ڈبوتے جائیں اور دونوں ابروؤں کو رگڑ کر متعدد مرتبہ دھوئے جائیں مریض کو دھوپ میں بٹھائیں اور جوں وجم جوں کو سوئی کی نوک (روس الابرہ) سے نکال دیں۔ البتہ لیکھ نکالنا ہو تو بالوں میں تیل لگا کر مریض کو ایک ساعت کے لئے دھوپ میں چت لٹائیں پھر کنگھی یا ناخن کے ذریعہ سے ان کو جھاڑ دیں اس طرح یہ بآسانی نکل آتی ہیں اگر یہ تدبیر مفید نہ پڑے تو نوشادر ۳۲ ملی گرام، گوہ کی مینگنی ۳۲ ملی گرام دونوں کو سرکہ میں کھرل کریں اور مقام مرض پر طلاء کریں اس سے جوئیں جھڑ جاتی ہیں دیگر نئی قطن (روئی) لے کر ایک سخت شیشی میں ڈالیں پھر اس میں ذیبق (پارہ غیر مقتول) ڈالیں شیشی کو ہر روز ایک یا دو دفعہ ہلا دیا کریں دو تین دن کے بعد جب روئی سیاہ ہو جائے تو نکال لیں اور پارہ اچھی طرح جھاڑ دیں کیوں کہ وہ روئی سے لپٹ جاتا ہے پھر روئی جلا کر اس میں سے ۳۲ ملی گرام اور کندش سیاہ پسا ہوا ۳۲ ملی گرام لے کر دونوں کو زیتون میں ملالیں اور مقام مرض پر طلاء کریں۔ اس طلاء سے بغیر کسی دشواری کے جوئیں جھڑ جاتی ہیں۔

مرض کے دور ہونے کے بعد اگر ابرو کے بال بالکل صاف ہو جائیں تو روغن لادن اور روغن غار لگائیں اور خطمی سے حمام میں دھوئیں اگر اس علاج سے بھی آرام نہ ہو تو ابرو کے بال مکمل طور سے اکھاڑ دیں اور قطران کا طلاء کریں اور گرم پانی سے دھوتے رہیں۔ اس کے بعد روغن غار یا روغن لادن لگائیں میں نے ریانہ مطبب کو یہ کہتے سنا ہے کہ وہ اسی طریقہ سے علاج کرتا تھا جب مریض اس کی تکلیف پر صبر سے کام لیتا تو مکمل طور پر بھلا چنگا ہو جاتا یعنی ابرو کے بال اچھی طرح اُگ آتے ہیں۔

ابن سیارہ اس علت کے اور پلکوں کے علاج کے لئے ہمیشہ استفراغ کے بعد مویز منقی اور عاقر قرحا سے غرارہ کرایا کرتا تھا اور یہی کافی ہو جاتا تھا کبھی کبھی ببل کا تھوڑا سا پتہ لگانے کا حکم دیتا تھا اس سے شفاء ہو جاتی تھی۔

باب (٢٤)

پیشانی اور چہرہ کا بہق (چھیپ)

یہ بیماری رطوبات بلغم سے لاحق ہوتی ہے جو پیشانی اور چہرہ میں فساد (بگاڑ) پیدا کرتے ہیں جب ایسا بلغم تغذیہ میں صرف نہیں ہوتا تو طبیعت اسے دفع کر دیتی ہے اور اگر یہ رقیق اور سخیف (کمزور) ہو تو سطح بدن کی طرف دفع ہوتا ہے اور بہق (چھیپ) کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور اگر اس میں غلظت کے ساتھ لزوجت (لیسدارپن) غالب ہو اور گوشت اور ہڈی بھی اس کی گرفت میں آجائیں تو برص کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔

مرض بہق پورے اعضاء بدن میں ہو سکتا ہے اور کبھی بدن کے کسی خاص حصہ میں محدود ہوتا ہے جیسے سینہ، گردن، دونوں ہاتھ، پیشانی، چہرہ وغیرہ لیکن جب پیشانی اور چہرہ پر ظاہر ہوتا ہے تو متفرق ٹکڑوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

بہق اور برص میں فرق یہ ہے کہ بہق میں ہمیشہ (کھال کی) بھوسی جھڑتی رہتی ہے اور اس کا رنگ مکمل سفید نہیں ہوتا بلکہ دوسری کھال سے خفیف سا مختلف ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف برص میں بھوسی نہیں جھڑتی اور جلد کی رنگت نہایت سفید بلکہ حد درجہ کی دودھیا ہو جاتی ہے۔

اس مطبوخ سے بدن کا استفراغ کرائیں۔

بہق کا علاج :- پوست بلیلہ کابلی ۱۴۰ گرام، افسنتین رومی، شاہترہ ۵۲ ۱/۲۵ گرام قنطوریون،

حشیش غافث ہرایک ۱/۲ ۱۷ گرام، فوتنج ہرایک ۱/۲ ۱۰ گرام افتیمون قرنطی ۱/۲ ۲۴ گرام، مویز منقی طائفی (گھٹلی نکالا ہوا) ۷۰ گرام حسب دستور مطبوخ تیار کریں اور ۲۴۵ گرام تا ۲۸۰ گرام مطبوخ میں قند سفید ۱۸ گرام اور نمک نفطی ۱ گرام ملاکر بعد پرہیز کرائیں، نیم گرم پلائیں اور ہر دو دن میں ایک دفعہ حمام میں لے جائیں اور مقام ماؤف کو ایسے سرکہ سے رگڑتے رہیں جس میں تخم مولی اور کندش کو کوٹ لیا گیا ہو۔
مذکورہ تدبیر کے بعد مقام مرض کے بال جھڑ جاتے ہیں اور صحت ہو جاتی ہے اسی طرح اطریفل صغیر مسلسل کھلائیں استفراغ کے بعد طلاء کے لئے یہ دوا نہایت عمدہ ہے، عصارہ پوست انجرہ، پنیر ترش، فلفل سفید، سرکہ میں کوٹی اور پیسی ہوئی لگانے سے بھی یہ علت جلد دور ہو جاتی ہے نیز نمک اور گندھک کو پانی میں جوش دے کر دھارنے سے بھی صحت کلی ہو جاتی ہے میں نے اس طرح کثیر لوگوں کا علاج کیا ہے۔ طلاء کے لئے کوئی زیک روغن لگائیں سب سے عمدہ روغن، روغن زیتون ہے مقام مرض کو مسلسل گرم پانی سے دھوتے رہنے سے بھی مرض زائل ہو جاتا ہے مرض کو دور کرنے کی ایک اور تدبیر یہ ہے کہ مقام ماؤف کو صَوُلجَان (ٹیڑھے سر کی چھڑی) سے ضرب لگائیں جب پسینہ کا خروج ہو بند کر دیں۔ **دیگر:**۔ ابرسا کی راکھ سرکہ میں کھرل کر کے لگانے سے بھی مرض زائل ہو جاتا ہے۔

مرض برص کا علاج سطح بدن کے جملہ امراض کے بیان کے بعد کیا جائے گا۔

باب (۲۵)

عدسیہ و حنطہ (مسور اور گیہوں جیسے مسّے)

یہ مرض بھی پیشانی اور چہرہ پر ہوتا ہے درحقیقت یہ ثالیل (مسّے) ہیں جن کی شکل مسور اور گیہوں کے دانہ جیسی ہوتی ہے ان کا حجم بھی تقریباً بمقدار ایک دانہ ہوتا ہے عدسہ کا رنگ زرد اور حنطہ کا سُرخی مائل ہوتا ہے۔

یہ مرض فضلات غلیظ لزجہ فاسدہ (غلیظ لیسدار فاسد مادہ) سے پیدا ہوتا ہے جن کو طبیعت عمق بدن سے سطح کی طرف دفع کرتی ہے جب یہاں ان کی تحلیل ممکن نہیں ہوتی تو وہ سطح بدن پر منعقد (قائم) ہو جاتے ہیں۔

خلط صفراوی کے فساد سے عدسہ اور خلط دموی کے فساد سے حنطہ لاحق ہوتا ہے ان کے علاج کے لئے ایسی مقی دوائیں دیں جو بلغم اور اخلاط غلیظ کا بدن سے استفراغ کرتی ہوں مریض کو غلیظ غذاؤں سے پرہیز کرائیں اور یہ طلاء لگائیں۔ صمغ بطم (بن کا گوند) کو ہمراہ موم اور تیل کے پگھلالیں پھر اس کو ہاون میں ڈال کر قلیل مقدار میں آلو بخارا کا گوند، مویز منقی، شیطرج ہندی ملا کر تیار کریں اور لگائیں جب بھی خشک ہو جائے تو پھر تازہ لگائیں بعض اطباء زفت اور گوند کو ایک پارچہ پر لگا کر مسوں پر چپکاتے ہیں اور ایک دو دن کے وقفہ سے ان کو اُکھاڑ دیتے ہیں اس طرح کے عمل سے ایک ہی دفعہ میں مسّے گر جاتے ہیں۔

دیگر:۔ سرکنڈہ کی راکھ اور شیطرج سوختہ کو قدرے سریش میں [illegible] خشک ہو جائے اکھاڑ دیں اس کے ساتھ ہی مسّے بھی نکل آتے ہیں دیگر اس مرض کے لئے روغن غار لگائیں جو لطیف ادویہ میں سے ہے اور جیسے قیروطی (موم اور روغن) حب غار، بط کی چربی چوزہ کی چربی ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ دن میں ایک دفعہ اور رات میں بھی ایک دفعہ بپابندی لگائیں تو اس سے بھی مسّے گرجاتے ہیں یا دب جاتے ہیں۔

ایک رئیس وقت نے مجھ سے اور میرے استاد سے بیان کیا کہ اس کے بدن پر ایسے بہت سے مسّے ہیں ہم نے اس کے لئے مذکورہ دوا تیار کر کے چالیس دن تک استعمال کرائی اس سے تمام مسّے جھڑ گئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی مسّے نکلے ہی نہ تھے اس دوا کے سوا کسی دوسری دوا کے استعمال کی نوبت ہی نہ آئی۔

الماشون (چلتے پھرتے معالج) مسّے کو اپنے دانتوں سے بسہولت نکال دیتے ہیں لیکن گاہے مقام ماؤف پیپ پڑ جانے کی وجہ سے متورم بھی ہو جاتا ہے۔ یہ درحقیقت کوئی لائق استعمال علاج نہیں ہے پابندی سے اگر پرہیز کیا جائے تو بآسانی شفاء ہو جاتی ہے اور مرض تیزی سے زائل ہو جاتا ہے۔

عدسہ اور حنطہ کے سوا دوسرے مسّوں کا سبب بھی تقریباً وہی ہے جو اوپر بیان کیا جا چکا ہے الا یہ کہ ان میں خشکی اور فساد زیادہ ہوتا ہے اور مقام ماؤف پر زیادہ بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کا علاج عدسہ اور حنطہ کی طرح کیا جائے۔

گاہے اس کی تدابیر میں ان کا اکھاڑنا بھی ہے کیوں کہ یہ جڑ سمیت بآسانی نکل آتے ہیں مسّے طلاء کرنے سے بھی زائل ہو جاتے ہیں ذیل کے طلاء لگانے سے ایک دو دن میں مسّے گر جاتے ہیں۔

برگ خشک کو ہی سبز رے کر مسّے پر رگڑیں مسّے گر جائیں گے اور مقام ماؤف خشک ہو جائے گا۔

دیگر گوند کو سرکہ میں حل کر کے لگانا بھی یہی اثر رکھتا ہے۔

ہمارے معمولات میں یہ نسخہ ہے۔

سہاگہ ۳½ گرام، برگ آس تازہ ۱۰½ گرام، نمک طبرزد ۵۰۰ ملی گرام سب کو کوٹ پیس کر مسّوں پر بکتے بعد دیگرے لگائیں دو دن کے وقفہ سے اسی کا اعادہ کریں مسّے جھڑ جائیں گے۔ بوقت واحد ایک جگہ کے تمام مسّوں پر دوا نہ لگائی جائے۔

مسّے جب بڑے اور سخت ہوں تو روغن چونہ اور شورہ لگانے کا حکم دیں جس کی تیاری کا طریقہ ہم سابقہ ابواب میں بیان کر چکے ہیں یہ روغن لگا کر قدرے توقف کریں حتیٰ کہ سیلان خون ہونے لگے۔ اس کو دھوکر پھر مزید روغن لگائیں مسّہ خشک ہوکر گر جائے گا۔ روغن کے استعمال کے دوران سرد ہوا اور سرد پانی سے احتیاط کی جائے اور ان کو دھونے کے لئے گرم پانی استعمال کیا جائے اگر مقام ماؤف نیلگوں یا گرم ہو جائے تو مرہم کافوری لگائیں۔

مسّوں کی ایک قسم تینیہ (انجیر جیسی) کہلاتی ہے یہ گول بڑے اور بکھری ہوئی کرچیوں والے ہوتے ہیں ان کی شکل انجیر جیسی ہوتی ہے اگر ان کو چیر کر دیکھا جائے تو کرچیاں اور دانے نظر آتے ہیں اس کا علاج بھی مذکورہ طریقوں سے کیا جائے اگر کامیابی نہ ہو تو کوئی تیز دوا یا روغن چونہ لگائیں، تاکہ اس کا استیصال ہو جائے۔ میں نے اسی طرح کا ایک مسّہ دیکھا تھا جس پر روغن لگایا گیا تو وہ جھڑ گیا اس کے بعد جب اس کا معائنہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس کی جڑ درہم کی مانند گول بہت سیاہ اور ریشم کی بناوٹ کی طرح ہے۔ اس پر بھی یہی روغن لگایا گیا تو یہ جڑ بھی کٹ گئی۔ اس جڑ کے نیچے عصب اور ہڈی ہوتی ہے میں نے کوشش کی کہ اس کو اس کی تہہ سے حدید کے ذریعہ نکال دوں لیکن اس کی سختی کے باعث ایسا کرنا ممکن نہ ہوسکا۔ لہٰذا مرہموں سے علاج کیا گیا جس سے صحت ہوکر گوشت بھر آیا۔ مسّوں کی اقسام میں تینیہ بدترین قسم ہے بایں ہمہ یہ بھی دیگر مسّوں کی طرح زائل کئے جاسکتے ہیں۔

ان مسّوں کے زائل کرنے کی ایک آسان تدبیر یہ ہے کہ آس کی لکڑی کو ایک طرف سے جلائیں جب جلتی ہے تو اس کے دوسرے کنارے پر نشیش[1] (رطوبت یا پانی) خارج ہوتا ہے دن میں اس پانی کو مسّوں پر رگڑیں اور رات کو کوئی روغن مثلاً روغن گُل لگائیں مسّے بغیر کسی تکلیف اور دشواری کے گر جاتے ہیں اور دوبارہ پیدا نہیں ہوتے۔

---

[1] النشیش: مصدر ہے لغت میں پانی کے جوش کی آواز کو کہتے ہیں مترجم۔

باب (۲۶)

کلف (جھائیں)

کلف (جھائیں) ایک مشتبہ (غیر معین) مرض ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں جالینوس نے اس کی صرف ایک قسم بیان کی ہے اسی انداز سے بعد کے لوگوں نے اس کے انواع واقسام متعین کر کے انھیں مفصل بیان کیا ہے۔

اس مرض کی ایک قسم ایسی ہے جس میں باریک عروق سے جلد اور گوشت کے درمیان خون نکل کر ٹھہر جاتا ہے اور تحلیل نہیں ہوتا۔ اگر اس مرض کی یہی تعریف مان لی جائے تو دشواری پیش آتی ہے کیوں کہ جب خون عروق سے نکلتا ہے اور اس کے اندر تیزی وصفراویت ہو تو اس سے پیدا ہونے والا مرض "حمرۃ" ہوتا ہے نہ کہ کلف اور اگر خون ایسے فاسد کیفیات کے ساتھ خارج ہو جس میں گرمی کی وجہ سے حدت اور عفونت پائی جائے تو وہ بثور اور اخراجات، کمی بیشی کے اعتبار سے کہلاتے ہیں اس کے برخلاف کلف، بارد سوداوی خون سے پیدا ہوتا جو مقام ماؤف کو نہ گرم کرتا ہے نہ اس کے اندر پھیلاؤ پیدا کرتا ہے یہ بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ اور جو خون رگوں سے بارد، رطوبی کیفیات کے ساتھ خارج ہوتا ہے اس سے پیدا ہونے والا مرض بہق اور ورم رخو (نرم) کہلاتا ہے جو خون کی قلت اور کثرت کے مطابق متغیر ہوتا رہتا ہے۔ ان تمام بیماریوں کا علاج اپنے اپنے مقام پر آئے گا۔

اب ہم کلف کا علاج بیان کرتے ہیں۔

طبیب کو چاہیئے کہ مریض کے مزاج میں گہرے طور سے غور کرے اگر اس کا مزاج سوداوی ہو تو اپنی توجہ کو پہلے اصلاح مزاج اور اخلاط سوداوی کے استفراغ کی طرف مبذول کرے پھر خاص مرض کلف کا علاج کرے مریض کا مزاج اگر رطب (تر) ہو تو رطوبات سے بدن کے تنقیہ کا اہتمام کرے پھر کلف کے علاج میں مشغول ہو۔ بہرصورت کلف کے علاج میں تنقیہ اور پرہیز پھر لطیف غذاوں کے استعمال کرانے کے بعد ہی توجہ کی جائے۔ بعدازاں ان طلاؤں میں کوئی طلاء لگائیں طلاء کی تین قسمیں ہیں ایک وہ قسم جو مرض کی ابتداء میں استعمال ہوتی ہے اس کا آخر میں استعمال درست نہیں۔ دوسری قسم معالجہ کے درمیان میں استعمال ہوتی ہے اس کا آغاز میں استعمال ممنوع ہے اور تیسری قسم وہ ہے جو صرف آخری درجہ میں استعمال کی جاتی ہے

واضح رہے کہ اول سے ہماری مراد پیدائش مرض کا آغاز متوسط سے مراد مرض کی زیادتی کا زمانہ اور اواخر سے مراد مرض کی اختتامی حالت ہے۔ معالجہ کی ابتداء میں استعمال ہونے والے طلاء کا نسخہ:۔

گلاب کی پتیاں، ایک حصہ، آرد مسور ایک حصہ، مویز منقی دو حصہ، تخم فرنجمشک ایک حصہ سب کو ملا کر پیس لیں اور قابض شراب یا پرانے سرکہ یا دونوں میں بھگوئیں پھر اس میں تھوڑا سا آب آس ملا کر کلف والے مقام پر ضماد کریں۔

واضح رہے کہ ہم نے اس مرض کے ابتدائی علاج میں اشیاء قابضہ و محللہ کو ادویہ مسخنہ و محللہ پر اس اندیشہ کے تحت مقدم رکھا ہے کہ موخر الذکر دواؤں کے استعمال سے عروق کے دہانے کھل کر کے جریان خون ہونے لگتا ہے جس سے فساد کی صورت پیدا ہو کر مرض میں زیادتی ہو جاتی ہے۔

دیگر، علیق الکلب (سہ گل) ۲۵ گرام، گاؤزبان ۲۵ گرام، پوست و برگ ملہٹی ۲۵ گرام، اکلیل الملک ۲۵ گرام سب دوائیں پیس کر ایسے عرق بادیان میں جس میں ایک دن رات قابض دوائیں تر کی گئی ہوں گوندھیں۔ پھر کلف پر طلاء کریں اس کے استعمال سے اگر مرض کا پھیلنا اور بڑھنا رک جائے تو اس طلاء کا استعمال موقوف کر دیں کبھی اس طلاء کے استعمال سے مرض کامل طور سے زائل ہو جاتا ہے لیکن اگر زائل نہ ہو اور ایک حالت پر ٹھہر جائے تو یہ طلاء لگائیں۔

مر اور بد ۳½ گرام، حجر فلفل ۳½ گرام، بکری کے کھر سوختہ ۱ گرام[1] گندھک ۱۱.۷۵ گرام۔

---

[1] قصار (دھوبی) جس کو استعمال کرتے ہیں۔

سب کو اچھی طرح پیس کر بچھوے یا چمگادڑ کے خون میں ملوث کر کے دھبہ کلف پر لگائیں۔ اس طلاء کو ایک دن اور رات میں ایک دفعہ لگایا کریں میں نے کلف کے علاج میں استفراغ و تنقیہ کے بعد اس سے زیادہ نفع بخش کوئی دوا نہیں دیکھی، نہ ہی کوئی ایسا طبیب دیکھا جس نے یہ دوا استعمال کی ہو اور کامیاب نہ ہوا ہو۔

مرض کے آخر میں جب کہ یہ کسی قدر باقی رہ گیا ہو تو یہ طلاء استعمال کریں۔ برگ غار، حب غار دو حصّہ، قیصوم، ہڈیوں کی اور خر مہرہ کی راکھ ایک حصّہ کندر ایک حصّہ، راتینج (صنوبر کا گوند) ایک حصّہ، برگ و بیخ سداب وشتی دو حصّہ زعفران ایک حصّہ، مر دو حصّہ، ایلوا ½ حصّہ سب کو پیس لیں موم کو روغن غار میں پگھلا کر اس میں پسی ہوئی دوا آدھی ملائیں اور باقی آدھی کو سرکہ میں کھرل کر لیں۔ سرکہ میں کھرل کردہ دوا دن میں طلاء کریں اور پھر رات کے وقت گرم پانی سے دھو کر موم میں ملائی ہوئی دوا لگائیں۔ یہ طلاء بہت کافی ہے اس میں دیرینہ مرض کو دور کرنے کی صلاحیت ہے نئے مرض کا تو کیا ذکر ہے۔

میں نے بصرہ میں دو غلام دیکھے جو پرانے مرض کلف کا علاج مذکورہ طلاء سے کرتے تھے۔ طلاء سے پہلے ہر وقت ایسے پانی سے دھوتے تھے جس میں بابونہ اور اکلیل الملک جوش دے دیا گیا ہو۔ اور بعض بوڑھیاں تو ایسی دوائیں استعمال کرتی تھیں جن کا اطباء کے پاس معمول نہ تھا۔ میں نے ان کو بھی آزمایا تو اچھا موثر پایا۔ یہ بوڑھیاں کثیر مقدار میں نمک ملا کر روٹی پکائیں اور نہایت مبالغہ کے ساتھ اس کو چبا کر کلف پر ضماد کرتیں اور ضماد کو ہر روز ایک دفعہ گرم پانی سے دھو دیا کرتی تھیں۔ اس تدبیر سے مرض جلد ہی زائل ہو جاتا تھا۔ چوں کہ جالینوس نے بھی خبز مضموغ (چبائی ہوئی روٹی) کا ذکر کیا ہے اس لئے میں نے بھی اس کو استعمال کر کے دیکھا تو بہتر نتائج ظاہر ہوئے۔

بصرہ میں کلف کے لئے سمندر کا پانی کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے بھی مرض زائل ہو جاتا ہے۔

ہم مرض کلف کے علاج کو مزید طول نہ دیں گے کیوں کہ جتنا کچھ علاج بیان ہو چکا ہے وہ خطا نہیں کرتا۔

باب (۲۷)

نمش وخیلان (لہسن اور تل)

مرض نمش (لہسن) دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جو ماں کے پیٹ سے بچہ لے کر پیدا ہوتا ہے اور دوسرا وہ جو پیدائش کے بعد لاحق ہوتا ہے۔ پیدائشی مرض کا تو کوئی علاج نہیں البتہ بعد کا مرض قابلِ علاج ہے۔

ان دونوں امراض کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ لہسن سیاہی مائل اور تل سیاہ ہوتے ہیں اور بعض لہسن اور تل سرخی مائل سیاہ بھی ہوتے ہیں۔

لہسن اور تل میں فرق یہ ہے کہ لہسن سطح جلد کے برابر ہوتا ہے اور تل جسم دار اور سطح جلد سے ابھرا ہوا ہوتا ہے۔ میں نے (بعض مریضوں کے) بدن پر ایسے نقطے دیکھے جو پھیل کرا تنے چوڑے ہو گئے تھے کہ نمش سے گزر کر کلف کی تعریف ان پر صادق آتی تھی۔

"تل" اگر سوئی کی نوک کے برابر بھی ابھرا ہوا ہو تو وہ تل ہی کہلاتا ہے۔

مرض نمش جو بعد پیدائش لاحق ہوتا ہے وہ عروق شعریہ (بال جیسی رگوں) سے خون کے خروج اور اس کے پورے بدن میں پھیل جانے کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے۔ جب اس خون کی گردش سطح جلد پر یا مسامات میں ہوتی ہے تو یہ مستطیل اور گول شکل اختیار کر لیتا ہے اور دونوں صورتوں میں باہم دگر پیوست ہوتا ہے۔

خال (تل) کا مرض خلط سوداوی اور عروق سے نکلے ہوئے دم محترق (جلے ہوئے خون) سے پیدا ہوتا ہے جو کسی ایک مقام پر رک کر سخت اور مجسم شکل اختیار کر لیتا ہے اس کی مثال اقرنطین نے درختوں سے نکلنے والے گوند سے دی ہے جو درخت ہی پر سخت ہو کر اپنے مقام سے چمٹا ہوا ہوتا ہے۔

مذکورہ دونوں امراض کا علاج تقریباً یکساں ہے۔

غیر پیدائشی نمش کا عمدہ علاج جو ہمارا مجرب ہے وہ یہ ہے:

نمک سوختہ، اشنان سوختہ، چونا (ان بجھا)، صدف سوختہ، قیصوم کی راکھ مر، برگ و تخم غار، کھجور کی گٹھلی سوختہ، کھجور مع گٹھلی سوختہ۔ یہ دوائیں مفرد یا مرکب سرکہ یا پانی میں حل کر کے استعمال کی جاتی ہیں۔ ان کا استعمال بہ طور طلاء نہ کیا جائے بلکہ بعد استفراغ اور فصد کے ان کو ایک دفعہ رات میں بطور ضماد (لیپ) لگایا جائے۔

طلاء کے لئے یہ نسخہ مفید ہے لیکن اگر طلاء لگانے میں نرمی نہ اختیار کی جائے تو قرح (زخم) پڑ جاتا ہے۔ نسخہ طلاء: نوشادر، نمک، قلی، قیصوم کی راکھ ان سب کو پیس کر سرکہ اور بچوں کے پیشاب میں ملائیں پھر طلاء کریں اس طلاء میں بڑی جالی (جلاء بخشنے والی) قوت ہے اس کا استعمال تین دن میں ایک مرتبہ کیا جائے اور بعد طلاء کے روغن گل لگائیں۔

دیگر:۔ کندر مذکر[1] کو سرکہ میں حل کریں پھر تخم کرفس، تانبہ کا میل ملا کر کھرل کریں بعد ازاں قیروطی شریک کر کے چہرہ پر اور جہاں جہاں مرض ہو طلاء کریں۔

خیلان (تل) میں اس امر کی ضرورت ہے کہ ان میں سوئی چبھوئی جائے (تاکہ جما ہوا خون نکل جائے) پھر سرکہ سے دلک (رگڑ) کریں جن تلوں کا رنگ شامی توت کی طرح شوخ سرخ ہو خواہ وہ پیدائشی ہوں یا اس کے بعد کے، انھیں چھیڑنا مناسب نہیں اس لئے کہ یہ کبھی شرائین کی شاخوں پر پیدا ہوتے ہیں اور ان کو چھیڑنے سے جریان خون لاحق ہو کر خطرناک صورت اختیار کر جاتے ہیں۔

میں نے بغداد میں ایک شخص کو دیکھا جس کی پنڈلی کا تل قطع کیا گیا تھا اور اس سے شدید

---

[1] کندر (ایک درخت کا گوند) کی دو قسمیں ہیں مذکر اور مونث، مذکر گول اور سرخ اور مونث سفید ہوتا ہے۔ مترجم

خون بہہ رہا تھا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا اس تل کے قطع کرنے میں شریان کی شاخیں (اطراف الشریان) بھی کٹ گئیں اگر اس کو (فی الفور) داغ دیا جاتا تو خون بند ہو جاتا بمش (لہسن) کے زائل کرنے کے لئے وہاں کی بوڑھیاں ہاتھی دانت کا نرم برادہ سرکہ میں حل کر کے لگاتی تھیں اور ان کا ادعا تھا کہ اس سے مرض زائل ہو جاتا ہے۔ نیز میں نے دو غلام دیکھے جو بمش کے لئے کھارا پانی استعمال کرتے تھے یہ بھی ازالہ مرض کی تاثیر رکھتا ہے۔
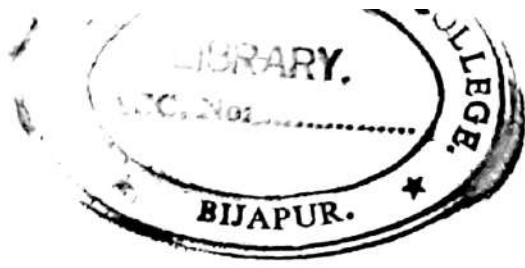
باب (۲۸)

تحسین لون اور اصلاح بشرہ

اس بیماری کے دو اسباب ہیں ایک مرض، دوسرے غذا کی خرابی و بے ترتیبی۔ مرض کی بھی دو قسمیں ہیں، فساد احشار (یعنی اندرونی اعضار) جیسے طحال، جگر اور معدہ کا بگاڑ یا طویل بخار اور شدید آلام۔

ان تمام صورتوں میں پہلی تدبیر اصلاح غذا اور اصلاح احشا ہے تاکہ خون صاف ہو کر طبعی حالت پر آجائے۔ اس کے بعد بھی اگر رنگ ٹھیک نہ ہو تو یہ ضماد لگائیں: اشنان اصفہانی، آرد ترمس، آرد نخود، مغز بادام، تخم بہی، تخم تربوز، تخم خیارین، کف دریا، سفیدہ کاشغری۔

ان تمام دواؤں کو ہم وزن لے کر تازہ دودھ اور تھوڑے سے شہد میں مخلوط کر کے رات میں چہرہ پر لگائے اور صبح دھودیں کبھی ان دواؤں کو شراب میں بھی ملا کر لگایا جاتا ہے اور کبھی لعاب اسپغول میں مخلوط کر کے ایک کپڑے پر لگا کر چہرہ پر چپکا دیتے ہیں بعد ازاں کپڑا نکال کر چہرہ ایسے گرم پانی سے دھوتے ہیں جس میں سرطان نہری جوش دے لئے گئے ہوں۔ بگڑی ہوئی رنگت کے لئے یہ عمدہ علاج ہے۔

دلہنوں اور صحت مند لوگوں کا چہرہ خوش رنگ کرنے کے لئے سفیدہ زرد (الاسفیداج الاصفر جو اسرب[1] سیسہ) اور قلعی سے تیار کیا جاتا ہے) کو عورت کے دودھ میں پھینٹ لیں پھر

---

[1] اسرب سیاہ سیسہ

چہرہ کو گرم پانی سے دھو کر کپڑے سے خشک کریں اور روئی کو اس دوا میں تر کر کے چہرہ پر پھیریں، ایک ساعت تک کپڑے سے چہرہ ڈھانکے رکھیں جب کھولا جائے گا تو ظاہر ہوگا کہ چہرہ صاف اور نکھر گیا ہے۔

اگر صورت کو ضرورةً سیاہ کرنا مقصود ہو تو لوہے کا زنگ اور مسور سوختہ چہرہ پر طلاء کریں پھر حمام میں اس پر نیم گرم پانی ڈالیں اور چہرہ کو ہاتھ سے نہ رگڑیں اس سے رنگ سمر (درخت ببول) کی مانند سیاہ ہو جائے گا۔

اور اگر چہرہ کی زرد رنگت مطلوب ہو تو زیرہ کرمانی اور فندق کو میدہ (دقیق الحواری) میں ملا کر ضماد کریں پھر انجبیر جوش دیئے ہوئے پانی سے دھو دیں۔ اس سے صورت کی رنگت مریضوں کے چہرہ کی طرح زرد ہو جائے گی۔

یا اگر ایسا سرخ کرنا منظور ہو جیسا کہ سورج کی تمازت سے ہو جایا کرتا ہے تو شیطرج ہندی لیں اور اسے سرکہ میں ہلکا سا جوش دے لیں پھر ایک کپڑے کو اس میں تر کر کے بار بار چہرہ تھپتھپائیں اس تدبیر سے رنگت ایسی سرخ دکھائی دے گی کہ اس کے غیر طبعی ہونے کا شبہ بھی نہ ہوگا۔

باب (۲۹)

پلکوں اور ابروؤں اور داڑھی کے بالوں کا جھڑنا

واضح ہو کہ پلکوں، ابرو، داڑھی اور سارے بدن کے بالوں کے جھڑنے کے اسباب کی تین قسمیں ہیں گو ان کی اور بھی بہت سی انواع ہیں لیکن یہ سب کی سب انہی تین کے تحت آجاتی ہیں۔

پہلا سبب۔ احتداد اخلاط (اخلاط کا گرم ہونا) اور ان کا کیفیت حریفہ (تیز) میں تبدیل ہو جانا ہے۔ یہ کیفیت حریفہ بدن کی پرورش و تغذیہ کے طبعی افعال کو قطع کر دیتی ہے۔

دوسرا سبب۔ فساد مسام ہے جو جذام داء الثعلب اور داء الحیّہ جیسے امراض سے لاحق ہوتا ہے۔

تیسرا سبب غذا کی کمی یا ضعف بدن یا بالوں کا کم تغذیہ ہے۔

آنکھوں اور پلکوں کے بال تیز لذاع (پرسوزش) قسم کے اخلاط سے جھڑتے ہیں مذکورہ بیماریوں میں سے کوئی ایک مرض یا غذا کی خرابی اس کا باعث بن جاتا ہے۔

اگر بالوں کا گرنا خلط لذاع سے ہو تو اس کی علامت کھجلی اور خشکی ہے اور اگر امراض ان کا باعث ہوں تو چہرہ پر تہبج، درد اور بثور ہوں گے۔ اور اگر نقص تغذیہ سبب ہے تو جلد خشک ہوگی اور بقیہ بال بھی کمزور ہوں گے۔

ان تمام علامات پر غور کر کے طبیب بآسانی مرض کی قسم متعین کر سکتا ہے۔

خلط لذاع سے جو بال جھڑتے ہیں ان کا علاج بدن کا صفرا سے استفراغ کرانا ہے اس غرض

کے لئے مطبوخ ہلیلہ زرد جو داءالثعلب کی صفراوی قسم میں بیان کیا گیا ہے مفید ہے۔ باسلیق کی فصد کھولیں غذاؤں کی اصلاح کریں اور مرطبات جیسے بکری کے بچہ کا گوشت، چوزوں کا گوشت وغیرہ کھلائیں اور مریض کو مناسب وقت میں ماءالجبن (پھاڑے ہوئے دودھ کا پانی) اور روغن بادام حسب ذیل سفوف کے ہمراہ پلائیں۔

نسخہ سفوف:۔ بوزیدان، تودری ہر ایک ۵، ۱گرام، خشخاش سفید ۳۵ گرام تخم خرفہ، نشا (نشاستہ) بادام کا گوند بادام مقشر ہر ایک ۵، ۱۰گرام۔ ان سب کو کوٹ پیس کر سفوف بنالیں اور اس کی ۵، ۱۰گرام مقدار ہر روز ۵، ۱۰گرام ماءالجبن اور ۵، ۱۰گرام روغن بادام کے ساتھ استعمال کرائیں اگر مریض کا مزاج متحمل ہو تو اس کے دو ساعت بعد سکنجبین بزوری ۵، ۱۷گرام پلائیں کیونکہ اس سے دوا کی رسد بخوبی پورے بدن کو میسر آتی ہے اور خلط کے کثیف مادے لطیف ہو کر مزاج معتدل ہو جاتا ہے اور بال اُگ آتے ہیں بال کے طبعی نمو میں اعانت کے لئے مقام مرض کو روغن لاون سے ڈھیلا کریں۔ روغن لاون میں (جس کا نسخہ سر اور داڑھی کے بالوں کے جھڑنے کے باب میں مذکور ہے) ماءالخلاف (آب بید سادہ) اور لعاب میتھی ملا کر پھینٹیں پھر استعمال کرائیں ۔ یہ تدبیر کارگر نہ ہو اور بال نہ اُگیں تو مریض کو مقوی غذائیں دیں۔ مثلاً[1] کشابیات اور ماءاللحوم وغیرہ۔ جماع سے پرہیز کرائیں عادت سے کچھ زیادہ حرکت (چلنے پھرنے) کا امر کریں اور مقام مرض کو ایسے گرم پانی سے دھوتے رہیں جس میں بیخ ہلیلوں اور تخم پیاز جوش دے لئے گئے ہوں۔ اس تدبیر کے بعد بالوں کے اُگنے میں ذرا بھی شک نہیں۔

اگر بالوں کا جھڑنا داءالثعلب، داءالحیہ یا داءالسبع کی وجہ سے ہے تو اس کا متعلقہ متعلقہ ابواب میں گذر چکا ہے۔

اور اگر غذا کی کمی کے باعث ہے تو حسن تدبیر سے مناسب غذائیں تجویز کریں اور مقام مرض کو اس طور پر نرم و ڈھیلا کریں جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے۔

ذیل کا سُرمہ پلکوں کے بالوں کو خواہ وہ کسی سبب سے جھڑ گئے ہوں اُگلنے والا ہے۔

نسخہ سُرمہ بادام تلخ و بادام شیریں کو جلالیں ہر ایک کی راکھ ہم وزن لیں اور خاکستر برگ آزاد درخت ۱/۲ ۲گرام شادنج ۵، ۱۱گرام سب کو کوٹ پیس کر کپڑے سے

---

[1] کشب = گوشت والی غذا۔ مترجم

چھان لیں پھر ان دواؤں کے ہم وزن لاون پیس اور چھان کر سب اجزار کو بیل کے پتہ میں گوندھ لیں اور ان کے شیاف (بتیاں) بنالیں خشک ہونے کے بعد ایک شیافہ بکری کے تازہ دودھ میں حل کر کے سلائی سے ہر آنکھ میں تین آمیال (سلائیاں) لگائیں کل تین بار اس عمل کی تکرار کریں ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ کے درمیان ایک ساعت کا وقفہ دیں جب اس سے فارغ ہو جائیں تو حمام میں لے جائیں یا چہرہ کو نیم گرم پانی سے دھو دیں۔

میں عبدان کو دیکھتا تھا کہ وہ اس مرض میں خاص کر اخلاط حریفہ سے لاحق ہونے والے مرض میں ایسے گرم پانی کا مریض کو بھپارہ (الانکباب) دیتے جس میں صدف اور[1] سلامی جوش دے لیا گیا ہو ٹھنڈا ہونے کے بعد پھر انھیں جوش دینے اور اس کے پانی کا بھپارہ لینے کا حکم دیتے۔

---

[1] جوڑوں کی ہڈیاں بالخصوص اونٹ کے پاؤں کی ہڈیاں۔

باب (۳۰)

زیزان

یہ ایک غلیظ فضلہ ہے جو بخارات کے ذریعہ مسامات میں آتا ہے اور غلظت کے باعث تحلیل نہیں ہوتا۔ یہ مرض اکثر وبیشتر چہرہ اور ناک کے دونوں رُخ پر ہوتا ہے مقام ماؤف کو دبا کر نچوڑا جاتا ہے تو اس سے ایک شئے جمے ہوئے گھی کے مانند خارج ہوتی ہے اور چہرہ متورم نظر آتا ہے۔ وہ بیماری جو تحبّبُ کے نام سے مشہور ہے اس میں چہرہ کا صرف ایک ٹکڑا محسوس طریقہ پر اُبھر آتا ہے۔

زیزان کے علاج میں پہلے مطبوخ افیتمون سے بدن کا استفراغ کرائیں پھر سر کا استفراغ حب ایارج [۱] حب قوقایا، یا حب ایلوا سے کریں۔ ہوشیار طبیب ان تینوں گولیوں میں سے کسی ایک سے یا ایسی مرکب گولی بنا کر جسے مریض کے مزاج کے لحاظ سے اجزاء میں کمی بیشی کر کے تیار کیا گیا ہو قوانین استفراغ کے مطابق استعمال کرا سکتا ہے بعد از استفراغ چہرہ کو اشنان، شکر، تخم تربوز اور سبوس ڈال کر جوش دیئے گئے گرم پانی سے دھونے کا امر کریں۔ اس سے مرض زائل ہو کر جلد صاف ہو جائے گی اگر ورم رہ جائے تو یہ ضماد لگائیں۔

---

[۱] سریانی میں حب الراسن ہے۔ مترجم

خنا سوختہ ہیں، گرام[1] علک الانباط شریک کرکے سرکہ ہیں گوندھ لیں اور اس پر تھوڑا سا روغن زیتون ٹپکا کر چہرہ پر ضماد کریں، اگر اس سے بھی ورم زائل نہ ہو تو انگور کی راکھ سرکہ میں حل کریں پھر ایک کپڑا اس ہیں تر کرکے سوتے وقت چہرہ پر رکھ دیں اور صبح کو نکال دیں دن ہیں کسی وقت حمام میں لے جائیں اور کثیر مقدار میں گرم پانی دھاریں۔ جب تک بدن کا پسینہ خشک نہ ہو جائے سرد ہوا سے حفاظت کریں میں نے بصرہ ہیں بوڑھیوں کو دیکھا وہ اس مرض ہیں مریض کے چہرہ پر روغن حلوق اپنی ہتھیلی سے رگڑتی تھیں یہ بھی مرض کو زائل کرتا ہے۔

---

[1] علک بطم ہے اور بقول اسحاق بن عمران پستہ کے درخت کا گوند ہے۔ مترجم

باب (۳۱)

شیلم (کالا دانہ)

یہ مرض پھنسیوں کی مانند ہوتا ہے، جو رخسارہ کی ہڈی (وجنہ) یا پُورے چہرہ پر ہوتا ہے۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ جب اس کو مس کیا جاتا ہے تو سخت معلوم ہوتا ہے اور اطراف میں ایک درہم کی مقدار میں سُرخ ہو جاتا ہے۔ اگر اس کو ایسے ہی چھوڑ دیا جائے تو گہرا ہو کر پُورے چہرے کو گھیر لیتا اور مسخ کر دیتا ہے۔ یہ نہایت مہلک مرض ہے۔

اس کا سبب تیز قسم کا فاسد خون ہے جس میں اکال (گلا دینے والی یا کھانے والی) کیفیت ہوتی ہے اور یہ خون عروق شعریہ سے ہو کر چہرہ کی سمت آتا ہے مرض پُورے بدن میں بھی ہو سکتا ہے لیکن زیادہ تر چہرہ ہی میں ہوتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ قیفال کی فصد کھولیں اور مطبوخ افتیمون سے استفراغ کرائیں۔ نیز مقام مرض کو چیر کر مواد خارج کر دیں۔ اس لئے کہ وہاں بہ شکل غدود جمع ہو جاتا ہے پھر مناسب مرہم لگائیں جیسے مرہم سفیدہ یا مرہم رصاص وغیرہ اگر اس سے افاقہ نہ ہو تو مقام مرض کو اچھی طرح داغ کر مرہم سرکہ لگائیں جس کے استعمال کے بعد سُرخی باقی رہ جائے گی اس سُرخی کو دور کرنے کے لئے سفیدہ کا مرہم لگا دیں۔

یہ مرض بصرہ میں بکثرت ہوتا ہے جس کا سبب خرما اور نمک کا کثرت استعمال ہے یہاں کے لوگ بعد استفراغ مقام ماؤف کو داغ کر اس پر شگاف دیتے ہیں۔
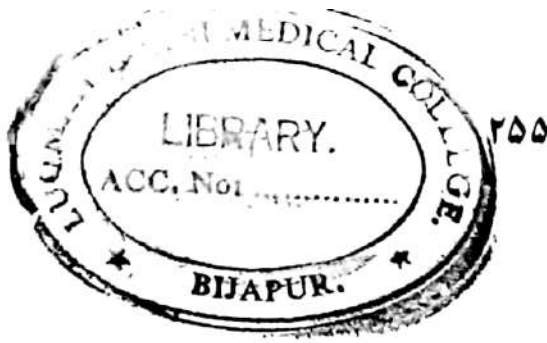
باب (۳۲)

بثوراصداغ (کنپٹیوں کی پھنسیاں)

ان پھنسیوں کو بثور اصداغ کہتے ہیں۔ یہ بڑی چھوٹے دنبلوں کی مانند اور سُرخ ہوتی ہیں ــــ ــــ لیکن یہ پکتی نہیں ہیں بلکہ سُرخ ہوتی ہیں اور رنگ براق (چمکیلا) ہوتا ہے۔ طبیب ان کو ٹٹولتا ہے تو گمان ہوتا ہے کہ وہ پکے ہوئے مواد (پیپ) سے پُر ہیں، لیکن جب ان کو چیرا جاتا ہے تو سوائے غلیظ خون کے کچھ نہیں نکلتا۔ اکثر صورتوں میں یہ ناصُور بن جاتی ہیں۔

اس مرض کے پیدا ہونے کا سبب فساد خون کے ساتھ ملی ہوئی خلط رطوبی ہے جو سر سے اترتی ہے لیکن اس کا پکنا متاخر ہو جاتا ہے اس کا لطیف مادہ تو جبڑوں آنکھوں اور سر کی حرکات سے تحلیل ہو جاتا ہے لیکن غلیظ مادہ باقی رہ جاتا ہے۔

علاج:۔ قیفال کی فصد کھولیں اس کے بعد بدن اور سر کا تنقیہ کریں پھر کوئی جاذب رطوبات ضماد استعمال کریں جیسے جو اور خطمی کا آٹا، ارد باقلا ترمس، کرسنہ ان سب کو آب بادیان اور پُرانے سرکہ میں مخلوط کرکے ضماد کریں۔

دیگر:۔ قیروطی لگانے سے بھی مواد تحلیل ہوتا ہے۔ نشتر نہ لگائیں اگر جاہل طبیب نشتر لگادے تو اس سے قبل کہ وہ ناصور بن جائے داغنے کا حکم دیں۔ اس قسم کی پھنسیاں بہت معروف ہیں اہل شام اور موصل ان کو "وکرہ" کہتے ہیں۔ اس کا بہترین

علاج یہ ہے کہ استفراغ کے بعد ان کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے اور مریض کی غذاؤں کی اصلاح کی جائے۔

میں نے دیکھا کہ اہل موصل اس مرض کے لئے (الحماۃ الکبریتیہ) گندھک کا چشمہ تجویز کرتے تھے وہ کہتے ہیں کہ اسی چشمہ سے یہ پھنسیاں تحلیل ہو سکتی ہیں۔
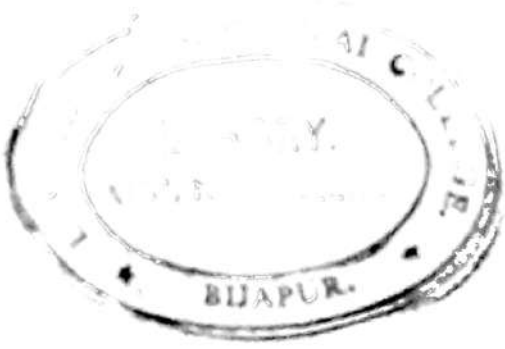
باب (۳۳)

بثور القفا (گدی کی پھنسیاں)

گدی کی پھنسیاں کنپٹیوں کی پھنسیوں کی طرح ہی ہیں۔ لیکن مہلک ہیں۔ مریض شاید ہی ان سے چھٹکارا پاتا ہے۔ ان کا حجم بڑے دنبلوں کی مانند ہوتا ہے۔ اس کا سبب خونی تیز مادہ ہے جو حرام مغز کی نالی سے اترتا ہے۔ چوں کہ اس کا مقام دماغ اور مبادیٔ اعصاب سے قریب ہے اس لئے مہلک ہوتا ہے۔ اس مرض میں شدید درد ہوتا ہے اور کبھی دماغ متورم ہو کر جان پر بن آتی ہے۔

اس کا علاج فصد، استفراغ اور اصلاح غذا ہے۔ نیز روغن بنفشہ اور عورتوں کا دودھ سعوط کرائیں۔ مقام مرض پر یہ ضماد لگائیں۔

برگ اسپغول، اسپغول، برگ گاؤزبان ان سب کو لعاب اسپغول میں کوٹ کر ضماد کریں اس کے بعد بھی اگر سختی رہ جائے تو لوہے سے رگڑیں کیوں کہ یہ خطرناک صورت اختیار کرسکتا ہے۔

میں نے ایک مریض کو دیکھا جس کو یہ دانے نکل آئے تھے لیکن دانوں کے پکنے سے قبل ہی وہ ہلاک ہوگیا اگر اس مرض کو اور بثور اصداغ کو "سریع موت" کی علامات میں شمار کیا جائے جس طرح کہ بقراط نے زبیبہ، سوادلثہ اور زبان کی سیاہی وغیرہ کو شمار کیا ہے تو بالکل درست ہوگا۔

باب (۳۴)

قلاع اذان (کانوں کا پکنا)

اس مرض میں کانوں کی جڑیں پھٹ جاتی ہیں اور ان سے پیپ اور زرد پانی بہتا رہتا ہے اکثر یہ مرض بچوں کو لاحق ہوا کرتا ہے اور اس پر اکال خلط گرتی ہے گاہے کانوں کو (غیر معمولی) حرکت دینے یا جہالت سے کھینچ دینے کے باعث عارض ہو جاتا ہے۔

کان کی جڑوں کو ہر روز تازہ دودھ سے دھوئیں اس کے بعد مردار سنگ اور کمیلہ دونوں ہم وزن پیس کر چھڑکیں۔ یہ تدبیر دونوں شانوں کے درمیان سنگھیاں کھینچنے کے بعد کی جائے، مریض کو لطیف غذاؤں پر اکتفا کرائیں۔

میں نے چند بوڑھیوں کو دیکھا جو مقام مرض کو پرانے سرکہ سے دھوتی تھیں جب ان میں پیپ پڑ جاتی تو روغن گل لگاتیں اس کا اچھا اثر رونما ہوتا ہے۔

میں نے ایک شخص کو دیکھا جو بچپن سے لے کر جوانی تک اس مرض میں مبتلا رہا۔

بعض حاذق طبیب تیز ادویہ لگا کر اس کو گلا دیتے ہیں پھر زخم بھرنے والے مرہموں سے علاج کرتے ہیں۔ بعض بوڑھیاں عصفر (حب قرطم) لگاتی ہیں وہ بھی یہی تاثیر رکھتی ہے۔ اہواز میں ایک شخص ابوالحسین جنشاشہ نامی تھا اس کا شمار حاذق اطباء میں ہوتا تھا وہ نفط کا جل لگاتا تھا۔ اس سے صحت ہو جاتی تھی۔
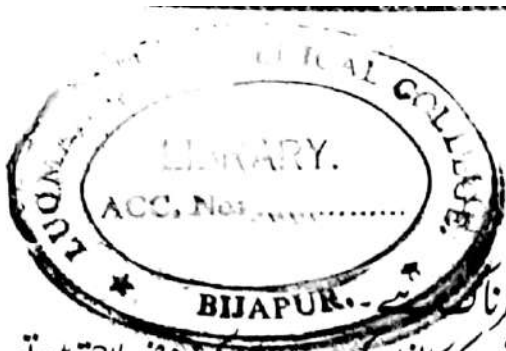
اس مرض میں تیز دوا لگانا یا لوہے سے رگڑنا خطرناک ہے۔
"اوامر جالینوس" میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کسی کو کانوں کی جڑوں میں کوئی مرض لاحق ہو تو علاج میں نہایت نرمی و احتیاط برتے حتیّ المقدور سلامتی کا راستہ اختیار کیا جائے مقام کی نزاکت کان کی تیز تر حساسیت اور دماغ سے اس کی قربت کے باعث ہرگز کوئی ایسی چیز ضماد نہ کی جائے جو مرض کو دشوار مرحلہ میں پہنچا دے۔

باب (۳۵)

چہرہ اور ہونٹوں کی پھٹن

واضح ہو کہ جو پھٹن چہرہ اور ہونٹوں میں ظاہر ہوتی ہے وہ یا تو بیرونی سبب سے ہوتی ہے یا داخلی سبب سے۔

بیرونی سبب یہ ہے کہ جب خشک بادِ شمالی چلتی ہے جس میں جلد کو سکڑنے کی خاصیت ہے، تو ایسے لوگ جن کے اندر مرض کی استعداد ہوتی ہے وہ ہوا کے اثر کو قبول کر لیتے ہیں اور ان کو یہ مرض شقاق لاحق ہو جاتا ہے۔ گاہے آدمی سرد ہوا کے مقابلہ کی صلاحیت نہیں رکھتا یا جب فضاء اچانک گرم سے سرد ہو جاتی ہے تو امساک (انقباض) کے مماثل صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

داخلی اسباب میں مریض کے مزاج کی حرارت اور خشکی ہے جو جلد میں ایسا بگاڑ پیدا کر دیتی ہے کہ پھٹن نمودار ہو جاتی ہے۔

علاج:- اگر ہوا کے سبب سے جلد پھٹ گئی ہو تو ہوا سے بچائیں، موم اور روغن بنفشہ یا روغن خیری سے تیار کردہ قیروطی لگائیں، سرد پانی کے استعمال سے احتیاط کرائیں، غذاؤں کی اصلاح کریں۔ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو اسفید باجات (شوربے) وغیرہ دیں۔

اگر مزاج کی خشکی کے سبب یہ مرض لاحق ہوا ہو تو بدن کو مرطب کریں اور اس کے لئے ایسی غذائیں تجویز کریں جو مزاج کو مرطب بنانے والی ہوں۔ چہرہ پر یہ طلاء لگائیں۔

تخم میتھی، تخم اسپغول، تخم خطمی اور تخم بہی کا لعاب نکالیں اور ان میں روغن بنفشہ ملاکر خفیف سا جوش دے لیں پھر حسبِ دستور چہرہ پر لگائیں اور گرم پانی سے دھودیا کریں اس مرض کے لئے عمدہ علاج بکری کا دودھ دوکر تازہ تازہ لگانا اور ہوا سے حفاظت کرانا ہے۔

میں نے چند بوڑھیوں کو دیکھا جو اس قسم کے مرض میں تمام مفاصل اور بشرہ کو موم روغن (قیروطی) سے نرم اور ڈھیلا کیا کرتیں اور مریض کی ناک میں روغن بنفشہ سعوط کراتی تھیں، جو میری رائے میں ترطیب اور تلیین بدن کی بہترین صُورت ہے۔

پھٹن کے لئے مذکورہ تدابیر کے بعد روغن حنا، لگائیں روغن حنا، کی تیاری کا طریقہ یہ ہے کہ تخم حنا، اور تخم خبازی کو روغن گل میں پکالیں۔ اگر پھٹن ایسی ہو کہ مُنہ کُھل جائے تو اس پر اس سفید شئے کو جو مکڑی کے جالے کی طرح بانس کی ہر گرہ میں دوعدد پائی جاتی ہے اور برگ مرزنجوش کے مشابہ گول ہوتی ہے مریض کے لعاب دہن میں تر کرکے پھٹن کے دونوں کناروں کو ملاکر چپکا دیں، جلد کو پانی سے بچائیں اور دوبارہ لعاب دہن بھی نہ لگائیں یہاں تک کہ خود بخود جھڑ جائے۔

اس مرض کی ایک قسم وہ ہے جو فساد خون یا اس کی غلظت سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ جالینوس نے بیان کیا ہے کہ اورام دمویہ جب پرانے ہوجائیں تو اچھی طرح شگاف لگا دینے سے زائل ہوجاتے ہیں اسی طرح اس شقاق کا بھی حال ہے اس کا سبب فساد دم ہو تو فصد کھولیں حسبِ مزاج استفراغ کرائیں پھر مقام مرض پر شگاف لگاکر چہار رگ کی فصد کھولیں حسبِ مزاج استفراغ کرائیں پھر مقام مرض پر شگاف لگاکر چہار رگ کی فصد کھولیں اور بڑی مقدار میں خون کا اخراج کریں، کیوں کہ اس خون کے نکلنے کے بعد شقاق مسدود ہوجائے گا۔ ماہرین کو اطبار کی جہت سے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ اس مقام سے فاسد خون کا اخراج اس جگہ کو بند کر دیتا ہے۔ چنانچہ شگاف لگا دینے سے بیشتر وہ بطور روایت نشتر کی نوک سے اس لعاب کو پکڑتے ہیں جو ہونٹوں کے گوشت میں ہوتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اس شقاق کا سبب یہی چیز ہے جسے ہم نے پکڑا ہے، یہ لباب ہونٹوں کے گوشت کی تخلیق ہوتا ہے، جب زیادہ بڑھ جائے تو اسے کلمہ کی اُنگلی اور انگوٹھے کے درمیان لے کر مسل دیتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ کلمہ کی اُنگلی اندرونی حصّہ پر اور انگوٹھا بیرونی حصّہ پر ہو، اس طرح لباب پھیل کر زائل ہوجاتا ہے۔ ہونٹ چونکہ نرم اور ڈھیلے ہوتے ہیں اس لئے یہ لباب کہیں جمع ہوتا ہے کہیں نہیں ہوتا۔

جالینوس نے منافع الاعضار کے اندر زبان اور ہونٹوں کے گوشت کا فائدہ اور انھیں ڈھیلا اور نرم بنائے جانے کی حکمت جہاں بیان کی ہے وہاں مذکورہ مسئلہ کے ایک گوشہ پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

باب (۳۶)

(صوارین) باچھوں کے پاس ہونٹوں کا پھٹنا

باچھوں کے پاس ہونٹ پھٹ جاتے ہیں اور اس میں رطوبت پیدا ہو جاتی ہے اسے "صوارین" کہتے ہیں۔ اس مرض کا سبب "شور بلغمی خلط" ہے جو سر سے مُنہ کی طرف اترتی ہے، اور اس مقام پر آکر زخم ڈال دیتی ہے۔

اس کا علاج فصد و استفراغ ہے۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد سبز مازو کو سرکہ میں جوش دے کر کلی کرائیں یا ترش انار دانہ سے چرکا دیں (داغ دیں) چرکہ دینے کے لئے دو بڑے انار دانے لے کر دونوں باچھوں پر دبا دیں اس سے خوب تڑخہ پڑتا ہے اور ماؤف حصّہ جل کر مرض زائل ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ بعض لوگ اس مرض میں سرمہ کو سماق کے پانی میں ملا کر مقام مرض پر قطور کرتے ہیں۔ یہ مرض کبھی اتنا شدید ہو جاتا ہے کہ غذا کھانا دُشوار ہو جاتا ہے۔ میں ایک ایسے مقام پر فروکش تھا جہاں ہر بچہ اس مرض میں مبتلا تھا۔ اس کے علاج کے لئے وہاں کے لوگ انار دانہ کو مذکورہ طریقہ سے استعمال کرتے تھے اور اس کا اچھا اثر ظاہر ہوتا تھا۔

مقالہ سوم

سر کے اعضاء باطنی کے امراض میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

مقالہ سوم

باب (۱)

صداعِ (دردِ سر) جو لُو لگنے سے پیدا ہو

دھوپ کی تمازت رطوبات کو گرم کر کے اُلطف (لطیف تر) بناتی ہے، جیسے پانی پر جب دھوپ پڑتی ہے تو ہوا کے ذریعہ سے وہ لطیف بن جاتا ہے۔ موسم گرما میں اسی سبب سے یہ مخصوص دردِ سر لاحق ہوتا ہے۔ یعنی دھوپ کی وجہ سے اطراف دماغ کی رطوبات تحلیل ہو جاتی ہیں اور غلیظ رطوبات گرم ہو کر تحلیل کی جانب مائل ہو جاتی ہیں، لیکن غلظت کی وجہ سے ایسا ممکن نہیں ہوتا اور وہیں رہ جاتی ہیں۔ یہ رک جانے والی رطوبات یا تو اغشیہ (جھلیوں) یا پھر شرائین مُشَبکہ (جال دار) جو دماغ کے نیچے ہیں، ان میں پھیل جاتی ہیں۔ ان کے سبب سے خون بھی گرم ہو کر کھولتا اور جوش زن ہوتا ہے بالخصوص شرائینِ مُشبکہ سے متصل حصّہ میں۔ لو لگنے والے شخص کو اسی باعث سخت دردِ سر کے ساتھ، شدید ٹیس بھی محسوس ہوتی ہے۔

اس درد کی علامات یہ ہیں کہ دونوں آنکھیں خشک اور بوجھل ہو جاتی ہیں کانوں میں ہلکی سی جھنجھناہٹ محسوس ہوتی ہے۔ لعاب دہن خشک ہو جاتا ہے۔

اس کا علاج تقریباً ایسے صداعِ حار کی طرح ہے جو سوءِ مزاج حار (بغیر مادہ کے) لاحق ہوا ہو۔ البتہ ایک لطیف فرق جس میں طبیب کو تامل کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ پورے دماغ اور اغشیہ کا مزاج بدل جاتا ہے۔

اس کے علاوہ مریض کو حمام میں داخل کرائیں اور یہ احتیاط کریں کہ پسینہ نہ آئے اور پھر مُثلّج (برف لگی چوکی، یا بجوف سے سرد کردہ حصہ) پر بٹھائیں اور اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو یہاں کی ہوا سانس سے بہ زور کھینچنے کو کہیں۔ بعد ازآں اطراف بدن پر کثیر مقدار میں نیم گرم پانی دھاریں۔ بقراط نے حمام سے نکلنے کے بعد اطراف بدن پر ٹھنڈا پانی ڈالنے کو کہا ہے اور اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ دماغ کے مزاج کو مرطب کیا جائے۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اغشیہ، اعصاب اور دماغ میں مشارکت ہے۔ حمام سے نکلنے کے بعد ہوا دار مقام پر لے جائیں یا پھر خوشبودار پانی مریض پر چھڑکیں۔ تر میوے جیسے تربوز خراسانی، ترش سیب جس میں صندل اور کافور ملا ہوا عرق گلاب ڈالا گیا ہو، کھلائیں۔

غذا میں تازہ سبزیاں، ککڑی کا مغز، اور ککڑی ہمراہ سرکہ دیں۔

اس علاج سے اگر مرض دور نہ ہو تو آبِ برگ اسپغول کو سرکہ میں ملاکر سر پر دھاریں، تالو کے اُوپر سے بھی دھارنے میں کوئی حرج نہیں۔ یا پھر کھیرے کا عرق، آب پوست کدو، آبِ گُل نارنج۔ عرق بید، آب برگ اسپغول اور آبِ برگِ مامیثا[1] لے کر اس میں لعابِ اسپغول اور قدرے سرکہ ملاکر اتنا پھینٹیں کہ مخلوط ہو جائے۔ اس مخلوط میں روغن گُل ملاکر تھوڑا سا سر پر ڈالیں۔ میں نے ایسا کوئی مریض نہیں دیکھا جس کا اس طرح علاج کیا گیا اور وہ شفایاب نہ ہوا ہو۔

میں نے بصرہ میں دیکھا کہ ابنِ سیّار ایسے ضعیف لوگوں کو جن کو لُو لگی تھی، پانی کے چشموں کے پاس سُلایا کرتا، تاکہ پانی کی ٹھنڈک ان کو پہنچے۔ اس تدبیر سے اگر افاقہ نہ ہوتا تو ٹھنڈے پانی میں بٹھلاتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے صداع فی الفور جاتا رہتا تھا۔

کبھی یہ صداع مرکب ہو جاتا ہے۔ اور سوءِ مزاج اختیار کرکے دائمی ہو جاتا ہے۔ اس کے مرکب ہونے کو تپ یومیہ پر قیاس کر سکتے ہیں کہ جب ایک دن کے بخار کا مریض طبیب کے پاس لایا جاتا ہے تو اس کی عدم توجہی اور علاج میں غفلت سے وہ بخار مرکب بن کر سخت قسم کے بخار سے بدل جاتا ہے۔

میں نے واسط میں ایک گنجے شخص کو دیکھا، جس کے سر کے بال اُگنے بند ہو گئے تھے اور گٹھلیوں کی مانند سر پر اُبھار پیدا ہو گئے تھے۔ اس کو لُو لگنے سے صداع لاحق ہو گیا تھا میں نے اس کے علاج کے لئے مذکورہ تمام تدابیر اختیار کیں لیکن کچھ کارگر نہ ہوئیں صداع جُوں کا تُوں باقی رہا۔ بالآخر میں نے اس کا مزاج بدلنے کی طرف توجہ کی تو مرض جاتا رہا۔ میں نے اپنے طور پر اس علاج پر غور

---

[1] خشخاش کی مانند ایک پودا
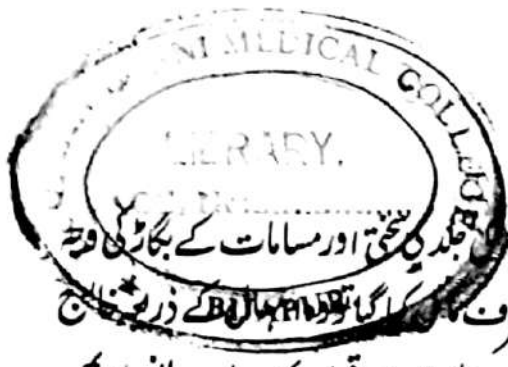
کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ استعمال کی جانے والی ادویات، سبب جلد کی سختی اور مسامات کے بگاڑ کی وجہ سے نفوذ نہ کرتی تھیں جب فضلات کو معدہ اور امعاء کی طرف مائل کیا گیا تو اسہال کے ذریعہ علاج ہو گئے اس تفصیل کے بیان کرنے سے مدعا یہ ہے کہ طبیب علاج سے قبل، اسباب مانعہ پر بھی غور کر لے، شاید کہ اس کو بھی اس طرح کے علاج کا سابقہ پڑے۔

باب (۲)

صداعِ گرم سادہ (بلا شرکت مادہ)

ابھی ہم اوپر کے مرض میں اس قسم کے صداع کا بیان کر کے ان میں جو لطیف فرق ہے وہ ظاہر کر چکے ہیں۔

اس قسم کے دردِ سر کے لاحق ہونے کے دو اسباب ہیں (۱) داخلی (۲) خارجی۔

خارجی اسباب ہیں، دھوپ کی تمازت سے دماغ کا اور اس کے ملحقہ جوڑوں (فضول) کا اس قدر گرم ہونا ہے کہ سر کا مزاج متغیر ہو جائے۔

داخلی سبب یہ ہے کہ گرم اور خشک بخارات، دماغ اور حوالی دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔ جب گرم غذا استعمال کی جاتی ہے تو خون گرم ہو کر یہ بخارات پیدا ہوتے ہیں اور نتیجتاً اعضاء میں فساد واقع ہو جاتا ہے۔ گو ان میں کسی قسم کا مادہ نہیں پایا جاتا، بلکہ صرف سوءِ مزاج ہوتا ہے۔

اس قسم کے مرض کے علامات، ناک میں خشکی، حواس میں تغیر، نیند کا اڑ جانا اور برے خیالات کا آنا ہے۔ اس کا جو علاج ہم بیان کر چکے ہیں اس پر اتنا اور اضافہ کرتے ہیں کہ آش جو پلائیں۔ جو اور خس کو پانی میں جوش دے کر نیم گرم سر پر ڈالیں، یا ایسی بکری کا دودھ لیں جس کو جو اور بید مشک کی شاخیں کھلائی گئی ہوں اور اس دودھ کو چرخی دے کر جمالیں، اس کے بعد برگ

انگور لے کر سر پر ایک ایک پتہ جوڑتے جائیں یہاں تک کہ پورا سر ڈھک جائے۔ پھر اس پر مذکورہ منجمد دودھ ڈال کر کسی پٹی سے کس دیں اور مریض کو سلا دیں۔ اس تدبیر سے مرض زائل ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ خشخاش و نشاستہ کا حلوا، کسی لطیف روغن جیسے روغنِ بادام یا روغنِ تخم کدو میں ملا کر سر پر ضماد کریں۔ یہ بھی ناکافی ہو تو/ روغن نیلوفر، روغن بنفشہ، روغن تخم کدو ہر ایک ۳،۵ ملی لیٹر اور عورت کا دودھ جس کا قوام درست ہو اسے ان تمام روغنوں کے ہم وزن لے کر مخلوط کریں۔ اگر دودھ میں سے کچھ جم جائے تو دودھ کے فاسد ہونے کی علامت ہے۔ صالح دودھ مذکورہ روغنوں میں بخوبی مخلوط ہو جاتا ہے اس مرکب دودھ کو اولوں سے سرد کر کے (تبرید بالجلید) ۳،۵ ملی گرام سعوط کریں۔ اگر بخار کی وجہ سے دردِ سر ہو تو سعوط نہ کریں۔

میں ابن سیار کو دیکھتا تھا کہ ضعیف لوگوں کے علاج میں کائی (طُحلَب) جو ڈول اور چرخ میں لگی رہتی ہے، لے کر سر اور کنپٹیوں پر لگاتا اور کبھی تازہ اسفنج کو اس میں بھگو کر تالو پر رکھنے کا مشورہ دیتا۔

اہلِ قاطیہ یعنی اہلِ بغداد ایسے صداع میں جس کا سبب بخار نہ ہوتا، تالو پر ہر ساعت عورت کا دودھ لگاتے اور نیم گرم پانی سے دھوتے۔ اس قسم کے صداع میں معالجہ کی اہم بات یہ ہے کہ حسبِ دستور قارورہ کا معائنہ کیا جائے اور نبض دیکھی جائے کیوں کہ سادہ بخار کبھی قلب کو گرم کر دیتا ہے اور پیچیدہ قسم کا بخار لاحق ہو جاتا ہے اور اخلاط کے گرم ہو جانے کی صورت میں تو تطفیہ (یعنی گرمی کو بجھانا) ضروری سمجھا جائے۔ مذکورہ تدابیر اختیار کرنے سے مرض کی شدت میں بڑی حد تک کمی واقع ہو جاتی ہے۔

دماغ کی تبرید، مریض کی قوت برداشت سے بڑھ کر کرنا، باعثِ فسادِ عظیم ہے اور اشیاء مخدرہ جیسے افیون، یبروج اور کافور کا کثیر مقدار میں استعمال بھی موجب ہلاکت ہے۔

میں نے اطباء میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اسی مرض میں تبرید کے لئے سرکہ، افیون اور کافور کو استعمال کیا مریض ایک حاملہ عورت تھی اس کے سبب سے اس کا حمل ساقط ہو گیا اور سقوطِ حمل کے ساٹھ ستر گھنٹوں کے بعد وہ بھی مر گئی۔ یہ اس لئے تحریر کیا گیا کہ "مزاج دماغ" کی تبرید کے وقت مریض کے تغیرِ احوال و نقصان حواس کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اگر ان باتوں میں سے کوئی بات موجود ہو تو تبرید سے اجتناب کر کے نیم گرم پانی کا استعمال کیا جائے۔ ہتھیلی اور تلوے رگڑے جائیں۔

باب (۳)

صداع بہ سببِ سوءِ مزاج حار (بشرکت مادہ)

صداع کی قسموں میں یہ قسم سب سے شدید اور خطرناک ہے، کیوں کہ اس میں گرم مادہ سوءِ مزاج کے ساتھ دماغ کے قریب ہوتا ہے۔ اور اس سے متصلہ غیر متاثرہ اعضا رکبھی اس کے زیرِ اثر آسکتے ہیں۔ اس نوع کے صداع میں، دماغ کے اعصاب میں تشنج پیدا ہو جاتا ہے اور اعصاب کے تناؤ سے نیند میں پراگندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کے علاج میں لاپرواہی برتی جائے تو سرسام حار لاحق ہو جاتا ہے۔

یہ مرض، غلیظ بخارات کے سر کی طرف چڑھنے اور یہاں ان کے امتلا ر پانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کا مادہ کبھی معدہ اور کبھی عمق بدن سے صعود کرتا ہے۔ ماہر طبیب تامل کر کے اس کے مبدا ر کو معلوم کر سکتا ہے۔

بخارات و فضلات جب معدہ، سینہ اور جسم کے بڑے مُجوّف (کھوکھلے) حصّوں سے چڑھتے ہیں تو کنپٹیوں اور گردن کے شرائین پھولے اور ابھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور اگر عمق بدن سے چڑھتے ہیں تو کان کے پیچھے کی رگیں پھول جاتی اور خود کان میں آوازیں آنے لگتی ہیں۔ چہرہ سُرخ اور درد کے ضربات کے ساتھ ساتھ ثقل اور حواس میں تکدر بھی نمودار ہو جاتا ہے۔ مریض سرد ہوا میں سانس لینا پسند کرتا ہے اور مرض میں جب شدّت ہوتی

ہے تو غنودگی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔

ابتدا ر علاج میں اگر مریض قوی ہو تو قیفال کی فصد مسلسل دو دن تک کھولیں اور اس دوران آش جو قدرے کافور ملاکر بطور غذا دیں۔ اگر آش جو کی مقدار ۶۴۰ ملی لیٹر ہو تو اس میں کافور بمقدار ۱۲۵ ملی گرام ملائیں۔ آش جو کی مقدار میں کمی بیشی طبیب اصول کے مطابق کر سکتا ہے طبیعت کو مائل کرنے کے لئے یہ مطبوخ پلائیں۔

ہلیلہ زرد۔ ۹۰ گرام۔ تمر ہندی (بیج اور ریشہ نکال کر) ۱۳۵ گرام۔ ترنجبین ۶۷،۵ گرام پر سیاؤ شان، اصل السوس ہر ایک ۱۳۰.۵ گرام۔ شاہترہ ۲۲،۵ گرام۔ افسنتین ۳۱،۵ گرام عناب ۳۰ عدد۔ آلو بخارا ۲۰ عدد۔ مویز منقیٰ اور کشنیز خشک ۲۵ گرام۔ تمام دوا کو پکا کر حسبِ دستور مطبوخ تیار کریں اور چھان کر صاف کرلیں۔ بعد از آں تربد ۳،۵ ملی گرام اور سقمونیا ۲،۳۵ گرام ملاکر پلائیں۔

استفراغ کے دوران، چقندر اور لکڑی میں سرکہ اور دھنیا ڈال کر بطور غذا کے دیں نیز طبیعت کو نرمی کی طرف مائل کریں اور فضلات کو باقی نہ رہنے دیں۔ فضلات کے باقی رہنے کی صورت میں، ان کی قوت اور اصولِ علاج کو ملحوظ رکھتے ہوئے مکرر استفراغ کرائیں فضلات کی قوت اگر خون میں ہو تو فصد کے ذریعہ خارج کریں۔ اور اگر جوڑوں میں ہو تو مذکورہ طریقہ اختیار کریں۔ فضلات کے خارج ہوجانے کا امتحان، قارورہ اور نبض سے کریں۔ یعنی نبض میں نرمی ہوگی اور وہ سریع وعظیم نہ ہوگی۔ اسی طرح قارورہ ہلکا سُرخی مائل زرد اور صحیح القوام ہوگا۔ اس مرحلہ پر سر مونڈ کر ایک پارچہ سرکہ، عرقِ گلاب اور روغن گل میں تر کرکے سر پر رکھیں یا پھر ذیل کی دوا استعمال کریں۔

آب کدو، آب لکڑی، آب کھیرا، آب خبازی، آب برگ اسپغول، آب برگِ بید مُشک آبہائے مذکورہ کو دھیمی آنچ پر پکا لینے کے بعد، عرقِ گُل اور سرکہ (جو زیادہ پُرانا نہ ہو) اس میں ڈالیں۔ پھر تھوڑا سا روغن گُل خالص شامل کرکے گھونٹیں۔ ٹھنڈا ہونے کے بعد ایک پارچہ تر کرکے تالو پر رکھیں۔

مذکورہ پانی میں اگر مزید ترید مطلوب ہو تو اس میں جو کا آٹا اور تھوڑا سا کافور شریک کریں۔ اور اگر تحلیل مطلوب ہو تو خطمی اور چنے کا آٹا ملائیں۔ جب مرض کے زائل ہو جانے کا یقین ہو جائے یا بغیر مادہ کے، مرض کی کچھ کیفیات باقی معلوم ہوں تو بنفشہ، خشخاش، نخالہ اور جو کو پانی میں جوش دے کر نیم گرم سر پہ ڈالیں۔ طبیب یہ گمان نہ کرے کہ یہی دوائیں حرف آخر کا حکم رکھتی ہیں بلکہ نطولات کی قوت کا تعین، مادہ کی نوعیت، مزاج، شہر اور مہینہ کے لحاظ سے کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد بھی زائل نہ

ہو تو صافن کی فصد کھولیں اور پنڈلیوں پر سنگیاں لگوائیں۔ ساتھ ساتھ دونوں پاؤں رگڑتے رہیں اور گرم پانی سے پاشویہ کریں۔ پاؤں کے مسامات کھولنے کے لئے گرم پانی میں تھوڑا سائنگ ڈالیں اور بزور کے استعمال سے ادرار بول کا اہتمام کریں۔ اس تدبیر سے یقیناً تنقیہ ہو جاتا ہے۔

ان استفراغات کے بعد بھی اگر کچھ فساد باقی رہ جائے اور ترطیب و تبدیلیٔ مزاج کی ضرورت محسوس ہو تو پہلے اس بات کا کامل اطمینان کرلیں کہ وہاں کوئی مادہ رُکا ہوا نہیں ہے۔ پھر یہ سعوط استعمال کرائیں۔

نسخہ سعوط: عصارالراعی (لال ساگ) کا عرق نکال کر صاف کرلیں اور نرم آنچ پر پکائیں۔ پھر اس میں روغن بنفشہ ایک گرام ۲ ملی گرام (۱۰۰۲)، دختر والی عورت کا دودھ ۳ ملی لیٹر ملائیں (سعوط کا تیسرا جزو یہ ہے کہ) دانت مانجھنے کے بعد نہار منہ پانچ دانے جَو کے اتنا چبائیں کہ وہ تمام لعاب دہن بن جائیں، پھر مذکورہ پانی میں یہ لعاب بمقدار ۱۲، ملی گرام ملاکر کسی شیشی میں رکھ چھوڑیں اور شیشی خوب ہلائیں اور ہوا میں ٹھنڈا کرنے کے بعد رات اور دن میں تین / دفعہ اس کا سعوط کریں۔ ترطیب کی یہ بہترین تدبیر ہے۔

جو اطبار استفراغ کے بعد سعوط کے ذریعہ حسبِ دستور ترطیب کرنا چاہتے ہوں تو وہ بھی یہ نسخہ استعمال کرسکتے ہیں:

خشخاش تازہ کی جڑیں اکھاڑیں تو اس سے ایک شئے دودھ جیسی ٹپکتی ہے اس کو روغن بنفشہ میں ملاکر سعوط کریں۔ ترطیب کے لئے اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں۔ البتہ فی الفور استعمال ضروری ہے۔

اہل بصرہ صداع حار کے تمام اقسام میں، استفراغ کے بعد اگر ضرورت ہو تو ترطیب کے لیے یہ نسخہ استعمال کرتے ہیں:

آب کھیرا، عرق گلاب۔ بھلبھلائے کدو کا پانی۔ سب کو ملا کر اس میں تھوڑا سرکہ اور روغنِ گُل شریک کریں، پھر ایک پارچہ کتان اس میں تر کرکے مریض کے سر پر رکھیں اگر مریض اس کی ٹھنڈک دماغ میں محسوس کرے تو پارچہ نکال دیں، اور اگر گرمی محسوس کرے تو اعادہ کریں۔

میرا مشاہدہ ہے کہ اہلِ بصرہ اس تدبیر سے صداع حار کی باقیات کو بالکل دُور کر دیتے ہیں۔

صداع کے ساتھ اگر بخار بھی ہو تو بخار کے ادوار (باری) پر نظر رکھیں اگر وہ تپ غب (ایک دن آڑ کا بخار) ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ دماغ کی طرف چڑھنے والے بخارات کا بیشتر حصّہ صفراوی ہے اور اگر بخار کی باری دموی بخار کی طرح ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ تنقیہ کامل طور پر نہیں ہوا ہے۔ ایسی صُورت

میں پپوٹوں میں ہلکا سا بوجھ اور آنکھوں میں خفیف سی سوزش ہوگی اور یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ صعود کرنے والے اخلاط دموی ہیں۔ ایسی صورت میں علاج کی طرف خصوصی توجہ کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور خلط کا سکون میں لانا ضروری ہو جاتا ہے۔

بخار یا تو صداع سے پہلے یا بعد میں، یا پھر دونوں ہی بوقت واحد لاحق ہوں گے۔ پہلی صورت میں بخار "مرض" اور صداع "عرض"، اور دوسری صورت میں صداع "مرض" اور بخار "عرض" اور تیسری صورت میں ان میں سے ہر ایک عرض و مرض ہوگا اور دونوں میں ایک کو ترجیح دینا، سبب پر گہرے طور سے غور کئے بغیر ممکن نہیں۔

ہم نے علاج و تدابیر میں جو تقدیم و تاخیر بیان کی ہے اس کو محض ظنی طور سے بدلنا نہیں چاہیئے ورنہ معالجہ میں خرابی پیدا ہو جائے گی۔

باب (۴)

صداع بارد

اس قسم کا درد سر، سرد ہوا لگنے یا برف کے استعمال یا برفیلے علاقوں سے گزرنے سے لاحق ہوتا ہے۔ یہ شرکت مادہ کے بغیر ہوتا ہے اور لُو لگنے سے ہونے والے صداع کی ضد ہے۔ لُو لگنے کی صورت میں شدید بخار چڑھ کر رطوبت تحلیل ہوتی ہے تو اس کے برخلاف صداع بارد میں عضو سرد ہو جاتا اور رطوبت زائد ہو جاتی ہے۔

اس مرض کا سبب سرد باد شمالی ہے۔

کان بجنا، حواس کا پراگندہ ہونا، سر کے پچھلے حصّہ میں درد ہونا، گرم ہوا اور آگ کا بھلا معلوم ہونا، سر کو کپڑے سے ڈھانکنے کی خواہش اس مرض کے علامات ہیں۔

اس کا علاج نہایت سہل ہے۔ یہ مرض، جلد زائل ہو جانے والے امراض میں سے ہے۔ بوٹیوں کا پانی تیار کر کے قمقمہ[1] میں ڈالیں اور سر ڈھکن سے بند کر دیں۔ بوٹیاں حسب ذیل ہیں:

تخم میتھی سالم، بابونہ، اکلیل الملک، برگ نمام (سینبر) مرزنجوش، خطمی سب ۱۲۵ گرام نخالہ ۵۰ گرام۔

---

[1] ایک قسم کا صراحی نما برتن جس کی گردن لمبی اور تنگ ہوتی ہے۔
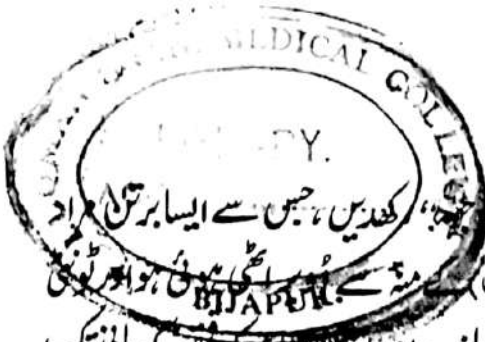
بوٹیوں کو جوش دینے کے بعد قمقم کے منہ پر "قمع مرکب" رکھ دیں، جس سے ایسا برتن مراد ہے کہ اس کے وسط میں لوٹنی لگی ہو اور یہ لوٹنی قمع (قیف) کے منہ سے اُوپر اُٹھی ہوئی ہو اور لوٹنی میں دو سوراخ ہوں، ایک سوراخ اُوپر اور دوسرا نیچے کی جانب اور اتنا لانبا ہو کہ قمقم کے پانی تک پہنچے قمقم اور قمع کے درمیان سے اگر پانی نکلنے کا اندیشہ ہو تو اس کے منہ کو آٹے یا مٹی سے بند کر دیں اس کے بعد قمقم کا ڈھکن نکال کر مریض اپنا سر لوٹنی کے پاس لے جائے اور بخارات کو نتھنوں سے گہری سانس کے ذریعہ کھینچے۔ پھر لوٹنی کانوں کے پاس لے جائے اور بھپارہ لے۔ بعد از آں سر کو بھپارہ دیں۔ غرض بھپارہ کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رکھیں جب تک کہ ناک یا کان یا سر کی اوپری تالو سے سرد/ پانی کے قطرات نہ بہہ نکلیں۔ پانی کے قطرات کا نکلنا، مرض کے زائل ہونے کی علامت ہے۔

اس کے علاوہ علاج کا ایک اور طریقہ جو پہاڑی لوگوں میں رائج ہے وہ یہ کہ بڑی مقدار میں شلجم کے ٹکڑے کر کے اس قدر پکائیں کہ جوش آجائے۔ پھر مریض کو اس کے بخارات کا بھپارہ لینے کا امر کریں۔ یہ تدبیر بھی مرض کو زائل کرنے والی ہے۔

اس مرض کا ایک عام علاج یہ ہے کہ روغن غار اور روغن خیری کو گرم کریں اور اس میں اسفنج یا اُون بھگو کر تالو پر رکھیں۔ اس سے بھی شفا ہوتی ہے۔

ایک اور علاج یہ ہے کہ کلویہ (گردہ) کو نخالہ میں لپیٹ کر آگ پر اچھی طرح پکائیں۔ بعد از آں مریض کے سر پر رکھ کر باندھ دیں اور مریض کو سُلا دیں۔ جب بیدار ہوگا تو درد زائل ہو چُکا ہوگا۔

مجھ سے ایک یہودی نے بیان کیا کہ جدران میں اس قسم کا صداع بکثرت لاحق ہوتا ہے، کم ہی لوگ اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ ان کے پاس اس کا عام علاج یہ ہے کہ لومڑی کی کھال پانی میں اُبال کر سر پر ڈالتے ہیں۔ نیز مصطگی تیل میں پکا کر سعوط کرتے ہیں اس سے صحت ہو جاتی ہے۔ یہ علاج ہمارے علاقوں میں ممکن ہونے کے باوجود درست نہیں۔ اور ہم اتنے ساری ادویہ رکھ کر ایسے علاج کے محتاج نہیں۔

سر کو کسی نرم کپڑے سے مسلسل رگڑیں اور گرم پانی کی کُلّیاں کرائیں۔ پھر حمام میں لے جا کر کثیر مقدار میں نیم گرم پانی مریض کے سر پر ڈالیں اور وہیں سُلا دیں۔ یہ اہل ضمرۃ کا طریقہ علاج ہے۔

علاج کے ساتھ ساتھ یہ امر بھی ضروری ہے کہ مریض کو اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو گیہوں کے آٹے اور بکری کے دودھ کا حریرہ (الحساء)، اسفید باجات کا شوربہ جس میں خوشبودار اشیاء جیسے

شاہسفرم اور دھنیہ وغیرہ ڈالے گئے ہوں بطور غذا کے دیں۔ مُشک کی خوشبو مناسب نہیں کیوں کہ یہ حرارت کو بڑھانے والی اور بکثرت دماغ کی طرف تحلیل ہوتی ہے۔

طبیب اس قسم کے صداع میں سہل انگاری سے کام لے کر اس کو مرکب نہ ہونے دے، جیسا کہ ہم صداعِ حار سادہ اور تپ یومیہ کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں۔ یہ بات ہر وقت ملحوظ رہے کہ علاج میں ذرا سا بھی تساہل فساد عظیم کا موجب بن جاتا ہے۔

باب (۵)

صداع بارد بشرکت مادہ

اگر آپ چاہیں تو اس مرض کو صداع بارد بسبب سوء مزاج بارد بھی کہہ سکتے ہیں یہ مرض اس وقت پیدا ہوتا ہے جب مواد اور رطوبت، بطون دماغ میں جمع ہو کر، دماغ اور اغشیہ کا مزاج بدل دیتے ہیں۔

اس کی علامت یہ ہے کہ رات میں جب ہوا سرد ہو جاتی ہے تو یہ شدید ہو جاتا ہے اور نصف النہار میں جب ہوا لطیف ہو جاتی ہے تو خفیف ہو جاتا ہے تمدد جیسی کیفیت طاری ہوتی ہے بعض اوقات آنکھوں سے اشک بھی رواں ہو جاتے ہیں۔ کانوں میں کھجلی سی محسوس ہوتی ہے۔ سونگھنے کی حس اور پیاس کم ہو جاتی ہے۔ سراسیمگی بڑھ جاتی ہے۔ اکثر حواس پراگندہ ہو جاتے ہیں۔

ابتدا میں بدن کے استفراغ سے علاج کریں بشرطیکہ مریض اس کا متحمل ہو۔ پھر سر کا استفراغ کریں، کیوں کہ یہ ممکن نہیں کہ بوقت واحد، بدن اور سر کے استفراغ کی دوائیں، مرض کی موجودگی میں استعمال کرائی جائیں۔ نیز کسی مرکب دوا میں سوائے سقمونیا کے اس طرح کی قوت نہیں پائی جاتی، لیکن اس مرض میں اس کا پلانا کچھ درست نہیں کیوں کہ اس سے مادہ مکمل طور سے تحلیل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس دشواری کا سوائے بدن کے استفراغ کو مقدم کرنے کے

کوئی حل نہیں۔ بدنی استفراغ کے بعد سر کے فضلات کو اسفل بدن کی طرف مائل کر دینا آسان ہو جاتا ہے۔

استفراغ بدن کا نسخہ :- ہلیلہ کابلی ۱۰.۵ گرام۔ حشیش الغافث ۳۵ گرام۔ سنا رمکی، اسطو خودوس، رازیانہ ہر ایک ۱۰.۵ گرام۔ اصل السوس مقشر ۱۷.۵ گرام بیخ سوسن آسمانجونی۔ پیاز دشتی بھلبھلائی ہوئی ہر ایک ۱۷.۵ گرام۔ گاؤزبان۔ برگ بادرنجبویہ ہر ایک ۱۴ گرام۔ مویز منقیٰ طائفی / ۸۷.۵ گرام

سب دواؤں کو جوش دے کر مطبوخ تیار کر لیں۔ اور بقدر ۴۱۴ ملی لیٹر (ایک رطل بغدادی) چھان لیں، اور اس میں ۹۰ ملی گرام غاریقون اور ۹۰ ملی گرام تربد پیس کر ملائیں اور شہد شریک کرکے معجون بنا کر نیم گرم پلائیں۔ اس خوراک کے بعد ایک ہفتہ وقفہ دیں۔ ثقیل اور ردی غذاؤں سے پرہیز کرائیں۔ اگر اس سے مزاج میں تغیر نہ ہو تو ذیل کے نسخہ سے سر کا استفراغ کرائیں :

تخم گلاب، ۷ گرام۔ افسنتین ۱۰.۵ گرام۔ رب السوس طرسوسی خالص ۳.۵ گرام۔ تخم کرفس ۹۰ ملی گرام مصطگی ۱۴ گرام۔ نمک سرخ ۹۰ ملی گرام۔ صبر سقوطری خالص ۳۵ گرام سب دواؤں کو کوٹ پیس کر عرق گل نارنج میں گوندھ لیں۔ اس کی مقدار خوراک ۷ گرام تا ۱۰.۵ گرام ہے۔ اگر ممکن ہو تو ایسی تین خوراکیں مہینہ بھر میں دیں۔ ممکن ہونے سے ہماری مراد، مزاج میں تغیر وضعف کا ظاہر نہ ہونا ہے۔ اس دوران میں مریض کو لطیف غذائیں دیں۔ اگر یہ علاج ناکافی ہو تو پنڈلی کی حجامت کرائیں اور ساقین کے اعصاب کو کس کر باندھ دیں۔ اگر اس سے بھی مرض کم نہ ہو تو گلاب، کلونجی اور قدرے نکچھکنی ملا کر نسوار بنائیں۔ اس نسوار کے استعمال سے اگر صداع میں تحریک پیدا ہو جائے تو نسوار روک دیں۔ ہیجان کی علامت، دونوں نتھنوں سے پانی بہنا اور رینٹ کا نکلنا ہے۔ اس تدبیر سے بھی صحت ہو جاتی ہے۔ اگر اس نسوار کا بھی کوئی اثر ظاہر نہ ہو تو مریض کی قوت اور فضلات کی مقدار کو ملحوظ رکھ کر دوبارہ استفراغ کرائیں۔ یہ بھی مفید نہ پڑے تو سر کو رگڑیں اور گرم بوٹیاں جو مادہ کو تحلیل کرنے والی ہوں مثلاً نمام، مرزنجوش، بابونہ، اکلیل الملک وغیرہ کو پانی میں جوش دے کر سر پر ڈالیں۔ اور یہ ضماد لگائیں :

میدہ کی روٹی کا گودا (۱۷.۵) گرام۔ ایلوا ۱۰.۵ گرام۔ گائے کا پتہ ۳.۵ گرام۔ آس تازہ ایک مٹھا سب دواؤں کو اچھی طرح کوٹ کر مرہم جیسا بنا لیں۔ اس کے بعد قدرے قدرے روغن غار ڈال کر اس دوا کو لیپ کر دیں۔ اگر سردی کا موسم ہو تو لیپ کو تھوڑا سا گرم کر لیں تاکہ اس کی ٹھنڈک سر کو نقصان نہ پہنچائے۔ دفع مرض میں اگر یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو تو روغن مصطگی بار بار سعوط کریں۔

سعوط کی مقدار ۲۵،۱ گرام ہونی چاہیئے۔ خراب ہوا سے حفاظت کریں اور گندھک کا پانی دستیاب ہو تو اس سے استفراغ کرائیں اور سر پر سے بھی ڈالیں۔ اگر اس تدبیر سے نکسیر جاری ہو جائے اور دردِ سر میں تخفیف معلوم ہو اور مریض سکون محسوس کرے تو نکسیر کو بند کرنے کی تدبیر نہ کریں بلکہ اس کا سلسلہ اگر رُک جائے تو قیفال کی فصد کھولیں۔ ہاں اگر نکسیر سے مریض گرانی محسوس کرے تو نکسیر بند کریں اور خون کا امالہ دوسری طرف کردیں۔ نیز دونوں بازؤں اور دونوں پنڈلیوں کو کس کر باندھ دیں بغیر شگاف لگائے ثدیین (دونوں چھاتیوں) کی حجامت کریں، اور پشت پہ فقرات کو گرم کرنے والی شے لگائیں تاکہ عروق کے جوف گرم ہو کر سر کے مادہ کو اس طرف جذب کریں۔

اس علاج میں نکسیر چھوٹنے کا سبب یہ ہے کہ گرم دوائیں جو سر کے فضلات کے استفراغ کے لئے استعمال کی گئی ہیں، کبھی اس کے ذیل میں پورے اخلاط گرم ہو جاتے ہیں اور باریک رگوں کا مُنہ کھُل جاتا ہے اور فضلات خارج ہونے لگتے ہیں، خصوصیت سے خون۔ اور خون کا اخراج مریض کے حق میں راحت کا سبب بن جاتا ہے۔

ہم اس بات کی تفہیم کے لئے ایک مثال پیش کرتے ہیں وہ یہ کہ اکثر فالج ولقوہ کے مریضوں کا مزاج، علاج میں مبالغہ کے باعث گرم ہو جاتا ہے اور گاہے طبیب کی حسن تدبیر سے علاج کے باوجود بھی ایسا ہوتا ہے کہ نکسیر چھوٹتی ہے اور دماغ کا مزاج جُوں کا توں سرد رہتا ہے، اور نفع کو قبول نہیں کرتا ہے۔

علاجہائے مذکورہ کے بعد بھی شفا نہ ہو تو اس کا آخری علاج، وسطِ راس میں داغ دینا ہے۔ اس کا ذکر متقدمین کی ایک جماعت نے کیا ہے۔ لیکن میری دانست میں ہمارے جیسے شہروں میں داغ دینے کی حاجت نہیں ہے۔ البتہ صقالبہ، روس اور ایسے تمام شہر جہاں کے لوگوں کے مزاج میں سردی غالب ہو، داغ دینا مناسب ہوتا ہو گا۔

باب (۶)

صداع جو بعض اعضا کی مشارکت سے پیدا ہو

واضح ہو کہ مشارکت سے ہماری مراد دو قسم کی شرکت ہے۔ ایک شرکت عضوی جیسے معدہ اور دماغ یا رحم اور سر، جو عصب کے ذریعہ باہمی اتصال رکھتے ہیں۔ یا قلب، جو تحت دماغ کے "شرائین مفروشہ" سے تعلق رکھتا ہے یا جیسے دماغ اور جگر میں وریدوں کا اتصال ہے، غرض اسی طرح تمام اعضا میں باہمی شرکت پائی جاتی ہے۔ دوسری شرکت فضلاتی ہے یعنی بعض اعضا جیسے معدہ اور جگر وغیرہ کے فضلات صعود کر کے سر کی طرف پہنچتے ہیں اور صداع کا باعث بنتے ہیں۔

ان دونوں اقسام کے لئے مخصوص علامات ہیں:

اگر صداع کسی خلط کی وجہ سے نہ ہو بلکہ معدہ اور سر کی عصبی شرکت سے ہو تو ثقل معدہ کے ساتھ ساتھ درد بڑھتا جائے گا، اور جوں جوں معدہ ہلکا ہوتا جائے، درد بھی ہلکا ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب معدہ مکمل طور پر خالی ہو جائے تو درد بھی زائل ہو جائے گا اور جس وقت بھی معدہ پُر ہو جائے، عود کر آئے گا۔ یہ علامت اس بات کا ثبوت ہے کہ مشارکت خلطی نہیں بلکہ عصبی ہے۔ اس کے برخلاف اگر یہ مشارکت، معدہ کی خلط میں ہوگی تو دردِ سر دائمی ہوگا اور اس وقت تک زائل نہ ہوگا جب تک کہ اس خلط سے معدہ کا تنقیہ نہ کیا جائے اسی طرح دماغ سے تمام اعضا کی شرکت پر استدلال کیا جا سکتا ہے یعنی اگر کسی عضو میں مرض ہو یا اس کے افعال ناقص ہو گئے ہوں تو اعصاب ——

کے توسط سے درد سر لاحق ہوگا۔ اور اگر عضو صحیح و درست ہو تو سمجھا جائے گا کہ اس عضو کے فضلات دماغ کی طرف چڑھ کر دردِ سر پیدا کر رہے ہیں۔ ہم علامات کے اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگر تم غور و فکر سے کام لو تو یہی کافی اور تمھیں خطا سے محفوظ رکھنے والے ہیں۔

معدہ اور دماغ کی عصبی شرکت سے ہونے والے صداع کا علاج معدہ کو درست کر کے اس کو طبعی حالات پر لانا ہے۔ جب معدہ طبعی حالت پر آجائے گا تو صداع خود بخود زائل ہو جائے گا۔

صداع اگر فضلات کی شرکت سے ہے تو ان فضلات کا مناسب طریقہ پر استفراغ کرانے سے دردِ سر دور ہو جاتا ہے۔

یہاں اتنا اجمالی بیان کافی ہے۔ جب ہم معدہ کے بیان کی طرف متوجہ ہوں گے تو اس کے امراض و اسباب اور علاج وغیرہ بہ تفصیل بیان کریں گے۔ نیز دیگر اعضاء کی شرکت سے ہونے والے صداع کا بیان بھی ان اعضاء کے امراض کے تحت کیا جائے گا۔

باب (۷)

شقیقۂ حار و بارد

اس مرض کا نام شقیقہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ سر کی ایک شق (حصّہ) میں ہوتا ہے۔ اس کا مادہ قلیل ہونے کی وجہ سے پُورے سر میں نہیں پھیلتا اور قلیل ہونے کا سبب یہ ہے کہ فضلات شرائین میں تھوڑی مقداریں پہنچتے ہیں کیوں کہ قلب کو جو غذا پہنچتی ہے وہ بہت کم ہوتی ہے ـــ جو خون شرائین میں چڑھتا ہے وہ فی نفسہٖ تغذیہ بدن میں صرف نہیں ہوتا اور نہ ہی استحالہ پاکر گوشت بنتا ہے نا ہی بالعموم عضو کے ساتھ چسپاں[1] ہوتا ہے بلکہ غذا سے حاصل ہونے والے خون کو صرف قوت عطا کرتا ہے۔ ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ قلب کا خون (ہیولیٰ) کے مانند ہے اور جو تخم دم غذائی کی تکمیل اس حد تک نہیں کرتا کہ وہ اعضا کے مشابہ بن سکے، تھوڑی مقدار میں خوشبو کی طرح ہوتا ہے۔ بشرطیکہ یہ مذہب صحیح ہو؟ اس کے برخلاف جالینوس و بقراط اس بات کے قائل ہیں کہ شرائین کا خون طبعی طور پر اپنی جگہ ٹھہرا اور زیادتی یا اضافہ سے اس وقت تک بے نیاز رہتا ہے جب تک کہ وہاں اس میں کمی واقع نہ ہو جائے یا وہ امراض اور قوی استفراغ کے ذریعہ تحلیل نہ ہو جائے۔ اگر امر واقعہ یہی ہے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شرائین سے

---

[1] غذائے حقیقی جو عضو کے مشابہ ہوکر اس سے چسپاں ہو جائے۔

چڑھنے والے فضلات قلیل المقدار ہوتے ہیں اسی سے یہ بات بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ شقیقہ پورے سر میں کیوں نہیں ہوتا۔

ابن سیار کا قول یہ ہے کہ جب ہم یہ مانتے ہیں کہ شرائین کے اطراف (شاخیں) وریدں کے اطراف سے ملتے ہیں تو فضلات کی رسد ہرگز قلب کی راہ سے نہ ہوگی بلکہ اطراف عروق کی راہ سے ہوگی۔ جب یہ بات صحیح ہے تو شقیقہ پورے سر میں بھی ہو سکتا ہے اور صرف ایک حصہ میں بھی محدود رہ سکتا ہے۔

شقیقہ کا علاج اس کے جوہر کے موافق کیا جائے گا۔ اگر وہ جوہر بارد ہے تو جو فضلات سر کی طرف چڑھ کر شرائین میں آئے ہیں وہ بارد رطوبی اور ناپختہ ہوں گے اور ان کی تحلیل دشوار ہوگی اور اگر اس کا جوہر گرم ہے تو یہ فضلات/تیز قسم کے (حادہ) اور گرم ہوں گے۔

حار قسم کے علاج کی ابتدا، استفراغ بدن سے کی جائے بشرطیکہ قانون اس کی اجازت دے۔ اس غرض کے لئے اس مطبوخ میں جو صداع حار کے باب میں لکھا گیا ہے ہلیلہ زرد اور تمر ہندی کا اضافہ کر کے پلائیں۔ بعد استفراغ دس دن کے وقفہ سے حب جالینوس سے سر کا استفراغ کرائیں جو قوقایا[1] کے نام سے مشہور ہیں۔ اور مریض کو بہ پابندی مزورات جس میں خس، کگڑی، کاسنی، ماش، بقلہ یمانی، طرخشقوق، ببلاب (خس کی ایک قسم) کو جوش دیا گیا ہو دیں، اور جب تک مریض کے اندر فضلات پائے جائیں اس وقت تک، اگر کوئی مانع نہ ہو تو استفراغ کراتے رہیں۔ اس کے بعد "باسلیق مستوی"، نغل اور قیفال کی یک کے بعد دیگرے اس طور پر فصد کریں کہ مریض کی قوت نہ ٹوٹنے پائے۔

استفراغ کے بعد بھی اگر فضلات باقی رہ جائیں تو سر پر، پوست خشخاش، بنفشہ اور سبوس گندم کا گرم پانی دھاریں۔ اگر یہ بھی ناکافی ہو تو شریان کی تڑپ کو اس لطوخ سے سکون میں لائیں۔ جس کا نسخہ یہ ہے:

تخم خس، گرام، تخم بنج ۲.۰۱ گرام مر، مصطگی ۵ر۳ گرام، افیون مصری ۲۵۵ ملی گرام، کتیرا ۲.۰۱ گرام مر۔

سب کو کوٹ پیس کر سرکہ میں ملائیں اور ۵ر۳ گرام کی مقدار میں ایک چوکور کاغذ پر چپکا کر

---

[1] ایک گولی کا نام ہے جو نہایت طاقتور مسہل ہوتی ہے

شریان پر کئی دن تک چپکاتے رہیں۔

اگر اس تدبیر سے درد ساکن ہو جائے تو بہتر ورنہ کنپٹی کی دونوں شریانوں اور کان کے پیچھے کی دونوں شریانوں کو ملاحظہ کریں۔ ان میں جو بھی زیادہ تڑپتی اور پھولی ہوئی معلوم ہو اس کا بُتر[1] کریں اور مناسب ہو تو داغ دیں یا عمل سَل[2] کے بعد داغ دیں۔ گاہے سَل کے بعد داغ دینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ متقدمین نے سَل کی مذمت کی ہے اور اس کی جگہ بُتر کو اختیار کیا ہے۔ استفراغ اور مزاج کے سکون پا جانے کے بعد میرے نزدیک بتر اور داغ دینا، محفوظ طریقۂ علاج ہیں۔

میں نے ایسے بہت سے آدمیوں کو دیکھا ہے جن کی شریانوں میں عمل سَل کیا گیا تو ان کی آنکھوں کی حرکات میں نقصان پہنچا اور بینائی کمزور ہو گئی۔ نیز میں نے بصرہ میں ایک شخص کو دیکھا جس کی شریان میں عمل سَل کیا گیا تھا جس سے اس کو اسی دن (حِوَل شسع) ایک قسم کا بھینگا پن لاحق ہو گیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جس شریان میں عمل سَل کیا گیا تھا وہ آنکھوں سے متعلق تھی۔ بتر کرنے کا حکم، دو باتوں کے پیش نظر کیا جاتا ہے ایک یہ کہ فضلات کے صعود کا راستہ بند کرنے سے درد رُک جائے دوسرے یہ کہ آنکھوں کو انتشار سے محفوظ رکھا جائے، اس لئے کہ جب فضلات کے صعود کا راستہ بند کرنے سے درد رُک جائے دوسرے یہ کہ آنکھوں کو انتشار سے محفوظ رکھا جائے، اس لئے کہ جب فضلات، شریان میں چڑھتے ہیں تو وہ شعب جو آنکھ کی خدمت پر متعین ہے بھر جاتا ہے (اور پتلی پھیل جاتی ہے) اور طبقاتِ عین کی وضع میں بگاڑ رونما ہو جاتا ہے۔ جب بتر اور داغ کا عمل کیا جاتا ہے تو فضلات کی راہ مسدود ہو جاتی ہے اور آنکھیں محفوظ رہتی ہیں۔

میں نے ایک ایسے شخص کو بھی دیکھا ہے جس کی شریان میں عمل سَل کیا گیا تھا اسے مرض سیلان لعاب (رال بہنا) پیدا ہو گیا تھا کیوں کہ اس شریان کی بعض شاخیں اس عضلہ سے تعلق رکھتی تھیں جو ہونٹوں کو حرکت دیتے ہیں، جب وہ شریان کٹ جاتی ہے تو اس عضلہ میں تشنج پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا فعل سُست ہو کر لعاب بہنے لگتا ہے لہذا ہمارا مشورہ یہ ہے کہ سَل کا عمل نہ کیا جائے گو یہ عامی انتہا پسندوں کے نزدیک بہت آسان کام ہے۔ دونوں کانوں کے پیچھے جو دونوں رگیں ہوتی ہیں کسی کو ان پر عمل سل کرتے ہم نے دیکھا ہی نہیں۔ البتہ بتر کا عمل کیا جاتا ہے لیکن بتر سے بھی

---

[1] بُتر۔ شریان کو کاٹ کر داغ دینا۔

[2] سَل۔ شریان کو طول میں چیر کر کاٹنا

جیسا کہ بقراط نے کہا ہے ، نامردی تو نہیں انقطاع نسل ضرور ہو جاتا ہے۔

لہٰذا طبیب پر لازم ہے کہ مریض کے مزاج کی رعایت سے غفلت نہ کرے۔ جب بھی مزاج میں طبعی حالت سے تغیر پیدا ہو جائے فوراً اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کو اعتدال پر لائے۔ سوء مزاج کے ساتھ اس عضو کا علاج کرنا ممکن نہیں / جب کسی عضو میں جراحت کی جاتی ہے تو اس عضو کے مزاج کی حفاظت بھی ضروری ہوتی ہے۔ اگر اس میں تغیر پیدا ہو جائے تو نہ صرف اسی عضو کے مزاج کی بلکہ تمام بدن کے مزاج کی حفاظت ضروری ہو جاتی ہے ، کیوں کہ وہ عضو اعتدال کی طرف اس وقت تک نہیں پلٹتا جب تک کہ پورے بدن کا مزاج متغیر نہ ہو۔ اور اسی طرح جس عضو میں زخم پڑ جائے اور اس میں کوئی سقم ہو تو وہ بھی مندمل نہیں ہوتا۔ اس کی تفصیل جراحات کے بیان میں آئے گی۔ یہاں اسی قدر کافی ہے۔

باب (۸)

شقیقۂ بارد

یہ مرض تقریبًا شقیقۂ حارہی کی طرح ہے سوائے اس کے کہ پہلی قسم میں حار مادہ اور اس قسم میں کثیف بارد مادہ اس کا سبب بنتا ہے۔ یہ دونوں مادے یا تو معدہ سے یا معدہ کے قریب کے تمام اعضاء یا عمق بدن سے چڑھتے ہیں۔ جالینوس نے جہاں کہیں عمق بدن کے الفاظ استعمال کئے ہیں اس سے مراد داخلی اعضاء میں منقسم ہونے والے عروق ہیں اور جہاں کہیں عروق و اَوْراد (جمع ورید) کہا ہے تو اس سے مراد جگر ہے۔

اگر شقیقۂ بارد کے اخلاط، معدہ سے چڑھے ہوئے ہیں تو اس کی علامت متلی اور قے ہے کبھی قئے کے بعد درد تھم جاتا ہے۔ اور کثیف بارد بلغمی خلط، عمق بدن سے چڑھتی ہے تو اُبکائیاں آتی ہیں اور آنکھ سے پانی بکثرت بہتا ہے۔ کان کے پیچھے کی دونوں شریانیں پھولی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اس قسم کے شقیقہ کا سبب ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ جب ایسا مادہ شرائین میں آتا ہے تو اس کی تحلیل دشوار ہو جاتی اور مرض نزول الماء کا باعث بن جاتا ہے۔ یعنی مجاریٔ نور بند ہو کر بصارت جاتی رہتی ہے۔

اگر شقیقہ معدہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے تو اس کا علاج استفراغ ہے۔ استفراغ کے لئے یہ مطبوخ تیار کریں :

پوست ہلیلہ کابلی۔ ہرایک ۵۲،۵ گرام۔ بلیلہ و پوست آملہ ہرایک ۱۴اگرام قنطوریون، افسنتین، حشیش غافث ہرایک ۱۰،۵ اگرام۔ شکائی، بادآورد، ہرایک ۱۷،۵ اگرام۔ کمافنطوس، کمادریوس، اسقولوقندریون ہرایک ۱۴اگرام۔ افتیمون ۲۴،۵ گرام۔ سناؤ، اسطوخودس ہرایک ۱۴اگرام، ترنجبین ۷۰ گرام۔ گلاب ۱۷،۵ اگرام اصل السوس کوفتہ ہرم الجوس ہرایک ۱۷،۵ اگرام۔ مویز منقیٰ طائفی ۷۰ گرام۔ حسبِ دستور مطبوخ تیار کرلیں اور اس میں سے ۳۵۰ گرام نتھار کر ۳،۵ گرام غاریقون، ۳،۵ گرام تربد اور ملح ہندی ۲،۱ اگرام ملائیں۔ جب رات کی تین ساعتیں رہ جائیں تو ۲،۶۵ گرام ایارج فیقرا کھلائیں اور اور صبح کو یہ مطبوخ پلا کر سات دن کا وقفہ دیں۔ اس دوران مریض کو ثقیل غذاؤں سے پرہیز کرائیں۔ مزوّرات[1]، زیرباجات[2] اور اسفیدباجات[3] پر رکھیں۔ رات کے کھانے اور شکم پر رکھنے سے باز رکھیں ساتویں دن قارورہ اور نبض دیکھیں۔ اگر دونوں میں حدت پائی جائے تو قیفال یا اکحل کی فصد کھولیں اور حدت نہ ہو تو مولی، شہد اور نمک ہمراہ سکنجبیں دیں۔ دونوں آنکھوں اور سر کے عصب کو باندھ کر قے کرائیں تاکہ معدہ کا تنقیہ ہو۔ اس کے بعد پرہیز کا سلسلہ جاری رکھیں اور مزورات میں کسی شے کا اضافہ نہ کریں۔ اگر کوئی مانع نہ ہو تو چھینک لانے کے لئے تخم۔ گلاب، کلونجی اور کندش کا عطوس دیں۔ پھر کچھ وقفہ دیں اور مرض کے افاقہ پر نظر رکھیں پرہیز جاری رکھیں۔ کھانے پینے کے لئے موزوں اشیاء کا انتخاب کریں اور طبیعت کو بوجھل نہ ہونے دیں۔

مذکورہ علاج اگر کارگر نہ ہو تو مریض کی قوت، مزاج اور دیگر تمام قوانین کو پیش نظر رکھ کر تیسری مرتبہ استفراغ کرائیں/ میں نے شاید ہی کوئی ایسا مریض دیکھا ہے جس کو یہ گولی دی گئی اور وہ شفایاب نہ ہو۔ نسخہ یہ ہے:

گلاب، افسنتین ہرایک ۳،۵ گرام۔ ایارج فیقرا ۴،۵ گرام۔ ماہی زہرہ ۱،۷۵ اگرام، خربق سیاہ ۲۶۵ ملی گرام۔ غاریقون سفید ۴،۲۵ گرام۔ تربد سفید مجوف و مضمغ ۳،۵ گرام تخم کرفس، نانخواہ، مصطگی ہرایک ۳،۵ گرام۔ صبر سقوطری خالص (جو ٹکڑوں کی شکل میں ہو) ۳۵ گرام۔

سب دواؤں کو اچھی طرح پیس لیں اور برگ اترج (بجورا) کے پانی اور پرانی شراب میں گوندھیں۔ پھر ۱۲،۱۵ اگرام لے کر اس میں ۲۶۲ ملی گرام سقمونیا بریاں ملائیں اور بقدر سیاہ مرچ گولیاں بنالیں۔ گولیاں دینے سے دو دن قبل ہی سے پرہیز کرائیں۔ اسفیدباجات میں چنے

---

[1] شوربہ جات جن میں گوشت نہ ہو۔ [2] مصالحہ دار شوربے [3] سادہ شوربے

شریک کریں۔ اس استفراغ کے بعد سات دن کا وقفہ دیں اور دیکھیں کہ مرض دفع ہوا ہے یا نہیں۔ نیز نبض اور قارورہ میں اگر حدت پائیں تو کچھ دن کے لیے علاج ترک کر دیں۔ صرف پرہیز جاری رکھیں تاآنکہ مزاج میں سکون اور اعتدال آجائے اور مرض مکمل طور پر زائل ہوجائے۔ اور اگر ایسا نہیں ہوا ہے تو کنپٹیوں پر جہاں رگوں کی تڑپ زیادہ ہے، روغن قسط، روغن سنبل یا روغن بلسان مطب جس کا ذکر ہم نے اپنی قرابادین میں روغنوں کے تحت کیا ہے۔ لگائیں۔

اس کے بعد فائدہ نہ ہو تو مویزج، عاقرقرحا، ایارج فیقرا کو ملائمت کے ساتھ تالو پر لگائیں یا غرارہ کرائیں۔ غرارہ کرنے سے اگر زبان، تالو، حلق وغیرہ میں سوزش معلوم ہو تو اس کو روک کر روغن گُل لگائیں۔ غذا میں نشاستہ اور مُرغ کی چربی کا حریرہ قدرے روغن گُل ٹپکا کر دیں۔ اس سے مُنہ کی سوزش اور جلن دُور ہوجاتی ہے۔ اس قسم کے گرم غرارہ کے استعمال میں طبیب کو نہایت احتیاط برتنی چاہیئے کیوں کہ بعض دفعہ اس سے لُہاۃ اس قدر متورم ہوجاتا ہے کہ کسی چیز کا حلق سے اترنا مشکل ہوجاتا ہے، جو ایک خطرناک صُورت ہے۔ اس تدبیر سے بھی مرض دور نہ ہو تو روغن مصطگی کا سعوط کریں یا پھر شریان کو بتر کے بعد داغ دیں۔ داغ دینے سے مرض زائل ہوجاتا ہے۔

واضح ہو کہ داغ دینا اس وقت جائز نہیں جب تک کہ مریض کا جسم قوی، طبیعت صاف اور وقت معتدل نہ ہو۔ اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ قطع شریان دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو کہ جلد چیر دی جائے اور بتر کر کے رگ کاٹ دینے کے بعد اس کے دونوں سرے داغ دیئے جائیں۔ یا صنّارہ[1] سے شریان اٹھائی جائے، بعد از آں اسی کے نیچے مسطاحہ نامی لوہا رکھا جائے پھر داغ کر رگ کو قطع کر دیں۔ مسطاحہ رکھنے کی غرض یہ ہے کہ سو مکوی[2] کی گرمی بالائے قحف غشاء کے اندر پہنچ کر تشنج پیدا نہ کر سکے۔

بتر اور داغ دینے کے بعد سر، گردن اور پُورے بدن کی تمریخ[3] کریں۔ اگر داغ سے مزاج میں کچھ گرمی پیدا ہوجائے تو دوا اور غذا دونوں سے سکون پیدا کریں۔

---

[1] جراحی کا کانٹا۔ [2] داغنے کا آلہ۔ [3] روغن لگا کر نرم کرنا
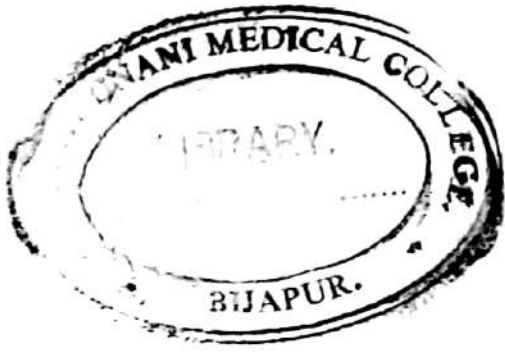
باب (۹)

صداع خماری

اس قسم کے صداع کا سبب تیز، گرم بخارات کا امتلاء (اجتماع) ہے جو معدہ سے اُٹھکر دماغ میں پہنچتے ہیں اور دماغ اور اس کے اغشیہ کے مزاج کو گرم بنا دیتے ہیں۔

یہ درد دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک نبیذ[1] پینے کے فوراً بعد ہی شروع ہوتا ہے جب معدہ اور دریدیں شراب کے بقایا سے پاک ہو جاتی ہیں تو صداع جاتا رہتا ہے۔ دوسری قسم کا صداع شراب پینے کے بعد شروع ہوتا ہے یہ کئی دن تک قائم رہتا ہے اور جب تک شراب نوشی ترک کرکے مستقل طور پر پرہیز اور ترطیب نہ کی جائے، زائل نہیں ہوتا۔

اگر صداع / شراب پینے کے فوراً بعد ظاہر ہوا در معدہ میں اس کے فضلات باقی ہوں تو اس سے بخارات اُٹھ کر پھیل جاتے ہیں اور مقامی قوت محللہ کمزور پڑ جاتی ہے۔ اس لئے سر کا مزاج بھی ضعیف ہو جاتا ہے۔ اگر معدہ بالکل خالی بھی ہو تو محض اپنے ضعف کی وجہ سے شراب کو ٹھیک طور پر ہضم نہیں کرسکتا جس کے نتیجہ میں بخارات پیدا ہوکر سر کی طرف چڑھنے لگتے ہیں، اور اس وقت تک سر میں درد اور تناؤ پیدا کرتے ہیں جب تک شراب کے بقیہ اجزاء زائل نہیں

---

[1] کھجور، منقیٰ یا شہد کی شراب۔

ہوجانے۔ اور جب بھی شراب نوشی کا اعادہ کیا جاتا ہے یہی کیفیات عود کر آتی ہیں ۔

اس صداع کا علاج دوسری قسم کے صداع سے بالکل جُدا گانہ ہے۔ باقی ماندہ شراب سے معدہ کا تنقیہ کریں اور قاطع و محلل بخارات دوائیں مثلاً الفقّاع السّاذج[1] میں تھوڑا سنبل ملا کر دیں۔ یہ بالخاصہ شراب کے باقیات کو نکال دینے والی ہے۔ سنبل اس لئے ڈالا جاتا ہے معدہ اس سے معطر ہو اور ردی شراب کے ہضم میں قوت پہنچائے۔ نیز کچے انگور کی شراب (حصرمیات) سیب کا مُربہ، چنے کی شراب، ترنج کا مُربّہ ٹھنڈا کیا ہوا یا اسی قسم کے ٹھنڈے مُربّے دیں۔ البتہ ریباس کی شراب نہ دیں کیوں کہ اس کی ٹھنڈک بالخاصہ معدہ میں دُکھن پیدا کرتی ہے۔

فضلاء میں سے ایک شخص کو دیکھا جو مذکورہ فقاع ساذج میں آب خورہ اور تھوڑا نمک شریک کرکے خوب جوش دیتا تاکہ طبیعت اس کو تیزی سے حل کرے میں نے اس شخص سے نمک ڈالنے کا سبب دریافت کیا تو کہا کہ اس فقاع کے اجزاء لطیف ہوکر سرعت کے ساتھ معدہ سے گذر جاتے ہیں۔

جب سر کا علاج کریں تو ایسی دوائیں دیں جن سے دماغ کا مزاج قوی ہو۔ سر کی گرمی دور کرنے کے لئے یہ لخلخہ بنائیں۔ بنفشہ، نیلوفر، شاہسفرم وغیرہ کو برف کے پانی میں ڈالیں، پھر ریحان، کافور اور عرق گلاب کو سرکہ میں ممزوج کرکے اس میں ملائیں۔ جو عرق گلاب سرکہ والا سر پر ڈالنے کی غرض کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کی تیاری کا طریقہ یہ ہے سرکہ ۱۰۲٫۵ ملی لیٹر۔ عرق گلاب ۱۰۵ ملی لیٹر۔ روغن گل ۲۵٫۵ ملی لیٹر آمیز کرکے شیشی میں ڈالیں اور خوب ہلائیں تاکہ ہر ایک، دوسرے کی قوت پکڑلے۔ پھر تالو پر لگائیں۔

دیگر: صندل سفید (جو زیادہ وزنی نہ ہو)۔ گل آزاد درخت (اگر موسم ہو) ورنہ گل بنفشہ لے کر سب کو کوٹ لیں اور عرق گلاب میں ملا کر لگائیں۔

دیگر: صندل سفید (جو زیادہ وزنی نہ ہو)۔ گل آزاد درخت (اگر موسم ہو) ورنہ گل بنفشہ لے کر سب کو کوٹ لیں اور عرق گلاب میں ملا کر لگائیں۔

دیگر: عمدہ ککڑی کا یا نیلوفر کا پانی، یا دونوں کے پانی کو آمیز کرکے لگائیں۔

معالجات میں اس قسم کے صداع کی اس سے بڑھ کر تفصیل کی ضرورت نہیں۔ طبیب کو چاہئے کہ مریض کے معدہ کے ساتھ دماغ کو بھی قوی کرے۔

---

[1] فقاع سادہ جس کو بوزہ بھی کہتے ہیں جَو کی ہلکی شراب جس میں نشہ نہیں ہوتا۔

شراب کے ردی اجزا سے معدہ اور وریدوں سے تنقیہ کے بعد بھی صداع دور نہ ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ دماغ کا مزاج گرم ہو گیا ہے اور وہاں حار فضلات جمع ہو گئے ہیں ایسی صورت میں ذیل کے مطبوخ سے استفراغ کرائیں۔

تمر ہندی (ریشہ و تخم دور کردہ) ۱۰۵ گرام۔ آلو بخارا ۲۰ عدد۔ عناب ۲۰ عدد۔ توت خشک اگر دستیاب ہوں) ۷۰ گرام۔ ترنجبین ۷۰ گرام۔

اس میں سے (ایک رطل) ۴۴۴ گرام چھان لیں۔ بعد ازآں مغز خیار شنبر ۳۵ گرام شریک کر کے ایسی ایک خوراک یا دو خوراک پانچ دن کے دوران میں پلائیں۔ آش جو ضرور دیں غذا میں اسفید باجات و مزورات اور ککڑی ہمراہ سرکہ دیں۔ اس کے باوجود مرض زائل نہ ہو تو قیفال کی فصد کھولیں۔ انار ترش ہمراہ شکنجبین پلائیں / جو کے ستو کا (جو سرکہ میں پکا کر اور روغن گل ملا کر تیار کیا گیا ہو) سر پر لیپ کریں۔ کبھی یہ درد پیچیدہ ہو جاتا ہے اور پیشانی کے رگ کے فصد کی نوبت آتی ہے۔

جو چیزیں اس علاج ہیں، میں نے عمدہ پائیں ان کو بیان کرتا ہوں۔

آب پوست کدو۔ آب برگ بنفشہ۔ آب خیار۔ آب شاخ کاسنی اور آب خبازی، سب کو ایک شیشی میں ڈالیں اور اوپر سے تھوڑا سرکہ، روغن بنفشہ، روغن نیلوفر اور روغن گل ڈال کر منہ مضبوطی سے بند کر دیں۔ پھر ایک پانی بھرے تانبہ کے برتن میں رکھ کر جوش دیں یہاں تک کہ شیشی کا روغن بھی جوش کھانے لگے اور اس میں جھاگ اٹھنے لگے۔ بعدہ شیشی نکال کر ٹھنڈی ہونے اور کے تہ نشیں ہونے کے لئے رکھ چھوڑیں۔ پھر صاف کر کے برف میں سرد کر لیں اور تالو پر لگائیں۔ ٹھنڈا کرنے کے لئے شیشی کو برف کے درمیان رکھیں تا کہ خوب سرد ہو جائے۔ اس عمل سے دو ساعتوں میں درد زائل ہو جاتا ہے۔

میں ابن سیار کو دیکھتا تھا کہ وہ سر پر ٹھنڈے پانی کو ڈالنے کا امر کیا کرتا تھا یہاں تک کہ مریض اس کی خنکی اپنے دماغ میں محسوس کرتا تھا۔ پھر سر خشک کر کے سُلا دیا کرتا۔ اس تدبیر میں بھی ازالۂ مرض کی عمدہ تاثیر ہے، کیوں کہ گرم فضلات بخارات کے ذریعہ زائل ہو جاتے۔ کبھی لڑکی والی عورت کا دودھ، روغن بنفشہ کا سعوط کراتا نیز بھوا، تازہ خشخاش اور خرفہ کے ساگ سے منع کرتا۔

باب (۱۰)

صداع شمّی

یہ درد سر، گرم خوشبودار چیزوں سے یا کوڑا کرکٹ اور غلاظت کے مقام کی بدبو سے پیدا ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ گرم خوش گوار بو جب دماغ کے مزاج کے گرم ہونے کی حالت میں پہنچتی ہے تو دماغ کی حرارت میں اضافہ ہو کر درد شروع ہوجاتا ہے۔ اور اسی طرح ناگوار گرم بو بھی دماغ کے مزاج کو ضعیف کرتی ہے، حالاں کہ قوی مزاج دماغ، از خود بدبو سے نفرت اور خوشبو سے رغبت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے خوشبو کو بدبو پر فوقیت حاصل ہے۔ لیکن گھوڑے اور پاخانے کی بدبو، مذکورہ دونوں اسباب سے ہٹ کر صداع کا باعث بنتی ہے۔ یعنی تعفن جب دماغ میں پہنچتا ہے تو اسے بوجھل کر دیتا اور اذیت ناک بنا دیتا ہے۔

جو صداع خوشگوار گرم بو سے لاحق ہوتا ہے اس کا علاج، دماغ کے مزاج کا تنقیہ ہے۔ اس غرض کے لئے اوّلاً سر پر نیم گرم پانی ڈالیں۔ عطوسات استعمال کرائیں اور ایسی قوی بو سنگھائیں جو اس کی مخالف ہو، مثلاً مشک کی بو کے لئے کافور یا اترج کے لئے بنفشہ۔ اگر اس تدبیر سے درد دور نہ ہو تو سعوط کرائیں بشرطیکہ اس کا امکان ہو۔ امکان سے ہماری مراد بدن کا عوارض مثلاً بخار وغیرہ سے خالی ہونا ہے۔

نسخہ سعوط: آب حی العالم (سدا بہار) آگ [illegible] صاف کیا ہوا ، ملی لیٹر۔ روغن کدو ، ۲ ملی لیٹر۔ آب طلع (بہار خرمہ) ۵،۳ [illegible] لیٹر
آب ہائے مذکورہ کو شیشی میں ڈال کر خوب ہلائیں اور صاف کرکے سعوط کرائیں۔ اس سے بڑی حد تک حرارت بجھ جاتی ہے۔ اگر اس سے بھی افاقہ نہ ہو تو یہ ضماد لگائیں۔

نسخہ ضماد: اسپغول (جو سرکہ میں پھینٹی ہوئی ہو) کو لے کر عُصارہ مامیثا ملائیں ، بعد ازآں سر پر ضماد کریں۔ اس سے بھی درد زائل ہو جاتا ہے

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہم نے جہاں کہیں دماغ کے مزاج کی تبرید کا مشورہ دیا ہے اس میں افراط نہ ہونے پائے اور جب تک شدید ضرورت نہ ہو مخدرات جیسے بنج ، افیون اور یبروج (لُفاح) ہرگز استعمال نہ کیئے جائیں۔ البتہ اگر مریض کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو قدرے افیون یا لفاح استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جب تم کو یہ یقین ہو کہ مریض درد کی تکلیف برداشت کرسکتا ہے تو ایسی چیزوں سے بچنا ہی مناسب ہے/

صداع اگر گھوڑے اور پائخانہ وغیرہ کے تعفن سے پیدا ہوا ہے تو مریض کو حمام میں لے جائیں سر پر کثیر مقدار میں گرم پانی ڈالیں اور وہیں پر پرانا سرکہ سنگھائیں۔ جس کی تدبیر یہ ہے کہ روئی کی دو بتیاں لے کر سرکہ میں تر کرکے نتھنوں میں رکھ دیں۔ نیز گرم یا بارد خوشبویات سنگھائیں ، اور اس کی فکر نہ کریں کہ یہ صداع کسی دوسری قسم سے بدل جائے گا۔ اور ایسی صورت رونما ہو جائے تو اس کا علاج کچھ دشوار نہ ہوگا۔ برخلاف اس کے مکروہ و ناگوار قسم کی بوؤں سے دماغ بوجھل ہو جاتا ہے اور ایک کثیف پردہ سا بن جاتا ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

بدن میں تین اعضا ایسے ہیں جو خوشبویات کی طرف میلان رکھتے اور ناگوار بو یا بدبو سے بھاگتے ہیں ، دماغ ، معدہ اور رحم یہ جب بھی بدبو سے دوچار ہوتے ہیں تو بدبو اور معدہ کی غلظت شدید مرض میں مبتلا کیئے بغیر نہیں رہتی۔ لہٰذا ایسی تمام بوئیں جو درد سر پیدا کرتی ہوں ان سے مریض کو بچانا چاہیئے اور غذا میں بھی اس امر کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ تاکید بھی کی جاتی ہے کہ تم کو علاج معالجہ کے قوانین سے واقفیت اور اذیت دینے والی چیزوں سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت حاصل ہونی چاہیئے۔ جب یہ قدرت حاصل ہو جائے گی تو انشاء اللہ علاج میں اختراع و ایجاد کی طاقت بھی میسّر آئے گی۔

باب (۱۱)

صداعِ جماعی

یہ سداع دوسبب سے لاحق ہوتا ہے۔ضعفِ[1] اعصاب اور اخلاطِ ردیہ کا اجتماع۔
جماع کے بعد تکان سے دماغ المناک ہو جاتا ہے، اسی لئے ایسا درد نوجوانوں میں جن کے اعصاب قوی ہوتے ہیں، نہیں پایا جاتا۔صرف وہی لوگ اس میں مبتلا ہوتے ہیں جن کے اعصاب کمزور پڑ گئے ہوں۔
دوسری قسم کے صداع میں وہ لوگ مبتلا ہوتے ہیں جن کا جسم اخلاطِ ردیہ سے پُر ہو، خصوصاً معدہ۔یہ اخلاط، حرکاتِ جماع سے گرم ہو کر بخارات کی شکل میں پہنچتے ہیں اور درد پیدا کرتے ہیں۔
جماع کے بعد ضعفِ اعصاب سے لاحق ہونے والے صداع کی علامت یہ ہے کہ بدن میں کپکپی اور حواس میں ضعف محسوس ہوتا ہے۔مریض محسوس کرتا ہے کہ گویا کسی چیز نے اس کے سر کو پکڑ لیا ہے۔یہ پکڑ سامنے یا پیچھے کی طرف یا کسی اور رُخ پر دماغی ضعف کے مطابق محسوس ہوتی ہے۔اس قسم کا درد کبھی سکتہ اور ہلاکت کو بھی پہنچا دیتا ہے اور بعض دفعہ عین جماع میں مشغولیت کے وقت موت واقع ہو جاتی ہے۔
اس صداع کا علاج یہ ہے کہ فی الفور جماع ترک کرائیں۔خوشبویات سنگھائیں۔سر پر ضماد لگائیں آبِ نیلوفر، آبِ بنفشہ اور دیگر تمام خوشبودار چیزوں کا پانی ضماداً استعمال کریں۔بشرطیکہ دستورِ

علاج کے چھ شرائط یعنی، عُمر، مزاج، شہر، وقت، پیشہ اور عادت میں سے کوئی شرط مانع نہ ہو۔ مُشک کافور سنگھائیں اور اس میں بھی دستور کا لحاظ رکھیں۔ کثیر الغذا اشیاء سے بدن کو قوی کریں۔ مثلاً ہریسہ، مچھلی کا گوشت، فربہ چوزے جن کے شکم میں خوشبودار مصالح رکھ کر پکائے گئے ہوں کھلائیں۔ چوزوں کو پکانے کے بعد مریض کے سامنے کھولیں تاکہ ان کی گرم خوشبو اس کی مشام میں پہنچے۔ پینے کے لئے نبیذ صافی وغیرہ جیسی ملائم چیزیں دیں۔ سکون وراحت، گانے بجانے اور غناء کا اہتمام کریں۔ مکروہ وناپسندیدہ چیزوں سے بچائیں۔ اگر یہ تمام باتیں ممکن نہ ہوں تو سیب کی خوشبو سُنگھائیں۔

ردی اخلاط کے بخارات سے ہونے والے صداع کا علاج، سوء مزاج حار بشرکت مادہ کے علاج کی طرح ہے۔ لیکن اس صورت میں تنقیہ تک جماع سے پرہیز کرانا بھی شامل ہوگا تنقیہ کے فوراً بعد درد زائل ہوجاتا ہے۔

بقدر ضرورت ہم نے اس کا علاج بیان کردیا ہے۔

باب (۱۲)

صداع ضربی

گرنا اور چوٹ لگنا بھی دو طرح کا ہوتا ہے۔ایک یہ کہ صرف چوٹ لگے اور اس کی اذیت و تکلیف محسوس ہو۔دوسرے یہ کہ چوٹ کے ساتھ زخم بھی ہو۔نیز چوٹ اور زخم کے مقامات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں تکلیف و اذیت کم بھی ہو سکتی ہے اور زیادہ بھی۔

مختلف مقامات پر زخم لگنے کا بیان، متعلقہ اعضاء کے بیان کے تحت آئے گا/اگر صداع زخم کی وجہ سے ہو رہا ہے تو زخم کا علاج کریں، اور درد میں سکون پیدا کرنے کے لئے، صداع کی نوعیت کے لحاظ سے ضماد لگائیں اور تکمید کریں۔گرم روغن گل لگائیں یا اسی روغن میں قدرے مازو اور روغن لادن جوش دے کر لگائیں۔اگر یہ مزاج کے موافق نہ ہو تو روغن گل میں کافور ملا کر لگائیں۔ دیگر: روغن گل انڈے کی سفیدی میں پھینٹ کر ٹھنڈے پانی سے دھولیں اور سر پر لیپ کریں۔اس مرہم کا ذکر گو ہم نے اپنی قرابادین میں مرہموں کے ذیل میں کر دیا ہے لیکن یہاں بھی لکھے دیتے ہیں کیوں کہ اس کی تیاری میں شدید احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

موم اور روغن گل آمیز کرلیں۔اس پر سفیدہ مغسول پھیلائیں۔بعدہ آگ پر رکھیں۔ جب جوش آجائے تو انڈے کی سفیدی ڈال دیں اور مخلوط ہونے تک ہلاتے رہیں۔پھر ہاون میں مرہم اور ٹھنڈے شیریں پانی کو ڈال کر کھرل کریں۔اس تدبیر سے مرہم کا میل کچیل پانی پر آجائے گا۔مرہم
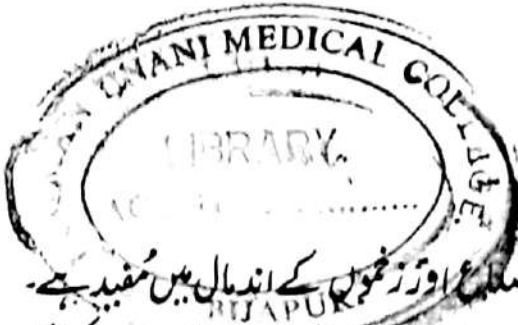
کو ہاون کے ایک گوشہ میں اکٹھا کر کے نکال لیں ۔ یہ مرہم صداع اور زخموں کے اندمال میں مفید ہے۔

بغیر زخم کے چوٹ لگنے کے ہڈی کے ٹوٹنے سے جو صداع پیدا ہوتا ہے اس کا سبب کھوپڑی کی اُوپری جھلّی کی المنا کی ہے ۔ یہ المنا کی پہلے ضرب کے مقام تک محدود رہتی ہے لیکن بعد میں پُوری جھلّی میں پھیل جاتی ہے ۔

اس کا علاج یہ ہے کہ درد کو ساکن کریں ، ورنہ سر کا مزاج یعنی دماغ اور اس کے اغشیہ کا مزاج گرم ہو جائے ۔ دماغ کو ٹھنڈا کریں تاکہ مواد کو قبول نہ کرے ۔ اس غرض کے لئے وہ آبیات استعمال کریں جو سابقہ ابواب میں تحریر کئے جا چکے ہیں ۔ ضماد مُحلّلہ و مُلیّنہ لگائیں ۔ مثلاً موم اور تیل بابونہ ، اکلیل الملک وغیرہ ۔ آخر میں ، اگر مریض متحمل ہو تو قیفالین کی فصد کھولیں اور استفراغ کرائیں ۔ اگر صداع میں دونوں قسم کے ضربات سے (یعنی زخم کے ساتھ و بلا زخم) ورم چڑھ آئے تو متورم زخم کا (اورام کو سکون میں لانے والے مرہموں مثلاً مردار سنگ ، اُسرنج اور اسفیداج وغیرہ استعمال کر کے) علاج کریں ۔ سر پر محلّلِ اورام ضماد لگائیں ۔ جیسے صندل سُرخ و سپید ، شیافِ مامیشا یا آبہائے محلّلِ اورام سر پر سے ڈالیں ۔

اگر ضرب سے مریض کی عقل زائل ہو گئی ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کھوپڑی کی اُوپری جھلّی کا ورم دماغ کے اندر تک پہنچ گیا ہے ۔ ایسی صُورت میں اس کا علاج ، سرسام کے علاج کی طرح کیا جائے گا ، جس کی تفصیل اپنے موقع پر آئے گی ۔ اور اگر مریض کی عقل غیر متاثر ہے تو صرف زخم کے اندمال اور ورم کے زائل کرنے کی فکر کریں ۔ ایسا ورم جس میں زخم نہ ہو اس کا تحلیل کرنا آسان ہے الا یہ کہ فصد کھولنے کی نوبت آئے ۔ تحلیل ورم کے لئے ایک وقت ٹھنڈی اشیاء کا ضماد لگائیں تو دوسرے وقت محلّل اورام ادویہ لگائیں ۔

ان دونوں قسموں کے صداع کا بہترین علاج ، خواہ ورم ہو یا نہ ہو ، یہ ہے کہ سر پر بار بار روغن گُل لگائیں اور مرہم اسرنج اور سفیدہ کو ضماد کریں ۔ آبِ حیُّ العالم مصفّیٰ ، آبِ لال ساگ آبِ خبازی لگائیں ۔ دیگر : برگِ خبازی ، برگِ اسپغول میں کوٹ کر روغنِ گُل میں پکائیں اور اس پر خطمی اور جو کا آٹا چھڑک کر ضماد کریں ۔ یہ ضماد تسکینِ درد اور تحلیل ورم کے لئے نہایت موزوں ہے ۔

ایسے گہرے زخم جو ام الدماغ تک پہنچتے ہیں اور ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں تو ان کا کچھ بیان تو گذر چکا اور کچھ آخر میں آئے گا ۔ البتہ جو زخم سطح بدن پر ہوں ان کے لئے مرہم اسرنج (سیندور) یہ آبہائے مختلف تیار کریں ۔

مرہم اسرنج کی تیاری کا طریقہ :- اسرنج ۵، ۷ اگرام لیں۔ ایک بڑا پارچہ گیلا کرکے اس میں سیندور رگڑیں یہاں تک کہ پورا سیندور کپڑے کو لگ جائے۔ پھر اس پارچہ کو آگ کے سامنے پکڑ کر خشک کریں خُشک ہونے کے بعد اسے نیم گرم پانی میں اتنی دیر رگڑیں کہ سیندور جھڑ کر پارچہ سفید ہو جائے پانی کو اتنی دیر تک چھوڑ رکھیں کہ یہ سیندور بصورت درد تہہ نشیں ہو جائے۔ اس کے بعد اس کے اُوپر کے پانی کو روئی میں جذب کرکے نچوڑیں، تاکہ ثقل بہ آسانی اور جلد خشک ہو جائے اسرنج کو مغسول کرنے کی امکانی ترکیب یہی ہے۔ اس کے بعد اسرنج کے ہموزن سفیدۂ رصاص اور مردار سنگ لیں، البتہ سفیدۂ رصاص کو آگ پر حرکت دے کر صاف کرلیں ورنہ آگ پکڑنے کا اندیشہ ہے۔ بعدہ تینوں کو پیس کر ریشم کے کپڑے سے چھان لیں پھر موم لے کر اسے روغن گُل میں پکائیں اور ان دواؤں کو ڈال کر ہلاتے رہیں۔ جب اچھی طرح مخلوط ہو جائیں تو آب برگِ اسپغول ڈال کر پھر آگ پر اس وقت تک رکھیں جب تک پورا پانی نہ اڑ جائے بعد کو ہاون میں ڈال کر ٹھنڈا ہونے کے لئے چھوڑ دیں۔ پھر تھوڑا سا عمدہ سرکہ اور انڈے کی سفیدی ڈال کر گھونٹیں اور مخلوط کریں۔ اس مرہم کو دن اور رات میں ایک ایک مرتبہ ضماد کریں۔ ہم نے علاج کی تدابیر میں جو جو چیزیں بیان کی ہیں ان میں یہ سب سے عمدہ ہے۔

علاج کے دوران مریض کے لئے ایسی غذائیں تجویز کریں جو سر کو گرم نہ کریں۔ پُرخوری سے منع کریں۔ قوتِ ہاضمہ کمزور ہو تو آشِ جو، دن میں دو دفعہ دیں۔

طبیب پر اس قسم کے صداع کا علاج دیگر اقسام کے صداع سے زیادہ دُشوار ہے۔

باب (۱۳)

سرد پانی میں اترنے سے ہونیوالا صداع

یہ صداع شدید سرد پانی یا نطرون کے پانی یا گندھک کے پانی میں اترنے سے پیدا ہوتا ہے۔ تم جانتے ہو کہ مذکورہ پانی کی طبیعت مختلف ہوتی ہے اور ہر ایک کا خاص تناسب ہے۔ حرارت اخلاط کو گرم کرتی ہے۔ خشکی جلد کو سیکڑتی اور کھردرا بناتی ہے۔ اسی طرح برودت و رطوبت بھی مذکورہ پانی کی طبیعتوں کے موافق اثرانداز ہوتی ہے۔

اس قسم کے صداع کو مرکب ہونے سے بچانے کے لئے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ بخار یا کوئی دوسرا مرض موجود نہ ہو۔ اگر خدا نخواستہ مرض مرکب ہو جائے تو حمام میں نیم گرم پانی سے مواد تحلیل کریں۔ غذا ہلکی اور قلیل دیں۔ روغنوں کی مالش سے پورے بدن کو ڈھیلا (تمریخ) کریں۔ جن اشیاء سے مرض پیدا ہوا ہے ان کے اضداد سنگھائیں۔

اس بات میں ہم نے اجمال سے کام لیا ہے کیوں کہ مختلف نوع کے صداع کے تحت جو علاج بیان کئے گئے ہیں وہی کافی ہیں۔ ان میں کسی خاص اضافے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں بہ ہر صورت معالجہ کی بنیاد تو علاج بالضد ہی پہ ہوگی۔

زیر بحث صداع کا علاج، تپ یومیہ (حُمّی یوم) کی طرح ہے کیوں کہ اس میں بھی جلد کے گرم ہونے اور سکڑنے کی وجہ سے حمیٰ یوم لاحق ہوا کرتا ہے۔ البتہ جو صداع دماغ کے تکان سے پیدا

ہوتا ہے اس کا علاج حمام میں لے جانے اور مناسب غذاؤں سے کیا جاتا ہے۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ حمیٰ یوم کی طرح اس کے ساتھ بھی کوئی عرض ہو۔ غرض دونوں صورتوں میں حسبِ دستور علاج کیا جائے گا۔

باب (۱۴)

صُداعِ خبطی

اس کا سبب اطبار کے نزدیک ، سرد ہوا یا سرد پانی سے سر کے مسامات کا بند ہونا ہے۔ جب مسامات بند ہو جاتے ہیں تو بطونِ دماغ سے تحلیل ہونے والے بخارات اکٹھا ہو جاتے ہیں۔

خُبطہ کا مرض بالعموم نہیں ہوا کرتا بلکہ اکثر و بیشتر ایسے زکام کے بعد لاحق ہو جایا کرتا ہے جو ظاہر نہیں ہوتا ۔ کیوں کہ گرم و خشک بخارات پلٹ کر بطونِ دماغ میں ٹھہر جاتے ہیں۔ ان بخارات کی مقدار بہت تھوڑی ہوتی ہے ۔ گاہے یہ بخارات کثیر اور بلغمی ہوتے ہیں۔ ہم ہر ایک کے علامات علٰحدہ علٰحدہ بیان کریں گے۔

اگر سر کے مسامات بند ہو کر گرم و خشک بخارات تھوڑی مقدار میں موجود ہوں تو مریض کو سر میں آوازیں سُنائی دیتی ہیں۔ نتھنے بند ہو جاتے ہیں اور پورے سر میں درد محسوس ہوتا ہے لیکن درد کا احساس کبھی پیچھے اور کبھی سامنے کی جانب ہوتا ہے۔

اس کا علاج ثقیل غذاؤں سے پرہیز کرائیں۔ حمام میں داخل کر کے گرم پانی سے بھپارہ، استنشاق اور غرارہ کرائیں/ اگر اس سے افاقہ ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ طبیعت کی تعدیل یا تنقیہ کریں۔ آش جو جس میں خشخاش سفید ڈالی گئی ہو بطور غذا دیں۔ دونوں پاؤں کی مالش کریں۔ پنڈلیوں کو کس دیں۔ یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو تو ذیل کی دواؤں سے بھپارہ دیں۔

بنفشہ ۲۵ گرام ۔ نیلوفر ۲۰ گرام ۔ برگ خبازی ۲۰ گرام ۔ جَو ۴۰ گرام (مقشر اور کوفتہ) سبوس گندم ۲۰ گرام ۔ باقلی کوفتہ ۴۰ گرام ۔ دھنیا خشک ۲۰ گرام ۔ گلاب ۲۰ گرام حیُ العالم ایک مٹھا ۔ برگ خبازی ایک مٹھا۔

سب بوٹیوں کو قمقم میں ڈال کر بند کر دیں۔ جب بوٹیاں کھولنے لگیں تو قمقم کا منہ آہستہ آہستہ کھولیں تاکہ بخارات یکدم نہ نکل جائیں اور بھپارہ دیں ۔ جب بھی قمقم ٹھنڈا ہو کر بخارات نکلنا بند ہو جائیں تو دوبارہ گرم کریں ۔ اس میں مبالغہ مطلوب ہو تو قمقم پر اقمع (قیف) رکھ کر سُوراخ سے استنشاق کرائیں ، کیوں کہ اس میں بخارات پھیلتے نہیں ۔ اس سے بھی افاقہ نہ ہو تو ایک پتھر یا مرمر کا ٹکڑا یا لوہے کا ٹکڑا لے کر آگ پر گرم کریں ۔ پھر اس پر روغن بنفشہ ٹپکائیں اور اس کی دھونی ناک میں کھینچیں ۔ روغن ڈالنے سے پہلے اس ٹکڑے کو راکھ وغیرہ سے اچھی طرح پاک کرلیں ورنہ تیل کے بخارات کے ساتھ راکھ بھی دماغ تک پہنچے گی ۔ اس قسم کے صداع کی یہ بہت عمدہ تدبیر ہے ۔

اگر صداع مرکب ہو جائے تو اس کا علاج انواع صداع کے لحاظ سے کیا جائے۔

اگر رکنے والے بخارات گرم بلغمی ہوں یا صرف بلغمی ہوں تو اس کی علامت یہ ہے کہ پورے سر میں درد کے ساتھ ساتھ گرانی بھی ہوگی ۔ نتھنے بند ہوں گے ۔ کانوں میں آواز نہ ہوگی ۔ جب یہ بخارات کثیر مقدار میں ہوتے ہیں تو زکام لاحق ہو جاتا ہے اور اگر تھوڑے ہوتے ہیں تو تحلیل ہو جاتے ہیں جس کے بعد درد بھی جاتا رہتا ہے ۔

زکام کے تمام اقسام کی ابتداء ہی میں سر کے درد کا ہونا صداع خُبطہ کی علامت ہے اس کا علاج ، صداعِ بارد بشرکت مادہ کی طرح کرنا چاہیئے ، بلکہ اس کا علاج اس سے بھی آسان ہے کیوں کہ خبطہ زکام سے بدل کر ناک سے مواد بہنے لگتا ہے ۔ جب ناک بہنے لگے تو مریض کو ہر وقت ناک سکرتے رہنے کا امر کریں اور ممکن ہو تو فصد کرائیں ۔ طبیعت کو ہلکا کرنے کیلئے شیریں آلو بخارا ، بنفشہ ، عناب ، ترنجبین ، مغز خیار شنبر وغیرہ دیں ۔ اگر مزاج میں گرمی معلوم ہو تو آش جو شربت خشخاش دیں ۔ گوشت سے پرہیز کرائیں ۔ انشاءاللہ اس تدبیر سے صداع زائل ہو جائیگا مختصر یہ کہ اس قسم کے صداع کا علاج کچھ دشوار نہیں ۔ البتہ مرکب ہو کر دوسری بیماری سے بدل جائے تو پیچیدہ بن جاتا ہے ۔

زکام اور اس کی اقسام اور ان کے علاج کا بیان آگے تفصیل سے آتا ہے ۔

باب (۱۵)

صداع تزعزعی

(ایسا دردِ سر جس میں دماغ ہل جائے)

اس قسم کا صداع اس وقت پیدا ہوتا ہے جب دماغ زور سے ہل جائے۔ دماغ کا زور سے ہلنا، کھیل کود میں یا گر پڑنے سے یا سر پر کسی بھاری چیز کے گرنے سے ہو سکتا ہے اس کے عوارض میں سے یہ ہے کہ اعصاب اور سر کے آس پاس کی رگیں کھنچتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ اس تکلیف کے ساتھ ساتھ بعض اوقات سَدَر (اندھیری) اور نسیان جیسی حالت بھی پیدا ہو جاتی ہے بعض صورتوں میں قوت شامہ بھی ایسی متاثر ہو جاتی ہے کہ ہر قسم کی بو ایک سی محسوس ہوتی ہے۔

علاج : امکان ہو تو قیفال کی فصد کھولیں اور دستور اجازت دے تو طبیعت کو ہلکا کرنے کے لئے مسہل دیں۔ خوشبویات سنگھائیں۔ زیادہ سونے کا امر کریں۔ اور یہ سعوط استعمال کریں۔

نسخہ : روغن خشخاش، روغن بنفشہ ہر ۵،۳۵ گرام۔ لڑکی والی عورت کا دودھ ۵،۳ ملی لیٹر۔ رسوت مکی تازہ ۱۲۸ ملی گرام۔ تمام دواؤں کو عورت کے دودھ میں گھول کر ایک شیشی میں ڈالیں اور ہلا کر مخلوط کر لیں۔ پھر سعوط کریں۔ سعوط کی مقدار اتنی ہو کہ مریض اس کو برداشت کر لے۔ پھر یہ ضماد لگائیں۔ آب کاسنی، عورت کا دودھ، دونوں کو پکا کر صاف کر لیں اور قدرے رسوت، خطمی، آردِ جو اور آردِ باقلی ملا کر گرم کریں اور سر پر ضماد کریں۔ اگر اس سے صداع دور نہ ہو تو روغن بلسان

کے سوا ایسے روغن لگائیں جو سر کے مزاج کو برودت کی طرف نہ لے جائیں۔ اگر مزاج میں ہی برودت ہو تو روغن بلسان، روغن قار اور روغن قسط وغیرہ لگائیں۔ اس قسم کے صداع میں مقررہ روغنوں میں سے کوئی ایک روغن ڈال دینا کر تمام علاجوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

باب (۱۶)

صداعِ بیضہ (خُوذہ)

جب معدہ اور تمام بدن سے، سر کی طرف چڑھنے والے بخارات کھوپڑی کی اندرونی جھلی میں رُک جاتے ہیں تو اس قسم کا صداع پیدا ہوتا ہے۔ کھوپڑی کی اوپری جھلی میں رُکنے والے بخارات کا تو ہم بیان کر چکے لیکن اس قسم میں بخارات کا اندرونی جھلی میں پہنچنا کیوں کر ممکن ہے؟ اس سلسلہ میں ہم کہیں گے کہ یہ بخارات، دماغ کی طرف چڑھنے والے عروق سے یہاں پہنچتے ہیں۔ چوں کہ بخارات اندرونی حصّہ سے ہی اٹھتے ہیں اس لئے جھلّی کے داخلی حصّہ میں ہی جمع ہوتے ہیں۔ اس صداع کا ذکر سابقہ لوگوں نے چھوڑ دیا تھا حالاں کہ یہ صداع کی سب سے بدترین اور خطرناک قسم ہے۔ اطبا، اس قسم کے صداع اور شقیقہ میں غلطی کر جاتے ہیں جب کہ دونوں کے درمیان واضح فرق ہے۔ شقیقہ میں کنپٹیوں اور کان کے پیچھے کے شرائین تڑپتے ہوتے ہیں اور اس صداع میں یہ صورت نہیں پائی جاتی۔ شقیقہ میں اگر ان شرائین کو دبایا جائے اور تڑپنے سے روکا جائے تو درد تھم جاتا ہے۔ لیکن اس مرض میں یہ صورت پیدا نہیں ہوتی۔ مریض کو پورے سر میں آواز سُنائی دیتی ہے، اور آنکھ کھولنا دُشوار ہوتا ہے، بالخصوص دھوپ میں۔

یہ صداع دموی، بلغمی، سوداوی اور صفراوی ہوتا ہے۔

اگر بخارات دموی ہوں تو دونوں آنکھیں سُرخ ہوں گی۔ مدہوشی کی سی کیفیت ہوگی مریض

آنکھ پوری طرح بند نہیں کرسکتا۔ اس کے حاسۂ شامہ میں بھی فتور پڑ جاتا ہے۔ اور اکثر اشیاء میں خون جیسی بو محسوس کرتا ہے ؛ ذائقہ بگڑ کر چکناہٹ (مُہوست) سی اسے محسوس ہوتی ہے۔

اس کا علاج بیضۂ دموی خارجی کی طرح کیا جائے البتہ فصد و استفراغ کے بعد مسلسل بنفشہ سنگھائیں اور بار بار روغن بنفشہ سعوط کریں / اس کے بعد یہ روغن تیار کر کے سعوط کریں :

سوسن اصغر یعنی باریک پتوں اور نازک تنے والا) گل کشنیز تازہ (اگر موسم ہو ورنہ اس کی تازہ شاخیں) ، تھوڑی مقدار میں انگور کی نرم ٹہنیاں۔ یا کلیاں ، تھوڑی مقدار ان سب کو کوٹ پیس کر مرہم کی طرح بنالیں پھر ۵،۳ گرام مرہم کے لئے تین گنا سرکہ شریک کریں اور روغن کاسنی ۱۰۰ ملی لیٹر اور روغن بنفشہ ملا کر آگ پر پکائیں۔ جب سرکہ جل کر تیل رہ جائے تو صاف کر کے ٹھنڈا کرلیں۔ اور ترید ملا کر دن میں دو یا تین دفعہ سعوط کریں۔ سعوط کی مقدار ۵،۲ گرام ہو۔ یہ دموی نوع کا عمدہ علاج ہے۔

صعود کرنے والے بخارات اگر بلغمی ہوں تو ان کی علامات یہ ہیں کہ مریض آنکھوں میں بوجھل پن محسوس کرے گا اور اس میں ریم (کیچڑ) پائی جائے گی۔ ذائقہ بگڑ کر پن پھیکا (مائیہ) ہو جائے گا اور ہر چیز میں پانی کی بو آئے گی۔ باچھیں پھٹی ہوں گی۔

اس کا جو علاج ہم بیضہ رطوبی خارجی میں لکھ چکے ہیں اس میں اس قدر تبدیلی کریں کہ خیساندہ نہ پلائیں۔ روغن مصطگی ، روغن چنبیلی ، روغن خیری وغیرہ کا سعوط کریں۔ اس علاج سے افاقہ نہ ہو تو ترنج کا پھول لے کر روغن خیری میں جوش دیں۔ پھر قدرے سعوط کریں۔ یہ اس کا عمدہ علاج ہے۔

اگر بخارات سوداوی ہوں تو علامات یہ ہیں کہ مریض دونوں آنکھوں میں خشکی اور ان کی حرکت میں سستی محسوس کرے گا۔ آنکھوں کی رگوں میں ایسا تناؤ محسوس ہوگا گویا کہ وہ پیچھے کی طرف کھنچ رہی ہیں آنسو خشک ہوں گے۔ طبقۂ قرنیہ پھیلا ہوا اور ملتحمہ سکڑا ہوا ہوگا۔

جو علاج بیضہ خارجی کے سلسلہ میں بیان ہو چکا ہے۔ اس میں اور اس میں اس قدر فرق ہے کہ خیساندہ پلانا ترک کر دیں۔ معجون افتیمون کھلائیں اور یہ روغن سعوط کریں :

دار شیشعان ۱۲ اگرام۔ بارتنگ ۷ گرام۔ برگ بادرنجبویہ ۵،۲ گرام۔ فیل گوش (اگر دستیاب ہو) ۵،۳ گرام ورنہ برگ مرزنجوش لے کر سب کو روغن بنفشہ میں پکائیں ، پھر متعدد مرتبہ سعوط کریں۔ ایک دفعہ کے سعوط کی مقدار ۵۱۲ ملی گرام یا ۲۵، اگرام پانی ہونی چاہیئے۔ یہ اس کا بہترین علاج ہے۔

اگر بخارات صفراوی ہوں تو اس کے علامات یہ ہیں کہ مریض آنکھوں میں سوزش اور جلن محسوس کرے گا۔ ملتحمہ کا رنگ زرد ہوگا۔ اس قسم کا صداع اکثر اہلِ بغداد کو لاحق ہوتا ہے یہاں تک کہ اطباء نے اس کا نام صداع البرقانی رکھدیا ہے۔

اس کا علاج بھی بیضہ خارجی ہی کی طرح کریں۔ لیکن خیسانده نہ پلائیں۔ روغن بنفشہ، آبِ بہار خُرما، لڑکی والی عورت کا دودھ کا مسلسل سعوط کریں۔ ضروری ہے کہ صداع زائل ہو جائے۔

واضح ہو کہ ہم نے بیضہ کی دونوں قسموں کے جو علامات بیان کئے ہیں "وہ صُداعِ بسیط" یعنی سادہ کے ہیں۔ اگر ایک قسم دوسری قسم سے مل کر مرکّب ہو جائے تو طبیب اپنی حذاقت سے کام لے کر شناخت کرے اور اسی کے موافق علاج کرے۔

باب (۱۷)

صداعِ وہمی

یہ درد اوپر کے، داڑھوں (ضراس) کی ٹیس سے ہوتا ہے اور مریض، تکلیف کی شدت سے یہ تمیز نہیں کر سکتا کہ کون سے داڑھ کی ٹیس اس درد کا سبب بن رہی ہے اور وہم میں پڑ جاتا ہے کہ اس کو صداع لاحق ہو گیا ہے۔

اصولی بات یہ ہے کہ داڑھوں کے اعصاب، سر کے اعصاب سے نہایت قریب ہیں۔ جب ان اعصاب میں تکلیف ہوتی ہے تو سر کے اعصاب متاثر ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں مریض کو یہ تمیز کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ یہ درد، سر میں ہے یا داڑھ میں۔

اس کا علاج ہم دانتوں کے امراض کے تحت بیان کریں گے / جب داڑھوں کی ٹیس رک جائے گی تو دردِ سر، از خود جاتا رہے گا۔

باب (۱۸)

صُداعِ جوعی

یہ درد، شدید بھوک کی حالت میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کا سبب اخلاط کا معدہ میں گرنا اور ان کے بخارات کا دماغ کی طرف صعود کرنا ہے۔

واضح رہے کہ یہ صداع ہمیشہ درد سر کی اس نوعیت میں جس میں مریض مبتلا ہوتا ہے تبدیل ہوجاتا ہے اور اسے تقویت پہنچاتا ہے، کیوں کہ ہمیشہ یا کسی وقت ایک ہی طرح کا درد سر انسان کو رہتا ہے۔ لہٰذا جس نوعیت کا دردِ سر موجود ہوتا ہے اسی کو یہ صداع ابھارتا، تقویت دیتا اور اس میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ مریض کو اس کے مزاج کے موافق غذا دیں معدہ کو ٹھنڈی غذاؤں اور ٹھنڈے پانی سے سرد بنائیں۔ پُرفضا مقامات اور مرطوب اشیاء پر آرام کرنے کا مشورہ دیں کھانے کے اوقات میں نظم و ترتیب پیدا کریں۔ یعنی وقت کی پابندی سے ایک یا دو دفعہ غذا دیں۔ اور تاکید کریں کہ جب تک پہلی غذا ہضم نہ ہو جائے دوسرے وقت کے طعام کا قصد نہ کرے اس تدبیر سے مرض دور ہوجاتا ہے اور اگر کچھ باقی رہ جائے تو حمام میں لے جائیں اور سر پر کثیر مقدار میں نیم گرم پانی ڈالیں بعد ازآں درمیانی کمرہ میں دو گھنٹے تک بٹھائیں۔ پھر اطراف جسم پر کثیر مقدار میں نیم گرم پانی بہائیں۔ اس سے بھی افاقہ نہ ہو تو اسباب و علامات پر غور و فکر کرکے

اس کے موافق دوا تجویز کریں، کیوں کہ اس بات کا امکان ہے کہ آغاز میں یہ درد بھوک کی شدت سے پیدا ہوا ہو، پھر ہوتے ہوتے صداع کی کسی اور قسم میں تبدیل ہو گیا ہو، جیسے تپ یومیہ پیدا تو کسی سبب سے ہوتا ہے لیکن بعد میں بدل کر مرکب قسم کا بخار بن جاتا ہے۔

باب (۱۹)

زکام کے اقسام

لفظ زکام کا اطلاق اس کے تمام اقسام پر ہوتا ہے۔ زکام، ان بخارات کے احتقاق (اجتماع) کو کہتے ہیں جو بطونِ دماغ اور سر کے جوف دار حصّوں سے تحلیل ہونا شروع کرتے ہیں۔ یعنی یہ رُکا ہوا مادہ بقدر اپنی مقدار کے، رطوبت، پانی یا بخارات کی شکل میں تحلیل ہوکر، علی الترتیب نتھنوں، آنکھوں اور کانوں سے خارج ہوتا ہے۔ کبھی غفلت کے باعث سینہ اور پھیپھڑے میں جمع ہو جاتا ہے اور گاہے وہاں سے بھی اُتر کر دونوں پہلوؤں تک پہنچ جاتا ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ آدمی مستقلاً زکام میں مبتلا رہے بلکہ یہ استحالہ پاکر دوسرے مہلک امراض میں بھی بدل جاتا ہے اور یہ امراض، خلط غالب کی قسم اور اس کے مجتمع مادہ کے مطابق لاحق ہوا کرتے ہیں۔ جب دماغ میں یہ مواد غیر منہضم رہ جاتا ہے تو بہ صُورت اس کے جاذب بدن ہونے میں مانع ہوتی ہے۔ جالینوس نے اعضاء میں فضلات کے باقی رہنے کا نام "بدہضمی" (تُخَمہ) رکھا ہے اس کی تین قسمیں ہیں، اور ھر قسم کی کئی شاخیں ہیں۔

پہلی قسم خارجی اسباب سے لاحق ہوتی ہے اس میں سرد ہوا سے سر کی جلد کے مسامات[1]

---

[1] اِستحصاف سر کے مسامات کا بند ہونا۔

بند ہو جاتے ہیں۔ خارجی اسباب میں برہنہ سر، سرد ہوا میں نکلنا، سرد ہوا کا نتھنوں کے ذریعہ داخل ہونا، برفیلے علاقہ میں قیام کرنا وغیرہ داخل ہیں۔ عام طور سے جو بخارات سر کے مسامات کے ذریعہ تحلیل ہوا کرتے ہیں، ان مسامات کے بند ہو جانے سے رک جاتے ہیں۔

دوسری قسم میں جب سر گرم ہو جاتا ہے تو بدن کے اخلاط اس کی طرف کھنچ آتے ہیں۔ سر، عموماً دھوپ لگنے، وزنی عمامہ باندھنے، چاندنی میں سونے یا اس میں گرم تیل ڈالنے سے گرم ہو جایا کرتا ہے۔ اور جب گرم ہو جاتا ہے تو اخلاط نہایت سہولت و سرعت کے ساتھ اس کی طرف کھنچ آتے ہیں۔ ان کے کھنچ آنے کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ سر کے اخلاط گرم ہو کر بخارات کے ذریعہ تحلیل ہو جائیں اور ان کی جگہ پورے بدن کے اخلاط کھنچ آئیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی خالی برتن کی طرف، بھرے ہوئے برتن کی شئے اضطراری طور پر کھنچ آتی ہے۔ دوسری یہ ہے کہ سر کی غیر منہضم خلط اپنی طبیعت کی قریب ترین خلط میں تبدیل ہو کر امتلاء پیدا کر دیتی ہے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ اس سے پورے بدن میں امتلاء پیدا ہو جاتا ہے خصوصیت سے یہ کیفیت سر میں بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی قسم کی ایک صورت وہ بھی جس میں صفراء کے بخارات غالب ہوتے ہیں، جس کی علامات یہ ہے کہ دونوں نتھنے شعلہ بار اور اس کے نتیجے میں پک جاتے ہیں اور بعض دفعہ تو اس کا علاج آگ سے جھلسے ہوئے عضو کی طرح کرنا پڑتا ہے۔ ساتھ ساتھ سر میں درد اور شدید پیاس لاحق ہو جاتی ہے۔ حلق کے کوّے میں مریض کڑواہٹ بھی محسوس کرتا ہے اور اس کی دونوں آنکھوں میں سوزش اور اشک بھرے رہتے ہیں۔

علاج: اگر کوئی مانع نہ ہو تو فصد کھول کر مادہ کو کم کریں۔ پھر اس مطبوخ سے طبیعت کو ہلکا کریں۔

عناب۔ آلو بخارا شیریں۔ بنفشہ۔ ترنجبین۔ اصل السوس۔ تخم خطمی مقشر سب کو پکا کر مطبوخ بنالیں اور مریض کے مزاج اور قوت برداشت کے موافق خوراک پلائیں پھر دو تین دن تک آش جو پر رکھیں۔ آش جو مریض کی غذائی عادت کا لحاظ کر کے دن بھر میں دو یا تین دفعہ دیں۔ پُشت پر سونے سے منع کریں کیوں کہ اس سے نتھنوں کا مواد سینہ کی طرف اتر جاتا ہے۔ ایسے مریض کے لئے سونے کی بہترین شکل یہ ہے کہ چہرہ کے بل سوئے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو داہنی کروٹ پر تکیہ کے سہارے سے چہرہ آگے کی طرف جھکائے ہوئے سوئے۔ ہر وقت ناک سکڑتے رہے۔ کسی حال میں سرد ہوا میں نہ نکلے اور نہ ہی سانس لے۔ کانوں کو بھی ڈھانک کر سرد ہوا

8227

لگنے سے بچائیں، کیوں کہ اس سے نضج میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ نضج کی علامت یہ ہے کہ سڑکنے سے نکلنے والا مواد بستہ، نرم اور زردی مائل یا بقول بعض مکمل زرد ہو جاتا ہے۔ اس تدبیر سے استفراغ اور تنقیہ ہو جائے گا۔

زکام کی ابتدا میں آش جو ہمراہ شیرۂ خشخاش دیں کیوں کہ اس میں مادہ کو گاڑھا اور بستہ کرنے کی صلاحیت ہے۔ جب مادہ گاڑھا اور بستہ ہو جائے تو سینہ کی طرف نہ اترے گا اور سڑکنے سے بآسانی خارج ہو جائے گا۔ اگر پکنے میں دشواری ہو جائے یا ناک سے نہ بہے تو بوٹیوں کے پانی کا بھپارہ دیں۔ یہ بھپارہ فصد و استفراغ کے بعد ہوگا۔ اس سے قبل بالکل درست نہیں کیوں کہ سر میں امتلاء ثانی واقعہ ہو جاتا ہے اور ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ جب سر کا کسی قسم کا استفراغ کریں اور بدن پُر ہو تو مادہ سر کی طرف کھنچ آئے گا۔ اور بھپارے کے بعد استفراغ سے اس کا اندیشہ نہ رہے گا۔

نسخۂ انکباب: بنفشۂ ریحانی ۲۵ گرام نخالہ ۵۰ گرام۔ جَو کوٹا ہوا غیر مقشر ۵۰ گرام برگ عنب الثعلب ۵۰ گرام۔ کشنیز خشک۔ برگ و گل آزاد درخت اگر دستیاب ہو ایک مٹھا۔ سوسن زرد کو ہی ۲۰ گرام۔ برگ بنفشہ تازہ ایک مٹھا۔ برگ اسپغول ایک مٹھا برگ بارتنگ ایک مٹھا اور اگر پھولوں کا موسم ہو تو ۲۵ گرام۔ گلاب سفید اور اگر موسم نہ ہو تو گلاب خشک۔

سب دواؤں کو ایک قمقم میں ڈال کر بند کر دیں اور پکائیں۔ جب بوٹیاں جوش کھانے لگیں تو ایک طشت میں ڈال کر بھپارہ لیں اور بخارات کو ضائع ہونے سے روکنے کے لئے سر پر کپڑا وغیرہ اوڑھ لیں اور استنشاق کریں، منہ کھُلا رکھیں۔ یہ عمل پانی ٹھنڈا ہونے تک کریں پھر نتھنے بند کر کے ایک گھڑی سو جائیں۔ بیدار ہو کر مبالغہ کے ساتھ ناک سڑکیں۔ اس وقت فضلات بسہولت خارج ہو جاتے ہیں۔ فصد و استفراغ کے بعد فضلات جاری نہ ہوں تو شکر طبرزد، مصری کا غذا اور خشک دھنیا (کہ اس میں قدرے عنبر بھی امراء و بادشاہوں کے لئے شریک کرتے ہیں۔ سب کو انگیٹھی میں ڈال کر دھونی لیں۔ اس سے راہ کھل جاتی ہے۔

زکام والے شخص کو ابتداء میں چھینک لانے سے باز رکھیں کیوں کہ ایسی حالت میں طبیعت ان بخارات کو دفع کرنے میں پوری قوت صرف کرنے پر مائل ہوتی ہے، اور راہ نہ پاکر قریب کی رگ پھٹ جاتی ہے۔ گاہے زکام میں کثرت سے چھینکیں آتی ہیں۔ اس کے دو اسباب ہیں۔ ایک یہ کہ راہ کھُلی ہوتی ہے اور طبیعت مواد کے دفع کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ زکام کا

آغاز ہوگا اور منخرین (نتھنوں) کے مجاری میں سدہ نہ ہوگا اور مرض کے عوارض بڑھے نہ ہوں گے۔ ہم نے چھینک لانے سے محض اس لئے منع کیا ہے کہ فضلات جمع ہوجاتے ہیں اور منخرین کے مجاری بند رہتے ہیں۔

زکام والا شخص سر میں تیل ڈالنے یا اس کے سونگھنے سے اجتناب کرے کیوں کہ اس سے سُدہ پڑجاتا ہے۔ہاں! جب آخری مرحلہ میں ہو تو کوئی حرج نہیں۔

سر کا، فضلات سے تنقیہ ہونے کے بعد اگر اس میں خشکی اور سوء مزاج حار پیدا ہوجائے تو معتدل مرطب روغن سنگھائیں۔سر پر دودھ ملیں، روغن بادام اور میدہ کا حلوہ لگائیں اور اگر استفراغ و تنقیہ کے بعد زکام زائل ہو جائے مگر سر ہلکا اور خالی معلوم ہو یا کان اور سر میں آوازیں سُنائی دیں تو انڈے کی زردی اور اس کی تھوڑی سی سفیدی لیکر پھینٹیں اور اس میں قدرے مرغی کی چربی بھی ملالیں۔اس کے بعد ایک پتھر کی صاف اور نئی ہانڈی میں ان کو ڈال کر پکائیں، اور ہانڈی سے اٹھنے والے بخارات مریض کو سنگھائیں۔اور اگر مریض کا مزاج متحمل ہو تو یہی آمیزہ، سفید شکر ملا کر کھلا بھی دیں۔بہ ضرورت سے زائد استفراغ کے بعد لاحق ہونے والے دوی کا آزمودہ علاج ہے۔

اس مرض کی دوسری قسم یہ ہے کہ سر کے مجتمس بخارات پر بخارات دموی غالب آجائیں، جس کی علامت یہ ہے کہ زکام کے ساتھ آنکھوں میں سُرخی اور سَدَر (بے بصری) جیسی کیفیت ہوگی نیند کا غلبہ معلوم ہوگا لیکن نیند نہ ہوگی۔ لہاۃ، عمور[2]، چہرہ اور کانوں میں دغدغہ اور کھجلی پائی جائے گی۔ ناک سے نکلنے والا مواد گلابی ہوگا۔ ذائقہ میں مٹھاس اور چکناہٹ ہوگی

علاج: آغاز میں قیفال کی فصد کھولیں اور طبیعت کو اس مطبوخ سے جو پہلی قسم کے علاج میں ہم نے بیان کیا ہے یا اس کے مماثل مطبوخ سے ہلکا کریں۔آش جو، شربت عناب اور شربت خشخاش کے ہمراہ دیں۔ غذاؤں میں اس امر کی رعایت رکھیں کہ خون میں جوش نہ پیدا ہو۔

ہم آگاہ کرتے ہیں کہ تمام امراض کے علاج میں اصول و قواعدِ علاج ملحوظ رکھیں، بالخصوص سر کے علاج میں غلطی، مریض کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے یا کوئی اور سخت ترین مرض لاحق ہوجاتا ہے کیوں کہ پورے بدن میں سر کا مقام اشرف ترین ہے اور اس کے افعال بھی دقیق اور نفیس ہیں

---

[1] سُمید اور سمیادہ، معرب ہے سنبادہ کا [2] عُمُور۔ دانتوں کے درمیان کا گوشت، مسوڑھے۔

غرض مریض کو پشت کے بل سونے سے منع کریں۔ جب مادہ پک کر بستہ اور نرم ہو جائے تو مسلسل ناک سڑکتے رہنے کا امر کریں۔ اور اگر نتھنے بند ہوں تو ان کے کھولنے کے لئے وہ بھپارہ دیں جس کا اُوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اگر مریض کا مزاج حرارت سے نہیں بدلا ہے اور بخار بھی نہیں ہے تو ان بوٹیوں میں بابونہ اور ناخونہ کے اضافہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں کیوں کہ ان دونوں میں اعضاء کے اندر رُکے ہوئے مادہ کے تحلیل کی خاص قوت ہے لیکن ان کا استعمال بخار کی موجودگی اور مزاج کی گرمی میں ممنوع ہے، گو جالینوس شدید سرد ملکوں میں، مزاج میں گرمی کے باوجود، اس کے استعمال کا امر کرتا ہے۔

اس قسم کے مرض میں سدہ کھولنے والی جو دوائیں ہم بیان کر چکے ہیں اس میں سندروس[۱] اور اضافہ کریں، بشرطیکہ اس سے تغیر مزاج اور سر میں درد کا اندیشہ نہ ہو۔ ایک مرتبہ کے استفراغ کے بعد بھی فضلات کی قوت باقی رہ جائے تو دوبارہ سہ بارہ استفراغ کرائیں۔ بعد ازآں سر کا استفراغ اس تدبیر سے کریں جو سوء مزاج حار میں بیان کی گئی ہے، یا پہلی قسم کے مرض میں طنین اور دوی کا جو علاج بیان کیا گیا ہے وہ اختیار کریں۔

اس مرض کی تیسری قسم یہ ہے کہ رُکے ہوئے بخارات پر بلغمی بخارات غالب آجاتے ہیں۔ اس قسم کا علاج بشرطیکہ وہ مرکب نہ ہوا ہو نہایت آسان ہے۔

علامات: حواس پراگندہ ہوں گے۔ سر بھاری ہوگا۔ گفتگو متغیر ہوگی۔ منہ میں پانی ہوگا۔ کھانے پینے کی اشیاء بے ذائقہ معلوم ہوں گی۔ مریض نیند میں زبان کترے گا۔

علاج: ابتداء میں فصد نہ کھولیں بلکہ اس نسخہ سے طبیعت کو ہلکا کریں:
اصل السوس کوفتہ ۱۷،۵ گرام۔ ترنجبین ۱۰۵ گرام۔ آلو بخارا شیریں ۲۰ عدد۔ عناب جرجانی ۳۰ عدد۔ انجیر سیاہ ۲۰ عدد۔ قند سنجری ۷۰ گرام۔ گلقند ۷۰ گرام بنفشہ ۵۲،۵ گرام۔

سب دواؤں کو پکا کر صاف کر لیں اور ایک خوراک لے کر اس میں ۲۴،۵ گرام مغز خیار شنبر ملائیں اور دوبارہ صاف کر کے پلائیں۔ گوشت بالخصوص فربہ گوشت سے پرہیز کرائیں۔ سبوس گندم اور نشاستہ کا حریرہ دیں۔ پانی کے بجائے شیرۂ خشخاش پلائیں۔ مریض کا مزاج متحمل ہو تو شہد کی سادہ شراب دیں۔ اس تدبیر پر پابندی سے عمل کریں، اور مسلسل ناک صاف کرتے رہنے

---

۱ ایک دوا جو کہربا کے مشابہ ہے۔

کو کہیں۔ سونے میں اس خاص وضع کو اختیار کریں جس کا ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد اگر منخرین سے مادہ جاری ہو جائے تو بہتر، ورنہ مطبوخ کا اعادہ کریں اور ذیل کی بوٹیوں کا بپارہ دیں :

بابونہ۔ ناخونہ۔ درمنہ۔ قیصوم۔ بنفشہ، برگ سینبر ہر ایک، ۲۵ گرام سبوس گندم۔ ۵ گرام نمک ۲۵ گرام۔ اصل السوس کوفتہ۔ جو کوفتہ۔

ان سب ادویات کو پکا کر حسب دستور بپارہ دیں۔ اگر سدہ سخت ہو تو قمقم کے منہ پر قمع رکھ کر قمع کے سوراخ سے بخارات کا استنشاق کرائیں۔ اگر سدہ کے اخراج میں خشکی مانع ہو تو سندروس۔ شرخ شکر مصری کا غذ اور خراق[1] (صبغ ارمنہ کے نام سے مشہور ایک سرخ کپڑا جو اصفہان سے آتا ہے) کشنیز خشک۔ اگر۔ ان سب دواؤں کو ہم وزن یا مختلف الوزن لیکر آگ پر ڈالیں اور دھونی لیں۔ اس سے سدہ کھل جاتا ہے۔ اور مادہ بھی جاری ہو جاتا ہے۔ مادہ پکنے کے بعد بستہ سفید اور گاڑھا ہو جاتا ہے۔ اس وقت مریض کو مسلسل ناک سنکتے رہنے کا امر کریں اور بپارہ کا پانی سر پر سے نطول کریں۔ اس علاج کے دوران اگر مزاج گرم ہو جائے اور موانعات نہ ہوں تو فصد کھولیں کیوں کہ جب بدن کا مزاج گرم ہو جاتا ہے تو دماغ کا مزاج گرم ہو جاتا ہے اور بدن کے فضلات سر کی طرف کھنچ آتے ہیں۔

سر کا تنقیہ ہو جانے کے بعد سر میں ہلکا پن اور آوازیں محسوس ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں سر پر ایسے حلوے لگائیں جو نشاستہ، خشخاش اور روغن بادام میں چرب کر کے بنائے گئے ہوں۔ اور اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو روغن سوسن سنگھائیں۔ گوشت والی غذا کے ساتھ تھوڑی شراب پلائیں۔ بالعموم زکام کے بعد دوی اور طنین لاحق ہو جاتا ہے۔ گوشت کی غذاؤں کے بعد عمدہ غذائیں کھلانے سے یہ بات جاتی رہتی ہے۔

اس مرض کی چوتھی قسم یہ ہے کہ سر میں رُکنے والے بخارات سوداوی ہوتے ہیں۔ زکام کی یہ قسم نادر اور قلیل الوقوع ہے اور ان شہروں میں پائی جاتی ہے، جہاں گائے کا گوشت وغیرہ کھایا جاتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ آنکھوں میں خشکی، سر میں درد اور بوجھ ہوگا ذائقہ جلی ہوئی شئے کے ذائقہ کی طرح ہو جائے گا۔ ناک میں دھوئیں جیسی اور بساندھ بو محسوس ہوگی۔

علاج : خشخاش کے ساتھ پکایا ہوا آش جو پلائیں۔ نشاستہ وغیرہ سے تیار کردہ حریرہ

---

[1] خراق۔ اُون کا گودڑ یا پرانے کپڑے۔
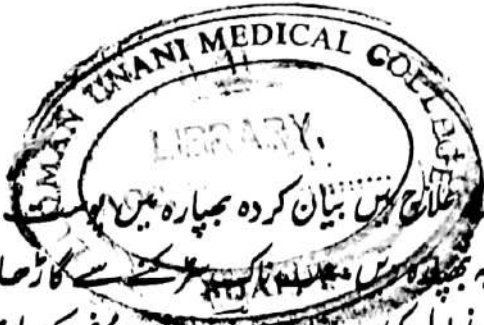
دیں۔جب نتھنوں سے پانی ٹپکنے لگے تو تیسری قسم کے علاج میں بیان کردہ بھپارہ میں پوست خشخاش اور برگ خبازی شریک کرکے / متعدد مرتبہ بھپارہ کرائیں [illegible] سے گاڑھا مواد خارج ہونے لگے تو بھپارہ کا پانی کئی مرتبہ سر پر نطول کریں۔غذا میں اسفید باج جو مرغی کے ساتھ تیار کئے گئے ہوں، دیں ضعف لاحق نہ ہو۔سوداوی بخارات جب دماغ میں پہنچ جاتے ہیں تو مریض کی قوت ٹوٹ جایا کرتی ہے اور اس کے افکار بھی سوداوی ہو جاتے ہیں۔

اگر سدہ کلاں ہونے کی وجہ سے علاج دشوار ہو جائے تو شکر، میعہ اور سندروس سے علاج کریں۔اور ان بوٹیوں کے پانی کا بھپارہ دیں جو تیسری نوع میں بیان کئے گئے ہیں۔تنقیہ ہو جانے کے بعد سر میں اور نتھنوں میں خشکی ہو جاتی ہے۔اس وقت مرطب غذائیں جیسے بکری کے بچہ اور فربہ چوزوں کا گوشت، آرد جو اور روغن بادام کی ثرید پلائیں۔یہ غذائیں عمدہ طریقہ سے سر کی ترطیب کرتی ہیں۔نیز ایسے حلوے جو میدہ اور خشخاش سے بنائے گئے ہوں اُن پر تودری کو فتہ اور بوزیدان ڈال کر دیں۔ ہر روز ایک دفعہ حمام میں لے جائیں، اور درمیانی کمرہ میں ایک ساعت بٹھائیں۔حمام سے نکلنے کے بعد روغن بنفشہ سنگھائیں، اور ایک گھڑی کے بعد گوشت کا شوربہ پلائیں۔جماع سے اس وقت تک پرہیز کرائیں جب تک کہ قوت بحال نہ ہو جائے۔

باب (۲۰)

دُوار (چکر)

دُوار کے متعلق کچھ بیان کرنے سے قبل ہم تم کو سکتہ، سَدَر، صَرع، کابوس، غموض، دوار، فالج اور لقوہ کا فرق بتائیں گے کیوں کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے بہت مشابہ ہیں۔ نیز مالیخولیا، قطرب اور ناگہانی موت (جو دم گھٹنے سے واقع ہو) کو بھی بیان کر کے ان کا باہمی فرق ظاہر کریں گے۔

واضح ہو کہ سر کی طرف چڑھنے والا مواد تین جنس کا ہوتا ہے۔ باردؔ غلیظ۔ حارؔ لذاع وغیر لذاع، ریاحیؔ غلیظ یا حار۔ دماغ میں ان تینوں قسم کے مواد کے مقامات بھی تین ہیں:

۱۔ بطونِ دماغ

۲۔ غشاء خارج کے وہ حصے جو سر کے خالی حصوں اور دماغ کے اطراف میں واقع ہیں۔

۳۔ غشاء کا نچلا حصہ جو کھوپڑی کی اندرونی سطح میں ہوتا ہے۔

جس طرح مذکورہ مادوں میں سے ہر مادہ کا ایک مخصوص مرض ہے، اسی طرح ان مقامات کی نسبت سے مرض بھی مختلف ہوا کرتا ہے۔

مواد کے دماغ کی طرف چڑھنے کے بھی تین راستے ہیں:

۱۔ معدہ سے بطریق اوسع۔

۲۔ قلب اور تمام بدن کے شرائین سے۔

۲. عمق بدن اور بعید مقامات سے۔ یعنی جگر سے براہِ ورید، اور عروق سے براہِ شعب، خصوصًا ان عروق سے جو اجوف مستبطن مُصلّب" کہلاتی ہیں۔

بارد مواد اگر سر کی طرف چڑھ کر بطونِ دماغ میں رُک جائے تو روحِ نفسانی کی گردش بالاستیعاب رک جاتی ہے۔ ایسی صورت میں سکتہ، صرع، سرسام بارد لاحق ہو جاتے ہیں۔

اور اگر یہ مواد حار ہو تو سرسام حار اور مہلک صداع عارض ہو جاتا ہے۔

اور اگر یہ مواد ریاحی غلیظ اور بارد ہوتا ہے تو ایک طرح کا دوار، وسواس، حواس کا بطلان اور قلق جیسے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن سکتہ، ریاح غلیظ سے پیدا نہیں ہوتا، جیسا کہ متقدمین میں سے بعض کا خیال ہے۔

اور اگر ریاحی اخلاط شدید حار ہوتے ہیں تو دوار، وسواس، صرع، جنون جیسے امراض کا جوہر، دماغ کے مخصوص مقام اور اس کے فساد کے لحاظ سے رونما ہوتا ہے۔ اس کی مثال میں ہم کہتے ہیں کہ جب کبھی فساد اس جزو میں ہوتا ہے جو تخیل کا محل ہے تو اس سے تخیل میں ضرر و نقص کا پیدا ہونا لازمی ہوتا ہے۔ اور اگر فساد فکر کے جزو میں واقع ہوا ہے تو قوت فکریہ میں خلل پڑ جاتا ہے۔ یا اگر اس جزو میں ہوا ہے جو یادداشت اور قوتِ حافظہ کا محل ہے تو یہ قوت متاثر ہو جاتی ہے۔

اس سے ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اشیاء کی تمیز یعنی زید و عمر میں فرق قوتِ متخیلہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جب تخیل کے افعال، بدن کی سیاست سے بگڑ جاتے اور فاسد ہو جاتے ہیں تو گو کہ یادداشت صحیح، قوت حفظ سلامت اور گذری ہوئی چیزیں بھی یاد ہوں لیکن زید و عمر میں تفریق کی قوت نہ ہوگی۔

گاہے ان قوتوں میں مکمل طور سے بطلان پیدا ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں زید و عمر میں فرق کرنا، کسی چیز کا یاد آنا اور اس کا حافظہ میں محفوظ ہونا سب باطل ہو جاتے ہیں اور مریض کی حالت بہائم جیسی ہو جاتی ہے۔

یہ بطون دماغ میں رُکنے والے مواد کا تفصیلی بیان تھا۔ اب ہم ان فضلات جو سر اور دماغ کے خالی حصوں میں اکٹھا ہوتے ہیں، بیان کرتے ہیں۔

جمع ہونے والی خلط اگر بارد ہوتی ہے تو صداع بارد، شقیقہ بارد، تکدرِ حواس کا بوس، فالج اور لقوہ جیسے امراض پیدا ہوں گے۔ (یہی مواد اگر بطونِ دماغ میں محبوس ہو جائے تو عضو شل

ہو کر لقوہ اور فالج لاحق ہو جاتا ہے۔)

اور اگر خالی جگہوں میں اکٹھا ہونے والا مواد حار ہوتا ہے تو صداع حار، شقیقہ حار ہذیان۔ آنکھوں اور کانوں کی تکلیف، سدر، بے خوابی وغیرہ پیدا ہوں گے۔

اور اگر مواد ریاحی ہو تو طنین، دوی، صداع مفرط، قلق، سہر وغیرہ لاحق ہوں گے۔

وہ تمام مواد جو بطون دماغ میں محبوس ہوتے ہیں، آدمی پر ایسے ہی اثر انداز ہوتے ہیں جیسے کہ سر کے خالی مقامات میں محبوس ہونے والا مواد ہوتا ہے، بلکہ ان کا اثر اس کی بہ نسبت قوی ہوتا ہے چنانچہ مواضع خالی میں رکنے والا یہی مواد اگر بطون دماغ میں رک جائے تو (مقام کے فرق کی وجہ سے) ویسا اثر انداز نہیں ہوتا۔

مذکورہ خلطوں میں سے کوئی ایک خلط یا ریاح، جب کھوپڑی کے نچلے پردہ میں ہوتی ہے تو اس سے صداع بیضہ اور سہر لاحق ہو جاتا ہے۔ اور اگر پردہ بھی المناک ہو جائے تو جنون رونما ہوتا ہے۔

دماغ کی جانب صعود کرنے والے اخلاط اور بخارات کے تفصیلی بیان کے بعد اب ہم دوار کے بیان کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

اخلاط باردہ سے پیدا ہونے والے دوار کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو صرف دماغ کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرا وہ ہے جس میں معدہ یا دوسرے اعضاء بھی شریک ہوں۔

جب اخلاط دماغ میں اکٹھا ہوتے ہیں تو افعال نفس (یعنی روح نفسانی) پر اپنی قلت اور کثرت کے مطابق اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگر ان کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے اور اس کے بعض اجزاء دماغ میں آتے ہیں تو روح نفسانی کی طبعی گردش میں رکاوٹ پیدا کرنے لگتے ہیں۔ اس رکاوٹ سے حرکت دوری (چکر) رونما ہوتی ہے کیوں کہ ہوا، پانی اور ریاح کو ان کے طبعی اقتضاء کے موافق اگر خط مستقیم میں چلنے سے روک دیا جائے تو وہ پلٹ کر چکر کھانے لگتے ہیں۔ اسی طرح جب روح نفسانی کی حرکت دماغ کے کسی جزو میں رک جاتی ہے تو یہ روح پلٹا کھاتی ہے اور اس طرح دوار پیدا ہو جاتا ہے۔

سر کی طرف چڑھنے والے بخارات اگر ریاحی بارد ہیں تو ان کا فعل اخلاط بارد کی طرح ہوگا۔ اور اگر ریاحی حار ہیں تو ان میں اور روح نفسانی میں تصادم ہوگا اور جس طرح دو ہواؤں کے ٹکرانے سے بگولہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح اخلاط حار ریاحی اور حرکت نفس کے ٹکراؤ سے دوار پیدا ہوتا ہے۔

ایسا چکر/ جو اخلاط بارد سے پیدا ہوتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ سر میں ثقل، درد اور تناؤ
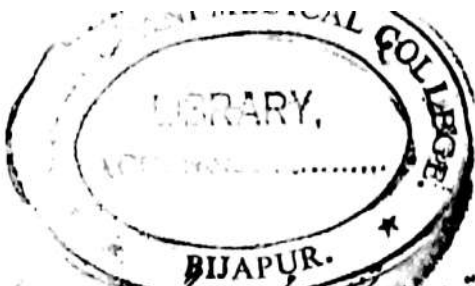
ہوگا۔ اور جب سر کو اشیاء مسخنہ سے گرم کیا جائے تو اس میں تخفیف محسوس ہوگی۔

اور اگر اخلاطِ حار چکر کا باعث ہوئے ہوں تو چکر زیادہ دیر تک نہ رہے گا چکر کے آغاز ہی میں اشک رواں ہوں گے اور چکر میں اس وقت کمی ہوگی جب سر کو اشیاء بارد مسکنہ (جیسے عرقِ گلاب وغیرہ) سے ٹھنڈا کیا جائے۔

اور اگر چکر اخلاط بارد ریاحی سے ہے تو اس کے علامات وہی ہیں جو اخلاطِ باردہ کے تحت بیان میں آچکے ہیں۔

اور اگر خلط حار ریاحی ہو تو وہ ساری علامتیں پائی جائیں گی جو اخلاطِ حار میں بیان کی گئی ہیں۔ البتہ چکر میں شدت ہوگی۔ درد، پیاس اور ناک میں خشکی مستقل طور سے پائی جائے گی۔ نیز چکر کے دورہ کے وقت سر اور سینہ، پسینہ آلود ہوں گے گو کہ اس کا وقفہ مختصر ہی کیوں نہ ہو۔

بارد اخلاط کے غلبہ سے پیدا ہونے والے چکر کا علاج یہ ہے کہ اس میں اصولِ علاج کو ملحوظ رکھکر، پہلے سر کی تسخین کریں۔ پھر کئی دفعہ معتدل حقنہ دیں، جو زیادہ سرد یا زیادہ گرم نہیں ہونا چاہیئے۔ مشک اور گرم خوشبویات جیسے مرزنجوش، سوسن، سینبر وغیرہ سنگھائیں دیگر دوائیں جیسے کلونجی، فرفیون، جند بیدستر، عاقرقرحا اور مویزہ کو شہد میں ملا کر دیں۔ ایک وقت کے حقنہ پر اکتفاء نہ کریں بلکہ کئی دفعہ دیں تاکہ سر میں رُکے ہوئے بارد فضلات کھنچ کر آجائیں۔ اور ممکن ہو تو غرارہ کرائیں۔ اس علاج سے اگر کامیابی نہ ہو تو بدن کا تنقیہ کریں بشرطیکہ اس بات کا اطمینان ہو کہ بدن کا امتلاء سر کی طرف منتقل نہ ہوگا۔ تنقیہ بدن کے لئے وہ حب ایارج استعمال کرائیں جو ہماری قرابادین میں مذکور ہے۔ پھر وہ دوا سعوط کریں جو دوا ر بارد میں درج کی گئی ہے یا یہ سعوط تیار کریں:

روغن قسط۔ روغن سنبل ہر ایک ۲۵ر اگرام۔ ان روغنوں میں ۱۲۸ ملی گرام جند بیدستر اور مشک ملائیں۔ اس سعوط میں جند بیدستر اور مشک کو تدریجاً بڑھاتے جائیں۔ یہاں تک کہ ان کی مقدار ۲۵۰ ملی گرام تک پہنچ جائے۔ یہ علاج اگر کامیاب ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ ان ادویہ کو بطور عطوس استعمال کرائیں:

کندس۔ زعفران۔ صبر۔ مُر۔ سب کو ملا کر یا علحٰدہ علحٰدہ بطور عطوس دیں۔ اس سے بھی مرض زائل نہ ہو تو ان بوٹیوں کے پانی کا بھپارہ دیں:

بابونہ۔ ناخونہ۔ شیح۔ قیصوم۔ ان میں سے ہر ایک کی مقدار ۳۰ گرام۔ قدرے ایلوا اور مُرمکی ایک ۳۰ گرام بڑا کف۔ سبوس گندم۔ جوزبوا (نمکوب) تمام دواؤں کو قمقم میں ڈال کر اور اس کا

منہ بند کر کے پکائیں۔ جب جوش کھانے لگیں تو قمع کے ذریعہ یا طشت میں ڈال کر بھپارہ دیں۔ اس تدبیر سے بھی مرض زائل نہ ہو تو چار فتیلے (بتیاں) بنائیں اور ذیل کی دوا میں لیتھیڑ کر دو ناک میں اور دو کان میں رکھیں۔

دوار فتیلہ:- روغن بلسان خالص ۲۱۲ ملی گرام (ایک دانق فضی) روغن سوسن اور روغن چنبیلی ہر ایک ۳۱۵ گرام ان سب کو روغن بلسان میں اچھی طرح ملائیں۔ بعدازاں مشک ۱۲۵ ملی گرام، جندبیدستر ۱۲۵ ملی گرام۔ ایلوا ۱۲۵ ملی گرام پیس کر شریک کر اور فتیلہ اس میں لیتھیڑ کر حسب طریقہ بالا استعمال کریں۔ ان فتیلوں سے ایسا سرد دوار جو خلط بارد سے لاحق ہوتا ہے، زائل ہو جاتا ہے۔

متقدمین میں سے بعض نے اس کا علاج یافوخ (اُوپر کی تالو) کو داغ دینا تبلایا ہے۔ لیکن ہم اس کا مشورہ نہیں دیتے کہ یہ خطرناک ہے اور اس سے دماغ کے پردہ میں تشنج یا شدید جنون وہلاکت کا اندیشہ ہے۔

دوار کی یہ قسم گاہے اخلاط کے معدہ یا شرائین سے صعود کے سبب پیدا ہو جاتی ہے " دوار شرکی بمعدہ"، وغیرہ کا بیان آگے آتا ہے۔

غرض زیر بحث قسم کے علاج میں سر پر وہ ضماد لگائیں جو بطون دماغ میں خلط بارد کے محبوس ہونے پر لگایا جاتا ہے یا یہ ضماد تیار کریں۔

درمنہ۔ قیصوم۔ بابونہ۔ ناخونہ۔ سب ہم وزن۔ بادآورد ۲ حصہ۔ صبر۔ مُر ہر ایک دو حصہ سب کو اچھی طرح کوٹ کر ریشم کے کپڑے سے چھان لیں۔ پھر روغن خیری کی قیروطی بنا کر یہ چھلنی کی ہوئی دوائیں اس میں ملالیں اور آگ پر رکھ کر مرہم بنائیں۔ اس مرہم کو ایک مہین کپڑے پر پھیلا کر سر پر رکھیں اور عمامہ باندھ دیں۔ سر پر رکھنے سے پہلے مرہم لگے کپڑے کو آگ پر قدرے گرم کرلیں۔ یہ ضماد ایک دن اور ایک رات لگائے رکھیں۔

دیگر:- موم میں بکری کی چربی، بط کی چربی وغیرہ ملا کر قیروطی بنائیں اور حسب تدبیر مذکورہ استعمال کریں۔

ایسا دوار جو اخلاط حار کے بطون دماغ میں محبوس ہونے سے پیدا ہوتا ہے اس کی علامات ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہاں علاج بیان کرتے ہیں۔

مریض کی قوت اور اصول علاج کو ملحوظ رکھ کر قیفال کی فصد کھولیں۔ فصد کے بعد طبیعت کو

ہلکا کرنے کے لئے کچھ دنوں تک یہ مطبوخ پلائیں:

ہلیلہ سیاہ۔ ہلیلہ زرد۔ ہلیلہ کابلی۔ ہر ایک ۵،۵۲ گرام۔ افسنتین، قنطوریون حشیش الغافث ہر ایک ۱۴ گرام۔ تمر ہندی (منقیٰ) ۷۰ گرام۔ ترنجبین ۷۰ گرام آلو بخارا ۳۰ عدد۔ عناب ۳۰ عدد۔ پرسیاؤ شان ۵،۵۲ گرام۔ اصل السوس کوفتہ ۱۴ گرام ان سب کا مطبوخ تیار کریں اور اس کی ایک خوراک لیکر غاریقون ۲،۶۳ گرام۔ تربد ۵،۳ گرام اور (۵۰۷) ملی گرام) سقمونیا بریاں (پیس کر اور گلاب میں گوندھ کر) ملائیں کچھ دن پرہیز کے بعد یہ خوراک دیں، جو دو یا تین بھی ہوسکتے ہیں۔ اس قسم کے دوار میں حقنہ کچھ مُفید نہیں کیوں کہ اخلاط اسفل کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ اس غرض کے لئے مذکورہ سہل ہی کافی ہے۔ اسی سے اخلاط پک کر لطیف ہو جاتے ہیں اور پُورے بدن کا استفراغ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا حقنہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

اگر اوپر بیان کردہ علاج کارگر ہو اور درد زائل ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ یہ عطوس دیں۔ تخم گلاب پیس کر فتیلہ بنائیں اور آہستگی سے نتھنوں میں رکھیں۔ یہ بھی فائدہ نہ دے تو اس سعوط کو تیار کریں۔ روغن خیری ایک حصّہ۔ لڑکی والی عورت کا دودھ دو حصّہ عصارۂ خطمی تازہ ایک حصّہ۔ سب کو ایک شیشی میں ڈال کر ہلائیں پھر ۵،۳ گرام سعوط کریں۔ اگر ایک وقت کے سعوط سے فائدہ نہ ہو تو دو تین دفعہ سعوط کریں۔ اس سے بھی مرض دور نہ ہو تو ذیل کے پانی کا بھپارہ دیں:

جو (مکوب) ۵۰ گرام۔ سبوس گندم ۵۰ گرام۔ خطمی ۵۰ گرام۔ بنفشہ ۵۰ گرام ان کو قمقم میں ڈال کر حسبِ دستور بھپارہ دیں۔ نیز بھپارہ کا پانی کئی مرتبہ سر پر ڈالیں۔ لطیف غذائیں دیں۔ آش جو پابندی سے پلائیں۔ مزاج متغیر ہو تو پہلے اس کو سکون میں لائیں۔ اس قسم کے صداع میں وہ ضماد بھی مُفید ہے جو صداع حار میں بیان کیا گیا ہے یا یہ ضماد لگائیں خطمی سفید، حصّہ۔ آردِ جو، ایک حصّہ۔ آرد باقلیٰ، ایک حصّہ۔ اسپغول، ایک حصّہ سب کو سرکہ اور روغن گل میں ملاکر مرہم جیسا بنالیں اور سر پر لیپ کریں۔ ابن ستیار، فصد اور طبیعت کو ہلکا کرنے کے بعد یہ ضماد مسلسل لیپ کیا کرتا تھا حتیٰ کہ درد زائل ہو جاتا تھا اس کے طریقۂ علاج میں عطوسات اور طلا، (روغنیات کے) شامل نہ تھے البتہ انکباب (بھپارہ) شامل تھا۔ اس نوع کے دوار اور صداع حار میں، میں نے اس سے عمدہ ضماد نہیں دیکھا۔

بطونِ دماغ میں رُکی ہوئی خلط اگر ریاحی بارد ہے تو اس کا علاج اخلاطِ باردہ کے علاج کی طرح کریں۔ البتہ تحلیلِ ریاح کے لئے بوٹیوں کے بھپارہ کا اضافہ کریں۔ نیز اگر مریض کا مزاج گرم نہ ہو تو زوفا، بابس۔ سعتر۔ کمون۔ کندر کو لعابِ دہن کے ساتھ صرف چبلانے کا امر کریں۔ اگر چبانے

میں کچھ دوا حلق سے اتر جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس قسم کے دوار کا مریض ناک میں کھجلی اور آنکھوں میں حرکت محسوس کرے گا خصوصاً اس وقت جب یہ ریاحی اخلاط گرم ہو جائیں۔ جب کھجلی محسوس ہو تو طبیب کو چاہیئے کہ مریض کو حمام میں لے جائے اور اس نوع کے مرض میں مذکور بوٹیوں کا پانی سر پر ڈالے۔ ہاں! جب صداع شدید ہو تو یہ تدبیر روبہ عمل نہ لائیں۔

بطونِ دماغ میں اخلاط ریاحی حار کے محبوس ہونے کی علامات وضاحت سے بیان ہو چکی ہیں۔ یہاں علاج کا ذکر کیا جاتا ہے۔

قیفال کی فصد کھولیں۔ بشرطیکہ مریض میں قوتِ برداشت ہو اور قانون بھی اس کی اجازت دے۔ پھر طبیعت کو اس مطبوخ سے ہلکا کریں :

پوست ہلیلہ زرد، ۵۔۱۰ گرام۔ تمر ہندی، (منقیٰ) ۵۔۱۰ گرام۔ افسنتین ۵،۴۲ گرام تخم رازیانہ، زوفا خشک۔ سعتر فارسی ہر ایک ۵،۷ گرام۔ آلو بخارا، عناب ہر ایک ۳۰ عدد۔ مویز منقیٰ (طائفی) ۷۰ گرام۔

سب کو مطبوخ کی طرح پکالیں۔ پھر اس کی ایک خوراک میں ترید ۵،۷ گرام اور سقمونیا مشوی ۵۱۲ ملی گرام ملا کر نیم گرم پلائیں۔ اگر اس سے بھی نفع نہ ہو تو پھر وہ علاج کریں جو ایسے دوار میں جو بطونِ دماغ میں اخلاطِ حارہ کے محبوس ہونے پر کیا جاتا ہے۔ نیز غذا بھی وہی رکھیں آش جو پلائیں۔

اگر دوار، سر کے خالی مقامات میں اکٹھا ہونے والے اخلاط باردہ یا حارہ یا ریاحی حارہ یا ریاحی بارد سے لاحق ہوا ہو تو اسی علاج کو اختیار کریں، جو بطونِ دماغ میں محبوس ہونے کی صورت میں ہم نے بیان کیا ہے۔ البتہ یہ بطونِ دماغ کے مقابلہ میں جلد زائل ہونے والا اور کم خطرناک ہے۔

اب ہم دماغ میں فضلات کے اجتماع سے پیدا ہونے والے دوار کے بیان کو ختم کر کے اس دوار کو بیان کرتے ہیں جو معدہ کی مشارکت سے لاحق ہوتا ہے۔

ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ مشارکت دو قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) اعصاب و فضلات دونوں جس میں شریک ہوں یا (۲) صرف فضلات شریک ہوں۔

اگر معدہ میں جمع شدہ اخلاط بارد ہوں اور یہاں سے سر کی طرف صعود کر رہے ہوں تو اس کی علامت وہی ہے جو اخلاط باردہ کے بطونِ دماغ میں ٹھہرنے کی صورت میں ہوتی ہے۔ نیز غثیان، قلت ہضم، بلا اختیار و بے ترتیب ڈکاریں اور دائمی درد سر بھی پایا جائے گا۔

اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے ایارجات جیسے ایارج فیقرا وغیرہ سے معدہ کا تنقیہ کریں۔ ایارجات
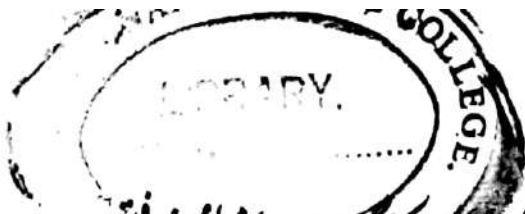
دینے سے قبل طبیعت کو اس حقنہ سے ہلکا کریں جو دوار بارد میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر مطبوخ افتیمون پلائیں۔ ایارج کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ دوپہر میں کھانا کھلادیں۔ اور سوتے وقت ایارج ۵ء۱۰ گرام دیں۔ درمیان میں کچھ نہ کھلائیں معدہ پر یہ ضماد لگائیں :

صبر ایک حصّہ۔ مُر، دو حصّے۔ سنبل الطیب نصف حصّہ۔ مصطگی نصف حصّہ۔ گلاب دو حصّے سب کو کھرل کر کے روغن سنبل یا روغن قسط یا روغن مصطگی کی قیروطی میں ملالیں۔ ان قیروطیوں کی تیاری وغیرہ کو ہم نے قرابادین میں بیان کیا ہے، وہاں دیکھ لیں۔ یہ قیروطی ایک کپڑے میں لگا کر پیٹ پر چپکا دیں۔ البتہ فم معدہ کا حصّہ چھوڑ دیں، کیوں کہ فضلات اسی واسطہ سے سر کی طرف چڑھتے ہیں۔ اگر جمع شدہ اخلاط مزمن اور حاد ہوں تو ملین حقنوں سے طبیعت کو ہلکا کریں۔ معدہ کو ترشی سے خالی کرنے کے لئے آش جو ہمراہ سکنجبین، گرم پانی اور سرمق[1] پلا کر قے کرائیں ایسے دوار میں جو کسی بھی نوع کی خلط اور معدہ کی مشارکت سے لاحق ہو، قے کرانا بشرطیکہ اس سے طبیعت پر دباؤ اور ضیقِ نفس نہ ہو عمدہ علاج ہے۔ اس سے فم معدہ کو تقویت ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں قے کرانے سے ہی شافی علاج ہو جاتا ہے۔

معدہ سے سر کی طرف چڑھنے والے بخارات اگر حار صفراوی ہوں تو سادہ مطبوخ سے طبیعت کو ہلکا کریں۔ سادہ مطبوخ کا نسخہ ہماری قرابادین میں معدہ کے اخلاطِ صفراوی کے تحت درج ہے۔ مریض کو آش جو ہمراہ سکنجبین پلائیں کہ اس سے اخلاط گرم ہو کر لطیف و رقیق بن جاتے اور بآسانی تحلیل ہو جاتے ہیں۔

اگر معدہ میں جمع شدہ اخلاط ریاحی بارد ہوں تو اس کے علامات کو ہم اخلاطِ بارد اور اخلاطِ ریاحی بارد جو بطونِ دماغ میں اکٹھا ہوتے ہیں کے تحت بیان کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ غثیان، ابکائی اور بغیر قے کے طبیعت کا مالش کرنا بھی شامل ہیں۔

ایسے تمام مقامات جہاں طبیب اُبکائی کی قوت کا تذکرہ کرے تو اس سے اس کی مراد قوت مدافعت ہوتی ہے۔ یعنی طبیعت معدہ سے مادہ کو نکال پھینکنا چاہتی ہے لیکن کوئی شئے خارج نہیں ہوتی۔ اور جہاں کہیں قذف (قئے) کہتا ہے تو اس سے اس کی مراد معدہ سے مادہ کا خارج ہونا ہے اور اس خروج کے لئے معدہ میں تناؤ پیدا ہوتا ہے۔

---

[1] اسفناخ رومی، تجھوا یا کمروہن

غرض اس قسم کے دوار کا علاج ، اخلاطِ باردہ کے علاج ہی کی طرح ہے۔ اس کے علاوہ اگر مریض متحمل ہو تو نبیذ میں کمون اور سعتر جوش دے کر پلائیں۔

معدہ میں جمع شدہ اخلاط اگر ریاحی حار ہوں تو اس کی بھی وہی علامات ہیں جو اس قسم کے اخلاط کے بطونِ دماغ میں محبوس ہونے کے باب میں بیان کی گئی ہیں۔ مزید برآں ، معدہ میں چبھن اور ناف میں درد ہوگا۔ ریح ، ڈکار کے ذریعہ یا کسی اور ذریعہ سے خارج ہوگی۔

اس کا علاج یہ ہے کہ سادہ مطبوخ سے معدہ کا تنقیہ کریں۔ آش جو پلائیں۔

معدہ اور سارے بدن سے ان اخلاط کے چڑھنے اور صعود کرنے کی کیفیت یہ ہے کہ اخلاطِ باردہ جب گرم ہوتے ہیں تو اُوپر اٹھتے ہیں (جیسے پانی جب گرم کیا جاتا ہے تو اوپر اٹھتا ہے) اور سر میں پہنچ کر غلیظ (گاڑھا) ہو کر اپنی طبیعت کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ گاہے غذا کے ذریعہ سے خون میں مخلوط ہو کر بھی فضلات صعود کرتے ہیں۔ فاسد غذا ، بدن کے تغذیہ میں صرف نہیں ہوتی یعنی عضو کے لئے یہ ممکن نہیں رہتا کہ وہ اپنے جوہر کے مشابہ ہو جائے۔ ایسی صورت میں فضلات حاصل ہوتے ہیں۔

فضلات کے چڑھنے کی ایک اور صورت بھی ہے وہ یہ کہ مریض کا سر اور اس کے اکثر اعضاء گرم ہو جائیں ، اور فضلات وہاں کھینچ آئیں۔ کیوں کہ سر گرم ہو کر مقامی اخلاط سے خالی ہو جاتا ہے تو بدن کے اخلاط اضطراری طور پر اُدھر چڑھ آتے ہیں۔

اخلاطِ حار ریاحی ، طبعًا اُوپر کی طرف چڑھنے والے ہوتے ہیں۔ جب ان کی کثرت ہوتی ہے تو سر ان کو تحلیل کرنے سے عاجز ہوتا ہے۔ لہٰذا محبوس اور اکٹھا ہو جاتے ہیں ہمارے اس بیان میں شاید کسی کو شک ہو اور یہ کہے کہ اخلاط ریاحی کیوں کر سر میں رُکتے ہیں اور خارج اور تحلیل کیوں نہیں ہوتے جبکہ ان کا اقتضا رہی ایسا ہے۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ان کے سر میں احتباس کا سبب ان فضلات کی غلظت ہے۔ یہی فضلات گرم ہو کر کثیر مقدار میں سر کی طرف چڑھتے ہیں اور یہاں پہنچ کر اپنی طبیعت کی طرف پلٹ آتے ہیں۔ ان فضلات میں جو لطیف ہوتے ہیں وہ تحلیل ہو جاتے ہیں اور کثیف کا جوہر سر ہی میں جُوں جُوں وقت گزرتا ہے ، جمع ہو کر رُک جاتا ہے۔

جب ان فضلات کا صعود ، معدہ یا عمق بدن کے نامعلوم راستوں سے ہوتا ہے تو استفراغ بدن سے علاج کریں۔ یہ گاہے ان شرائین کے راستہ چڑھتے ہیں جو کنپٹیوں یا کانوں کے پیچھے ہیں ایسی صورت میں ان کا علاج ، استفراغ کے بعد شرائین کو قطع کرنا اور داغ دینا ہے۔ اخلاط کے اس

راستہ سے صعود کرنے کی دلیل یہ ہے کہ طبیب جب ان رگوں کو ملاحظہ کرے گا تو ان میں غیر منظم حرکت اور تڑپ پائے گا۔ اور وہ سادہ حالت کے بالمقابل پھولی ہوئی ہوں گی۔

اور اگر صعود ان شرائین سے ہو جو گلے کے بازو واقع ہیں تو اس کی علامت یہ ہے کہ نبض بہت متغیر ہوگی۔ رگیں پھولی ہوں گی۔ ان کو دبانے سے مریض راحت محسوس کرے گا۔

اس کا علاج وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے لیکن ان عروق کے بڑے اور قلب کے قریب ہونے کی وجہ سے قطع کرنا ممکن نہیں۔ نیز مقام کی نزاکت بھی اس طرح کے علاج کی مانع ہے۔

اگر فضلات کے صعود کا راستہ/ وِداجین[1] ہو تو ان کی فصد کھولنا بہتر ہے۔ اور اگر نباطین کے راستہ سے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ ان سے صرف بارد فضلات ہی چڑھ سکتے ہیں کیوں کہ یہ سر سے اتر کر اسفل بدن میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ یہی رگیں صعود کی حالت میں وداجین اور نزول کی حالت میں نباطین کہلاتے ہیں۔

دوار کے تمام انواع، اسباب، علامات و علاج سے فارغ ہو کر اب ہم دوّار، صداع اور جسمانی حرکت کے وقت غشی کے مشابہ آنکھوں میں چھا جانے والے اندھیرے کے باہمی فرق کو بیان کرتے ہیں۔

صداع، عارضی ہوتا ہے، اور خود بخود زائل بھی ہو جاتا ہے اور گاہے شدید اور گاہے ساکن بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن دوار کا درد اور تناؤ جو معدہ کی شرکت سے ہو یا جو سر کے ساتھ خاص ہو تقریباً ساکن نہیں ہوتا اور زائل صرف اسی وقت ہوتا ہے جب مرض میں انحطاط اور تخفیف ہو جائے

آنکھوں میں جو اندھیرا کسی جسمانی حرکت سے ہوتا ہے وہ بالعموم مزاج کے گرم ہونے پر یا طویل و خبیث بخاروں کے بعد لاحق ہو جایا کرتا ہے۔ بخار او ضعف کا علاج کرنے سے یہ مرض دور ہو جاتا ہے۔

---

[1] وہ دو رگیں جو حلق کے دائیں بائیں سے گذرتی ہیں اور اجوف صاعد سے نکلتی ہیں۔

باب (۲۱)

سدر (اندھیری چھا جانا)

اس مرض میں انسان سر میں سخت بوجھ اور آنکھوں میں اندھیری محسوس کرتا ہے گا ہے کان بھی بجنے لگتے ہیں اور کبھی عقل بھی جاتی رہتی ہے۔

مرض سدر کے کئی اسباب ہیں:

کبھی سر پر کسی بھاری چیز کے گرنے یا شدید چوٹ لگنے یا گلا گھٹنے (اختناق) سے پیدا ہوجاتا ہے۔ کبھی بارد غلیظ فضلات کے امتلاء سے روح نفسانی کی راہ مسدود اور سر کی طرف اس کی رسد رک جاتی ہے تو نتیجہ میں دماغ کا مزاج سرد ہوجاتا اور غشی کے مماثل حالت پیدا ہوجاتی ہے، البتہ بے ہوشی نہیں ہوتی۔

کبھی آدمی اپنے اعضاء میں سے کسی عضو کے عصب پر ٹیک دے کر بیٹھتا ہے تو اس سے عصب میں روح نفسانی کی گردش رک جاتی اور عضو شل ہوکر، سدر لاحق ہوجاتا ہے۔

اسی طرح حلق کے بازو کی دونوں رگیں دباکر پکڑلی جائیں تو روح نفسانی کی گردش دماغ کیطرف رک جاتی ہے اور سدر لاحق ہوکر عقل بھی گم ہوجاتی ہے۔ جس کا سبب یہی ہے کہ روح مسدود ہوکر دماغ ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ چنانچہ جب ان رگوں سے گرفت ہٹائی جاتی ہے تو آدمی محسوس کرتا ہے کہ کس طرح، دھیرے دھیرے یہ روح اس کے سر کی طرف دوڑ رہی ہے۔ اس کے بعد عقل بحال
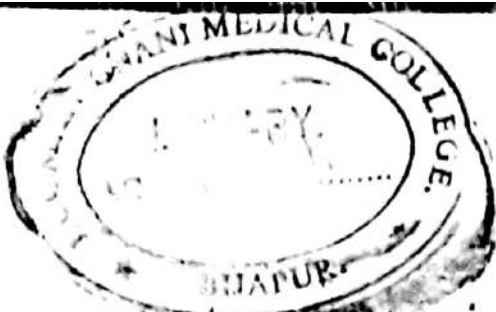
ہوجاتی اور سدر زائل ہوجاتا ہے۔

جب غلیظ فضلات سر میں اکٹھا ہوتے ہیں اور روح نفسانی کا راستہ بند ہوتا ہے تو اجزاء دماغ کے ٹھنڈے پڑجانے کے نتیجہ میں سدر لاحق ہوجاتا ہے۔ اس کے برخلاف جب کبھی فضلات کسی حرکت (جسمانی) اور روح نفسانی کی وجہ سے گرم ہوجاتے ہیں تو دوار پیدا ہوجاتا ہے۔

مرض سُدر کی قسمیں، اخلاط مجتمعہ کے اقسام کے مطابق ہوتی ہیں۔

اخلاط باردہ غلیظ سے پیدا ہونے والے سدر میں اگر اخلاط کثیر مقدار میں جمع ہوجائیں تو یہی مرض سکتہ سے بدل جاتا ہے۔

سر پر کسی بھاری چیز کے گرنے یا ضرب و سقطہ سے سدر اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ اس میں خاص دماغ کی جھلی یا کھوپڑی کی جھلی دردناک ہوجاتی ہے یا کبھی سُدہ پڑجاتا ہے یا ورم آجاتا ہے اور یہ ورم اور سدہ، رُوح نفسانی کی دماغ کی طرف گردش میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔

غلیظ اخلاط باردہ کے اجتماع سے پیدا ہونے والے سُدر کا علاج یہ ہے کہ تیز حقنوں سے ان اخلاط کا تنقیہ کریں۔ حقنوں میں تدریج کا لحاظ رکھیں یعنی ابتداء میں نرم حقنہ دیں۔ ثقیل غذاؤں سے پرہیز کرائیں۔ مطبخین پلائیں۔ شہد کی سادہ شراب دیں۔ جب قارورہ میں نضج کی علامات ظاہر ہوں تو معتدل طریقہ سے بدن کا استفراغ کریں۔ بدن کے تنقیہ کا اطمینان ہونے کے بعد، سر کے استفراغ کیطرف متوجہ ہوں۔ اس غرض کے لئے مریض کے معدہ کی قوت کا اندازہ کرکے ایارجات دیں۔ ایارج میں رائی اور تخم سویا اور شہد شریک کریں۔ اس تدبیر سے (یعنی تنقیۂ معدہ اور استفراغ بدن و سر سے) سُدر تیزی سے زائل ہوجاتا ہے۔ اور اس کے بعد بھی اگر کچھ کسر رہ جائے تو سر کو ایک کھردرے کپڑے سے رگڑیں اور مُشک / فربیون اور کلونجی سنگھائیں۔ حمام میں لے جاکر کثیر مقدار میں گرم پانی ڈالیں، اور ان بوٹیوں کا پانی دھاریں جن کا ذکر دوار بارد میں آیا ہے۔ اس کے باوجود ازالۂ مرض نہ ہو تو روغن مصطگی یا عرق مرزنجوش یا روغن قسط کا سعوط کرائیں۔ سر کو شدید طور پر رگڑیں۔

سُدر میں کبھی ضماد لگانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس غرض کے لئے سرکہ میں رائی پیس کر لگائیں۔ دیگر۔ بابونہ اور صعتر کو پکا کر ضماد کریں۔ دیگر۔ برگ اُبخرہ اور فُوہ کی جڑوں کو کوٹ کر ضماد کریں۔ دیگر۔ انجدان اسود اور خطمی کو کوٹ کر، آرد کرسنہ ملاکر لگائیں۔

سُدر کا سبب اگر چوٹ ہے تو پہلے مریض کے مزاج کی تشخیص کریں۔ اگر مزاج حرارت سے بدل گیا ہے تو کچھ علاج نہ کریں۔ بلکہ مزاج میں سکون پیدا کریں۔ اس کے بعد اگر مریض متحمل ہو تو فصد

کھولیں۔ سر کو رات اور دن میں کئی مرتبہ گرم روغن گل میں ڈبوئیں (اس عمل کو غرقِ راس کہتے ہیں) نیز ذیل کے مرہم کو کسی پارچہ پر پھیلا کر سر پر رکھیں۔

طریقۂ تیاری مرہم:- روغن گل کی تیر وطی بنا کر آگ پر رکھیں اور اس میں قدرے سفیدۂ رصاص و مرداسنگ ملا کر مخلوط کر لیں۔ پھر اس آمیزہ کو عرق خبازی اور عرقِ خطمی سے تسقیہ[1] کر کے استعمال میں لائیں۔

مریض کو دھوپ کی طرف نظر کرنے اور کھلی ہوا میں نکلنے سے منع کریں، مبادا کہ چھینک آ جائے کیوں کہ ایسی حالت میں چھینک آنے سے بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

سَدَر کبھی سر کے ہل جانے سے بھی پیدا ہو جاتا ہے جو ایک مُہلک صُورت ہے۔ اس قسم کے سدر کا نام " سَدَر مُؤلِم " ہے جبکہ پہلی قسم کے سدر کو " سَدَرِ خَدَری " سے موسوم کرتے ہیں۔

گاہے سَدَر، شدید صداع حار یا بارد کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اس کا سبب دماغ کی جھلیوں کا شدید متالم ہونا ہے۔ اس کا علاج بھی صداع کے علاج کی طرح کریں۔

---

[1] تسقیہ: پانی پلانا، جس کو چلانا بھی کہتے ہیں۔

باب (۲۲)

نسیان (بھول)

اطباء متاخرین نے نسیان اور اختلاطِ عقل (بدعقلی) کے بارے میں غفلت برتی ہے نہ صرف ان دونوں کی علتِ فاعلی ایک ہی قرار دی ہے، بلکہ دماغ میں ان کے مقام وقوع کو بھی ایک ہی سمجھا ہے۔ ان ہی اسباب کی بنا پر ان کے نزدیک دونوں کا علاج بھی ایک ہی ہے۔

بعض اطباء نے ارق، سبات اور نسیان کو ایک ہی مرض قرار دے کر سب پر ایک ہی انداز سے بحث کی ہے، حالانکہ امر واقعہ ایسا نہیں ہے بلکہ نسیان اور اختلاطِ عقل ہر دو کی جدا جدا علتیں ہیں اور ہر ایک کی قوت فاعلہ بھی الگ ہے۔ نیز دماغ میں ان دونوں کے مقامات بھی جدا جدا اور اسباب بھی مختلف ہیں۔

حکیم جالینوس نے ان سب کی علتوں اور ان کے اعراض اور ان کے مقام وقوع پر علٰحدہ علٰحدہ کلام کیا ہے، جو شدید غور وفکر کا طالب ہے، جس کے بعد ہی اس کی صحیح تصویر سامنے آتی ہے۔ ہم ان تمام پر الگ الگ بحث کرتے ہوئے ہر ایک کے اسبابِ فاعلی بتلاتے ہیں۔

واضح ہو کہ نسیان سوائے بلغم اور برودت کے پیدا نہیں ہوتا۔ نسیان کی بھی تین قسمیں ہیں، ایک قسم وہ ہے جو مقدم دماغ میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہی وہ حصہ ہے جو تخیل کا مقام ہے۔ یہاں بلغمی مادہ جمع ہوتا ہے اور اس میں برودت غالب آجاتی ہے۔ لہٰذا مریض جو بھی تخیل کرتا ہے اُسے بھول

جاتا ہے۔ البتہ سابقہ باتیں محفوظ ہوتی ہیں۔ اور ممکن ہے کہ اگر کسی شئے میں تفکر کرے تو اس شئے کے احوال میں سے، صرف تخیل کی حد تک نسیان پایا جائے گا۔

دوسری نوع، دماغ کے اس حصہ میں پیدا ہوتی ہے جو فکر کا مبدا رہے۔ یہاں غلیظ رطوبات جمع ہو جاتے ہیں اور ان پر برودت چھا جاتی ہے تو آدمی جو کچھ فکر کرتا ہے وہ بھول جاتا ہے لیکن تخیل میں کچھ نقص نہیں آتا۔ سابقہ باتیں محفوظ ہوتی ہیں۔ یا تازہ باتوں کو بھی یاد رکھنا ممکن ہوتا ہے۔

تیسری وہ ہے جو دماغ کے اس حصہ سے متعلق ہے جو حافظہ اور یادداشت کا مبدا رہے یعنی موخر دماغ۔ جب موخر دماغ میں غلیظ بلغمی مادہ جمع ہوتا اور اس پر برودت کا غلبہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں مریض کے لئے کسی چیز کو محفوظ رکھنا ممکن نہیں رہتا۔/ اور جو کچھ محفوظ ہوتا ہے وہ بھی بھول جاتا ہے۔

اکثر لوگ، مرض نسیان میں گرفتار شخص کی شکایات سننے اور اس کی حالت دیکھنے کے باوجود مذکورہ مختلف حالتوں کی تمیز کر لینا ان کے لئے ممکن نہیں ہوتا اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب ایک ہی بات ہے۔ میرے مشاہدہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو قدیم چیزوں کے بارے میں قلت حفظ اور بھول کے شاکی تھے لیکن اس کے باوجود ان کے تخیل اور فکر کی صلاحیت بہتر تھی۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ مرض دماغ کے اس حصہ میں ہے جہاں حافظہ کی قوت پائی جاتی ہے پھر میں نے ایسے بھی لوگ دیکھے جن کی شکایت یہ تھی کہ وہ کسی چیز کا تخیل کرتے ہیں لیکن پھر بھول جاتے ہیں۔ اور باوجود کوشش کے اس خیال کی طرف رجوع کرنا ان کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ نہ نیند میں نہ بیداری میں۔ حالانکہ انھیں بہت سی اشیاء حفظ ہوتی ہیں۔ اور جو کچھ پیش آتا ہے اس میں ان کی فکر عمدہ ہوتی ہے۔ اس سے یہ سمجھنا چاہئے کہ فساد دماغ کے اس حصہ میں ہے جہاں تخیل کی قوت پائی جاتی ہے۔ میں نے ایک اور شخص کو دیکھا کہ وہ کسی شئے کے بارے میں بالکل فکر نہیں کر سکتا تھا اور فکر کرتا تو وہ فاسد اور بگڑی ہوئی ہوتی۔ اس کے باوجود اس کا حافظہ عمدہ تھا۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ جو کچھ محفوظ ہے وہ تخیل کی جہت سے محفوظ ہے۔ اس طرح کی کیفیت میں نے مجنون اور مالیخولیا کے مریضوں میں بکثرت پائی ہے۔ میں نے "رے" میں ایک مجنون کو دیکھا جس کا حافظہ اور تخیل عمدہ تھے۔ اور اس کو ان باتوں کے علاج کی ضرورت نہ تھی۔ ایک دفعہ میں نے اس پاگل کو ایک خوشبودار چیز دی۔ اس واقعہ پر دو تین سال گزرنے کے بعد میں نے دوسری مرتبہ اس کو ایک اور خوشبو دی۔ اس نے اس خوشبو کو سونگھ کر سابقہ دی ہوئی خوشبو کو یاد کیا۔ اس شخص کے تمام افعال

فکری، بدنی نظام کی بے ترتیبی کی وجہ سے ردی اور فاسد [illegible] کھو لیتا اور پنڈلیوں پر پیشاب کر لیا کرتا اور گندے مقامات پر سو جاتا تھا۔ میری دانست میں اس کو جس قسم کا نسیان لاحق ہوا تھا وہ جمیع اجزاء دماغ کا نہ تھا بلکہ متعلقہ حصۂ خاص میں فساد و ضرر پیدا ہو جانے سے ان سے صدور پانے والے افعال میں خلل پڑ گیا تھا۔ بلذا اگر دماغ کے پورے اجزاء میں فساد رونما ہو جائے تو انسان بہائم کے درجہ میں اتر جائے اور اس سے تخیل، تفکر اور تذکر کی صلاحیتیں مفقود ہو جائیں۔

اب ہم نسیان کے مادہ، جوہر اور مقامِ ضرر پر بحث کر کے ان کا علاج بھی بیان کرتے ہیں:
طبیب مریض کے افعال اور اس کے شکایات کی بناء پر دماغ میں مرض کے مقام کا تعین کر سکتا اور ان ہی علامات کی رو سے علاج تجویز کر سکتا ہے۔

اب ہم دماغ میں مرض کے مقام کے لحاظ سے ضماد، دلک اور دیگر علاج بیان کرتے ہیں۔
ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ نسیان، غلیظ[1] رطوبت کے اجتماع اور دماغ کے اس حصۂ خاص میں ٹھنڈک[2] کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ کبھی اس مقام پر ورم بارد[3] بھی عارض ہو جاتا ہے۔ ان تینوں اسباب میں سے اگر کوئی سبب بھی کم ہوگا تو نسیان کی کیفیت بھی اسی قدر فرق کے ساتھ پائی جائے گی۔ غرض نسیان انہی تین اسباب سے ہوگا۔

رطوبت طبعاً بارد اور سُدہ ڈالنے والی ہوتی ہے۔ حرارت غریزی کو بجھاتی اور افعالِ نفس کو سُست کر دیتی ہے کیوں کہ افعالِ نفس مزاج کے تابع ہیں۔ جب یہ مزاج میں غالب آجاتی ہے تو حرارت کی رسد دماغ کے اس حصّہ میں کم ہو جاتی ہے اور جب دماغ کا یہ حصّہ اپنی طبعی حرارت سے محروم ہو جاتا ہے تو اس کے لئے افعالِ نفس کو قبول کرنا ممکن نہیں رہتا لہٰذا اس کے ذاتی افعال ختم ہو جاتے ہیں۔

جمع شُدہ رطوبات پر جب برودت کا غلبہ ہوتا ہے اور رطوبات کو پکانے کے لئے درکار حرارت کمزور پڑ جاتی ہے تو اس کے ازالہ اور تحلیل کے لئے وہاں ریح پیدا ہو کر سُوجن آجاتی ہے۔

اگر کسی مقام پر فضلات جمع ہوں اور وہاں حرارت تھوڑی سی ہو یا بالکل نہ ہو تو ایسی صورت میں وہاں ریح نافخہ لازماً پیدا ہو جاتی ہے جیسے کہ مُردہ جانور کا جسم، عدم حرارت اور مسامات کے بند ہونے کی وجہ سے پھول جاتا ہے۔ ایسے ہی جب دماغ کے کسی جزء کے مجاری بند ہو کر

حرارت کی ترسیل رُک جاتی ہے تو ورم اور سُوجن کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہو جاتا ہے ۔ ورم کی صُورت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک کہ رطوبت پک کر برودت زائل نہ ہو جائے ۔

مرضِ نسیان کی قوت ، ورم کی کمی بیشی پر منحصر ہے یعنی ورم جس قدر کم یا زیادہ ہوگا ، مرض میں بھی ویسے ہی شدت و کمی پائی جائے گی ۔ البتہ مرض اس وقت مطلق قوی ہوگا جب مذکورہ تینوں اسباب جمع ہو جائیں ۔

اس مرض کا علاج یہ ہے کہ حسبِ دستور ، امکانی حد تک استفراغ بدن کرائیں ۔ استفراغ کے لئے حقنے اور مسہل ادویات استعمال کریں ۔ بدن کے استفراغ کے بعد اگر مریض کا مزاج متحمل ہو تو ذیل کے حبوب سے سر کا استفراغ کرائیں :

سنبل الطیب ۳.۵ گرام ۔ مصطگی ۷ گرام ۔ سلیخہ ۳.۵ گرام ۔ اسارون ۷ گرام قرنفل ۳،۵ گرام گلاب ۷ گرام / افسنتین ۰،۵ ۱ گرام ۔ رب السوس ۲۵ ،۱ گرام برسقوطری ۰،۵ ۱ گرام ۔ سقمونیا بریاں ۲،۶۳ گرام ۔

سب دواؤں کو کوٹ پیس کر چھان لیں ۔ پھر عرق بادروج (بابری ۔ تلسی جنگلی) یا آب برگِ ترنج یا شراب صافی میں گوندھ کر بقدر فلفل سیاہ گولیاں بنالیں ۔ ایک خوراک کی مقدار ۷ گرام سے ۰،۵ ۱ گرام تک ہے ۔ ایسی خوراکیں دو یا تین بھی دی جاسکتی ہیں بشرطیکہ مریض اس کا متحمل ہو ۔ اس کے استعمال کرانے کے بعد اگر مریض کے مزاج میں کسی قسم کی تبدیلی نمایاں نہ ہو تو غرارہ کرائیں اور ایارج فیقرا سے تحنیک (تالو پر لگانا) کریں ۔ اس سے بھی تغیر نہ ہو تو رائی ، مویزج اور عاقرقرحا کا مسلسل غرارہ کرائیں مادہ سے بھی فائدہ نہ ہو تو ذیل کا سعوط استعمال کریں ۔ مُشک ۱۲۸ ملی گرام ۔ جند بید ستر ۶۴ ملی گرام دونوں کو روغن چنبیلی یا روغن سوسن یا روغن خیری اصفر میں ملاکر بقدر ۶۳ ،۱ گرام سعوط کرائیں ابن سیار علیہ الرحمہ جند بید ستر کے سعوط کو ناپسند کرتے تھے ۔ اس کے بجائے کرک (گینڈے) کے پتہ کو روغن چنبیلی میں ملاکر سعوط کراتے تھے جس کا عمدہ اثر ظاہر ہوتا تھا ۔ بعد ازاں سر کو کسی کھردرے کپڑے یا ہاتھ سے رگڑ کر یہ ضماد بنالے ۔

جند بید ستر ایک ۶۰ ملی گرام بادآورد ۳،۵ گرام ۔ تخم رازیانہ ۷ گرام ۔ رائی سفید ۷ گرام برگِ آزاد درخت ۰،۵ ۱ گرام ۔

سب دواؤں کو اچھی طرح پیس کر پُرانے سرکہ اور قدرے بیل کے پتہ میں گھونٹ لیں ۔ پھر مریض کا سر مونڈ کر اور رگڑ کر یہ دوائیں لیپ کریں ۔ اگر اس ضماد کی تیزی اور سوزش مریض کے لئے قابل برداشت نہ ہو تو اس میں گرم روغنوں کا اضافہ کریں ۔ نیز کندر مسلسل چباتے رہنے کا امر کریں ۔ اس

تدبیر سے بالعموم پہلے مرحلے میں ہی مرض زائل ہو جاتا ہے اور اگر یہ بھی کارگر ثابت نہ ہو تو حب لوغاذیا ذیل کے بیان کردہ طریقہ اور ترتیب کے مطابق استعمال کرائیں۔

اول کچھ دنوں تک وہ ماء الاصول (جڑوں کا پانی) جس کا نسخہ ہماری قرابا دین میں مذکور ہے پھر ایارج لوغاذیا اس مطبوخ کے ساتھ کھلائیں۔

ہلیلہ سیاہ ۳۵ گرام۔ مویز منقیٰ طائفی ۰۷گرام۔ افتیمون ۲۴ ر۵ گرام۔ ریوند ۵ ر ۱۰ اگرام صرف ریوند کو کوٹ لیں، باقی دواؤں کو مطبوخ کی طرح پکالیں۔ اس مطبوخ کی ایک خوراک (جو ۲۴۵ گرام ہے) کے ساتھ ۵ ر ۱۳ اگرام ایارج لوغاذیا دیں۔

ایارج لوغاذیا وہ بہتر ہے جس پر کم از کم ایک سال یا ۶ ماہ کی مدت گذر چکی ہو۔ ایارج کی مقدار خوراک میں، مریض کے مزاج کے موافق اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ جب حب لوغاذیا کم از کم دس (۱۰) دن تک کھلائیں اور اس اثناء میں پرہیز کرائیں۔ دس دن گذرنے کے بعد صرف چوزوں اور مرغ کے اسفید باجات جس میں چنے کثیر مقدار میں ڈال کر پکائے گئے ہوں، دیں۔ اور اس میں بھی صرف شوربہ دیں، گوشت نہ دیں۔ اگر سر اور پورے بدن پر سردی کا غلبہ معلوم ہو تو اسفید باج میں مرغ کے پٹھوں (الفراخ الناہضۃ) کا گوشت ڈالیں۔ اس کے بعد ایسے شیریں زیرباجات کھلائیں جس میں یکسالہ بکری کے بچے اور چوزوں کا گوشت ڈالا گیا ہو۔ ان غذاؤں کا عمل مزاج غالب کے موافق ہوتا ہے۔ بغیر پرہیز کرائے حب لوغاذیا مطلق اثر نہیں دکھاتی۔

مذکورہ علاج سے مرض جاتا رہے تو بہتر ہے ورنہ مریض کی قوت برداشت، وقت، شہر وغیرہ کے حال پر نظر کرکے تھوڑا، تھوڑا تریاق کبیر تالو پر لگائیں اور مسلسل سنگھائیں۔ اگر مزاج متحمل ہو تو ایارجات کبیر دیں۔ لیکن اس میں مبالغہ نہ کریں کیوں کہ اس سے شدید بگاڑ پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ یہاں تک، ہم نے اس علت کا مکمل علاج بیان کردیا۔ اب اس کے عوارض بیان کرتے ہیں۔

گاہے شدید ورم آجاتا یا مقام مرض گرم ہوجاتا ہے یا سر میں ہلکا سا درد محسوس ہوتا ہے یہ سب عوارض اس بات کی علامت ہیں کہ مرض مرکب ہوگیا ہے۔ ورم کا علاج شمومات اور عطوسات مرکبہ سے کریں۔ مزاج گرم ہونے کی صورت میں مقررہ علاج کریں۔ علیٰ ہذا القیاس تدابیر اور تغیر مزاج کی رعایت کو ملحوظ رکھیں۔ کبھی طبیب سے مزاج کی رعایت میں مسلسل غلطی ہوتی ہے تو یہ غلطی مہلک امراض کا باعث بن جاتی ہے اور مرض میں کبھی خفیف بخار بھی آنے

لگتا ہے۔ ایسی صورت میں علاجہائے مذکورہ سے اجتناب کر کے بعجلت ممکنہ فصد کھولیں۔ غرارہ کرائیں۔ نتھنوں میں مسکن فتیلے رکھ کر چھینک لائیں۔ سایہ ہی میں حرکت اور قیام کی اجازت دیں۔ عنصل (جنگلی پیاز) کی شکنجبین پلائیں۔ اس سے غلیظ رطوبات لطیف ہو کر تحلیل ہو جاتے ہیں۔ عنصل میں غلیظ رطوبات کے تحلیل کی خاص قوت ہے اسی بنا پر اگر اُسے داء الثعلب میں طلا کیا جائے تو جلد کے نیچے ٹھہری ہوئی رطوبات تحلیل کر دیتی ہے۔ عنصل کا سرکہ اور شکنجبین بھی اس مرض میں بے حد مفید ہیں۔ نیز عنصل کا سر پر ضماد لگانا بھی یہی اثر رکھتا ہے۔ البتہ ضماد کرنے سے پہلے عنصل کو آگ پر رکھ کر اس کی تیزی اور چرپراہٹ کو دور کرلیں۔ پھر خطمی، افسنتین، صبر، مُر اور مصطگی، سب کو قلیل مقدار میں ہموزن لیں اور پیاز ان سب دواؤں کے مساوی وزن لے کر ضماد کریں۔ یہ ضماد نہایت مفید ہے اور خطا نہیں کرتا۔

خفیف بخار میں مبتلا مریض کے مکمل استفراغ کے بعد ساقین میں اور پچھنے لگائیں۔ ساقین کی حجامت سے پورے بدن کے فضلات اسفل بدن کی طرف کھنچ آتے ہیں۔ گاہے ایسے مریض کے دونوں قدم اور پنڈلیوں پر گھٹنوں تک صرف کوٹی ہوئی عنصل کا ضماد لگایا جاتا ہے اور کبھی یہ دوائیں بھی شریک کر کے استعمال کی جاتی ہیں عنصل (آگ پر مدبر کی ہوئی) ایک ۴۰۰ گرام مویز ۳۵ گرام۔ برگ رائی بقدر باقہ، صغیر اُشنہ، ۵ء۱۰ گرام۔

سب کو ملا کر اچھی طرح کوٹیں۔ جب تمام اجزا مخلوط ہو جائیں تو موم اور روغن چنبیلی یا سوسن یا غار میں ان تمام ادویہ کو ملالیں اور پاؤں اور پنڈلیوں پر ضماد کریں۔ اوائل مرض میں ساقین اور قدمین پر جب ضماد کیا جاتا ہے تو دماغ کے فضلات اسفل بدن کی طرف کھنچ آتے ہیں کیونکہ جب ساق اور قدم خالی ہو جاتے ہیں تو دماغ میں جمع شدہ فضلات نیچے اتر آتے ہیں۔ نیز ہم یہ بھی بتلا چکے ہیں کہ دونوں پاؤں اور دماغ میں قوی عصبی مشارکت ہے۔ بقراط کہتا ہے کہ دونوں پاؤں پر ٹھنڈا پانی ڈالنا دماغ کے مزاج کی ترطیب کرتا ہے بالخصوص حمام سے نکلنے کے بعد کیوں کہ ان دونوں میں رابطہ ہے۔ لہٰذا ساقین اور قدمین پر ضماد صرف انہی صورتوں میں کیا جائے جب کہ سر کے فضلات کو اسفل بدن کی طرف جذب کرنا مطلوب ہو۔

مختصر یہ کہ جب بھی اس مرض میں بخار اور ورم ہو تو ہرگز غفلت نہ برتیں۔ یہ دونوں عوارض اس لئے لاحق ہوتے ہیں کہ خلط رک کر عفونت پیدا کرتی ہے اور عفونت سے ورم اور پوشیدہ بخار پیدا ہو جاتے ہیں ان سب باتوں کا علاج میں لحاظ رکھنا بیحد ضروری ہے تاکہ خطا سے محفوظ رہا جاسکے۔
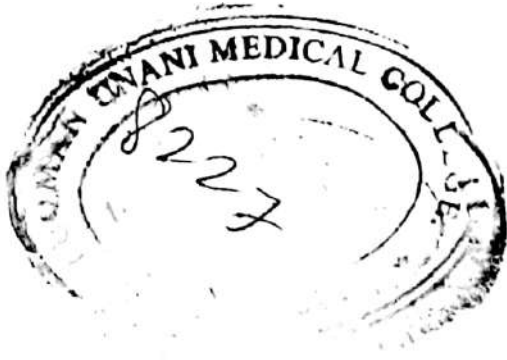
باب (۲۳)

سُبات (گہری نیند)

میں نے سابقہ لوگوں کی جو بیاضیں دیکھی ہیں ان میں امراض سبات، اختلاط، جمود (اکڑ جانا) اور شخوص (آنکھوں کا پتھرا جانا) کو بے پرواہی سے قریب قریب ایک جیسا سمجھ گیا ہے اور ان سب کا ایک ہی سبب تصور کر کے انھیں ایک ہی مرض قرار دیا گیا ہے۔ نیز ان کے مباحث بھی غیر تشفی بخش ہیں۔ انشاء اللہ ہم یہاں تفصیل کے ساتھ اس کو بیان کریں گے۔

واضح ہو کہ سبات کی تین قسمیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی جُداگانہ علامت اور تاثیر ہے۔ ان کے عوارض بعض اوقات خود مرض کا نتیجہ ہوتے ہیں اور بعض اوقات تدبیر کا۔ اس کی شدید ترین قسم سبات مطلق ہے، جس میں مریض پر طویل مدت تک نیند کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ اس کو جب جگایا جاتا ہے تو اس پر حیرت کے مشابہ کیفیات اور تمیز میں پراگندگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں/ یا پھر اکثر اوقات اس کی حالت سوتے جاگتے شخص کے درمیان کی ہوتی ہے۔ اس کے عوارض میں سے ایک یہ ہے کہ سر کے اگلے حصہ میں بوجھ، آنکھوں میں تھرتھراہٹ، دونوں ابروں میں بھربھراہٹ پائی جائیگی۔ اکثر اوقات نتھنوں سے غلیظ پانی بہتا ہوگا۔ زبان پر لیسدار رطوبت جمی ہوگی، جس سے مریض اذیت محسوس کرتا ہوگا۔

اس مرض کا سبب غلیظ اور غیر نضج (کچّی) رطوبتوں کا مقدم دماغ میں اکٹھا ہونا ہے جو کبھی سالمے

دماغ کو بھی گھیر لیتی ہیں۔ یہ رطوبات یا تو معدہ سے چڑھتی ہیں یا سارے اعضاء سے، اور اکثر و بیشتر اُن دو شرائین سے جو حلق کے بازو میں ہیں۔ اسی وجہ سے ان عروق کا نام عروقِ سبات رکھا گیا ہے جالینوس اور بقراط کی تحقیق کے بموجب یہ عروق دماغ میں داخل ہو کر دو حصوں میں بٹ جاتے ہیں اور مقدم راس ہی میں سبات کا مقام ہے۔ کبھی رطوبت اسی مقام پر پیدا ہو کر غالب ہو جاتی ہے، بعد ازآں جو بھی بخارات اس طرف صعود کرتے ہیں وہ بھی استحالہ پاکر رطوبت میں بدل جاتے ہیں۔

اس کا علاج یہ ہے کہ مریض کی عمر، مزاج اور دیگر اصولِ علاج کی رعایت کریں۔ امراضِ دماغ میں ان باتوں کی طرف خصوصی توجہ مبذول رکھیں۔

ابتداء میں اسہال کے ذریعہ طبیعت کو ہلکا کریں، جس کے لئے یہ مطبوخ مُفید ہے :

پوست ہلیلہ سیاہ، پوست ہلیلہ کابلی، پوست ہلیلہ زرد، ہر ایک ۵ء۲۲ گرام۔ آملہ اور شیر آملہ ہر ایک ۵ء۱۰ گرام۔ سناء، اسطوخودوس، غافث، قنطوریون، بسفائج، شکاعی، بادآورد ہر ایک ۵ء۱۰ گرام۔ افسنتین رومی ۵ء۲۲ گرام۔ افتیمون اقریطی ۵ء۲۲ گرام۔

افتیمون کو ایک پوٹلی میں باندھ کر ایک ہانڈی میں لٹکائیں۔ پکتے وقت اسے نہ ہلائیں یہاں تک کہ افتیمون کی قوّت لطیف ہو کر از خود مطبوخ میں ٹپک پڑے۔ پھر اصل السوس کوفتہ، تربد، مامیران ہر ایک ۷ گرام، پرسیاؤشان گاؤزبان ہر ایک ۱۴ گرام شریک کر کے اسے بھی مطبوخ بنالیں۔
اس کی ایک خوراک ۲۴۰ ملی لیٹر ہے اور اگر مریض کا مزاج متحمل نہ ہو تو ۱۰۵ ملی لیٹر تا ۱۲۲،۵ ملی لیٹر لے کر اس میں غاریقون ۲۵۰ ملی گرام خربق سیاہ ۵۱۲ ملی گرام، ماہی زیرہ اور نمک ہندی (۰،۸ گرام شامل کر کے کھرل کریں۔ پھر شہد میں گوندھ لیں اور نہار منہ کھلائیں۔ اگر اس کے باوجود اس کے استعمال سے مرض میں نمایاں طور پر تخفیف ظاہر نہ ہو تو یہ ماء الاصول پلائیں :

تخم رازیانہ۔ انیسون۔ تخم کرفس ہر ایک ۵،۱۰ گرام۔ فقاع اذخر ۵،۲۲ گرام مویز منقیٰ طائفی ۲۱ گرام۔ مصطگی ۵،۱۰ گرام۔ سلیخہ اور پوست سلیخہ ہر ایک ۷ گرام عودالوج ۵،۱۰ گرام۔ انجیر زرد ۲۰ عدد۔ ایوند کوفتہ ۵،۱۰ گرام۔ عُبیثران (کافور اسفرم) ۵،۳ گرام۔

سب دواؤں کو ۴ گنا پانی میں پکائیں اور بعض اطباء اخلاط میں پیچیدگی کے موقع پر ماء الاصول میں اُشنہ، دارشیشعان اضافہ کرتے ہیں اور بعض ہوم المجوس، بیخ سوسن اور برگِ سویا کا اضافہ کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ یہ تمام چیزیں شریک کرتے ہیں۔ غرض یہ مطبوُخ بقدر ۷۰ ملی لیٹر، ہمراہ روغنِ بیدانجیر ۷ گرام اور سکنجبین ۵ء۲۲ گرام سات روز تک پلائیں۔ اس

دوران میں شیریں زیر باجات ، بکری کے سری پائے جس میں کیشر چنا اور قدرے سویا ڈالا گیا ہو کھلائیں ثقیل غذاؤں سے پرہیز کرائیں۔ پھر اس مطبوخ کی دوسری خوراک پلائیں۔ اگر کچھ اثر ظاہر نہ ہو تو ایارج فیقرا مجز/۵،۳ گرام کھلائیں۔ مجز سے ہماری مراد معجون ہے۔ ایارج کھلانے سے تین دن بعد یہ گولیاں کھلائیں۔

ماہی زہرہ ۲۵،۱ گرام۔ خربق سیاہ سرکہ میں خشک کی ہوئی، ۲۵،۱ گرام۔ غاریقون سفید ۷۵،۱ گرام۔ افسنتین رومی خالص ۵،۳ گرام۔ گلاب سرخ ۵،۳ گرام۔ نمک نفطی ۷۵،۱ گرام سقمونیا مشوی ۲۵،۱ گرام۔

سب کو پیس چھان لیں اور گلاب میں گوندھ کر بقدر سیاہ مرچ گولیاں بنائیں۔ اس کی خوراک ۵،۱۰ گرام ہے۔ اس دوا سے اگر مزاج نہ بدلے تو پہلا مطبوخ پلائیں۔ اگر ایک خوراک کافی ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ دو یا تین خوراک دیں بشرطیکہ کوئی اصولی رکاوٹ نہ ہو۔
واضح ہو کہ جس شخص کو بارد علت دماغی لاحق ہو اس کو سرد پانی پینے، اس کی کُلّی کرنے اور اُسے ناک میں چڑھانے سے منع کرنا چاہیئے۔ اور اوپر بیان کردہ استفراغات کے بعد اگر مزاج میں زیادہ گرمی نہ ہو تو حمام میں سر پر گرم پانی ڈالیں اور اس سے کُلّی اور استنشاق کرائیں، یا پھر اس پانی کا بھپارہ دیں۔

دُرمنہ۔ قیسوم۔ بابونہ۔ ناخونہ۔ برگ اذخر۔ چھال درخت صنوبر سب ایک ایک کف۔ مُر ایک ٹکڑا ورنہ تخمیناً ۲۵ گرام۔ سبوس، خطمی اور نمک کو ایک پوٹلی میں یا ہر ایک کو علٰحدہ علٰحدہ پوٹلی میں باندھ کر پکائیں۔ جب پوٹلیاں جوش کھانے لگیں تو بھپارہ کرائیں۔ بھپارہ کے لئے قمع یا طشت استعمال کریں اور بخارات کو تحلیل یا ضائع ہونے سے بچانے کے لئے کپڑا وغیرہ اوڑھ لیں اس بھپارہ کا دو تین دفعہ اعادہ کریں۔ اگر یہ علاج سود مند نہ ہو تو لطیف اشیاء سے علاج کریں۔ کھانے پینے کی چیزوں میں بھوک کے لحاظ سے توازن پیدا کریں۔ مُشک، کلونجی، جند بیدستر جیسی اشیاء سُنگھائیں اور اگر کوئی اصولی بات مانع نہ ہو تو یہ ضماد لگائیں۔

بابونہ۔ ناخونہ ہر ایک ۳۵ گرام۔ صبر۔ مُر ہر ایک ۵،۱۰ گرام۔ عاقر قرحا، گرام سعد، ۵،۴۲ گرام۔ سب دواؤں کو پیس کر چھان لیں۔ پھر موم میں بط کی یا مُرغابی یا قاز کی چربی ملا کر قیروطی بنا لیں اور اوپر کی دوائیں اس میں مخلوط کر لیں۔
اس ضماد کے لگانے کے بعد اس بات کا خیال رکھیں کہ اس سے سر میں درد اور مزاج میں

گرمی پیدا نہ ہونے پائے۔ جب مزاج شدید متغیر ہو جائے تو اس کا علاج "سباتِ[1] ارقی" کی طرح کریں، جس کو ہم ابھی بیان کرتے ہیں۔

سباتِ ارقی جو اپنی پہلی قسم کی ضد ہے۔ اس کا سبب شدید تیز قسم کے بخارات ہوتے ہیں جو کبھی رطوبت بردار ہوتے ہیں تو کبھی حامل یبوست۔ یہ بخارات عروق سبات کی راہ سے مقدم دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔ جس سے دماغ کے مزاج کا استحالہ ہو کر وہاں ٹھہر کر ہوئے فضلات گرم ہو جاتے ہیں۔ اس میں مریض کو بالکل نیند نہیں آتی اور وہ سونا بھی چاہے تو نہیں سو سکتا۔ افعال فکری میں بھی بگاڑ پیدا ہو کر صحیح تمیز کی صلاحیت جاتی رہتی ہے۔ عقل میں فتور پڑ جاتا ہے۔ حرکت سست ہو جانے کے باعث آنکھیں ڈراونی بن جاتی ہیں۔

جب گرم بخارات کے ساتھ رطوبت مل کر یہ مرض مرکب ہو جاتا ہے تو مریض کے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ کثرت سے چھینکیں آتی ہیں۔ اور کبھی ہلکی سی جھپکی آتی ہے تو پھر ہوشیار ہو جاتا ہے۔ کبھی بے قراری اور سینہ میں تنگی محسوس ہوتی ہے۔

جب ان بخارات کے ساتھ یبوست مل کر، مرض مرکب ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں جھپکی بھی نہیں لگتی۔ سر میں درد، چکر اور ہلکا سا بوجھ معلوم ہوتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ اسہال نہ کرائیں، بلکہ فصد کھولیں۔ خصوصیت سے جب یہ بخارات رطوبت کے ساتھ مرکب ہو جائیں تو کوئی دوا نہ پلائیں نہ حقنہ کریں بلکہ فصد کو مقدم کریں۔ فصد کے بعد اگر مزاج میں تبدیلی نہ ہو تو آش جو، معتدل مزورات جیسے زیرباج، ماش، چوزوں کا گوشت اور اسفیدباج کے ساتھ دیں۔ ان غذاؤں سے بھی مزاج کی ترطیب نہ ہو تو روغن بنفشہ سڑکائیں۔ سر پر بکری اور گدھی / یا عورت کا دودھ ملیں۔ نیز اس پانی سے انکباب کرائیں:

جو مقشر کوفتہ دو کف۔ برگ بنفشہ دو کف۔ برگ نیلوفر دو کف، حی العالم ایک باقہ عصا الراعی ایک باقہ۔ برگ خبازی ایک باقہ۔ برگ اسپغول، مرزنجوش ایک باقہ مرزنجوش میں گو خفیف سی غیر مضر حرارت ہے لیکن اس میں تحلیل کی بھی خاص قوت موجود ہوتی ہے۔ سب دواؤں کو جوش دے کر حسب دستور بھپارہ کرائیں۔ اگر یہ علاج بھی ناکافی ہو تو شیر دختر (بچی والی عورت کا دودھ) روغن بنفشہ میں ملا کر ناک میں سڑکائیں غرض ترطیب کی جملہ تدابیر اختیار کریں اس کے علاوہ حشو الخشخاش سفید اور جندبیدستر ایک کف لے کر

---

[1] اس کا دوسرا نام سباتِ سہری بھی ہے (مترجم)

اچھی طرح کوٹیں۔ پھر قدرے نشاستہ اور روغن بادام ملاکر حریرہ بنائیں اور میدہ کی روٹی سے کھلائیں۔ اس کے بعد بھی افاقہ نہ ہوتو ایسے نرم سے دیں جن سے دماغ کی طرف سے اُٹھنے والے بخارات تحلیل ہو جائیں جَو، خطمی، گیہوں کی بھوسی،، بنفشہ، خبازی، برگ نیلوفر کا انکباب کرائیں اور انہی بوٹیوں سے سر کی تکمید کریں۔ اس سے مرض زائل ہو جاتا ہے۔

سبات کی تیسری قسم وہ ہے جو پہلی دو قسموں سے مرکب ہو جائے۔ اس میں کبھی نیند طویل ہوتی ہے اور کبھی بیداری طویل۔ اس کے اعراض میں سے یہ ہے کہ مختلف اوقات میں دردِ سر ہوتا رہتا ہے۔

اس کے علاج میں، جس نوع کا مرکب مرض ہے اس کے لحاظ سے مرض میں شدت اور تخفیف ظاہر ہوتی ہے۔ اسی کی مناسبت سے علاج کریں۔

اگر ارق (بیداری) غم، عشق، فکر اور خوف وغیرہ ہو تو مذکورہ اعراض میں یہ چیزیں داخل نہیں۔ ان کا علاج ہوشیاری کے ساتھ سببِ محرک کا پتہ لگا کر، اجتہاد سے کریں۔ کیوں کہ یہ اکثر ابتدا میں زیرِ بحث مرض کے مشابہ ہوتا ہے پھر بعد میں مرکب ہو کر کسی ایک مفرد علت اور مرکب علت پر قائم ہو جاتا ہے۔ اس طرح کے ارق میں بالعموم بخار آیا کرتا ہے۔ خصوصیت سے جب اس کا سبب رنج وغم ہو وجہ یہ ہے کہ غم سے قلب میں حرارت گھر کر لیتی ہے اور تپ یومیہ مرکب لاحق ہو جاتا ہے۔ اس کی شدید ترین قسم وہ ہے جس میں اسہال بھی ہوتے ہیں، جس سے مریض کی قوت ٹوٹ جاتی ہے۔

باب (۲۴)

اختلاط (عقل کی خرابی)

واضح ہو کہ جب کوئی مرض کسی عضو میں وقوع پذیر ہوتا ہے تو اس عضو کے افعال کو متاثر اور متغیر کر دیتا ہے اور اگر اس کی نوعیت عمومی ہوتی ہے تو ایسی صورت میں سارے ہی بدن میں فعل کا ضرر لاحق ہو جاتا ہے۔ عضو واحد میں مرض کے پیدا ہونے اور اس کے افعال متاثر ہونے کی مثال طَرَش (بہرا پن) اور اندھا پن ہے۔ ان میں حواس کے حامل اعضاء کے افعال میں نقص پڑ جاتا ہے۔ یہ تو اعضاء ظاہری کا معاملہ تھا لیکن جب ضرر بدن کی حالتوں میں ظاہر ہوتا ہے تو اس ضرر کو اسی عضو کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، جس کے افعالِ طبعی میں بگاڑ اور تغیر آجاتا ہے اسی سے یہ جان لینا چاہیئے کہ مرضِ اختلاط، قوت فکر کی خرابی سے لاحق ہوتا ہے کیوں کہ تمیز عقلی و ترتیب افعال وغیرہ کا ظہور "فکر"، ہی کا نتیجہ ہے۔ اس بات کو سمجھ لینے کے بعد اب یہ بھی ذہن نشین رہے کہ جس عضو میں تمیز اور فکر پائی جاتی ہے وہ "اوسط دماغ" ہے جب اوسط دماغ میں ضرر اور تغیر پیدا ہو جائے تو اس عضو میں مرض کی نوعیت دریافت کر کے اس کے علاج کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

گاہے اختلاط، دماغ کو صدمہ پہنچنے یا کسی متالم عضو کی مشارکت سے ہوتا ہے لیکن بے عقلی اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ دماغ کا وہ حصہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے،

متاثر نہ ہو۔ ہم اختلاط کے علامات بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کیوں کہ وہ ایک محسوس وظاہر مرض ہے۔

اختلاط کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دائمی اور دوسری عارضی، جس میں عقل کچھ عرصہ کے بعد بحال ہو جاتی ہے۔ ان کی کچھ تفصیل ہم علاج کے ذیل میں بیان کریں گے۔

مرض کی تشخیص کے لئے مریض کے اس مزاج غالب کو معلوم کریں جس کی وجہ سے اخلاط رونما ہوا ہے۔ اس غرض کے لئے اس کا پیشہ اور کھانے پینے کے عادات سے واقفیت حاصل کریں۔/اس کے بعد ان میں سے جو چیز بھی مرض کا باعث معلوم ہو اس کے ازالہ کی سعی کریں۔ عادتیں چھڑائیں یا بدلوائیں۔ اس کے بعد دوا کریں۔ اگر طبیب کی رائے میں استفراغ ضروری ہو اور مریض اس کا متحمل بھی ہو تو حقنوں کے ذریعہ استفراغ کرائیں اگر اختلاط دماغ کے اس حصّہ میں اخلاط کے اجتماع سے یا اس حصہ کے مقامی سوءِ مزاج سے، بلا مادہ، محض یبوست کے باعث پیدا ہو گیا ہے تو، استفراغ ضروری ہوگا۔ لیکن استفراغ کے لئے لطیف تدابیر اختیار کریں، اور سر کے اس حصہ پر مرطب ضماد لگائیں۔ جماع اور زیادہ دیر تک حمام میں رہنے سے منع کریں۔ خشکی پیدا کرنے والی غذاؤں سے پرہیز کرائیں۔ شیر مختر کو روغن کدو اور روغن نیلوفر کے ساتھ سڑکائیں۔ فربہ چوزوں پر حوذانات[1] خشخاش اور میدہ لپیٹ کر کھلائیں۔ یا ان مواقع کے مناسب دیگر غذائیں دیں۔ مثلاً عرق باقلیٰ اور روغن بادام شیریں کی ثرید پلائیں۔ یا باقلیٰ مقشر کو کوٹ پیس کر روغن بادام میں جوش دے کر پلائیں۔

اگر اختلاط کبھی پایا جائے اور کبھی زائل ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ غلیظ خلط ریاحی دماغ کے اس حصّہ میں چڑھ آئی ہے۔ طبیعت کی معاونت یا حُسنِ تدبیر یا پرہیز سے جب تحلیل ہو جاتی ہے تو مرض جاتا رہتا ہے اور مضر اشیاء پھر استعمال میں آجاتی ہیں تو اس کے عود کرنے سے مرض کی کیفیت رونما ہو جاتی ہے۔

کبھی اس مرض میں صرع کے مانند دورے پڑتے ہیں۔ دورہ پڑنے کا سبب ہم صرع کے تحت بیان کر چکے ہیں۔ البتہ پرہیز کو لازم قرار دیں۔ یہاں اس مرض کا شافی علاج

---

[1] حوذان حاء کے زبر اور پیش سے۔ خوش مزہ ترکاریاں (مترجم) صاحب محیط اعظم نے لکھا ہے کہ نیلوفر کو کہتے ہیں۔ جلد ۲ صـ ۱۶۱

اس لئے بیان نہیں کیا گیا ہے کہ صداع بارد، سبات بارد اور خود اسی مرض میں اس کا بیان کیا جا چکا ہے۔ غرض سبب دریافت کر کے اسی کے مطابق علاج کریں۔
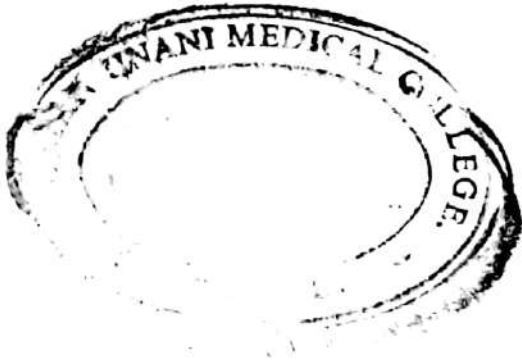
باب (۲۵)

جمود (اکڑ جانا)

جمود کو بعض اطبا، شخوص کہتے ہیں۔ یہ ایک بارد و خشک مرض ہے جو دماغ کے آخری حصّہ (موخر دماغ) میں ہوتا ہے۔ اس میں مبتلا شخص کی آنکھیں کُھلی اور جمی رہ جاتی ہیں۔ اکثر حرکات میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ یہ نخاعی شرکت کے باعث، دماغ کا افضل ترین مقام ہوتا ہے۔ یہیں اشیاء معلومہ چھپتی ہیں۔ گو دماغ کے سارے ہی حصّوں کو فضیلت حاصل ہے مگر اس حصّہ کو جو فوقیت ہے وہ اس لئے ہے کہ اس سے صادر ہونے والے افعال دیگر افعال پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس کے افعال میں حفاظت کرنا۔ تمام بدن کو ترسیل ـــــ اور نخاع کو غذا فراہم کر کے سارے اعصاب کی پرورش کرنا داخل ہے۔

دماغ کے ابتدائی حصّہ میں تخیّل اور درمیانی حصّہ میں تفکّر کی قوت پائی جاتی ہے۔ حفظ اور تخیل میں بڑا فرق ہے۔ اسی طرح تفکّر میں اور اشیاء کے قائم و ثابت ہونے میں بھی بڑا فرق ہے۔ اگر ثبات (حفظ) و فکر نہ ہوتے اور محض تخیل ہی ہوتا تو انسان کی حالت پاگلوں اور بچوں جیسی ہوتی۔ معقولات اور محسوسات اسی وقت حاصل ہوتے ہیں جب قوّت حفظ اور ثبات موجود ہوں۔ ہم اس حصّہ دماغ کے دیگر حصّوں پر فوقیت رکھنے کا ایک اور ثبوت پیش کرتے ہیں وہ یہ کہ جب دیگر حصّوں میں برودت داخل ہوتی ہے تو اس کا ضرر صرف اس حصّہ کے افعال تک محدود رہتا ہے لیکن

جب موخر دماغ میں ہو تو صرف دیگر حصّوں کے افعال بلکہ تمام اعضاء کے افعال مرکبہ/ دبسیطہ بھی باطل ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ اس مرض میں مبتلا شخص آنکھوں کو حرکت دینے پر قادر نہیں ہوتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ گال کا عضلہ چار حصّوں میں تقسیم ہوتا ہے ہر ایک کے درمیان جھلّی کا پردہ ہے۔ اس مرض سے یہ عضلہ پھیل کر اس کا فعل باطل ہوجاتا ہے۔

اس مرض کے اچانک وقوع پذیر ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ حصّہ اعتدال سے بڑھی ہوئی سردی اور گرمی کی اذیت کو برداشت نہیں کرسکتا۔ ادنیٰ ساضرر بھی صرع پیدا کردیتا ہے، جس سے اس حصّہ کا فعل باطل ہوکر "قدرت" مفقود ہوجاتی ہے۔

اس مرض اور سرسام بارد میں نمایاں فرق ہے۔ یعنی سرسام بارد، دماغ کے پردوں اور اوسط و مقدّم دماغ میں ہوا کرتا ہے۔ اگر سرسام موخر دماغ میں ہوتا تو مریض آنکھ پھرانے، پلک جھپکانے پہلو بدلنے اور کلام کرنے پر قادر نہ ہوتا۔

اس کا علاج یہ ہے کہ اگر مریض استفراغ کا متحمل ہو تو متوسط حقنوں سے استفراغ کرائیں۔ ساقین کی حجامت کرائیں۔ پنڈلیوں اور پیٹھ پر ضماد لگائیں۔ یعنی ریڑھ کی ہڈی کے آغاز سے عصعص (پیچی ہڈی) تک۔

حقنہ کا نسخہ:۔ قرطم۔ حسک۔ تخم میتھی۔ تخم سویا۔ برگ ریحان سلیمانی۔ بابونہ ناخونہ۔ چقندر۔ گیہوں کی بھوسی۔ خطمی۔

ان دواؤں کو حقنہ کی طرح پکائیں۔ پھر صاف کر کے ۲۵۰ ملی لیٹر یا مریض کی قوت برداشت کے مطابق لے کر اس میں قدرے روغن بلسان اور روغن بید انجیر، قدرے بورق اور مناسب مقدار میں سُرخ شکر یا شہد ملا کر ہاون میں پیس لیں۔ اس مرض کے ضماد اور حقنوں کے ادویہ کے پیسنے کے لئے لوہے یا تانبہ کے ہاون عمدہ ہیں۔

مذکورہ حقنہ دن میں دو یا تین دفعہ کرائیں۔ بشرطیکہ مریض اس کی قوت رکھتا ہو اور اس کے مزاج میں بگاڑ کا اندیشہ نہ ہو۔

ضماد کا نسخہ:۔ میتھی ۱۰،۵ گرام۔ صبر ۱۷،۵ گرام۔ جند بید ستر ۳،۵ گرام۔ سنبل ۳،۵ گرام۔ سب کو پیس کر ۵۰ گرام خطمی سفید اور ۱۰،۵ گرام آرد کرسنہ ملا کر روغن قسط یا سنبل یا بلسان میں گوندھ لیں۔ پھر سرکہ ملے ہوئے پانی میں حل کر کے ریڑھ کی ہڈی پر مونڈھوں کے نچلے حصّہ سے شروع کر کے آخری سرے (عصعصی) تک لگائیں۔ پورے بدن کو روغن سوسن

یا روغن سنبل سے نرم اور ڈھیلا کریں۔ گرم روغن غار میں سر ڈبوئیں۔

ساقین کے ضماد کا نسخہ:۔ مرزنجوش ۲۵ گرام۔ اجزہ ۲۵ گرام۔ فیل گوش ۲۵ گرام۔ بادآورد اور تازہ جنگلی پیاز ۳ تا ۴ عدد۔

سب کو اچھی طرح کوٹیں۔ خصوصًا پیاز کو خواہ خشک ہو یا تر اتنی دیر کوٹیں کہ مثل مرہم کے ہو جائے۔ پھر آگ پر رکھ کر پکائیں، اور تھوڑا پرانا سرکہ ڈال کر ساقین اور قدین پر ضماد کریں ساقین اور قدین پر ضماد کرنے کا سبب تو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ جب دماغ میں کوئی حار یا بارد علت پیدا ہو تو اس طرح کے ضماد لگائے جاتے ہیں۔

بعد ازاں سر کے آخری حصہ، گال اور کنپٹیوں پر یہ ضماد لگائیں۔

زوفا خشک، صعتر فارسی۔ زدفا تر ہر ایک ۳٫۵ گرام۔ مُر۔ جند بیدستر ہر ایک ۱٫۷۵ گرام۔ گوند سداب کوہی یعنی ثافسیا ۱٫۲۵ گرام۔

سب دواؤں کو کھرل کر کے قدرے آرد جو اور خطمی ملائیں۔ پھر روغن سنبل کی قیروطی بنا کر ان دواؤں کو مخلوط کر کے ان کا ضماد کریں۔ وقفہ وقفہ سے مُشک اور جند بیدستر سُنگھائیں نتھنوں پر کوئی متوسط گرم خوشبو طلا کریں۔ یہ سب تدابیر اسی وقت قابل عمل ہیں جب مریض کا مزاج اس کی اجازت دے / اور حس کے گرم ہونے کا اندیشہ نہ ہو تبدیلئ مزاج کی علامت یہ ہے کہ موخر سر میں لازمًا درد ہوگا۔ لہٰذا پیشانی کی رگ کے فصد سے مزاج کی تعدیل کریں اور تعدیل و تسکین اس قدر ہو کہ متوسط حرارت برقرار رہے کیوں کہ متوسط حرارت اس مرض کو دور کر دیتی ہے جیسا کہ گرم بخار، تشنج امتلائی کو دور کر دیتا ہے۔

میرا کئی دفعہ کا مُشاہدہ ہے کہ اس کا مریض عرصہ تک حسن تدبیر کے ساتھ علاج کے جاری رہنے سے شفایاب ہو جاتا ہے۔

میں نے ایک مریض کو دیکھا جو واسط کے ایک طبیب کے زیر علاج تھا۔ جب علاج میں دُشواری ہوئی تو اس نے مریض کو جماع کرنے کا مشورہ دیا، جس پر عمل کرنے سے مریض اسی دن مر گیا۔

۳۴۲ھ میں کوفہ میں بنی مقلہ کا ایک شخص اسی مرض میں گرفتار ہوا تو اس کو بغداد منتقل کیا گیا جہاں یہ ذبابہ نامی شخص کے زیرِ علاج رہا، جو علاج معالجہ میں متوسط واقفیت رکھتا تھا۔ اس نے مریض کو جماع کا مشورہ دیا۔ اس سے اُس پر فالج کا حملہ ہوا اور کچھ ہی دن میں وہ ہلاک ہوگیا۔

اس مرض میں سعوط کے لئے کرک کا پتہ، جند بیدستر، مُشک مفرد یا مرکب بقدر ضرورت ملاکر استعمال کریں۔ البتہ سعوط کرنے سے پیشتر استفراغ، قوت کی بحالی اور عقل کی سلامتی کو ملحوظ رکھیں۔ نیز مریض کے مزاج اور قوت پر بھی غور کئے بغیر اس کو دوا کے سعوط کرانے کی غلطی نہ کریں، کیوں کہ پہلے ہی مرحلہ میں سعوط نہایت خطرناک ہے۔

ان تدابیر کے بعد بھی اگر کچھ مرض باقی رہ جائے تو معجون قوتایا کھلائیں اور اسی کو تالو پر لگائیں۔ ممکن ہو تو مویز، عاقرقرحا کا غزارہ کرائیں۔

واضح رہے کہ ہم نے اس مرض کی نسبت متقدمین میں رائج علاج مکمل طور پر بیان کر دیئے ہیں۔
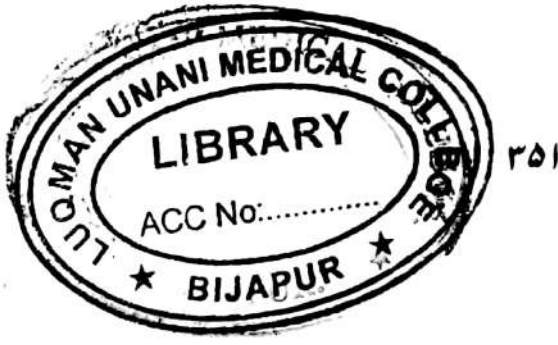
باب (۲۶)

کابوس (نیند میں گھٹنا)

کابوس صرع کی چوتھی قسم ہے۔ صرع کی پیدائش چار طرح سے ہوتی ہے اور کابوس چوتھی نوع کی ایک قسم ہے[1] ہم اس مرض کی تفصیل، اسباب کی شرح اور علاج کا بیان آگے کرینگے صرع کی دوسری نوع وہ ہے جس کا آغاز اور حرکت دونوں قدم اور پنڈلیوں سے ہوتی ہے، نوع ثالث میں معدہ سے ابتدا تحریک ہوتی ہے۔ چوتھی نوع میں پورے بدن سے تحریک ـــــ ہوتی ہے۔ اس میں زبان لڑکھڑاتی اور ہونٹ پھڑکتے ہیں۔

کابوس، اخلاط غلیظہ کا ناپختہ غلیظ بخارات کے ساتھ دماغ کی طرف چڑھنے کا نام ہے کابوس بالعموم اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب فضلات مقدم دماغ کے اندر اکٹھا ہو جاتے ہیں۔ اور یہ انھیں منتقل کر کے کنپٹیوں کے عضلات اور زبان کو حرکت دینے والے عضلاء کو شریک کر لیتا ہے نیز سینہ اور پھیپھڑہ غلیظ بخارات سے پُر ہو جاتے ہیں۔ جب ایسے اسباب یکجا ہو جاتے ہیں تو کابوس لاحق ہو جاتا ہے۔

یہ مرض اکثر نیند میں ہوا کرتا ہے۔ کیوں کہ نیند کی حالت میں حرکات نفسانی کے سکون سے بخارات

---

[1] دونوں مخطوطوں کے اندر عبارت گنجلک ہے۔ (م)

میں کثرت اور غلظت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیند کے ساتھ ہی قویٰ طبعی میں قوت پیدا ہو جاتی ہے اور پورے بدن سے بخارات تحلیل ہونے لگتے ہیں۔ یہی بخارات اگر گرم اور غلیظ ہوں تو دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔ دُنیا کی صُورت یہ ہے کہ بخارات رات کو ٹھنڈے اور غلیظ ہو کر زمین کی طرف لوٹتے ہیں۔ کیوں کہ سُورج کرۂ ارض کے نیچے چلا جاتا ہے۔ حیوانات اور نباتات کے حالات پر غور کرنے سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے، بدن انسانی کے حالات بھی اس دُنیا کے حالات سے بے حد قریب تر ہیں۔ چنانچہ جب دن میں سُورج زمین پر چمکتا ہے تو افعالِ نفس کے حرکات کے ساتھ ساتھ بدن کے بخارات بھی لطیف ہو کر اوپر کی طرف چڑھنے لگتے ہیں اور سر سے شعلہ کی طرح خارج ہوتے رہتے ہیں۔ جب ہوا ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو پھر غلیظ ہو کر نیچے کی طرف پلٹ آتے ہیں۔ اور دماغ پر ان کا بوجھ پڑتا ہے تو دماغ سے قریبی عضلات اور سینہ کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ نیند میں ہی ہونا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ مریض کو محسوس ہوتا ہے کہ کوئی اس کا گلا دبوچ رہا ہے۔ کابوس کے معنی گلا گھونٹنے اور دبوچنے کے ہیں۔ یعنی/بخارات، ہوا کی برودت سے غلیظ ہو کر جب دماغ پر دباؤ ڈالتے ہیں تو سونے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی شئے اس پر آ پڑی ہے اور اسے بات کرنے اور سانس لینے سے محروم کر رہی ہے، گویا کہ وہ کوئی واقعی چیز ہے۔ اس کی مزید وضاحت یہ ہے کہ یہ خیالی شئے مقدم راس میں رونما ہوتی ہے۔ نیند کی حالت میں اس طرح کا تخیل، خواب کے احوال اور تصرفات کے مماثل ہے۔

اگر مذکورہ سبب سے مرض لاحق ہو، یعنی ماحول میں، عدم حرارت کی وجہ سے بخارات اپنی طبعی حد سے زیادہ ٹھنڈے اور غلیظ ہو جائیں تو اس کا علاج طبیعت کو گرم کر کے اور کثیف و غلیظ بخارات کی تحلیل سے کریں۔ جاننا چاہیئے کہ بخارات دو طرح سے تحلیل ہوتے ہیں۔ ایک حرکت اضطراب اور سانس روک دینے سے، دوسرے جاگ جانے سے۔ کیوں کہ بیداری سے حرکت پیدا ہو کر حرارت غریزی قوی ہو جاتی ہے۔

اس مرض میں غفلت و بے پرواہی ہرگز نہ برتیں۔ اس کا بار بار کا حملہ، دماغ کے دوسرے حصّوں کو بھی متاثر کر کے مرگی کے مرض سے بدل جاتا ہے۔ اور یہی بگاڑ جب متعدد ہونے لگے تو غلیظ بخارات معدہ پر غالب آجاتے اور صرع کی تیسری قسم اختیار کر لیتے ہیں اور جب فساد پورے بدن کو گھیر لیتا ہے تو سارے بدن میں صرع لاحق ہو جاتا ہے، جو فساد اور اخلاط کی سب سے بدترین قسم ہے۔

کابوس کے علاج میں سب سے پہلے، مریض کی عمر، مزاج اور قوت پر غور کریں اگر وہ متحمل معلوم ہو تو صافین کی فصد کھول کر مکمل استفراغ کرائیں۔ ردی اخلاط پیدا کرنے والی غذاؤں کے استعمال سے منع کریں۔ تیتر، پہاڑی چڑیا اور تدرج (لوا) کھلائیں۔ غذا کی مقدار حتی المقدور کم کریں۔ پھر مطبوخ افیتمون سے استفراغ کرائیں اور اس سے دس دن کے بعد اس حب ایارج سے استفراغ کرائیں جو ہماری قرابادین میں مذکور ہے۔ نیز تنقیہ کے لئے حب شبیار کھلائیں۔ اس کے بعد بھی مرض دور نہ ہو تو پرہیز کرا کے پندرہ دن تک مسلسل حب ایارج لوغازیا کھلائیں، اور قدرے تالویہ بھی لگائیں۔ عاقرقرحا اور مویز کا غرارہ کرائیں سر کو سرکہ اور روغن گل سے تقویت پہنچائیں۔
ان تدابیر سے ضرور مرض دفع ہو جاتا ہے۔

باب (۲۷)

صرع (مِرگی)

ہم بیان کر چکے ہیں کہ صرع کی چار قسمیں ہیں اور بقراط کی رائے کے موافق کابوس کو بھی اسی کی قسم شمار کر کے اس کی تفصیل لکھ چکے ہیں۔ اب ہم جالینوس اور اس کے عہد کی تحقیق کی بنا، پر اس کی دیگر تین قسمیں بیان کرتے ہیں۔

مرگی کے مرض کا آغاز دونوں قدم اور پنڈلیوں سے ہوتا ہے یعنی مریض یہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی ٹھنڈی المناک شئے (بخارات باردہ) پانوں یا پنڈلیوں سے اٹھ کر سر کی طرف چڑھ رہی ہے اور جب کثیر مقدار میں چڑھ جاتی ہے تو اضطرابی کیفیت طاری ہو کر عقل زائل ہو جاتی اور کف نکلنے لگتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ساقین اور قدمین کے متعدد اعصاب دماغ میں مشارکت اتصالی رکھتے ہیں مثلاً حبلین اور وریدین جن میں کے دو آگے سے اور دو پیچھے سے نکلتے ہیں، جن کا طبعی اتصال رکبتین (گھٹنوں) پر ظاہر اور واضح طور پر دکھائی دیتا ہے جو ریڑھ کی ہڈی اور پانوں کے پنجہ سے متصلاً گذرتے ہوئے عظم زورقی کے نیچے داخل ہو جاتے ہیں پھر یہ سلسلہ قدم کی پُشت پر سے پھیل کر انگلیوں سے جا ملتا ہے تاکہ ان کو مربوط و مضبوط رکھے۔

بعض اطباء کی رائے میں سوداوی مادہ اور ارسطو کی رائے کے مطابق بلغمی خلط جب سر میں جمع ہو جاتی ہے تو اس کی تحریک دورہ کے مانند ہوتی ہے۔ یہ تحریک یا تو اجتماع شمس و قمر کے

بعد، جب سُورج علحدہ ہو جاتا ہے، لیکن چاند (بدستور) گرم رہتا ہے اور خلط بھی گرم ہوتی ہے، تو پیدا ہوتی ہے یا امتلاء قمر کے وقت، جبکہ اخلاط کی کثرت ہوگئی ہو، یہی صُورت رونما ہوتی ہے۔ اخلاط آہستہ آہستہ جمع ہونے لگتے ہیں حتیٰ کہ بطونِ دماغ (کے مجاری) کو بند کر دیتے ہیں۔ نتیجۃً روح نفسانی کی طبعی گردش رُک جاتی ہے اور دماغ میں ہیجان پیدا ہوکر عقل میں زوال اور غیر اختیاری افعال کا صدور ہوکر مریض گر پڑتا ہے۔

قدمین سے شروع ہونے والے صرع کی تین علامتیں ہیں۔

پہلی علامت جس کو ہم بیان کر چکے ہیں یہ ہے کہ مریض محسوس کرتا ہے کہ کوئی دردناک ٹھنڈی شئے قدمین سے چڑھ رہی ہے۔ مریض کی آنکھیں پتھرا جاتی اور چہرہ کی رنگت چُونے جیسی سفید یا نیلگوں سیاہ ہوجاتی ہے۔ پھر مریض گر پڑتا ہے۔

دوسری علامت یہ ہے کہ انگڑائیاں اور جمائیاں آتی ہیں۔ آنکھوں سے پانی بہنے لگتا ہے اور پیشاب قطع ہوجاتا ہے۔

تیسری علامت یہ ہے کہ پاؤں کی انگلیاں اور پاؤں مُڑنے لگتے ہیں اور اعضاء میں ایسا تناؤ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ کثیر استفراغ کے بعد ہوا کرتا ہے جو کبھی محض پنڈلیوں سے اٹھتا ہے پھر جب ضرر و فساد میں شدّت ہوتی ہے تو پُورے بدن سے اٹھتا ہے۔

واضح رہے کہ خلط کا چڑھنا مرگی کا موجب نہیں ہے بلکہ بطونِ دماغ ہے جس میں سُدہ پڑ جاتا ہے۔ جب خلط اُوپر چڑھتی ہے تو نفس میں دُشواری و تنگی ہوتی ہے اور اُسے پھیلنے کا راستہ نہیں ملتا نتیجہ میں دماغ ہل جاتا اور عقل زائل ہوجاتی ہے یہاں تک کہ مریض گر جاتا ہے۔

اس نوع کا علاج یہ ہے کہ صعودِ خلط کے مبداء سے کچھ اُوپر پنڈلیوں کو باندھ دیں۔ اور اس کے نچلے حصّہ میں پچھنے لگائیں اور حجامت کریں۔ بندھن ویسے ہی رہنے دیں تاآنکہ دورہ پڑنے کے مقررہ اوقات ٹل جائیں۔ اس کے بعد ذیل کا مطبوخ پلائیں۔

ہلیلہ سیاہ۔ ہلیلہ کابلی ہر ایک ۵ر۵۲ گرام۔ ہلیلہ د آملہ وشیر آملہ ہر ایک ۵ر۱۰ گرام سنا، اسطوخودوس۔ قنطوریون۔ غافث ہر ایک ۱۴ گرام۔ افسنتین رومی ۵ر۲۴ گرام افیتمون اقریطی ۵ر۲۴ گرام (کپڑے میں باندھ کر) تربد کوفتہ ۵ر۱۰ گرام۔ ریوند کوفتہ ۷ گرام۔ فوہ مر ہر ایک ۵ر۱۰ گرام۔ کمادریوس ۵ر۱۰ گرام۔ جعدہ ۵ر۱۷ گرام۔ ایرسا ۵ر۲۴ گرام۔ مویز منقیٰ طائفی ۷۰ گرام۔

سب دواؤں کو مطبوخ کی طرح پکائیں اور چھان لیں پھر غاریقون ۷۵ر۱ گرام۔ ایارج فیقرا

۲،۵۵ گرام۔ خربق سیاہ ۵۱۲ ملی گرام کو بھی پیسنے چھاننے کے بعد اس میں ملالیں اور شہد میں گوندھ کر ۳۵۰ گرام یا بقدر قوت مریض کو نہار منہ کھلائیں۔ اثنائے استعمال مکمل پرہیز کرائیں۔ ردی غذائیں نہ دیں۔ اس دوا سے اگر مزاج میں تبدیلی نہ ہو تو معجون شریطوس اور ایارج آرکاغانیس میں سے کوئی ایک دوا بقدر ۷ گرام ہر تیسرے دن کھلائیں۔ پھر مریض کی قوت برداشت کا اندازہ کریں۔ اگر وہ استفراغ سے زائد کی متحمل معلوم ہوتی ہے تو صافن کی فصد کھول کر کثیر مقدار میں خون کا اخراج کریں۔

ہم اس نوع کے علاج میں کچھ زیادہ تفصیل سے کلام نہیں کریں گے کیوں کہ دیگر دو انواع کا علاج بھی تقریبًا یکساں ہے۔ البتہ اس نوع کا خصوصی علاج پنڈلیوں کا باندھنا پچھنے لگانا اور سنگھیاں کھینچنا ہے۔ بعض اطبار کہتے ہیں کہ پنڈلیوں کا زخم جلد مندمل نہیں ہوتا۔ اس میں پیپ پڑ کر اخلاط بہنے اور زائل ہونے لگتے ہیں۔

واضح ہو کہ جو لوگ جراحت کر کے شگاف دینے کے قائل ہیں ان کے نزدیک اس کا فائدہ یہ ہے کہ قوی اعضار سے کمزور اعضار کی طرف اخلاط دفع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سر میں یا پورے بدن میں جمع شدہ اخلاط کا بھی استفراغ ہو جاتا ہے۔

مرگی کی دوسری قسم وہ ہے جو معدہ سے شروع ہوتی ہے۔ اس میں مریض، معدہ میں خلجان، ہونٹوں میں بھربھراہٹ محسوس کرتا ہے اور منہ میں پانی بھر جاتا ہے جس سے ذائقہ بگڑ کر بھٹا ہو جاتا ہے۔ دواجین اور شریانیں ایسا لگتا ہے کہ پھیل کر سخت ہو گئی ہیں۔ نتھنے معمول سے بڑھ کر پھول جاتے ہیں۔ اور گلا گھٹنے کی سی کیفیت طاری ہو کر مریض گر جاتا ہے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ فم معدہ یا قعر معدہ سے لذاع، خلط سوداوی یا بلغمی اٹھتی ہے جو فاسد اور غلیظ ہو کر سر میں پہنچ جاتی ہے جس سے نفس میں تنگی پیدا ہو کر اضطراب ہونے لگتا ہے اور بطون دماغ میں مجاری نفس بند ہو کر گھٹن محسوس ہوتی ہے۔

اس نوع کا علاج/یہ ہے کہ ابتدار میں، باری کے وقت سے بہت پہلے صافن کی فصد کھولیں۔ اس کے بعد قے کرائیں۔ اور جب دورہ پڑے تو غذاؤں سے قوت بحال کریں نمکین مولی، رائی کے ساتھ کھلائیں یا اسفید باج میں کثیر سویا اور مولی ڈال کر دیں۔ پھر ایک دن گرم پانی کے ہمراہ شکنجبین پلا کر قے کرائیں اور دوسرے دن پیاز کی شکنجبین میں گرم پانی، سوئے کا پانی اور شہد و نمک میں پکائی ہوئی مولی کا پانی ڈال کر پلائیں اور قے کرائیں قے کرانے کے بعد مریض کے مزاج میں بنور تامل کریں۔ ردی اور مضر اشیار سے پرہیز کرا کے ذیل کی شکنجبین پلائیں:

نسخہ برشکنجبین : تازہ اور بڑی پیاز لے کر ٹکڑے ٹکڑے کرلیں اور ایک چھلنی دار برتن میں ڈالیں۔ ایک دوسرے برتن میں عمدہ قسم کا پرانا سرکہ ڈالیں۔ چھلنی دار برتن اور سرکہ کے برتن کے درمیان ایک انگل کا فاصلہ رکھ کر دونوں کے سر ڈھانکنے کے بعد مٹی لگادیں، اور گیہوں یا راکھ میں پندرہ دن تک دفن رکھیں۔ بہتر ہے کہ راکھ میں دفن کریں۔ پندرہ دن کے بعد نکال لیں۔ تھوڑی سی پیاز کے سوا پوری پیاز سرکہ میں گر جائے گی۔ پھر سرکہ کو پکا کر صاف کرلیں اور اس میں مریض کی طبیعت کے لحاظ سے شکر یا شہد شریک کرکے مسلسل پلائیں غذاؤں میں صرف لطیف غذائیں دیں۔ اگر مریض متحمل ہو تو اس مطبوخ سے دوسری اور تیسری دفعہ استفراغ کرائیں :

نسخہ : گلاب، افسنتین۔ بیخ سوسن آسمانجونی (ایرسا) ہلیلہ سیاہ سب دواؤں کو پکا کر ۵،۲۵ گرام ایارج فیقرا ۲۵، ۵ گرام غاریقون اور تربد ۵، ۳ گرام شریک کرکے کھرل کریں اور گوندھ لیں۔ مریض کی قوت کے موافق ایک یا دو خوراک دیں۔

کبھی یہ گولیاں بھی استعمال کی جاتی ہیں :

خربق سیاہ (دودھ میں تر کرکے خشک کی ہوئی) ۵، ۳ گرام۔ جنطیانا ۲۵، ۵ گرام۔ غاریقون ۷ گرام۔ عاقرقرحا ۲۵، ۵ گرام۔ افیتمون ۵، ۳ گرام۔ افسنتین ۲۵، ۵ گرام۔ نمک ہندی ۷۵، ۱۰ گرام۔ کندش کو ہی ۵، ۳ گرام (جسے سرکہ میں سات روز تر کرکے دھوپ میں خشک کرلیں اور اس کے سیاہ چھلکے دور کرکے سخت اجزا کو پیس لیں) ایارج فیقرا ۵۱۲ ملی گرام، سقمونیا مشوی ۱۲، ۵ گرام۔

سب دواؤں کو کھرل کرکے پیاز کے تند سرکہ میں گوندھ لیں۔ پھر کسی برتن میں ڈال کر اس کا سر ڈھانک دیں اور ایک دن دھوپ میں رکھیں۔ پانچ دن تک مریض کو پرہیز کرائیں اور اس دوران میں اسے کثیر مقدار میں چنے ڈالا ہوا اسفید باج دیں۔ بعدہ اوپر کی دوا ۶۵، ۱۱ گرام تا ۵، ۱۲ گرام، جیسی بھی مریض کی قوت ہو، اس کا لحاظ کرکے کھلائیں۔ بعض لوگوں نے معجون باقودیا، تریاق کبیر یا تریاق اربعہ کھلانے کا مشورہ دیا ہے۔ یہ دوائیں مسلسل نہ کھلائیں بلکہ بیچ بیچ میں وقفہ دیتے جائیں۔ مریض کے معدہ پر یہ ضماد لگائیں۔

صبر، مر۔ ہر ایک ۵، ۱۰ گرام۔ سنبل، مصطگی ہر ایک ۵، ۳ گرام۔ قصب الزریرہ۔ نیل۔ ہر ایک ۷ گرام۔

سب دواؤں کو کوٹ کر تازہ آس اور قدرے پرانی شراب میں گوندھ لیں اور معدہ پر ضماد کریں۔

کبھی گرم حقنے بھی کرائے جاتے ہیں ، جن میں گوند شامل نہیں کیا جاتا بلکہ ان کو شور اور نمکین دواؤں سے لذّاع (تیز) بنایا جاتا ہے۔

ایسے بچّے جن کے عانہ پر بال نہ اُگے ہوں وہ علاج سے اس مرض سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔لیکن اوپر بیان کردہ دواؤں کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ان کے لئے ذیل کی معجون تیار کریں۔

حنظل اصفر کا گودا ۵،۳ گرام (جو بالکل گول پختہ پھل سے حاصل کیا گیا ہو، مدحرج سبز مہلک مہلک اور اصل پر ایک پایا جانے والا اردی ہوتا ہے) خربق سیاہ ۳،۵ گرام۔حب الغار ۶۵،۴ گرام غاریقون ۷ گرام۔تربد ۳ گرام۔ایارج فیقرا ۲۵، ۵ گرام۔ماہی زھرہ ۲۵،۱ گرام کشتہ پوست بیضہ۔نوشادر ۲۵،۱ گرام۔رب السوس ۷ گرام۔ہوم المجوس ۷ گرام۔

سب کو پیس چھان کر بقدر فلفل سیاہ گولیاں بنائیں۔خوراک ۷۵،۶ گرام۔ان گولیوں کی دو یا تین خوراک مسلسل کھلائیں۔ایک خوراک سے دوسری خوراک کے درمیان سات دن سے زیادہ وقفہ دیں۔اگر مریض استفراغ کو برداشت کر سکتا ہے تو بلا توقف استفراغ کرائیں جب اخلاط کے مزاج میں دشواری ہو تو ماءالاصول پلا کر انھیں رقیق کریں۔بعدہ استفراغ کی کوئی ایک دوا پلائیں۔اس قسم کے مرض میں صافین اور باسلیق ابطی کے علاوہ اسیلم کی بھی فصد کی جاتی ہے۔

مرگی کی تیسری قسم وہ ہے جو پورے بدن بالخصوص سر میں فضلات کے جمع ہونے سے لاحق ہوتی ہے۔یعنی بطونِ دماغ مسدود ہو کر روح نفسانی کا پھیلاؤ اور اس کی گردش روک دیتے ہیں۔دورہ کا وقت مقرر ہوتا ہے جس میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوا کرتی۔

اس نوع کا سبب یہ ہے کہ فاسد بخارات دماغ کی طرف چڑھتے ہیں اور رُوح نفسانی ان کو ہٹانے کے درپے ہوتی ہے لیکن کامیاب نہیں ہوتی۔اسی کش مکش کے نتیجہ میں مریض سے غیر منظم حرکات صادر ہونے لگتے ہیں۔مُنہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے آنکھیں پھر جاتی اور انگلیاں مڑ جاتی ہیں مُنہ سے کثیر مقدار میں صابون کے جھاگ جیسا کف نکلنے لگتا ہے۔یہ کف جیسی رطوبت (فی الحقیقت) سر سے اترتی اور مُنہ سے خارج ہوتی ہے۔کیوں کہ دماغ میں جمع شُدہ خلط میں حرکت ہونے اور سانس میں تنگی ہونے کی وجہ سے وہ رقیق اور کف بن کر اُبلنے لگتی ہے۔یہ صورت حال بالکل ایسی ہے جیسی کہ کسی ٹھہری ہوئی سیال شئے کو حرکت دیں تو اس میں کف نمودار ہوتا ہے۔ایسے ہی سر کی رطوبت ٹھنڈی ہو کر مُنہ اور باچھوں کی طرف اُتر آتی ہے۔مرض کی اس نوع میں کف کا آنا اس

کی خاص علامت ہے، گو کہ دوسرے انواع میں بھی کف آسکتا ہے۔

مرض کی اس قسم کا علاج یہ ہے کہ ابتدا میں پنڈلیوں کی حجامت کرائیں۔ پنڈلیوں اور قدم کو باندھ دیں اور یہ ضماد لگائیں۔

رائی سیاہ ۵،۱۷ گرام۔ پیاز دشتی غیر مشوی، ۳۵۰ گرام۔ زبیب کوہی ۵،۱۷ گرام۔
سب کو اچھی طرح کوٹ لیں اور جنگلی پیاز کے سرکہ میں حل کرکے پنڈلیوں اور قدموں پر ضماد کریں بعد ازآں قیفال اور اکحل کی فصد کھولیں۔ پھر ان حقنوں سے استفراغ کرائیں جن کا ذکر سر کے امراض بارد کے سلسلہ میں کیا گیا ہے۔ بعدہ شیطرج ہندی اور ساذج ہندی ہر ایک ۵،۳ گرام۔ ایارج فیقرا ۷ گرام ملاکر پیسیں اور گوندھ کر گولیاں بنالیں اور ۶۵،۱۱ گرام کی مقدار کی دو یا تین خوراکیں کھلائیں عاقرقرحا، مویز، رائی اور ایارج فیقرا جیسی دواؤں سے غرارہ کرائیں۔

کندس، صبر، کلونجی کو پیس کر عطوس کرائیں۔ حتیٰ المقدور لطیف تدابیر سے علاج کریں کیوں کہ مرگی کی اس قسم میں آدمی کبھی ہلاک بھی ہو جاتا ہے۔

یہ گولیاں بھی مفید ہیں۔

ایارج فیقرا۔ ۵،۳ گرام۔ خربق سیاہ ۵،۳ گرام۔ جاؤشیر ۳۷،۴ گرام۔ زوفا یابس ۷ گرام غاریقون ۷ گرام۔

ان سب کو پیس چھان کر ۳۵۰ ملی لیٹر پُرانے سرکہ میں گوندھ لیں۔ پھر ۵،۳ گرام کندش ۵،۳ گرام لوبان لے کر مذکورہ سرکہ میں اتنی دیر جوش دیں کہ خشک ہو کر ۱۰۵ گرام رہ جائے پھر سفل صاف کرکے اسے پہلی دواؤں میں ملاکر چھوٹی چھوٹی گولیاں بنالیں۔ مکمل پرہیز کے بعد یہ گولیاں ۵،۱۳ گرام کھلائیں اگر مریض ان گولیوں کا متحمل ہو جائے تو ضرور صحت ہو جاتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ ایک عسیر العلاج اور موذی بیماری ہے۔ جس مریض کی عمر ۴۰ سال سے متجاوز ہو گئی ہو، اس کے شفایاب ہونے کی اُمید نہیں۔

روفس بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو مرگی کا مریض تھا۔ اس کو ایک دفعہ ایسا شدید ہیضہ لاحق ہوا کہ بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ پھر کچھ دنوں بعد سرسام حار میں مبتلا ہوا ایک مدت تک وہ اسی حالت پر رہا۔ اسی دوران اس مرض اور مرگی دونوں سے وہ شفایاب ہو گیا۔

مرگی کا ایک نادر علاج یہ ہے کہ مریض کے گلے میں فاوانیا (عود صلیب) کی لکڑی لٹکائیں اور اس تدبیر کو حقیر نہ سمجھیں۔ جالینوس بیان کرتا ہے کہ اس نے اس مرض میں مبتلا ایک مریض کا

اسی سے علاج کیا ہے۔ بعض ثقہ اطباء نے بیان کیا ہے کہ انھوں نے مرگی میں مبتلا ایک بچے کے گلے میں فادانیا (عود صلیب) لٹکایا تھا، جس سے مرض کے دورے موقوف ہو گئے تھے۔ اتفاقاً یہ لکڑی بچے کے گلے سے گر کر گم ہو گئی جس سے مرض عود کر آیا۔ اور جب دوبارہ لٹکا دی گئی تو مرض جاتا رہا۔ ہماری رائے میں اس سے شفاء دو سبب سے ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ اس لکڑی میں کوئی ایسی خاص طاقت پوشیدہ ہے جو مرض کو اس طرح جذب کر لیتی ہے جس طرح مقناطیس لوہے کو۔ دوسرے یہ کہ اس کا جوہر چھوٹے چھوٹے اجزاء میں تحلیل ہو کر دماغ کی طرف چڑھتا ہے اور اخلاط مجتمعہ کو زائل کر دیتا ہے۔

اس لکڑی سے شفاء کے قائل شخص پر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس کے چھوٹے چھوٹے اجزاء کے جوہروں میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ بدن میں پہنچ کر مرض کو زائل کر دیتے ہیں تو کیوں نہ اس کو شرباً واکلاً استعمال کیا جائے کہ یہ ایک مرحلہ مرض دفاع ہو جائے۔ جواب میں ہم کہتے ہیں دوا کی ایک مقررہ مقدار ہی موثر ہوتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی زیادتی تاثیر کے فعل کو باطل کر دیتی ہے۔ پس طبیب کے لئے یہ دریافت کر لینا ممکن نہیں ہے کہ اس لکڑی کی بو اور اس کا جوہر کتنی مقدار میں بدن کو حاصل ہو رہا ہے۔ لٹکانے کی صورت میں جیسے بدن از خود بقدر کفایت جذب و قبول کر لیتا ہے۔ لہذا جو فائدہ تعلیق (لٹکانے) میں ہے وہ کھلانے سے کہاں حاصل کیا جا سکتا ہے۔ نیز یہ معمولی بات سبھی جانتے ہیں کہ بیشتر دواؤں کی مخصوص مقدار ہی نفع بخش ہوتی ہے اور اس میں زیادتی مضرت رساں، مثلاً متقدمین بیان کرتے ہیں کہ خربق سیاہ اور سقمونیا کی مقدار اگر مقررہ خوراک سے بڑھ جائے تو ان کا فعل باطل ہو کر بدن میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔

بختیشوع کے شاگردوں میں سے ایک شخص اس مرض کے لئے یہ مرکب دوا استعمال کراتا تھا۔

تربد۔ غاریقون۔ صبر۔ ہلیلہ سیاہ۔ قنطوریون

مذکورہ دواؤں کو پکا کر پانی نتھار لیں اور اس پانی میں شہد و شکر ملا کر اتنا پکائیں کہ شربت بنفشہ جیسا قوام تیار ہو جائے۔ مقدار خوراک ۳۵ گرام سے ۷۰ گرام ہے۔

اطباء بصرہ کا ایک گروہ اس مرض میں کنپٹیوں اور کانوں کے پیچھے کی رگوں کو داغ دیتا ہے۔ ہماری دانست میں یہ علاج قابل عمل نہیں کیوں کہ بقراط کا قول ہے کہ صرع کا مریض جب بلوغت کو پہنچ جائے اور اس کے عانہ پر بال اُگ آئیں تو شفا ناممکن ہوتی ہے۔

باب (۲۸)

قرانیطس (سرسام)

واضح ہو کہ اس مرض کا مقام دماغ کا اوپری اور کھوپڑی کا اندرونی پردہ ہے۔ یہ مرض اصطلاحی نام سرسام سے مشہور ہے جو دو لفظوں سر اور سام سے مرکب سمجھا جاتا ہے سر بمعنی راس اور سام بمعنی مرض۔ میرے حد علم تک تمام متقدمین نے اس مرض کے بیان میں نہایت اختصار سے کام لیا ہے اور اس پر نہ تو کما حقہ کلام کیا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی شافی علاج بیان کیا ہے۔

اس مرض کی چار قسمیں ہیں جن کے اسباب بھی جدا جدا ہیں لیکن بہر صورت، مرض میں مبتلا ہونے والا عضو ایک ہی ہے۔ چونکہ دماغ کے اوپری حصہ کی اور کھوپڑی کے اندرونی جانب کی جھلی دونوں ہی دماغ سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے دماغ بھی تبعاً المناک ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

کبھی یہ مرض صفراوی خلط کے فساد سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی فاسد صفراوی خلط دماغ کی طرف چڑھ کر وہاں ورم حار صفراوی پیدا کرتی ہے۔ قرانیطس صفراوی ایسی ہی صورت کا نام ہے/اس نوع کے علامات یہ ہیں کہ اس کا مریض لوگوں کی موجودگی اپنے پاس پسند نہیں کرے گا بلکہ ان کو دفع کرے گا اور تمیز میں قلت کے پیدا ہو جانے کے باعث ان باتوں کو اختیار کرے گا جن کو کوئی عقلمند اختیار نہیں کر سکتا مثلاً آگ میں کو جانا اور جل جانے تک اس میں سے نہ نکلنا اس کے نزدیک کوئی بڑی بات نہ ہوگی۔ نتھنے خشک ہوں گے، آنکھوں کی سپیدی زردی سے بدلی ہوئی اور

ان سے چنگاریاں سی نکلتی ہوئی محسوس ہوں گی۔ پُورے بدن کے اعصاب میں بھی شعلہ بھڑکنے کی سی کیفیت پائی جائے گی۔ زبان زرد، چہرہ اور جلد کھُردری ہوگی۔

دموی قسم میں باریک عروق، جو دماغ کے پردوں میں اور دماغ کے نیچے کی وریدوں اور شرائین میں پائے جاتے ہیں وہ فاسد اور حار خون سے بھر جاتے ہیں اور یہاں دموی ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ اس نوع کے علامات یہ ہیں کہ مریض کی آنکھیں اور چہرہ مخمور شخص کی طرح ہو جاتا ہے۔ گال ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے کوئی آگ کے مقابل بیٹھا ہو۔ بے موقع اور بلاسبب بکثرت و متواتر ہنسے گا۔ کسی کے ڈرائے بغیر خوف کھائے گا اور خوف کے مارے بستر سے اٹھنے پر راضی نہ ہوگا۔ مسلسل شدید بخار ہوگا۔ حرکات غیر منظم ہوں گے۔ نتھنوں میں خون کی سُرخی پائی جائے گی اور گاہے شدید نکسیر چھوٹے گی اور گوشۂ چشم (بجانب کنپٹی) اور آنکھ کے حدقہ سے رقیق خون کا اخراج ہوگا۔ زبان سیاہ اور بدمزہ ہوگی۔

بلغمی قسم کے سرسام میں رطوبت غلیظہ دماغ کے پردے اور اس کے بطون میں پہنچ کر سر کے مزاج کو سرد کر دیتی ہے۔ اس نوع کے علامات اور جمود کے علامات ایک جیسے ہیں اور علاج بھی تقریباً وہی ہے۔

چوتھی قسم میں جو سوداوی ہے بطون دماغ اور اس کے غشاء اخلاط سوداوی سے پُر ہو جاتے اور گرم ہو کر سر کی طرف چڑھتے ہیں۔ اس نوع کے علامات میں گریۂ طویل، سہر، خوف، بدعقلی اور بکثرت یادِ مرگ داخل ہیں۔ نیز مریض درشت کلامی کرتا ہے اس کی دونوں آنکھوں کی درمیانی رگ کھڑی ہو جاتی ہے۔ ایسی گہری سانسیں لیتا ہے گویا کہ اس کا گلا گھُٹ رہا ہے۔ کنپٹیاں اور حلق کے کوے خُشک ہو جاتے ہیں۔ ہر چوتھے روز مرض میں انقلاب عظیم اور تغیر شدید پایا جاتا ہے۔

صفراوی نوع کا علاج یہ ہے کہ اگر قوت اور وقت موزوں ہوں تو مریض کی طبیعت کو اس مطبوخ سے ہلکا کریں۔

آلو بخارا۔ عناب۔ سپستان ہر ایک ۲۰ عدد۔ تمر ہندی ۵۰ گرام۔ ترنجبین ۵۲ گرام۔ برگ عنب الثعلب ایک باقہ۔ کشوث ایک مٹھا۔

سب کو مطبوخ کی طرح پکالیں۔ پھر چھان کر مریض کی قوتِ برداشت کے لحاظ سے خوراک دیں اور اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو کم از کم ۲۰ء۵ گرام یا اس سے زائد مغز خیار شنبر ملا کر پلائیں۔ جب طبیعت ہلکی ہو جائے تو ماء شعیر مطبوخ سپستان و طلع (بہار خرمہ) یا جمانہ (پنیر نخل) خشک پلائیں۔ جب مرض پیچیدہ بن جائے یعنی اس کے حرکات بے ترتیب ہو جائیں تو آتش جو روک کر دگو اس میں

تھوڑی سی غذائیت ہے) بھلبھلائے کدو کا پانی ، قدرے عرق گلاب ملا کر دیں۔ یا ککڑی کا پانی ، تربوز،
شکر اور قدرے گلاب یا اسپغول ملا کر دیں ۔ جب مرض میں انحطاط رونما ہو تو اکحل ، باسلیق اور قیفال
کی فصد کھولنے میں کوئی حرج نہیں۔ سر پر شیر دختر ملیں ۔ یا پوست کدو ، پوست خیار اور برگ عنب الثعلب
پیس کر روغن گل و سرکہ میں ملا کر لیپ کریں۔ یا صرف روغن گل و سرکہ مخلوط کر کے کثیر مقدار میں لگائیں
مرض میں انحطاط کے بعد آش جو پلائیں اور اس کے ساتھ اگر معدہ میں ضعف اور کھانسی نہ ہو تو پوست بیخ کاسنی
و تخم کاسنی کی سکنجبین پلائیں۔ جب مرض زائل ہو کر اس کے کچھ اثرات باقی رہ جائیں تو صرف تخم کاسنی پر
اکتفاء کریں۔ اور اعصاب میں نرمی اور ڈھیلاپن پیدا کرنے کے لئے موم اور روغن بنفشہ کی قیروطی بنائیں
اور آگ پر رکھ کر اس میں روغن بنفشہ، روغن کدو اور روغن بید سادہ ملا کر لگائیں۔ اگر اعضاء میں سے
کسی عضو میں تشنج ظاہر ہو یا آنکھوں میں انتشار کی کیفیت ہو تو ان کا مستقل علاج ، مرض کے کاملاً
زائل ہونے تک نہ کریں۔ /جب غذاؤں سے قوت بحال ہو جائے تو عضو کی تمریخ اور ترطیب سے
بڑی حد تک اصلاح ہو جاتی ہے۔ دوا کی مقدار میں کمی بیشی کرنا، طبیب کی صواب دید پر منحصر ہے
کیوں کہ اس مرض میں تغیر تیزی سے رونما ہوتا ہے۔ اور مریض کی حرکات بھی مختلف ہوتی ہیں۔
غذا کا آغاز مزورات حصرمیہ سے کریں۔ پھر فربہ چوزے بارد اشیاء کے ساتھ کھلائیں۔ یعنی کچے انگور
کے عرق میں تھوڑا دھنیا سبز، بادام مقشر اور ککڑی کا گودا ملائیں پھر بھنے ہوئے چوزے کو ٹکڑے
ٹکڑے کر کے اس میں ڈال دیں۔ اور گھنٹے بھر تک ویسے ہی رہنے دیں۔ اس کے بعد کھلائیں۔

دموی قسم کا علاج یہ ہے کہ جس رگ کی فصد کھولنا بہتر معلوم ہو، اس رگ کی فصد سے
ابتداء کریں۔ پھر کچھ دن توقف کے بعد منخرین کی رگ کی فصد کھولیں۔ بعد ازآں وقفہ دے کر زبان
کے نیچے کی دونوں رگوں کی کھولیں۔ اور امکان بھر خون کا اخراج کریں۔ اس کے بعد اگر مریض متحمل ہو تو وہ
مطبوخ جو قسم صفراوی کے تحت لکھا گیا ہے پلا کر طبیعت کو ہلکا کریں۔ آش جو ہمراہ سکنجبین پلائیں۔ آب
عناب، آب سفرجل، آب سیب تینوں کو علٰحدہ علٰحدہ یا سب کی سکنجبین بنا کر پلائیں۔ سکنجبین کی
جو بھی قسم بنانا مطلوب ہے اس میں عرق اور سرکہ نصف نصف ہونا چاہیئے۔ نیز روغن گل میں سرکہ
آمیز کر کے سر پر لگائیں۔ مرض کی اس نوع میں کھانے کی دواؤں میں گلاب اور مشروبات میں
خشخاش یا خشخاش کے مرکبات شریک نہ کریں۔ کیوں کہ ان میں دماغی خلطوں کو غلیظ کرنے کی قوت
ہے اور اس مرض میں سر کے مادہ کو رقیق کر کے نتھنوں یا تالو کی راہ سے منہ کے ذریعہ تحلیل کرنا ضروری
ہے۔ جب مرض میں انحطاط اور اصلاح کے آثار نمایاں ہو جائیں تو سرکہ شکر کے مزورات میں،

کاسنی پوست نکال کر اور سرکہ میں تر کر کے اور کاہو، پوست دور کر کے شریک کریں اور استعمال کرائیں۔ کاہو کے پوست دور کرنے کی غایت یہ ہے کہ وہ مولدِ ریاح ہوتا ہے۔

ایسی صورت میں باوجود تبرید کے مرض قائم رہے تو مریض کی غذاؤں پر نظر کریں۔ ان کی مقدار میں کمی یا اوقات میں تبدیلی کریں۔ اگر اس سے بھی کامیابی نہ ہو تو سمجھیں کہ مادہ کا کچھ حصّہ تحلیل ہونے سے رہ گیا ہے۔ یا پورے طور پر نہیں پکا ہے۔ لہٰذا مریض کی قوتِ برداشت کی رعایت کرتے ہوئے استفراغ کا اعادہ کریں۔ بعدہٗ مناسب حال دوائیں اور غذائیں تجویز کریں۔ مزورات کو بتدریج دوسری غذاؤں سے بدلیں۔ پہلے مرحلہ میں پکائے ہوئے چوزے، سرکہ اور مسور مقشر کے ہمراہ دیں۔ اس کے بعد دودھ پیتے بکری کے بچّہ کا گوشت کھلائیں۔ البتہ خوب پیٹ بھر نہ کھلائیں کیوں کہ میں نے سرسام کے مریضوں کو دیکھا ہے کہ مرض زائل ہونے کے بعد ان کو بدہضمی کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے اور اس کی اصلاح کے لئے ان کو غذاؤں سے پھیر کر مختلف مراحل میں پرہیز کرانا پڑتا ہے۔ میں نے عراق میں اسی سرسام صفراوی کے ایک مریض کا علاج کیا جو تندرست ہو گیا تھا۔ میں نے اس کی قوت بحال ہونے تک، غذا کی ایک خاص مقدار مقرر کر دی تھی۔ میں نے تاکید کر دی تھی کہ مجھے مریض کے حال سے ہر وقت باخبر رکھا جائے اور نبض و قارورہ دکھایا جائے لیکن اس پر اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ اسی اثناء میں مجھے کسی ضرورت سے سفر پر جانا پڑا۔ جب میں پندرہ دن کے بعد لوٹا تو دیکھا کہ مریض تپ دق میں مبتلا ہو گیا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ صورتِ حال کیوں کر نمودار ہوئی تو معلوم ہوا کہ مریض نے علی التواتر کئی دن تک شہد اور مختلف قسم کی چکنی چپڑی چیزیں استعمال کی ہیں جس کے نتیجہ میں اسے دو دفعہ تخمہ لاحق ہو گیا تھا، انہی ایام میں یہ بخار چڑھ آیا۔ مریض اس بخار میں کوئی ۱۴ ماہ مبتلا رہا۔ پھر ہوتے ہوتے وہ صحت یاب ہو گیا۔ تخمہ سے مریض کو بچانا ایسی ہی پیچیدگیوں کے پیشِ نظر نہایت ضروری ہے۔

سوداوی قسم کا علاج یہ ہے کہ مرض کے ابتدائی ایام میں استفراغ سے اجتناب کریں اور صرف آش جو ہمراہ عرق گلاب و شکر دیں۔ ماش اور اسفید باج جیسی غذائیں دیں جب قارورہ سے مادہ کا نضج ظاہر ہو جائے تو ذیل کے مطبوخ سے تنقیہ کرائیں:

پرسیاؤشان۔ اصل السوس ہر ایک ۵ء۷ اگرام۔ عناب۔ سپستان۔ آلو بخارا شیریں ہر ایک ۲۰ عدد۔ ترنجبین ۷۰ گرام۔ برگ بادرنجبویہ ۲۵ گرام۔ مویز منقیٰ ۵ء۷ اگرام۔

اس مطبوخ کی ایک خوراک، مریض کی قوت کے لحاظ سے چھان لیں اور اس میں ۵ء۱۰ اگرام مغز خیار

شنبر ملاکر کھرل کریں پھر تھوڑا سا روغن بنفشہ ٹپکا کر پلائیں۔ اگر پلانا دُشوار ہو تو کسی طرح بھی) حلق میں ڈالیں۔
اس نوع کے مرض کے قبیح اعراض بھی ہیں۔ یعنی مریض ناپسندیدہ لوگوں پر حملہ کرتا ہے اور جو قریب ہوتے ہیں ان کو کاٹتا اور کترتا ہے اور کبھی دانتوں تلے جتنا گوشت آتا ہے وہ نکال لیتا ہے۔ جب اس طرح کے افعال کا صدور ہو تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ مریض کو مار پیٹ کے ذریعہ اس سے باز رکھیں۔ جب مرض میں انحطاط ہو تو دوبارہ استفراغ کرائیں بشرطیکہ مریض اس کا متحمل ہو۔ سر پر بکری کا دودھ یا شیر دُختر ملیں۔ یا یہ ضماد لگائیں :

بکری کے دودھ میں بکری کا پنیر مایہ اس قدر پھینٹیں کہ وہ منجمد ہو جائے۔ پھر برگ خبازی اور بقلۂ مبارکہ (لونیا، خرفہ کی ایک قسم) کو کوٹ کر سر پر رکھیں اور اس پر مذکورہ منجمد دودھ رکھدیں روغن کدو، روغن تخم حنا مسلسل سُنگھائیں۔ جب صحت کے آثار رونما ہوں تو خُصیُ الدیک (حب البان) اور بکری کا بھیجہ یا اسی قبیل کی دوسری غذائیں دیں۔ میوہ جات مثلاً شریں سیب دیں۔ قوت بحال ہونے تک جماع سے منع کریں۔ پھر گوشت والی غذائیں دیں۔ آبزن اور حمام کرائیں، اور خوش کُن باتیں کریں مریض کے قریب ان ہی لوگوں کو آنے دیں جن سے وہ انس و محبّت رکھتا ہے۔ مریض کے لئے اس مرض میں تسکین ایک ضروری امر ہے جسے موانست اور دلفریب باتوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اب ہم اس مرض کے اقسام کے بیان سے فارغ ہو کر اس نوع کو بیان کریں گے جو اس جھلّی کی مُشارکت سے ہوتا ہے جو جگر اور معدہ کے درمیان ہے۔ یہ وہ حجاب ہے جو جگر اور معدہ کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہی جھلّی قلب اور معدہ کے درمیان سے اترتی ہوئی کھوپڑی کے اندرونی حصّہ میں پائی جانے والی جھلّی سے مل جاتی ہے۔ ارسطو کی رائے میں اس حجاب کا ایک رُخ نزول کرتا ہوا پھیل کر کبد اور معدہ کا حجاب بن جاتا ہے۔ اس بارے میں ہم کو آج تک جالینوس کی کوئی واضح تحقیق نہیں ملی۔ غرض جب یہ حجاب المناک ہو کر متورم ہو جاتا ہے تو مشارکت کی وجہ سے دماغ کی جھلّی بھی متورم ہو جاتی ہے۔ یہ بات بھی امکان سے بعید نہیں کہ اس مرض کے تمام اقسام اسی حجاب کی مشارکت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان اقسام کے علامات یہ ہیں۔ شدید وسوسے، ہذیان، کبھی بیقراری اور کبھی سکون۔ اس مرض کو قرانیطس نہیں بلکہ وساوس کہا جاتا ہے۔ اس مرض میں اور قرانیطس میں سوائے وسوسوں کے اور کچھ فرق نہیں۔ البتہ اس نوع کی مناسبت سے تم اس کو صفراوی وساوس وغیرہ کہہ سکتے ہو۔ اس کے انواع کی تشخیص غور و فکر کر کے کی جا

سکتی ہے۔ جس نوع کی تشخیص ہوگی وہ اسی نوع کا مرکب مرض کہلائے گا۔ جیسے حار صفراوی، بارد یا رطوبی مرکب۔

اس کا علاج مرکب مرض کے علاج کی طرح کریں۔ مشارکت چاہے کسی بھی قسم کی ہو، مرض میں انحطاط کے دوران پیشانی کی تمریخ کریں۔ باسلیق ابطی کی فصد کھولیں۔ ساقین پر شگاف لگائیں اور حجامت کریں۔ یہ سب کچھ اصول و ضابطہ کے تحت کیا جائے گا۔

باب (۲۹)

حُمرۂ دماغیہ

مرضِ حُمرہ جو تمام اعضاءِ ظاہری وحسی میں پیدا ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسم تحتِ جلد پھیلتی ہے اور جلد پر سُرخی نمودار ہوتی ہے۔ دوسری قسم گوشت کے عُمق میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کو فلغمونیہ کہتے ہیں۔ اس قسم میں کبھی عضو میں بگاڑ پیدا ہو کر، عضو مُردہ اور ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اور کبھی عضو ماؤف کا مُنہ کُھل کر مادہ اپنی قلت وکثرت اور بناؤ بگاڑ کے اعتبار سے زائل ہو جاتا ہے۔ یہ مرض صفرا کے سبب فاسد ہونے والے خون سے پیدا ہوتا ہے، یہ خُون شعلہ زن ہو کر جوش کھانے لگتا ہے جس سے باریک رگیں پھٹ کر گوشت، عصب اور ہڈیوں میں مادۂ مرضی پھیل جاتا ہے۔ یہی مرض جب دماغ میں پیدا ہوتا ہے یعنی صفرا سے فاسد شُدہ خُون دماغ کی طرف صعود کر کے اس کے بعض یا اکثر اجزار کی جانب پہنچتا ہے تو ایک نوعیت کا ہو جاتا ہے۔ یہ وہی بے حد جلد کے اندر شعلہ زن ہوتا ہے اور پھر یہاں غشار قحف یا غشار دماغی میں یا دونوں غشاؤں کے اندر اس کے شعلے بھڑکتے ہیں۔ چنانچہ دماغی رگوں کے اندر یہ فاسد خون آجاتا ہے۔

دوسری قسم جو گوشت کے عُمق میں لاحق ہوتی ہے وہ دماغ میں پیدا نہیں ہوسکتی کیوں کہ دماغ اس کے الم کا متحمل نہیں ہوسکتا اور مرض کے پیدا ہونے سے قبل ہی مریض ہلاک ہو جاتا ہے۔

کیا تم نہیں دیکھتے کہ دماغ محض کسی بعید عضو کی مشارکت سے ہی المناک ہو جاتا ہے تو وہ کس طرح اپنے اندر پیدا ہونے والے تیز اور اکال قسم کے مادہ کو برداشت کر سکتا ہے۔

اس مرض میں اور قرانیطس حار میں یہ فرق ہے کہ قرانیطس حار میں عقل زائل ہو جاتی ہے اور لازمی بخار رہتا ہے۔ آنکھیں سرخ ہوتی ہیں مگر اس علت میں نہ بخار ہوتا ہے اور نہ عقل زائل ہوتی ہے بلکہ مریض ایسا محسوس کرتا ہے کہ سر میں آگ دہک رہی ہے جس پر صبر کرنا دشوار ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ حسب امکان وقوف، یکے بعد دیگرے پیشانی، منخرین اور زبان کے نیچے کی دونوں رگوں کی فصد کھولیں۔ پھر آش جو اور مرطب غذائیں جیسے کاہو، بتھوا ساگ اور کاسنی وغیرہ دیں۔ نیز ایسے حریرے جو نشاستہ اور روغن بادام سے بنائے گئے ہوں پلائیں۔ سر پر یہ ضماد مسلسل لگائیں:

پوست کدو۔ ککڑی کا گودا۔ برگ عنب الثعلب۔ صندل سفید۔ رسوت بید سادہ کی شاخیں۔ برگ بنفشہ۔ نیلوفر اور برگ اسپغول۔

ان دواؤں کی مقدار، حالتِ مرض کا لحاظ کر کے دیں اور پھر اچھی طرح کوٹ لیں اور سرکہ میں ملا کر سر پر ضماد کریں۔ اس ضماد پر قدرے روغن بنفشہ ٹپکاتے رہیں تو کوئی حرج نہیں، خصوصًا ایسے وقت جبکہ مرض میں کمی معلوم ہوتی ہو۔ بعد ازآں سر پر یہ پانی دھاریں جو مقشر ایک کف

جو مقشر ایک کف۔ پوست خشخاش ۲۵ گرام۔ برگ عنب الثعلب ۵۰ گرام۔ بھوسی گندم ۲۵ گرام۔ برگ بنفشہ۔ برگ نیلوفر۔ ہر ایک ایک ۲۵ گرام۔

سب دواؤں کو جوش دے کر نیم گرم دن میں کئی دفعہ نطول کریں۔ اور اس کے ثفل سے سر کی تکمید کریں۔ اس مرض میں سب سے عمدہ ضماد یہ ہے:

برگ وثمرہ عنب الثعلب اور پختہ سیب لے کر اچھی طرح کوٹیں۔ پھر تازہ سرکہ میں ڈال کر پکالیں اور اس میں قدرے روغن بنفشہ بھی اضافہ کریں۔ جب اس کا قوام مرہم کی طرح ہو جائے تو تھوڑا سا آرد جو اور ستو ملا کر حلوا بنالیں اور گرم گرم سر پر لگائیں۔ جب مرض اور بے قراری میں تخفیف اور قارورے سے نضج ظاہر ہو تو مریض کی قوت کا اندازہ کر کے ذیل کا مسہل دیں:

برگ عنب الثعلب ایک مٹھا۔ برگ خبازی ایک مٹھا۔ تمر ہندی ۱۰۵ گرام۔ ترنجبین ۷۰ گرام۔ آلو بخارا ۲۰ عدد۔ عناب ۲۰ عدد۔ سپستان ۲۵ گرام اور توتِ شامی اگر دستیاب

ہو تو ۵۰ گرام۔

سب کا مطبوخ تیار کرکے چھان لیں، اور مریض کی قوت اور موسم کو ملحوظ رکھتے ہوئے مقدار خوراک متعین کریں۔ نیز اس میں ۵ رہم ۲ گرام مغز خیارشنبر ملائیں اور نہار منہ پلایا کریں ایسی دو یا تین خوراک دی جاسکتی ہیں۔ جب مرض میں انحطاط —— ہو تو اس دوا کا سعوط کرائیں:

شیاف ابیض کو (جس میں اقلیمیا نہ ہو) بمقدار ۱۲۵ ملی گرام کو عورت کے دودھ میں گھولیں اور اس میں تھوڑا سا روغن بنفشہ یا روغن کدو یا روغن نیلوفر یا روغن تخم خیار آمیز کرکے صاف کرلیں، اور اس بات کی احتیاط کریں کہ اس میں گرد و غبار، بال یا شیاف کا ثفل نہ رہ جائے۔ پھر متوسط طور پر اس کا ٹھنڈا سعوط کریں۔ اگر اس سے مریض کو راحت محسوس ہو اور آنکھوں سے پانی نہ بہے تو اس سعوط کو جاری رکھیں تا آنکہ صحت ہو جائے/ اور آنکھوں سے پانی بہے تو سر پر شیر دختر ملیں اور عرق گلاب یا عرق کدو میں تھوڑا سا سرکہ اور روغن گل ملا کر ایک پارچہ تر کرکے سر پر رکھیں۔ مریض کو ایسے مقام پر بٹھائیں جہاں خوب ہوا چلتی ہو دھوپ میں پھرنے اور آگ کے قریب بیٹھنے سے منع کریں۔ بنفشہ اور نیلوفر پر سرد پانی چھڑک کر سنگھائیں اور کبھی عصاء الراعی اور شیر دختر کا سعوط بھی مفید ہوتا ہے۔ اور کبھی عصاء الراعی، طحلب (کائی) اور برگ اسپغول کو پیس کر اس پر قدرے سرکہ چھڑک کر سر پر ضماد کرتے ہیں۔ یہ ضماد، مرض کے ابتدائی اور آخری ایام میں مفید ہوتا ہے لیکن نطول اور دھارنا آخر میں فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں اگر اس مرض کے ابتدائی دنوں میں بخار بھی آجائے اور چہرہ پر بنفشہ کی طرح نمش (لہسن) نمودار ہوں تو یہ موت کی قطعی علامت ہے۔ اور اگر بخار کے ساتھ چہرہ زرد ہو لیکن —— اسہال نہ ہو تو خلاصی کی اُمید ہے۔

یہ مرض نہایت مشتبہ (گنجلک) امراض میں سے ہے۔ لہذا خوب غور و فکر کرکے علاج کرنا چاہیئے۔

باب (۳۰)

مانیا (جنون)

مانیا، دار الکلب کو کہتے ہیں۔اس مرض کی تشخیص میں بہت سے اطبار کو دھوکا ہوتا ہے وہ اسے حُمرہ دماغیہ یا سرسامِ حار یا قرانیطس حار سمجھ لیتے ہیں۔ اعراض کے اختلاف، مریض کی عمُر، مزاج اور وقت کے سبب سے مرض کی تشخیص مشتبہ ہو جاتی ہے۔یہ مرض درحقیقت تیز صفرادی خلط کے احتراق اور اس کے دماغ کی طرف چڑھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ نیز اس میں شدید بخار اور دماغ کی جھلیوں کا متورم ہونا ضروری نہیں ہے۔اس کا مادہ شور اور خشک ہوتا ہے۔

اس میں اور سرسام حار میں فرق یہ ہے کہ سرسام حار کے مریض کی آنکھیں سُرخ اور بخار لازمی ہوا کرتا ہے۔ سر میں درد کی بجائے اسے بوجھل محسوس کرتا ہے۔ ساتھ ہی سوزش، کرب اور ہذیان پایا جاتا ہے اس مرض میں آنکھیں خشک اور دھنسی ہوئی ہوتی ہیں۔ آنسو بالکل نہیں ہوتے اور نہ ہی بخار و ہذیان ہوتا ہے بلکہ بے ربط کلام کی کثرت ہوتی ہے۔

قرانیطس حار اور اس مرض میں فرق یہ ہے کہ قرانیطس میں مسلسل تیز بخار، (حمی مطبقہ حارہ) یکسر عقل میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے، مانیا کے مریض کی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، عقل پوری طرح زائل نہیں ہوتی۔ بلکہ گفتگو بے ربط اور بے ترتیب ہوتی ہے۔ بخار نہیں ہوتا اور نہ ہی دماغ کی جھلیاں متورم ہوتی ہیں، بلکہ سوزش مبلا پن اور بے حد خُشکی ہوتی ہے۔

حمرہ اور اس مرض کا باہمی فرق یہ ہے کہ حمرہ کا مریض سر میں اس قدر سوزش اور جلن محسوس کرتا ہے کہ صداع کی بات دب کر رہ جاتی ہے۔ عقل درست ہوتی ہے اور کلام منظم ہوتا ہے ، حمی مطبقہ ہوتا ہے جو کم وبیش ہوتا رہتا ہے ۔ مانیا میں فسادعقل رونما ہوتا ہے لیکن بخار نہیں ہوتا صداع دائمی ہوتا ہے ۔ اور کلام میں بے ترتیبی ہوتی ہے ۔ اس مرض کے خصوصی اعراض میں یہ بات شامل ہے کہ مریض اپنی طرف دیکھنے والے کو گھور کر بپھری ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے گویا کہ وہ اس پر جھپٹ پڑے گا۔ ہم کلام ہونے والے پر غراتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس بیماری کو کُتے کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ۔

رّوفس کہتا ہے کہ اس مرض کو کُتّے سے منسُوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح ایک کُتا دوسرے کُتّے کو دیکھ کر غرّاتا ہے اسی طرح مانیا کا مریض دوسرے انسان کو دیکھ کر غرّاتا ہے اسی حکیم نے ایک حکایت بھی بیان کی ہے کہ اس مرض میں مبتلا ایک عورت نے گھر کے گڈھے میں بیٹھے کسی شخص پر پیشاب کر دیا جس کے باعث وہ ہلاک ہوگیا ۔ لیکن اس واقعہ کو سوائے رّوفس کے اور کسی نے نقل نہیں کیا ۔

اس مرض کے اعراض میں سے یہ بھی ہے کہ مریض ان باتوں کا اقدام کر بیٹھتا ہے جن کی کسی (ذی ہوش) آدمی کو ہمّت نہیں ہوتی ۔ مثلاً آگ میں یا کنوئیں میں کود پڑنا ، بلندی سے چھلانگ لگانا۔ غرض جان پر کھیل جانا اس کے لئے آسان ہوتا ہے ۔

علاج یہ ہے کہ آغاز میں مریض کو خُشک غذاؤں سے پرہیز کرائیں ۔ پھر مرطب اغذیہ وادویہ جیسے آش جو ، شربت خشخاش ، شربت دیاقوزہ سادہ (جس کا نسخہ ہماری قرابادین میں موجود ہے) وغیرہ سے علاج کریں ۔ نیز یہ شربت پلائیں ۔

عرق بہار خرمہ ۔ عرق نیلوفر ۔ عرق گلاب ۔ عرق بنفشہ ۔

مذکورہ عرقوں میں خشخاش سفید کوٹ کر تین شبانہ روز تر کر کے نتھارنے کے بعد پلائیں ۔ بعض اطباء ۳۵۰ گرام خشخاش کو دنتہ اور ۷،۳۰ م گرام سے لے کر ۵.۲۵ گرام تک اور بزرالبنج بغیر کوٹے ملاتے ہیں۔ پھر عرق کو نتھار کر ثفل الگ کر دیتے ہیں اور شکر سفید شریک کر کے شربت کا قوام تیار کر لیتے ہیں ۔ یہ شربت دیاقوزہ سے زیادہ لطیف اور موثر ہے ۔ جب مرض میں تخفیف ہو تو قیفال کی فصد کھولیں اور طبیعت کو اس مطبوخ سے ہلکا کریں :

ہلیلہ زرد ۵،۵۲ گرام ۔ آلو بخارا ۳۰ عدد ۔ عناب جرجانی ۳۰ عدد ۔ تمر ہندی منقیٰ ۷۰ گرام ۔

ترنجبین ۵،۷۲ گرام ۔ برگ عنب الثعلب ایک مٹھا۔ کشوث ۲۵ گرام ۔ تخم کاسنی ۲۵ گرام ۔ بنفشہ خشک ۷،۵ اگرام ۔

اس مطبوخ میں ۱۲۵ اگرام افسنتین اور ۲۶۲ ملی گرام سقمونیا بریاں ملاکر نیم گرم پلائیں بشرطیکہ مریض کی قوت اور مزاج اس کا متحمل ہو ۔ بعد ازآں مذکورہ شربت، آش جو کے ساتھ دوا دیں بعدہ غذاؤں اور مشروبات سے علاج کریں ۔ مثلاً ماش، پالک، کاہو، بتھوا ساگ اور کاسنی (پوست نکالے ہوئے) کے مزورات دیں ۔ جب مرض زائل ہو جائے یا اس میں کمی ہو جائے تو فربہ چوزے کھلائیں ۔ خشخاش کے جوذابات[1] جس میں چوزے اور بکری کے پائے ڈالے گئے ہوں یا ایک سالہ بکری کے بچے کا گوشت، ماش مقشر میں پکا کر کھلائیں ۔ نیز " مدققات " کو جو چوزوں کے سینہ، تینتر، تیہو، روغن گل اور پانی سے دھوئی ہوئی انڈے کی زردی سے بنائے گئے ہوں استعمال کرائیں ۔ زردی دھونے کی ترکیب یہ ہے کہ کسی رکابی میں شیریں پانی لے لیں اور اوپر سے قدرے روغن بادام ٹپکائیں اور جوش دیں، یہاں تک کہ پانی خشک ہو جائے ۔ پھر انڈا پھوڑ کر ڈالیں اور خوب ہلائیں ۔ جب انڈا پک جائے زردی ایک جا کر کے اس پر قدرے روغن بادام ڈالیں، اور بتھوا ساگ اور تھوڑا سا کشنیز تازہ ڈال کر کھلائیں اگر مقامی طور پر پنیر نخل اور بہار خرمہ دستیاب ہو تو یہ بھی تھوڑی مقدار میں دیں ۔ اور اگر بادام کا موسم ہو تو تازہ بادام ہمراہ شکر سفید کھلائیں ۔

جب مرض دفع ہونے میں دشواری محسوس ہو تو آب حیّ العالم، آب مامیثا اور آب برگ کاسنی کو جوش دے کر صاف کرلیں اور ٹھنڈا ہونے کے بعد روغن بنفشہ، روغن نیلوفر روغن تخم کدو، انڈے کی سفیدی اور شیر دختر سب مساوی مقدار میں یا دوا کی قوت غرض کے لحاظ سے مختلف مقدار میں شریک کر کے سعوط کریں ۔

دیگر : نطول کے لئے یہ دوا تیار کریں :

بنفشہ خشک ۲۵ گرام ۔ بنفشہ تازہ ۲۵ گرام (تازہ بنفشہ میں ترطیب اور خشک میں تحلیل کی تاثیر ہوتی ہے) سپستان ۲۵ گرام ۔ جو کوفتہ ۵۰ گرام ۔ بھوسی گندم ۵۰ گرام ۔ گلاب ۵۰ گرام ۔ برگ کاسنی دو بڑا مٹھا ۔ برگ اسپغول یا برگ خبازی ایک بڑا مٹھا ۔

---

[1] ذال اور زے کے فرق سے جوذابات یا جوزابات = گوشت سے تیار شدہ ایک طرح کا میٹھا کھانا تفصیل کے لئے دیکھئے محیط اعظم ج ۱ صـ ۱۰۴ ۔

سب بوٹیوں کو آفتابہ میں پکائیں اور جوش دے کر تالو پر نیم گرم نطول کریں تاکہ بآسانی سر کو اس کی قوت پہنچے ۔ نطول کے بعد مریض کو سر پر کپڑا وغیرہ اڑھا کر سُلا دیں ۔ اور اگر سردی کا موسم ہو تو ہوا میں نکلنے نہ دیں ۔ اور اگر گرما ہو تو ہوادار جگہ پر سلائیں ۔ تازہ نیلوفر اور شاہسفرم کو ٹھنڈے پانی میں ڈال کر اس پر عرق گلاب چھڑکیں اور مریض کے قریب رکھیں کافور کی بو سے بچائیں کیوں کہ یہ خشکی پیدا کرتی ہے ۔ اسی طرح سرکہ، دہی یا سرکہ سے تیار کردہ اشیاء سے بھی پرہیز کرائیں ۔

واضح ہو کہ اخلاطِ صفراوی کو بجھانے کی دو تدبیریں ہیں ۔ ایک یہ کہ اگر اس میں احتراق، فساد اور حدت نہ ہو اور محض کثرت ہو تو ترش اشیاء استعمال کرائیں جیسے کچے انگور، ریباس اور ترنج ترش، شکنجبین سادہ جبکہ اس علاقہ میں شکنجبین بزوری نہ دی جاسکتی ہو ۔ دوسری صورت میں اگر اخلاط میں احتراق، تیزی اور فساد رونما ہو گیا ہو تو آش جو، گلاب اور شربتِ خشخاش، کاہو چھیلا ہوا، کاسنی اور بتھوا ساگ وغیرہ استعمال کرائیں ۔ غرض ان دونوں صورتوں کو اور ان کے باہمی فرق کو اچھی طرح ملحوظ رکھیں ۔

اس میں کوئی حرج نہیں کہ مریض کے پاؤں، پنڈلیاں اور قدم کو رگڑیں اور ران کو چھوڑ کر نچلے بدن کی روغنِ بنفشہ اور روغنِ گُل سے تمریخ کریں ۔

ابنِ سیّار اس مرض میں بادام کا حریرہ جو نشاستہ اور گدھی کے دودھ سے تیار کیا جاتا، پلاتے تھے ۔ گدھی کا دودھ لینے سے قبل اس کو تھوڑے سے جو، برگِ بید مُشک شاخہائے کاسنی اور اسی قبیل کی مرطب بوٹیاں جن میں تیزی اور تلخی نہ ہو کھلائیں تاکہ دودھ کی اصلاح ہو جائے ۔ اس دودھ میں نشاستہ، روغنِ بادام اور نباتِ سفید ملا کر حریرہ بنائیں اور تنقیہ و نطول کے بعد پلائیں ۔

اس مرض میں سعوطات بھی باقیماندہ اثر کو دور کرنے میں عمدہ ثابت ہوتے ہیں ۔

میں نے بغداد میں ایک خستہ حال، دُبلی پتلی خشکی اور قشف میں مبتلا عورت کا علاج مذکورہ حریرہ سے کیا اور ردی غذاؤں سے پرہیز کرایا ۔ اس سے بدن کی ترطیب ہو کر یبوست دور ہو گئی ۔ میں نے اپنے تجربہ میں تندرست بدن کی ترطیب کے لئے اس سے بڑھ کر موافق اور موثر حریرہ نہیں پایا ۔

مانیا کے مریض کی نبض بالعموم سخت اور چھوٹی ہوتی ہے ۔ قارورہ چکنا اور اس کا قوام رقیق ہوتا ہے ۔ اور کبھی تیزی آجاتی ہے تو مائل بہ سُرخی ہو جاتا ہے ۔

باب (۳۱)

مالنخولیا

مالنخولیا کے معنیٰ عقل کے افعال کا سودا سے فاسد ہونا ہے۔ اور فساد کی یہ صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب سودا اپنی طبعی کیفیت اور کمیت میں بڑھ جاتا ہے۔ اس مرض کی تین قسمیں ہیں۔ جن میں ایک قسم عمومی ہے جو فاسد اخلاط سوداویہ کے بدن اور عروق میں امتلاء سے لاحق ہوتی ہے۔ اس خلط کے بخارات دماغ کی طرف چڑھ کر وہاں خُشکی، یبوست، تغیر لون، ظلمت اور تاریکی پیدا کرتے ہیں۔ اس نوع کے اعراض یہ ہیں:

بدن نحیف اور لاغر ہو جاتا ہے۔ جلد کی رنگت بگڑ کر سیاہ ہو جاتی ہے۔ اور پورے بدن میں قشف (میلاپن) ظاہر ہو جاتا ہے۔ بُرے وسوسے اور خوف چھایا رہتا ہے۔ مریض لوگوں سے وحشت کھاتا ہے اور تنہائی پسند ہو جاتا ہے۔ ویرانوں اور قبرستانوں کو اپنا مسکن بناتا ہے۔

واضح ہو کہ اعراض میں، مریض کے عادات اور پیشہ کو اور اس شخص کے پیشہ کو جس سے وہ بزمانۂ صحت میل جول رکھتا ہے، دخل ہے، جیسا کہ جالینوس اور اندروما جس نے، نیز متاخرین نے بھی اس کی حکایات بیان کی ہیں۔ مثلاً ایک شخص مٹی کے برتن کی خرید و فروخت کرتا تھا۔ اس کو جب یہ مرض لاحق ہوا تو وہ اس وہم میں گرفتار ہو گیا کہ اس کا بدن اگر دیواروں سے ٹکرا جائے تو ٹوٹ جائے گا۔ ایک اور شخص جو شراب نچوڑنے والے کا پڑوسی تھا اس کو شراب نچوڑنے اور اس کے پیپے اُٹھانے کے

مناظر کا دیکھنا معمول مشاہدہ بنا ہوا تھا۔ جب وہ مرض مالیخولیا میں مبتلا ہوا تو ایسا محسوس کہنے لگا گویا کہ آسمان اس پر گر رہا ہے اور وہ اس کو روکنے کے لئے چت لیٹ کر اپنے دونوں پاؤں اٹھاتا اور سمجھتا کہ ایسا کرنے سے اس پر آسمان گرنے سے رک جائے گا۔ ایک اور شخص پانی کی کشتیوں میں کام کرتا تھا۔ جب اس کو یہ مرض لاحق ہوا تو وہ اپنے سینہ پر بادبان باندھ کر شمالی ہواؤں کے جانب کھڑا ہو جاتا اور کہتا کہ وہ کشتی چلا رہا ہے اور کبھی چیختا "ہائے ڈوبے"، "ہائے ڈوبے"! ایک اور شخص جو اکثر و بیشتر سانپوں کی بلوں کے پاس رہا کرتا تھا۔ جب اس مرض میں گرفتار ہوا تو اسے یہ وہم لاحق ہو گیا کہ سانپ اس کے پیٹ میں گھس گیا ہے اور اس کے جگر کو کاٹ رہا ہے۔ وہ چلاتا تھا کہ ہائے سانپ نے میرے جگر کا ٹکڑا کاٹ لیا۔ غرض اس قبیل کے اور بہت سے واقعات ہیں۔

مرض کی مذکورہ نوع میں، موسم، غذاؤں، حسن تدبیر یا سوء تدبیر کے لحاظ سے زیادتی اور تغیر رونما ہوا کرتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ مریض کی عمر، مزاج، موسم اور شہر کی آب و ہوا جیسی دستوری چیزوں کی رعایت کرتے ہوئے، باسلیق ابطی کی فصد کھولیں۔ مرطبات کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ فصد کے بعد کچھ توقف کر کے ذیل کا ماء الاصول پلائیں:

خشخاش سفید۔ عناب سپستان، ۲۵ گرام۔ فقاع اذخر اور شگوفہ ۲۵ گرام۔ پوست بیخ کبر۔ رازیانہ ہر ایک، ایک مٹھا۔ مصطگی سنبل، حب زلم۔ تو دری، بوزیدان اصل السوس کوفتہ، برگ جمسفرم بقدر ضرورت۔ برگ بادرنجویہ۔ گاؤزبان مویز منقیٰ طائفی ۲۵ گرام۔

سب دواؤں کو خوب اچھی طرح پکائیں اور اس میں سے ایک کلو ۲ سو گرام لے کر کسی برتن میں نکال لیں اور اگر موسم گرما ہو تو برتن کو آب سرد میں محفوظ کریں۔ یہ عرق ۷۰ گرام/ ہمراہ ۱۰،۵ اگرام روغن بادام تلخ اور ۱۰،۵ گرام روغن بادام شریں، تا ۱۰ دن تک پلائیں۔ ان ایام میں روغن بنفشہ کی مالش اور سعوط کریں۔ جب طبیب کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ مریض کا بدن قدرے مرطب ہو چکا ہے تو اس مطبوخ سے تنقیہ کرائے۔

ہلیلہ سیاہ خالص ہندی ۷۰ گرام۔ ہلیلہ کابلی ۳۵ گرام۔ افسنتین رومی خالص ۵،۴۲ گرام۔ حشیش الغافث۔ قنطوریون۔ کمافیطوس۔ کمادریوس۔ شکاعی بادآورد۔ جعدہ ہر ایک ۱۶ گرام۔ بیخ سوسن آسمانجونی۔ پیاز دشتی بریاں ہر ایک ۱۰،۵ اگرام۔ برگ جمسفرم۔ بادرنجویہ فرنجشک۔ گاؤزبان پر سیاؤشان ہر ایک ۲۵ گرام۔ شاہترہ۔ ایک ۲۵ گرام۔ آملہ و شیر آملہ

ہر ایک ۱۶ گرام ۔ مویز منقیٰ طائفی ۷۰ گرام ۔
ان دواؤں کا حسبِ دستور مطبوخ تیار کرلیں ۔ پانی کی مقدار سات گنا رکھیں اور نرم آنچ پر قوام تیار کریں ۔ پکانے میں مبالغہ نہ کریں کہ مطبوخ بگڑ جاتا ہے ۔ اس مطبوخ کی ایک خوراک ، مریض کی قوت ، عمر اور مزاج کے موافق لے کر چھان لیں ۔ اور اس میں ۲۴۰۵ گرام افتیمون کو فتہ شریک کر کے عصر سے پلانے کے وقت تک (یعنی ۱۲ گھنٹے) رکھ چھوڑیں اس کے بعد خفیف جوش دے کر صاف کر لیں ، اور غاریقون ۳۰۵ گرام ۔ تربد ۱۶۰۸ گرام ایارج فیقرا ۷۰۵۱ گرام ۔ لاجورد مغسول ۲۵۶ ملی گرام ۔ خربق سیاہ مدبر بہ شیر تازہ ۲۵۶ ملی گرام (خربق کو مدبر کرنے کی ترکیب ہم نے تدبیر سمی ادویہ کے تحت بیان کی ہے)

ان سب دواؤں کو پیس کر شہد میں گوندھیں اور نیم گرم پلائیں ۔ جب دوا سے فارغ ہو جائیں تو مرطب غذائیں کھلائیں ، جیسے فربہ چوزوں کا شوربا ، اسفید باجات ، گدھی کے دودھ کا حریرہ جس کا ذکر ہم نے مانیا کے علاج میں کیا ہے ، بکری کے بچے کے پائے آش جو میں پکائے ہوئے یا بکری کے پائے ہمراہ جو مقشر ، تنور میں پکے ہوئے وغیرہ ۔ سعوط کے لئے روغن بنفشہ ، شیر دختر ، عصاء الراعی ، آب پوست کدو استعمال کریں ۔ نطولات میں وہ نطول استعمال کریں جو مانیا کے علاج میں مذکور ہے ۔ جب ان مراحل سے گزر جائیں تو صافین کی فصد کھول کر قوت ، تھوڑے سے خون کا اخراج کرائیں ۔ پھر کچھ دن کے لئے راحت دیں اور غذاؤں میں حسن تدبیر سے کام لیں ۔ آبزن کرائیں ۔ شیریں پانی کے حمام میں لے جائیں لیکن زیادہ دیر نہ ٹھہرائیں ۔ پھر مرض اور عرض میں تامل کر کے دیکھیں کہ کس قدر باقی رہ گئے ہیں ۔ چونک پڑنے کی علامات یہ ہیں ہوں تو تسلی کا سامان کریں پسندیدہ خوشبو سنگھائیں ، اس کے بیٹھنے کی جگہ کو خوش رنگ و خوشبو دار پھولوں سے سجا دیں ، شرابِ مائی پلائیں ۔ مریض جن لوگوں سے الفت و محبت رکھتا ہو ان کا میل جول بڑھائیں ۔ سفید پوشاک پہنائیں اور اس بات کا اہتمام کریں کہ وہ تاریکی نہ دیکھے ۔ اس غرض کے لئے ، رات ہونے سے پہلے ہی چراغ روشن کر دیں اور اس وقت بجھائیں جب دن کا اجالا اچھی طرح پھیل جائے ۔

فاضل متقدمین کی ایک جماعت بیان کرتی ہے کہ اس مرض میں خوف اور وحشت ، چونک کر موت کا اقدام اور مانوس لوگوں سے فرار اس وقت رونما ہوتا ہے جب دماغ میں خلط سوداوی سے سیاہی پیدا ہو جائے اور وہاں ظلمت اس طرح گھر کرلے ۔ کہ اس حالت کے مشابہ ہو جائے جسے وہ حسًا دیکھتا ہے ، وہ اس کی مثال میں کہتے ہیں کہ تمام حیوانات طبعًا تاریکی سے خوف کھاتے ہیں اور جب تاریکی اپنا ڈیرہ ڈال دیتی ہے تو وہ ساکت و جامد ہو جاتے ہیں ، لیکن جونہی نور اور روشنی آتی ہے ،

انبساط کے ساتھ ادھر اُدھر منتشر ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ "نفس حساس" کی حرکت سے ہوا کرتا ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر نفس کا جہاں مسکن و ماویٰ ہے۔ وہاں اس طرح کی صورتِ حال کا پیدا ہو جانا تو بدرجۂ اولیٰ ہوگا۔

مالنخولیا کی اس قسم کا یا تمام اقسام کا علاج جب دُشوار ہو جائے تو/ یہ معجون جس کو ہم نے عرصۂ دراز تک آزمایا ہے، کھلائیں۔ اس کا نسخہ ہم کو استادوں کی زبانی حاصل ہوا ہے اور تجربہ سے ہم اس مرض کی ہر خلط کی قوت و تاثیر اور ہر ایک کا جُداگانہ فعل جانتے ہیں۔ نسخہ یہ ہے :

پوست ہلیلہ سیاہ ہندی اور کابلی۔ ہر ایک ۱۷٫۵ گرام۔ زراوند مدحرج اور طویل۔ عودالوج۔ زرنباد ہر ایک ۱۴ گرام۔ حرمل۔ کلونجی ہر ایک ۷ گرام جنطیانا۔ دارشیشعان ہر ایک ۲۵٫۵ گرام۔ ماہی زہرہ۔ حب الغار۔ بسفائج ہر ایک ۱۰٫۵ گرام۔ افسنتین۔ افتیمون ہر ایک ۲۴٫۵ گرام۔ بیخ سوسن آسمانجونی (ایرسا) ۱۷٫۵ گرام بزرالبنج سفید ۲۶٫۴ گرام۔ کندس (سات روز تک سرکہ میں تر کر کے خُشک کی ہوئی) ۷ گرام۔ اسطوخودوس حشیش الغافث۔ فوہو، قطراسالیون۔ تخم کرفس۔ انیسون بادیان۔ غاریقون سفید ۱۰٫۵ گرام۔ تربد سفید مجفف ۱۴ گرام اشنہ۔ قرنفل۔ تج۔ ہر ایک ۱۰٫۵ گرام۔ صبر سقوطری خالص ۳۵ گرام۔ مصطگی ۱۰٫۵ گرام۔ خراطین سیب میں مدبر کی ہوئی ۱۷٫۵ گرام۔ گاؤزبان۔ برگ بادرنجبویہ برگِ فرنجمشک ہر ایک ۱۴ گرام۔ زعفران ۲۵٫۵ گرام۔

تمام دواؤں کو کوٹ چھان کر پیاز کے پرانے سرکہ اور قدرے شہد میں گوندھ لیں اور کسی شیشہ کے ظرف میں ڈال کر اس کا سر باندھ دیں۔ بعد ازآں گیہوں کی بھوسی باریک بھوسہ میں (۱۰) دن کے لئے دفن کر دیں۔ اس دوا کی ایک خوراک ۷٫۵، ۱۵ گرام ہے، جس میں کمی بیشی، مریض کی قوت برداشت، عمر، مزاج اور موسم کو ملحوظ رکھ کر کی جا سکتی ہے۔ غرض اس کی ایک خوراک ہر دسویں دن کھلائیں۔ اس دوران میں روغن بنفشہ سے بدن کی مالش کریں، ناک میں ٹپکائیں اور سر پر لگائیں۔ نیز پنڈلیوں اور پاؤں پر بھی ملیں۔ خوبصورت و عمدہ اشیاء کے ذریعہ طبیعت کی وحشت کو دور کرنے کا عمل ترک نہ کریں۔ غذاؤں میں بکری کے بچے کے سری پائے سے تیار کردہ شیریں اسفید باجات اور مُرغ، چُوزے، لوا وغیرہ دیں۔ تمام ردی غذاؤں جیسے گائے کا گوشت و نمکسود (نمکین خُشک گوشت) اور شکار کے گوشت سے پرہیز کرائیں۔ بعض فضلاء نے بیان کیا ہے کہ خار پُشت کا گوشت صرع اور مالنخولیا کے مریضوں کے لئے مُفید ہے کیونکہ اس میں اخلاط سوداوی کو تحلیل کرنے کی خاصیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا نام "تریاق الجانین"

رکھا گیا ہے۔
مالنخولیا کے مریض کی نبض سخت، اور اس کی حرکت شدید و مختلف ہوتی ہے۔ قارورہ صاف ہوتا ہے۔

مالنخولیا کی دوسری قسم وہ ہے جس میں خلط سوداوی کی کثرت صرف دماغ میں ہوتی ہے جب کہ نوع اول میں سارے بدن میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے اعراض تقریباً نوعِ اوّل جیسے ہی ہیں، البتہ اس میں مریض کبھی مُرغ یا دیگر پرندوں کی طرح بانگ دیتا اور آواز نکالتا ہے اور ایسی سیٹی بجاتا ہے جیسے کہ آدمی، جانور کو پانی پلاتے وقت بجایا کرتا ہے۔ کبھی اپنے سر کو ڈھانک لیتا ہے اور کبھی سر پر بہت سے عمامے باندھ لیتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ اس طرح وہ اپنے سر کی حفاظت کر رہا ہے، یا جو اذیت محسوس کر رہا ہے اس کو دور کر رہا ہے۔ میں نے عراق میں ایک فاضل کو دیکھا جو اس قسم کے مالنخولیا میں مبتلا ہو گیا تھا۔ یہ اکثر اوقات ایک لوہار کی دکان پر سو جایا کرتا تھا میں نے اس سے اس عمل کی غرض و غایت پُوچھی تو کہا کہ مجھے اس جگہ کے علاوہ کہیں بھی گرمی نہیں ملتی۔ اسے یہ وہم ہو گیا تھا کہ اس کے دماغ کا مزاج سرد ہو گیا ہے۔ اور اس کا مرض محض اسی سردی کی وجہ سے ہے۔

اس قسم میں مبتلا مریض کا علاج ابتداء میں مرطب غذاؤں جیسے، فربہ چوزے گدھی کے دودھ کے حریرے سے کریں۔ سر کو نیم گرم روغنِ بنفشہ میں ڈبوئیں۔ جب نتھنوں میں تری معلوم ہو تو ان گولیوں سے تنقیہ کریں۔

گلِ سرخ۔ افسنتین ہر ایک ۷ گرام۔ خربق سیاہ مدبر ۶۸،۷ ملی گرام۔
مدبر کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ خربق کو گدھی یا عورت کے دُودھ میں تین شبانہ روز تر کریں، ہر چوبیس ۲۴ گھنٹے میں دودھ بدل دیا کریں۔ پھر دودھ سے نکال کر دُھوپ میں خشک کر لیں بلغم اور سودا کے اخراج کے لئے اگر قئے کرانے کی گنجائش ہو تو یہ دودھ پلائیں نہایت سہولت اور آسانی سے قئے ہو جائیگی)

افتیمون اقریطی ۲۵،۵ گرام۔ مصطگی سنبل الطیب ہر ایک ۳،۵ گرام۔ پوست سلیخہ و عوداوج ہر ایک ۲،۶۲ گرام صبر سقوطری ۲۱ گرام۔ ہلیلہ سیاہ ۱۷،۵ گرام۔ سقمونیا مدبر بہ سیب ۶/۱۲ گرام۔

سب دواؤں کو پیس کر چھان لیں اور پیاز دشتی کے سرکہ میں گوندھ کر بقدر فُلفُل گولیاں بنا لیں اور سایہ میں متوسط طریقہ سے خُشک کر لیں۔ اور بقدر دو متقال نیم گرم پانی کے ساتھ کھلائیں۔ ایسی خوراک ایک یا دو دفعہ کھلائیں۔ پھر دس دن کے وقفہ سے وہ ماء الاصول پلائیں جس کو ہم نے نوع اوّل کے علاج

میں بیان کیا ہے۔ ماءالاصول کے پلانے کے بعد، دس یوم تک روغن بادام تلخ اور شیریں پلائیں۔
غذا میں اسفید باجات، بکری کے سری پائے، یکسالہ بکری کے بچے کا گوشت، مرغ، شیریں
زیرہ باجات دیں۔ نیز مطبوخ افتیمون کا یہ نسخہ تیار کر کے پلائیں۔

ہلیلہ سیاہ خالص۔ ہلیلہ کابلی۔ بلیلہ۔ آملہ۔ ہر ایک ۵ء۲۴ گرام۔ افسنتین۔ حشیش
غافث۔ قنطوریون دقاق۔ بسفائج۔ جعدہ۔ ہر ایک ۱۴ گرام برگ جمسفرم۔ گاؤزبان۔
برگ بادرنجبویہ ہر ایک ۵ء۱۰ گرام۔ پوست بیخ کبر، ایک باقہ کلاں۔ پوست بیخ
رازیانہ ایک مٹھا۔ افتیمون کوفتہ (پوٹلی میں باندھ کر) ۵ء۲۴ گرام۔ ریوند ۷ گرام۔
خربق سیاہ ۲۵ء۱ گرام۔

تمام دواؤں کا مطبوخ تیار کر لیں۔ پھر اس میں سے ایک خوراک مریض کی قوت کے موافق چھان کر اس
میں ۶۲ء۲ گرام غاریقون، ۶۲ء۲ گرام تربد اور ۵ء۳۷ ملی گرام سقمونیا مشوی پیس کر ملائیں اور نیم گرم پلائیں
بعد ازآں دس دن کا وقفہ دیں اور اس دوران میں روغن بنفشہ کا سعوط کریں اور سر پر شیر دختر
ملیں۔ پنڈلیوں اور پاؤں کی نیم گرم روغن گل سے مالش کریں۔ آبزن وحمام کرائیں۔ سر پر نیم گرم پانی کثیر
مقدار میں ڈالیں۔ جماع سے بالکلیہ باز رکھیں۔ پرہیز کے بعد اسفید باجات کے شوربے، کنجد سفید سے
تیار کیے ہوئے حریرے، تنور میں پکائے ہوئے پایوں کا شوربہ۔ شریں زیرہ باجات معتدل مقدار
میں دیں۔ اور بدہضمی نہ ہونے دیں۔ بعدہ لوغاذیا کی ایک خوراک ذیل کے نسخہ کے ساتھ پلائیں:

ہلیلہ سیاہ خالص ۷۰ گرام۔ سنا، بسفائج ہر ایک ۵ء۱۷ گرام۔ کشمش سیاہ (شیریں
عمدہ جس میں ترشی بالکل نہ ہو) ۷۰ گرام۔

ان سب دواؤں کو ایک لیٹر ۶۰۰ ملی لیٹر پانی میں اس قدر جوش دیں کہ پانی صرف ۴۰۰ ملی لیٹر رہ جائے
پھر نتھار کر صاف کر لیں اور بمقدار ۲۴۵ ملی لیٹر خوراک لیں۔ ابتداءً ۳ مثقال معجون لوغاذیا اس وقت
کھلائیں جب تہائی رات باقی رہ جائے پھر صبح میں مذکورہ مطبوخ پلا دیں۔ اس علاج کے بعد ۱۵ دن
تک پرہیز کرائیں۔ بکری کے سری پائے یا چوزوں کے زیرہ باجات استعمال کرائیں۔ پھر دیکھیں کہ
مرض اور اس کے اعراض کس قدر باقی رہ گئے ہیں۔ اگر کچھ مرض باقی رہ گیا ہو تو عرض کے مطابق دوا
تجویز کریں۔ اور اگر مرض انحطاط پذیر ہو تو غذا میں بکری کا بھیجہ (بشرطیکہ مریض کا معدہ اس کا متحمل ہو)
خصی الدیک فربہ اور ایسے اور ایسے جوذابات جو شکر سفید، خشخاش اور میدہ سے تیار کیے
گئے ہوں کھلائیں۔ اگر مریض ان غذاؤں کا متحمل نہ ہو تو، ان کی قائم مقام غذائیں تجویز کریں۔

اس نوع کے مریض کا قارورہ صاف، رقیق اور قلیل النضج (کم) پخت ہوتا ہے نبض، خفی، صغیر اور حرکات مختلف ہوتی ہیں۔ اور جب مرض میں شدت ہوتی ہے تو صغیر ہونے کے باوجود (صلب) ہو جاتی ہے۔ میں نے اس مرض میں مبتلا ایک شخص کا علاج کیا۔ مرض میں ایک گونا تخفیف ہوئی اور علاج کے دوران شدید ہذیان، وسواس، رنج و گریہ اور طویل خاموشی / جیسی حالتیں اس پر طاری ہوا کرتی تھیں۔ جب بیماری کم ہوگئی تو شدید ہنسی کا آغاز ہوا۔ یہ ہنسی موقع بے موقع ہوا کرتی تھی۔ اس عرض سے میں سمجھ گیا کہ اس کے خون میں جوش اور گرمی آگئی ہے۔ لہذا مختلف ایام میں قیفالین کی فصد کھلوائی۔ گو اس سے وہ بہت کمزور ہوگیا اور اسہال لاحق ہوگئے لیکن ہوتے ہوتے اسے کامل صحت حاصل ہوگئی۔ میں نے یہ حکایت اس لئے بیان کی کہ اعراض کی کمی بیشی پر تمہاری نظر رہنی چاہئے۔ کیوں کہ مالی خولیا کی ان اقسام میں نہایت نامانوس غیرمعہود علامات کا پیدا ہوجانا کوئی غیر معروف نہیں ہے ایسے ہی سارے سوداوی اعراض کا بھی حال ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ نہایت دشوار اخلاط ہوتے ہیں اور ہمیشہ مکمل طور پر ظاہر نہیں ہوتے، بلکہ عروق اور بدن کے دور دراز مقامات میں پوشیدہ رہتے ہیں، چنانچہ جب بھی کسی خلط میں تحلیل واقع ہوتی ہے تو وہی علامات ظاہر ہوجاتی ہیں جو اس مقدار اور اس عضو کے مماثل ہوتی ہیں جس میں وہ خلط زمانہ کے اعتبار سے ہوا کرتی ہے۔ اس پر اطمینان بخش حد تک غور کرلینا ضروری ہے تاکہ علاج میں غلطی نہ ہو اور نہ ہی انوکھی علامات دیکھ کر حیرت واستعجاب کی کیفیت طاری ہو۔ کیوں کہ سبب وہی ہے جس کا تذکرہ ہم نے کردیا ہے۔

اس مرض کی تیسری قسم مالنخولیائے مراقی کہلاتی ہے۔ ہم بیان کرچکے ہیں کہ مالنخولیا کا مرض تیز سوداوی اخلاط کے اکٹھا ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ اخلاط جب معدہ میں جمع ہو جاتے ہیں تو فم معدہ متورم ہوجاتا ہے اور جب غذا معدہ میں پہنچتی ہے تو وہاں یہ سوداوی اخلاط سے مخلوط ہوکر مراق (وہ جھلی جو احشاء پر باہر سے استر کرتی ہے) کے عروق میں نفوذ کرجاتی ہے۔ جس سے دونوں پہلو پھول جاتے ہیں۔ اس لئے بعض اطباء نے اس کا نام "علت نافخہ" رکھا ہے۔

اس بیماری کے علامات یہ ہیں:

کرب، ضیق صدر، فم معدہ کی مشارکت کی وجہ سے دونوں شانوں کے درمیان درد، سوداوی اخلاط کے سبب معدہ میں برودت کے باعث شدید بھوک اور اضطراب پایا جائے گا۔ نیز مریض ہر وقت ایسا محسوس کرتا ہے کہ معدہ سے دھوئیں جیسے بخارات اس کے تالو اور کوؤں کی طرف چڑھ رہے ہیں۔ لعاب دہن خشک ہوگا اور کھٹی ڈکاریں آنے لگیں گی۔

اس نوع کا علاج یہ ہے کہ سوائے شدید ضرورت کے تنقیہ نہ کریں۔ اگر مریض صبر کرسکتا ہے تو صرف مزورات دیں۔ ورنہ چوزے، تیہو، انڈے کی زردی وغیرہ دیں۔ ہر چالیسویں دن باسلیق کی فصد کھولیں اور مریض کی قوت وضعف کو پیش نظر رکھ کر خون کا اخراج کریں۔ پھر مزاج میں غور کریں، اگر وہ گرم ہے تو آش جو ہمراہ شربت خشخاش پلائیں۔ سوتے وقت وہ جلاب دیں جو جالینوس سے مشہور ہے اور اس کا نسخہ حسب ذیل ہے :

شکر سفید۔ گلاب مطبوخ بہ برگ بادرنجبویہ۔ عود خام۔

اس جلاب سے معدہ کو تقویت پہنچتی ہے۔ علاج کے دوران مریض کو رنج وغم اور بات چیت سے بچائیں کہ اس سے مریض کا کرب اور بے چینی بڑھتی ہے۔

اگر مریض کا مزاج سرد ہے تو گل قند کھلائیں اور اوپر سے زرد کشمش کا شربت پلائیں۔

جب مرض میں اختلاط ہو لیکن اس بات کا گمان غالب ہو کہ فضلات کا مکمل تنقیہ نہیں ہوا ہے تو اس کو یونہی نہ چھوڑیں کیوں کہ فساد کا قوی اندیشہ ہے۔ لہذا ذیل کا مطبوخ پلا کر تنقیہ کرائیں بشرطیکہ مریض اس کا متحمل ہو :

گاؤزبان، برگ بادرنجبویہ۔ افتیمون۔ قدرے افسنتین کو پانی میں جوش دے کر اس میں مغز خیارشنبر گھوٹ کر پلائیں، یا صرف مغز خیارشنبر پر اکتفا کرائیں اگر اس مطبوخ سے مریض کا معدہ المناک ہوجائے تو مسہل سے تنقیہ روک کر ذیل کے نسخہ کا حقنہ کرائیں اور اس میں بھی مریض کی قوت برداشت کا لحاظ رکھیں۔

> خارخسک۔ بابونہ ہر ایک ایک کف۔ خطمی، سبوس گندم ہر ایک دو کف (پوٹلی میں باندھ کر) شاخ کرنب۔ شاخ چقندر۔ ہر ایک ایک باقہ۔ سپستان ایک کف۔ انجیر (۴۰) عدد۔ قرطم کوفتہ۔ جو مقشر۔ ہر ایک ایک کف کلاں برگ شبت ایک باقہ کلاں۔

سب دواؤں کو حسب دستور پکالیں اور صاف کر کے بقدر تحمل، خوراک دیں، اور اس میں تھوڑا سا بورۂ ارمنی سرخ اور ۵،۴۴ گرام شکر حل کر کے کئی دفعہ حقنہ کرائیں یہاں تک کہ فضلات زائل ہوجائیں۔ بعد ازآں اگر ضرورت ہو تو تحلیل و تبرید کی طرف متوجہ ہوں۔ ساتھ ہی مریض کے مزاج پر نظر رکھیں اگر اس میں تیزی، حرارت و یبوست بڑھ گئی ہو تو آش جو اور مرطب مزورات / جیسے ماش، کدو اور چولائی روغن بادام میں پکا کر دیں۔ اگر مریض اس پر صبر نہ کرے اور ضعف دکھائی دے تو غذا میں تیہو، چوزے

اور بکری کا بھیجہ دیں۔ کثرت طعام اور شراب خوری سے پرہیز کرائیں۔
مذکورہ مرض معزالدولہ کو بمقام اہواز لاحق ہو گیا تھا۔ اس کا قارورہ سفید تھا کیوں کہ اخلاط ناپختہ اور حرارت کا میلان، بدن کے اوپری حصّہ کی طرف تھا۔ علاج کے لئے حکیم ابوعلی کو طلب کیا گیا جس نے تشخیص میں غلطی کی اور اس کو "علت باردہ" گمان کیا نیز اعراض کی صورت سے بھی اسے دھوکا ہوا کیوں کہ مریض کے دونوں پہلو متورم تھے۔ سوءِ ہضم مع اشتہاءِ کاذب تھا۔ تَرقُوہ (ہنسلی کی ھڈی) اور شانوں کے درمیان درد کی بھی شکایت تھی اور قارورہ کی سفیدی اور خامی بھی نمایاں تھی لہذا ان اعراض کو دیکھ کر اس نے "حب منتن" تجویز کئے جس سے نہ صرف بیمار کا مزاج گرم ہو گیا بلکہ مرض کا غلبہ ہو کر اضطراب شدید لاحق ہو گیا۔ معزالدولہ نے برہم ہو کر طبیب کو پھانسی پر چڑھانے کا حکم دیا۔ لیکن مختلف سفارشوں کی بناء پر صرف قید کرنے پر اکتفا کیا۔ انہی دنوں میں، ایران سے حکیم ابونوح وارد اہواز ہوا جو ایک فاضل شخص تھا۔ اس نے جب معزالدولہ کا علاج شروع کیا تو ابوحکیم کے علاج معالجہ کی جانچ اور تحقیق کی۔ قارورہ کا معائنہ کیا۔ نبض دیکھی تو بطی، متراخی اور مختلف پائی پھر اس نے بھی مرض کے بارد ہونے کو قطعی سمجھا۔ لہذا مسہل تجویز کیا۔ مسہل پلانے سے مرض میں تو کچھ فرق نہ ہوا بلکہ مریض کے سینہ میں درد اُٹھا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ ہوش میں آنے کے بعد معزالدولہ نے اُسے بھی قید کرنے کا حکم دیا۔ اسی پاداش میں ابونوح ایک عرصہ تک اہواز میں مقید رہا۔ بعد ازآں، ایک یہودی طبیب یوہیب وارد ہوا۔ یوہیب ایک معروف آدمی تھا۔ اس نے بھی اپنے پیشرو اطباء کی اقتداء کی اور قارورہ و نبض دیکھ کر مسہل تجویز کیا چنانچہ مریض کو جب یہ دوا پلا کر حمام میں لے جایا گیا تو وہ حمام میں نہ صرف بے ہوش ہو کر گر پڑا بلکہ شدید تکلیف واذیت میں گرفتار ہو گیا۔ جب افاقہ ہوا تو اس یہودی کو محض قید کرنے کا ہی حکم نہیں دیا بلکہ اس کو بھی یہی مسہل بڑی مقدار میں پلانے کا امر کیا۔ چنانچہ طبیب حمام سے ایسی حالت میں نکالا گیا کہ اس کے بچنے کی کوئی امّید نہ تھی۔ لیکن وہ اس حالت میں ایک سال تک صاحب فراش رہا حتیٰ کہ اس کے پورے بدن کی کھال نکل گئی تھی۔ اس کے نتیجہ میں یوہیب نے علاج سے توبہ کی اور دوسرا پیشہ اختیار کر لیا۔ ان واقعات کے بعد معزالدولہ نے ایک خط عبداللہ بریدی کو لکھا جس میں اپنے مرض کی نوعیت اور اطباء کے غلط علاج کی تفصیل تحریر کرکے خواہش کی تھی کہ کوئی ماہر طبیب اہواز روانہ کیا جائے۔ چنانچہ مجھے اہواز جانے کا حکم ہوا۔ میں نے وہاں پہنچکر، لطیف غذاؤں اور آش جو سے علاج شروع کیا اور یہ خیال کیا کہ جس کسی نے طبیعت کو ہلکا کرنے کی تدبیر کی ہے اس سے فاحش غلطی ہوئی ہے۔ میری توقع اور

خیال کے مطابق آش جو سے بہتری کے آثار پیدا ہونے لگے۔ پھر میری ملاقات [illegible]
ایک عورت سے ہوئی جو حکیم اسرائیل کی بیٹی تھی۔ اس نے مجھے ترطیب کے لئے گدھی کا دودھ پلانے
کا مشورہ دیا، جو ترطیب میں تقریباً آش جو ہی کی طرح ہے۔ نیز یہ بھی کہا کہ اسی تدبیر سے کئی مریض صحت
یاب ہو چکے ہیں۔ آش جو پلانے کی خوبی تو مجھ پر ظاہر ہو چکی تھی، لہٰذا اب میں نے آش جو گدھی کا دودھ
بھی شریک کر کے پلانا شروع کیا۔ اس سے کامل شفا ہو گئی لیکن مجھے گمان ہوا کہ اس عورت نے یہ علاج
بلا تمیز و معرفت کے مجھ سے بیان کر دیا ہے، جیسی کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے۔ لہٰذا میں نے اس
عورت سے خوب مناظرہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عورت فن میں ماہر، معالجہ میں نہایت زیرک اور اصول
علاج کو خوب یاد رکھنے والی اور جالینوس و بقراط کی کتابیں پڑھی ہوئی تھی۔ اس کی گفتگو سے مجھے
معلوم ہوا کہ اس نے گدھی کا دودھ، ترطیب، تعدیل، تسکین حرارت اور خشکی دور کرنے کے لئے
تجویز کیا تھا اور یہ بات محض اٹکل نہ تھی۔

غرض ایسی تمام صورتوں میں جہاں ترطیب بدن مطلوب ہو، گدھی کا دودھ، عورت کا دودھ اور
ماء الجبن جیسی چیزیں پلانا معمولات میں سے ہے۔ یہ حکایت محض اس لئے بیان کی کہ اگر یہ مرض سوء مزاج
حار کے ساتھ ہو تو گدھی کا دودھ پلانے میں کوئی امر مانع نہیں۔ گو جالینوس نے اس باب میں اس کا
ذکر صراحتاً نہیں کیا ہے لیکن اصول علاج میں لکھا ہے کہ اس کا استعمال طبیب اپنی رائے اور دستور کو
ملحوظ رکھ کر کر سکتا ہے۔ میں نے اس مرض میں استفراغ بالادویہ کو بدترین چیز پایا۔ اسی طرح ہر وہ شئے
جو مریض کے معدہ کو اذیت پہنچائے، مضرت رساں ہے۔

مرض کی اس نوع کے اس قدر علاج کے بیان کے بعد اب میں قدماء کے آراء اور مختلف
اقوال بیان کروں گا۔

مریض کو ترک ریاضت کا امر کریں۔ آبزن میں بٹھائیں اور جب کبھی مزاج میں گرمی معلوم ہو تو سر کو
تقویت پہنچانے والی اشیاء جیسے گلاب، آب بہار خرمہ، روغن سوسن / روغن خیری زرد، عصارۂ حی العالم
اور عصارۂ عصاء الراعی وغیرہ استعمال کر کے سر کی حفاظت کریں۔ اور مزاج سرد ہو جائے تو گرم روغنوں
اور ذیل کے نطول سے سر کو تقویت پہنچائیں:

بابونہ ۲۵ گرام۔ ناخونہ ۲۵ گرام۔ برگ بادرنجبویہ۔ برگ سرد۔ جوز سرو گل حنا ہر ایک ۲۵
گرام۔ قدرے اشنہ۔ برگ خبازی۔ برگ خطمی۔ سبوس گندم۔

سب دواؤں کو آفتابہ (قمقم) میں جوش دیں۔ اور نیم گرم سر پر سے مسلسل دھاریں۔ اس تدبیر سے

دماغ کو تقویت پہنچتی ہے اور بخارات سر کی طرف چڑھنے نہیں پاتے۔ پھر معدہ پر یہ ضماد لگائیں۔

برگِ مورد۔ برگ جمسفرم ہر ایک ایک کف۔ مغز سیب شیریں و خوشبودار بقدر ضرورت کعک شامی۔ سُنک بریاں۔ ہر ایک بمقدار قلیل اور حضض ان سے بھی کم مقدار میں اور گاؤ زبان۔ برگ بادرنجبویہ۔ برگ مامیشا ہر ایک تھوڑی مقدار میں۔ صبر تازہ اگر دستیاب ہو تو متذکرہ دواؤں سے بھی کم وزن اور ان سے بھی کم مقدار میں مصطگی۔

سب دواؤں کو کوٹ کر شراب ابیض یا شراب سیب سادہ میں گوندھ لیں اور معدہ پر نہار منہ ضماد کریں۔ غذاؤں کے اوقات میں لیپ نکال دیا کریں۔ اور بعد ہضم غذا پھر لگا دیں اس تدبیر پر صرف اس وقت عمل کیا جائے جبکہ مزاج میں حرارت تھوڑی سی ہو۔ اگر قوی ہو اور مریض اس ضماد کا متحمل نہ ہوتا ہو تو یہ ضماد لگائیں:

زرشک مع تخم کوفتہ جشیش مامیشا۔ صندل سفید و سُرخ۔ کعک شامی۔ برگ مورد۔

ان سب کو سیب کے پانی میں پیس کر کسی پارچہ پر لگائیں اور یہ پارچہ معدہ پر اس وقت لگائیں جب وہ غذا سے خالی ہو۔ غذا کے بعد، اس کے ہضم ہونے تک اس پارچہ کو نکال دیا کریں۔

مزاج کے گرم ہونے کی صورت میں دیگر تدابیر میں، آش جو، سبوس گندم کا حریرہ وغیرہ پلانا شامل ہیں بشرطیکہ مریض اس کا متحمل ہو۔ مزاج میں اگر ضعف معلوم ہو تو چوزے، تیہو، زیر باجات، اسفید باجات اور بھونے ہوئے گوشت دیں اگر بھوک اتنی بڑھ جائے کہ صبر کرنا دشوار ہو تو آش جو ہمراہ خشخاش پلائیں۔ بکری کے بچے کا گوشت، مُرغ بچے، نبیذ ابیض اور نبیذ خوصی پلائیں۔

فضلات کے بدن میں نمایاں ہونے کی صورت میں اگر ضرورت محسوس ہو تو باسلیق کی فصد کھولیں بشرطیکہ مریض اس کا تحمل کر سکتا ہو۔ خون کا اخراج متعدد دفعات میں کریں اور احشاء پر اس ضماد کو لگائیں۔

برگ بنفشہ۔ آردِ جو۔ قدرے خطمی۔ قدرے آردِ کرسنہ۔ قدرے صندل سفید قدرے رسوت۔

ان سب کو کوٹ چھان کر، عرقِ گلاب و روغنِ خیری میں ملا کر ضماد کریں۔ یہ ضماد ہر وقت لگا رہنے دیں خواہ پیٹ خالی ہو یا بھرا ہوا۔ ہر روز آبزن کرائیں۔ جماع اور شہوانی خیالات سے روکیں۔ اگر شہوت حد سے تجاوز کر جائے اور افکار فاسد اور وسوسے پیدا ہوں تو ایسی صورت میں ڈھیل دی جا سکتی ہے۔ لیکن بعد جماع قوت کی بحالی کا ضرور خیال رکھیں۔ اگر تنقیہ کی ضرورت ہو تو اسی باب میں مذکور حقنہ استعمال

کریں اور تنقیہ سے ترطیب اور تغذیۂ بدن مطلوب ہو تو موسم کا لحاظ کر کے ماءالجبن یا دودھ میں افسنتین جوش دے کر پلائیں جس کی ترکیب یہ ہے :

افسنتین ، افیتمون ، ریوند چینی خالص ۔ سب تھوڑی تھوڑی مقدار میں لے کر ایک پوٹلی میں باندھیں اور ایک نئی سنگین ہانڈی میں ایک رطل خورد بکری کا دودھ ڈالیں بکری کا دودھ لینے سے قبل اس کو حشیش تازہ افسنتین یا شاہترہ یا فیل گوش یا حشیش گاؤزبان یا بادرنجبویہ یا فرنجمشک کھلائیں ۔ اگر ان بوٹیوں کا کھلانا ممکن نہ ہو تو جو مقشر کوفتہ اور میدہ کی بھوسی جیسی اشیاء کھلائیں ۔ اس دودھ میں افسنتین اور افیتمون کی پوٹلی خفیف طور سے پکالیں ۔ بعدہ دودھ کو صاف کر کے اس میں قدرے شکنجبین عنصلی ، (بشرطیکہ مریض کا مزاج اور معدہ اس کا متحمل ہو) ڈال کر پلائیں ۔ اس سے معدہ کو تقویت ہوتی ہے اور سوداوی اخلاط جو مراق وغیرہ میں اکٹھا ہو گئے ہیں تحلیل ہو جاتے ہیں ۔ پھر مریض کی غذا میں تیہو ، دودھ پیتے بکری کے بچہ کا گوشت بشرط تحمل اضافہ کریں ۔ اور شراب خوصی پلائیں ۔ اگر مریض کے حق میں نقل مقام اور پیشہ کی تبدیلی ضروری معلوم ہو تو حسبہ عمل کریں ۔ اسی طرح پانی اگر ناموافق معلوم ہو تو اس کو بھی بدل دیں تاکہ تدبیر علاج مکمل ہو ۔

اگر مریض کا مزاج بارد ہو تو ان تدابیر کے ساتھ ساتھ معدہ اور احشاء پر ضماد لگائیں ۔ ضماد میں صبر ، مُر ، مصطگی ، عودِ خام اور قدرے افسنتین شامل کریں ۔ اور بارد اشیاء نہ ڈالیں ۔ ایسے پانی سے آبزن کرائیں جس میں بابونہ ، ناخونہ ، بھوسی اور دیگر مسخن وجالی اشیاء جوش دے لی گئی ہوں ۔ ان تمام تدابیر میں مریض کے مزاج کی رعایت سے غفلت نہ برتیں اور جس وقت بھی اس میں ادنیٰ سا تغیر پائیں یا کسی ایک کیفیت کی طرف میلان نظر آئے تو فوراً علاج بالضد کریں ۔

جب یہ مرض بغیر ورم معدہ کے لاحق ہو تو خواہ مریض کا مزاج سرد ہو یا گرم ، شکنجبین عنصلی سکری پلائیں اور بطور نان خورش سرکۂ عنصلی دیں ۔ اور افسنتین و افیتمون سے مسلسل تنقیہ کریں ۔ اگر مریض میں تنقیہ کی طاقت نہ ہو اور بدن میں فضلات موجود ہوں تو بشرطِ موسم ہر روز یہ خیساندہ پلائیں :

برگِ بادرنجبویہ ۔ گاؤزبان ۔ عناب سپستان ۔ اصل السوس ۔ ہرم الجوس ۔ تودری کوفتہ ۔
بوزیدان کوفتہ ۔ پرسیاؤشان ۔ ۲۵ گرام ۔ فرنجبین ۔ گلِ سُرخ ۔ مویزِ منقیٰ ۔ ہر ایک ۲۵ گرام ۔
افسنتین ۔ اسطوخودوس ۔ افیتمون ہر ایک بقدر ۷ گرام ۔

تمام دواؤں کو کسی چینی یا مٹی کے کورے برتن میں ڈالیں ۔ اوپر سے سیر میں پانی جو خوب جوش دے لیا گیا ہو ، انڈیل کر تین دن تک دھوپ میں رکھیں ۔ بعد ازاں اس کا ایک قدح ، ۳۵ گرام شکنجبین عنصلی کے

ہمراہ پلائیں۔ اس سے بآسانی فضلات دفع ہو جاتے ہیں۔ جب کبھی بدن کی قوت گھٹتی معلوم ہو اور فضلات ابھی باقی ہوں تو غذاؤں کی اصلاح کریں اور قوت کے بحال ہونے تک تنقیہ روک دیں۔

پرہیز کے ساتھ ساتھ، علاج کے دیگر تدابیر میں سے یہ ہے کہ جماع اور پُرخوری سے روکیں بہ پابندی آبزن کرائیں۔ اور ہر روز تھوڑی سی "معجون افتیمون منقوی" کھلائیں جس کا نسخہ یہ ہے:

تربحپلا ہموزن۔ قدرے مصطگی۔ افتیمون۔ افسنتین ہلیلہ جات کے ایک جزو کے ہموزن۔ سب کو کوٹ چھان کر شہد میں گوندھ لیں۔ بعد ازآں قدرے تربد، خربق سیاہ اور سقمونیا مشوی شریک کریں تاکہ عمل اسہال قوی ہو۔ اگر معدہ میں ورم نہ ہو اور قوت بھی بحال ہو تو یہی دوا ہر تیسرے دن ۷ گرام تا ۵ر۱۰ گرام کھلائیں۔

جب مریض اس عادت سے چھٹکارا پالے تو اس کے عود کرنے کی طرف سے بے فکر نہ ہو جائیں کیوں کہ پرہیز کرنے کے ساتھ ہی مولدِ سودا غذاؤں کا استعمال مرض کو لوٹاتا ہے۔ اس مرض میں سخت ریاضت نہایت مضر ہے۔ لہٰذا اس کی طرف بھی پوری توجہ رکھیں۔ نیز معدہ کی بھی حفاظت کریں۔ میں نے شاید ہی کوئی ایسا مریض دیکھا ہے جس نے تدابیر (صحت میں سے) بے پرواہی اور غفلت کی پھر اس کی حالت و مزاج میں بگاڑ اور قوت میں زوال پیدا ہو کر مرض عسیر العلاج نہ ہو گیا ہو۔ میں نے ایک مریض دیکھا تھا جسے یہ مرض، ورم معدہ اور مزاج میں گرمی کے ساتھ لاحق ہوا تھا، جس کا استفراغ سے علاج کیا گیا تو شدید تکلیف کے ساتھ اس کے اعصاب میں تشنج پیدا ہو گیا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کی یہ حالت اس وجہ سے رونما ہوئی کہ موقع کا لحاظ کئے بغیر استفراغ کی جسارت کی گئی، جس کے نتیجہ میں بدن کو مطلوب ضروری رطوبات بھی خارج ہو گئے اور اعصاب و قویٰ کمزور پڑ گئے اور تیز قسم کے بخارات نے دماغ کی طرف صعود کر کے تشنج پیدا کر دیا۔

مالنخولیا کی تمام انواع کا علاج اصولی طور سے یکساں ہے البتہ بلحاظ موقعہ کمی و بیشی، فراست و حذاقت سے کی جا سکتی ہے۔ بعید نہیں کہ ایسا شخص جس کی صلاحیت بالکل معمولی ہو، ان میں تمیز نہ کر سکے۔ اس لئے تاکید کی جاتی ہے کہ مرض کے انواع و اقسام میں غور و فکر سے کام لے کر قدم اٹھایا جائے۔

اگلے لوگوں کے اقوال اور ہمارا دستورِ علاج جو متقدمین سے استفادہ پر مبنی تھا، دونوں کے بیان سے فارغ ہو کر اب ہم ان تینوں قسم کے مالنخولیا کے دیگر اسباب کو بیان کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ طویل بیداری / دیر تک پڑھنا پڑھانا، علوم فکری میں غور و خوض کرنا لوگوں کے ساتھ کم آمیزی اور افکار کے ساتھ خلوت گزینی ایسے سخت قسم کا مالنخولیا پیدا کرتے ہیں جو مالنخولیائے دماغی سوداوی

کے مشابہ ہوتا ہے۔ ان اسباب کے نتیجہ میں تمام اخلاط جل جاتے ہیں۔ ہذیان بڑھ جاتا ہے۔ مریض کپڑے پھاڑ لیتا ہے اور سرراہ اپنے مخالف کو مناظرہ کے لئے للکارتا ہے۔ ہذیان میں وہ علوم دہراتا ہے جن پر حالتِ صحت میں غور و فکر کرتا رہتا تھا۔

اس قسم کے مالنخولیا کا علاج دیگر مرکب اقسام کے علاج کی طرح، ترطیب، تحلیل اور آہستگی و سہولت تنقیہ سے کرنا چاہئے۔ مزاج کے مناسب غذائیں دیں۔ وحشت دور کرنے کے لئے محفلوں اور ایسے مجمعوں میں بٹھائیں جن میں اہلِ علم کے ساتھ، اہلِ لہو و لعب اور پینے والے جمع ہوا کرتے ہیں۔ قدرے لطیف قسم کی شراب پلائیں۔ تمام احوال اور اعراض میں کھوج کرکے تقویت قلب کا سامان کریں۔ اسی طرح مالنخولیا، قرانیطس اور جمود کے تمام مریضوں کی تقویت قلب سے، ان کے نفوس اور قویٰ کو قوت پہنچتی ہے اور ان پر علاج کا عمدہ اثر ظاہر ہوتا ہے۔

میں نے خود اپنے زمانہ میں علماء و فضلاء کی ایک جماعت دیکھی ہے جنھوں نے تنہائی اختیار کرلی تھی۔ مسلسل غور و فکر، لوگوں سے ترک تعلق، تعلیم و تعلم کے سوا، دیگر مشاغل سے اجتناب نے ان لوگوں کے اخلاط جلا دیئے تھے اور انھیں مالنخولیا میں مبتلا کر دیا تھا ان میں سے بعض تو دق وسل میں مبتلا ہوکر مر گئے۔

فارابی[1] بھی انہی آدمیوں میں سے تھا۔ یہ لوگوں سے کنارہ کش رہتا اور ان سے میل جول نہ رکھتا تھا۔ جس کسی کو معیوب نظر سے دیکھتا تو اس کی نسبت کہا کرتا کہ اس شخص کی چونکہ عام لوگوں میں نشست و بفاست ہے اس لئے وہ ایک "بازاری" آدمی ہے۔ اسی روش کی بناء پر اُسے ایک قسم کا مالنخولیا لاحق ہوگیا۔ پھر وہ گلی کوچوں اور بازاروں کی طرف نکل پڑتا اور وہاں بیٹھ کر لوگوں سے بے سر و پا منطق بگھارا کرتا تھا۔ بچے اور عوام اس سے تمسخر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مجھ تک اس کے ایک واقعہ کی خبر پہنچی ہے کہ وہ ایک دفعہ کرخ کے سرراہے سے گذر رہا تھا تو دیکھا کہ کوئی شخص مٹھائی بیچ رہا ہے۔ اس سے پوچھا کَیْفَ تَبِیْعُ ھٰذا (یعنی تو اس کو کیسے فروخت کر رہا ہے۔) اس پھیری والے نے جواب دیا کہ ایک ریال میں اتنا اور اتنا۔ فارابی یہ سنتے ہی اس سے جھگڑے پر اُتر آیا اور مارنے کے لئے جھپٹا۔ لوگ جمع ہوگئے یہاں تک کہ دونوں کو پولیس کے جوان پکڑ کر اپنے افسر کے پاس لے گئے۔ افسر نے ان سے لڑائی کا سبب دریافت کیا تو، فارابی نے کہا کہ میں اس شخص سے فروخت کی "کیفیت" پوچھتا ہوں تو یہ مجھے "کمیت" (مقدار)

---

[1] ابولفر فارابی مشہور فلسفی ۲۶۰ھ تا ۳۳۹ھ

بتاتا ہے ۔ یہ سُن کر افسر خوب ہنسا اور کہا کہ اس کو رہا کردو اور کچھ تعرض نہ کرو ۔ فارابی کا یہ مرض اطبار کے مشوروں کو قبول نہ کرنے کے سبب بڑھتا ہی گیا ، یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہوگئی ۔

انہی لوگوں میں عیسیٰ بن ماسویہ بھی ہے جس نے اپنے آپ کو لوگوں سے الگ تھلگ کر لیا تھا ۔ اور اپنی مشغولیت کُتب بینی اور پڑھنے پڑھانے تک محدود کر لی تھی ۔ ان اشغال کے سوا کسی سے بات نہ کرتا ۔ دُنیا داری کے امور اور کھیل تماشے سے بالکل بے تعلق رہتا ۔ ابو ماہر نے اس کو بغداد سے خط لکھ کر آگاہ بھی کیا کہ وہ ایسی عزلت پسندی اور مردم بیزاری ترک کر کے لوگوں میں اُٹھے بیٹھے ، دادِ عیش دے ، بچوں اور عورتوں سے دل بہلائے ۔ لیکن اس نے ایک نہ سُنی ۔ تھوڑے ہی دن نہ گزرے تھے کہ اس کو مالنخولیا کی ایک قسم لاحق ہوگئی ۔ وہ اپنے غلاموں اور پڑوسیوں سے ڈرنے لگا تھا ۔ اور حکام کے پاس ان کی فریاد لے جایا کرتا تھا کہ میرے غلام مجھے کل رات قتل کرنا چاہتے تھے ، اب تو میرا خدا ہی حافظ ہے ۔ کبھی اپنا مال لے کر نکلتا اور لوگوں کے حوالے کر دیتا ۔ پھر کہتا کہ لوگو ! فلاں شخص نے میرا مال مجھ سے چھین لیا ہے اور مجھے قتل کرنے کے لئے آیا تھا ۔ رفتہ رفتہ اس کی حالت بگڑتی گئی ۔ یہاں تک کہ آخری ایام میں اس پر شدید گریہ طاری ہوگیا ۔ اس کے تمام اخلاط جل کر خُشک ہو گئے تھے اور اسی حالت پر اس کا انتقال ہو گیا ۔

ایسے ہی لوگوں میں ابوبکر بن سعید بصری بھی تھے ۔ وہ تنہا رہا کرتے اور لوگوں کے ساتھ میل جول سے متنفر ، ہمیشہ پڑھنے پڑھانے اور علوم فکریہ میں اپنا وقت صرف کرتے تھے ان کے اخلاط بھی جل کر سخت قسم کے مالنخولیا کے باعث بن گئے ۔ بازاروں میں پھرا کرتے اور بچے ان کو گھیرے رہتے تھے ۔ یہاں تک کہ جاں بحق ہو گئے ۔

انہی اصحاب میں ابوزکریا بھی تھے جو ہر روز کتب طب و فلسفہ کے سَو اوراق پڑھا یا کرتے تھے انھوں نے ترکِ علائق کر کے دوام ، غور و فکر لازم کر لیا تھا ۔ جس کے نتیجہ میں اخلاط جل گئے ، اور جنون رونما ہوا اور اسی حالت پر ان کی موت واقع ہوئی ۔

اسی طرح عمرو بن ثقیف / کا بھی حال ہوا ، جو ابن حمدان کا طبیب اور متوسط فہم کا آدمی تھا ۔ اس نے کبرسنی میں منطق اور علم ہندسہ کی کتابیں پڑھانی شروع کیں اور سارے دوسرے اشغال کا دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا تھا ۔ سوچ میں اس قدر ڈوبا رہتا کہ جب اپنے غلاموں سے گفتگو کرتا تو ان کی گفتگو سمجھ نہ پاتا ، تاآنکہ اپنے ذہن کو اپنی فکر سے فارغ نہ کر لیتا ہوتے ہوتے اس کے اخلاط جل گئے اور جنون کے آثار اور علامتیں رونما ہو گئیں ۔ جب اس کو اپنی اس بدحالی کا شعور ہوا تو اس نے اُن امور کو ترک

کر دیا اور خود اپنا علاج شروع کیا۔ نیز ابراہیم بن مکش سے بھی مدد لی۔ چنانچہ اعراض کے شدید ہونے سے قبل ہی اس کا علاج ہو گیا اور عقل ٹھکانے آگئی۔ اپنے معالج سے اجازت لے کر بغداد لوٹ آیا۔ یہ ایک تونگر اور خوش حال آدمی تھا۔ شراب نوشی، لہو و لعب اور غنا میں مشغول ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔

ان واقعات کے بیان کرنے سے ہماری غرض یہ ہے کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ مالنخولیا کی ایک قسم، تنہائی اختیار کرنے، لوگوں سے میل جول کے ترک کرنے اور مجاہدۂ نفس وغیرہ جیسے امور سے پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر عاقل پر لازم ہے کہ اپنے اوقات کو منقسم رکھے اگر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دن یا کم از کم مہینہ میں ایک دفعہ سیر و تفریح، نغمہ و سرود اور لوگوں سے تعلقات و ملاقات کے لئے وقت نکالے۔ اپنے اوقات کا بیشتر حصہ حصولِ علم و فضل اور امورِ خیر کے انجام دینے میں صرف کرے۔ اپنے جسم یا اپنی ذات سے انجام دیئے جانے والے امور میں اپنی ذات کو الگ تھلگ نہ کر لے۔ ورنہ تمام قویٰ مُردہ ہو کر تدبیر بدن اور اس کا نظام بگڑ جاتا ہے۔

وسواس اور مالنخولیا کی ایک قسم، عشق سے یا باوجود شہوت کے، ترکِ مجامعت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس نوع میں ہذیان، ضیق صدر اور اضطرار لاحق ہوتا ہے۔ مریض لوگوں سے زبردستی چمٹے رہتا ہے کہ ان سے اپنے معشوق کا شکوہ و شکایت کرے۔

مرض کی یہ قسم دو انواع سے مرکب ہے۔ ایک وہ جو پورے بدن میں ہوتی ہے دوسری وہ جو سر کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کا علاج مریض کو مانوس کرنا، قلب کو قوی اور حتی الامکان اس کے مطلوب و مقصود کو برلاتا ہے۔ یا پھر دوسرے محبوب کے ساتھ اس کو مشغول کر دینا ہے تاکہ اس کی توجہ پھر جائے۔ ممکن ہو تو معتدل جماع پر راغب کریں اور اگر ضرر کا اندیشہ ہو تو اجتناب کی ہدایت کریں۔ علاج میں وہ تمام طریقے اختیار کریں جو مالنخولیا کے مریض کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

مالنخولیا کی ایک اور قسم ایسی بھی ہے جو اچانک خوف شدید یا اچانک بے انتہا مسرت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ حالت، مذکورہ قسم کے مالنخولیا سے مشابہ ہوتی ہے لیکن خوف اور خوشی میں جب اعتدال آجاتا ہے تو مرضیٰ ان کیفیات کے زائل ہو جانے کی توقع رہتی ہے۔ لہٰذا اس کا علاج اضداد سے کیا جائے۔ اس کے علامات یہ ہیں کہ مریض ہذیان میں ایسی باتیں کرتا ہے جن سے مرض کے سبب کا پتہ چل جاتا ہے۔ مالنخولیا کی عجیب ترین قسم وہ ہے جو عشق سے پیدا ہوتی ہے کہ جس میں مریض لوگوں سے چمٹا رہتا ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے تمام انواع میں وہ لوگوں سے بھاگتا ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ محبوب کی جدائی سے اس کا جذبۂ شوق ابھر پڑتا ہے اور اس کے اظہار کے واسطے وہ لوگوں کے گلے پڑ جاتا ہے۔

مالیخولیا کے مریض کا قارورہ اکثر رقیق اور کچا ہوتا ہے۔ نبض صغیر اور صلب ہوتی ہے گاہے بطی اور صلب بھی ہوجاتی ہے۔ مرض کے مختلف انواع میں نبض کا مختلف ہونا ایک ضروری امر ہے نبض کی تبدیلی سے اعراض کی تبدیلی کا اظہار ہوتا ہے میری دانست میں اطبا، میں سے کوئی بھی آخرالذکر اقسامِ مرض کا انکار نہ کرے گا، بشرطیکہ وہ اصول سے واقف، معالجہ کا ماہر، نیک طبیعت، ذکی، تجربہ کار اور اساتذۂ فن کے پاس زانوئے تلمذ تہہ کیا ہوا ہو۔

طبیب پر لازم ہے کہ غور و فکر سے کام لے کر ہر امر کو اس کے مقام پر رکھے اور انواع میں خلط ملط نہ کرے کہ کہیں ایک نوع کا علاج دوسری نوع کے لئے تجویز کردے، جس سے مرض مرکب ہو جائے گا۔

مالیخولیا کے تمام اقسام جب آخری مرحلہ میں پہنچ جاتے ہیں تو خشکی باقی رہ جاتی اور نمایاں رہتی ہے۔ اور بدن کی ترطیب کے لئے ماء الجبن سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ ماء الجبن کی تیاری میں دودھ کی اصلاح کا وہ طریقہ کار اختیار کریں جس کو ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں۔ اس ماء الجبن میں مرض کے باقیماندہ اعراض کے مطابق دواؤں کا اضافہ کریں۔ اگر خلط عروقِ مراق میں رکی ہوئی ہے تو افسنتین شریک کریں بشرطیکہ مریض کا معدہ متحمل ہو۔ اور اگر صرف خُشکی، یبوست اور جفاف ہو تو اس میں روغن بادام شریں، ترنجبین/ تخم حنا، تخم ککڑی وغیرہ شامل کریں حرارت باقی رہنے کی صورت میں گلاب، سکنجبین، روغنِ کدو وغیرہ کا اضافہ کریں اور اس کے مناسب غذائیں تجویز کریں۔ اگر مرض کے نتیجہ میں احشاء، طحال یا جگر میں فساد رونما ہوا ہو تو ماء الجبن کے ہمراہ مرکب اقراص جیسے قرص ریوند، قرص زرشک یا قرص گل وغیرہ استعمال کرائیں۔

اس مرض کے زائل ہو جانے کے بعد پیدا ہونے والا شدید ترین مرض "کالا یرقان"، ہے جس کو یرقان سُدی بھی کہتے ہیں۔ یہ مرض جگر اور طحال کی رگوں میں سدہ پڑ جانے سے لاحق ہوتا ہے اس کا علاج دشتی پیاز کی شراب، قرص کبر ریوندی اور قرص اسقولوقندریون کا استعمال کرانا ہے ان قرصوں کا نسخہ ہم نے فساد طحال سے پیدا ہونے والے یرقان کے باب میں درج کیا ہے۔

کبھی مرض کے اختتام پر دنبل اور پھوڑے پھنسی نکل آتے ہیں خصوصاً مراق میں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رُکے ہوئے اخلاط رقیق ہوگئے ہیں جن میں سے کچھ خارج ہو چکے ہیں اور کچھ باریک رگوں میں رُک کر جلد اور گوشت کے درمیان ٹھہر گئے ہیں۔ جب یہ علامات ظاہر ہوں تو سمجھ لو کہ عروق بالکل خالی ہو گئے ہیں اور مریض صحت یاب ہوگیا ہے۔ رہا، دُنبل اور پھنسیوں کا علاج تو اس کے لئے سب سے

عمدہ چیز سخت پابندی و پرہیز کے ساتھ صالح غذائیں دینا ہے۔ یہ صالح غذائیں رطوبات کو جذب کرنے والی اور قلیل فضلہ پیدا کرنے والی ہونی چاہئیں۔ نیز مریض کو کچھ عرصہ کے لئے گندھک اور پھٹکری کے چشموں کے پاس بھی بٹھائیں ناشف اور مجفف روغنوں سے مالش کریں۔ مثلاً روغن گل یا روغن زیتون خام یا ایسا روغن جس میں بیخ درخت سرو اور مُر کو ڈال کر جوش دے لیا گیا ہو۔ ان دنبلوں کے بارے میں یہ اندیشہ کریں کہ وہ جذام کے زخموں میں تبدیل ہو جائیں گے کیوں کہ ان کی نمود مرض کے اختتام اور بدن کے اخلاط سے تنقیہ کے بعد ہوتی ہے۔ ہاں! اگر مرض کے ابتدا میں ہی ایسی صورت پیدا ہو جائے تو خوف و اندیشہ کی بات ہے، جس کے لئے فصد و استفراغ اور اصلاحِ غذا لازمی امور ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسی تدابیر بھی اختیار کریں جن سے خون کی اصلاح ہوتی ہے۔

اس باب میں اس سے زیادہ تفصیل ممکن نہیں گو یہ بیان خود طویل معلوم ہوتا ہے۔ میرا ارادہ اس کو دس ابواب پر مشتمل ایک بڑی کتاب کی شکل میں لکھنے کا ہے تاہم جتنا کچھ بھی عقلی باریکیوں کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے وہی کافی ہے۔

باب (۳۲)

یادداشت کا ضائع ہوجانا (ہلاکتہ الذکر)

یہ مرض، مرضِ نسیان سے مختلف ہے، کیوں کہ نسیان ایسا مرض ہے جس میں صرف قوت تذکر (یعنی یادداشت و حافظہ) میں سنرر واقع ہوتا ہے۔ لیکن حافظہ کا محو ہوجانا یہ ہے کہ ذخیرۂ یادداشت میں سے کوئی بھی چیز یاد نہ آئے۔ گویا قوتِ حافظہ مُردہ اور بے جان ہوجاتی ہے۔ اس مرض کی صرف دو قسمیں ہیں تیسری نہیں

پہلی قسم مؤخر دماغ میں برودت اور رطوبت کے غلبہ سے پیدا ہوتی ہے تو دوسری میں برودت و یبوست کا غلبہ ہوتا ہے۔

جب برودت کی بجائے حرارت و رطوبت یا حرارت و یبوست کا غلبہ ہو تو وہ اس مرض کی تعریف سے خارج ہوجائیں گے۔

اس مرض میں اور دیگر امراض جیسے نسیان، جمود، سرسام بارد وغیرہ میں یہ فرق ہے کہ ان میں سے بعض میں بخار، بعض میں ورم اور بعض میں زوالِ عقل جیسے اعراض پائے جاتے ہیں۔ لیکن اس مرض میں سوائے حافظہ کے محو ہوجانے کے کوئی اور عرض نہیں پایا جاتا۔

یہ مرض اگر برودت و رطوبت کے سبب ہو تو اس کے علامات یہ ہیں:

نیند ایسی مسلسل ہوگی جیسی کہ سدر میں ہوا کرتی ہے۔ جب مریض کو مخاطب کیا جاتا ہے تو اس وقت کلام سمجھ لیتا ہے لیکن ایک ساعت بعد اگر وہی چیز اس سے دریافت کی جائے تو اس کا باد

آنا ممکن نہیں ہوتا۔ نتھنوں سے ہمیشہ رطوبت بہتی ہوگی۔ سر کے پچھلے حصہ میں بوجھ محسوس ہوگا، گویا کہ وہ نیچے کی طرف اتر رہا ہے، اور اس میں ایسی دشواری محسوس کرتا ہے گویا کہ وہ سن رسیدہ کھوسٹ بوڑھا ہو۔

اگر مرض کا باعث برودت و یبوست ہو تو اس کی علامات یہ ہیں :

دائمی بیداری ہوگی۔ نتھنے بالکل خشک ہوں گے۔ تیزی سے بات کرنا دشوار ہوگا اور بعض اوقات ایسا محسوس کرے گا جیسے کہ اس کا گلا گھٹ رہا اور سر پیچھے کی طرف کھنچ رہا ہے۔

پہلی قسم کا علاج یہ ہے کہ مریض کی قوت، عمر، مزاج اور اصول علاج کو ملحوظ رکھ کر بذریعہ حقنہ تنقیہ کرائیں / اوپر سے استفراغ نہ کرائیں کیوں کہ بقراط نے اس کو ممنوع قرار دیا ہے[1]۔ حقنہ تین مرحلوں میں کرنا چاہیے۔ پہلے سادہ حقنہ دیں، جس کا نسخہ یہ ہے :

خار خشک ایک کف۔ برگ سویا۔ برگ سداب ہر ایک متوسط کف انجیر سیاہ (۵۰) عدد۔ بھوسی گندم خطمی۔ ہر ایک ۲۵ گرام۔

ان دونوں کو الگ الگ پارچہ میں باندھکر دوسری ادویہ کے ساتھ پکائیں۔ پھر اس کو صاف کرکے اس میں سے ۳۵۰ ملی لیٹر کی مقدار لیں اور اس میں روغن خیری ۷۰ ملی لیٹر۔ سرخ شکر پگھلائی ہوئی ۲۵ گرام بورۂ ارمنی ۷۵۱ گرام شریک کرکے ہاون میں گھوٹیں اور نرم کرلیں پھر دوسری مرتبہ صاف کرکے نیم گرم حقنہ کریں۔ یہ حقنہ چند مرتبہ کرائیں۔ پھر اس کے بعد اس سے قوی حقنہ دیں۔ یعنی مذکورہ نسخہ میں آرد قنطوریون، برگ جمسفرم، درمنہ، قیسوم ہر ایک ایک کف لے کر بجائے روغن خیری، روغن بیدانجیر اور روغن سداب ڈالیں۔ نیز بورۂ ارمنی اور حنظل کا گودا شریک کرکے کھرل کرلیں۔ بعدازاں صاف کرکے یہ حقنہ تین دفعہ استعمال کرائیں اس کے بعد مریض کی قوت اور مرض میں تامل کریں۔ اگر مرض زوال پذیر ہو اور اصلاح کے آثار نمایاں ہوں تو اسی حقنہ پہ اکتفا کریں اور اگر مرض علی حالہٖ قائم ہو تو سابقہ حقنہ سے قوی تر حقنہ دیں یعنی حقنۂ اوّل میں جند بیدستر، سکبینج اور جاؤشیر ہر ایک ۳۱۵ گرام شریک کرکے بدستور حقنہ تیار کریں اور دوبارہ صاف کرکے ایک ہی وقت استعمال کرائیں۔ پھر مہلت دے کر مرغ کے چوزے، چڑیاں اور چنے کو روغن زیتون میں پکاکر کھلائیں۔ یا بکری کے چھوٹے بچوں کا کھلائیں۔ عمدہ قسم کی کہنہ نبیذ پلائیں بعدازاں حالت مرض پر غور کریں۔ اگر روبہ زوال ہو کر بہتری پیدا ہو رہی ہو تو انہی تدابیر پر کار بند رہیں۔ ورنہ مشک، جند بیدستر اور کلونجی پیس کر سنگھائیں اور ناک میں ٹپکائیں مقام مرض یعنی موخر رأس پر یہ ضماد لگائیں :

---

[1] اوپر سے تنقیہ کرانے میں، فضلات سر کی طرف چڑھتے ہیں اس لئے ممنوع ہے (مترجم)

رائی سیاہ غیر مغسول ۳۵ گرام۔ صمغ سداب کوہی ۲۵،۵ گرام۔ فربیون تازہ ۲۵،۵ گرام۔
سب دواؤں کو پیس لیں اور آرد خشکار (بھوسی دار آٹا) لے کر اچھی طرح بھون لیں اور اس میں سے ۱۰ گرام لے کر روغن قسط، روغن سنبل یا صرف روغن بلسان میں گوندھ لیں اور مقام مرض پر ضماد کریں۔ اگر محسوس ہو کہ مرض کا تعدیہ اوسط دماغ تک ہوا ہے تو پورے سر پر مسلسل ضماد کریں۔ ضماد لگانے کے دوران ناشف غذائیں جیسے روغن میں بریاں کردہ بکری کے بچے اور مرغ کے چوزوں کا گوشت یا جوش دی ہوئی چڑیاں کھلائیں۔ ان سے اگر مزاج میں کوئی تغیر محسوس نہ ہو یا وہ گرم ہو جائے تو ان غذاؤں کو ترک کر کے طبیعت پر چھوڑ دیں ورنہ تخمہ لاحق ہو جائے گا۔

واضح ہو کہ اس مرض میں بخار، نہایت آسانی سے چڑھ جاتا ہے۔ اگر بخار، حقنہ کرانے اور ضماد لگانے کے بعد آئے تو کوئی تشویش کی بات نہیں لیکن آغاز مرض میں ہی چڑھ جائے تو ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ مریض کے سر میں یہ تیل لگانا بھی مفید ہے۔

روغن زیتون (پختہ و صاف پھلوں سے نکالا ہوا) ۳۵۰ گرام لیں۔ پھر جند بیدستر ۵،۱۰ گرام۔
مشک دو دانق۔ سنبل ۷ گرام۔ مصطگی ۵،۳ گرام۔ اشنہ۔ قرنفل ہر ایک ۵،۳ گرام۔
فربیون تازہ ۵،۱۰ گرام۔ صمغ سداب کوہی ۵،۱۰ گرام۔

سب دواؤں کو کھرل کر کے ایک پوٹلی میں باندھیں اور مذکورہ روغن زیتون میں ڈال کر پکائیں پکانے کے دوران پوٹلی کو حرکت دیتے رہیں۔ یہاں تک کہ دو تہائی جل کر صرف ایک تہائی تیل باقی رہ جائے۔ پھر اسی تیل کی سر پر مسلسل مالش کریں، نتھنوں میں ٹپکائیں۔ نیز عاقر قرحا و مویز منقیٰ وغیرہ سے غرارہ کرائیں۔ اگر معدہ میں رطوبت ہو اور اس کے گرم ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ہر روز نہار منہ ۶۳،۲ گرام ایارج (مخمر یہ شراب کہنہ) کھلائیں اگر مزاج غیر متغیر ہو تو تریاق وشرودیطوس کھلائیں۔ اس مرض کے لئے میں نے معجون النقر دیا ہے بڑھ کر موثر کوئی اور معجون نہیں دیکھی۔ ان معجونوں کے کھلانے میں بہت توقف اور تامل کریں۔ اندازے اور اٹکل پہ ہرگز نہ چلیں۔ کیوں کہ دماغ کا مزاج حد سے زیادہ گرم ہو جائے تو قرانیطس حار، اور حد سے زیادہ ٹھنڈا ہو جائے تو سکتہ لاحق ہو جاتا ہے۔

ایسے مریض کی نبض بیشتر متراخی، فاتر اور مختلف ہوا کرتی ہے قارورہ سفید اور خام ہوتا ہے۔
اس مرض کی دوسری نوع کا علاج یہ ہے کہ ایسی دوائیں نہ دیں جو یبوست بڑھانے والی ہوں بلکہ علاج کا آغاز ذیل کے حقنہ سے کریں:

گوکھرو۔ بابونہ۔ چقندر۔ قرطم۔ تخم کتان۔ برگ خبازی۔ برگ خطمی۔ سبوس گندم۔ انجیر۔

8227

ان سب کو خوب پکائیں اور بقدر ضرورت لے کر اس میں قدرے روغن سوسن، روغن چنبیلی اور روغن بیدانجیر ملا کر تین یا چار دفعہ حقنہ کرائیں۔ حقنہ کے ذریعہ تنقیہ سے فارغ ہوکر روغن سوسن اور قدرے روغن چنبیلی میں سر کو ڈبوئیں۔ ابن سینا اس غرض کے لئے اکثر روغن سوسن استعمال کرتے تھے۔ غذاؤں میں دودھ پیتے بکری کے بچوں کا گوشت، اور معتدل شراب پلائیں (جو تازہ اور کہنہ کے درمیان ہو) جب مرض دشوار ہو جاتا تو موصوف یہ سعوط استعمال کراتے تھے:

روغن سوسن۔ روغن چنبیلی۔ ہر ایک ۷۰ ملی لیٹر۔ لعاب خطمی ۴۰۰ گرام۔ لعاب میتھی۔ لعاب تخم کتان۔

ان میں قدرے زعفران شریک کرکے کسی شیشہ کے برتن میں ڈال کر اُسے دھوپ میں رکھیں اور پانچ دن تک ہر روز ایک یا دو مرتبہ ہلا دیا کریں۔ اس کے بعد یونہی رکھ چھوڑیں کہ صاف تیل اوپر آجائے۔ یہ تیل ۷ گرام لے کر اس میں میعہ سائلہ بمقدار ۵۰۰ ملی گرام (جسے کپڑے سے چھان لیا گیا ہو) شریک کرکے ایک چھوٹی شیشی میں رکھ چھوڑیں جو جھاگ سے بھر جائے گی۔ پھر جھاگ صاف کرکے اس کو مسلسل سعوط کرائیں۔

نطول کے لئے ان بوٹیوں کا پانی تیار کریں:

بابونہ۔ ناخونہ۔ بیہ کبوتر۔ قرطم کوفتہ۔ خطمی یا برگ خطمی۔

ان سب دواؤں کو پانی میں جوش دے کر نیم گرم دھاریں۔ اور دھارتے وقت سر کو کسی نرم شئے سے خفیف طور پر رگڑتے جائیں۔ ٹوپی میں لومڑی کے بال رکھ کر سوتے وقت پہننے کا امر کریں۔ بالجملہ اس مرض میں سر کو گرم کرنے کے لئے جن روغنوں پر اعتماد کیا جا سکتا ہے وہ حار و رطب ہیں۔ تنقیہ کے بعد یہ معجون کھلائیں:

معجون زنجبیل شکری۔ ۳۵ گرام۔ تخم انجرہ ۱۷،۵ گرام۔ تودری۔ بوزیدان ہر ایک ۱۰،۵ گرام۔

پوست جوز بری ایک مٹھا۔ حب زلم۔ اندر جو۔ ہر ایک ۱۷،۵ گرام۔ فلفل سفید۔ ۷ گرام۔

سب کو پیس کر سنجری مصری کے محلول میں گوندھ لیں۔ اور ایسے شیشے کے برتن میں ڈالیں جس میں روغن غار اور روغن سوسن ڈالا گیا ہو۔ پھر اس روغن کے وسط سے ہر روز ایک "جوزہ" لے کر نہار مُنہ کھلائیں۔ اگر اس سے جماع کی تحریک ہو تو کھلانا روک دیں۔

باب (۳۳)

تمام اعضاء کے آغاز طور اوران کی ساخت سے واقف ہو کہ وہ گوشت، ہڈی، عصب اور عروق سے بنتے ہیں۔ ہڈی کا فعل یہ ہے کہ وہ اعضاء کو مضبوط، سخت اور استوار رکھتی ہے اور گوشت ہڈیوں کو ڈھانکتا ہے یعنی ہڈیوں، اعصاب اور عروق کے لئے گویا گدی کا کام کرتا اور اعضاء کی درز بندی کرتا ہے عروق تنے اور شاخوں کی مانند ہیں کہ قریب وبعید اعضاء کی طرف غذا پہنچانے کا کام انجام دیتے ہیں۔ جگر اور عروق کے مابین شریانیں ہیں جو روح حیوانی اور حرارتِ غریزی کو تمام اعضاء، واعصاب کی طرف دوڑاتی ہیں جس سے حِس وحرکت پیدا ہوتی ہے۔ ہر عضو کے لئے ایک عصبی اور لیفی حرکت ہے۔ جس کو حرکتِ ارادی کہتے ہیں۔ یعنی حرکتِ ارادی سے مُراد، ان اعصاب کا اختیار وارادہ نفس حسّی سے وابستہ ہے اور صلاح بدن کے لئے حرکت ارادی کا ہونا (بحالتِ صحت) معروف ومعلوم امر ہے۔ لیکن جب بدن بگڑ جاتا ہے تو وہ حرکت ظہور میں آتی ہے جو غیر طبعی حالت یعنی مرض کے لئے درکار ہوتی ہے۔ یہ حرکت کبھی طبیعتِ بدن کی مخالف سمت میں غیر ارادی ہوا کرتی ہے اور کبھی عضو کو لاحق ہونے والے عرض کے سبب اسے دفع کرنے کی غرض سے ہوتی ہے۔

تشنج امتلائی ایسا مرض ہے جس میں غلیظ مواد اعصاب میں اترتا ہے۔ اعصاب اس مواد کو پی کر غلاف کی طرح پھول جاتے ہیں (کیوں کہ ان میں جذب ہونے کی صلاحیت نہیں ہوتی) اس سے عصب کی

لمبائی کم اور عرض بڑھ جاتا ہے اور جس عصب میں یہ مواد اترا ہے اس عضو کی حرکتِ ارادی غیرارادی حرکت سے بدل جاتی ہے۔ جیسے کہ اختلاج میں اعضائے ارادی کے اندر غیرارادی حرکت ہوا کرتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ عضو جب چھوٹا ہو جاتا ہے تو آدمی حرکت کرنے کے لئے عضو کو دباتا اور سمیٹتا ہے، جبکہ پیشتر جیسے چاہتا تھا بلا دبائے اور سمیٹے حرکت کر سکتا تھا۔ عضو کے چھوٹے ہو جانے پر چونکہ عصب بھی چھوٹا ہو جاتا ہے اس لئے حرکت ارادی کے اندر رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جالینوس نے اس کا نام "طبیعت" سے ہٹا کر حرکت ارادی کو روک دینے والی حرکت رکھتا ہے۔

اس مرض کی علامات یہ ہیں کہ مرض اچانک نمودار ہوتا ہے اور ایسے وقت لاحق ہوتا ہے جب بدن ممتلی ہوتا ہے۔ مرض کے حملہ کرنے سے پہلے مریض کے کھانے پینے میں بے ترتیبی اور کثرتِ جماع وقوع پذیر ہوا ہوگا۔ اور نتیجتاً فسادِ اخلاط پایا جائے گا۔ منقیٰ جسموں میں تشنج امتلائی واقع نہیں ہوتا۔ اس مرض میں نہ بخار ہوتا ہے نہ تغیر مزاج۔ ان علامات سے مرض کی شناخت ہو سکتی ہے کہ وہ تشنج امتلائی ہے۔

میں نے ایک رئیس کو دیکھا جو کھانے پینے میں شدید بے اعتدالی برتتا تھا۔ وہ رات میں جب سویا تو تندرست تھا۔ صبح اٹھا تو گویائی مفقود تھی اور دیگر علامات یہ تھے کہ بخار نہ تھا مزاج میں کوئی تغیر بھی نہ تھا۔ اطباء کی ایک جماعت بلائی گئی۔ سب کو تشخیص مرض میں شبہ ہوا۔ میں نے فیصلہ کیا اور کہا کہ اُس عضلہ کا یہ تشنج ہے جو زبان کو حرکت دیتا ہے۔ لہٰذا استفراغ، غرارہ، ایارجات کی تحنیک تجویز کی۔ ساتھ ہی مزاج کی حفاظت کا اہتمام کیا، جس سے مرض ساتویں دن زائل ہو گیا۔ سب لوگ اس پر تعجب کرنے لگے۔ پھر میں نے ان سے اس تشنج امتلائی کے اسباب بیان کئے اور مریض کی کھانے پینے اور جماع میں بے اعتدالی کو ظاہر کیا۔

اس مرض کے علامات میں سے یہ بھی ہے کہ جس عضو میں تشنج ہوتا ہے اس میں ورم کے مشابہ کیفیت پائی جاتی ہے اور وہ عضلہ جس میں یہ وتر (ڈور) پائی جاتی ہے محسوس طور پر سوجا ہوا معلوم ہوتا ہے نبض اکثر و بیشتر سخت و منشاری معلوم ہوتی ہے۔ ابتداء میں قارورہ سفید اور غلیظ ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ۲۴ گھنٹوں تک غذا روک دیں تاکہ مزاج گرم ہو جائے۔ پھر یہ گولی کھلائیں:

دارچینی ۶۲ء ۲ گرام۔ سنبل الطیب، تخم کرفس۔ رازیانہ۔ انیسون ہر ایک ۷۵ء۱ گرام۔ سکبینج ۵ء۳ گرام۔ جاؤشیر ۶۲ء۲ گرام۔ عصارہ ملٹھی ۷۵ء۱ گرام سقمونیا مشوی ۷۵ء۱ گرام۔ کلونجی ۵ء۳ گرام۔ حرمل ۲۵ء۱ گرام۔ ساذج ہندی ۵ء۳ گرام نمک نفطی ۶۷ء۲ گرام۔

خشک ادویہ کو اچھی طرح پیس لیں اور گوندھ کر آب کراث میں بھگو کر شریک کرلیں۔ پھر دانہ مسور کے برابر گولیاں بنالیں۔ بعد پرہیز کے ۵، ۷، ۸ گرام کی خوراک کھلائیں۔ اس دوا کے استعمال کے بعد بھی اگر مرض دور نہ ہو تو سات دن تک روغن بادام تلخ ہمراہ ماء الاصول پلائیں۔ پھر یہی گولیاں استعمال کرائیں۔ اس سے مرض دور ہو جائے تو بہتر، ورنہ مریض کی حالت پر غور کریں۔ اگر بدن میں فضلات کی موجودگی محسوس ہو تو ایک یا دو دفعہ وہ حقنہ دیں جو مرض جمود اور نسیان میں بیان کیا گیا ہے۔ روغن سنبل اور روغن قسط سے عضو کی مالش کریں۔ اس مرض میں تمریخ کے لئے اہلِ بصرہ جو تیل استعمال کرتے ہیں، میں نے اس سے عمدہ کوئی تیل نہیں دیکھا۔ اس تیل کا نام انھوں نے "مجموعہ" رکھا ہے۔ نسخہ یہ ہے:

روغن خیری۔ روغن چنبیلی۔ روغن لبلاب۔ روغن سوسن۔ روغن بیدانجیر۔ روغن تخم مشمش۔ روغن غار۔ ان روغنوں کو ہموزن لے کر اس میں قدرے جند بیدستر اور مشک شریک کرکے، ہلکے طور پر جوش دے لیں۔ یہ "روغن مجموعہ" تمام امراض باردہ میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کا اثر عضو پر معتدل ہوتا ہے اور روغن سنبل یا روغن قسط کی طرح یبوست پیدا نہیں کرتا۔

اس مرض میں غرارہ اور سعوط بھی ایسے وقت مفید ہے جب زبان، ہونٹ اور آنکھوں کی حرکات یا دماغ کی جھلیوں میں بھی تشنج کا اثر پایا جائے۔ ایسے وقت مذکورہ گولیوں اور حقنہ سے تنقیہ کے بعد غرارہ، سعوط، تکمید اور تضمید کریں۔

ایسا تشنج جو امراض حادہ کے بعد لاحق ہوا کرتا ہے وہ کسی عضو کو کوتاہ نہیں کرتا بلکہ مجفف اور طویل کر دیتا ہے، جبکہ پہلی قسم کے تشنج میں وہ عضو، جس کے عصب میں مواد اترا ہے، عرض میں پھیل کر طول میں چھوٹا ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے آدمی معذور ہو جاتا ہے۔ لیکن اس قسم کے تشنج میں عصب کے فضلات اور رطوبات اصلیہ خشک ہو کر پھیلاؤ واقع ہوتا ہے جو عضو کے طویل ہونے کا باعث بن جاتا ہے۔ اس طرح اس عضو کی حرکت بھی غیرارادی یعنی طبعی حرکت کے خلاف ہو جاتی ہے۔

اس مرض کے علامات یہ ہیں کہ عضو لاغر اور دبلا ہو جاتا ہے اور اس عضو کو بالارادہ حرکت دینے والے عضلہ کا اگر معائنہ کیا جائے تو اس میں لاغری اور خمیدگی پائی جائے گی۔ ایسے وقت طبیب کو مریض کے مزاج اور عمر میں غور کرنا چاہئے۔ اگر مریض سن رسیدہ اور اس کے مزاج میں حدت ہے تو علاج میں مشغول ہونا بے سود ہے کیوں کہ ایسے کی شفا یابی ممکن نہیں۔ البتہ مرطوب مزاج کے جوان یا طفل نابالغ کا ایک عرصہ تک علاج جاری رہے تو ان کی صحت کی امید کی جاسکتی ہے۔

علاج یہ ہے کہ ماء الجبن کے ہمراہ روغن بادام پلائیں بشرطیکہ مریض کا مزاج متحمل ہو۔ مرطب غذائیں

کھلائیں۔سری پائے گیہوں اور جو کے اسفید باجات تنور میں پکا کر کھلائیں۔روغن بنفشہ کی قیروطی میں آبِ برگ خبازی، آب برگِ خطمی، لعاب میتھی، لعاب تخم کتان، انڈے کی سفیدی ملا کر مرہم کی طرح بنالیں اور مقام مرض پر مسلسل مالش کریں۔آبزن میں بٹھائیں اور اس کے لئے ان دواؤں کا پانی تیار کریں: برگ بنفشہ۔برگ خطمی۔برگ خبازی۔بابونہ تازہ۔فیلگوش جیسی دوائیں جن میں لیسدارپن اور رطوبت ہو۔عضو کو شدید سرد یا شدید گرم ہوا سے بچائیں۔

ہم نے اس نوع کے تشنج (استفراغی یا یابس) کا علاج بقدر ضرورت لکھ دیا ہے۔ہماری نظر میں کوئی ایسا حاذق طبیب نہیں گزرا جس نے مرض کے متمکن ہو جانے یا اس کے سرد ہو جانے کے بعد اس کا علاج کیا ہو۔ایسے مریض کے علاج کی بس ایک ہی صورت ہے کہ مرض کو بڑھنے اور عضو کو لاغر نہ ہونے دیا جائے، کیوں کہ تشنج کے سبب اس کا تغذیہ رُک کر وہ لاغر ہو جاتا ہے۔

ابن سیّار، اس مرض میں مبتلا شخص کے لئے روغن خیری، روغن بنفشہ اور پایوں کے روغن میں آبہائے محللہ شریک کر کے تدبیر حقنہ اختیار کرتے تھے۔

تشنج کے مریض کی نبض، دقیق اور متواتر ہوتی ہے۔اکثر اوقات قارورہ اترجی سے کچھ زیادہ گہرا رنگ کا، رقیق اور مختلف القوام ہوتا ہے۔

کبھی تشنج عصبی اعضاء کی حرکت سے ہوا کرتا ہے جیسے قے میں معدہ کو حرکت ہوتی ہے یا مُری، فم مُری اور فم حنجرہ کے عضلات کو قے اور اُبکائیوں سے اذیت پہنچتی ہے تو وہ سُکڑ جاتے ہیں۔لیکن یہ کیفیت تیزی سے زائل ہو جاتی ہے۔

ایسا تشنج امتلائی جو معدہ یا آلات غذا کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔اس کا بیان انشاءاللہ ہم معدہ کے امراض کے تحت کریں گے۔

باب (۳۴)

تمدّد

ابھی ہم نے تشنج امتلائی کے تحت بیان کیا ہے کہ وہ اچانک اور بدن میں امتلاء کے وقت رونما ہوتا ہے، نیز یہ بھی بتلایا تھا کہ تشنج استفراغی، طویل استفراغ یا سخت قسم کے امراض کے ایک عرصہ تک لاحق رہنے کے بعد ہوا کرتا ہے اور تمدّد ایسی علت ہے جو ایک لحاظ سے دونوں قسم کے تشنج کے مشابہ ہے تو دوسرے لحاظ سے ان کی مخالف۔ کیوں کہ یہ مرض اعصاب میں ہوتا ہے اور اس سے اعضاء میں تمدد پیدا ہو کر وہ اینٹھ جاتے ہیں جس کی وجہ سے آدمی کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ گویا اس کے جوڑ بند نہیں ہیں (کہ مڑ سکیں) پس مریض کے لئے گردن پھیرنا یا پہلو بدلنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ کبھی تمدد سے زبان کا عضلہ متحرکہ اکڑ جاتا ہے۔ یہ مرض زیادہ تر چھوٹے بچوں اور لڑکوں کو ہوا کرتا ہے۔ بڑوں کو بھی ہونا کچھ بعید نہیں ہے۔

اس نوع کی تشنج امتلائی سے مشابہت یہ ہے کہ یہ نہایت قلیل عرصہ میں لاحق ہو جاتا ہے اور تشنج استفراغی سے تشابہ یہ ہے کہ مرض کے لاحق ہونے سے قبل شدید بخار آتا ہے۔ زبان سیاہ پڑ جاتی ہے پیاس اور اضطراب کے ساتھ، تغیر عقل پیدا ہو کر برسام (ہذیان) کا گمان گذرتا ہے۔ یہاں تک کہ تشنج استفراغی سب کیفیات رونما ہو جاتے ہیں، کیوں کہ یہ نوع، طویل سخت مرض کے بعد ہی لاحق ہوتی ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ بخار سے اصلی رطوبات تحلیل ہوکر اعصاب خشک ہو جاتے ہیں اور شدید یبوست پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ مرض بالعموم تمام اعضاء میں ہوتا ہے لیکن اس کا آغاز گردن سے ہوتا ہے پھر تمام اعضاء اس کی گرفت میں آجاتے ہیں۔

بچوں میں اس مرض میں زیادہ پائے جانے کا سبب یہ ہے کہ ان کے رطوبات آسانی اور سہولت کے ساتھ خارج ہو جاتے ہیں اور ان کا مزاج حد سے زیادہ تسخین کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اور ہم بتلا چکے ہیں کہ اس مرض میں تیز بخار، رطوباتِ اعضاء کا محلل ہوا کرتا ہے جو بچوں کے رطوبات کو نہایت سرعت سے تحلیل کر دیتا ہے۔ بعض اطباء تشنج اور تمدّد کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ البتہ اس کو تشنج مرکب مانتے ہیں۔

اس کا علاج یہ ہے کہ ادویہ سے استفراغ نہ کریں بلکہ اشیاء مرطبہ جیسے آش جو، سبوس گندم، آبِ برگِ خبازی، آبِ برگ اسپغول اور روغن بنفشہ، روغن تخم کدو وغیرہ سے حقنہ کرائیں۔ روغن بنفشہ کی قیروطی سے بدن کی مالش کریں۔ دن میں کئی دفعہ ایسے نیم گرم پانی میں بٹھائیں جس میں بنفشہ، نیلوفر، خبازی اور برگِ خطمی وغیرہ جوش دے لئے گئے ہوں۔ روغن بنفشہ کے ہمراہ شیر دختر سعوط کرائیں۔ مرطب غذائیں جیسے جَو، بکری کے تنور میں پکائے ہوئے پائے کے ہمراہ، آب باقلا ہمراہ روغن بادام یا اسفیدباجات کے شوربے کہ جن میں دودھ پیتے بکری کے بچے کا گوشت ڈالا گیا ہو کھلائیں اس سے علت زائل ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ مریض کو روغن خیری یا روغن گل یا روغن بنفشہ یا مفرد روغن کنجد یا ان سب کے مجموعہ میں دن کے کچھ حصہ تک بٹھائیں۔ گدھی کا دودھ روغن بادام شیریں کے ہمراہ پلائیں۔ دودھ والی عورت کے پستان سے راست اس کے سر پر دودھ دھاریں اور یہی دودھ یا بکری کا دودھ بکثرت اس عضو پر جس میں تمدد واقع ہوا ہے، ملیں اور ہوا لگنے سے بچائیں۔ نیز ہلکے ہاتھ سے اعضاء پر مُشک لگائیں۔ گدھی کا دودھ ہمراہ روغن بادام پلاتے رہیں اور عورت کا دودھ مذکورہ تدبیر سے ملتے رہیں۔ قیروطی میں زوفائے رطب شریک کر کے مالش کریں۔

اس مرض کا عمدہ علاج یہ ہے کہ گدھی کا دودھ لے کر ایک سنگین (پتھر کی) ہانڈی میں ڈالیں اور اوپر سے روغن بنفشہ، مُرغی کی چربی تازہ، مغز ساق گاؤ ڈال کر اس قدر جوش دے لیں کہ سب مخلوط ہو جائیں۔ پھر روغن بنفشہ اور زوفاء مرطب کی قیروطی بنائیں اور مذکورہ دوائیں ملا کر خوب پھینٹیں۔ پھر دن میں ایک ساعت آبزن میں بٹھائیں جس کے لئے برگِ بنفشہ برگِ خطمی، برگ خبازی، برگِ اسپغول، برگ کتان کو پانی میں جوشش دے لیں۔ آبزن سے فراغت کے بعد بہت سے کپڑے

اوڑھائیں یہاں تک کہ بدن خشک ہو جائے پھر اعضاء پر خفیف طور سے مشک مل کر، مذکورہ دوا بر
تمر ہندی خوب اچھی طرح لگائیں اور ایک دن رات یونہی چھوڑ دیں۔ دوسرے دن مذکورہ بوٹیوں کے پانی
میں تدبیر آبزن اختیار کریں۔

واضح ہو کہ یہ بیماری جب بچوں کو لاحق ہوتی ہے تو اعضاء میں سختی آنے اور بلوغت کو پہنچنے
تک صحت نہیں ہوتی۔ اگر بڑی عمر کے لوگوں کو ہوتی ہے تو جلد دور نہیں ہوتی بلکہ مستحکم ہو جاتی ہے اور
صحت کی امید نہیں رہتی۔

اس مرض میں مبتلا مریض کا قارورہ تیز، رقیق اور نبض سخت اور منشاری ہوتی ہے۔

باب (۳۵)

رعشہ

رعشہ کبھی دائمی ہوتا ہے اور کبھی وقت بے وقت۔
ارتعاش (کپکپاہٹ یا تھرتھری) کے تین فاعلی اسباب ہیں:

۱۔ سوءمزاج سرد، جیسے کہ بڑھاپے میں سرد ہو جاتا ہے۔ مرض کی یہی قسم دائمی ہے۔

۲۔ دوسری قسم اعراض نفسانی یا اعراض نفس حسی سے پیدا ہوتی ہے۔
نفسانی اعراض جیسے غصہ اور خوف جب شدید درجہ کو پہنچ جاتے ہیں تو رعشہ پیدا ہو جاتا ہے اور یہ وہی قسم ہے جو وقت بے وقت ہوا کرتی ہے۔ یہ مرض، اعراض نفس حسی سے، اس وقت لاحق ہوتا ہے جب اعصاب میں کوئی سدہ، نفس حسّی کے نفوذ کو روک دیتا ہے۔

۳۔ تیسری قسم ضعفِ اعصاب سے لاحق ہوا کرتی ہے۔ ضعفِ اعصاب خواہ سردی سے ہو یا گرمی سے۔ گرمی سے ضعفِ اعصاب کی صورت کثرتِ شراب نوشی ہے۔ کثرتِ شراب نوشی سے مبداءِ اعصاب میں (جو اجزاءِ دماغ میں سے ہے) بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے یا حرارت معتدلہ فنا ہو جاتی ہے یا مزاج گرم ہو کر اعصاب کے رطوبات اصلیہ خشک ہو جاتے ہیں اور ان میں اینٹھن پیدا ہو جاتی ہے۔

علّت رعشہ کے، متذکرہ تینوں اسباب بحیثیت مجموعی ایک ہی ہیں یعنی "اعضاء کی قوت کا

گھٹ جانا" اور اعضاء کی قوت سے ہماری مراد نفس حیوانی اور نفس حسی کے افعال کی سلامتی ہے۔ کیوں کہ عصب ہی عضو، عروق اور شرائین کو اٹھائے ہوئے ہے۔ اگر نفس حیوانی کے افعال (یعنی اعصاب و عروق میں اس کا نفوذ) درست ہوتے ہیں تو وہ اعضاء کو بقوت اٹھائے رکھتے ہیں اور اگر اس قوت حاملہ میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے تو اعصاب و عروق کمزور پڑ کر اعضاء کو ضعیف کر دیتے ہیں۔

ان تمام انواع کے مختلف علاج ہیں جبکہ عام اطباء غلطی سے سب کا ایک ہی طرح علاج کرتے ہیں جس سے یا تو مرض جوں کا توں رہتا ہے یا کوئی اور فساد رونما ہو جاتا ہے۔

سوء مزاج سرد سے پیدا ہونے والے رعشہ کا علاج یہ ہے کہ مریض کو پرہیز کرائیں غذا میں صرف یکسالہ بکری کے بچے کا گوشت روغن میں بھون کر کھلائیں۔ اس میں بھی پرخوری سے منع کریں۔ معتدل مقدار میں پرانی شراب اور حبوب حارہ استعمال کرائیں جیسے حب شکبینج، حب شیطرج، حب شیطرج، حب اصطمخیقون، حب لفظ یا یہ گولی جو ان سب حبوب کی مرکب ہے، تیار کر کے کھلائیں:

شکبینج صافی ۰۔ ۷ گرام۔ جاؤشیر ۲، ۵ گرام۔ حلتیت ۷ گرام

سب دوائیں آب کرنب نبطی میں تر کر کے گداز کر لیں۔ پھر تخم کرفس، انیسون، بادیان ہر ایک ۳، ۵ گرام۔ صمغ سداب ۲، ۶۲ گرام۔ فرفیون ۲، ۶۲ گرام۔ سلیخہ (پوست اور چھال دور کیا ہوا) ۵، ۳ گرام۔ تربد ۷ گرام۔ جند بیدستر ۲، ۶۲ گرام۔ عاقرقرحا ۵، ۳ گرام۔ عود الوج ۲، ۵ گرام۔ اُشنہ ۵، ۳ گرام۔ مُشک ۵، ۸۷ گرام۔ مُشک ۷، ۸، ۵ گرام۔ غاریقون ۷ گرام۔ سب کو کوٹ پیس کر چھان لیں۔ پھر گوند کو آب کرنب میں تر کر کے ان میں ملا لیں اور گوندھ کر بمقدار فلفل گولیاں بنائیں۔ گولیاں بناتے وقت انگلیوں کو روغن بلسان سے چرب کرتے رہیں۔ خوراک ۵، ۱۰ گرام ہمراہ آب نیم گرم۔ یہ گولیاں تیس (۳۰) دن کی مدت میں تین دفعہ کھلائیں بعدہ ذیل کی تیز دوا سے حقنہ کریں:

خار خشک۔ بابونہ۔ اکلیل الملک، ہر ایک ۲۵ گرام۔ قرطم کوفتہ۔ برگ سداب۔ برگ سویا، ہر ایک ۲۵ گرام۔ قنطوریون دقیق ایک بڑا مٹھا۔ حنظل کا گودا (شحم حنظل) چوب زرد ۵، ۱۰ گرام۔ جاؤشیر۔ شکبینج (گھلی ہوئی) تخم کتان تخم میتھی ہر ایک ۵، ۱۰ گرام۔ اسقولوقندریون ۵، ۱۷ گرام۔ برگ نہلج یا بہلج تالہ (جو مزہ بوٹی کے نام سے مشہور ہے اور سرد ممالک میں پیدا ہوتی ہے اور ارتعاش کو زائل کرنے کے لئے مبالغہ کے ساتھ سونگھی اور روٹی کیساتھ کھائی جاتی ہے۔)

ان سب دواؤں کو اچھی طرح پکا لیں۔ جب گوند پگھل جائے تو مریض کی قوت کے لحاظ سے مقدار لے کر

چھان لیں۔ اور روغنِ قسط ۵، ۷ اگرام۔ روغن سنبل ۵، ۷ اگرام۔ روغن بلسان ۵، ۳ گرام اس میں شریک کر کے ہاون میں اچھی طرح رگڑیں۔ پھر حقنہ دیں۔ یہ اس مرض کے لئے عمدہ ترین حقنہ ہے۔

اعضاء مرتعشہ کی سختی کو نرمی سے بدلنے کے لئے گرم روغنوں کی مالش کریں۔ اس غرض کے لئے روغنِ مجموعہ نہایت مفید ہے جس کا تشنج کے تحت بیان ہو چکا ہے۔ اس "روغنِ مجموعہ" میں قدرے جند بیدستر اور مُشک جوش دے کر مالش کرنا، پلانا یا حقنہ کرانا نافع ہے۔ بعض اوقات ایارج جالینوس یا ایارج ارکاغانیس تجویز کریں۔ لیکن مداومت نہ کریں۔ سوءِ مزاج بارد سے ہونے والے رعشہ کے لئے تریاق کبیر سب سے عمدہ دوا ہے۔ اس سے مرض اسی دن زائل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے استعمال کے کئی شرائط ہیں/ یعنی جگر، طحال اور معدہ میں فساد نہ ہو۔ بدن، اخلاطِ فاسدہ سے پاک ہو۔ موسم معتدل یا قریب بہ اعتدال ہو۔ اس کے استعمال کے لئے سب سے ناموزوں وقت وہ ہے جب آفتاب بُرجِ حمل یا برجِ میزان میں ہو۔

متذکرہ تریاق کے سریع التاثیر ہونے کا میں ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہوں یعنی بغداد کے قاضی ابو السائب کو اچانک تشنج لاحق ہوا۔ ان کو ایک ½ ۴ گرام کی مقدار میں یہ تریاق کھلائی گئی تو انھیں اسی دن صحت ہو گئی۔

رعشہ کی وہ قسم جو کثرتِ شراب نوشی سے لاحق ہوتی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ شراب نوشی فی الفور ترک کرائیں۔ گرم اور ثقیل غذاؤں سے پرہیز کرائیں۔ غذا میں صرف بکری کے بچوں کا یا چوزوں کا گوشت یا انڈے کی زردی جیسی چیزیں کھلائیں۔ روغنِ گل کا سعوط کرائیں۔ روغنِ گل اور سرکہ کو مخلوط کر کے سر پر ڈالیں۔ سر پر یہ ضماد لگائیں:

عصارۃ الراعی۔ حیُّ العالم بمقدار قلیل، سرکہ میں جوش دیں۔ جب سرکہ ان کی قوت پکڑ لے اور نصف مقدار میں رہ جائے تو چھان کر اس میں روغنِ گل اور عرقِ گلاب مخلوط کر لیں اور کسی پارچہ کو اس میں تر کر کے سر پر مسلسل رکھیں۔ اگر امتلاء کے آثار ظاہر ہوں تو ملائم حقنوں سے تنقیہ کرائیں۔ مُنہ کے ذریعہ کھائی جانیوالی دوائیں نہ دیں کیوں کہ جو بھی شئے معدہ کو اذیت دیتی ہے اس کی تبخیر دماغ کو پہنچتی ہے لہٰذا معدہ یا سر کی تبخیر سے رعشہ میں اضافہ ہوتا ہے کبھی کبھی ایسی اشیاء سُنگھائیں جن میں شدید حرارت نہ ہو جیسے تر کردہ شاہسفرم یا مرزنجوش سرکہ میں ڈبویا ہوا یا میشا اور اس کا پھول یا اگر موسم ہو تو گُل سُرخ جس پر عرقِ گلاب یا سرکہ چھڑکا گیا ہو سنگھائیں۔ بحالت نہار حمام میں لے جائیں اور سر پر نیم گرم پانی ڈالیں لیکن زیادہ دیر نہ بٹھائیں۔ سرد و گرم ہوا سے بچائیں۔ اس نوع میں مبتلا مریض، کثیر استفراغ کا متحمل نہیں

ہوسکتا۔

تیسری قسم جو اعراض نفسانی (جیسے غصہ، شدید اندیشہ یا اعصاب میں سُدہ پڑ جانے سے روح نفسانی کی (گردش میں رکاوٹ) سے لاحق ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تسکینِ نفس اور جمعیتِ خاطر کی تدابیر اختیار کریں۔ نیز ازالۂ سبب کی طرف توجہ دیں۔ اگر خوف و غصہ، مالنخولیا اور دیگر امراض سے پیدا ہوا ہے تو ایسی صورت میں ان امراض کے ازالہ سے ہی یہ عوارض دور ہوسکیں گے، جس کو ہم بالتفصیل ان امراض کے ابواب کے تحت بیان کر چکے ہیں۔ اگر سُدہ اس مرض کا باعث ہو تو سدہ کی نوعیت پر غور کریں۔ اگر وہ شدید یبوست سے پیدا ہوا ہے تو مزاج کو مرطب کریں اور اگر رطوبت کی وجہ سے عارض ہوا ہے تو تنقیہ کریں۔ یہاں ہم اس مرض کی اس سے زیادہ تفصیل میں نہیں جائیں گے کیونکہ تشنج امتلائی و استفراغی میں سُدہ پڑ جانے کی صورت میں علاج کی تفصیلات بیان کی جا چکی ہیں۔

اس مرض کی وہ قسم جو ضعفِ قوتِ حیوانی یا نفسانی سے لاحق ہوتی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ طبیب غور و فکر کرکے سبب کو دریافت کرے اور نفس کو قوی کرنے والی تدابیر اختیار کرے کیوں کہ اصلاح نفس اور ازالۂ سبب سے مرض دور ہو جاتا ہے۔

ارتعاش کی صورت یہ ہے کہ جب عضو کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو قوت کے بہم نہ پہنچنے سے اس میں غیر منظم اضطراب پیدا ہو جاتا ہے جو کبھی دائمی اور کبھی وقتی ہوا کرتا ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ قوتِ نفسانی نفوذ کرتے اور بدن میں پھیلنے کے لئے حرکت کرتی ہے تو عضو کا عارض اُسے روک دیتا ہے۔ ایسی صورت میں دو مختلف حرکتیں پیدا ہوتی ہیں جو آتی اور جاتی رہتی ہیں۔ یہی ارتعاش ہے۔

رعشہ کا مرض اگر سوءِ مزاج سرد سے پیدا ہوا ہے تو قارورہ سفید اور خام ہوگا اور اگر سُدہ بارده سے ہوا ہے تو سفید، صاف اور بہت رقیق ہوگا۔ اور اگر کسی عصب و فرع (کی خشکی) کے سبب سے ہے، بالخصوص جب حرارت پُورے جسم میں پھیل گئی ہے تو آتشی رنگ کا ہوگا۔ اگر حرارت نہ پھیلی ہو تو سفید اور غلیظ ہوگا۔

نبض، مرتعش اور سخت ہوگی۔ اگر سوءِ مزاج سردی کی وجہ سے مرض لاحق ہو یا کسی عصب کی اذیت کے باعث رونما ہوا ہو تو عظیم ہوگی اور اگر خوف و اندیشہ سے ہو تو موجی ہوا کرتی ہے۔

باب (۳۶)

اختلاج (بدن کا پھڑکنا)

بدن کے کسی بھی مقام پر غیر عادی، تیز و متواتر حرکت کا نام اختلاج ہے گو یہ حرکت سریع و متواتر ہوتی ہے لیکن تیزی کے ساتھ ساکن بھی ہو جاتی ہے گا ہے ایسا ہوتا ہے کہ اختلاج کی کیفیت زائل ہو کر پھر لوٹ آتی ہے۔

اس کا سبب غلیظ اور لیسدار رطوبت ہوا کرتی ہے، جو تحلیل ہو کر بخاری ریح بن جاتی ہے۔ پھر بدن کے کسی مقام کی طرف چڑھ جاتی ہے اگر یہ خلط عروق میں ہو تو گرم ہو کر باریک رگوں میں چلی جاتی ہے۔ پھر گوشت اور جلد کے مابین مضطرب ہو کر پھڑکنے لگتی ہے، تا آنکہ پھیل نہ جائے۔ اگر معدہ، آنتیں، بطونِ دماغ اور سینہ جیسے اعضاء کے جوف میں ہوتی ہے تو گرم ہو کر اپنے موزوں و مناسب کسی مقام کی طرف تحلیل ہو جاتی اور وہاں اختلاج پیدا کر دیتی ہے اور اس اختلاج کا سبب یہ ہے کہ جسم کے ہر عضو میں قوت دافعہ پائی جاتی ہے جو اپنی طرف آنے والے فضلات کو دفع کرتی رہتی ہے۔ جب اس قوتِ دافعہ اور عضو میں در آنے والے غلیظ بخارات میں تصادم ہوتا ہے تو پھڑکنے کی کیفیت رونما ہو جاتی ہے اور اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک کہ تحلیل نہ ہو جائے۔ بعض اطباء نے اس کی مثال زلزلہ سے دی ہے اور کہتے ہیں کہ جب بخارات زمین کے سخت مقامات میں جاگزیں ہو جاتے ہیں اور نکلنے کی راہ نہیں پاتے تو زمین کے اس سخت مقام اور ان بخارات میں

مقابلہ ہوتا ہے جس سے زلزلہ کا جھٹکا پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح غلیظ بخارات بھی جب کسی عضو میں داخل ہو جاتے ہیں اور ان کا تحلیل ہونا ممکن نہیں ہوتا تو اختلاج پیدا ہو جاتا ہے۔ ہمارا یہ قول کہ اختلاج کا سبب رطوبات غلیظہ کا صعود ہے تو وضاحت ہونی چاہئے کہ رطوبات غلیظہ بالطبع، آخر اعضاء کی طرف کس طرح چڑھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ رطوبات غلیظہ کی مثال، غلیظ بارد پانی کی سی ہے اور سب جانتے ہیں کہ غلیظ بارد پانی جب گرم ہو جاتے ہیں تو بخارات کی شکل میں اُوپر اُٹھتے ہیں۔ ایسے ہی غلیظ رطوبت بھی گرم ہو کر بخاری صفت ہو جاتی اور طبعًا اُوپر اٹھتی ہے۔

اُس کا علاج یہ ہے کہ اول مریض کے مزاج اور پھر اصول معالجہ کی رعایت کریں۔ ممکن ہو تو وہ حقنہ دلائیں جو نسیان اور یادداشت کے کھو جانے اور رعشہ کے ابواب میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر ان گولیوں سے استفراغ کرائیں جو ان ہی ابواب میں مذکور ہیں۔ اس کے علاوہ اس مرض میں یہ گولی بھی مُفید ہے:

شحم حنظل ۲،۶۲ گرام۔ سکبینج ۲،۷۵ گرام۔ شیطرج ہندی ۲،۶۲ گرام۔ ایارج فیقرا ۱،۷۵ گرام۔ حب الغار ۲،۶۲ گرام۔ تخم کرفس۔ انیسون۔ نانخواہ ہر ایک ۲۵،۵ گرام۔

سب کو پیس کر صاف شراب میں گوندھ لیں اور چھوٹی چھوٹی گولیاں بنائیں۔ یہ گولیاں خُشک ہونے سے پہلے ۵،۱۰ گرام کی مقدار میں کھلائیں۔ اگر یہ گولیاں کفایت نہ کریں تو ذیل کی گولیاں تیار کر کے ۲۵ دن کی مدت میں ۵ مرتبہ کھلائیں۔

نسخہ: سکبینج۔ جاؤشیر۔ جند بیدستر۔ حلتیت ہر ایک ۳،۵ گرام

ان دواؤں کے علاوہ تخم کرفس اور انیسون ۵،۱۷ گرام لے کر پرانی شراب میں جوش دیں۔ جب خوب اچھی طرح پک جائے تو صاف کر کے اس میں دوائیں اس وقت تک چھوڑ رکھیں کہ وہ گداز ہو جائیں۔ پھر ایارج فیقرا، ایارج مژودیطوس ہر ایک ۱۰،۵ گرام شریک کر کے اسے گوندھ لیں اور بمقدار فلفل اس کی گولیاں بنائیں اور بقدر ۷ گرام ہمراہ آب نیم گرم استعمال کرائیں۔ اگر یہ گولیاں بھی نفع نہ دیں تو ایارج لوغاذیا کھلائیں اور ایک گرام تریاق کبیر کو آب تخم کرفس میں حل کر کے بقدر ضرورت روغن چنبیلی اور روغن سنبل شریک کریں پھر نہار مُنہ حقنہ دیں۔ دوسرے دن بابونہ، ناخونہ، کو پانی میں جوش دے کر اس میں اُوپر سے تھوڑا سا روغن قسط ٹپکائیں اور نیم گرم حقنہ دیں۔ روغن مجموعہ سے (جو تشنج میں بیان کیا جا چکا ہے) متاثرہ عضو کی مالش کریں اس مرض میں مجفف روغنیات استعمال نہ کریں بلکہ محلل روغنیات کو کام میں لائیں اگر اختلاج چہرہ یا آنکھ یا ہونٹوں میں ہو تو کلنگ کا پتہ ۱،۷۵ گرام اور مُشک ایک حبہ لے کر روغن چنبیلی یا روغن خیری میں حل کر کے سعوط

کریں۔ اختلاج کے مقام کی ہاتھ سے خوب مالش کریں۔ نیز مطبوخ بابونہ، اکلیل الملک، درمنہ، قیصوم اور برگِ غار میں آبزن کرائیں۔ غذاؤں میں صحرائی چڑیا یا چوزۂ کبوتر اور یکسالہ بکری کے بچے کا گوشت کھلائیں۔

باب (۳۷)

خدر (سُن ہوجانا)

اعضار میں نفسِ حسّی کی گردش کے رُک جانے کا نام خدر ہے۔ نفس حسی کی گردش میں رکاوٹ دو وجہ سے پیدا ہوتی ہے:

(۱) بیرونی طور پر کسی مانع عمل کا درپیش ہونا۔ جیسے ضغط (دباؤ) یا عصب میں ایسے خلل کا وقوع جو مجاریٔ نفس میں بگاڑ پیدا کردے (اس کی مثالیں ہم آگے چل کر بیان کریں گے)

(۲) اعصاب میں سُدہ پڑ جانے سے مجاریٔ نفس کا بند ہو جانا۔

ضغط کی مثال یہ ہے کہ عضو کو دبایا جائے یا اس پر کوئی بیٹھ جائے یا ہڈی ٹوٹ جائے ان سب صورتوں میں عصب میں نفسِ حسی کی گردش رُک کر عضو سُن ہو جاتا ہے۔

خلل پڑنے کی مثال یہ ہے کہ عصب میں آبی رطوبات کی کثرت سے ایسا استرخاء پیدا ہو جائے جو مجاریٔ نفس کو بند کر دیتا ہے۔

سُدہ پڑنے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سُوراخ میں شعاع آفتاب داخل ہوا کرتی تھی لیکن اس سُوراخ کو کسی شئے نے بند کر دیا جس سے شعاع کا نفوذ اور داخلہ بند ہو کر رہ گیا۔ درآنحالیکہ سُوراخ اپنی جگہ بالکل درست حالت میں رہتا ہے۔

اس مقام پر ایک گروہ نے جالینوس پر اعتراض کیا ہے اور اس سے پوچھا ہے کہ کیا تمھارا

دعویٰ ہے کہ کسی عضو میں خدر اس وقت لاحق ہوتا ہے جب اس میں نفس حسی کی گردش رُک جاتی یا کم ہو جاتی ہے؟ حالاں کہ ہم کو یہ معلوم ہے کہ دماغ اس وقت مخدر ہوتا ہے جب اس کا مزاج اعتدال سے بڑھ کر سرد ہو جاتا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ خدر نفس حیوانی کی گردش کے رُک جانے سے ہوا کرتا ہے جو بدن کے لئے حرارت اور حیات کا باعث ہے۔

جالینوس نے اس اعتراض کے دو جواب دیئے ہیں۔

ایک یہ کہ جہاں جہاں روح حیوانی گردش کرتی ہے وہاں وہاں روح نفسانی (حسی) بھی گردش کرتی ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی علٰحدہ نہیں ہوتے۔ روح حیوانی، نفس حسی کے لئے بحیثیت خادم کے ہے اور ہر وقت اس کے بقا، وقیام کے لئے کوشاں رہتی ہے۔ عضو کے سن ہو جانے کی صورت میں بھی اس کی گردش رکتی نہیں بلکہ جاری رہتی ہے۔ اور خدر نام ہے "عدم حس" کا نہ کہ عدم حرارت کا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عضو مخدر ہو جانے کے باوجود گرم ہوتا ہے۔ حس اعصاب کے ذریعہ ہوا کرتی ہے۔ جس عضو میں کوئی عصب نہیں وہاں حس بھی نہیں پائی جاتی۔ عصب میں محسوس کرنے کی صلاحیت اسی نفس حسی کے نفوذ کی بدولت ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر خدر کا سبب روح حیوانی کے نفوذ کا مسدود ہونا مان لیا جائے تو وقوع خدر کو عضو کی موت کہنا پڑے گا۔ کیوں کہ موت نفس حیوانی کے کامل انقطاع کو کہتے ہیں حالانکہ حالت خدر میں عضو گلتا اور سڑتا نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ خدر کا سبب نفس حسی کا مسدود ہو جانا ہی ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ اول مریض کے مزاج اور اس کی قوت کا بغور جائزہ لیں اگر مریض کا مزاج بلغمی ہو تو قوی حرارت والی اشیاء (جن کو ہم نے رعشہ میں بیان کیا ہے) استعمال کرائیں۔ یعنی گرم حقنے، قوی حرارت والی گولیاں اور گرم اعصابی روغن جیسے روغن قسط روغن سنبل، روغن فربیون، روغن سداب کو ہی سے مالش کریں۔ مویزج، عاقرقرحا اور ایارجات سے غرارہ کرائیں اور اگر بیمار کا مزاج حار ہو یا خدر کسی عرض (جیسے سوء تدبیر) یا اشیاء مرطبہ کے کثرت استعمال سے لاحق ہوا ہو تو لازمی ہے کہ شدید حرارت والی اشیاء سے علاج نہیں کیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدر تو زائل ہو جائے لیکن شدید حرارت دوسرے تمام اعضاء اور مزاج کو نقصان پہنچا دے یا تشنج یا ایسا بگاڑ پیدا کر دے جس کی تلافی ممکن نہ ہو۔ لہذا اس مرض میں معتدل حقنے۔ متوسط حرارت کے روغن جیسے روغن خیری، روغن چنبیلی، روغن بیدانجیر وغیرہ استعمال کرائیں۔ مالش کے لئے روغن مجموعہ میں، روغن خیری، روغن چنبیلی، روغن بیدانجیر اور روغن بطم کو شامل کر کے جوش دے لیں اور پھر کام میں لائیں۔ البتہ فرفیون اور سداب نہ ڈالیں۔

متوسط حرارت والے مسہل دیں جیسے حب اسطمخیقون اصغر، حب ایارج وغیرہ۔ تیز مویز، سماق، رائی وغیرہ سے غرارہ کرائیں۔ اگر اس پر بھی مرض دُور نہ ہو تو ماءالاصول ہمراہ روغن بادام تلخ پلائیں۔ بعد ازاں ایارج جالینوس (مقوی بہ تربد و غاریقون) دو یا تین دفعہ کھلائیں۔ ماءالاصول پلانے کی مدت، مسہل کی ہر خوراک کے ساتھ سات یوم ہونی چاہئے۔ عضو مخدر کی مالش ہاتھ سے یا کپڑے کو گرم کر کے کریں بشرطیکہ مریض کا مزاج شدید رطب ہو؟

ایسا خدر جو کسی دباؤ وغیرہ سے لاحق ہو جاتا ہے اس کا علاج سبب فاعل کا ازالہ ہے کیوں کہ اس کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

اگر تشخیص میں "سُدہ" خدر کا باعث ہے تو مریض کے مزاج کے مطابق تنقیہ کر کے سُدہ کھولیں۔

ہم خدر کے اقسام علاج کو طول نہیں دیں گے کیوں کہ اس کا علاج تقریباً رعشہ اور فالج ہی کی طرح ہے۔

خدر کے مریض کی نبض عموماً بطی اور متفاوت ہوتی ہے۔ قارورہ سفید اور غلیظ ہوتا ہے۔

غذاؤں میں گرم غذائیں تجویز کریں۔ جیسے چڑیاں، کبوتر بچے، زیت رکابی اور چنے میں پکایا ہوا یکسالہ بکری کے بچے کا گوشت وغیرہ۔ معجونات میں جوارش کُردی جو جوارش عنبر سے مشہور ہے اور تریاق اربعہ استعمال کرائیں۔ مصطگی اور کندر کو چباتے رہنے کا امر کریں۔

خدر کا مریض اگر بلغمی مزاج رکھتا ہے تو اندیشہ ہے کہ اسے فالج و لقوہ بھی ہو جائے۔ یہ فالج و لقوہ خاص ان ہی اعضاء میں یا قریب کے اعضاء میں ہوتا ہے جس میں خدر واقع ہوا ہے۔

باب (۳۸)

سکتہ

واضح رہے کہ دماغ دو حصّوں میں منقسم ہے۔ پہلی تقسیم (طول میں) اس خطِ مستقیم سے ہوتی ہے جو ایک شگاف سے گذرتا ہے جس کا درز بھی ہے۔ نیز اس کا طول منخر سے گدی کے فقرۂ اوّل تک ہے۔ اسی طرح دوسرا حصّہ وہ ہے جو خود مزید دو (عرضی) حصّوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ اور تقسیم پیشانی سے گذر کر اس ہڈی تک جاتی ہے جو یونانی عوام کے حرفِ لام سے مشابہ ہے۔ اس حصّہ کو نصف کرہ کہتے ہیں۔

بعض متقدمین نے ذکر کیا ہے کہ انسان کے تمام اعضاءِ لحمی، جن میں عصبی اور عظمی بھی شامل ہیں یہ سب طول میں دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں اور دماغ کا دایاں حصّہ جو اجزاءِ شریفہ کہلاتا ہے یہ بھی عرضاً تین حصّوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصّہ "حصۂ تخیل" ہے جو اشرف ترین حصّہ سمجھا جاتا ہے۔ پھر حصّہ تفکر ہے کہ شرف میں پہلے حصّہ کی نسبت اس کا درجہ درمیانی ہے۔ پھر آخری حصّہ حافظہ کا ہے۔ جو بلحاظِ شرف، مذکورہ دونوں حصّوں سے کمتر ہے۔ اس شرف و بزرگی کی تفصیل یہ ہے کہ نفس انسانی جب موجودات سے علم الاشیاء اخذ کرتا ہے تو وہ پہلے تخیل کے حصّہ میں آتا ہے۔ پھر وہ ان کو عقل کی طرف لوٹاتا ہے۔ دماغ کے دو بطون ہیں ایک بیرونی اور دوسرا داخلی۔ بیرونی پر اُوپر سے جھلّی چڑھی ہے اور داخلی میں اندر کی طرف سے۔ وہ باطنی حصّہ جو اندرونی جھلّی کی طرف ہے اس میں دماغ کے مختلف حصّے پائے جاتے ہیں جو بطونِ شریفہ کہلاتے ہیں۔ لہٰذا تمام امراضِ دماغی اپنے ضعف و قوت میں ان حصّوں کی شرافت

وغیرہ کے مطابق ہوا کرتے ہیں۔ جب مرض ایسے مقام میں لاحق ہوتا ہے جو نسبتاً شریف نہیں تو اس کے اعراض سہل اور ان کے صحت یاب ہونے کی زیادہ اُمید ہوتی ہے۔ اور اگر مرض کا محل شریف اجزاء دماغ ہیں تو یہ شدید خطرناک اور عسیر العلاج ہوتے ہیں بلکہ مریض معرض ہلاکت میں رہتا ہے۔

اعراض کی شدّت میں تغیر، دماغ کے حصّوں میں مادہ کی کثرت و قلت کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ جیسے مالنخولیا جو اس کے اعراض کی ایک قسم ہے اس کی تکلیف و آفت، صرع کی تکلیف و آفت سے کم ہوتی ہے۔ اور مرگی میں جب اجزاء دماغ میں فساد بڑھ جاتا ہے تو تکلیف اور بڑھ جاتی ہے اور دورے پڑنے لگتے ہیں۔ اسی طرح سکتہ جب دماغ کے پورے اجزا شریفہ وغیر شریفہ میں ہوتا ہے تو اس کی آفت اتنی شدید ہوتی ہے کہ نجات پانا ممکن نہیں ہوتا۔

مرض سکتہ میں بطونِ دماغ کا ملاً مسدود ہو جاتے ہیں اور سُدہ پُورے اجزاء کو گھیر لیتا ہے۔ وہ خلط جو اس مرض کا باعث بنتی ہے، غیر تحلیل پذیر، غلیظ، لیسدار اور بلغمی خلط ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سکتہ کے مریض کا انجام بالعموم ہلاکت ہوتا ہے۔

یہ سکتہ کا عمومی بیان تھا۔ اخلاط کی وجہ سے پیدا ہونے والے سکتہ کی دو قسمیں ہیں : پہلی قسم جس میں مریض کسی خوابیدہ شخص کی طرح خراٹے لیتا ہے۔

خراٹے کا سبب غالبًا فضلات ہوتے ہیں جو سینہ اور پھیپھڑے کی طرف اتر کر تنفس میں بگاڑ پیدا کر دیتے ہیں۔ نفس حسی اور نفس حیوانی کی تیز گردش، اجزاء دماغ اور اس کے بطون کی طرف مسدود ہو جاتی ہے۔ جس سے سانس کے نظام میں خلل اور پُورے بدن میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے یعنی سکتہ کے ساتھ ساتھ خرخراہٹ بھی ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس قسم کے سکتہ سے بھی خلاصی ممکن نہیں، کیوں کہ مذکورہ علامات اس بات کی دلیل ہیں کہ اخلاط رک گئے ہیں اور فساد سارے اجزاء دماغ کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ صُورتِ حال اس قدر خطرناک ہے کہ مریض دورانِ علاج ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔

بعض متقدمین کہتے ہیں کہ اس مرض میں جھاگ اس وقت آتا ہے جب قلب گرم ہو جاتا اور سانس اس کی طرف عود نہیں کرتی۔ قلب جب بھی اعتدال سے زیادہ گرم اور اخلاط غالب ہو جاتے ہیں تو سکتہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اور جس وقت رُوحِ حیوانی، دماغ کے مجاری بند ہونے کی وجہ سے اس میں نفوذ نہیں کرتی تو مریض کے ہلاک ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

جھاگ کا پیدا ہونا اخلاط کے جوش کھانے سے / ہوتا ہے۔ مرض کی یہ صُورت مرگی کے مشابہ

ہے جس میں صحت سے مایوسی ہوتی ہے کیوں کہ یہ دلیل اس بات کی ہے کہ بوقت مرگی قلب پر بخار معمول سے زیادہ چڑھ گیا ہے۔ اور اس کی وجہ سے اخلاط جوش کھانے لگے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مرگی زدہ اور سکتہ کے مریض سے منھ سے جھاگ نکلتا ہے وہ فم معدہ سے نکلتا ہے بلغمی اخلاط جو کھول اُٹھتے ہیں فم معدہ پر گرتے ہیں اور معدہ انھیں باہر پھینک دیتا ہے یہ جھاگ دُشوار اس لئے ہو جاتا ہے کہ بطونِ دماغ کے فساد کے ساتھ معدہ کا فساد اور حمائے قلبی بھی شریک ہو جائے تو مصیبت عظیم اور خطرناک ہو جاتی ہے۔

اس مرض کی دوسری قسم وہ ہے جس میں نہ خراٹے ہوتے ہیں نہ ہی بدن میں شرائین کی حرکت اور تنفس کا مشاہدہ ہوتا ہے، بلکہ مریض مثل مردہ کے ہو جاتا ہے۔ اس کی زندگی کے ثبوت کے لئے علامات میں کھوج کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً پانی سے لبریز "طرجہارہ"[1] دل کے اُوپر رکھ کر پانی کی سطح کا بغور معائنہ کریں۔ اسی طرح زبان کے نیچے یا خصیوں کے نیچے کی شریانوں کی حرکت کو کامل انہماک کے ساتھ محسوس کریں کیوں کہ یہ سُدہ کی وجہ سے یا تو سکڑ جاتی ہیں یا سُدہ ہٹ جانے سے ان میں استرخاء پیدا ہو جاتا ہے لیکن موت طاری ہونے کی صورت میں ان کا سکڑاؤ اعصاب کی گرمی کے نکل جانے کے بعد سرد اور خشک ہو جاتا ہے اس قسم کے سکتہ سے صحت یاب ہو جانے کی امید تو ہوتی ہے لیکن کامل صحت وسلامتی میسّر نہیں آتی بلکہ بدن کے آگے یا پیچھے کے رُخ پر عموماً فالج سے شدید استرخاء لاحق ہو جاتا ہے۔

اس مرض کا سبب یہ ہے کہ اخلاطِ مجتمعہ سے بطونِ دماغ میں سُدہ پڑ جاتا ہے اور طبیعت بوقت واحد اس کے دفع کرنے یا تنقیہ کرنے پر قادر نہیں ہوتی۔ سُدہ اگر دماغ سے ہٹ بھی جائے تو اعصاب میں آپڑتا ہے اور اعصاب و اخلاط اس کو جذب کر لیتے ہیں۔ اس مرض کا زیادہ تر انجام ہلاکت ہوتا ہے۔

سکتہ کی ایک اور نادر قسم ہے یعنی غلیظ رطوبت خون میں مل کر فسادِ خون کا باعث ہوتی ہے اور اس سے عروق و ورید پُر ہو جاتے اور بطونِ دماغ مسدود ہو جاتا ہے لازمی نتیجہ میں روح اور خون کے مجاری بند ہو جاتے ہیں ایسی صُورت میں مریض فصد کا محتاج ہو جاتا ہے تاکہ اخلاط دموی تحلیل ہو کر سکتہ میں خفت پیدا ہو جائے اور کبھی محض فصد سے ہی صحت ہو جاتی ہے، کیوں کہ اس سے اخلاط خشک یا

---

[1] یہ ایک نہایت رقیق الجرم برتن ہوتا ہے۔ اکسیر ج ۱ ص ۲۶۳

کثیر مقدار میں تحلیل ہوجاتے ہیں اور ساتھ ہی روح کی راہیں کشادہ ہوجاتی ہیں۔ ایسا مریض جس کو فصد سے صحت ہوجائے اُسے ہرگز فالج نہیں ہوتا۔

سکتۂ دموی کی علامات یہ ہیں کہ پیشانی پسینہ آلود ہوجاتی ہے۔ رخسار اور آنکھیں سُرخ دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن سانس میں خرخراہٹ نہیں ہوتی۔

اس قسم کے سکتہ کے علاج میں گو خرخراہٹ تھوڑی سی ہی کیوں نہ ہو، مشغول ہونا بے سود ہے، کیوں کہ صحت ہونے کی اُمید نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ تدبیر کی جاسکتی ہے۔ صبر اور افسنتین کے پانی میں ایک کپڑے کو ترکرکے اپنی انگشت شہادت پر لپیٹیں اور انگلی کو مُنہ کے اندر داخل کرکے تا بہ امکان فم مری تک پہنچائیں اور اسے حرکت دیں۔ کسی قدر ایارج کی تحنیک کریں۔ اس تدبیر سے بعض دفعہ طبیعت میں ہوشیاری پیدا ہوتی ہے اور قے کی تحریک پیدا ہوکر فضلات خارج ہوجاتے ہیں یا ان کا میلان سر سے معدہ کی طرف ہوجاتا ہے۔ نیز گرم حقنے جس میں سکبینج جاؤشیر، قنہ، جند بیدستر، قدرے فرفیون وغیرہ ہو استعمال کریں۔ اس تدبیر سے بھی فضلات بذریعہ اسفل اعضاء وامعاء خارج ہوجاتے ہیں۔ اگر یہ دونوں تدابیر ناکام ہوجائیں تو تیل میں فرفیون اور جاؤشیر جوش دے کر سعوط کریں۔ گو کہ اس مرض میں سعوط ایک خطرناک امر ہے۔ اس سے کبھی دماغ کا مزاج گرم ہوجاتا ہے اور فضلات رقیق ہوکر تنفس میں دقت پیدا کردیتے ہیں۔ اگر ان دواؤں کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو تو صحت کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہیئے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ طبیعت اور قویٰ میں اثر پذیری کی صلاحیت ختم ہوگئی ہے۔

دوسری نوع کا علاج، نوع اوّل ہی کی طرح ہے۔ البتہ اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ ایک آئینہ گرم کریں اور سر پر نمدہ رکھکر اس پر سے یہ گرم آئینہ گذاریں تاکہ نمدہ گرم ہوکر دماغ کو گرمی پہنچائے۔ ایارج کو آبِ افسنتین میں حل کرکے حلق میں ٹپکائیں ساقین کو مضبوطی سے باندھ دیں۔ جاؤشیر، جند بیدستر اور مُشک میں لیتھڑ کر اس کا فتیلہ ناک میں رکھیں۔ روغن (زنبق) میں فرفیون، سداب کو ہی مُشک اور مصطگی وغیرہ کو شریک کرکے سر پر سے نیم گرم دھاریں، خصوصًا تالو پر سے۔ کانوں میں دو بتیاں اسی روغن میں ترکرکے رکھیں۔ ایک دفعہ گرم پانی کا حقنہ دیں اور دوسری مرتبہ وہ تیز حقنہ دیں جس کا بیان اُوپر گذر چُکا ہے۔

جب سکتہ کی کیفیت زائل ہوکر استرخاء ظاہر ہوجائے تو گرم غذائیں جیسے اڑنے کے قابل کبوتر بچوں کا گوشت ہمراہ نخود سیاہ اور "روغن رکابی" دیں۔ ہر ساتویں روز ایک خوراک حب منتن

یا حب شیطرج یا حب سکبینج یا حب اصطمخیقون کبیر کھلائیں۔ چالیسویں روز تیز حقنہ دیں۔ حقنہ دینے اور گولیاں کھلانے کی درمیانی مدت میں مناسب مقدار میں ایارجات مثل متر و دیطوس اور آر کا غانیس استعمال کرائیں۔ اور سال کے ہر دو موسموں میں ایارج لوغاذیا (آب ہلیلہ سیاہ، افسنتین وقنطوریون کے ہمراہ) کھلائیں۔ دوا کھلانے کی ترکیب ہم نے اس لئے بیان نہیں کی کہ وہ معلوم و معروف ہے۔ گرم، معتدل اور ملین حقنوں کا ہم کئی مقامات پر ذکر کر چکے ہیں جس کے باعث ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بعد ازاں تریاق کبیر (مجرب) تین دن میں تین دفعہ بقدر ۵ء۳ گرام کھلائیں۔ اس کے کھلانے کی ترکیب یہ ہے کہ قسط تلخ، عود الوج کو پرانی شراب میں جوش دے لیں پھر دو "دانق فضی"، تریاق کھلا کر اوپر سے مذکورہ شراب کے دو یا تین گھونٹ پلا دیں۔ غذا دینے میں عادت سے زیادہ تاخیر کریں تاکہ بھوک میں شدت پیدا ہو۔ پھر وہ پانی پلائیں جس میں سویا، شہد اور نمک کثیر مقدار میں جوش دے لیا گیا ہو۔ پانی پلانے کے بعد کوشش کریں کہ قئے ہو جائے کیوں کہ تریاق کے تحلیل ہونے اور بھوک کے ظاہر ہونے کے بعد قئے کرانے سے غلیظ، لیسدار اور ایسے بدرنگ کی خلط کا اخراج ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔

واضح ہو کہ تریاق کے استعمال کے شرائط میں سے یہ ہے کہ اس کے معدہ میں نفوذ کرنے کے بعد قئے کرائیں کیوں کہ وہ بخارات جو سر کی طرف اٹھتے ہیں اور وہ قوت جو عروق میں نفوذ کرتی ہے۔ فضلات فاسدہ کو معدہ کی طرف لوٹاتی ہے۔ اور سر میں جو کچھ ردی فضلات فاسدہ ہوتے ہیں وہ بھی اترتے ہیں۔ اگر ایسے وقت مریض کو قئے نہ کرائیں تو یہ فضلات غذا میں مخلوط ہو کر غذا کو یا غذاء کے عصارہ کے ساتھ جگر میں پہنچ کر خون میں بگاڑ پیدا کر دیتے ہیں اور جسم اس پر غلبہ پانے سے رُک جاتا ہے (تریاق کھلانے میں اس اصول کا اہتمام تمام امراض میں کیا جانا چاہیئے) پیٹھ اور تمام اعضاء کی گرم روغنوں سے مالش کریں گرم روغنوں کا ذکر ہماری قرابادین میں دیکھ لیں۔ غذا اور دوا میں مفلوج مریض کی تدابیر اختیار کریں۔ البتہ ادویۂ حارۂ محللہ سے مسلسل دماغ کو تقویت پہنچائیں تاکہ مرض عود نہ کرے اگر مرض عود کرے تو اس کا انجام ناگہانی موت ہے۔

نوع دموی کا علاج (جس کے علامات ہم بیان کر چکے ہیں) یہ ہے کہ پہلے فصد کھولیں پھر غرارہ کرائیں بعد ازاں حقنہ دے کر گولیاں کھلائیں اور بدن کی مالش کریں۔

میں نے رَے میں ایک شخص کا فصد سے علاج جس کو سکتہ دموی لاحق ہو گیا تھا۔ یہ شخص تھوڑی سی جد و جہد سے اچھا ہو گیا۔ نیز مرض کے زائل ہونے کے بعد اسے استرخاء بھی نہیں

ہوا اس کے فضلات خون میں شریک ہو گئے تھے اور خون فساد کی کیفیت کے ساتھ کثیر الکمیت بھی تھا جس سے قویٰ میں ضعف آگیا تھا۔ جب فصد کھولی گئی تو خون کے ساتھ تمام فضلات خارج ہو گئے۔ البتہ دماغ کا کچا تنقیہ باقی رہ گیا تھا جس کے لئے حقنہ، گولیاں، مالش اور سر کو گرم کرنے کی تدابیر اختیار کی گئیں۔

ایسا سکتہ جو سر پر چوٹ لگنے سے ہوتا ہے وہ ورمی امراض کے تحت داخل ہے اس لئے کہ اس میں چوٹ لگنے سے دماغ کی جھلیاں متورم ہو جاتی ہیں۔

واضح ہو کہ جب کوئی آفت، دماغ کی اس جھلّی کو پہنچتی ہے جو پُورے دماغ کو محیط ہے تو نہایت خطرناک ہوا کرتی ہے۔ اس سے خلاصی نادر ہے۔ ہم نے اپنی اس کتاب میں جمود کے باب میں لکھا ہے کہ دماغ کا پچھلا حصّہ جہاں "تذکر" پایا جاتا ہے وہ شرف کا حامل ہے کیوں کہ اس کا ایک حصّہ نخاع کی طرف منقسم ہوتا ہے۔ اور اس حصہ کے فساد سے پُورے بدن میں فساد رونما ہوتا ہے۔ یہ خیال جالینوس کی رائے اور مذہب کے موافق ہے۔ البتہ ہم نے دماغ کی کُلّی جزوی تقسیم، افعالِ دماغ اور نفس کے ذکر کا اضافہ کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ نفس موجودات سے علم الاشیاء کو بڑھتا ہے تو اس فعل کی اہمیت کے باعث یعنی ادراک اشیاء کا آلہ ہونے کی وجہ سے اس حصّہ کا اشرف ہونا ضروری قرار پاتا ہے۔ ہم اپنی اس رائے میں تنہا نہیں ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سکتہ کے مریض کا علاج ۷۲ گھنٹے (یعنی تین دن) گزرنے تک نہ کیا جائے۔ ہماری رائے میں یہ خیال درست نہیں ہے کیوں کہ مریض کو ۷۲ گھنٹے تک بغیر علاج کے چھوڑ دینا مرض کو مستحکم کرنا اور فساد کو غالب ہونے کا موقع دینا بلکہ یہ فعل قتل کی تعریف میں داخل ہو جاتا ہے / سکتہ کے زائل ہونے کی امّید انہی ۷۲ گھنٹوں میں بندھی رہتی ہے۔ اگر یہ مدّت گذر جائے تو ہلاک ہو جانے کا یقین کر لینا چاہیئے۔ بدن، دماغ اور قلب بالطبع اس سے زائد مدّت تک اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے متحمل نہیں ہوتے۔ بعض اطباء کے نزدیک یہ مدّت ۳½ دن یعنی ۸۸ گھنٹے ہے جو بحران اول کی مدّت ہے۔ اگر بحران کمزور ہو تو اس کی مدت سات دن تک ہو سکتی ہے۔

ہم نے جہاں ایام بحران کی وضاحت کی ہے وہاں سیرِ قمر اور جن منازل سے وہ ساڑھے تین دن میں گذرتا ہے اس کی تفصیل لکھ دی ہے۔ بہر حال اس مدت میں مرض ایسی شکل اختیار کر لیتا ہے جو سابقہ ایام کے مقابلہ میں المناک ہوتی ہے۔ ہم نے یہ تفصیل تم سے اس لئے بیان کی ہے کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ سکتہ کے مریض کے لئے انتہائی مدتِ بحران تین دن ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک بحران

اول و دوم کا اعتبار صرف امراض حادہ میں ہے۔ لیکن میری رائے میں تمام امراض میں بحران کا لحاظ کیا جانا چاہیئے۔ نیز، صحت مند لوگ اگر اپنے جسموں پر غور کریں تو وہ ان کو کواکب کی چال پر پائیں گے یعنی کُسل مندی اور نشاط طبع، فرحت اور رنج وغیرہ سیارگان کی حرکت پر منحصر ہیں۔ انسان اس حقیقت کا انکار کیوں کر کرسکتا ہے کہ چاند مع کواکب کے کرۂ ارضی اور اس کی جملہ اشیاء کا مدبر ہے۔

سکتہ کے مرض میں نبض بالکل نہیں چلتی اور جب کبھی مرض میں انحطاط ہوتا ہے تو نہایت خفیف و باریک ظاہر ہوتی ہے اور جب تک استرخاء (بدن ڈھیلا) نہ ہو جائے سخت نہیں ہوتی۔ سکتہ کے مریض کے قارورہ کا حال بیان نہیں ہو سکتا کیوں کہ طبیعت بحیثیت مجموعی اپنے افعال سے رُک جاتی ہے۔ البتہ مریض دو صورتوں میں پیشاب کر لیتا ہے ایک زوالِ مرض کی ابتداء میں اور دوسری موت کے وقت۔

باب (۳۹)

فالج

میں بیان کر چکا ہوں کہ دماغ کے امراض میں کمی، زیادتی اور اختلاف، مرض کے مواد، دماغ میں اس کے مقام اور خلط فاعلی کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے۔ یہ بات عمومی طور پر اور خصوصیت سے سکتہ کے تحت گذر چکی ہے کہ سکتہ، دماغ کے بطون شریفہ وغیر شریفہ کے مسدود ہو جانے سے لاحق ہوتا ہے۔

فالج، دماغ کے کسی جزء کا مسدود ہو جانا ہے۔ اس مرض میں ابتداءً بطونِ دماغ کا کچھ حصّہ ممتلی ہوتا اور پھر اچانک وہاں سے تحلیل ہو کر بدن کے کسی حصّہ میں اس کے ضعف وقوت کے لحاظ سے کسی ایک رُخ پر اُتر جاتا ہے۔ بارد بلغمی فضلات کا اجتماع اگر بائیں جانب کے بطون میں ہو اور دایاں جانب قوی ہو تو فضلات بائیں جانب گرتے ہیں اور اگر سیدھی جانب خود کمزور ہو تو اُسی طرف گرتے ہیں۔ اور اگر دونوں جانب کمزور ہوں تو فضلات کثیر مقدار میں دونوں رُخ پر گرتے ہیں (اور مرض سکتہ کی تعریف میں داخل ہو جاتا ہے) فالج ہو جانے سے ہماری مُراد یہ ہے کہ مسترخی جانب کے اعصاب، دماغ سے اترنے والی رطوبات کو جذب کر کے شل اور مسترخی ہو جاتے ہیں جس سے ان اعضاء کے افعالِ ارادی باطل ہو جاتے ہیں۔ جب بھی کسی عضو کے افعالِ طبعی باطل ہو جاتے ہیں تو جو غذائیں اس کو پہنچتی ہیں وہ اسے جذب نہیں کرتا۔ یہی فالج ہے جو تشنج سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ فضلات کبھی عصب میں جگہ پکڑ لیتے ہیں۔ تو کبھی کسی دوسرے عصب میں گر کر استرخاء

پیدا کرتے ہیں۔ فالج، تشنج اور لقوہ میں اگر ایک حصّہ مسترخی ہوتا ہے تو دوسرا حصّہ تشنج زدہ۔

فالج کے اکثر اچانک لاحق ہونے کا سبب یہ ہے کہ بطون دماغ میں مجتمع فضلات بوقت واحد گرتے ہیں۔ جو بمقدار کثیر ہوتے ہیں یا متعلقہ اعضاء کے دباؤ (ضغطہ) سے وقوع میں آتا ہے یا یہ کہ فضلات گرم درقیق اعصاب میں اُترتے ہیں جس سے عضو مثل ہوجاتا ہے۔

فالج کی ایک قسم وہ ہے جس میں مفلوج کا مزاج، مرض کے حملہ کے بعد گرم ہوجاتا/اور علاج میں رکاوٹ کا باعث بن جاتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ دماغ اور قلب کا مزاج ایک دوسرے کے مخالف ہوتا ہے۔ جب دماغ سے رطوبات اترتے ہیں تو قلب پر دماغ کے مزاج کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ دماغ اور جگر کے مزاج میں تخالف ہوتا ہے، جبکہ قلب کا مزاج معتدل رہتا ہے۔ جب دماغ سے رطوبات اترتے ہیں تو جگر اور دماغ کی مخالفت باطل ہوکر قلب وجگر کی حرارت، خود دماغ اور سارے اخلاط پر غالب ہوجاتی ہے اسی صورت میں اخلاط اور دماغ گرم ہوجاتے ہیں۔ جالینوس نے بیان کیا ہے کہ فالج ولقوہ میں جب رطوبات دماغ سے اعصاب کی طرف اترتے ہیں تو اپنے پیچھے دماغ میں گرمی چھوڑ جاتے ہیں۔

اب ہم اُس نوع فالج کا علاج بیان کرتے ہیں جس کے ساتھ مزاج میں گرمی نہ ہو اس کی علامت یہ ہے کہ قارورہ سفید وخام ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں طبیب کو چاہیئے کہ اخلاط کو نضج دینے اور رقیق کرنے کی تدبیر کرے۔ گرم ادویہ سے استفراغ میں اگر سبقت کی جائے تو بعید نہیں کہ دقیق فضلات تو خارج ہو جائیں لیکن کثیف رہ جائیں دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ یہ بیماری ایک طویل مرض ہے اس لئے پہلے مرحلہ میں ہی استفراغ، ضعف کا باعث بن جاتا اور مکمل علاج دشوار ہوجاتا ہے۔ نیز اس مرض میں جیسا کہ فاضل بقراط نے کہا ہے غذا سے پرہیز کرائیں کیوں کہ غذا سے مرض قوی ہوتا ہے اور قوت (جسمانی) گھٹ جاتی ہے۔ قوت گھٹنے سے مرض کو مزید تقویت پہنچتی ہے۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ ابتداء مرض میں استفراغ سے خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوتی کیوں کہ اعصاب میں جذب شدہ فضلات کا خارج ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہاں نہ تو عروق متصلہ ہیں اور نہ ہی فضلات کے واپس نکلنے کی کوئی راہ۔ لہٰذا طبیب پر لازم ہے کہ ان کو، اعصاب سے بطریق تحلیل، تعریق اور تنشف کے نکالے۔ (یاد رہے کہ) فضلات کا تحلیل ہونا ان کے نضج پانے تک ممکن نہیں اور نہ ہی غلیظ خلط کا خشک ہونا آسان ہے۔ نیز فضلات، پسینہ کے ذریعہ اس وقت تک خارج نہیں ہوتے جب تک کہ وہ خوب لطیف نہ ہوجائیں اور فضلات کو نضج دینے کا طریقہ

یہ ہے کہ ان کو معتدل طور پر اور تدریجاً گرم کیا جائے پھر جسم و اعصاب کی قوت کا اہتمام کریں اور مرحلہ وار اخراج فضلات کی تدبیر کی جائے بعد ازاں فالج کے علاج میں مشغول ہوں۔

مریض کو غلیظ غذاؤں سے پرہیز کرائیں اور اڑنے کے قابل کبوتر کے بچے کا گوشت ہمراہ آب نخود یا اس کے بغیر ہی کھلائیں یا گوشت میں روغن رکابی شیریں شریک کریں اور "مربیس" "گل انگبین" کے ساتھ دیں۔ فالج کے علاج میں اہم ترین امر سینہ کی حفاظت ہے کیوں کہ بعض دفعہ رطوبات سینہ اور پھیپھڑے کی طرف اترتے ہیں جس سے سانس منقطع ہو جاتی ہے۔ ایسا فالج جو گردن کے مہروں کی نسوں (لیفوں) سے ہوتا ہے جہاں دور تنفس پورا ہوتا ہے تو رطوبات سینہ اور پھیپھڑے کی جانب گرتے ہیں اور سانس اچانک اکھڑ جاتی ہے۔ نیز بقراط کہتا ہے کہ جگر کے دور کے ساتھ اگر قلب و مزاج کی حفاظت نہ کی جائے تو اکثر و بیشتر ناگہانی موت واقع ہوتی ہے۔ جالینوس نے بھی اس کی ایک جہت بیان کی ہے جس کو ہم اس کے اپنے مقام پر بیان کریں گے۔ مذکورہ مربیس گل انگبین بنانے کی ترکیب یہ ہے۔

تخم کرفس۔ انیسون۔ بادیان۔ زوفا خشک۔ ہرم الجوس۔ سب ہموزن قدرے زیرۂ کرمانی اور اصل السوس لے کر تمام دواؤں کو پانی میں جوش دے لیں جب ان کی قوت پانی میں آجائے تو چھان لیں۔ پھر بقدر ضرورت گل انگبین کبیر شاپوری لے کر اس میں اچھی طرح ملالیں اور ہر روز پلائیں۔ لیکن پلانے سے قبل ایک مرتبہ اور چھان لیا کریں۔

ابتداء مرض میں پانی کے بجائے شربت عسل سادہ دیں۔ اس تدبیر پر پانچ روز تک عمل کریں۔ ساتھ ساتھ نبض اور قارورہ دیکھتے رہیں۔ جس وقت بھی نبض میں تھوڑی سی سرعت اور قارورہ میں نضج ظاہر ہو تو اس وقت یہ حقنہ استعمال کرائیں۔

خار خشک۔ بابونہ۔ ناخونہ۔ قیصوم۔ برگ نمام۔ برگ غار۔ برگ جمسفرم قرطم۔ تخم بیتھی۔ تخم کتان۔ برگ سویا۔ انجیر سیاہ۔ خطمی۔

سبوس گندم بقدر ضرورت لے کر حسب دستور پکالیں اور صاف کر کے مریض کے مزاج اور قوت کے موافق پانی لیں پھر ۲،۵ گرام بورق اور ۳۵ گرام روغن غار۔ ۳۵ گرام روغن بیدانجیر اس میں شریک کر کے حقنہ دیں۔ یہ حقنہ دس دن میں پانچ مرتبہ دیں۔ بعد ازاں مریض کے مزاج کا بغور جائزہ لیں۔ اگر اس میں تغیر ظاہر ہو تو اسی پر رک جائیں اور غذاؤں پر انحصار کریں۔ جسم کو گرم کرنے والی اشیاء نہ دیں۔ اور اگر مزاج متغیر نہ ہو تو قوت پر نظر ڈالیں، اگر وہ گھٹی ہوئی ہے تو معتدل و موافق اشیاء سے اسے تقویت پہنچائیں اور جب

بحال ہو جائے تو اس گولی کی ایک خوراک کھلائیں :

سکبینج ۔ جاؤشیر ۔ جند بید ستر ۔ مقل ارزق ہر ایک ۵ء۷ا گرام ۔ اشق ۷ گرام

ان دواؤں کو آب کرنب آب گندنا اور آب برگ ترنج میں تر کر کے دھوپ میں رکھیں اور ایسی شئے سے ڈھانکیں جس میں سے دھوپ بآسانی گذر سکے یا ویسے ہی کھلا چھوڑ دیں جب دوائیں گداز ہو جائیں تو ہاتھ سے مل کر چھان لیں ۔ پھر پوست سلیخہ ۷ گرام ۔ اشنہ ۵ء۳ گرام تخم کرفس ۵ء۳ گرام ۔ انیسون ۲۵ء۵ گرام ۔ بادیان ۲۶۲ ء۲ گرام ۔ گودۂ حنظل ۵ء۷ء۸ گرام نمک نفطی ۵ء۲ گرام ۔ خربق سیاہ ۶۵ء۱ گرام ۔ عصارۂ قثاء الحمار ۷ گرام ۔

سب دواؤں کو کوٹ چھان کر سابقہ دواؤں میں شریک کر لیں اور گوندھ کر بقدر فلفل گولیاں بنالیں اس میں سے ۶۰ء۱ا گرام کی خوراک دیں ۔ پھر پانچ دن کے وقفہ سے اڑنے کے قابل کبوتر کے بچّہ کو نخود اور روغن میں پکا کر کھلائیں ۔ اور قنابرہ[1] اور عصافیر کے اسفید باجات جس میں بیخ گندنا ۔ نخود اور کثیر مقدار میں دار چینی ڈال دی گئی ہو ، دیں ۔ دار چینی کے ایک ٹکڑے کو زبان کے نیچے رکھنے کی ہدایت کریں ۔ مویز ، عاقرقرحا ، ایارج فیقرا اور رائی کو کوٹ کر غرارہ کرائیں ۔ اعضاء مسترخیہ پر پہلے روغن خیری اور روغن زنبق کی مالش کریں ۔ پھر روغن قسط ، روغن سنبل اور روغن مجموعہ ملیں ۔ ان تدابیر کے بعد بھی اگر مرض زائل نہ ہو تو ماء الاصول (ذیل کے نسخہ سے تیار کر کے) سات یوم تک پلائیں ۔

گل و بیخ ازخر ۔ پوست بیخ کبر ۔ ہوم المجوس ہر ایک ۳۵ گرام ۔ پوست بیخ کرفس ۔ بادیان ۔ برگ حمسفرم ہر ایک ۵ء۷ا گرام ۔ اشنہ ۔ سلیخہ ۔ عود الوج ہر ایک ۵ء۷ا گرام ۔ مصطگی ۱۶ گرام ۔ تخم کرفس ۔ انیسون ۔ ہر ایک ۵ء۱۰ گرام ۔ دار شیشعان ۵ء۱۰ گرام ۔ مویز منقیٰ ۵ء۷ا گرام ۔

ان سب دواؤں کو ایک لیٹر پانی میں ڈال کر اس قدر پکائیں کہ ۲۰۰ ملی لیٹر رہ جائے پھر صاف کر کے کسی شیشہ کے ظرف میں ڈال رکھیں (اگر گرما کا موسم ہو تو ظرف کو پانی میں رکھیں) اور ہر روز ۵ء۵۲ گرام ہمراہ روغن بیدانجیر ۲۵ء۵ گرام و روغن بادام تلخ ۲۵ء۵ گرام کے پلائیں سات دن کے بعد مذکورہ گولی کی ایک خوراک کھلائیں ۔ پھر پانچ دن کا وقفہ دے کر کھلائیں اگر اس سے بھی مریض کا مزاج متغیر نہ ہو تو ، حقنۂ مذکورہ میں گودۂ حنظل ۵ء۷ا گرام ۔ جند بید ستر جاؤشیر ، سکبینج ہر ایک ۵ء۱۰ گرام شریک کر کے پکائیں اور بمقدار ۳۵۰ گرام صاف کر کے روغن سنبل ۳۵ گرام ، روغن قسط (جو روغن ہاشمی

---

[1] جمع قُنبرہ : چڑیا کی ایک قسم ہے جسے فارسی میں چکاوک کہتے ہیں محیط ج ۲ ص ۳۱۵

سے مشہور ہے) ۵، ۷، ۱ گرام اور لفظ ابیض، گرام اس میں شریک کر کے ہاون میں کھرل کریں۔ پھر حقنہ دیں۔ روغن مجموعہ وروغن بلسان کی جسم پر مالش کریں۔ اور سعوط کے لئے یہ نسخہ تیار کریں:

روغن مصطگی۔ روغن سنبل ہر ایک ۳، ۲ گرام سے کر زہرۂ کلنگ ۵۱۲ ملی گرام میں حل کریں پھر چھ دن کی مدت میں تین دفعہ نہاراً سعوط کریں۔ بعدہ معجون یا فوزیا۔ ایارج مخز، تریاق کبیر کھلائیں۔ تریاق کی خوراک ۷، ۸، ۰ تا ۵، ۷، ۱ گرام اور معجون یا فوذیا ۵، ۳ تا ۷ گرام، ایارج ۳، ۲ تا ۵، ۳ گرام ہے۔ یہ تینوں دوائیں یکے بعد دیگرے ایک ایک دن کے وقفہ سے کھلائیں۔

یہ تو اس مرض کا اصولی علاج تھا۔ اس میں کمی بیشی مریض کی عمر، اس کے مزاج، مقام، موسم، عادت اور پیشہ کے لحاظ سے کی جا سکتی ہے۔

ایسی صورت میں جب کہ فالج کے بعد مریض کا مزاج گرم ہو جائے تو مذکورہ طریقہ علاج ترک کر کے تسکین مزاج کی تدابیر کریں / ورنہ سرسام لاحق ہو کر مریض کے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ مزاج کی تسکین کے لئے سکنجبین، لعاب اسپغول و آب بطخ زقی اور آش جو پلائیں۔ غذا میں زیرباجات ومزورات دیں۔ اگر قوت برداشت ہو تو استفراغ کے لئے نرم حقنہ جیسے چقندر، قرطم، تخم کتان۔ خارخسک، بابونہ، ناخونہ، انجیر، خطمی، سبوس، شکر، بورق، روغن خیری، روغن چنبیلی وغیرہ کا دیں۔ جس وقت بھی مریض ان میں سے کسی دوا کا متحمل نہ ہو تو اُسے موقوف کر دیں۔ حقنہ کے دوران میں مریض کی قوت سے غافل نہ رہیں۔ مزاج کی تسکین اور تعدیل کرتے رہیں۔ تقویت دماغ کے لئے روغن گل سرکہ میں پکا کر لگائیں۔ جس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک چھوٹا رطل سرکہ لے کر اس میں ۳۵ گرام روغن گل خالص ڈال کر نرم آنچ پر اتنی دیر پکائیں کہ سرکہ جل کر تیل رہ جائے۔ پھر صاف کر کے سر پر سے دھاریں۔ یہ روغن دماغ کے مزاج کی تعدیل، اعصاب کو ضرر پہنچائے بغیر کرتا ہے طبیب کی رائے میں اگر ضروری ہو تو روغن گل، روغن بنفشہ۔ آب عصا الراعی، آب پوست کدو اور شیر دختر سب کو مجموعی طور سے یا علٰحدہ علٰحدہ سعوط کرائیں۔ ان تدابیر سے حفاظت جان ہوتی ہے۔ جب مریض کا مزاج معتدل ہو جائے تو فالج کے علاج کی طرف متوجہ ہوں۔ جس میں اعتدال اور میانہ روی نہایت ضروری ہے۔ اگر مزاج معتدل نہ ہو تو ہمارے بیان کردہ علاج پر کچھ بھی اضافہ نہ کریں کیوں کہ جان کی حفاظت، مرض لاحقہ کے علاج پر مقدم ہے۔

فالج کے مریض کا قارورہ زیادہ تر سفید اور خام ہوتا ہے یا غیر ترنجی رنگ زرد وکثیف ہوتا ہے۔ یہ کثافت بوجہ صفرا ہوتی ہے ورنہ شفاف ہوتا ہے۔

نبض متراخی اور متفاوت ہوتی ہے۔ البتہ ایسا مریض جس کا مزاج گرم ہوگیا ہو اس کی نبض میں امتلاء، ترفع اور شہوق ہوتا ہے اور قارورہ سُرخ و غلیظ۔ اگر قارورہ ایسا نہ ہو بلکہ سفید اور غلیظ ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ "حرارت" قلب و دماغ کی طرف چڑھ گئی ہے ایسی صورت میں مذکورہ حقنہ سے زیادہ قوی حقنہ دیں۔

یہ مرض لگاتار علاج کا محتاج ہے یعنی مرض کے تغیر پانے کے ساتھ ساتھ علاج میں بھی لطیف طریقہ سے تبدیلی کرتے رہنا چاہیئے۔

واضح ہو کہ استرخاء اور فالج دونوں ایک ہی ہیں البتہ ایک دوسرے کا عکس نہیں یعنی ہر فالج استرخاء ہے لیکن ہر استرخاء فالج نہیں ہوتا۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ "فالج" بطون دماغ سے مادہ کے اعصاب پر گرنے سے ہوتا ہے۔ اور اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور استرخاء آفت نخاع سے لاحق ہوتا ہے جو اعضاء نخاع کے تحت ہیں وہ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں ؛ استرخاء ہے فالج نہیں ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ استرخاء نخاع کے اندر پیدا ہونے والی تکلیف سے لاحق ہوتا ہے تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ البتہ یہ تکلیف فقرات کے ہٹ جانے اور دباؤ کی وجہ سے لاحق ہوئی ہے تو فقرات کو اپنی جگہ واپس کر دینے سے تکلیف کا ازالہ ہو جائے گا یا یہ تکلیف صلب کے اندر عارض شدہ ورم سے پیدا ہوگئی ہے تو ورم زائل ہو جانے کے بعد استرخاء بھی جاتا رہے گا۔ اس کا علاج زیادہ تر مریض کے حسبِ مزاج تمریخ سے کرتے ہیں۔

گاہ استرخاء اعضاء کے اندر فساد عصب سے لاحق ہو جاتا ہے، اس کی وجہ سقطہ، ضربہ یا پتھر کی چوٹ ہوتی ہے جو عصب کے اندر تفرق پیدا کر دیتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ عصب کو طبعی حالت پر واپس لایا جائے۔

باب (۴۰)

لقوہ

لقوہ استرخاء کے تحت اور لقوہ اور استرخاء دونوں فالج کے تحت آتے ہیں۔ جیسے نوع جنس کے تحت آتی ہے۔ ایک جیسا ہے۔ یہ مرض مادہ کے احتباس سے نہیں بلکہ اس کی قلت وکثرت کے باعث ہوا کرتا ہے۔

لقوہ کی دو قسمیں ہیں:- ۱۔ لقوہ استرخائی، ۲۔ لقوہ تشنجی۔

۱۔ مُنہ کے دونوں کناروں میں یا کبھی محض ایک کنارہ میں استرخاء پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ ایک کنج دہن میں استرخاء تو دوسرے میں تشنج رونما ہوتا ہے اور مسترخی رُخ پر آنکھ ڈھلکی ہوئی اور پپوٹا پلٹا ہوا ہوتا ہے۔ جب (مریض) ہوا پھونکتا ہے تو وہ کنج دہن سے بلا اختیار خارج ہو جاتی ہے۔ تشنج والی جانب میں دونوں باچھیں پیوست مقام ہوتی ہیں اور پھونکنے پر ہوا نہیں نکلتی۔

تشنج کے رُخ کو چھوڑ کر مسترخی جانب کی آنکھ سے مسلسل پانی بہتا رہتا ہے۔ یہ مرض اکثر و بیشتر

لہ یہ مقام قبل ازیں بیان کردہ فالج اور استرخاء کی نسبت کے پیش نظر محل نظر ہے۔

حسن تدبیر سے اچھا ہو جاتا ہے / خصوصیت سے نوجوان مریض۔

اس مرض کا سبب یہ ہے کہ جو فضلات لبطون دماغ میں گرتے ہیں وہ مقدار میں قلیل ہوتے ہیں اور ان کو ایک ہی عصب قبول کرتا ہے۔ یہ فضلات کبھی اس عصب میں ہوتے ہیں جو قوتِ حس کا حامل ہے اور کبھی اس عصب میں جو (بدن میں) حرکت کا ذریعہ ہے۔

اس مرض کی نوعیت کے بارے میں اطباء مختلف الرائے ہیں۔

ارسطو کہتا کہ یہ مرض اس وقت تک لاحق نہیں ہوتا جب تک کہ قلب کا مزاج اعتدال سے بڑھ کر سرد نہ ہو جائے۔ بقراط اور جالینوس کی رائے میں فضلات دماغ کے کسی ایک بطن یا دونوں بطنوں سے ان دونوں عصبوں پر گرتے ہیں جو حامل حس و حرکت ہیں۔

معالج پر لازم ہے کہ مریض کے مزاج میں تامل کرے اور مرض کے لاحق ہونے کے وقت اگر مزاج، حرارت سے بدل گیا ہے تو دواؤں سے علاج نہ کریں اور نہ ہی حقنہ دیں بلکہ ماکولات اور مشروبات کے ذریعہ تسکین مزاج کی کوشش کریں ورنہ سرسام یا برسام لاحق ہو جائے گا۔ جب مزاج میں اعتدال آجائے اس وقت علاج شروع کریں۔

اگر مریض کا مزاج متغیر نہ ہو تو ہر روز مریس گل انگبین، گرم پانی سے پلائیں۔ بلا گوشت چنے کا روغنی شوربہ دیں۔

جب یہ معلوم ہو جائے کہ فم معدہ منقی ہو گیا ہے تو مریس گل انگبین آب بزور کے ساتھ پلائیں۔

نسخہ آب بزور:- تخم کرفس۔ بادیان۔ انیسون۔ ان دواؤں کو بقدر ضرورت مساوی الوزن لے لیں اور تھوڑا سا صعتر یا زوفاء خشک ملا کر جوش دیں۔ جب جوش کھانے سے دواؤں کی قوت ظاہر ہو تو اس میں مریس گل انگبین ڈال کر کچھ دن تک پلائیں۔ پھر نرم حقنہ دیں۔ مثلاً یہ نسخہ استعمال کریں:

بابونہ۔ ناخونہ۔ حسک کوہی۔ قرطم۔ تخم کتان۔ تخم میتھی۔ برگ سویا۔ برگ چقندر۔ انجیر سفید۔ بھوسی گندم۔ خطمی۔ روغن خیری زرد۔ بورق۔ سرخ شکر۔

یہ حقنہ اس وقت تک دیتے رہیں کہ جب تک کہ اجابت بغیر کسی اخلاط کے بالکل صاف نہ آجائے۔ پھر اگر مریض کا مزاج متحمل ہو تو ماء الاصول ہمراہ روغن بادام تلخ اور روغن بیدانجیر سات دن تک پلائیں۔ بعد ذیل کے نسخہ سے تنقیہ کریں۔

سکبینج۔ ۵،۱۷ گرام۔ جاوشیر ۵،۱۰ گرام۔ مقل ۷ گرام۔

سب دواؤں کو آبِ کرنب نبطی جس میں پرانی شراب ملی ہوئی ہو، تر کریں۔ جب گداز ہو جائیں تو اس میں تخم کرفس ۷ گرام۔ انیسون ۳،۵ گرام۔ پوست سلیخہ ۳،۵ گرام۔ حب بلسان ۳،۵ گرام ماہیزہرہ ۷،۵ گرام عود الوج ۲۵،۵ گرام۔ نمک ہندی ۳،۵ گرام۔ عصارۂ سوسن ۷ گرام حب الغار ۷ گرام۔ ہوم المجوس ۷ گرام زوفا، خشک۔ صعتر فارسی ہر ایک ۲۵،۵ گرام کوٹ پیس اور چھان کر شامل کریں اور صاف گوندیں اسے گوندھیں۔ اور بقدر فلفل گولیاں بنائیں۔ مقدار خوراک ۶۵،۱۱ گرام۔ اس گولی سے ۱۵ یوم کے اندر تین دفعہ تنقیہ کریں اگر مرض زائل نہ ہو تو مذکورہ حقنہ میں پکاتے وقت قدرے سکبینج، جاؤشیر، جند بیدستر، مقل اضافہ کرلیں۔ اگر اس سے مرض زائل ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ "پھونک" درست ہو جاتی ہے اور باچھوں سے کسی شئے کا نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ اگر یہ صورتِ حال پیدا نہ ہو تو مذکورہ حقنہ صاف کر لینے کے بعد ان روغنوں میں سے کوئی ایک روغن یا سب کے سب بمقدار واجبی شریک کر کے پھر دو یا تین دفعہ حقنہ دیں۔ روغن یہ ہیں:

روغن بیدانجیر۔ روغن قسط۔ روغن سنبل یا روغن بلسان۔

اگر اس سے مرض دور ہو جائے تو فبہا ورنہ مویز، عاقرقرحا، رائی کوفتہ، ایارج فیقرا کا غرارہ کرائیں یہ غرارہ مجموعی طور سے یا متفرق طور پر ایک مرتبہ منفنج ـــــ میں، ایک مرتبہ مشروب رواں میں اور ایک دفعہ گرم پانی میں کرائیں۔ پھر تین دن کا وقفہ دے کر مریض کے مزاج میں تامل کریں۔ اگر مرض کا بڑا حصہ باقی ہے اور مزاج میں تغیر نہیں ہوا ہے تو استفراغ کرائیں بشرط یہ کہ مزاج متحمل ہو۔ طبیب اپنی رائے سے اشیاء مسخنہ میں کمی بیشی کر سکتا ہے۔ اس دوران میں مثلاً کبوتر بچہ ہمراہ آبِ نخود، زیت رکابی میں پکا کر کھلائیں اور اگر کوئی شیریں چیز کھلانا چاہیں تو سفید شہد یا اس سے بنائی ہوئی اشیاء کھلائیں۔ زبان کی حس میں تامل کریں اگر وہ متغیر ہو گئی ہے اور مزاج بھی حسبِ سابق ہو گیا ہے تو یہ سعوط استعمال کریں۔

زہرہ کبک۔ زہرہ کلنگ ہر ایک ۲۵۶ ملی گرام لے کر روغن مصطگی یا روغن سنبل میں پگھلالیں۔ پھر اس کو ایک لمبی گردن والی کانچ کی شیشی میں ڈال کر اون سے اس کا منہ بند کر دیں۔ پھر کسی ہانڈی میں شراب ڈال کر اس شیشی کو اس میں رکھ کر آنچ دیں۔ جب تیل جوش کھانے لگے نکال کر ٹھنڈا کرلیں۔ یہ سعوط بقدر ضرورت دو تین دن تک استعمال کرائیں۔ ایک سعوط سے دوسرے سعوط کے درمیان ایک دن رات کا وقفہ دیں۔ اس تدبیر سے بھی اگر مرض زائل نہ ہو تو دونوں رخساروں اور گردن کے مہروں کی "روغن مجموعہ" سے مالش کریں۔ مصطگی۔ علک اور قرنفل کے چبلتے رہنے کا امر کریں۔ معتدل عطوس کرائیں۔ مثلاً کندس۔ کلونجی۔ صبر۔ زعفران کو پیس کر قدرے ناک میں پھونکیں۔ جب

کثیر مقدار میں چھینکیں آجائیں تو حمام میں لے جاکر سر پر گرم پانی کثیر مقدار میں ڈالیں۔ غذاوں میں تبدیلی کرکے بکری کے بچے کا گوشت روغن میں پکاکر کھلائیں۔ قدرے پرانی شراب پلائیں۔

اس مرض میں مبتلا شخص کو سرد پانی پینے سے منع کریں۔ اور اس کی جگہ شہد کا سادہ پانی دیں۔ اگر مزاج متحمل ہو اور عمر زیادہ ہو یا موسم سرما ہو یا سرد ملک ہو تو شہد کا شربت با فادیہ دیں۔ نبیذ کے عوض خندیقون دیں۔ سعوط سے مزاج کو حتی الامکان گرم کریں۔

اس مرض کی ایک قسم وہ ہے جس میں مریض کے منہ سے لعاب، عین بیماری اور بیماری کے زوال کے بعد بھی بہتا رہتا ہے۔ اس کے تدارک کے لئے کان کے پیچھے کی دونوں رگوں کو داغ دیں کبھی سر کے بیچ میں بھی داغ دیا جاتا ہے جبکہ مرض مایوسی کی حد تک پہنچ جائے داغ دینے سے جلد سکڑتی ہے اور داغ ایسی جگہ لگایا جاتا ہے جہاں کی جلد مسترخی اور گوشت نرم ہو۔ داغ دینے اور آگ سے علاج کرنے کو جالینوس پسند نہیں کرتا بلکہ اس کی مذمت کرتا ہے۔ اس کے نزدیک اس کی جو متبادل صورت ہے اس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ ابن سیار ابتداء مرض میں لقوہ کے مریض کی ایارج سے تحنیک کیا کرتے تھے اور اس کو کچھ برا نہ جانتے تھے۔

اس مرض میں نبض بالعموم صلب، مختلف اور قارورہ آبی، مکدر ہوتا ہے، جبکہ مزاج متغیر نہ ہو اور اگر مزاج متغیر ہو تو اس کے لحاظ سے فرق بھی نمایاں ہوگا۔

چونکہ ابتداء مرض لطیف طریقہ علاج کا متقاضی ہوتا ہے اس لئے ذیل کا حقنہ دیں۔ یہ مذکورہ حقنوں کے مقابلہ میں ہلکا ہے۔

بابونہ، ناخونہ۔ ایک باقہ۔ چقندر۔ حسک۔ عناب۔ سپستان۔ سبوس گندم۔
خطمی قرطم۔ تخم کتان۔ برگ سویا۔ شکر۔ روغن کنجد۔ بورق۔

سب بقدر ضرورت لیں اور بدستور ان کو پکاکر حقنہ دیں۔ نیز عاقرقرحا، سماق اور سعد کو باریک پیس کر زبان کے اوپر نیچے رگڑیں، اور کسی قدر دوا زبان کے درمیان میں لگا دیں۔ پھر مریض کو منہ لٹکانے کا امر کرکے نیچے طشت رکھدیں یہ عمل اس وقت تک جاری رکھیں تا آنکہ کثیر مقدار میں لعاب خارج نہ ہوجائے۔ بعدہٗ گرم پانی سے کلی کرائیں۔ چھینک لائیں اور اگر مناسب سمجھیں تو یہ گولیاں دیں۔

ایارج ۳،۵ گرام۔ حب الغار۔ ۱،۷۵ گرام۔ افسنتین ۳،۵ گرام۔ افتیمون ۳،۵ گرام۔ مقل ۲،۶۲ گرام۔ تخم کرفس ۳،۵ گرام۔ جند بیدستر ۱،۷۵ گرام۔ سکبینج ۳،۵ گرام۔ عاقرقرحا ۱،۷۵ گرام۔ رب السوس ۲،۶۲ گرام۔ سقمونیا

۱۱۷۵گرام۔
مقل اور سکبینج کو شراب آمیز آبِ کرنب میں تر کریں۔ جب دوائیں بھیگ کر نرم ہو جائیں تو دیگر پسی اور چھانی ہوئی ادویہ کے ساتھ گوندھ کر مرچ سے چھوٹی اور مسور سے بڑی مقدار کی گولیاں بنا لیں۔ گولیاں خشک ہونے سے قبل انھیں ۱۲۱۲۵ گرام کی مقدار میں کھلائیں۔ بہتر ہے کہ نصف مقدار نگل لینے اور نصف مقدار چبانے کی ہدایت کریں۔

باب (۴۱)

قطرب

اس مرض کو قطرب/ اور علۃ الزئب (بھیڑیے کی بیماری) بھی کہا جاتا ہے یہ مرض تین سوداوی امراض سے مرکب ہے۔ امراض دماغ، امراض سراشیف اور قرانیطس۔ مرض سراشیف کا دوسرا نام وجع مراق ہے۔ ان تینوں امراض سے مرضِ وسواس ترکیب پاتا ہے۔ مرض قرانیطس دماغ کے پردوں کے ورم کو کہتے ہیں جس میں گھبراہٹ کے ساتھ زوالِ عقل پایا جاتا ہے۔ اور مشہور مرض مانیا (داء الکلب) میں خوف لوگوں سے فرار، ان پر حملہ آور ہونا اور انتقام کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ یہ امراض جب وسواس سے ترکیب پاتے ہیں تو وہ مرض "قطرب" سے بدل جاتے ہیں۔ مرض قطرب کے اعراض میں وسواس، خوف، نیند کا اڑ جانا، انتقام کا جذبہ اور دوسروں پر جھپٹنا شامل ہیں قطرب کے مذکورہ امراض سے مرکب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں وجع مراق قرانیطس اور مانیا کے اعراض پائے جاتے ہیں۔ اس مرض میں تمام رگیں فاسد سوداوی خون سے پُر ہو جاتی ہیں۔ اور اسی سبب سے اسفل بدن اور ساقین میں خراب قسم کے سوداوی پھوڑے نمودار ہو جاتے ہیں جو اچھے ہونے نہیں پاتے۔ پنڈلی کے ان پھوڑوں کا بقراط نے بھی ذکر کیا ہے اور ان کے خطرناک ہونے سے آگاہ کیا ہے۔ قطرب کا مریض شدید صداع سے بدحال ہو کر جنگلوں میں گھومتا اور چارپاؤں کی طرح چلتا اور بھیڑیئے کی طرح بھونکتا اور لوگوں پر جھپٹتا ہے۔ کبھی پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ جاتا ہے اور کبھی وہاں سے وحشت کھا کر انسانوں میں آجاتا ہے

اور ان سے مانوس ہو جاتا ہے۔

میں نے کوفہ میں ایک حمال کو دیکھا جو جنگلوں میں پڑا پھرتا تھا۔ اس کو بہت تلاش کیا مگر وہ ملتا نہ تھا۔ میں نے اس کو دیکھنے کی ایک تدبیر کی اور بالآخر اس میں کامیاب ہوگیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ اس کی دونوں آنکھیں دھنسی ہوئی، خشک اور پتھرائی ہوئی تھیں نتھنے پھولے ہوئے تھے۔ وہ آپ ہی آپ بڑبڑا رہا تھا۔ اس کی دونوں پنڈلیوں اور جسم کے ایک بڑے حصہ پر خراب قسم کے پھوڑے موجود تھے جن سے زرد آب بہہ رہا تھا۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ کسی طرح اس کو پکڑ کر قید کریں تا کہ میں اس کا علاج کروں۔ مگر اس کو پکڑنا نہایت دشوار تھا اس لئے کہ وہ نہایت مضطرب اور بیقرار رہتا اور قریب آنے والوں پر جھپٹ پڑتا تھا۔

اس مرض کا علاج یہ ہے کہ دموی استفراغ اتنا کرائیں کہ مریض بے ہوش ہونے کے قریب ہو جائے۔ پھر ان نرم حقنوں سے تنقیہ کریں جو قرانیطس اور مانیا کے باب میں مذکور ہیں۔ پھر مطبوخ افتیمون پلائیں۔ سر پر وہ پانی ڈالیں جس میں معتدل حرارت والی دوائیں جیسے بابونہ، ناخونہ وغیرہ اور محلل و مبرد دوائیں جیسے بنفشہ، برگ خبازی، مامیثا، ریحان جوکوفتہ، سبوس گندم۔ خطمی وغیرہ شریک ہوں۔

سعد اور لعاب میتھی کا غرارہ کرائیں۔ غرارہ کی دوا کی تیاری کا طریقہ یہ ہے کہ سعد کوٹ کر باریک کوٹیں اور چھان کر میتھی کے لعاب میں پھینٹیں پھر گرم پانی میں گھول کر غرارہ کرائیں۔ اگر سہر لاحق ہو تو سر پر مسلسل اس پانی کو دھاریں جن میں پوستِ خشخاش، تخم کرفس، بیبروج صنمی کثیر مقدار میں ڈالے گئے ہوں۔ ناک میں روغن بنفشہ ٹپکائیں۔ منخرین پر قلیل مقدار میں افیون لگائیں۔ استفراغ کا زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ ایک استفراغ سے دوسرے استفراغ کے درمیان چند روز کا وقفہ دیں۔ اور اسفید باجات، زیرباجات جو چوزوں اور بکری کے بچوں کے گوشت سے تیار کئے گئے ہوں کھلائیں۔ چھلی ہوئی ماش اور مرغ کی چربی کے شوربے دیں۔ ان تمام غذاؤں میں مریض کے مزاج کی رعایت کریں۔ اگر قارورہ گرم ہو جائے تو حدت کو کم کرنے کی تدبیر کریں۔ دماغ کے مزاج کی تعدیل اس پانی سے کریں جس میں روغنِ گل شریک ہو۔ تسکین کے لئے روغنِ گل، روغنِ بنفشہ، شیر دختر، آب عصا الراعی وغیرہ جیسی دواؤں کا سعوط کرائیں۔ اگر تسخین و تحلیل مطلوب ہو تو روغن چنبیلی، روغن خیری روغن قسط وغیرہ جیسی دوائیں استعمال کرائیں۔ تنہائی اور اکیلے پن سے منع کریں۔ عقلمند لوگوں میں بٹھائیں۔ خوف اور گھبراہٹ دور کریں۔ اور سلامتی و عافیت کی اُمید بندھائیں۔

اگر اخلاط سر میں جمع ہو کر مرض دشوار ہوگیا ہو تو ایارج فیقرا استعمال کرائیں اور اس کی تحنیک کریں (اگر یہ ظاہر ہو کہ فضلات کثیر ہیں تو) مرض لاحق ہونے سے قبل کے حالات دریافت کریں کہ کیا مریض کثرت جماع کا عادی تو نہیں تھا۔ اگر ایسی صورت تھی تو پہلے جماع سے روکیں پھر اعتدال پر لائیں اور مریض

کو بڑی دیر تک بہ تکلف سلایا کریں۔

اس مرض میں مبتلا مریض کا قارورہ بالعموم سبز اور خام ہوتا ہے۔ جب بھی مزاج گرم ہوتا ہے تو قارورہ غلیظ اور اس میں حدت بھی آجاتی ہے اور کبھی خونیں گدلا اور غلیظ ہو جاتا ہے اور پسینہ بھی خونیں ہوتا ہے نبض زیادہ تر صغیر اور صلب ہوتی ہے۔ جب خون کا پیشاب آتا ہے تو نبض سریع، متواتر اور صغیر ہو جاتی ہے۔ پھر اس کی قوت کم ہو کر صغیر ضعیف ہو جاتی ہے۔

باب (۴۲)

ابرو کا درد (عِصابہ)

یہ درد دونوں ابروؤں اور ناک کی طرف کے گوشۂ چشم میں ہوتا ہے اور اس قدر شدید ہوتا ہے کہ مریض کو نظر اٹھا کر دیکھنا اور آنکھ پھرانا دشوار ہوتا ہے اور ایسا محسوس کرتا ہے کہ درد سے اس کی پیشانی پھٹ جائے گی۔ مریض چہرہ کو اوندھا رکھنے میں آرام محسوس کرتا ہے یہ درد، دردِ عصابہ سے مشہور ہے۔
اس درد کا مقام چار عضلات کے کنارے ہیں۔ ان میں کے دو تو پپوٹوں اور آنکھوں کو اُوپر سے متحرک رکھنے والے ہیں، اور دو وہ ہیں جو رخساروں کو آگے پیچھے حرکت دیتے ہیں۔ یہ عضلات آپس میں بہت قریب ہیں۔ جب تیز بخاری اخلاط چڑھ کر یہاں رُک جاتے ہیں تو یہ درد پیدا ہوتا ہے۔
اس کا علاج یہ ہے کہ مریض کی نکسیر جاری کریں، قیفالین کی فصد کھولیں۔ سرکہ و شکر کے شورباجات کے سواء کچھ نہ دیں۔ نیز سرکہ اور کافور سنگھا۔ پانوں کو رگڑیں اور پنڈلیوں کو باندھ دیں۔ اگر اس سے بہتری پیدا نہ ہو تو وہ ملین حقنہ دیں جو امراضِ حادہ کے تحت مذکور ہے۔ مثلاً چقندر۔ حسک۔ بابونہ۔ عناب۔ سپستان۔ تخم کتان۔ سبوس گندم۔ نیز ایسی دوائیں شامل نہ کریں جو معدہ کو گرم کرنے والی ہیں۔
یہ مرض عراق میں ابوجعفر کرخی کو لاحق ہوا تھا۔ ایارجات، اور ادویہ ہائے مسخنہ و حارسے علاج کیا گیا جس کا جسم پر زبردست ردِ عمل ظاہر ہوا یہاں تک کہ آنکھ کھولنا اور روشنی دیکھنا محال ہو گیا۔ ابن سیار نے ان کا علاج اضداد سے کیا یعنی آش جو پلایا اور قیفال کی فصد کھولی، نرم حقنہ دیا۔ پاؤں کی مالش کی اور دونوں

پنڈلیوں کو باندھنے کا امر کیا بالآخر مرض جاتا رہا۔ بعدازاں انھوں نے ایک رسالہ اس مرض کے بارے میں تصنیف کیا اور بیان کیا کہ یہ مرض حرّان میں بکثرت ہوتا ہے۔ اور اس کا نام عصابہ ہے۔

رَے میں ایک بہت بڑے صاحب قلم کو یہ مرض لاحق ہوا تھا۔ اطباء کو شبہ ہوا کہ یہ مرض نزول الماء مع صداع ہے۔ لہٰذا ان کے شرائین کو قطع کرکے داغ دیا۔ جس سے ان کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی۔ بعدازاں مائیں کا ایک شخص آیا تو اس نے یہاں مُنہ بنا کر اندر سے سارا پانی خارج کر دیا، اب تو وہ بالکل ہی اندھے ہو گئے۔

یہی مرض رَے میں کسی رئیس کی بیوی کو بھی لاحق ہو گیا تھا کسی نے مشورہ دیا کہ کنپٹیوں پر ایسا ضماد لگائیں جس میں افیون ہو۔ اس ضماد سے مقام سُن ہو کر مادہ منجمد ہو گیا۔ زبان میں ثقل اور آنکھوں میں اندھیری پیدا ہو گئی، جس سے یہ عورت ہر وقت سر اوندھا کئے رہتی تھی۔ پھر اطباء میں سے ایک شخص میرے پاس آیا اور صورتِ حال بیان کرکے مشورہ طلب کیا۔ اس نے دریافت کیا کہ کیا کنپٹیوں کے شریانوں کو قطع کرنا درست ہوگا۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ مرض، مرضِ عصابہ ہے، اور اس کا علاج یہ ہے کہ نکسیر جاری کی جائے اور نرم حقنوں سے طبیعت کو ہلکا کیا جائے۔ نیز پنڈلیوں کو باندھیں اور دونوں قدموں کی مالش کریں۔ غذا میں آش جو دیں۔ چنانچہ یہی علاج کیا گیا اور وہ عورت صحت یاب ہو گئی۔

اگر مذکورہ علاج سے بھی مرض زائل نہ ہو تو ضماداتِ محللہ استعمال کریں۔ اس غرض کے لئے یہ ضماد مُفید ہے۔

بنفشہ۔ برگ نیلوفر خطمی۔ آردِ جو۔ برگ خبازی۔ برگ اسپغول۔

حسبِ دستور ضماد بنا کر استعمال کریں۔

عصابہ کے مریض کی نبض عموماً صلب، متمدد اور قارورہ غلیظ اور سرخی مائل ہوتا ہے۔

باب (۴۳)

حِسَّ (دماغ کی کھجلی)

یہ ایک احساس ہے جو دماغ میں ظاہر ہوتا ہے جس میں مریض یہ گمان کرتا ہے کہ اس کے دماغ میں کُھجلی ہو رہی ہے۔ سر میں نہ تو درد ہوتا ہے اور نہ کوئی تکلیف۔ سر کو زور سے دبانا اور اس پر گرم پانی ڈالنا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

اس مرض کا کوئی نام نہیں ہے۔ مگر بکثرت لاحق ہوتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شخص کو یہ مرض لاحق ہوا تھا۔ جب اس کے سر کو کسی چیز سے مارا جاتا تو اسے آرام ہوتا۔

اس مرض کا سبب حاد قسم کے، دغدغہ پیدا کرنے والے سخیف بخارات ہوتے ہیں۔ دماغ میں ان بخارات کی مقدار بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ اور جس طرح خارش میں بخارات (بدن کی جلد کے) مسامات میں لذع پیدا کر کے کھجلی کا باعث بنتے ہیں اسی طرح یہ بخارات بھی اپنی شدّتِ گرمی اور اخلاط کے تغیر کی وجہ سے تیز ہو کر دماغ میں کُھجلی پیدا کرتے ہیں۔

اس کا علاج یہ ہے کہ اخلاط کا مزاج تبدیل کر کے ترطیب کریں۔

لہ طبری نے اس مرض کا کوئی نام نہیں لکھا۔ صاحب اکسیر اعظم نے حِسَّ لکھا ہے۔ مرض کی نوعیت کے لحاظ سے ہم نے دماغ کی کُھجلی رکھا ہے (مترجم)

مقالہ چہارم

امراض چشم کے بارے میں

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

فہرست

مقالۂ چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب (۱)

آنکھ کی تخلیق، طبقات، رطوبات

اور ان کی تعداد

ہم اس جگہ آشوب چشم، اس کے اقسام، چشم کے جملہ امراض، نیز طبیعت سے خارج ان تمام چیزوں کا تذکرہ کریں گے جو خصوصیت سے ہر طبقۂ چشم کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کی تشریح سے لازماً چشم کے طبقات اور ان کی رطوبات کا تذکرہ بھی آئے گا۔ چنانچہ ہر طبقہ چشم کے امراض جب واضح ہو جائیں گے تو طلبائے علم طب انھیں بہ آسانی اخذ کر لیں گے۔

آنکھ دیکھنے کا ایک آلہ ہے۔ یہ حسب ذیل سات طبقات اور تین رطوبات پر مشتمل ہے۔

۱۔ طبقۂ صلبیہ یہ طبقہ ایک جھلی سے نکل کر نشوونما پاتا ہے جو اندر سے کھوپڑی پر استر کرتی ہے، یہ آنکھ کا سب سے سخت طبقہ ہے۔ اسے سخت بنانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہڈی پر منتشر، شکل میں گول اور چشم کے اکثر حصوں سے متصل ہوتا ہے، اور دیگر طبقات چشم اور ہڈی کے درمیان حاجز کا کام دیتا ہے۔

۲۔ طبقۂ مشیمیہ یہ اعصاب وعروق سے بنا ہوا طبقہ ہے۔ اس کے اجزاء، اوپر کی جانب آنکھ کو حرکت دینے والے عضلہ، حجابوں اور عروق سے پیدا ہوتے ہیں اور تمام طبقات چشم کو اپنے اندر اس طرح لئے ہوئے ہے، جس طرح جنین رحم مادر کی آغوش میں ہوتا ہے۔ اس کا اسی کے اندر ایک سوراخ ہوتا ہے جو بوقت ضرورت بڑھتا اور پھیلتا ہے۔

۳۔ طبقہ شبکیہ شکل میں گول اور پیدائش میں شبکہ (جال) کے مانند ہے۔ البتہ نہ بسیط ہوتا ہے نہ اجزاء متصل ہوتے ہیں بلکہ جال کی طرح دور دور ہوتے ہیں۔ نیز وہ سوراخ جن کے اندر یہ طبقہ ہوتا ہے غشائی طرز کے ہوتے ہیں، مگر اس کے اندر پانی داخل کیا جائے تو چھن جائے گا۔ اس کی بناوٹ میں عروق، وریدیں، اعصابی اطراف، غشائیں اور شریانوں کے کنارے شامل ہیں۔

صلبی طبقہ جو تمام چشم پر پھیلا ہوا ہے مجموعی طور پر بارد یابس ہے۔ حرارت اور برودت کی کمی بیشی سے ان کے اندر تغیر آتا ہے، طبقہ مشیمیہ کا مزاج مرکب ہے اس پر حرارت اور لینت غالب رہتی ہے، طبقہ شبکیہ کا مزاج اصلاً حار یابس ہے مرکب بھی ہوتا ہے مگر اس پر بزرگانِ قدیم کے نزدیک حرارت اور یبوست کا ہمیشہ غلبہ رہتا ہے۔ اس کے بعد ایک رطوبت ہوتی ہے جو کانچ کی طرح صاف، شفاف اور لیسدار اور نرم ہوتی ہے۔ مزاج سرد و خشک ہوتا ہے، یہ روشنی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی اور رطوبت جلیدیہ کے لئے فرش کا کام کرتی ہے۔ جلیدیہ اس میں غوطہ زن ہوتی ہے اور اسے فرش کے طور پر استعمال کرتی ہے۔ جلیدیہ کی کمی اور بیشی کے لحاظ سے آنکھیں اندر دھنسی اور باہر نکلتی ہیں۔ یہ رطوبت اولے (جلید) کی طرح قائم اور صاف ہوتی ہے۔ بقراط کے خیال میں رطوبت جلیدیہ پیاز کے چھلکوں کے مانند تو بر تو ہوتی ہے اور جس طرح چھلکے نکل جانے سے پیاز ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح یہ رطوبت بھی پرتوں کو نکال دینے کے بعد زائل ہو جاتی ہے۔ جالینوس کا خیال یہ ہے کہ اولے کی مانند ہوتی ہے۔ مگر اس کے درمیان رطوبت ہوتی ہے جو غذا کا کام کرتی ہے اس کی شکل بقول جالینوس گول ہے، اور بقولِ دیگران کے اندر تھوڑی چوڑائی ہوتی ہے۔ حنین بن اسحاق نے اس کی تصویر غلط پیش کی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ چوڑائی اور تھوڑی پھیلی ہوتی ہے تاکہ نظر آنے والی اشیاء کا زیادہ سے زیادہ احاطہ کر سکے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ گول جسم مکمل ترین جسم ہوتا ہے کیوں کہ وہ تمام اجزاء کا احاطہ کرتا ہے اس رطوبت کا مزاج سرد خشک ہے۔

اسی رطوبت کے متصل، رطوبت بیضیہ ہوتی ہے۔ دونوں کے درمیان گو اتصال ہوتا ہے مگر ایک دوسرے کے دائرہ میں داخل نہیں ہو سکتیں بلکہ دونوں کا وجود علٰحدہ طور پر قائم رہتا ہے، یہ رطوبت جب زیادہ یا کم ہو جاتی ہے تو اسی لحاظ سے بینائی میں خلل آتا ہے۔ اور جب اس میں کدورت یا گاڑھاپن پیدا ہو جاتا ہے تو نظر آنے والی شئی اور رطوبت جلیدیہ کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ

میں جالینوس کا مذہب یہ ہے کہ یہ رطوبت بعض اوقات بہہ جاتی یا طبیعت سے خارج اشیاء کے اثر سے سُوکھ جاتی ہے، پھر آنکھ اس کی تلافی کرلیتی ہے اور یہ رطوبت واپس آجاتی ہے۔ کتاب ابیذیمیا کے چھٹے مقالہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ عکبری صاحب کتاب العین نے لکھا ہے کہ اس نے ایک شخص کو دیکھا جس کی یہ رطوبت بہہ گئی تھی، طبقہ عنبیہ، رطوبت جلیدیہ کے ساتھ چمٹ گیا تھا اور آنکھیں بڑی اور نہایت سیاہ ہو چکی تھیں۔ کچھ دنوں کے بعد اصل حالت پر واپس آگئیں۔ اس رطوبت کا مزاج معتدل ہے، ایسا ہونا ضروری ہے۔ اسے ہم طبقات چشم کے فوائد میں بیان کریں گے۔

۴۔ طبقہ عنکبوتیہ رطوبت بیضیہ اور رطوبت جلیدیہ کے درمیان ایک باریک صاف وشفاف طبقہ ہوتا ہے جو گول اور کچھ اُوپر کی سمت مائل ہوتا ہے اس کی معتدل ہوتی ہے۔

۵۔ پھر طبقہ عنبیہ ہے، جس کی صُورت نصف عنب کے مانند ہوتی ہے۔

۶۔ طبقہ قرنیہ یہ گول ہوتا ہے اور اس کے ساتھ چار طبقات چمٹے ہوئے ہوتے ہیں، یہ "قرن ابیض" کے مانند ہے۔

۷۔ طبقہ عنبیہ یا طبقہ ملتحمہ یہ آنکھ کو طوق کے مانند گھیرے ہوئے ہے۔
مذکورہ بالا آنکھ کے طبقات میں لہٰذا تعریف یہ ہوگی کہ آنکھ اعضاء بسیطہ سے مرکب ایک عضو ہے جو بینائی کا کام کرتا ہے اشیاء کا ادراک کرتا ہے اور جس میں ایسے مقامات ہیں جہاں سے روشنی گزر سکتی ہے۔

اس بحث کے بعد ہم ہر طبقہ۔ اور اس کے امراض کا الگ الگ تذکرہ کرتے ہوئے ان کی معالجاتی ادویات پر گفتگو کریں گے۔

باب (۲)

طبقہ صلبیہ اور اس کے امراض

طبقۂ صلبیہ کے امراض تین ہیں، ایک مشترک ہے اور دو مخصوص۔ مشترک سے مُراد وہ درد سر ہے جو "بیضہ" کے نام سے مشہور ہے، آنکھ کے اوپر کے غلاف میں جب بخارات جمع ہو جائیں تو یہ درد لاحق ہوتا ہے، اگر اس میں ورم بھی ہو تو آنکھ کی حرکت کم ہو جاتی ہے۔ اس کی دو علامتیں ہیں، آنکھوں کا باہر کی طرف نکلنا اور سخت تکلیف دینا، اگر رطوبت زیادہ ہو تو آنکھوں میں ثقل پیدا ہوتا ہے اور پلکیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں۔ اگر یہ درد صفراء حادہ کی وجہ سے ہو تو آنکھ کے اندر احتراق اور جلن محسوس ہوتی ہے، اور اگر گاڑھے خون کی وجہ سے ہو تو آنکھ کے اندر خارش سی محسوس ہوتی ہے یہ پتہ نہیں چلتا کہ خارش کس مقام پر ہے۔ جب طبیب علامتوں پر غور و خوض کرتا ہے تو اس پر مرض کی نوعیت ظاہر ہوتی ہے۔

یہ طبقہ آنکھ کے دوسرے طبقات کے لئے فرش اور سر پوش کا کام کرتا ہے، اور آنکھ کو ہڈیوں کے کُھردرے پن سے بچاتا ہے۔ اس میں باریک باریک رگیں ہوتی ہیں۔

اس طبقہ کے اندر پیدا شُدہ خُشکی کا علاج یہ ہے کہ مزاج میں رطوبت پیدا کی جائے سر پر شیرِ دُختر یا گدھی کا دودھ ڈالا جائے مگر پہلے اسے اچھا چارہ کھلا لیا جائے، یا ایسی بکری کا دودھ ڈالا جائے جس کو کچھ دنوں کاہو اور کاسنی کے پتے کھلائے گئے ہوں۔ جسم کا نہایت ہلکی دوا کے ذریعہ استفراغ کیا جائے۔ یا مریض کو ایسی چیزیں دی جائیں جو تر بخار پیدا کرتی ہوں مثلاً باقلا اور ماء الشعیر وغیرہ

بعد ازاں شیر دُختر ناک میں ڈالیں، اور روغن نیلوفر، روغن بنفشہ، حی العالم کا رس وغیرہ استعمال کریں۔ اگر مرض دُشوار ہو اور زائل نہ ہو تو حسبِ ذیل یہ سرمہ لگائیں: جو سوختہ کو شیاف ابیض میں جس میں اقلیمیا شامل نہ ہو پھر انڈے کی سفیدی میں شامل کر کے سُرمہ بنالیں۔ اسے دن کے اوّل اور آخر وقت میں استعمال کریں۔ استعمال کرنے کے بعد دونوں آنکھوں پر عرق گلاب میں تر کیا ہوا کپڑا مضبوطی کے ساتھ باندھیں ہر آنکھ کو علٰحدہ کپڑے سے باندھیں۔ اس مرض کے لئے اس سے بہتر کوئی اور چیز نہیں ہے۔ جب درد کم ہو جائے تو گرم پانی سے دھوئیں اور سر کے اُوپر بھی گرم پانی ڈالیں پھر ادویہ محللہ مثلاً بابونہ، ناخونہ وغیرہ کا بھپارہ دیں۔

مرض رطوبت کی زیادتی سے ہو تو علاج یہ ہے کہ بدن کا استفراغ حب الصبر، حب ایارج اور اس جیسی دواؤں سے کریں۔ اور حسبِ ذیل دوا ناک میں ٹپکائیں۔

روغن مصطگی: ایک جز؛ مُشک: ۱/۴ جزء، اس میں اُبلے ہوئے زوفا کا تھوڑا سا پانی ڈال کر اتنا کھرل کریں کہ سب ایک جان ہو جائیں، پھر تھوڑا سا ناک میں چڑھائے، اسی طرح تھوڑا تھوڑا چڑھاتے رہیں تا آنکہ دوا ایک درہم تک پہنچ جائے، پھر مر، شونیز اور زعفران کا عطوس دیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ مر اور شونیز کو محمص کرلیں، پھر ان ادویہ کو باریک پیس کر ایک کپڑے میں باندھ کر سُونگھیں تا آنکہ چھینک آجائے۔ اگر بہت زیادہ چھینکیں آنے لگیں تو سرکہ، اور تھوڑا سا گلاب ناک میں چڑھائیں۔ اگر اس سے سکون نہ ہو تو کوئی کڑوی چیز جیسے ایلوا وغیرہ چبائیں۔

اگر زیادہ چھینکوں کی ضرورت ہو تو مذکورہ عطوس میں تھوڑا بیج گاؤزبان شامل کریں۔ میں نے بصرہ میں ایک عورت کو دیکھا ہے جو آنکھ کے علاج میں ماہر تھی، جب آنکھ کے اس طبقہ میں بیماری کے متعلق اسے یہ یقین ہو جاتا کہ یہ رطوبتی بیماری ہے تو وہ چھینک کے ذریعہ اور آنکھوں کو گرم پانی کا سینکا دے کر مریض کا علاج کیا کرتی تھی اور یہ مرض مختصر مدت میں دور ہو جاتا تھا، اس بیماری میں چھینک سے بڑھ کر اور کوئی علاج زیادہ مفید نظر نہیں آیا۔

جب طبیب مرض کی علامتوں سے ناواقف ہو تو اس مرض کے پہچاننے میں غلطی کر بیٹھتا ہے۔ اور ہم پہلے ہی خصوصی علامتیں بیان کر چکے ہیں، کہ اس مرض میں جب یہ رطوبت سے پیدا ہو تو رطوبت کے ساتھ آنکھوں کے ڈھیلے پھیل کر باہر نکل آتے ہیں اور آنکھوں کی حرکت میں ثقل پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر یہ مرض صفراء سے پیدا ہو تو پہلے بدن کا استفراغ ضروری ہے جو گلاب، بنفشہ، آلو بخارا، عناب، املی، ترنجبین، اکشوث اور کاسنی کے بیج وغیرہ سے کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ بھی علاج ہے کہ مشہور و

معروف جوب حشمیزک چاکو اور تھوڑے سے عنزروت سفید کے ساتھ کوٹ کر ملالیا جائے اور ایک برتن میں میٹھا پانی ڈال کر ہلکی آگ پر اس قدر پکالیں کہ اس کا قوام ماءالشعیر کی طرح ہو جائے۔ پھر تھوڑی دیر یوں ہی چھوڑ دیں، بعدازاں دن رات میں کئی بار اسے آنکھوں میں ٹپکائیں پھر ایک تر پٹی آنکھوں پر آہستگی کے ساتھ باندھ دیں مریض تھوڑی دیر چت لیٹا رہے تاکہ آنکھ میں ٹپکائی ہوئی دوا اندر داخل ہو جائے پھر سوتے وقت آنکھوں پر مندرجۂ ذیل ضماد رکھیں :-

انار کا گودا : ایک جز، کاسنی کی شاخیں : ایک جز، دونوں کے ساتھ اسی قدر اسپغول لیں، اور گلاب اور روغن گلاب کے ساتھ حل کر کے رات میں سوتے وقت آنکھوں پر ضماد کریں اور اوپر اور خفیف سی پٹی باندھ دیں، صبح کو آنکھوں کو صاف کریں، اس عرصہ میں مریض کو تر اور سرد غذائیں کھلائی جائیں۔ روغن بنفشہ اور عورت کا دودھ ناک میں برابر ٹپکاتے رہیں، کسی وقت شیاف ابیض کا قطرہ آنکھوں میں ٹپکا دیں، اور مریض کو دھوپ میں پھرنے اور حمام کرنے سے روک دیں

اور اگر مرض خون کی خرابی سے پیدا ہو تو مریض کی دونوں رگ قیفال کی فصد کھولنی چاہیئے، اور سادہ مطبوخ کے ذریعہ اس کی طبیعت کو ہلکا کریں۔ پھر وہ سرمہ لگائیں جو "رمادی اصغر" کے نام سے مشہور ہے، اس کا نسخہ حسب ذیل ہے :-

شگوفۂ بنفشہ کے خشک پتے : ۲ ۱/۲ گرام، توتیا حشرمی، مرارینی اور ہندی : ہر ایک (ایک گرام)، نشاستہ، کثیرا، اور ببول کا گوند : ہر ایک ۲ گرام ان تمام اشیاء کو باریک پیس لیں، پھر اس میں نصف درہم "شیاف ماميثا" ملاکر ہاون دستہ میں باریک پیس کر دو یا تین بار اچھی طرح چھان لیں اور صبح شام بطور سرمہ استعمال کریں۔ اگر فائدہ ہو جائے تو فبہا، ورنہ تر دھنیا اور عرق عنب الثعلب کو اس قدر ابالیں کہ یہ دونوں صاف ہو جائیں، پھر اس میں شیاف ابیض ڈال کر خوب گرم کریں۔ اور مریض کی آنکھوں میں ٹپکائیں، پھر آنکھوں پر پٹی باندھ دیں تاکہ دوا اندر تک اتر جائے۔

ہمیشہ ایسے مریض کو ماءالشعیر کے ساتھ انگور کی شراب پینا فائدہ بخشتا ہے نیز "آب شگوفۂ خرما"، وغیرہ کا ناک میں چڑھانا بھی مفید ہے۔

اس جیسے مرض میں، جب کہ مرض دموی ہو، سب سے فائدہ بخش دوا پے در پے ایسے ماءالشعیر کا حقنہ لینا ہے جس میں عناب اور سپستان پکائے گئے ہوں۔"

اس طبقہ کے ساتھ مخصوص دو امراض ہیں ایک وہ ہے جو "التوا"، کے نام سے مشہور ہے،

اس میں مریض ایسا محسوس کرتا ہے جیسے آنکھیں ایک طرف مڑگئی ہوں ساتھ ساتھ تمدد جیسا درد بھی محسوس ہوتا ہے، ایسا اس وقت ہوتا ہے جب آنکھوں پر ہوا کے گرم جھونکے تیزی سے پڑیں، یا اس پر کوئی دباؤ پڑے۔ مثلاً کوئی شخص سختی سے آنکھوں کو بند کر دے۔ آنکھوں پر گرم ہوا کے جھونکے پڑنے سے یہ مرض اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں رطوبت زجاجیہ جو رطوبت جلیدیہ کے نیچے ہوتی ہے سوکھ کر کم ہوجاتی ہے اس کا دباؤ طبقۂ شبکیہ اور مشیمیہ پر پڑنے لگتا ہے۔ یہ دونوں طبقات طبقۂ صلبیہ پر بوجھ ڈالتے ہیں، چنانچہ یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ آنکھوں کو سختی کے ساتھ بند کرنے پر یہ بیماری اس لئے لاحق ہو جاتی ہے کہ آنکھ اندر کی سمت دھنس جاتی ہے، اور جملہ طبقات و رطوبات کے ساتھ اس کا بوجھ طبقۂ صلبیہ پر پڑنے لگتا ہے۔

دوسرے مرض کا نام "استرخا" ہے، اس مرض میں آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ گویا اس کی آنکھیں نیچے کی سمت پلٹ گئی ہیں۔ بعض اوقات چھت کی طرف (یعنی اوپر کی سمت) دیکھنا دشوار ہوجاتا ہے مگر کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

اس مرض کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ ہے جس کا ذکر ہوا، دوسری وہ ہے جس میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ تکلیف ہوتی ہے۔ جس مرض میں تکلیف نہیں ہوتی اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ طبقۂ صلبیہ میں ضرورت سے زیادہ تری موجود ہے، اور جس مرض میں تکلیف ہوتی ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رطوبت اور نمی پہنچنے سے آنکھیں پھیل (تمدد) گئی ہیں۔

جو بیماری التوا، (آنکھوں کا مڑنا) کے نام سے مشہور ہے اس کا علاج ماکولات اور مشروبات کے ذریعہ بیمار کے مزاج کی ترطیب کی جائے، حمام اور آبزن کرایا جائے قیروطیات کے ذریعہ جو تیلوں اور موم وغیرہ سے بنائی گئی ہوں متاثرہ مقام کو چرب کیا جائے جیسے روغن بنفشہ وغیرہ جیسا کہ جالینوس نے میامر میں ذکر کیا ہے، آگ سے اُتارنے کے بعد مذکورہ قیروطی ملی جائے۔ ایسے مریض کو پشت پر سونے سے منع کیا جائے، اگر گرمی کا موسم ہو اور باہر نکلنے کی ضرورت پڑے تو لُو سے بچنے کے لئے چہرے پر پردہ ڈال لیں۔ اگر اسی طرح علاج معالجہ کیا جائے تو مرض بہت جلد دور ہو جائے گا۔

دوسرے مرض کا علاج یہ ہے کہ سب سے پہلے مطبوخ سے بدن کا استفراغ کریں، پھر حب صبر، حب ایارج وغیرہ سے سر کا تنقیہ و استفراغ کریں، اور ایسی غذائیں کھلائیں جس سے بدن کے فاسد مواد کا تنقیہ ہو۔ مثلاً بھُونا ہوا بٹیر وغیرہ، نیز کندر اور مصطگی زبان پر رگڑیں اور چبانے کا حکم دیں۔

اگر اس کے باوجود مرض سے افاقہ نہ ہو تو آنتوں کو رطوبات غلیظہ سے صاف کریں۔ لہٰذا مریض کو متوسط ورزش کرنے کا حکم دیں۔ اگر یہ مرض، تکلیف کے ساتھ ہو تو قیفال کی دونوں رگوں کی فصد کریں، مگر فصد استفراغ اور غرغرہ کے بعد ہونا چاہیئے، آنکھوں میں شیاف ٹپکائیں پھر اُبلے ہوئے زوفا کے پانی سے صاف کریں۔ اگر اس کے بعد بھی مرض باقی رہے تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کے ساتھ دردِ سر بھی شامل ہے۔ ایسی صورت میں آنکھ کا علاج ترک کر کے، دردِ سر کا علاج کریں، دردِ سر دور ہو جائے تو یہ مرض بھی جاتا رہے گا۔

باب (۳)

طبقۂ مشیمیہ کے امراض

طبقۂ مشیمیہ کو زیادہ تر امراض دمویہ لاحق ہوتے ہیں، اس لئے کہ اس میں ایسی رگیں ہوتی ہیں جن سے خون گزرتا ہے، اس مرض کی علامت یہ ہے کہ آنکھوں کے پچھلے حصہ میں سرخی نظر آتی ہے اور درد محسوس ہوتا ہے، اس کا علاج ممکن ہو تو فصد کے ذریعہ کریں، مذکورہ مطبوخ کے ذریعہ طبیعت کا استفراغ کریں، فصد اور استفراغ کے بعد حجامت، اور آنکھوں میں مندرجہ ذیل نسخہ کا پانی ٹپکائیں۔

اسپغول، بارتنگ سبز، برگ عنب الثعلب، ان ادویہ کو خوب جوش دے کر شیاف ابیض کے ساتھ ملاکر دن میں دو مرتبہ، صبح وشام آنکھوں میں ٹپکائیں، پھر شگوفۂ خرمہ نرم کوٹ کر آنکھوں پر رات میں سوتے وقت ضماد کریں، اس ضماد سے مرض کے بہت سارے اسباب زائل ہو جاتے ہیں۔ بعد ازاں اس مرض کا علاج برود کافوری اور شیاف سے کیا جائے جس کا ذکر کتاب ہٰذا کے قرابادین میں آرہا ہے۔

باب (۴)

طبقہ شبکیہ کے امراض

جیسا کہ ہم نے قبل ازیں ذکر کیا ہے، طبقہ شبکیہ، رگوں، پٹھوں کے کناروں اور شریانوں سے مل کر بنا ہے، اسی لئے یہ طبقہ شبکہ یعنی جالے کے مانند ہے، آشوب چشم کا حملہ ہوجائے تو اس سے بڑھ کر اس طبقہ کا کوئی اور دشوار مرض نہیں ہوتا۔ مگر یہ بہت جلد بیماری سے شفایاب ہو جاتا ہے۔

اس طبقہ کے امراض میں سے ایک مرض یرقان ہے جو آنسو کے ساتھ آنکھ میں ظاہر ہوتا ہے اگر بغیر آنسو کے ہو تو اس کا مطلب ہے کہ طبقہ ملتحمہ نے اسے ضائع کر دیا ہے، اگر آنسوؤں کے ساتھ ہو تو وہ اس بات کی علامت ہے کہ تھوڑا سا صفرا، کھینچ کر طبقہ شبکیہ پر آگرا ہے اور طبقہ شبکیہ نے تھوڑا سا جلیدیہ کی جانب پھینک دیا ہے۔

دوسرا مرض آنکھ کا اندر دھسنا، اس کی خشکی، خون کی کمی درد کے ساتھ اس طرح جیسے اسے پکڑ لیا گیا ہو؟ اس کا سبب یہ ہے کہ غذا جو آنکھ میں رطوبت زجاجیہ کی طرف سے اور رطوبت زجاجیہ میں طبقہ شبکیہ کی طرف سے پہنچتی ہے، وہ شبکیہ کی جانب غذا لانے والی عروق کے اندر انسداد کے باعث منقطع ہو جاتی ہے، چنانچہ غذا زجاجیہ تو پھر جلیدیہ کو نہیں پہنچ پاتی۔ ایسی صورت میں آنکھوں میں درد اور خشکی پیدا ہو جاتی ہے کیوں کہ آنکھ کے تمام طبقات یکجا ہو جاتے

ہیں، اور اندر کی طرف دھنس جاتے ہیں۔

اس بیماری کے پہچاننے میں اکثر و بیشتر اطباء غلطی کر بیٹھتے ہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ بیماری (آنکھ میں نہیں، بلکہ) دماغ میں ہے، اور وہ اس کا علاج سر کے ضماد اور بدن کی ترطیب سے کرنے لگتے ہیں، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سُدّے اور بڑھ جاتے ہیں اور آنکھ کی تکلیف میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

تیسری وہ بیماری ہے جو بچوں کو لاحق ہونے کی صورت میں " ورد ینج "، اور بڑوں کو لاحق ہونو " ینع "، کہلاتی ہے، اس بیماری میں طبقۂ شبکیہ سے متصلہ رگوں کا منہ پھیل جاتا ہے اور ان سے بہت زیادہ خون خارج ہونے لگتا ہے۔ کبھی وردینج کا مرض اس باریک رگ کے پھٹ جانے سے پیدا ہوتا ہے جو طبقۂ ملتحمہ یا پلکوں سے متصل ہوتی ہے، اور اسی وجہ سے اکثر اوقات ایسے مریض کی پلکیں پھٹ جاتی ہیں۔

چوتھی بیماری وہ ہے کہ جس میں مریض اپنی دونوں آنکھوں کی گہرائی میں سخت چبھن محسوس کرتا ہے، گویا کہ کوئی کانٹا چُبھ گیا ہو، بسا اوقات یہ درد ہمیشہ رہتا ہے، اور کبھی کسی وقت ہوتا ہے اور کسی وقت نہیں، اور یہ درد طبقۂ شبکیہ سے متصلہ رگوں میں سدّہ کی وجہ سے یا خون کی گرمی کی وجہ سے یا شریانوں میں فاضل مواد جمع ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اور اسی سے دردِ شقیقہ (آدھے سر کا درد) یا یہ علت (ضربان) پیدا ہوتی ہے، اگر دونوں کنپٹیوں سے گزرنے والی رگوں میں فاضل مواد باقی رہ جائے تو اس سے دردِ شقیقہ پیدا ہوتا ہے، اور اگر یہ مواد شریانوں کے ان کناروں کی طرف منتقل ہو جائے جو طبقۂ شبکیہ سے متصل ہیں تو اس سے ضربان (آنکھوں میں تڑپ) کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات ایسا مریض اندھا ہو جاتا ہے، آنکھ کی رطوبتیں مکدر ہو جاتی ہیں۔ خاص طور پر کثرتِ حرکت کی وجہ سے " بیضیہ " متاثر ہو جاتی ہے۔ یہ ایسا مرض ہے جس کو صرف وہی اطباء پہچان سکتے ہیں جو آنکھوں کی تشریح اور اس کے اسباب و علل سے اچھی طرح واقف ہوں۔ یہ طبقۂ شبکیہ کے امراض اور ان کی علامات ہیں۔ اب ہم ایک ایک مرض کا علاج بیان کریں گے:۔

آنسوؤں کے ساتھ یرقان کا علاج یہ ہے کہ سب سے پہلے رگ قیفال کی فصد کریں پھر مندرجۂ ذیل مطبوخ سے طبیعت کی تحلیل کریں بشرطیکہ وقت اور موسم موافق اور مریض کی قوت ساتھ دے:۔

ہلیلہ اصفر: ۳۵ گرام، آلو بخارا: تیس عدد، عناب: تیس عدد، سپستان: ۲۵ گرام، تمر ہندی: ۷۰ گرام، بنفشہ اور گلاب: ۱۰ گرام، ترنجبین: ۵۲ گرام تخم کثوث: ۵۲ گرام، تخم کاسنی: ۱۰،۵ گرام، برگ عنب الثعلب: ۵۲ گرام، ـــ ان تمام ادویہ کو مطبوخ کی طرح پکایا جائے پھر ۴۰ گرام کی مقدار صاف کرلیں، اور اس میں ۲۵ گرام شکر ملاکر نیم گرم حالت میں پی لیں۔ آنکھ میں شیاف ابیض ٹپکائیں جس کو شیر دختر (بچی کو دودھ پلاتی عورت کا دودھ) یا انڈے کی پتلی سفیدی کے ساتھ ملاکر گرم کرلیا گیا ہو، آنکھوں پر مندرجۂ ذیل ضماد کریں:-

اسپغول کو عرق کاسنی، انڈے کی سفیدی اور روغن گلاب کے ساتھ پھینٹ لیں اور آنکھوں پر ضماد کرکے اسی حالت میں سو جائیں۔

یرقان زدہ آنکھوں کا علاج جس میں آنسو نکلتے ہوں سرمہ سے بھی کیا جاتا ہے اس کا نسخہ حسب ذیل ہے:-

طباشیر: ۷ گرام، ببول کا گوند: ۳ ½ گرام، توتیا مرازبی: ۵ گرام، بیخ المرجان: ۵ گرام، چھوٹے موتی: ۷ گرام ـــ ان تمام ادویہ کو خوب باریک پیس لیں پھر اس میں تھوڑا آب انار ترش ملاکر خشک کرلیں بعد ازاں دوبارہ پیس کر اس میں شیر دختر یا گدھی کا دودھ شامل کریں یہاں تک کہ یہ ادویہ اچھی طرح تر ہو جائیں، پھر خشک کرکے پیس لیں، اسی طرح انار میخوش کا پانی ایک بار، اور گدھی کا دودھ ایک بار یکے بعد دیگرے ڈال کر باریک پیس لیں، جتنا زیادہ پانی پلایا جائے گا اسی قدر سرمہ عمدہ بنے گا۔ پھر تیسری مرتبہ پیس کر چھان لیں، اور استعمال کریں، یہ سرمہ آنکھوں میں چھڑکا بھی جا سکتا ہے اور سلائی سے لگایا بھی جا سکتا ہے، ـــ اگر یرقان زائل ہو جائے اور آنسو بند ہو جائیں تو فبہا، ورنہ مندرجہ ذیل ضماد استعمال کریں۔

کاسنی کو فتہ کو انار کے گودے کے ساتھ ملاکر جیسے اسپغول اور انڈے کی سفیدی اور روغن گلاب کے ساتھ پھینٹا گیا ہو، ضماد کیا جائے۔ اور مندرجہ ذیل سرمہ لگایا جائے:-

سرطان بحری: ۳،۵۰ گرام، خاکستر کف دریا ۵ گرام زرشک کے خشک پتے: ۷ گرام، رسوت: ۷ گرام، مشک: ۲،۳۲ گرام، ـــ ان تمام ادویہ کو باریک پیس کر سرمہ بنالیں۔ اس سے آنکھوں کے آنسو جاتے رہیں اور یرقان زائل ہو جائے گا، اس سے بھی فائدہ نہ ہو تو حسب ذیل ادویہ کو مسور کی دال کے ساتھ سرکہ میں پکاکر آنکھوں پر باندھیں۔

برگ بنفشہ، اکثوث، برگ خبازی: ہر ایک ۲۵ گرام، برگ بلوط: ۳۰ گرام گیہوں کی بھوسی اور

کوٹے ہوئے جو : ہر ایک ۲۵ گرام، دھنیا خشک یا تر : ۳۰ گرام، عصا الراعی اور حی العالم : ہر ایک، ایک ۳۰ گرام، کُٹی ہوئی مسور کی دال : ۵۰ گرام، دانۂ انار ترش : (زنگر یزوں کے ذریعہ نکالا ہوا) ۳۰ گرام ـــــ ان تمام جڑی بوٹیوں کو ایک برتن میں ڈال کر اس کا منہ بند کریں۔ اور اس قدر جوش دیں کہ گل جائیں، پھر اس برتن پر مریض جھک کر اس کے اندر پلکیں کھول دے۔ اس عمل سے یرقان زائل ہو جاتا ہے۔

مریض کو کھانے پینے میں احتیاط برتنی چاہئے، ایسی غذائیں استعمال کرے، جو خون کو تسکین اور مزاج کو معتدل بنائیں، ـــــ اگر مریض کا قارورہ گرم ہو تو سکنجبین کے ساتھ ماالشعیر استعمال کرے۔ یہ نہایت مفید ہے۔ بخار نہ ہو تو غذائیں بکری کے گوشت اور مرغی کے چوزے کا شوربا استعمال کرے، بخار ہو تو سرکہ اور شکر کے ساتھ غذا استعمال کرے، روٹی اور سکنجبین کے ساتھ بھی استعمال کر سکتا ہے بخار نہ ہونے کی صورت میں انڈے بھی کھا سکتا ہے۔

سُدہ سے پیدا شُدہ مرض کا علاج یہ ہے کہ آنکھوں میں سرمہ کا استعمال کیا جائے، فصد کھولی جائے بشرطیکہ مریض برداشت کرے۔ نیز محلل اور دافع سُدہ ادویہ استعمال کی جائیں مثلاً طبیخ :-

افسنتین رومی : ۵۰.۰۷ا گرام، شکاعی اور بادآورد : ۱۰.۵۰ا گرام، کمادریوس : ۵۰.۰۷ا گرام، تخم کرفس، انیسون، بادیان : ہر ایک ۱۰ گرام؛ اکشوث، بزرالہندبا (کاسنی کے بیج) : ہر ایک ۵۰.۰۷ا گرام، آملہ اور ہلیلہ : ہر ایک ۱۴ گرام، ہلیلہ زرد منقی، ۳۵ گرام، ـــــ صاف کرکے نیم گرم استعمال کریں۔ اگر فصد اور استفراغ کے بعد سدے کھل جائیں تو ٹھیک ہے، ورنہ زرشک کے قرص سکنجبین بزوری کے ساتھ کھلائیں۔ بشرطیکہ مقام اور وقت قابل برداشت ہو، ورنہ برابر سکنجبین دیں، کیوں کہ ان قرصوں کے سکنجبین کے ساتھ استعمال کرنے سے سُدے کھل جاتے ہیں اور جگر کی طرف راستہ بن جاتا ہے، جب سدے صاف ہو جائیں اور آنکھوں کی حالت درست ہو جائے تو ان میں عورتوں کا دودھ ٹپکائیں اور حسبِ ذیل ضماد سر پر رکھ کر باندھیں :-

برگ اسپغول، برگ بارتنگ، برگ بنفشہ وغیرہ کوٹ کر روغن گلاب میں ٹپکائیں۔ پھر اس میں تھوڑا موم ڈال کر آگ سے اتارلیں۔ پھر تھوڑا گدھی یا عورت کا دودھ یا انڈے کی سفیدی ڈال کر خوب پھینٹ لیں حتیٰ کہ مرہم کے مانند ہو جائے۔ پھر اس کے سر پر ضماد کریں۔ مریض کو غذا میں تر چوزے دیئے جائیں بشرطیکہ بخار نہ ہو، اور اگر بخار ہو تو ماش، پالک وغیرہ پر اکتفا کیا جائے بچّی کو دودھ پلانے والی عورت کا دودھ انڈے کی سفیدی اور روغن بنفشہ کے ساتھ ملا کر ناک میں

ڈالیں، سر پر روغن بنفشہ کی مالش کریں، اگر تر بنفشہ کا موسم ہو تو زیادہ تر اسی کا استعمال کریں استعمال کرنے کے بعد سر پر کتانی رومال باندھ کر مریض کو سو جانے کا حکم دیں۔ مریض کو آنکھوں میں معدنی دوائیں ٹپکانی مناسب نہیں ہے اسے جماع سے بھی سختی سے پرہیز کرائیں۔ علاج کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ سدّوں کی چھان بین کی جائے اور جہاں تک ہو سکے ان کے ازالہ کی تدابیر اختیار کی جائیں۔

اس طبقہ میں عارض ہونے والے تیسرے مرض کا علاج ممکن ہو تو فصد کے ذریعہ کریں، مزاج کو اس حد تک معتدل بنائیں کہ سردی کے طرف مائل ہو جائے، اور متفرق اوقات میں طبیعت کی تحلیل کریں۔ ترنجبین اور ہلیلہ جوش دے کر جیسا کہ اُوپر آچکا ہے مندرجہ ذیل اشیاف کے ساتھ محلول بنائیں اور عصا الراعی کے ساتھ آنکھوں میں ٹپکائیں۔

اشیاف کا نسخہ : سفیدہ رصاص مغسول : ۷ گرام، ببول گوند : ۳½ گرام نشاستہ (گیہوں) کا اور کثیرا : ہر ایک ۷ گرام، سولونس خُشک : ۷ گرام، یہ ایک بوٹی کا نام ہے جو "عقیدہ" کے نام سے مشہور ہے عورتیں اسے اچھی طرح جانتی ہیں شکل سداب کے مانند ہے اور زمین پر پھیلتی ہے، خون کو تسکین پہنچانے میں قوی اثر رکھتی ہے، میں نے بغداد میں بوڑھی عورتوں کو اس کا پانی "ورد بیخ" کے مرض میں ٹپکاتے ہوئے دیکھا ہے، اسے وہ "ماء العقدہ" (آب عقدہ) کہا کرتی تھیں، اس سے درد بیخ کو فوراً سکون مل جاتا تھا، ـــ کہربا اور گُل قبرسی خالص : ہر ایک ۲½ گرام حجر الدم جس کو شاوبخ (شادنہ) بھی کہتے ہیں جو عدسی (دانہ مسور کے مشابہ) ۷ گرام، شیاف ماشیا رمانی خالص : ۷ گرام، عنزرت ابیض : ۱۰ گرام، زعفران ۱ گرام باریک پیس کر چھان لیں، پھر ۳½ گرام رسوت اور ۵۰۰ ملی گرام افیون مصری خالص بچّے کو دودھ پلانے والی عورت کے دودھ میں حل کریں، پھر اس پر مذکورہ پیسی چھانی ادویہ ڈال کر مسور کی دال کے مانند چوڑے چوڑے شیافات بنالیں، سرمہ کے طور پر استعمال کرنا مقصود ہو تو اس شیاف کو انڈے کی رقیق سفیدی میں گھس کر استعمال کریں۔ اسے آنکھوں میں ٹپکایا بھی جا سکتا ہے، مذکورہ دوا اور فصد کے ذریعہ استفراغ کے بعد یہ شیاف ورد بیخ کو اسی دن دور کر دیتا ہے۔

ورد بیخ جو بڑوں میں "سبح" کے نام سے اور گاہِ انقلاب الجفن سے بھی موسوم ہے کے لئے "ذرور" کا نسخہ حسبِ ذیل ہے :۔

شیاف ماميشا خالص : ۷ گرام، عنزروت ابیض : ۳۵ گرام، رسوت : ۵ گرام، زعفران : ۳½ گرام، اقلیمیائے ذہب : ۳½ گرام مس سوختہ : ۱۰.۷۵ گرام، چاندی اور افیون : ۵۰ ملی گرام باریک

پیس کر دو تین دفعہ چھان لیں، اسے چھڑک کر آنکھیں بند کریں تاکہ دوا اچھی طرح تحلیل ہو جائے، پھر صاف کرکے ٹھنڈے پانی سے دھولیں، سوتے وقت بھی ایسا ہی کیا جائے۔ مناسب نہیں ہے کہ دوا چھڑکنے کے بعد آنکھوں کو صاف کئے بغیر ویسا ہی چھوڑ دیں۔ کیوں کہ تجربہ سے معلوم ہے کہ زعفران جب آنکھوں میں یا پلکوں کے نیچے رہ جائے تو ورم پیدا کر دیتا ہے۔

مرض ورد ینج کے لئے ضماد کا نسخہ: سرو کا پھل اور اس کے چھلکے: ۳½ گرام، پستۂ تر کے چھلکے: ۳½ گرام، مسور اور اس کے چھلکے: ۳½ گرام، رسوت: ۲ گرام، انار کا گودا: ۷ گرام —— ان تمام اشیاء کو اچھی طرح کوٹ لیں پھر کچھ کاسنی کی شاخیں لے کر اچھی طرح کوٹ کر ملالیں۔ پھر اس میں تھوڑا روغن گلاب ڈال کر مرہم کی طرح نرم بنالیں، اور سوتے وقت آنکھوں پر ضماد کریں صبح کو صاف کر دیں، —— بعض اوقات شیاف مامیشا جلا کر راکھ کر لیا جاتا ہے۔ پھر اس میں نشاستہ، ببول کا گوند ہموزن شامل کرکے ورد ینج کے مریض کی آنکھوں پر چھڑکتے ہیں، یہ ذرور، آنکھوں سے ورد ینج اسی دن دور کر دیتا ہے بشرطیکہ مزاج کے موافق ہو۔

چوتھا مرض "صداع الحدق" جسے "شقیقۂ العین" بھی کہتے ہیں اسے ہم بیان کر چکے ہیں کہ کس طرح پیدا ہوتا ہے اور آنکھ کے کس طبقے میں ہوتا ہے۔ حقیقت میں اس کا علاج، شقیقہ ہی ہے جو شریانوں میں اٹھنے والے بخارات سے لاحق ہوتا ہے، ایسی صورت میں اس رگ کو جلد از جلد قطع کرنا نہایت ضروری ہے جس میں فاضل مواد چڑھ رہا ہو، کیوں کہ بعض اوقات یہ فاضل مواد آنکھ کے حدقہ کو قطع کر دیتا ہے، اور اپنی تڑپ کی شدت سے اُسے فاسد کر دیتا ہے۔ رطوبت میں تکدر پیدا ہو جائے، پانی اُتر آئے (یعنی موتیا بند) اور انتشار کی صورت لاحق ہو جائے تو مریض بہت کم بچتا ہے، منجملہ ان ادویہ کے جن کے ذریعہ آنکھوں کا علاج، استفراغ اور رگ کو قطع کرنے کے بعد کیا جاتا ہے یہ ہے:-

انڈے کی سفیدی، بچّی کو دودھ پلانے والی عورت کا دودھ اور شہد پودا عصا الراعی کو ایک شیشی میں ڈال کر اس پر شیاف مامیشا، تھوڑا سا رسوت شامل کرکے اس قدر پکائیں کہ جھاگ آجائے، پھر آگ سے اُتار کر ٹھنڈا کر لیں، پھر شیشی میں روغن گلاب قدرے ٹپکائیں اور خوب ہلا کر مرہم کے مانند بنالیں۔ اسے ہر گھنٹہ آنکھ میں ایک ایک قطرہ ٹپکائیں اور دونوں کنپٹیوں کے شریانوں کے مقام پر مشہور و معروف "لزاق الصدغین" کا ضماد کریں جن کا نسخہ

حسب ذیل ہے :-

تخم کاسنی، شگوفۂ کاہو : ہر ایک ، ۷ گرام ، رسوت : ۱۰½ گرام ، افیون : ۱۰٫۵ گرام۔ ان سب اشیاء کو باریک پیس کر لعاب اسپغول میں گوندھ لیں اور دوا مختلف کپڑوں پہ طلاء کر کے دونوں کنپٹیوں پہ چپکا کر خشک ہونے تک چھوڑ دیں۔ یہ لزاق شریانوں کو بند کر کے دردِ سر زائل کر دیتا ہے۔

باب (۵)

رطوبت زجاجیہ کے امراض

رطوبت زجاجیہ کے مخصوص امراض دو ہیں اور اس رطوبت کے اندر لاحق ہونے والے امراض کا علاج نہایت مشکل ہے۔

پہلے مرض کا سبب عدم غذا ہے، طبقۂ شبکیہ کو غذا پہنچانے والی رگ میں اس قدر فاضل غذا نہیں ہوتی کہ اس رطوبت تک پہنچا سکے، نتیجتاً غذا ختم ہو جاتی ہے اور اس جگہ خشکی سے رگ کے اندر سُدّے پڑ جاتے ہیں، لہذا غذا اس رطوبت تک نہیں پہنچ پاتی، اس کے چپ وراست میں وہ رطوبت بھی نہیں ہوتی جس کو فدآسی کہتے ہیں اور جو عندالضرورت کام آتی ہے

اس رطوبت میں مذکورہ بیماری کے پیدا ہونے کی علامت یہ ہے کہ مریض اپنی آنکھوں کو حرکت نہیں دے سکتا، اسے ایسا محسوس ہوتا ہے گویا آنکھوں میں کوئی کانٹا چبھ گیا ہو یا کوئی پتھر کا ریزہ اٹک گیا ہو، آنکھیں اندر دھنس جاتی ہیں، آنسو خشک ہو جاتے ہیں۔ وہ سورج کی سمت آنکھیں نہیں کھول سکتا۔

علاج یہ ہے کہ مریض تر غذائیں استعمال کرے متواتر کئی دن تک ماءالشعیر پیتا رہے تاکہ بدن میں تری پیدا ہو، پھر مندرجۂ ذیل مطبوخ سے استفراغ کرے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ غذائی کمی سے نہیں سدہ کی وجہ سے لاحق ہوا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ آنکھ میں غیر مرتب طور پر

آنسو آتے ہیں، بعض اوقات مریض کے کان سے مواد جیسی چیز بہنے لگتی ہے یا منہ میں چیز بے مزہ سی محسوس ہوتی ہے، اگر یہ مرض عدم غذا کی وجہ سے ہو تو اس سے خشکی ہوتی ہے اور آنکھیں دھنس جاتی ہیں۔ اور مذکورہ علامات ظاہر نہیں ہوتے۔

مرض سدہ سے لاحق ہو تو مندرجۂ ذیل مطبوخ سے استفراغ کریں :۔

فو (جیٹھ) اور مو : ہر ایک ۱۰گرام، تخم کرفس وانیسون : ہر ایک ۱۴گرام، برگ جرد واقواتہ ۱۰.۵ گرام، زبیب طائفی (منقی) : ۵۲ گرام، تمر ہندی و ترنجبین : ہر ایک ۷۰گرام، سفید انجیر سفید: بیس عدد۔ جوش دے کر ایک خوراک صاف کرلیں جس کی مقدار ۳۵۰ گرام ہو، اس میں ۲۴۰.۵۰ گرام کوٹی ہوئی شکر طبرزد۔ اور ۱۰.۵۰ گرام سے ۷.۵۰ گرام تک روغن بادام ترش شامل کریں اور نیم گرم پلائیں سات دن میں دو مرتبہ یہ مطبوخ پلائیں بشرطیکہ مریض کا مزاج اور قوت برداشت کرے اور موسم، وقت اور مقام بھی مناسب ہو۔

آنکھ کی تمام بیماریوں میں اس بات کا خیال رکھیں کہ بیمار کا مزاج اگر گرم ہو تو اعتدال کے طریقے اختیار کریں۔ مذکورہ مطبوخ پلانے کے بعد مریض کی آنکھوں میں بچی کو دودھ پلانے والی عورت کی چھاتیوں سے دودھ ٹپکائیں۔ اور آنکھوں پر حسب ذیل ضماد برابر رکھتے رہیں۔

برگ خبازی، برگ خطمی کوٹ کر پکا کر انڈے کی سفیدی اور روغن بنفشہ کے ساتھ خوب پھینٹ لیں۔ رطوبت ہذا کے مرض میں مریض کو کافور سونگھنے، یا کافور کو آنکھ کے قریب لے جانے سے بچائیں۔ ناک میں روغن بنفشہ، یا روغن کدو۔ یا روغن بید سادہ ڈالیں خاص طور پر جب کہ درد سر بھی ہو، بطور سرمہ شیاف ابیض استعمال کریں اور عورت کا دودھ آنکھوں میں ڈالیں۔

اور اگر مرض عدم غذا، یا قلت غذا، کی وجہ سے پیدا ہو تو مریض کو مجففات سے پرہیز کرائیں۔ سر پر عورت کے پستان یا گدھی کے تھنوں سے دودھ نچوڑیں، ناک میں روغن بنفشہ ڈالیں۔ بکری کے بچوں کا گوشت کھلائیں اور شراب خومص پلائی جائے جس میں حرارت کم ہوتی ہے، سخت ورزش سے منع کیا جائے، اسی طرح حمام میں پسینہ پسینہ ہونے سے منع کیا جائے، گو موسم میں تری موجود ہو، رات میں سوتے وقت بنفشہ تر عرق گلاب میں بھگو کر مریض کے سر پر رکھیں، گرم ہواؤں سے بچائیں۔ اس طرح غذا میں اضافہ ہو جائے گا، اور رطوبت جلیدیہ تک وہ پہنچنے لگے گی

جن علامتوں سے مریض کا صحت یاب ہونا معلوم ہو سکتا ہے وہ یہ ہیں آنکھوں میں پڑے ہوئے گڑھے زائل ہو جائیں گے، آنکھ اپنی طبعی حالت کی طرف لوٹ آئے گی اور درد سر جاتا رہے گا۔

ایسی صورت میں سمجھو کہ مریض شفایاب ہو چکا ہے۔

دوسرے تمام امراض مثلاً ورم، زخم، ودقہ وغیرہ اس رطوبت کو عارض نہیں ہوتے، کیوں کہ اس کے اجزاء میں تخلخل ہوتا ہے اعصاب وعروق سے یہ خالی ہوتی ہے، لہذا خوب غور وفکر سے کام لو۔

اس رطوبت کے ساتھ دوسرا مخصوص ہے یہ ہے کہ بغیر کسی ورم کے آنکھیں باہر نکل آئیں، ان کی حرکت میں سستی محسوس ہو اور ایسا لگتا ہو جیسے آنکھیں اندر سے باہر کی سمت نکلی جارہی ہوں، یہ غذائی عروق کے دہانے پھیل جانے کے باعث ہوتا ہے۔ غذائی عروق ضرورت سے زیادہ غذا پہنچانے لگتی ہیں۔ لہذا رطوبت اپنی حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔ علامت یہ ہے کہ آنکھوں سے گاڑھے آنسو نکلتے ہیں، جو گرم اور لیسدار ہوتے ہیں، کثرت غذا کی وجہ سے اطراف کے طبقات میں غلظت پیدا ہو جاتی ہے، یہ کوئی شدید بیماری نہیں ہے اکثر و بیشتر موٹے تازے لوگوں میں یہ مرض دیکھا جاتا ہے، غذا کی کمی بیشی کی بناء پر اس مرض میں بھی کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

علاج یہ ہے کہ طبیخ افتیمون سے استفراغ کر کے بدن کا وزن کم کیا جائے۔ اور حب صبر اور حب ایارج وغیرہ کے ذریعہ ممکن ہو، اور کوئی امر مانع موجود نہ ہو، تو سر کا تنقیہ کیا جائے۔ بطور سرمہ استعمال کی جانے والی ادویہ میں ہلیلہ اصفر، عنزروت، دار فلفل، اور کف دریا وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ میں نے موسیٰ بن سیار کو ایسے مریضوں کا علاج ورزش اور سرمے سے کرتے ہوئے دیکھا ہے وہ بدن کا استفراغ نہیں کرتے تھے اس سلسلہ میں ان سے دریافت کیا تو فرمایا کہ آنکھوں کے فاضل مادہ کا استفراغ بس کافی ہے، بدن کے اندر بہت کم فضلات ہوتے ہیں، ان کے اخراج کی ضرورت نہیں، میں نے کہا کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ آنکھوں میں تکلیف دینے والا گرم فاضل مواد نہ اُترے، اور وہاں ورم پیدا ہو کر آنکھوں میں تکلیف شروع ہو جائے، فرمایا میری جان کی قسم! یہی طریقہ زیادہ احتیاط کے قابل ہے۔ بیمار کا استفراغ طبیعت، عمر، موسم یا مقام کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو میں یہی طریقہ اختیار کرتا ہوں بصرہ اور بغداد کے اطباء چشم کو بھی دیکھا کہ وہ مذکورہ ادویہ سے ہی اس مرض کا علاج کرتے تھے، نیز آنکھوں پر مراوند باندھتے تھے۔ میں نے اس علاج کے بہت عمدہ اثرات دیکھے ہیں۔

باب(٦)

رطوبت جلیدیہ کے امراض

رطوبت جلیدیہ مستدیرہ جس سے بصارت مکمّل ہوتی ہے، کے بطریق شرکت بہت سارے امراض ہیں، مگراس کا مخصوص مرض صرف ایک ہے، بطریق شرکت امراض سب یااکثرکو ہم ان کے مقامات پر بیان کریں گے۔اور ساتھ ہی علاج کا تذکرہ بھی کریں گے۔

ایک شرکی مرض یہ ہے کہ آنکھیں اندر کی جانب دھنس جاتی ہیں۔ یہ مرض رطوبت زجاجیہ کی کمی یا عدم غذا کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے،اس کا تذکرہ گزر چُکا ہے۔ علاج بھی وہی ہے جو مذکور ہوچُکا ہے آنکھ اپنی حالت کی طرف عود کرآئے توحسب ذیل سُرمہ استعمال کریں۔

اسرب صافی جود قوی کے نام سے مشہور ہے، لے کراس میں تھوڑا روغن بنفشہ ملالیں۔اور انگوٹھے سے خوب رگڑیں حتی کہ اس سے پیپ کے مانندگاڑھالیسدار مادہ خارج ہونے لگے، پھر شادنہ عدسی باریک پیس کرکئی دفعہ چھان کرملالیں، پھراس میں تھوڑا کحل اصفہانی شامل کریں اور صبح و شام استعمال کریں۔

ایک اور شرکی مرض آنکھوں کا اپنی جگہ سے، اوپر کی سمت، یا نیچے یا دائیں یا بائیں جانب ہٹ جاتا ہے، یہ وہی مرض ہے جس کو" خول اور قتل،، کہتے ہیں، یہ دفعتہً یا تو ریاح غلیظہ سے جو آنکھوں کو اس کے مقام سے ہٹادیتی ہیں، یا غلیظ فاضل مواد سے پیدا ہوتا ہے جو رگوں میں جمع ہوجاتا ہے،

اور طبقہ شبکیہ تک پہنچ کر رطوبت زجاجیہ اور رطوبت جلیدیہ میں مزاحمت پیدا کرتا ہے اور آنکھوں کو ان کے مقام سے ہٹا دیتا ہے، علاج یہ ہے کہ استفراغ اور غذا میں عمدہ تدبیر [illegible] کا ازالہ کیا جائے۔ پھر آنکھ کی شکل کی ایک پٹی بنائی جائے جس کے بیچ میں سوراخ ہو، پہلے انڈے کی سفیدی اور شیاف ابیض ٹپکایا جائے پھر اس پٹی کو آنکھ پر باندھ کر اندر سوراخ کو آنکھ کے سامنے رکھ کر اس کے اوپر سے چھوٹے چھوٹے رفادے (پٹیاں) رکھے جائیں جو رطوبت جلیدیہ کو ٹھیک طور پر واپس لا سکیں، پھر آہستگی کے ساتھ آنکھ کو باندھ دیں اس طرح مرض کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

اگر آنکھ کے واپس آنے میں دشواری محسوس ہو تو مریض کی ناک میں پہلے روغن بنفشہ یا روغن کدو وغیرہ مرطب روغنیات ڈالیں۔ پھر مذکورہ علاج کریں اس طرح آنکھ اپنے مقام پر واپس آجائے گی

ایک اور شر کی مرض کدورت ہے، اس میں رطوبت بیضیہ مکدر اور آنکھ کی نظر کمزور ہو جاتی ہے

اس کا علاج ہم رطوبت بیضیہ کے تحت پیش کریں گے اس رطوبت کے اندر تبدیلی سے کھردرا پن پیدا ہو جاتا ہے تو روشنی کے موصل عصبات بھی کھردرے ہو جاتے ہیں۔ علامت یہ ہے کہ مریض آنکھوں کو گھماتے وقت کافی کھردرا پن محسوس کرتا ہے، یہ مرض صرف "خشونت" کے نام سے مشہور ہے، جو گرم خشک، لذاع اور قابض خلط سے پیدا ہوتا ہے، یہ خلط لطونِ دماغ سے، تجوف عصبہ کی طرف آتی ہے، شروع میں آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں، پھر رطوبت جلیدیہ کے اندر خشونت پیدا ہو جاتی ہے۔

علاج یہ ہے کہ متوسط گرم اشیاء سے سر کا تنقیہ کریں، اور بیمار کو معتدل غذائیں جیسے مرغ کے چوزے، بتیر، پرندے، نیم برشت انڈے وغیرہ دیئے جائیں۔ سر کا استفراغ و تنقیہ کرنے والی ادویہ حسب ذیل ہیں:۔ افسنتین، گلاب، مصطگی، ایلوہ، بعد ازاں اور نیم گرم مری سے غرغرہ کرائیں پھر روغن بنفشہ، بچی کو دودھ پلانے والی عورت کا دودھ، انڈے کی سفیدی، مریض کے ناک میں چڑھائیں، اور روغن بنفشہ اور گلاب میں تر کیا ہوا کپڑا باندھ دیں، ورزش سخت حرکت کرنے اور جماع سے بالکلیہ پرہیز کرائیں۔

ایک اور شر کی مرض "ضغط" کے نام سے مشہور ہے۔ رطوبت جلیدیہ میں ایسا درد محسوس ہوتا ہے جس میں تنگی اور شدت ہوتی ہے یہ درد، حمالیق (پلکوں کے اندرونی حصے) یا آنکھ کے طبقات متورم ہو جانے سے لاحق ہوتا ہے، جب حمالیق میں ورم ہو تو آنکھوں میں درد نہیں ہوتا، اور طبقات میں ہوتا ہے تو آنکھوں میں شدید تکلیف ہوتی ہے، آنکھیں حرکت کرتے

وقت بے انتہا چبھتی ہیں، آنسو نکلنے لگتے ہیں، اور چھینکیں آتی ہیں، علاج یہ ہے کہ مزاج میں تسکین پیدا کی جائے اور بشرط ضرورت استفراغ کیا جائے، پھر ورموں کو تحلیل کر کے ضرورت کے مطابق تدبیر کی جائے آنکھ میں شیاف ابیض اور بچی کو دودھ پلانے والی عورت کے پستان سے دودھ ٹپکایا جائے، مزاج کے موافق ادویہ سے استفراغ کے بعد ناک میں دوا ڈالی جائے۔ علاج میں عجلت نہ کی جائے تو یہ مرض بعض اوقات آنکھ کی روشنی زائل کر دیتا ہے، یہ بات مخفی نہ رہے کیوں کہ یہ ایک کھلا ہوا ضغطہ ہے اور اس کی بہت سی مشترک بیماریاں ہیں، ہم بالاستیعاب ان تمام کا تذکرہ کرنا نہیں چاہتے کیوں کہ ایک طبیب سے یہ امراض مخفی ہوتے ہیں اور نہ ان کی علامتیں۔

اس رطوبت کے ساتھ مخصوص بیماری یبوست میں خشکی معمول سے بڑھ کر کدورت پیدا کر دیتی ہے، کدورت سے روشنی مدھم ہو جاتی ہے جیسے آئینہ زنگ آلود ہو تو اس کے اندر صورت اچھی طرح نظر نہیں آتی، اسی طرح آنکھوں کا حال ہے، بدن کے مزاج کے تغیر اور خشکی کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے، آنکھ کے طبقات اور اس سے متصلہ تمام اعضاء متاثر ہو جاتے ہیں۔ ایسا موسم گرما میں دور دراز سفر کی وجہ سے ہوتا ہے گرد و غبار بھی اس کا سبب ہے، بدن کے مزاج کے تغیر اور خشکی کے غلبہ کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہو تو علاج یہ ہے کہ بدن کا مزاج، تر غذاؤں کے ذریعہ مرطب کیا جائے، جیسے بکری کے گوشت کا شوربہ باقلا اور بکری کے بچے کے سری پائے جو مقشر کے ساتھ پکائے گئے ہوں، بکری کا دودھ، مرغن غذائیں جو خشخاش وغیرہ مصالحہ جات کے ساتھ پکائی جائیں، اور اسی طرح کی دوسری اشیاء جو مریض کو میسر آسکیں، دی جائیں اگر میسر نہ آسکیں تو پالک، اور ملوخیا ترکاری، ماالشعیر اور گدھی کا دودھ استعمال کریں جماع سے پرہیز کریں تا آنکہ بدن کے مزاج میں رطوبت پیدا ہو۔ روغن بنفشہ، روغن کدو، روغن نیلوفر اور عورت کا دودھ ناک میں چڑھائیں بکری کے دودھ کا پنیر سوتے وقت سر پر ضماد کریں۔ جب مریض کے مزاج میں رطوبت پیدا ہو جائے تو رطوبت جلیدیہ کی خشکی دور ہو جائے گی اور اپنی حالت طبعیہ کے طرف عود کر آئے گی،

اس مرض میں آنکھوں میں ٹپکانے کے لئے حسب ذیل نسخہ استعمال کریں۔

آب عصا الراعی کے ساتھ مقشر جو جوش دے لیں، پھر اس پانی میں انڈے کی تھوڑی سفیدی لیں اور تھوڑا روغن بنفشہ ملا کر خوب پھینٹ لیں۔ صبح شام اس کے قطرے آنکھوں میں ٹپکائیں، پھر نیلوفر اور عصا الراعی اور ایسی ہی جڑی بوٹیاں سنگھائیں۔ آنسوؤں کو خشک کرنے والا یا نچوڑنے والا سرمہ استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔ مریض جماع سے پرہیز کرے۔

باب (۷)

طبقۂ عنکبوتیہ کے امراض

طبقۂ عنکبوتیہ کے دو امراض ہیں، ایک عام ہے جو طبقۂ عنکبوتیہ اور دوسرے تمام طبقات کو لاحق ہوتا ہے، دوسرا خاص ہے، جو اسی طبقہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

مرض عام مثلاً ورم پیدا ہونا، اور مزاج کو متغیر کرنے والے اور فاضل مواد کا جمع ہونا سے تمام طبقات چشم سے متاثر ہو سکتے ہیں۔

مرض خاص سے مراد تقلص اور تشنج ہے۔

مذکورہ امراض کی علامات اور مرض مشترک کی تفصیلات کے تذکرہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس قدر وضاحت کافی ہوگی کہ جس سے ان امراض کا اس طبقہ میں ہونا معلوم ہو سکے۔

اگر طبقۂ عنکبوتیہ میں ورم پیدا ہو تو بصارت میں باریکی پیدا ہو جاتی ہے، اور اگر فاضل مواد جمع ہو جائے تو نظر میں ضغطہ (دباؤ) محسوس ہوتا ہے سامنے کی بہت سی چیزیں نظر سے مستور ہو جاتی ہیں، اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے آنکھوں کے حمالیق (پلکوں کے اندرونی حصے) نیچے کی طرف کھینچنے لگے ہیں۔

اس طبقہ میں تقلص اور تشنج کی علامت یہ ہے کہ مریض اپنی نظر میں اختلاج محسوس کرتا ہے، کبھی روشنی کم ہوتی ہے، کبھی زیادہ، اور یوں محسوس ہوتا ہے گویا آنکھوں میں کوئی بھس کا تنکا یا کوئی چیز

چبھ رہی ہے ۔ ہم اس مرض کا اور تمام مشترکہ امراض کا علاج بیان کریں گے ۔
اس کا علاج یہ ہے کہ مریض سے سبک خرامی کرائی جائے ۔ اگر خشکی ہو تو دونوں کانوں میں روغن بنفشہ ٹپکایا جائے ، اگر ورم حار ہو تو کان کے اندر تیل میں بھگوئی ہوئی بتی رکھی جائے ، اس تیل میں شنکاف ، بہی دانہ کے ساتھ پکا لیا گیا ہو ، اگر مرض کا سبب سوء مزاج ہو تو رطوبت پیدا کرنے والی اشیاء جیسے عورت کا دودھ روغن بنفشہ ونیلوفر وغیرہ ، ناک میں ڈالی جائیں ۔ ہم یہاں سارے معالجات کو مکرر نہیں بیان کریں گے کیوں کہ ان کا ذکر ہو چکا ہے ، ان کا مزید تذکرہ طبقۂ ملتحمہ ، قرنیہ اور عنبیہ کے اندر پیدا ہونے والے مختلف آشوب چشم کے بیان میں آرہا ہے ۔
تشنج اور تقلص کا علاج یہ ہے کہ مرطب اشیاء ناک میں چڑھائی جائیں اور تر غذا استعمال کی جائیں جن کا ذکر ہو چکا ہے ۔
جَو ، بنفشہ ، برگ خبازی ، عصاالراعی ، حی العالم ، مامیثا وغیرہ کے مطبوخ کا بھپارہ لینا بھی مُفید ہے ۔ اس سے گو عمل کی رفتار سست ہوتی ہے مگر تشنج رفع ہو جاتا ہے ۔
الغرض اصل علاج مزاج کی ترطیب ہے بشرطیکہ تشنج کا سبب خشکی ہو اور استفراغ و تخفیف ہے جب کہ سبب ، امتلاء ہو ، شیاف ابیض جو عنزروت اور گدھی کے دودھ سے بنایا گیا ہو اس مرض کے لئے بے حد مفید ہے ۔

باب (۸)

رطوبت بیضیہ کے امراض

رطوبت بیضیہ کے تین امراض ہیں، رطوبت کی زیادتی، رطوبت کی کمی، رطوبت میں کدورت یا حد سے زیادہ پتلاپن یا گاڑھاپن کا پیدا ہونا۔

پہلے ہم ان تینوں امراض کی علامتوں کا ذکر کریں گے، پھر ان کا علاج بیان کریں گے۔

رطوبت بیضیہ میں زیادتی کی علامت یہ ہے کہ جب آدمی اپنا سر نیچے کی طرف جھکائے تو ایسا نظر آئے کہ اس کے سامنے ٹھہرا ہوا پانی ہے، ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ رطوبت بیضیہ ایک سیال مادہ ہے، جب آدمی زمین کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا سر نیچے جھکاتا ہے تو یہ مادہ بہہ کر طبقۂ عنبیہ پر آجاتا ہے اور طبقۂ عنکبوتیہ اور اس کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور جب روشنی جلیدیہ سے نکل جاتی ہے عنکبوتیہ کے درمیان رک جاتی ہے اور یوں نظر آنے لگتا ہے گویا زمین پر پانی کھڑا ہے۔

اس مرض کا علاج بشرطیکہ درد سر اور آشوب چشم نہ ہو مزاج میں تبدیلی پیدا کرتا ہے سادہ مطبوخ سے بدن کا پھر حب ایارج سے سر کا استفراغ کریں پھر مری نبطی اور رب شیریں مثلاً رب السوس، گرم پانی، اور زوفا خشک سے غرغرہ کرائیں، اور آنکھ میں مندرجہ ذیل سرمہ لگائیں:۔

ہلیلہ زرد کو عرق بادیان میں رگڑ کر خشک کرنے کے بعد باریک پیس لیں۔ دار فلفل خالص کو اس کے شجری چھلکوں کے ساتھ رگڑا جائے حتیٰ کہ زردی ظاہر ہونے لگے، ــــ ہر ایک ۰.۵ ، ۱۰ گرام ،

توتیا جشری، اور مرازینی۔ ہرایک ۳½ گرام، کف دریا: ۵ گرام، کحل اصفہانی: ۲ گرام،—— ان تمام اشیاء کو خوب باریک پیس لیں۔ اور ریشم کے کپڑے سے چھان لیں پھر ہاون دستہ میں خوب باریک اور نرم کرلیں، جس قدر نرم ہوگا اسی قدر بہتر ہوگا، یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ آنکھ کی وہ دوائیں جو فاضل مواد کو جذب کرنے اور آنسوؤں کو بند کرنے کی غرض سے استعمال کی جائیں ان کا انتہائی نرم ہونا ضروری ہے پھر صبح شام خالی پیٹ اس سرمہ کو استعمال کیا جائے، مریض کھانے میں ثقیل، مرغن اور تبخیر پیدا کرنے والی غذاؤں سے پرہیز کرے، فاضل مواد کو چوسنے اور جذب کرنے والی غذائیں استعمال کرے جیسے بٹیر اور قلیے وغیرہ بشرطیکہ کوئی امر مانع موجود نہ ہو،—— کدورت اور غلظت کے ساتھ اسی اضافہ کو نزول الماء (موتیا) کہتے ہیں۔

رطوبت بیضیہ کی کمی کی علامت یہ ہے کہ آدمی جب نظر نیچی کرے تو ایسا نظر آئے گویا سامنے کوئی کنواں یا گڑھا ہے، ایسا اس لئے نظر آتا ہے کہ رطوبت کی کمی کی وجہ سے اس کے اور عنکبوتیہ کے درمیان خلا پیدا ہوجاتا ہے، اس خلا کو وہ گڑھا سمجھتا ہے۔ رطوبت بیضیہ کے بہت سے فوائد ہیں، منجملہ ایک یہ ہے کہ یہ رطوبت عنبیۃ/اور قرنیہ سے جلیدیہ کی حفاظت کرتی ہے۔ اور عنکبوتیہ اور عنبیہ کے درمیان کی جگہ کو پُر کرتی ہے تاکہ نظر ادھر ادھر بھٹک کر پھیلنے نہ پائے اس کے دیگر منافع بھی ہیں جن کا تذکرہ ہم طبقات چشم کے منافع میں کریں گے۔

اس مرض کا علاج یہ ہے کہ بدن کو تر و تازہ بنایا جائے اور رطوبت پیدا کرنے والی غذائیں کھلائی جائیں، بیمار کی ناک میں عورت کا دودھ اور انڈے کی رقیق سفیدی ڈالی جائے مریض کو نیلوفر اور نرگس پھول سنگھائے جائیں، اور یہ کہ مریض کے سر پر بچی کو دودھ پلانے والی عورت کے پستان سے دودھ ڈال کر سلایا جائے اور بکری کی پیوسی (جما ہوا دودھ) سے اس کے سر پر ضماد کیا جائے سر پر مختلف اوقات میں روغن بنفشہ کی مالش کی جائے میٹھے پانی سے آبزن کرایا جائے، آنکھ میں شیاف ابیض جن میں اقلیمیا نہ ہو، اور جسے بکری کے دودھ میں پکایا گیا ہو، ٹپکایا جائے۔

رطوبت بیضیہ کی کدورت اور غلظت کا علاج اور اس کی علامتیں یہ ہیں، مریض کو ابتداء میں سامنے سیاہ شکلیں سی نظر آتی ہیں، بعض اوقات مکھی کے مانند کوئی چیز اڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، بعض دفعہ سیاہ بادل کا ایک ٹکڑا سا آنکھ کی حرکت کے ساتھ، حرکت کرتا ہوا نظر آتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ روشنی گاڑھی رطوبت کے اندر سے گزرنے کی کوشش کرتی ہے، کبھی رک جاتی ہے اور کبھی گزرنے میں کامیاب ہوجاتی ہے، روشنی کا اخراج خط مستقیم پر نہیں ہوتا اس لئے تخیلات کا ذبہ

نظر آنے لگتے ہیں، طول و عرض میں پھیلنے والی رطوبت کے مختلف اشکال کے لحاظ سے، مریض کے سامنے مختلف شکلیں نظر آتی ہیں۔

علاج یہ ہے کہ مریض کو پہلے بدن کا پھر شدت اور اسراف کے بغیر ایک یا دو بار مریض کے سر کا استفراغ کریں، تبخیر پیدا کرنے والی ثقیل غذاؤں سے پرہیز کرائیں، جماع سے بالکل روک دیں، سخت ورزش اور سر پر کسی وزنی چیز کو اٹھانے سے بھی پرہیز کرائیں، اگر مریض آگ کے نزدیک کام کرتا ہو تو عورتوں کے قریب بھی جانے سے روک دیں۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل سُرمہ لگائیں:۔

شاذنج عدسی مغسول: ۱۰ گرام، زنجبیل چینی: ۰،۱۵ گرام، بسد بحری جس کو ذات الشعب بھی کہتے ہیں: ۷ گرام، پوست بیضۂ مصلح: ۷ گرام، مینگنی سوسما: ۳½ گرام، درنا سفتہ: ۲،۳۲ گرام، ــــ پیس چھان کر پانچ دن یہ سرمہ لگائیں، پھر دو دنوں تک شیاف الحرارات کا سرمہ استعمال کریں۔

اگر فساد کی اصلاح ادویہ سے ممکن نہ ہو تو پھر قدح کرنا ہوگا، (ایک مخصوص آلہ کے ذریعہ آنکھ کے پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا نام قدح ہے) اس کے تین نام ہیں، ماء معلق[1]، ماء شیریں[2]، ماء ہوائی[3]۔

ماء معلق کا مفہوم یہ ہے کہ رطوبت سے الگ شئے کے مانند آنکھ کا پانی زائد ٹھہرا ہوا صاف اور معلق نظر آئے اور اس کے اندر روشنی کا بالکل گذر نہ ہو۔

ماء شیریں کا مطلب یہ ہے کہ جب طبیب غور سے نظر کرے تو اس میں تمیز نہ کر سکے اس میں بھی روشنی کا گزر نہیں ہوتا۔

ماء ہوائی کے معنیٰ یہ ہیں کہ جب طبیب غور سے دیکھے تو رطوبت کے درمیان ایک صاف ستھری شئ متحرک نظر آئے۔ یہی وہ پانی ہے جس کا جالینوس نے ذکر کیا ہے کہ بعض اوقات سر ہلانے سے یہ پانی پھیل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام ہوائی رکھا گیا ہے۔

آنکھ کے جس پانی کا قدح نہیں کیا جا سکتا اس کے بھی تین نام ہیں، ماء زئبقی[1]، ماء السود[2]، ماء جصی[3]۔

ماء زئبقی سے مراد یہ ہے کہ جب رطوبت کے درمیان دیکھے تو ایسا نظر آئے گویا وہاں ایک پارے کا ٹکڑا ہے جس کا نہ رطوبت سے ملاپ ہوتا ہے نہ وہ حرکت کرتا ہے۔ اگر اس کا قدح کیا جائے تو بصارت زائل ہو جاتی ہے، کیوں کہ یہ رطوبت کو فاسد اور غلیظ کر دیتا ہے۔

ماء السود سے مراد یہ ہے کہ جب طبیب دیکھے تو رطوبت کے پیچھے ایسی کدورت اور سیاہی

نظر آئے جو متمیز نہ ہوسکے۔ اگر اس کا قدح کیا جائے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا، کیوں کہ رطوبت پوری طرح فاسد اور اس کی حالت طبعی بدل چکی ہوتی ہے۔

ما، جصی: اس میں طبیب کو ایسا نظر آتا ہے جیسے کھریامٹی کے ٹکڑے جیسے کسی صاف چیز کے اندر سفید سفید دِ کھتے، حاذق طبیب اس کا بھی قدح نہیں کرتے، شاذونادر طور پر اس کا قدح کامیاب ہوا ہے، مگر ماہر طبیب اس کو نہیں چھیڑتا کیوں کہ روشنی رک جانے کی وجہ سے اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

روفس نے ذکر کیا ہے کہ جس آنکھ میں ایسا پانی ہو جس کا قدح درست نہیں، بعض اوقات صاف ہوکر اس میں ایسی تبدیلی رونما ہوجاتی ہے کہ دریائے سفر اس کا پانی پینے اور اس میں غسل کرنے سے قدح جائز ہوجاتا ہے۔ جالینوس اور دوسرے فاضل اطبار کے خیالات اس سلسلہ میں مجھے نہ مل سکے۔ البتہ دستکاریہ کے ایک حاذق طبیب کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ اس نے قدح کیا تو روشنی رُک گئی، اور عرصہ دراز تک ایک پلک دوسری پلک پر چڑھ گئی، پھر کھل گئی۔ اور اسے کچھ نظر آنے لگا، اگر یہ بات صحیح ہے تو ہوسکتا ہے کہ حسن تدبیر اور زیادہ دیر تک پرہیز کی وجہ سے اس کی طبیعت کی اصلاح ہوگئی ہو۔

اطبار متقدمین نے کہا ہے کہ جس پانی کا قدح جائز ہے اس کی علامت یہ ہے کہ آنکھ کو ڈبوئیں، اس کے واپس آنے کے بعد جس حدقہ چشم میں پانی ہے وہ کشادہ اور صاف نظر آئے تو اس کا قدح جائز ہے ورنہ قدح کے لئے آنکھ سے تعرض نہ کریں۔

مذکورہ پوست بیضہ کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ انڈے کے چھلکے کانچ کے ایک برتن میں رکھ کر اسے پانی میں ڈبودیں اور دُھوپ میں سڑنے تک رکھدیں، پھر دھوکر چھلکے کے اندرونی حصّہ کو الگ کرکے صاف کریں۔

کیوں کہ پوست کے اندر کئی چھلکے ہوتے ہیں جو کے مشابہ ہوتے ہیں، پھر انھیں دوبارہ برتن کے اندر رکھ کر کافی مقدار میں پانی ڈالیں اس کے بعد تھوڑی سے راکھ بھی ڈال کر دھوپ میں رکھدیں حتیٰ کہ سڑ جائیں، پھر دوبارہ پانی ڈال کر دھوپ میں رکھیں، خشک ہونے کے بعد دھوکر سکھالیں اور باریک پیس کر چھان لیں۔ پھر ہاون دستہ میں نرم کریں، اس طریقہ کا نام "حزم صغیر" ہے اس میں اور بہت سی چیزیں بھی شامل کی جاتی ہیں۔ جسے ہم حسب موقع بیان کریں گے۔ اس طریقہ کو "حزم کبیر" کے علاوہ "مغتسل" بھی کہتے ہیں۔

باب (۹)

طبقۂ عنبیہ کے امراض

طبقۂ عنبیہ کے مشترکہ امراض بہت سے ہیں مگر اس کے بطور خاص جن امراض کو خصوصیت حاصل ہے وہ حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ **قرحا:** علامت یہ ہے کہ آنکھ کے ڈھیلے کے سامنے سرخی نظر آتی ہے اور رگیں سرخ ہوجاتی ہیں۔ یہ پھنسی بعض اوقات طبقۂ قرنیہ کو جلا دیتی ہے۔ گاہ طبقۂ عنبیہ ہی میں ثابت رہ کر طبقۂ قرنیہ میں آجاتی ہے مگر اسے جلاتی نہیں بلکہ یہاں کا مواد تحلیل کر دیتی ہے یہ مرض طویل علاج کے بعد زائل ہوجاتا ہے۔

۲۔ **امتلاءِ رطوبت:** اس میں آنکھوں کا حدقہ پھیل کر چوڑا ہوجاتا ہے آنکھیں سوجھ جاتی اور نظر کمزور ہو جاتی ہے، مریض کی دونوں آنکھوں کو دیکھنے کے بعد ایسا نظر آتا ہے جیسے ایک آنکھ دوسری آنکھ سے بڑی ہوگئی ہے، آنکھوں میں ایک قسم کا تمدد (تناؤ کھنچاؤ) دکھائی دیتا ہے۔

۳۔ طبقہ کا آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے ہٹ جانا یہ صورتِ حال اس طبقہ میں ورم یا دوسرے طبقات سے اس پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے پیدا ہوجاتی ہے۔

قرنیہ کو نہ جلانے والے قرحہ کا علاج:- رگ قیفال کی فصد کھولیں بشرط قوت سادہ مطبوخ کے ذریعہ طبیعت کو متواتر تحلیل کریں پھر آنکھوں کے اندر مندرجۂ ذیل عرق ٹپکائیں:-

جشمیزک : ۳.۲۰ گرام (کوٹ لئے جائیں)
شعیرمقشر : ۶.۴۰ گرام (″ ″ ″)
عنزروت : دو دانق فضی (اگرام)
بہی دانہ : 3.52 گرام

ادویہ کو ایک شیشی میں رکھ کر اتنا پانی ڈالیں کہ ڈوب جائیں۔ اور نرم آگ پہ اس قدر جوش دیں کہ جو اور چشمیزک کا مغز پک جائے اور بہی دانہ نرم ہو جائے پھر آگ سے اتار کر ٹھنڈا کرلیں، پھر اس پر بچی کو دودھ پلانے والی عورت کا تھوڑا دودھ ڈال کر خوب پھینٹ لیں حتیٰ کہ باہم مل جائے پھر دن میں کئی دفعہ آنکھ میں ٹپکائیں۔

مرض کا ازالہ ہونے لگے اور رگوں کی سُرخی ظاہر ہو جائے تو آنکھوں میں مندرجہ ذیل عرق ٹپکائیں۔ مذکورہ تمام ادویہ میں حسبِ ذیل ادویہ کا اضافہ کریں :-

شیاف مامیثا: ۱.۰۵ اگرام ، ریوند : ۵۰۰ ملی گرام ، مامیران چینی : ۵۰۰ ملی گرام ---- ان اشیاء کو حسبِ معمول جوش دیا جائے۔ اور حسبِ سابق عورت کا دودھ ڈال کر، دن میں کئی دفعہ آنکھوں میں ٹپکائیں ---- پھر حسبِ ذیل ضماد کریں۔

کاسنی کی شاخیں ۲۵ گرام ، عصاالراعی : ۲۵ گرام۔ ان دونوں کو باریک کوٹ لیں، پھر تر دھنیا ۳۰ گرام پانی نکال لیں۔ اور مذکورہ دونوں دواؤں کو اس پانی کے ساتھ اس قدر جوش دیں کہ گاڑھا پن آجائے۔ پھر آگ سے اتار کر تھوڑا جو کا آٹا اور تھوڑی خطمی شامل کریں اس پہ انڈے کی سفیدی ڈال کر سب کو ایک جگہ پھینٹ لیں اور آنکھ پر ضماد کریں۔ یہ ضماد ایسی پھنسی کو تحلیل کر دے گا جو طبقۂ قرنیہ کو نہیں جلاتی، ۰ قرنیہ جل جاتی ہے تو اسے "طبقہ عنبیہ کا نہیں طبقۂ قرنیہ کا قرحہ" کہتے ہیں۔

بعض حکماء کا خیال ہے کہ طبقۂ عنبیہ میں نکلنے والی پھنسی طبقۂ قرنیہ کو نہیں جلاتی کیوں کہ ان دونوں کے درمیان کھلی جگہ موجود ہے، حالاں کہ یہ بات نہیں ہے، کیوں کہ ان دونوں کے درمیان اتصالی شرکت ہے۔ جب طبقۂ عنبیہ متورم ہو کر قرحہ کی شکل پیش کرے/ تو طبقۂ قرنیہ میں سختی پیدا ہو جاتی ہے اور اس سے وہ مقام متاثر ہو جاتا ہے جو اس کے محاذ میں ہے ---- اس کی مثال یہ ہے کہ گوشت کا مادہ فاسدہ یا گلٹی جلد پر ظاہر ہو کر اسے جلا دیتی ہے، اور فساد رونما ہو جاتا ہے۔

طبقۂ قرنیہ میں ایسی پھنسی ظاہر ہو تو فصد اور ادویہ مسہلہ کے ذریعہ علاج کریں جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے، پھر آنکھوں میں شیاف ابیض لگائیں، اور مندرجہ ذیل سفوف چھڑکیں :-

عنزروت گدھی کے دودھ میں لسایا ہوا: ۷گرام، نشاستہ ۱۲،۲۵ گرام ،صمغ عربی سفید: ۷ گرام، پیس کر جوش دے لیں، اور آنکھوں میں شیاف ابیض لگانے کے بعد چھڑکیں۔ شیاف ابیض لیں۔ عورت کا دودھ یا انڈے کی سفیدی شامل کرلیں۔

آنکھوں میں یہ ذرور چھڑکیں تو دوبارہ شیاف ابیض لگانے کے بعد آنکھوں کو صاف کرلیں پھر مندرجۂ ذیل سرمہ استعمال کریں:

برگ گل بنفشہ: ۱گرام، نشاستہ: ۱۰،۷۵گرام، کثیرہ: ۱۱،۷۵گرام، کحل اصفہانی: ۳½گرام توتیا ہندی: ۱گرام، چھوٹے موتی: ۳½گرام، کافور: ۱۵۸ ملی گرام ـــ پیس چھان کر دوسری مرتبہ شیاف ابیض کے بعد، بطور سرمہ استعمال کریں۔

زخم پھیلنے لگے تو شیاف ابیض کو گدھی کے دودھ میں گرم کرکے شیافِ رصاص سوختہ کے ساتھ ملاکر آنکھوں میں لگائیں، رصاص سے مراد قلعی نہیں ہے جو "اسرب صافی" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب کے قرابادین میں ہم نے اس کی ترکیب کا ذکر کیا ہے، شیاف ابار سے تین شیافات بنتے ہیں اور شیاف ابیض سے ایک، ـــ گدھی کے دودھ کے ساتھ یا انڈے کی سفیدی میں اس کو کھرل کرلیا جائے اور فصل کے ساتھ تھوڑا تھوڑا آنکھوں میں ٹپکایا جائے پھر عرق گلاب میں کتان کا کپڑا تر کرکے ہلکی پٹی باندھ دی جائے۔

اس زخم میں احتیاط اور پرہیز بہت ضروری ہے، چاہے طبقۂ قرنیہ کا ہو یا عنبیہ کا بشرطیکہ زخم قرنیہ کو جلانے والا ہو، کیوں کہ طبیب اگر پٹی باندھنے میں سستی سے کام لے تو بہت بڑا فساد رونما ہوسکتا ہے، آنکھ کا حدقہ پھیل کر، طبقۂ عنبیہ سے باہر نکل آئے گا، اور وہ "موسرج"[1] نامی مرض لاحق ہوجائے۔ پھر قطع و برید کی ضرورت ہوگی، یہ پٹیوں سے کام نہ لینے اور مذکورہ دونوں شیافوں کو استعمال نہ کرنے کا نتیجہ ہوگا۔

زخمی آنکھوں کے اندر تیل وغیرہ کا استعمال مناسب نہیں ہے۔ ہم اہل حرّان سخت غلطی کرتے ہیں جو پگھلے ہوئے موم اور تیل سے بنا ہوا شیاف استعمال کرتے ہیں کیوں کہ تیل اندمال زخم کی راہ میں مانع اور اشک آور ہے۔

مذکورہ دونوں شیاف کے بعد حسبِ ذیل ذرور آنکھوں میں چھڑکیں:ـ

---

[1] بحرالجواہر میں اس مرض کا نام "مورسرج" لکھا ہے، "را" کی زیادتی کے ساتھ۔ خ

صمغ عربی (ببول کا گوند) : ۳-۱/۲ گرام ، عنزروت جس کو گدھی کے دودھ میں بسایا گیا ہو ، گرام ، نشاستہ اور کثیرا : ہر ایک ، ۳-۱/۲ گرام ، مرداسنگ سوختہ ، یا رصاص : ۳-۱/۲ گرام ، صمغ صنوبر : ۱۱،۷۵ گرام ، کندر ذکر : ۳-۱/۲ گرام ، ـــ اس شیاف کو "شیاف کندر" کہتے ہیں ، ـــ گاہ صمغ صنوبر کی جگہ "دم الاخوین" ، شریک کر دیتے ہیں ، سفیدہ : ۱۱،۲۵ گرام سفیدہ ، آگ کے ذریعہ سوختہ رصاص کا ہو۔ زعفران : ۵۰۰ ملی گرام ، ـــ ان تمام اشیاء کو نرمی سے پیس لیں اور اس پر ۱۰،۵۰ گرام "سکر طبرزد" ، ڈالی جائے بشرطیکہ زخم میل آلود ہو ، ورنہ اس کی ضرورت نہیں ، بس شکر کافی ہے ، چاہو تو پسی ہوئی شکر علحدہ رکھ لو ، قرحہ کو جلانا مقصود ہو تو ذرور کے ہم وزن اسے شامل کرو ، میرے نزدیک قابل ترجیح یہ ہے کہ دونوں شیافوں پر شکر ڈال کر خوب ہلائیں یہاں تک کہ مرہم کے مانند ہو جائیں پھر آنکھوں میں گاڑھا گاڑھا سرمہ کے طور پر لگائیں اور روغن گُل میں تر کی ہوئی کتانی کپڑے کی ہلکی پٹی باندھ دیں زخم سے پیپ وغیرہ نکل جائے تو آہستہ سے صاف کر کے سوتے وقت مذکورہ ضماد رکھیں ، مریض کو گوشت سے سخت پرہیز کرائیں ۔ زخم میں میل کچیل نہ آنے دیں پٹّی کے ذریعہ عیشراس کی حفاظت کریں کوئی حرج نہیں کہ آنکھ پر دوا کے وقت اور خالی حالت ہر دو اوقات میں پٹّی بندھی رہے ۔ پٹّی کی وجہ سے آنکھوں کے اندر گرمی بڑھ جائے تو شیاف ابیض کو انڈے کی پتلی سفیدی کے ساتھ حل کر کے دوسری پٹّی پر لگائیں ، پہلی پٹّی کھول کر ، نئی پٹّی روغن گُل میں تر کر کے باندھ دیں ، اس طرح پٹیوں کے مسلسل استعمال سے مریض "موسرج" ، سے مامون رہے گا ۔

اگر زخم موسرج میں تبدیل ہو جائے ، پٹّیاں مُفید ثابت نہ ہوں ، آنکھ اس قدر باہر نکل آئے کہ بند نہ ہو سکے ، بدشکل اور بد نظر ہو جائے تو یہ دیکھیں کہ اس میں سُرخ رگیں اور سُرخ نقطہ نظر آ رہا ہے یا نہیں ، اگر نظر آ رہا ہے تو قطع و برید کی ضرورت نہیں ، کیوں کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ شبکیہ ، عنبیہ اور قرنیہ کے ساتھ غیر طبعی طور پر متصل ہو چکا ہے ، جیسا کہ کسی آدمی کی چھ انگلیاں ہوتی ہیں یا ایک عضو دوسرے عضو پر غیر طبعی طور پر چڑھ جاتا ہے ، اگر ایسی صورت میں آنکھ کو قطع کیا جائے تو بہہ کر اندر چلی جائے گی اور انتہائی بدمنظر ہو جائے گی ، لہٰذا "اسریجہ" ، کا استعمال کرنا چاہیئے جس کو "اکرہ" بھی کہتے ہیں ، گول مجوف اسریجہ نصف آنکھ کے برابر بنایا جائے ، اور "موسرج" پر تھوڑی سی روئی رکھ کر اسریجہ اس کے اوپر رکھ دیا جائے اور مضبوط پٹّی باندھ دی جائے ، مریض کو عرصہ تک پیٹھ پر سونے کے لئے کہا جائے ، کیوں کہ اس طریقہ علاج میں بعض وقت بڑی تکلیف ہوتی ہے ۔

اگر سُرخ رگیں اور سُرخ نقطہ نظر نہ آئے تو دو طرح اسے قطع کیا جا سکتا ہے ، یا تو اس پر "نلکی" ،

رکھ کر روزانہ آہستہ آہستہ چوسا جائے حتیٰ کہ وہ ایک ہوکر مل جائے پھر مابقی حصہ کو بذریعہ صنارہ ملتحمہ سے ہٹا کر، قینچی سے کاٹ دیں۔ یار یشم کے ذریعہ ہلکا سا باندھیں، اور پانچ دن تک ایسا ہی رہنے دیں گے۔ پھر کھول کر ذرا سخت باندھیں پانچ دنوں کے بعد کھولیں، پھر اور مضبوطی سے باندھیں یہاں تک کہ قطع ہوجائے، اگر لوہے سے قطع کرنا ہو تو یہ احتیاط ضروری ہے کہ طبقۂ ملتحمہ تک نہ پہنچے، کیوں کہ اگر آنکھوں میں خشونت ہوگی تو "دمعہ" منقطع نہیں ہوگا، قطع کرنے کے بعد طبقۂ ملتحمہ صحیح وسالم ہو اور آنکھوں سے آنسو نکلنے لگیں تو قابض سرمہ لگائیں جیسے توتیا ہندی مراری اور حسنری، پوست بیضۂ شترمرغ سوختہ ماز وسبز سوختہ سے بنا ہوا سرمہ۔ حتیٰ کہ "دمعہ" منقطع ہوجائے۔

آمدی صاحب کتاب العین نے ذکر کیا ہے، مگر یہ ہمیں جالینوس اور بقراط کی کتابوں میں نہیں ملی، کہ جب موسرج کو قطع کر دیا جائے تو ایسا زخم کبھی نہیں مندمل ہوتا، اس کا دعویٰ ہے کہ موسرج کا زخم ہرگز مندمل نہیں ہوتا، میں اسے صحیح نہیں سمجھتا، کیوں کہ بعض لوگوں کو خود دیکھا ہے دو تین دفعہ کے بعد ان کا زخم بھر گیا یہ بھی دیکھا ہے کہ مثانہ کی پتھری نکالنے کے لئے اسے کاٹا گیا تو زخم مندمل ہو گیا، — بات یہ ہے کہ آنکھ کے طبقات کا زخم مندمل نہیں ہوتا کیوں کہ وہ ایک عصبی عضو ہے، تو عصبی اعضاء کو بھی ایک دو دفعہ قطع وبرید کے بعد مندمل کئے ہوئے ہم نے دیکھا ہے، — اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ طبقات کے اطراف قطع کر دیئے جائیں تو مندمل نہ ہوں گے تو یہ بھی غلط ہے، کیوں کہ طبیعت گوشت سے خالی مقامات پر بھی گوشت لا دیتی ہے اور ایسے زخم بھی مندمل کر دیتی ہے جس کے درمیان سے گوشت نکل گیا ہو میں نہیں سمجھتا کہ مذکورہ باتوں پر آمدی کو کیوں اور کیسے یقین آگیا تھا۔

کبھی آشوب چشم زدہ آنکھ کے اندر ایسی چیز ظاہر ہوتی ہے جو "موسرج" سے مشابہ ہوتی ہے اسے "ودقہ" کہا جاتا ہے، "موسرج" اور "ودقہ" کے درمیان فرق یہ ہے کہ "موسرج" طبقہ قرنیہ میں ہوتا ہے اور "ودقہ" طبقۂ ملتحمہ میں۔

"ودقہ" کا علاج یہ ہے کہ پٹیاں باندھی جائیں، فصد اور دواؤں کے ذریعہ بدن کا استفراغ کیا جائے، یہ بہت جلد دفع ہوجاتا ہے اور بصارت کو بالکل نقصان نہیں پہنچاتا۔

آنکھوں میں امتلاء رطوبت کا جہاں تک تعلق ہے اس سلسلہ میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہی مرض ہے جسے "نزول الماء" (موتیا بند) کہتے ہیں، جب آنکھ رطوبت سے بھر جاتی ہے تو دیکھنے والا، دیکھ نہیں سکتا، ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ ہم "نزول الماء" اور "قدح" کی صورتوں

کو بیان کریں گے۔ اور یہ بات بھی واضح کریں گے کہ جب آنکھ کے پانی میں کدورت یا غلظت پیدا ہوجائے اور طبعی مقدار سے بڑھ جائے تو اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔

رطوبت جلیدیہ کے سامنے غشاء عنکبوتیہ ہے پھر رطوبت بیضیہ ہے جو اگر مکدر ہو جائے تو بصارت کام نہیں کرتی، اور اگر ضروری مقدار سے بڑھ جائے تو بصارت کے اندر تفاوت پیدا ہوجاتا ہے، ایسا مریض دور کی چیز کو، قریب کی چیز سے، بہتر طور پر دیکھنے لگتا ہے، اور جب رطوبت مکدر ہوکر گاڑھی ہو جاتی ہے تو بینائی بالکل جاتی رہتی ہے، اس کو "نزول الماء" کہتے ہیں، جب اس پانی کو ایک خاص آلہ کے ذریعہ جس کو "ہہث" کہتے ہیں چوس لیا جائے تو وہ طبقۂ عنبیہ کی سمت اتر جاتا ہے اور دیکھنے والے کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے، اس طرح بصارت واپس آجاتی ہے الا یہ کہ مکدرہ رطوبت بہت زیادہ ہو اور رطوبت بیضیہ بھی مکمل طور پر مکدر ہو جائے تو جب بھی "قدح" کیا جائے گا کدورت پھیل جائے گی اور فساد بڑھ جائے گا اسی کو "ماءِ اسود" (سیاہ پانی) کہا جاتا ہے۔

اب رہا طبقۂ عنبیہ کا رطوبت سے اس حال میں بھر جاتا ہے کہ رطوبت بیضیہ مکدر زیادہ ہو اور نہ گاڑھی ہو تو اسے "نزول الماء" نہیں کہتے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ مزاج کے موافق اشیاء کے ذریعہ مریض کا استفراغ کیا جائے اور سخت پرہیز کرایا جائے اسے صرف "تیہو" کھلایا جائے، اور امتلائی کیفیت پیدا نہ ہونے دیں۔ مندرجہ ذیل دوا کو بطور سرمہ استعمال کریں تاکہ آنکھ کا مواد تحلیل ہو:

دار فلفل خالص: ۲ گرام، ہلیلہ زرد: ۷۵،۱۱ گرام، شادنج عدسی: ۲۵،۴ گرام، اقلیمیا فضہ: ۳ ۱/۲ گرام، کف دریا: ۳ ۱/۲ گرام، کحل اصفہانی: ۲۵،۴ گرام، —— ان تمام ادویہ کو پیس کر کر ریشمی کپڑے سے چھان لیں، اس میں ۶۴ ملی گرام لونگ شامل کرکے ہاون دستہ میں خوب باریک پیس کر ریشم کے کپڑے سے چھان لیں اور استعمال کریں، یہ آنکھ کے فضول مواد کو چوس لے گا آنسو نکل جائیں گے، اور تمام فاضل مواد تحلیل ہو جائے گا اور مریض صحتیاب ہو جائے گا۔ رگ قیفال کی فصد بھی اس بیماری کے لئے مفید ثابت ہوتی ہے۔

تیسرا مرض یہ ہے کہ اس طبقہ میں یا اس کے قریبی طبقات میں ورم کی وجہ سے آنکھ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ تکلیف اور دمعہ (ڈھلکا) کے ساتھ ثقل محسوس ہوتا ہے، کوئی بھی چیز ٹھیک طور پر نظر نہیں آتی، بصارت خراب ہوجاتی ہے، بعض دفعہ آنکھیں آنسوؤں سے بھر آتی ہیں اور پلکیں بند نہیں ہوتیں، علاج یہ ہے کہ استفراغ کریں بشرطیکہ مریض برداشت

کر سکے، ضروری ہو تو فصد کھولے پھر آنکھ میں ایسا سُرمہ لگائیں جو مواد کو چوسے اور آنسو بہادے پھر آہستگی سے پٹیاں باندھیں وسط میں سوراخ کرکے مقدہ شکل پر بنائی گئی ہوں، متواتر کئی دنوں تک حرکت کرنے اور روشنی پر اور کسی چیز پر اوندھے مُنہ نظر کرنے سے روک دیں۔ یہاں تک کہ بصارت ٹھیک ہو جائے اور "دمعہ" زائل ہو جائے، ـــ یہ مرض بہت جلد ٹھیک ہو جاتا ہے، میرے ایک خاص دوست کو یہ مرض لاحق ہوا تھا، طبقۂ قرنیہ کو دیکھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا دو حصّوں میں منقسم ہو گئی ہے، میں نے مذکورہ دواؤں سے اس کا علاج کیا تو دونوں نصف حصوں میں سے ایک کم اور دوسرا بڑھنے لگا، جب یہ اثر جاتا رہا تو آنکھ اپنی اصلی حالت پر آگئی، اور نظر میں اعتدال پیدا ہو گیا۔ اس طرح بصارت اپنی سابقہ اصل حالت پر لوٹ آئی ابو الحسن الما، فروجی نامی ایک کاتب کو بھی یہی مرض لاحق ہوا تھا وہ عرصہ تک اس مرض میں مبتلا رہے، ان کی آنکھ کا طبقۂ قرنیہ دو حصّوں میں منقسم ہو چکا تھا، آدھا حصّہ صاف و شفاف تھا، اور آدھا مکدر، آنکھ میں سخت تکلیف تھی آنکھوں سے آنسو بھی نکلتے تھے، پھر مرض میں شدت آگئی وہ ایک عرصہ تک منہ چھپائے رہے میں ان کی عیادت کے لئے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کا مرض جو آنکھ میں تھا دور ہو چکا ہے، اور حسب سابق ان کی بینائی لوٹ آئی ہے، انھوں نے مجھ سے کہا کہ مرض کے زوال کے ساتھ ساری شکایتیں دور ہو گئیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ علاج کے بغیر بھی یہ مرض جاتا رہتا ہے۔

باب (۱۰)

طبقۂ قرنیہ کے امراض

طبقۂ قرنیہ کے مشترک امراض بہت ہیں، لیکن دو[۲] امراض اس کے ساتھ مخصوص ہیں۔

پہلا مرض خشونت ہے، یہ مرض جلد کے سخت ہو جانے یا کسی خلط کے انصباب یا مزاج کے تغیر سے پیدا ہوتا ہے، علامت یہ ہے کہ مریض آنکھوں کے اندر خشونت محسوس کرتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اوپر کی پلک خُشک ہوتی جارہی ہے، اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے ہیں۔

علاج یہ ہے کہ پورے بدن کا مزاج رطوبت کی طرف مائل کر دیا جائے، یہ مرض خشکی کی زیادتی اور بدن کے اندر نیز خلط کے امتلاء سے پیدا ہوتا ہے، اس لئے اگر طبیب آنکھ کے مزاج کو معتدل بنانے کی کوشش کرے گا تو ممکن نہ ہوگا پورے بدن کے مزاج کی تبدیلی ہی سے علاج ممکن ہوتا، اگر تیز خلط کے ہو جانے سے یہ مرض پیدا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس خلط کا استفراغ کریں مریض کی عمر مزاج فصد کو برداشت کر دے تو فصد کھولیں اور لطیف غذائیں استعمال کرائیں، مرطب غذائیں جیسے شوربہ جات، بھیجے اور حریرہ جو بکری کے دودھ سے تیار کیا گیا ہو دیں بشرطیکہ مریض کو بخار نہ ہو، اس مرض کے اندر جو سرمہ استعمال کیا جائے وہ حسبِ ذیل ہے۔

اسرب دسیسہ کو ہاتھ یا مِسَن (ایک خاص قسم کا پتھر) پر رگڑیں اور اس سے نکلنے والے میل کو روغن بنفشہ میں ملا کر اچھی طرح یکجان کر لیں پھر آنکھوں میں لطور سُرمہ لگائیں تو اس سے دمعہ جاتا

رہے گا۔

دیگر: لعاب بہی دانہ میں کتیرا شامل کر کے چند دنوں تک چھوڑ دیں کہ حل ہو جائے، پھر صاف کر کے تھوڑا روغن بنفشہ شامل کر کے آنکھوں میں بطور سرمہ لگائیں اس سے ملائمت پیدا ہو گی اور خشونت دور ہو جائے گی۔

اس کا یہ علاج بھی ہے کہ مریض کے دونوں پہلوؤں کے نیچے کی رگ کی فصد کھول کر گرم گرم خون بطور سرمہ لگائیں، ایسا خون اس مریض کو بھی لگاتے ہیں جسے "طرفہ" کی بیماری ہو، طرفہ میں آنکھ کا طبقہ کھردرا ہو جاتا ہے، چنانچہ خون لگا دیا جائے تو سلاست اور جلا پیدا ہو جاتی ہے۔

گاہ خشونت کا علاج اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ دن میں کئی بار بچی کو دودھ پلانے والی عورت کا دودھ متواتر آنکھ میں ڈالا جائے۔ گاہ اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ کوئی چھوٹی بچی یا بچہ آہستگی اور نرمی سے اسے چوس لے کوئی بوڑھا یا بڑھیا یا طاقتور شخص ایسا نہ کرے۔

دوسرا مرض یہ ہے کہ آنکھ طبقہ ملتحمہ سے اوپر اس حد تک اٹھ جائے کہ اس کی بلندی صاف طور پر محسوس ہونے لگے، یہ صورت اندر سے ریاحی خلط کی مداخلت یا ورم کے باعث ہوتی ہے ہم ورم کی علت بیان نہیں کریں گے کیوں کہ دوسرے طبقات بھی اس میں مشترک ہیں، خلط ریاحی کا داخل ہونا اسی طبقہ کے ساتھ مخصوص ہے، علاج یہ ہے کہ غلیظ اور لیسدار اخلاط سے بدن کا استفراغ کیا جائے، معدہ اور سر کا خاص طور پر استفراغ کریں لطیف غذائیں مثلاً شوربے وغیرہ دیں، زیادہ غذاؤں کے استعمال اور امتلاء سے پرہیز کرائیں، طبی اصول کے تحت ممکن ہو تو فصد کھولیں اور محلل رطوبات فاضلہ سرمہ استعمال کریں یہ وہی سرمہ ہے جس کا تذکرہ ہم نے طبقۂ عنبیہ کے امتلاء کے سلسلے میں کیا ہے اس مرض کا بہترین علاج یہ ہے کہ کتانی کپڑے کی پٹیاں باندھی جائیں، عرق عنب الثعلب اور عرق گلاب سے تر کر کے ان پٹیوں کو آنکھ پر رکھیں۔ بعض دفعہ یہ مرض صرف پٹیوں سے اچھا ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ بدن کی صفائی کا کافی اہتمام رکھیں اور مرض کا سبب کمزور ہو، اگر ازالہ مرض میں دشواری ہو تو حمام کا التزام کریں، سر پر گرم پانی ڈالیں، گرم پانی سے آنکھوں کو سینکیں اور اس کا بپھارہ لیں، اگر مرض دور نہ ہو تو پھر مزاج کی جانب توجہ ضروری ہے، مزاج گرم ہو تو سکون پیدا کریں حتیٰ کہ مزاج حالت طبعی کی طرف عود کر آئے، اور اگر سرد یا خاص اعتدال پر ہو تو روغن مصطگی تھوڑے عرق سدیہ کے ساتھ اُبال کر ناک میں چڑھائیں یہ علاج مرض کا بہت جلد ازالہ کر دے گا۔

باب (۱۱)

طبقہ ملتحمہ کے امراض

طبقہ ملتحمہ کے امراض بھی ، آنکھ کے دیگر طبقات کی مشارکت سے بہت ہیں ،لیکن اس طبقہ کے چار امراض مخصوص ہیں۔

(۱) ورم جو بظاہر محسوس ہو۔

(۲) قرحہ ودقیہ ودقہ صرف طبقہ ملتحمہ میں ہوتا ہے ،ظاہری ورم اسی طبقہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۳) ملتحمہ کی سُرخی اس کے اندر سُرخ رگوں کا ظاہر ہونا اور ان رگوں کا امتلاء۔

(۴) سبل ، یہ مرض سیاہی چھا جانے سے شروع ہوتا ہے اس کا آغاز طبقہ ملتحمہ سے ہوتا ہے پھر ملتحمہ سے لطیف ہوکر مائل بہ سیاہی ہوجاتا ہے پھر جاتا رہتا ہے۔

ظفرہ (جسے فارسی میں ناخنہ کہتے ہیں) طبقہ ملتحمہ کے امراض میں داخل نہیں ہے ،مگر جو اطباء کہتے ہیں کہ طبقہ ملتحمہ کی افزونی سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے وہ اسے طبقہ ملتحمہ کا مرض قرار دیتے ہیں۔ یہ قول ضعیف ہے ۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ گوشۂ چشم (ماقین) کا مرض ہے ، اس لئے ہم نے اس کا ذکر طبقہ ملتحمہ کے امراض میں نہیں کیا ہے ،

طبقہ ملتحمہ میں ظاہراً محسوس ہونے والا ورم اگر کدورت کی طرف مائل ہو طبقہ قرنیہ تنگ ہوکر چھوٹا ہوجائے آنکھ میں آنسو آنے لگیں اور تکلیف محسوس ہو تو اس کا سبب دو میں سے ایک ہی ہوسکتا

ہے ، یاتو صداع بیضہ ہے ، جو اندر کے غلاف میں نجارات جمع ہوجاتے ہیں جس سے پیدا ہوتا ہے جس کا نتیجہ ورم ہوتا ہے یا پھر بیرونی غلاف کے اندر نجارات کا اجتماع ہے جس کے نتیجہ میں ورم پیدا ہوجاتا ہے، ان دونوں وجوہات کا تذکرہ اس لئے کیا ہے کہ شارحین کے مابین اس سلسلہ میں اختلاف ہے، بعضوں کے نزدیک اندرونی غلاف کے اطراف سے/شاخ درشاخ باریک باریک رگیں گوشت اور ہڈیوں کے درمیان سے نکلتی ہیں ، اور آنکھ کے کناروں کے پاس پھیلتی ہیں جس سے اس طبقہ کا وجود قائم ہے ، ــــ کچھ اطباء کا خیال ہے جن میں بقراط بھی شامل ہے، کہ اس طبقہ کا وجود اس پردہ پر ہے جو اندرونی غلاف پر پڑا ہوا ہے ، بعض دوسرے حکماء نہ اس رائے پر اعتماد کرتے ہیں نہ پہلی رائے پر، وہ کہتے ہیں کہ طبقہ عنبیہ کے مانند یہ طبقہ بھی ایک مستقل عضو ہے ، یہ اس باریک پردہ سے بنا ہے جو آنکھ کے اطراف موجود ہے ، لہذا یہ ایک مستقل عضو ہے۔ ہم کو یہاں اس اختلاف کی ضرورت نہیں ہے ، کیوں کہ جالینوس نے منافع الاعضاء کے طبقات العین میں اس کا تفصیلی ذکر کیا ہے ، اور مقالۂ عاشرہ میں اس پر اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے ،

ورم کا علاج یہ ہے کہ اس کے سبب فاعلی پر غور کیا جائے ، بیمار کے مزاج کے تغیر یا درد سر سے سبب فاعلی معلوم ہوسکتا ہے ۔

اگر بیمار کا مزاج اعتدال سے خارج ہوکر گرم ہوجائے اور امتلاء بھی موجود ہو تو ممکن ہو تو استفراغ کریں۔ ماء الشعیر دیں کہ اس سے مزاج کو تسکین حاصل ہوگی پھر دونوں رگ قیفال کی فصد کے بعد حسب ذیل سرمہ استعمال کریں ۔

مامیران چینی : ۵۰۰ ملی گرام ، گلاب : ۱گرام ، زعفران : ۵۰۰ ملی گرام ، رسوت : ۲گرام شیاف مامیثا : ۲گرام ، نشاستہ کثیرا و صمغ عربی ہرایک ۱گرام۔

ادویہ کو پیس کر عصا الراعی کے پانی میں گوندھ لیں اور چوڑے چوڑے شیافات بنالیں، بوقت ضرورت انڈے کی سفیدی ، اور عورت کے دودھ کے ساتھ کھرل کرکے ، آنکھوں میں لگائیں اور نرم پٹی باندھ دیں ، اور جب کھولیں تو نہایت نرمی کے ساتھ کھولیں ، اور عورت کا دودھ ڈالیں، پھر عصاء الراعی کا سنی کی شاخیں اور برگ عنب الثعلب اچھی طرح کوٹ کر اسپغول کے ساتھ چھینٹ لیں اور آنکھ پر رکھیں ، اس طرح ورم تحلیل ہوجائے گا ، اور مضطرب مزاج میں تسکین پیدا ہوگی ۔

اگر آنکھ میں " ودقہ " نہ ہو تو ورم کا علاج اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے ۔

عرق عنب الثعلب کو خفیف سا گرم اور صاف کرکے ، عورت کے دودھ اور انڈے

کی پتلی سفیدی کے ساتھ ملالیں، عورت کے دودھ کے بجائے گدھی کا دودھ استعمال کیا جائے تو مزید فائدہ مند ہوگا، پھر ان تمام چیزوں کو ایک شیشی میں ڈال کر خوب ہلالیں۔ یہاں تک ایک جان ہوجائیں، پھر ہر گھنٹہ آنکھوں میں اس کے قطرات ٹپکائیں، اس سے ورم دور ہوگا اور مزاج میں تسکین پیدا ہوگی،

اگر مزاج گرم نہ ہو تو اس طرح بھی علاج کیا جا سکتا ہے: مریض کو ایسے پانی کی بھاپ دی جائے جس میں بابونہ، اکلیل الملک اور اس جیسی چیزیں اُبال لی گئی ہوں۔

یہاں طبقہ ملتحمہ کے ذکر میں ہم آشوب چشم کا بیان نہیں کریں گے کیوں کہ اس کا تذکرہ آشوب مرکب کے بیان میں آئے گا

ودقہ یہ ہے کہ طبقہ ملتحمہ میں چربی کے نقطہ کی طرح سفید پھنسی نکل آتی ہے، طبقۂ عنبیہ اور قرنیہ میں جہاں قرحہ کا بیان ہے وہاں اس کا کچھ تذکرہ آچکا ہے، ہم یہاں کچھ اضافہ کے ساتھ بعض چیزوں کا تذکرہ کریں گے۔

طبقہ ملتحمہ میں فضول مواد کے جمع ہو جانے سے ودقہ نکلتا ہے اور پھیلنے لگتا ہے، اور ایک پھنسی کے مانند ہو جاتا ہے، یہ درحقیقت طبقۂ ملتحمہ میں ایک ابھار ہے مگر اس کو جلا دینا نہیں ہے شاذونادر طور پر جلاتا بھی ہے، غلیظ اخلاط بعض اوقات، غلیظ ریاح کی شکل اختیار کر لیتے ہیں ایسی صورت میں ودقہ لاحق ہوتا ہے، ابتداء میں ودقہ کا ابتدائی علاج یہ ہے کہ افتیمون کے مطبوخ سے مریض کے سارے بدن کا تنقیہ کیا جائے بعد ازاں پانچ دن تک حب ایارج کا شربت پلایا جائے، پھر پانچ دن تک صبر کریں، بعد ازاں رگ قیفال کی فصد کھولے بشرطیکہ مریض میں قوتِ برداشت ہو، مزاج متغیر نہ ہو، اور کوئی مانع جیسے اسہال، قئے، نکسیر وغیرہ موجود نہ ہو پھر آنکھ میں شیاف احمر اللین لگائیں جس کا تذکرہ ہم نے اس کتاب کی قرابادین میں کیا ہے، شیاف احمر عرق بادیان کے ساتھ حل کر کے لگائیں بشرطیکہ مریض کے مزاج میں قوتِ برداشت ہو، اور عرقِ گلاب اور تھوڑی شراب خوصی میں تر کر کے پٹی باندھیں —— یہ اس صورت میں ہے جبکہ مریض کی آنکھ کا مزاج سُرخی کی طرف سے مائل نہ ہو اور ریاح غلیظہ اور رطوبتِ غلیظ فاسدہ کی علامات کھُل کر سامنے آجائیں، مریض کو رات کے وقت پٹی باندھ کر ہی سونا چاہیئے۔

بعض اوقات صرف پٹی باندھنے سے ہی "ودقہ" لوٹ آتا ہے، یہ کوئی مشکل مرض نہیں ہے بشرطیکہ طبقہ کو نہ جلائے، جب ودقہ عود کر آئے یا صحت دشوار ہو یا جوں کا توں باقی رہے تو آنکھوں

میں حسبِ ذیل سُرمہ لگائیں : توتیای ہندی ، مرارینی ، حشرمی [illegible] اصفہانی ، اقلیمیائے ذہب اور [illegible] ظرفا ، پیس کر ریشمی کپڑے میں کئی دفعہ چھان لیں - یہ سرمہ " دمعہ " کو چوس لیتا ہے ، اور آنکھ کے طبقہ کو طاقت دے کر ودقہ کے ابھرنے کو روک دیتا ہے ، بعض اوقات ودقہ کا مقام تحلیل ہو کر اس کی جڑوں سے پیپ نکلنے لگتی ہے ، علاج یہ ہے کہ فصد اور استفراغ کے بعد شیاف ابیض استعمال کریں - جو افیون سے بنایا جاتا ہے ، اس کا ذکر ہم نے اس کتاب کی قرابادین میں کیا ہے ، شیاف ابیض کو شیاف انار اور شیاف کندر کے ساتھ ملا کر انڈے کی سفیدی کے ساتھ رگڑیں اور آنکھ میں ٹپکا کر مضبوط پٹی باندھ دیں - پھر پٹی کھول کر آہستگی کے ساتھ صاف کریں ، آنکھ پر سوتے وقت برگ عنب الثعلب ، عصا الراعی اور کاسنی کی شاخیں اچھی طرح کوٹ کر اسپغول اور عرقِ گلاب کے ساتھ خمیر کر کے باندھیں -

جس مرض میں رگیں سُرخ ہو جاتی ہیں ، آنسو بہتے رہتے ہیں ، اور سخت تکلیف کے ساتھ آنکھ کا طبقہ مذکورہ سُرخ ہو جاتا ہے وہ عام طور پر خون میں جوش غلظت اور حدت کی وجہ سے ہوتا ہے - کیوں کہ بسا اوقات خون گاڑھا اور گرم ہو جاتا ہے ، یہ خیال غلط ہے کہ خون میں گرمی پیدا نہیں ہوتی - اس کا علاج یہ ہے کہ رگ قیفال کی فصد کھولیں پھر فصد کے کئی دن بعد مندرجہ ذیل مطبوخ سے طبیعت کی تنقیح کریں بشرطیکہ وقت اور قوت مساعد ہو -

عناب جرجانی : ۳۵۰ گرام ، تمر ہندی : ۱۰۵ گرام ، ترنجبین : ۷۰ گرام ، برگ عنب الثعلب : ۲۵ گرام ، تخم کاسنی : ۲۵ گرام ، آلو بخارا تینتس ۳۳ عدد ، ـــــ ادویہ کو جوش دینے کے بعد ۳۹۶ گرام صاف کر لیں ، اور شربت بنفشہ حل کر کے نیم گرم استعمال کریں - پھر شیاف احمر عورت کے دودھ میں گھس کر لگائیں اور آنکھ پر پٹی باندھ دیں تاکہ دوا حل ہو سکے اور جمع شدہ آنکھ کے فاضل مادے خارج ہو جائیں ، پھر آنکھیں کھولیں اور آہستہ صاف کریں اور اس پر حسبِ ذیل " برود " پھرائیں -

نشاستہ : ۲ ۳/۴ گرام ، کتیرا : ۲ گرام ، صمغ عربی : ۲ ۳/۴ گرام ، صمغ فارسی : ۲ ۳/۴ گرام ، شیاف مامیثا : ۴۶۲۵ گرام درہم ، گل بنفشہ : ۲ ۳/۴ گرام ، طباشیر : ۷ گرام ، کافور ۶۴ ملی گرام ، مردار ید ناسفتہ : ۴۶۲۵ گرام -

پتھر یا کانچ کے ہاون دستہ میں باریک پیس کر ریشمی کپڑے سے دو تین بار چھان لیں پھر آنکھوں کو صاف کرنے کے بعد استعمال کریں ، اسے " برود رمادی " کہتے ہیں - جسے ابو عمران موسیٰ بن سیار نے تیار کیا تھا - اور ایسا ہی کرتے رہیں حتیٰ کہ سُرخی زائل ہو جائے دمعہ جاتا رہے اور سفیدی صاف

ہو جائے۔

اگر اس کے بعد پلکوں میں سختی پیدا ہو تو شیاف احمر اللین آنکھوں میں لگانا ضروری ہے۔ اگر اس بات کا خدشہ ہو تو آنکھوں کا مزاج اس کو برداشت نہ کرسکے تو شیاف احمر اللین اور شیاف ابیض جو بغیر اقلیمیا تیار کیا گیا ہو، دونوں کو ملا کر استعمال کریں۔

مرض سبل سے مراد یہ ہے کہ دیکھنے والے کے سامنے کوئی چیز سفید پردہ کے مانند نظر آئے، اس کی تین قسمیں ہیں، (۱) سبل رطب، (۲) سبل یابس، (۳) سبل مسبل۔

سبل رطب: پردہ کے ساتھ آنکھوں میں آنسو اور پلکوں میں بہت زیادہ رطوبت پائی جائے۔

سبل یابس: آنکھ خشک ہوتی ہے، اس سے آنسو نہیں بہتے، نہ رطوبت نکلتی ہے، یہ خشک آنکھوں کی طرح ہی ہوتی ہے، مگر اس پر پردہ پڑا ہوا ہوتا ہے۔

سبل مسبل: پردہ مستحکم ہو جائے، بینائی جاتی رہے اور حدقہ سفید ہو جائے۔

ان تمام اقسام کا اجمالی اور انفرادی علاج، آشوب چشم مرکب کی قسموں کے بیان میں آئے گا۔

وہ مرض جس سے سبل پیدا ہوتا ہے آشوب چشم وغیرہ ہیں، مرض دمعہ کے ساتھ آنکھ بند ہو جاتی ہے پھر آنسو بہنے لگتے ہیں، دیکھنے والا تاریکی محسوس کرتا ہے، یا آشوب چشم سخت لاحق ہو جاتا ہے اور علاج نہیں کیا جاتا تو پلکیں سخت ہو جاتی ہیں اور ان کے نیچے خارش پیدا ہوتی ہے۔ آنکھ سے آنسو نکلنے لگتے ہیں ایسی صورت میں سبل پیدا ہو جاتا ہے، مریض احتیاط سے کام نہیں لیتا تو غلیظ بخارات سر اور آنکھوں کی طرف چڑھنے لگتے ہیں ایسی صورت میں مرض مستحکم ہو جاتا ہے اور تھوڑا تھوڑا پردہ نظر آنے لگتا ہے، بعض اوقات طرفہ میں بھی سبل پیدا ہو جاتا ہے، گاہ سر اور آنکھوں میں فاضل مواد جمع ہونے سے بھی آنکھوں کی رگیں اور طبقۂ ملتحمہ کی شاخیں بھر جاتی ہیں اور غلظت پیدا ہو جاتی ہے، آنسو نکلنے لگتے ہیں، کیوں کہ آنکھ پوری طرح بند نہیں ہوتی اور سامنے پردہ سا آجاتا ہے۔

پس یہ تمام امراض بسیطہ ہیں جو طبقات بسیطہ میں لاحق ہوتے ہیں۔ اب ہم آشوب چشم مرکب کی قسمیں اور ان کے علاج کا ذکر کریں گے تاکہ طبقات کے امراض اور ان امراض کے منجملہ امراض مرکبہ میں مہارت حاصل ہو سکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب (۱۲)

آشوبِ چشم مُرکب کی قسمیں

سب سے پہلے طبقہ ملتحمہ کو لاحق ہونے والے آشوب چشم کا تذکرہ کریں گے، اس کی تین قسمیں ہوتی ہیں :۔

طبقہ ملتحمہ میں ورم اور چپکاؤ کے ساتھ سُرخی پیدا ہوتی ہے اور سخت درد ہوتا ہے آنکھوں کے کناروں میں ٹیس ہوتی ہے، اس قسم کو "رمدِ حاد" کہتے ہیں، یہ ایک "علتِ آلیہ" ہے، کیونکہ مرض ایک ایسے عضو کے اندر پیدا ہوتا ہے جو مختلف آلات سے مرکب ہے اس کے تین اسباب ہیں۔

(۱) خون کی حدت اور کثرت، خون کی کمیت اور کیفیت میں فساد پیدا ہوجاتا ہے تمام اعضاء سے آنکھوں کی رگوں کی سمت اور طبقہ ملتحمہ کی شاخوں میں خون کا بہاؤ ہونے لگتا ہے۔

(۲) رطوبتوں کا گرم اور گاڑھا ہونا۔

(۳) بشرہ شبکیہ کے موٹی اور باریک رگوں میں فاضل مواد کا جمع ہوجانا اور پھر اس مواد کا طبقۂ ملتحمہ کی سمت اُتر آنا، کیوں کہ ان دونوں طبقات کی رگوں میں مشارکت موجود ہے۔

جب یہ تین اسباب جمع ہو جاتے ہیں تو آشوب چشم کی یہ قسم پیدا ہوتی ہے۔

اس میں ہر سبب کی ایک علامت، رطوبت کی سخونت کی علامت التزاق (یعنی پلکوں کا چھٹنا) اور جلن ہے، گرم خون کی کثرت کی علامت یہ ہے کہ تمدد کے ساتھ تکلیف محسوس ہوتی

ہے، اور کثرت سے آنسو نکلتے ہیں، طبقہ شبکیہ میں ضرورت سے زیادہ خون جمع ہو جانے، اور طبقۂ ملتحمہ اور شبکیہ میں مشارکت کے باعث، طبقۂ ملتحمہ کی جانب خون اُترنے کی علامت یہ ہے کہ ملتحمہ میں چنگاری سی اور آنکھوں کی گہرائی میں درد محسوس ہوگا۔

آشوبِ چشم کی اس قسم کا علاج یہ ہے کہ طاقت مساعد ہو تو مریض کو مندرجۂ ذیل نسخہ کا مسہل دیں:

تمر ہندی منقی (گٹھلی اور ریشہ نکال کر): ۷۰ گرام، ترنجبین: ۷۰ گرام، آلوبخارا: تیس عدد عناب: تیس عدد، زبیب طائفی منقیٰ: ۸۸ گرام، اکشوث بغدادی: ۲۵ گرام، تخم کاسنی: ۲۵ گرام، کشنیز خشک: ۲۵ گرام، برگ عنب الثعلب: ۲۵ گرام، ہلیلہ زرد: ۱۰.۵ گرام، کوٹ کر سب کو مطبوخ کی طرح پکائیں۔ اور ۳۵۰ گرام صاف کر کے ۱۵۰ گرام شربت بنفشہ حل کر کے نیم گرم پلائیں، اور فصد تک مریض کو سرد پانی میں تر کی ہوئی روئی دیں۔ پھر مذکورہ دوا کے تین دن بعد رگِ قیفال کی فصد کھولیں اور مریض کی طاقت اور قوت کے مطابق خون خارج کریں، پھر تر روئی کے بجائے، مریض کو غذا میں مسور کی دال اور سرکہ وشکر سے بنائی ہوئی غذائیں دیں۔ مگر شکر کا استعمال زیادہ ہونا چاہیئے کیوں کہ سرکہ اور آبِ انگور خام کی ترشی آشوبِ چشم کے لئے مضر ہے بعد ازاں آنکھوں میں مندرجہ ذیل شیاف لگائیں۔

عنزروت جس کو گدھی کے دودھ میں بسایا گیا ہو: ۱/۲ ۷ گرام، نشاستہ: ۷ گرام، کثیرا اور صمغ عربی: ہر ایک ۱/۲ ۳ گرام، سفیدۂ رصاص سوختہ: ۱/۲ ۱۰ گرام، اقلیمیا فضہ: ۷ گرام، افیون مصری خالص: ۳۷۵ ملی گرام۔

اس پر چاندل کا اضافہ نہ کیا جائے جیسا کہ جالینوس نے بیان کیا ہے، ان تمام اشیاء کو اچھی طرح پیس کر چھان لیں پھر عورت کے دودھ میں گوندھ کر مسور کی دال کے برابر چوڑے چوڑے جوب بنالیں اور سایہ میں خشک کرلیں۔ ایک سیپی میں تین شیاف عورت کے دودھ یا انڈے کی سفیدی کے ساتھ ملائیں آشوبِ چشم کی ان قسموں میں ابتداءً شیاف خاص کے استعمال میں پانی سے بچنا چاہیئے، کیوں کہ یہ بہت بڑے زخم کا موجب بن جاتا ہے۔ اور ورم پیدا کرتا ہے، اس طرح مرض میں اضافہ ہوجاتا ہے، اگر عورت کے دودھ یا انڈے کی سفیدی دستیاب نہ ہو اور پانی کا استعمال ضروری ہو تو بارش یا وہ پانی استعمال کریں جو لوہے کے آفتابہ میں پکایا گیا ہو، ـــــ پھر مریض کو پیٹھ کے بل لٹائیں اور آہستگی سے آنکھ کھول کر تھوڑا تھوڑا ٹپکائیں، پھر ایک گھنٹہ مہلت دیں تا کہ آنکھ سے فاضل مواد نکل آئے، پھر مذکورہ پانی میں روئی تر کر کے آنکھ صاف کریں، کئی بار اسی طرح دوا ٹپکائے اور

اورصاف کرتے رہیں ، یہ علاج صبح وشام دو۲ دن جاری رکیں ، صبح وشام تین تین بار دوا ٹپکائیں یہاں تک کہ سکون حاصل ہو۔ پھران شیافات کو مذکورہ دودھ یا مذکورہ پانی کے ساتھ ہاون دستہ میں گاڑھا گھس لیں اور خیال رکھیں کہ اس میں کوئی بال یا کچرہ وغیرہ گرنے نہ پائے پھر گھسے ہوئے شیاف کو سلائی کے ذریعہ آنکھوں میں اچھی طرح لگائیں ، اورعرق گلاب میں ترکرکے ایک پٹی باندھیں اور تھوڑی دیر رہنے دیں ، پھر آنکھوں کو کھول کرصاف کریں ، دو۲ دن تک صبح وشام ایسا ہی عمل کریں ، اس کے بعد مندرجہ ذیل " ذرور" چھڑکیں :۔

عنزروت گدھی کے دودھ میں بسایا ہوا : ۵۰ء۱۰ گرام ، نشاسہ ۲۵ء۴ گرام (جس کا مزہ میٹھا ہو) ، شکر : ۲ ۱/۲ گرام ۔

خوب باریک پیس کر اور ریشمی کپڑے سے چھان کے لیں ، سب سے بہتر " ذرور" باریک تر ہوتا ہے اس ذرور کو سلائی پر لگائیں ، پھر سلائی سیدھے ہاتھ میں لیں ، اور اوپر کی پلک کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے اٹھائیں اور سیدھے ہاتھ کی چھوٹی انگلی نیچے کی پلک پر رکھ کر نیچے کی طرف کھینچیں اور انگوٹھے سے پلک کو اوپر کی طرف کھولیں ، یہاں تک کہ پلکوں کے نیچے کا حصہ صاف کھل جائے ، پھر سلائی پر لیا ہوا ذرور ، اوپر کی پلک کے نیچے لگائیں ، اس طرح ہر پلک کے نیچے تین بار لگائیں ، اور روغن گل سے ترکرکے پٹی باندھ دیں تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھول دیں اور دیکھیں کہ آنکھوں میں وہ ذرور حل ہوگیا ہے یا نہیں ، اگر ہوگیا ہے تو اچھی علامت ہے ، پھر آہستگی سے آنکھوں کو اچھی طرح صاف کردیں ، پلکوں کے نیچے بھی صاف کریں ، تین دن تک صبح وشام ایسا ہی کریں ، رات میں سوتے وقت آنکھوں پر مندرجہ ذیل دوا لگائیں :۔

عصاالراعی کی شاخیں ، برگ عنب الثعلب ، کاسنی کی شاخیں اور کسی قدر کدو کے ڈنٹھل جب کہ اس کا موسم ہو ، ان سب کو باریک کوٹ کر انڈے کی سفیدی یا لعاب اسپغول کے ساتھ پھینٹ لیں اور ایک کتانی کپڑے پر لیپ کرکے آنکھوں پر رکھدیں رات میں چت لیٹنے کا حکم دیں ، دن میں اسے نکال کر نیم گرم پانی سے دھوئیں ، اور مذکورہ ذرور استعمال کریں یہاں تک کہ آنکھیں مکمل طور پر ٹھیک ہوجائیں ، اگر مرض کے زائل ہونے کے بعد خشکی یا غلظت رہ جائے تو حمام لازم کرلینے کا حکم دیں گرم پانی سے آنکھوں کی تکمید کریں ، مریض جماع سے پرہیز کرے ـــــ ان تدابیر کے باوجود کامیابی نہ ہو تو شیاف احمر حاد استعمال کریں جس کا ذکر ہم نے قرابادین میں کیا ہے ، اور جو بختیشوع کبیر کی جانب منسوب ہے ، اگر مریض کا مزاج اسے برداشت نہ کرسکے تو شیاف احمر اللین سے علاج کریں

جو اصحاب بیمارستان کی طرف منسوب ہے۔

اور اگر ان تمام معالجات سے بھی صحت یابی نہ ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ جو فاضل مواد طبقۂ ملتحمہ کی طرف آگیا ہے وہ سخت گاڑھا ہے، اگر آنکھ کے اندر درد برقرار ہو تو یہ یقین کرلیں کہ طبقۂ شبکیہ میں بہت زیادہ فاضل مواد جمع ہو گیا، لہٰذا دوبارہ رگِ قیفال کی فصد کھولیں اور مذکورہ مطبوخ سے مکرر استفراغ کریں اور سلائی داخل کرکے آنکھوں کو آرام پہنچائیں۔ اگر یہ علاج کامیاب ہوا اور پلکیں خشک ہو جائیں تو فبہا ورنہ پلکوں میں، بالوں کی جڑوں پر غور کریں، اگر یہاں کوئی زاید چیز نظر آئے تو سمجھ لیں کہ "شرناقین[1]" میں غلظت پیدا ہو گئی ہے، ایسی صورت میں اسے نکال دینا چاہئے، نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ بالوں کے اوپر سے پلک کو طول میں شق کرکے نچوڑا جائے تاکہ وہ نکل جائے، پھر دونوں شقوں کو یکجا کر دیں اسی وقت وہ چمٹ جائیں گے۔

شرناقین کے اخراج کا بدترین طریقہ یہ ہے کہ پلک کی جلد کو نیچے سے اوپر تک کھینچ کر شق کریں اور جسم زائد کو نکال دیں، پھر جلد کو چھوڑ دیں کہ شق پر لٹک جائے اور نظر نہ آئے، جب یہ مرض عرصہ دراز تک باقی رہے، پلکیں سرخ ہو جائیں، تو آنکھ حسبِ معمول پوری طرح بند نہیں ہو پاتی اس مرض کو "بوالتین" کہتے ہیں۔

اگر شرناقین کی وجہ سے پلکوں میں غلظت پیدا نہ ہو اور ان پر کوئی چیز بھوسی کی طرح جم جائے تو لوہے سے اسے کھرچ دینا چاہیے تاکہ گاڑھا سیاہ خون نکل جائے اس کے بعد مذکورہ شیاف ابیض استعمال کریں اور تین دنوں میں ایک اشک آور دوا استعمال کریں اس سے جلد میں نرمی پیدا ہوگی اور مرض زائل ہو جائے گا۔ اس آشوبِ چشم کا یہی علاج ہے، اور اس میں اور کوئی انوکھی چیز سوائے ان چیزوں کے جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے، واقع نہیں ہوتی۔

رمدِ دموی (آشوبِ چشم خونی): آشوبِ چشم کی دوسری قسم وہ ہے جو رمدِ دموی یا آشوبِ چشم خونی کے نام سے مشہور ہے، اس کی کیفیت یہ ہے کہ طبقۂ ملتحمہ سرخ ہو جاتا ہے، یا پلکوں میں آنسو آئے بغیر سختی پیدا ہو جاتی ہے، مگر تکلیف سخت ہوتی ہے، پلکیں بند نہیں ہوتیں، ٹھنڈی ہوا سے دردِ سر ہونے لگتا ہے، حرّان[2] کے اطباء اسے "رمدِ علقی" کہتے ہیں، یہ آشوبِ چشم بسا اوقات آنکھوں کو فاسد کر دیتا ہے کیوں کہ طبقۂ ملتحمہ میں

---

[1] اوپر کی پلکوں میں زائد چربی کا پیدا ہونا "شرناق" کہلاتا ہے۔ [2] ایک مقام کا نام

تشنج پیدا ہوجاتا ہے، اور اس مرض کا سبب صداع بیضی ہے ۔ یہ اس پردہ میں تیز اور غلیظ بخارات کے جمع ہو جانے سے لاحق ہوتا ہے جو آنکھ کے غلاف پر باہر کی سمت پڑا ہوا ہوتا ہے، کیوں کہ بقراط کے مذہب کی بنا پر طبقۂ ملتحمہ اسی پردہ کے کنارے سے وجود میں آتا ہے، اور ارخیجانس و نیز متاخرین میں سے روفس کا مذہب اس سلسلہ میں یہ ہے کہ وہ اندرونی حصّہ پر پڑے ہوئے پردہ میں پیدا ہوتا ہے ۔
ان لوگوں کا استدلال یہ ہے کہ جب یہ مرض آنکھوں میں پیدا ہوتا ہے تو ذہن میں تغیر آجاتا ہے، اگر یہ طبقہ خارجی حصّہ سے تعلق رکھتا ہوتا تو ذہنی تغیر پیدا نہیں ہوتا، کیوں کہ خارجی پردہ کا تغیر ذہن کو متاثر نہیں کرتا، ـــــ مگر یہ خیال غلط ہے، کیوں کہ جب پردہ کے اندر درد ہو تو قربت کی وجہ سے حواس کو کچھ نہ کچھ ضرور متاثر کرے گا، کیوں کہ درد کے احساس میں دماغ بھی شریک ہوتا ہے ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دردِ سر ذہن کو متغیر کر دیتا ہے، حتیٰ کہ اس مرض میں اور سرسام کے درمیان ہم فرق نہیں کر سکتے، ایسا ہے تو عقل کا متغیر ہونا ممکن ہے ۔ کیوں کہ وہ اس طبقہ کے اندر پیدا ہوتا ہے جو خارج سے آنکھ کے حلقہ کو گھیرے ہوئے ہے اس کی دو وجوہات ہیں، یا تو دماغ کے ساتھ عروق و اعصاب کی مشارکت کی وجہ سے، یا اس درد کی وجہ سے جو دماغ کی قربت سے پیدا ہوتا ہے' ۔
ہم اس موضوع کو یہاں طول نہیں دیں گے ۔ کیوں کہ ہماری غرض مرض اور اس کے علاج کو بیان کرنا ہے' نہ کہ اس سلسلہ میں مخالفین کے اقوال اور اختلافات کا تذکرہ کرنا ۔

یہ بخارات خون آلود، غلیظ اور سوزاں جب طبقۂ ملتحمہ پر گرتے ہیں تو وہ سُرخ ہو جاتا ہے، پھر سُرخی' سیاہی سے بدل جاتی ہے ۔

اس میں درد اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ امتلاء کے ساتھ اس طبقہ میں تمدد پیدا ہوتا ہے، سرد ہوا لگنے کی صُورت میں دردِ سر پیدا ہونے کا سبب منافرت ہے ۔

علاج کے سلسلے میں ہم عرض کریں گے کہ مریض کی قوت اور ضعف کا خیال رکھیں، عام قوانین کا لحاظ کرتے ہوئے " قیفالین "کی فصد کھول کر خون کا اخراج کریں تو ٹھیک ہے مگر ابتداء میں سرمہ سے علاج نہ کریں ۔ خراب غذائیں نہ دی جائیں، کھٹی اشیاء جیسے انگور خام، سرکہ، دہی وغیرہ سے پرہیز کریں اور شوربوں پر اکتفا کریں مگر شوربے میٹھے ہوں، فصد کے بعد پانچ دن صبر کریں، پھر سادہ مطبوخ کے ذریعہ طبیعت کی تنقیح کریں، ماء الشعیر کا استعمال لازماً رکھیں ۔ ہوا میں نہ نکلیں یہاں تک کہ مرض میں انحطاط پیدا ہو بعد ازاں " دمرح " نامی شیاف استعمال کریں اس کی دو قسمیں ہیں، ہم نے ان دونوں کو قرابادین میں لکھ دیا ہے، ایک سیار کی طرف منسوب ہے اور دوسرا

ابن ابی عمران کی جانب، ضرورت سے زیادہ آنکھوں میں آنسو آنے لگیں تو اس میں اس شیاف ابیض کا اضافہ کریں جس میں افیون نہ پڑی ہو، اور عورت کے پستان سے آنکھوں میں دودھ نچوڑیں۔

مرض کے انحطاط کی علامت یہ ہے کہ طبقہ ملتحمہ کی سُرخی زردی سے بدل جائے گی۔ ابن سیّار جب بصرہ میں گئے تو ان پر اس مرض کا حملہ ہوا، میں نے ان کی طبیعت کو کھولنے کا ارادہ کیا، مگر انھیں سخت نکسیر ہونے لگی اور مرض زائل ہوگیا۔ میں نے بصرہ کے معالجین چشم کو جنھیں "کحّالین" کہا جاتا ہے، دیکھا کہ وہ فصد اور استفراغ کے بعد اس مرض کا علاج اس طرح کرتے ہیں جس طرح "طرفہ" کا کیا جاتا ہے، وہ تھوڑا ہڑتال سُرخ باریک رگوں سے نکلنے والے خون میں ملاکر مریض کی آنکھوں میں لگاتے ہیں۔ اس سے انھیں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

حنین بن اسحاق نے مقالات عشر میں ذکر کیا ہے کہ اہل عراق، طرفہ، خون اور علقہ کے لئے عرق برگ بارتنگ اور عرق عناب جوش دیا ہوا استعمال کرتے تھے، عناب کو گھٹلی سے صاف کر لیتے، پھر اس میں "بارتنگ"، شامل کر کے اُبالتے، پھر پانی کو صاف کر کے مقام ماؤف لگاتے اس سے درد اور التزاق جاتا رہتا، اور سکون ہو جاتا،

سُرخی زائل کرنے والا ذرور اس کا نسخہ حسب ذیل ہے:۔ خاکستر برگ عنب الثعلب، خاکستر کثوث، چھوٹے موتی، کفِ دریا، شادنہ عدسی، رمل (ریت)، مکّی اسے "رمل الصاغہ" کہتے ہیں۔

ان اشیاء کو باریک پیس کر بطور سُرمہ لگائیں، سُرخی زائل ہو جائے گی۔ دمعہ کو سکون حاصل ہوگا، اور طرفہ کے آثار مٹ جائیں گے۔

مختصر یہ کہ آشوب چشم کے علاج میں ابتدا، زیادتی، انتہا اور انحطاط کا خیال رکھنا ضروری ہے، اس کی ابتدا میں جس قدر ممکن ہو استفراغ کرنا چاہیئے، اور زیادتی کی صورت میں مزاج کی حفاظت لازمی ہے، اور انتہا، و انحطاط کے وقت ایسی دوائیں استعمال کریں جو جلا بخشتی ہوں اور مواد کو تحلیل کرتی ہوں، جب طبیب برودت اور سکون پیدا کرنے والے سرمے استعمال کرے تو اس کے بعد جلا بخشنے والی اور تحلیل کرنے والی ادویہ ضرور استعمال کرے، ورنہ روشنی میں کدورت پیدا ہو جائے گی اور آنکھ باہر نکل کر لوٹ جائے گی عرصہ تک مرض کے باقی رہنے پر "سبل" پیدا ہو جاتا ہے اور آنکھوں کی روشنی زائل ہو جاتی ہے۔

تیسرا مرض فاضل مواد کا طبقۂ ملتحمہ یا دیگر طبقات کی طرف اترنا ہے، جو مادہ کی تیزی اور حرارت کی وجہ سے یبوست اور خشکی پیدا کر دیتا ہے، خلط اصفر میں احتراق سے، قوت صفراوی غالب ہو جاتی ہے، اور خلط سوداوی میں حبس پیدا ہو جاتا ہے جو "قحل" کا موجب ہوتا ہے جسے "رمد یابس" بھی کہتے ہیں، یہ آشوب چشم کی بدترین قسم ہے جس سے صحت نہیں ہوتی آنکھیں اور ان کی بصارت اس میں سلامت نہیں رہتی۔

علامت یہ ہے کہ طبقۂ ملتحمہ میں خشکی اور لاغری پیدا ہو جاتی ہے، آنکھیں اندر کو دھنس کر خشک ہو جاتی ہیں، بعض اوقات طبقۂ ملتحمہ سرخ ہو جاتا ہے، پلکوں کا سرخ ہو جانا تو لازمی ہے، اس لئے آشوب چشم کے ساتھ زیادہ تر درد سر بھی رہتا ہے۔

علاج یہ ہے کہ طبیب ایسے مریض کا فصد وغیرہ کے ذریعہ استفراغ کرنے سے پرہیز کرے، ترطیب اور تبرید کا طریقہ اختیار کرے غذاؤں میں ماش کا شوربا، آب باقلا، روغن بادام کے ساتھ دیں، قارورہ پر نظر رکھیں یہ حرارت کی طرف مائل ہو تو "ماء الشعیر" دیں، آبزن کرائیں روغن بنفشہ اور روغن کدو، ناک میں ڈالیں، بکری کا دودھ سر پر ضماد کریں، عورت کا دودھ ناک میں ڈالیں جس کی ترکیب حسب ذیل ہے :۔

آب عصا الراعی، آب برگ اسپغول، آب جرادۂ کدو، جوش دے کر اس کا ایک جزء، اور عورت کا دودھ ایک جز، روغن کدو ایک جزء، روغن نیلوفر یا روغن بنفشہ ایک جزء، ایک شیشی میں رکھیں اور خوب ہلا کر ایک جان کرلیں، پھر گرم پانی سے ناک صاف کر کے، اور سر پر بھی ڈالیں، مگر سر کو سرد ہوا سے بچائیں، مریض کو لازمی طور پر غذا میں ماش کا شوربا، آب باقلا مرطوب ترکاریاں، عرق کاسنی، برگ خشخاش، چولائی، بقلۂ مبارکہ، پالک اور "بقلۃ الحیتان" نامی سبزی دیں یہ سبزی بہت زیادہ ترطیب پیدا کرتی ہے، یہ گرمی کو تسکین پہنچاتی اور درد سر دور کرتی ہے، چاہے کھایا جائے یا سر پر رکھا جائے، اگر مزاج میں قوت برداشت ہو تو گدھی کا دودھ اور ماء الشعیر بھی دیا جا سکتا ہے، آخری علاج کے طور پر آنکھ میں شیاف ابیض ٹپکایا جائے جس میں اقلیمیا نہ ڈالا گیا ہو اور افیون کم مقدار میں پڑی ہو ـــــ "زرخون" نامی شیاف اس مرض میں نافع ہے، یہ آنکھ کے طبقات کی ترطیب کرتا ہے، اس سرمہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ بدن کی ترطیب ہی سے مرض زائل ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات بیمار کا مزاج سوداوی اور دماغ کا مزاج خشک ہوتا ہے، ایسی صورت میں یہ مرض طول پکڑتا ہے اور زمانۂ دراز تک باقی رہتا ہے۔ اس وقت نیم گرم پانی کا استعمال بیحد

موزوں ہوتا ہے ، اعتدال کے ساتھ آبزن اور حمام کرنا مفید ہے ، مجامعت ایسے مریض کے لیے بیحد مضر ہے ۔

جورجس نے بیان کیا ہے کہ ایک بربری شخص جس کا نام "ابن اللوس" تھا کو یہ مرض لاحق ہوگیا، یہ بہت زیادہ ورزش کا عادی تھا جب اس نے ورزش ترک کردی تو مرض جاتا رہا، صورت یہ ہوئی تھی کہ ایک عرصہ تک اسے قید میں رکھا گیا تھا جہاں اس نے ورزش ترک کردی تھی۔ اس لئے مرض زائل ہوگیا۔

بعض اوقات علاج دشوار ہوجاتا ہے تو مرطب حقنوں عناب کے ہمراہ پکائے گئے جو کی ضرورت ہوتی ہے سپستاں جنری اور کھجور کا گابھا مریض کو دینا پڑتا ہے۔

اس لئے مریض کے لئے معتدل ترین غذا چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ہیں جو سنگریزوں اور پتھروں میں رہتی ہیں اس موضوع کی تفصیلات ختم ہوئیں۔ اب ہم آشوب چشم کے اقسام، پلکوں کے امراض، ظفرہ، بیاض، قرحہ، طبقہ کا ہٹ جانا، بھینگا پن، نیلگوں رنگ جو آنکھوں کے اندر نظر آتا ہے، موتیا بند کے اقسام اور متقدمین اطبار کے اس سلسلے میں اختلافات بیان کرنے سے پہلے "آشوب چشم کلی" کا ذکر کریں گے، اور اس کا عام علاج بطور جنس بیان کریں گے۔

طبقات چشم کے ضمن میں ہم امراض بسیط مفردہ پر بحث کر چکے ہیں۔ مذکورہ تینوں قسمیں "آشوب چشم مرکب"، کی تھیں ان پر جب بھی گفتگو ہوگی تم پہچان لوگے کہ آشوب چشم کی کون سی قسم ہے کس جنس کے تحت ہے، اور آشوب کس طبقے میں پایا جاتا ہے۔

باب (۱۳)

آشوبِ چشم کُلّی اور اس کا عام علاج

آشوب چشم طبیعت سے خارج ایک ایسی حالت کا نام ہے جو آنکھ اور اس کے طبقات کو پیش آتی ہے۔ بعض آشوب چشم حسّاً ظاہر ہوتے ہیں اور بعض استدلال سے معلوم کیے جاتے ہیں، آشوبِ چشم جزوی یا کُلّی طور پر آنکھ کو افعال طبعی سے روک دیتا ہے، آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں، طبقۂ ملتحمہ میں سُرخی آجاتی ہے، مریض تکلیف محسوس کرتا ہے، آنکھوں میں جلن، پلکوں کے نیچے اس طرح محسوس ہوتا ہے جیسے آنکھوں میں کنکر پڑ گئے ہوں۔ بعض اوقات نتھنوں سے بھی پانی نکلنے لگتا ہے، کیوں کہ آنکھ اور ناک کے درمیان پردہ اور غضروف میں مشارکت ہوتی ہے آنکھ سے ناک کے اندر پوشیدہ راستہ ہوتا ہے، اور ناک سے منہ تک ایک چوڑا راستہ، بلکہ دو راستے ہیں۔

جالینوس نے کتاب التشریح میں " حجاجین کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ دونوں ہڈیاں ناک کے اوپر ہوتی ہیں جن میں تخلخل اور پوشیدہ سوراخ ہیں، جب ہم آنکھ میں کوئی اشک آور زرد یا سُرخ چیز ٹپکائیں تو کچھ دیر بعد اس کا اثر ناک صاف کرنے میں محسوس ہوتا ہے اس کا مزہ کوّے پر محسوس ہوتا ہے، بعض دفعہ پلکیں تک سُرخ ہو جاتی ہیں۔

مذکورہ گفتگو، آشوبِ چشم کی تعریف اور کلّی توصیف کے باب میں ہے اس کا علاج عام قوانین کے بعد بیان کریں گے۔

مریض کے مزاج، اور اس کی عمر کا خیال رکھنا ضروری ہے، اگر کوئی مانع موجود نہ ہو تو "قیفالین" کی فصد کھولیں، دونوں رگوں کی فصد میں ایک دن کا ناغہ، پھر کسی مقوی دوا سے آنکھ کو ٹھنڈک پہنچائیں فاضل مواد جذب ہونے سے روکیں۔ اگر آنکھ میں ایسا سرمہ لگائیں جس کے اندر برودت اور قبض دونوں کیفیتیں موجود ہوں تو زیادہ بہتر ہے، کیوں کہ برودت، گرمی کو تسکین پہنچاتی ہے اور قبض/ رگوں کو تنگ کرتا ہے اور مادہ کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے، یہ تمام خوبیاں حسب ذیل نسخہ میں موجود ہیں:۔

سُرخ گلاب (جو کسیلا اور قابض) : ۳½ گرام، رسوت مکی: ۲ گرام، اقلیمیائے فضہ: ۱ گرام، اقاقیا برہوتی : ۲ گرام، توتیا ہندی: ۱ گرام، نشاستہ : ۵ گرام، صمغ اجاص اور صمغ عربی : ہر ایک ۳½ گرام، عنزروت مربی : ۴ گرام۔

ان تمام ادویہ کو پیس چھان کر، صاف پانی سے گوندھ لیں، اور مسور کی دال کے برابر چوڑے چوڑے حبوب بنالیں، تاکہ گھسنے میں آسانی ہو، ہاون دستہ میں ان شیافات کو گھس کر، گاڑھا سُرمہ لگایا جائے پھر کاسنی کی شاخوں کو انار جنگلی کے گودہ بشرطیکہ موسم ہو ورنہ انار میخوش کے گودہ جب کہ اس کا موسم ہو کے ساتھ کوٹ کر لعاب اسپغول اور روغن گلاب میں پھینٹیں اور ایک کتانی کپڑے پر لیپ کر کے پلکوں پر رکھیں اور پٹی نہ باندھ دیں، حتیٰ کہ دوا سرایت کر جائے، پھر آنکھ کو صاف کر کے مذکورہ دوا کا اعادہ کریں، آنکھوں کو ہوا سے بچائیں، ہاتھ سے آنکھوں کو نہ رگڑیں، فصد کے دو دن بعد طبیعت کی تفتیح کریں بشرطیکہ قوت، اور موسم موافق ہو اور کوئی مانع موجود نہ ہو، موسم بہار ہو یا گرما، ستارۂ کلب الجبار کے طلوع ہونے سے پہلے جو موسم گرما کے آنے کا وقت ہے طبیعت کو کھولنے کے لئے یہ مطبوخ دیں:۔

آلو بخارا : تیس عدد، عناب : تیس عدد، ترنجبین : ۵۲½ گرام، تمر ہندی : ۱۰۵ گرام، ہلیلہ زرد : ۲۵ گرام، تخم کاسنی و تخم خس : ہر ایک ۲۵ گرام، کشنیز خشک : ۲۵ گرام۔

ان تمام اشیاء کو مطبوخ کی طرح پکائیں اور نچوڑ کر صاف کر لیں پھر ۵۵، ۵۴ گرام نتھار لیں، اس میں ۳۵ گرام فلوس خیار شنبر کو اچھی طرح مل لیں، یہاں تک کہ فلوس سفید ہو جائیں، پھر مکرر صاف کر لیں اور ۷۰ گرام شربت بنفشہ سے شیریں کر کے صبح کو استعمال کریں، اگر دمعہ کی مقدار کم جائے یا منقطع ہو جائے، ورم جاتا رہے، اور سُرخی کم ہو جائے تو مندرجہ ذیل شیاف استعمال کریں:۔

نشاستہ صمغ عربی، صمغ فارسی : ہر ایک ۳½ گرام، افیون مصری : ۲ گرام، عنزروت سفید ہلکا،

جسے گدھی کے دودھ میں بسایا گیا ہو : ۷ گرام ، اقلیمیائے فضہ : ۲ ۱/۲ گرام ، رسوت طبرانی : ۱ گرام پیس چھان کر ابلے ہوئے عرق عنب الثعلب یا گدھی کے دودھ یا دونوں کے ساتھ گوندھ لیں اور بڑے بڑے شیافات جو مسور کی دال سے بڑے اور چنے کی دال سے چھوٹے ہوں ، بنالیں ، روزانہ ایک شیاف عورت کے دودھ میں ملا کر آنکھوں میں عصر کے وقت لگائیں ، ـــــ جب آنکھ کے اندر صحت کی علامتیں ، مثلاً سرخی مائل بہ زردی ظاہر ہو ، درد کم ہو جائے ، آنکھیں کھولنے پر یوں نظر آئے جیسے سیاہی پر سرخ غلاف آ گیا ہے تو اسے روئی سے صاف کر دیں وہ بغیر کسی تکلیف کے دور ہو جائے گا ، اس کے بعد مندرجہ " ذرور " کا استعمال کریں :۔

عنزروت سفید ہلکا جو گدھی کے دودھ میں بسایا جائے ۲ ۱/۲ ، ۱ گرام ، نشاستہ جس کا مزہ میٹھا ہو : ۷ گرام ، سکر طبرزد : ۲ ۱/۲ گرام ۔

ان سب کو خوب پیس لیں اور ریشمی کپڑے سے چھان کر آنکھوں میں چھڑکیں ، جیسا کہ ہم آشوب چشم کے تینوں قسموں میں بیان کر چکے ہیں ، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ " ذرور " کو اوپر کی پلکوں کے نیچے چھڑکا جائے ، اور عرق گلاب میں تر کر کے آنکھ پر ایک پٹی باندھ دی جائے ۔ کیوں کہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں " ذرور " اثر نہ کرے گا ۔ جب " ذرور " آنکھ میں حل ہو جائے ، تو آنکھ کھول کر صاف کریں ، پھر مذکورہ شیاف ابیض لگائیں ۔

غور سے دیکھنے کے بعد آنکھ پھیلی ہوئی نظر آئے تو شیاف کو انڈے کی پتلی سفیدی کے ساتھ گھس کر اس پر ذرور ڈال دیا جائے ، اور مکرر گھس لیا جائے یہاں تک مرہم کے مانند ہو جائے ، اس میں ذرور کی مقدار کم اور شیاف کی مقدار زیادہ ہونی چاہیے ، آنکھوں پر مندرجہ ذیل ضماد کیا جائے :۔

بادام مقشر ۵ عدد خوب باریک پیس کر دوبارہ آب عصا الراعی کے ساتھ پیسیں اور پلکوں پر رکھیں کیوں کہ یہ حدقہ کو ٹھیک کرے گا ، اور پلکوں کو طاقت دے گا ۔

جب آنکھوں کی سفیدی جاتی رہے اور التزاق وطبن دور ہو جائے تو شیاف احمر اللین شیاف ابیض کے ساتھ صاف پانی میں گھس کر لگائیں مریض احتیاط اور پرہیز سے کام لے ، کھانے میں کمی اور شوربوں پر اکتفا کرے ، صحت یابی کے بعد آنکھ کے احوال پر نظر کریں ، اگر پلکیں موٹی ہو جائیں تو حمام کا التزام کریں آنکھوں کو گرم پانی سے سینکیں ، شیاف احمر اللین لگائیں ، بنفشی برود استعمال کریں جو اوپر مذکور ہو چکا ہے ۔ ہماری قرابادین میں بھی اس کا ذکر موجود ہے ، علاج کا یہی طریقہ جاری رکھے حتیٰ کہ مکمل طور پر صحت ہو جائے ۔

آنکھوں کے اندر شکستگی، پلکوں میں غلظت، اور بصارت میں خرابی موجود ہو تو علاج کے اندر غفلت کرنا مناسب نہیں ہے کیوں کہ دو ہی باتیں ہوں گی، یا تو عمدہ تدبیر سے مرض دور اور آنکھیں درست ہو جائیں گی، یا بری تدبیر اور کھانے پینے میں احتیاطی سے پلکوں میں غلظت، اور آنکھوں میں دمعہ پیدا ہو جائے گا، آنسو نہ بھی ظاہر ہوں تو پلکوں میں ثقل ہوگا جو آنکھیں بند کرتے وقت محسوس ہوگا، طبقہ ملتحمہ کی رگوں میں امتلائی کیفیت پیدا ہو جائے گی اس سے "سبل" کا مرض لاحق ہوسکتا ہے، یا پلکوں میں خارش ہو جانے کے بعد سخت تکلیف اٹھانی پڑے گی۔

یہ عام آشوبِ چشم کا کلی علاج ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ طبیب خاص علامت کے بغیر خصوصی علاج نہ کرے، اس علاج کا تذکرہ محض اس لئے کیا ہے کہ یہ مرض کبھی کبھی لاحق ہوتا ہے، نہ اس لئے کہ جو بھی آشوب چشم لاحق ہو وہ ایسی قبیل کا ہوگا۔

اس کے بعد مذکورہ آشوبِ چشم وغیرہ میں ابتداً، جو ادویہ مستعمل ہوتی ہیں ان کا تذکرہ کریں گے۔ مرض کی انتہا اور انحطاط کے وقت استعمال کی جانے والی ادویہ بھی بیان کریں گے۔ تاکہ طبیب مرض دیکھتے ہی انھیں کرسکے۔

قطور کا نسخہ: آنکھوں میں ٹپکانے کی دوا جو "مسکن" کے نام سے مشہور ہے، مرض کے ابتدائی حملے میں استعمال کی جائے، اس سے مرض کو فائدہ پہنچتا ہے۔ بیماری کی انتہا میں اس کا استعمال جائز نہیں ہے:۔

جشمیزک : ۳۲۰ ملی گرام۔ کوٹ لئے جائیں۔
بہی دانہ شیریں : " " " "
تخم خبازی : " " " " "
نشاستہ : ۲ گرام۔
جو مقشر : ۹۶۰ ملی گرام۔ کوٹ لئے جائیں
عنزروت سفید : ۱،۷۵ گرام۔
رسوت مکی : ۱ گرام۔

ان ادویہ کو ایک شیشی میں ڈال کر آبِ شیریں کے ساتھ، نرم آگ پر اُبالا جائے، یہاں تک کہ گاڑھا پن آجائے پھر ثفلہ الگ کرکے ایک دوسری شیشی میں اسے انڈے کی تھوڑی سفیدی کے ساتھ خوب حرکت دی جائے اور دن میں دو یا تین بار بطور قطور استعمال کریں۔ دمعہ کو سکون بخشتا

ہے اور مرہم کے قائم مقام ہے ۔ جب درد کو سکون ہو تو یہ علاج کرنا چاہئے ۔

قطور کا دوسرا نسخہ :- آشوب چشم بڑھا ہوا ہو تو اسے استعمال کرتے ہیں اسے "محلّلہ" کہتے ہیں ۔

جشمیزک ، یہی دانہ : ہر ایک ۹۶۰ ملی گرام کوٹ لئے جائیں، عنزروت سفید : ۲۵ ، ۴ گرام ،
ان دونوں کو ایک شیشی میں آب عصا الراعی ، اور عورت کے دودھ کے ساتھ نرم آگ پر اس قدر پکائیں کہ گاڑھا ہو جائے ، پھر صاف کر لینے کے بعد آنکھ میں ٹپکائیں یہ دوا مرض کو تحلیل اور سوزش کو کم اور مواد میں پختگی پیدا کرتی ہے ، یہ ابو علی صغیر کا ترکیب دیا ہوا نسخہ ہے ۔

قطور بوقت انخطاط : رصاص جس کو "وسط" اور میانج بھی کہتے ہیں رصاص اور اسرب قریب ہیں ، یہ اسرب ہی کی ایک قسم ہے ، جو بہت نرم ہوتی ہے ، اسے ہاتھ پر اس قدر گھسیں کہ ہتھیلی اور انگلیاں سیاہ ہو جائیں ۔ پھر اس پر تھوڑا عرق گلاب ڈال کر چھری سے کھرچ لیں میل کی طرح نکل آئے گا ، اسے خاصی مقدار میں جمع کریں ، اور اس پر عورت کے پستان سے دودھ نچوڑیں تاکہ نرم اور پتلا ہو جائے دن میں کئی بار آنکھوں میں ٹپکائیں ، یہ قطور تسکین پہنچاتا اور مواد کو تحلیل کرتا ، اور پھنسیوں کی پیدائش سے محفوظ رکھتا ہے اور اسی طرح زخم نکلنے کو بھی روکتا ہے ، نہایت سریع النفع ہے ۔

گاہ اس رصاص کو کبریت سے جلاتے ہیں اور باریک پیس کر ریشم کے کپڑے سے چھان لیتے ہیں ۔ پھر آب عصا الراعی میں گرم کر کے اس پر عورت کا دودھ ڈال کر آنکھ میں ٹپکاتے ہیں ۔ موسیٰ بن سیار کہا کرتے تھے کہ ہمیں یہ پسند نہیں ہے ، کیوں کہ رصاص بغیر کبریت (گندھک) کے جلایا نہیں جاسکتا ۔ کبریت آنکھ کے لئے خراب ہے ، ہاں البتہ مرطوب لوگوں کی آنکھوں کے لئے مناسب ہے ۔

رصاص (سیسہ) کی تحریق کے دو طریقے ہیں ۔

پہلا طریقہ :- آگ پر گندھک کا ایک بڑا ٹکڑا رکھیں سیسہ کے چوڑے چوڑے پتر بنائے جائیں ، ان پتروں کو گندھک کے شعلوں کی طرف بڑھایا جائے جو آگ سے اٹھتے رہتے ہیں ، وہ بہہ کر آگ میں گر جاتے ہیں ، جب آگ بجھ جاتی ہے تو سیسہ نکال لیں یہ کوئلہ کی طرح کالا ہو جائے گا ، اور جس قدر ممکن ہو گھس لیں ، جو گھس نہ سکے اسے پھینک دیں ، یہی رصاص محرق ہے جو شیاف آبار میں ڈالا جاتا ہے ۔ کم ہی ایسا ہوا ہے کہ تیسری بار جلانے کی ضرورت پڑی ہو ۔ جو سیسہ گندھک سے جلایا جائے اس کو دھو کر صاف کرنا چاہئے ، دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ

اسے کانچ کے ہاون دستہ میں ڈال کر صاف پانی اس قدر ڈالا جائے کہ ڈوب جائے، اور اتنی دیر تک رگڑا جائے کہ کیچڑ کے مانند ہو جائے، پھر دوبارہ پانی ڈال کر رگڑا جائے یہاں تک گھُل جائے، رگڑتا رہے پانی ڈالتا رہے یہاں تک کہ پانی میں گُم ہو جائے، صرف پانی کا رنگ بدلا ہوا نظر آئے، پھر اس کو صاف سُتھرے پیالوں یا کانچ کے برتنوں میں ڈال کر ایک کپڑے یا طبق سے ڈھانک دیں اور چند دنوں تک چھوڑ دیں، ہر دو ½ دن بعد دیکھتا رہے جب پانی صاف ہو جائے تو تھوڑا تھوڑا بہاتا جائے، پانی کو بہانا ممکن نہ ہو اور اندیشہ ہو کہ نیچے بیٹھا ہوا تلچھٹ بھی پانی کے ساتھ بہہ جائے گا، تو آخری بچے ہوئے پانی کو روئی سے خُشک کر لیں، اب برتن میں جو سیاہ مٹی کے مانند جمی ہوئی جو چیز رہ جائے گی اس کو خُشک ہونے تک ویسا ہی رہنے دیں، خشک ہونے کے بعد اس کو ایک پر سے کھرچ لیں۔ یہ بہت نرم ہوگی، اس کو اپنے حسبِ منشا استعمال کر سکتے ہیں، قرحہ زدہ آنکھ کے ذرور میں بھی ڈالا جا سکتا ہے، اگر چھوٹے موتی دُگنی مقدار لے کر استعمال کیا جائے تو یہ "قرحہ" کو دھو ڈالتا ہے، آشوب چشم زائل ہونے کے بعد، جب بصارت میں کچھ کدورت باقی رہ جائے تو بھی اس کا استعمال عام ہے۔

اب یہ طبیب کی ذمّہ داری ہے کہ اس کے استعمال کئے جانے کا فیصلہ کرے استعمال کی شرط یہ ہے کہ پلکوں میں غلظت باقی نہ رہے، اور آنکھ کے طبقات اور سر میں درد نہ ہو، اگر درد سر ہو اور مزاج خاص اعتدال کی حد تک متغیر نہ ہو تو ہلیلہ زرد پختہ جس میں تشنج نہ ہو، لے کر عرق بادیان میں گھس لیا جائے، یہاں تک کہ اس کی اچھی خاصی مقدار جمع ہو جائے، ہلیلہ گھٹلی تک گھس جائے تو دوسرا گھسیں، کیوں کہ گھٹلی آنکھ پر خراب اثر ڈالتی ہے۔ جب پانی کے ساتھ بہت زیادہ دوا تیار ہو جائے تو اس کو ویسا ہی چھوڑ دیں تاکہ پانی صاف ہو جائے اور دوا نیچے جم جائے پھر ثفلہ کو اسی طرح سُوکھنے تک چھوڑ دیں، سوکھنے کے بعد، گرام الگ کر لیں، فلنجمشک خشک کے پتے ۴½ گرام باریک پیس کر الگ رکھ لیں، پھر دار فُلفُل ۲ گرام باریک پیس کر الگ رکھ لیں، شادنج عدسی مغسول ، گرام، چھوٹے موتی ۲۵ ،۴ گرام، سنگِ بحری : ۵۰ ،۳ گرام۔ —— ان تمام اشیاء کو ایک جگہ پیس کر علٰحدہ علٰحدہ پیسی ہوئی اشیاء کے ساتھ ہاون دستہ میں خوب باریک کر لیں، پھر ان تمام چیزوں کو کانچ کے ہاون دستہ میں رکھیں اور اس میں آبِ حصرم ڈال کر جس میں نمک شامل نہ ہو خُشک کر کے دوبارہ پیس لیں، پھر اس کو انار منجوش انار کا پانی پلا کر خشک کریں اور دوبارہ پیس کر چھان لیں۔ اور جس شخص کی آنکھوں کی جلا منظور ہو نہار منہ اسے لگائیں۔ اگر آنکھوں کی تبرید کا ارادہ ہو تو اس

میں تھوڑا سا کافور ملالیں، اگر تسخین کا ارادہ ہو تو اس میں سے ٹھنڈی اشیاء نکال کر تھوڑے مُشک کا اضافہ کریں۔

یہ بہت عمدہ جلا ہے بشرطیکہ استعمال کرنے والا ماہر ہو، حسب موقعہ استعمال کرے، بصارت کی جلاء کے لئے یہ مشہور ہے، حکیم ابو سیار اس کی بہت تعریف کرتے تھے۔ نسخہ سے (انار منخوش) خارج کرکے اس کی جگہ سفید شکر اور آنکھوں کی تبرید کے لئے کافور خارج کرکے، نشاء اور صمغ شامل کرتے تھے۔ تسخین کے لئے "مُشک" کی جگہ "ساذج ہندی" استعمال کرتے تھے گاہ مذکورہ نسخہ کے مطابق ہی دوا بناتے تھے۔

برودت، اور مجلیات وغیرہ میں طبیب اپنے اجتہاد سے وزن میں کمی بیشی کرسکتا ہے، مذکورہ اوزان میں یکسانیت ہے مگر ماہر طبیب اپنی مہارت و فضیلت سے کمی بیشی کرسکتا ہے۔

باب (۱۴)

آشوبِ چشم کی دو نادر قسمیں

آشوب چشم کے مذکورہ بالا بیانات اجمالی تھے، اب ہم اس کی دو نادرالوقوع قسمیں بیان کریں گے جنھیں متقدمین اطباء میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا ہے، ہم نے ان قسموں کو تجربہ اور قیاس سے مستنبط کیا ہے۔

ایک زمانہ میں عراق کے اندر یوحنا بن بالقس مجھے رومی زبان میں "کناش الاسکندر" پڑھ کر سنایا کرتا تھا اس کتاب کی ابتداء میں کرم شکم کی پیدائش کا تذکرہ ہے، یہ کیڑے سُرخ اور سفید ہوتے ہیں، کناش کے ایک مقام پر سفید اور سُرخ آشوبِ چشم کا ہلکا سا تذکرہ ہے مگر مکمل طور پر نہ اسباب کا تذکرہ ہے نہ علاج کا۔

پہلی قسم: اس قسم میں بیمار آنکھوں کے اندر خشکی اور چبھن محسوس کرتا ہے آنکھوں کے اندر کسی قسم کی سُرخی، ورم اور دوسرے امراض نہیں پائے جاتے جو اس قسم کے لئے لازم ہیں سر کی جلد کو آہستگی سے چھو کر دیکھیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ سر جل رہا ہے، چھونے سے مریض کو تکلیف ہوتی ہے کانوں کے اندر گونج سُنائی دیتی ہے، اس کا سبب وہ خُشکی ہے جو بدن پر مسلّط ہو کر اصلی رطوبتوں کو تحلیل کر دیتی ہے، گرم خشک بخارات، بدن سے نکلنے لگتے ہیں اور سر کی طرف چڑھتے ہیں، جس سے کھوپڑی کے داخلی اور خارجی پردوں میں درد ہونے لگتا ہے، زیادہ تر خارجی پردہ میں بخارات جمع ہوتے ہیں،

یہ پردہ کی طبقہ ملتحمہ کے ساتھ جیسا کہ فاضل بقراط کا خیال ہے اتصالی مشارکت رکھتا ہے آنکھ کی رطوبات گرم ہو کر کم اور خشک ہو جاتی ہیں چنانچہ ان اسباب کے تحت اس نوع کا آشوب چشم کی شکایت کی تھی سر پر پستان سے شیر دختر یا تھن سے بکری کا دودھ دھارنے کا مشورہ دے رہا ہے۔

میں اس زمانے میں ایک طالب علم تھا۔ اور ان کے یہاں ارسطو کی کتاب مبادی الکل پڑھ رہا تھا میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے اس آشوب چشم کا سبب ظاہر کیا میں نے سمجھ لیا کہ علاج میں ترطیب کی طرف اشارہ ہے۔ موسیٰ بن سیار کے معالجات کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس قسم کے آشوب چشم کا وہ یہی علاج کرتے تھے۔

بیمار کے استفراغ سے منع فرماتے مرطب غذائیں دیتے مثلاً بکری کا گوشت جو جو کے ساتھ تنور میں پکایا گیا ہو اور تر چوزے، اور ترکاریوں میں خس، کاسنی، قطف اور بقلہ مبارکہ، ناک میں روغن بنفشہ، روغن نیلوفر روغن کدو ناک میں ڈالتے، اور مذکورہ دودھ سر پر نچوڑتے، مزاج میں قوت برداشت ہوتی ہمیشہ ماء الشعیر/اور مرطب عمدہ میوہ جات دیتے۔

حکم دیتے کہ مریض کو پہلے ماء الشعیر کا حقنہ دیا جائے جو انڈے کی سفیدی روغن بنفشہ اور سفید شکر سے پھینٹا گیا ہو، جب مرض آخری اسٹیج پر ہو تو وہ آب شگوفہ خرما روغن نیلوفر اور روغن بنفشہ اور عورت کا دودھ ناک میں ٹپکاتے، ان کی ساری تدبیریں ترطیب اور ازالۂ خشکی کے لئے ہوتیں۔ آنکھوں میں سرمہ لگانے کا مشورہ انھیں صرف ایک بار دیتے ہوئے دیکھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو میٹھے پانی کے بخارات کا بپھارہ لینے۔ اور مندرجہ ذیل نسخہ کا سرمہ لگانے کا حکم دیا:-

چھوٹے موتی : ۳½ گرام، نشاء : ۳½ گرام، سرطانات نہری خشک کردہ : ۲۵ر۴ گرام، طباشیر ۵۷ر۱ گرام۔

پیس چھان کر بقدر ضرورت عورت کے دودھ میں ملائیں اور سلائی سے مریض کی آنکھوں میں شیاف کی طرح سرمہ لگائیں۔ بعد ازاں نیم گرم پانی سے دھو دیں۔ اس تدبیر سے مرض بہت جلد دور ہو جاتا ہے۔

دوسری قسم: مریض اپنی آنکھوں میں ایسی چبھن محسوس کرتا جیسے ریت آنکھوں میں پڑ گئی ہو اور پلکیں آنکھوں کی طرف پلٹ گئی ہوں، یہ کیفیت نیند سے بیداری کے وقت محسوس ہوتی ہے اور صبح ہوتے ہوتے زائل ہو جاتی ہے، طبقات چشم میں غلیظ بخارات کے محبوس ہو جانے سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ آنکھوں کو کھولنے بند کرنے زیادہ حرکت دینے اور ادھر اُدھر دیکھنے سے یہ بخارات تحلیل ہو جاتے ہیں، مگر سونے کے بعد مجتمع ہو جاتے ہیں خاص کر جب دیر ہضم

اور ثقل غذا استعمال کرلی جاتی ہے۔ اس قسم کا علاج یہ ہے کہ مریض کے مزاج اور عمر کے موافق اشیاء سے بدن کا استفراغ کریں،
ثقیل اور غلیظ غذاؤں سے پرہیز کرائیں، اور معدہ کو تقویت دیں، آنکھوں میں اشک آور "جلا" استعمال کریں، جس کا تذکرہ ہو چکا ہے مثلاً ہلیلہ اور دار فلفل، یہ آشوب اس طرح دور ہو سکتا ہے۔

باب (۱۵)

بالائی پپوٹے کا استرخاء اور اس کا علاج

چاروں عضلات کے ڈھیلے پن سے اُوپر کی پپوٹوں میں استرخاء پیدا ہوجاتا ہے، عضلہ کے لحاظ سے استرخاء کی صورت ہوتی ہے اس کا علاج اور تدبیر دونوں یہاں بیان کریں گے۔

کبھی آشوب چشم کے ساتھ، اوپر کی پپوٹوں میں استرخاء (ڈھیلاپن) پیدا ہوتا ہے۔ استرخاء گاہ پورے عضو میں ہوتا ہے، یہ عضو پلکوں پر ابرو کے ساتھ اوپر تک مشتمل ہوتا ہے، استرخاء پورے پپوٹے کے اندر ہوتا ہے۔ گاہ پپوٹے کا پچھلا حصّہ بھی متاثر ہوتا ہے، استرخاء اس وقت ہوتا ہے جب آنکھ کا پچھلا حصّہ جو کناروں کے نزدیک ہے مسترخی ہوجاتا ہے، یہ حصّہ دو عضلات پر مشتمل ہے۔

علاج یہ ہے کہ بدن میں فاضل مواد موجود اور دوا اور فصد سے کوئی چیز مانع نہ ہو تو بدن کا استفراغ کیا جائے، پھر آشوبِ چشم کی قسم اور آنکھ کے اس طبقہ کا لحاظ کرتے ہوئے جس میں آشوب ہوتا ہے اس کا علاج کیا جائے، آشوب کم ہوکر آنکھ صاف ہوجائے تو پپوٹوں کو دیکھیں، اگر استرخاء موجود ہے تو ان رگوں کی فصد کھولے جو نتھنوں میں واقع ہیں اور سر اور پپوٹے پر حسبِ ذیل ضماد کریں۔

دا ذی: ۳½ گرام، پستہ کے چھلکے: ۵،۷،ا گرام جوزالسرو: ۵،۷۵،ا گرام، انار کا گودا ۷ گرام ــــ اچھی طرح کوٹ لیں ــــ رامک: ۵۰،۵۲ گرام پانی اُبالیں اُبالیں حتیٰ کہ مائع ہوکر گل جائے، پھر اس کے صاف پانی میں مذکورہ بالا ادویہ گرم کریں۔ پھر اسپغول کے بیج اور روغن گلاب خالص اس میں شامل

کرکے خوب پھینٹیں حتیٰ کہ ایک جان ہو جائیں، پھر ایک کتانی کپڑے میں باندھ کر سر اور دونوں مسترخی پلکوں پر متواتر کئی راتوں تک رکھیں۔ آنکھوں میں ایسا سرمہ لگائیں جو اشک آور ہو، مگر زیادہ اشک نہ لاتا ہو۔ ایسی غذاؤں کا استعمال نہ کریں جن سے سر کی طرف بخارات چڑھتے ہیں، مثلاً آب باقلا۔ اور سارے حبوب۔۔

اگر پپوٹوں میں استرخائی کیفیت فالج اور لقوہ کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج عمومی ہے جو مذکور ہو چکا ہے، ایسی صورت میں مرض کا جس قدر ازالہ ہو گا اسی قدر استرخا میں کمی آئے گی، اگر پپوٹے بند ہو جائیں اور بصارت رک جائے تو تشمیر کرنا ضروری ہے، تشمیر کا مطلب یہ ہے کہ اوپر کی پلکوں سے استرخار کے مطابق تھوڑا سا حصہ قطع کیا جائے پھر سی دیا جائے ایسا کرنے سے پپوٹا سکڑ جائے گا اور آنکھیں کھل جائیں گی۔

باب (۱۶)

آشوبِ چشم میں اشیاء کا رنگین نظر آنا

اس فصل میں اس آشوب کا ذکر ہوگا جس میں ہر چیز سُرخ، زرد، سیاہ، نیلی، سفید، آسمانی یا مرکب رنگوں کی نظر آنے لگتی ہے۔ اس قسم کا آشوب شاذونادر لاحق ہوتا ہے۔ اسے آمدی اور بختیشوع نے اپنی کناشوں کے اندر ذکر کیا ہے، ہم نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جسے یہ مرض آشوب کے آخری درجوں میں لاحق ہوا تھا، یہ مرض جلیدیہ کے سامنے طبقات میں پیدا ہوتا ہے، ایک خیال کے مطابق طبقۂ عنکبوتیہ کے مزاج میں تغیر سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ ایک اور خیال کے مطابق بیماری طبقۂ عنبیہ اور ملتحمہ میں ہوتی ہے۔ کسی طبیب نے اسے قرنیہ کا مرض نہیں کہا ہے۔ بعض اطباء کہتے ہیں کہ یہ مرض بصارت کے مقام پر ہوتا ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ بصارت آنکھوں سے نکلتی ہے اور شیشے پر پڑتی ہے چنانچہ وہ شئے سُرخ نظر آنے لگتی ہے حالاں کہ حقیقت میں سُرخ نہیں ہوتی اس لئے کہ جو حصہ رطوبت جلیدیہ کے سامنے ہوتا ہے وہ متاثر ہو جاتا ہے، اس کا مزاج تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ رنگ اختیار کر لیتا ہے جو آنکھوں کو نظر آنے لگتا ہے ـــــ یہ کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے۔ کیوں کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ روشنی خارج سے داخل ہوتی ہے اس کے لئے تو ممکن ہے کہ خارج سے روشنی کے داخل ہونے پر اس سے استدلال کرے مگر جس طبقۂ چشم کا مزاج مرض کے باعث تبدیل ہو گیا ہو اس کا تو حال یہی ہوگا کہ شئے مرئی کی جانب سے چلنے والی

روشنی آنکھ تک پہنچتے پہنچتے اسی کے رنگ میں تبدیل ہو جائے ۔ اس سلسلے میں کافی لمبی بحث ہے ۔

حکیم بختیشوع نے ذکر کیا ہے کہ کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جب طبقۂ شبکیہ کی جالدار رگوں سے رطوبت جلیدیہ یا رطوبت زجاجیہ کی طرف کوئی چیز آگرتی ہے تو آنکھ کے اندر ان رنگوں کا تخیل پیدا ہوتا ہے ۔ کچھ اطبار نے کہا ہے کہ آنکھ کا یہ تخیل آشوب چشم کے پیدا ہونے کے ساتھ دماغ کے متاثر ہو جانے کی وجہ سے ہوتا ہے ۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو "سرسام حار" کا مرض ہو تو اس کو اس مرض کے اواخر میں چیزیں آگ کے شعلوں کی طرح نظر آتی ہیں ، اگر "سرسام بارد" ہو تو وہ اپنے سامنے برف دیکھتا ہے آسمان سے بارش برستے ہوئے نظر آتی ہے اسی طرح دیگر رطوبات اس کو نظر آتی ہیں حالاں کہ آنکھ کے طبقات صحیح وسالم ہوتے ہیں ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ کیفیت دماغ کے مزاج کے تغیر سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ وہ روشنی جو دماغ سے اور شئی مرئی سے متصل ہوتی ہے بلحاظ تغیر مزاج شکل اختیار کر لیتی ہے ۔

ان تمام اختلاف آرار کے باوجود لازم ہے کہ اس مرض کا علاج جسم وسر کے استفراغ اور تعدیل مزاج سے کیا جائے ۔ دماغ اعتدال سے جس حد تک خارج ہو چکا ہو اسی اعتبار سے تعدیل بھی کی جائے علاج آشوب کی اسی نوعیت کے اعتبار سے کیا جائے جو طبیب کے نزدیک اعراض خصوصی سے ثابت ہو ، علاج کی جہت اس کے سوا اور کسی جانب نہ ہو ۔

میں نے ایک شخص کو دیکھا جسے "یرقان اسود سُندی" لاحق ہو گیا تھا ، اس شخص کو اکثر و بیشتر چمکدار اور صیقل اشیا ، سیاہ نظر آتی تھیں میں نے ایک طشت میں پانی رکھ کر اس کے سامنے پیش کیا تو اس نے کہا پانی سیاہ نظر آرہا ہے ، گاہ یہ کیفیت دور ہو جاتی اور اسے کیچڑ آلود پانی نظر آنے لگتا ۔ لاریب یہ کیفیت ان طبقات کے تغیر مزاج سے پیدا ہوئی تھی جو رطوبت جلیدیہ کے سامنے واقع ہیں ، آشوب کا علاج اور اس کی قسموں کو پہچاننے کا طریقہ ہم نے بیان کر دیا ہے یہ ایک عام استدلال ہے ، اس سے جزئیات کا استخراج کیا جا سکتا ہے ۔ اعراض دیکھ کر اصل مرض کا پتہ چلایا جا سکتا ہے ۔

بصرہ میں ایک عورت کا گھر جل گیا اسے سخت تکلیف پہنچی کپڑے تک جل گئے تھے ۔ آگ بجھا دی گئی وہ بچ گئی ۔ مگر اسے اس طرح نظر آتا تھا جیسے آگ کے شعلے بدن سے اٹھ رہے ہوں ، جو شخص آتا ہوا دکھائی دیتا اسے یہ معلوم ہوتا جیسے اس کے اندر سے آگ نکل رہی ہے ابو ماہر

نے اس کا علاج مزاج دماغی کی تسکین سے کیا، مرطبات دوائیں ناک میں ڈالیں، ہلکی مرطب غذائیں دیں مثلاً نوعمر چوزے، بکری کے بچّے کے پائے نہری مچھلی وغیرہ، اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ ساری صورتیں غائب ہوگئیں جو عورت کو نظر آتی تھیں۔

باب (۱۷)

التزاق الجفنین (پپوٹوں کا چپکنا)

کبھی ایسا آشوب پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے آنکھیں بے انتہا سُرخ ہو جاتی ہیں، اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے آنکھوں کو کھینچ کر باہر کیا جا رہا ہو پھر پلکیں چپک جاتی ہیں اور مشکل سے کھُل پاتی ہیں۔ اس کا سبب دماغ سے اترنے والی اور تمام اعضا سے آنکھوں کی طرف آنے والی خلط حاد ہے "خلط حاد" نہایت تیز اور اکال ہوتی ہے، عضلات کو ڈھیلا کر دیتی ہے، حتیٰ کہ ایک پلک دوسری پلک سے چپک جاتی ہے، حدت کی وجہ سے پلکوں کی حالت تشنج جیسی ہو جاتی ہے۔

دماغ سے "خلط حاد" کے کھنچ کر آنے کی علامت یہ ہے کہ دردِ سر ہونے لگتا ہے، انگڑائیاں آتی ہیں، سر میں بخار محسوس ہوتا ہے/ پیشانی جلنے لگتی ہے۔ بدن سے آنے والے "خلط حاد کی علامت یہ ہے کہ جسم سے بخارات نکلتے ہیں جس عضو سے بخارات اُٹھتے ہوں اسی میں تکلیف محسوس ہوتی ہے معدہ سے اُٹھتے ہوں تو معدہ میں اور سینے اور نرخرہ سے اٹھتے ہیں تو انہی اعضا میں تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔

علاج یہ ہے کہ پہلے فصد اور استفراغ کریں بشرطیکہ کوئی رکاوٹ نہو، پھر سر کے مزاج کی تعدیل کریں، خاص کر اس مادۂ فاضل کو معتدل بنائیں جو اس کا محرک ہے، پھر آنکھوں میں شیاف ابیض اور شیاف ابار لگائیں آنکھوں میں ذرور ابیض چھڑکیں جس کا عنزروت گدھی کے دودھ میں بسایا

گیا ہو، بچی کو دودھ پلانے والی عورت کے پستان سے آنکھوں میں دودھ ٹپکائیں، تیل کا استعمال آشوب کی صرف اسی قسم "التزاق الجفنین" میں ہوتا ہے۔ علاج اور تنقیہ کے بعد، ہر آنکھ میں دو سلائیاں "روغن گلاب خالص" کی لگائیں۔ علاج کے وقت آنکھوں کو دو پٹیوں سے باندھ دیں۔ ایک پٹی چھوٹی ہو جس کو انڈے کی سفیدی میں تر کر کے پلکوں پر رکھا جائے اور تھوڑی دیر چھوڑ دیا جائے، پھر دوسری پٹی اس کے اوپر ہلکی باندھی جائے باندھتے وقت اوپر کی طرف کھینچ کر باندھیں تاکہ آنکھ کھل سکے، یہ دونوں پٹیاں پلکوں کو چپکنے نہ دیں گی۔ روغن گلاب کا استعمال بھی پلکوں کو چمٹ جانے سے روکے گا۔

باب (۱۸)

"شترہ" اور اس کی قسمیں

شترہ، پلک کے سکڑنے کو کہتے ہیں، جس کی وجہ سے پلکیں کماحقہ بند نہ ہوسکیں، یہ مرض، کھوپڑی پر پڑے ہوئے پردہ کی بیماری سے پیدا ہوتا ہے اس کے اندر تشنج کے مانند ایک کیفیت پیدا ہوجاتی ہے، گاہ شترہ پلکوں کے اچھی طرح بند نہ ہونے کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ کیوں کہ جب قوتِ ماسکہ اوپر یا نیچے کی پلکوں کے امساک میں تغیر پیدا کر دیتی ہے انھیں باہر کی جانب موڑ دیتی ہے تو آنکھوں کے صحت یاب ہونے کے بعد شترہ پیدا ہو جاتا ہے، گاہے یہ مرض، سر یا پیشانی پر ضرب لگنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ خاص طور پر اس وقت جبکہ کوئی چیز سر یا پیشانی کی ہڈی سے نکال لی جاتی ہے۔ بیماری سے آنکھوں کے صحت یاب ہونے کے بعد بطور تشنج یہ مرض لاحق ہوتا ہے۔

اگر شترہ پردہ کے مزاج کی تبدیلی سے ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ تضمید اور ترطیب کریں، سر پر مرطب روغنیات جیسے روغن نیلوفر یا روغن بنفشہ کی مالش کریں غذا کی اصلاح اس طرح کریں کہ اس سے مزاج کے اندر رطوبت اور نرمی پیدا ہو، بعض اوقات مرطب اور ملین روغنیات بھی ناک میں ٹپکائے جائیں۔

اگر شترہ سوءِ امساک کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ آنکھوں کو غور سے دیکھیں کہ طبقۂ ملتحمہ کے کون سے مقام سے پلکوں کی جڑیں چمٹ رہی ہیں، ایسی صورت میں التزاق کو رفع

کریں ، اگر پلکوں کے اندر کوئی چیز گرہ کے مانند بن جائے تو اسے تحلیل کریں۔اس کے لئے "دیاخیلون" یا تر پٹیاں استعمال کی جاسکتی ہیں۔کبھی شترہ پلکوں کے سوء امساک کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے،ایسی صورت میں بالائی پپوٹے کا علاج اس طرح کریں کہ بند کرتے وقت دونوں پپوٹے اندر کی سمت رجوع کریں۔

شترہ جو ضرب یا ہڈی کے نکل آنے کی وجہ سے ہوتا ہے اس کا کوئی علاج نہیں ہے،صرف تلیین اور تمریخ سے کام لیا جاسکتا ہے آنکھوں کو ایسی چیزوں سے بچایا جائے جو اشک آور ہوں مثلاً تیز دوائیں اور دھواں وغیرہ۔

باب (۱۹)

شرناق

شرناق سے مُراد وہ مرض ہے جو پلکوں میں غلظت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اس میں سخت تکلیف ہوتی ہے، حتیٰ کہ بغیر تکلیف کے پلک جھپکائی نہیں جاسکتی، اطباءِ طبیعی اس کا علاج بدن کے استفراغ، غذا کی اصلاح، مزاج کی تعدیل، اور حمام سے کرتے ہیں گرم پانی اور مرطب جڑی بوٹیوں جیسے بابونہ، اکلیل الملک وغیرہ میں جوش دیئے گئے پانی سے پلکوں کی تکمید کرتے ہیں اس طریقہ علاج سے وہ تجاوز نہیں کرتے علاوہ ازیں "باسلیقون اکبر" نامی سُرمہ آنکھوں میں لگاتے ہیں، یہ سُرمہ پلکوں کی سختی دور کرتا ہے، اس کے دیگر بہت سارے فوائد بھی ہیں۔

جراحی مداخلت کرنے والے ماہر اطبا پلکوں کو طولی شگاف دیکر چربی کے مانند ایک شئے نکال دیتے ہیں، یہ چربی سے کسی قدر سخت ہوتی ہے، پھر پلکوں کو اچھی طرح سی دیتے ہیں، سختی اور غلظت زائل ہو جاتی ہے، پلکیں اچھی طرح ہلکی محسوس ہونے لگتی ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ عمل جراحی کرنے والے اطباء قطع و برید سے کام لیتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں، ایسا بھی دیکھا ہے کہ اس طرح علاج کرنے سے پلکوں کے بال جھڑنے لگتے ہیں، اور کچھ بال باقی رہ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ معالج نے قطع و برید کرنے کے سلسلے میں غلطی کی ہے، غلط قطع و برید اور غلط علاج کی وجہ سے انھوں نے اس مقام کو بیحد کمزور کر دیا ہے۔

اطبار کے معالجات مذکور ہو چکے ہیں، دماغ کا تنقیہ کرنے والی چیزیں بھی بیان ہو چکیں، یعنی وہ ساری چیزیں پیش کی جا چکی ہیں جو صلابت کی تحلیل اور بدن کا استفراغ کرتی ہیں، بشرطیکہ اس کے ساتھ عمدہ پرہیز رکھا جائے۔ اور اگر عمدہ پرہیز سے کام لیا جائے تو صلابت کی کون سی بیماری ہے جو رفع نہ ہو جائے۔ ہمارے نزدیک تو سرطان اور خنازیر تک پرہیز سے رفع ہو جاتے ہیں اور مریض تندرست ہو جاتا ہے، پھر پلکوں کی صلابت کیا معنی رکھتی ہے۔ "شرناقین" کے اخراج کا مشورہ ہرگز نہیں دینا چاہئے کیوں کہ فطرت نے اس کو اس کے مقام پر اس لئے بنایا ہے کہ پلکوں کی جڑیں محفوظ رہ سکیں۔ پلکوں کی تقویم اس لئے عمل میں آئی ہے کہ ضرورت کے وقت ایک پلک دوسرے پلک پر اچھی طرح بند ہو سکے۔ جب اسے نکال دیا جائے گا تو پلک اچھی طرح ڈھلک جائیں گی، اس لئے جب آنکھوں کو مضبوطی سے بند کرنے کی ضرورت ہوگی تو پلکوں کے ہلکے پن اور ڈھیلے ہونے کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہوگا۔

مرضِ بوالتین

آنکھوں سے ، تھوڑا تھوڑا پانی کے قطرے جاری ہوں اور بند ہو جائیں تو اس مرض کو" بوالتین " کہتے ہیں ، یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے ، پلکوں کے اندر ابھار کی وجہ سے ان کے اندر غلظت اور دبازت پیدا ہو جاتی ہے ، جب یہ ابھار دوسری پلک یا طبقہ ملتحمہ کو مس کرتا ہے تو آنکھوں میں آنسو بھر جاتے ہیں ، پلک ہلکی اور ابھار کم ہو تو آنسو نہیں آتے اور جب امتلائی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے یا کھاتا پیتا یا جاگتا ہے تو تکلیف بڑھ جاتی ہے۔

اطباء کے نزدیک اس کا علاج یہ ہے کہ استفراغ اور پرہیز سے کام لیں ضماد محلل استعمال کریں گرم پانی سے تکمید کریں ، اور آنکھوں میں ایسے سرمے لگائیں جو اشک آور ہوں اور رطوبتوں کو تحلیل کریں جیسا کہ اوپر اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

مائین اطباء پلک سے اس پردے کو نکال دیتے ہیں جو آنکھ سے متصل طبقہ اور اس جلد کے درمیان ہوتا ہے جو پلک کی سطح پر ہوتی ہے۔ گاہ اس پردہ کی ترطیب کرتے ہیں چنانچہ اس میں رطوبت آجاتی ہے پھر اسے وہ سی دیتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ بوالتین ایسی دو چیزوں کا نام ہے جو بالائی پلک میں دو بلبلوں کے مانند پیدا ہوتی ہیں ، اور پانی سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ یہ بات کسی کتاب میں اس طرح مذکور نہیں ہے جیسا یہ حضرات بیان کرتے ہیں ، بلکہ یہ ایک قسم کا تہبج ہے جو پپوٹوں میں پیدا ہوتا ہے،

یہ جب عرصہ تک باقی رہتا ہے تو اس میں رقیق رطوبت پیدا ہو جاتی ہے، جیسا کہ درون خصیوں، ہاتھوں اور پاؤں میں رقیق رطوبتیں بھر جایا کرتی ہیں، اس کے اندر سوئی چبھوئی جائے تو رقیق رطوبت نکلتی ہے جس میں چکناہٹ ہوتی ہے، اطبار اس کے اندر سے اس باریک پردے کو نکال لیتے ہیں جو مستقلاً گوشت اور عضلات پر ہوتا ہے چنانچہ رطوبت بہنے لگتی ہے، اس طرح وہ پلک کو خراب کر دیتے ہیں اس کی حرکت میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا معالجین کو اس طرح کا عمل کرنے کی اجازت دینا مناسب نہیں ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ استفراغ کے ذریعہ تنقیہ، اور پرہیز ثقیل غذا، نیز طحال و جگر کی اصلاح کے ذریعہ رطوبات جذب کی جائیں۔ معدہ کی تقویت اور اصلاح ہضم پر زور دیا جائے۔ اس طرح مرض جاتا رہے گا، رقیق رطوبات جذب ہو جائیں گی، اور اعضاء کو صحت حاصل ہوگی۔

یہاں ہم آنکھوں کے باب میں اطبار مائین نے جو جو خیانتیں کی ہیں ان سب کا تذکرہ کرنا نہیں چاہیئے، اس بیاض کے اندر ایک مستقل فصل لکھنے کا ارادہ ہے جس میں ہم واضح کریں گے کہ ان حضرات کی حماقتیں کیا کیا ہیں، ان کے صحیح کام کیا ہیں اور فاسد کیا ہیں، ان کی وہ کون سی باتیں ہیں جو واجب العمل ہیں، اور کون سی باتیں من گھڑت ہیں، جہاں ان سے بے نیاز رہنے کی ضرورت ہے، ہم ان کے حق و باطل تمام کاموں کی تشریح کریں گے، اور یہ بتائیں گے کہ کیسی کیسی حماقتیں اختیار کرتے ہیں، ان الفاظ کا بھی تذکرہ کریں گے جنھیں انھوں نے وضع کر دیئے ہیں، اپنی زبان میں امراض کے جو نام وہ مریض کے یہاں لیتے ہیں انھیں بھی لکھیں گے، اور بتائیں گے کہ کیا صحیح ہے کیا غلط ہے۔ نیز کس طرح وہ صحیح پانی کو فلٹر کر کے وہاں دوسرا پانی چڑھا دیتے ہیں اور حماقت کا ارتعاب کرتے ہیں، اس طرح قدح، اخراج حصاۃ اور بواسیر وغیرہ میں بھی ان کی دستکاریوں کا جائزہ لیں گے، تاکہ طبیب کسی ایسے مریض کے پاس پہنچے جہاں ان میں سے کسی نے آکر کچھ کیا ہو تو غلط اور صحیح کی تمیز کر سکے۔

باب (۲۱)

عقدہ اور اس کا علاج

یہ عقدہ (گرہ) اکثر بالائی پپوٹے کی ظاہری کھال کے نیچے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا سبب وہ غلیظ رطوبت ہے جو سر سے اتر کر یہاں منجمد یا غدود کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ یہ حرکت کرتے ہوئے آسانی کے ساتھ اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہے، اس مقام کو غور سے دیکھنا چاہیئے، اگر جلد کے نیچے آنکھ کے طبقہ کے اندر زیادہ دور تک نہیں ہے تو اسے باہر سے نکال لینا چاہیئے، اگر زیادہ اندر ہے تو پلک کو پلٹ کر نکالنا چاہیئے، پھر چباتے ہوئے زیرہ یا آب زیرہ سے گوشہ چشم کی طرف سے اسے بھر دینا چاہیئے۔ اس طرح مرض اسی دن بشرطیکہ معالج ماہر ہو جاتا رہے گا۔

۲۔ یہ پتھر کی طرح سخت ہوتی ہے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتی، اسے نکالنے میں خطرہ ہے، لہذا مرہم داخلیون وغیرہ کے ذریعہ اسے نرم کر کے تحلیل کریں۔ اگر حرکت نہ کرے تو چھوڑ دیں، چھیڑنے کی ضرورت نہیں، یہ گرہ بہت اندر تک اور گہری ہوتی ہے۔

ایک شخص جس کو اس طرح کی سخت قسم کی گرہ لاحق ہوئی تھی، میں نے دیکھا کہ اس کے اوپر کی پلک اندر چلی گئی ہے اور سوراخ پیدا ہو گیا ہے۔ اس طرح بصارت جاتی رہی۔

۳۔ یہ پھیلی ہوئی ہوتی ہے، ظاہری جلد پر اس کا رنگ شہتوت یا بیگن کے رنگ کی طرح نظر آتا

ہے ، اس کی رگیں گہری ہو جاتی ہیں ، اس قسم کو بھی بالکل نہیں چھیڑنا چاہیے ، علاج یہ ہے کہ تھوڑی تھوڑی مدّت سے استفراغ کریں ، اور غلیظ غذاؤں سے پرہیز کرائیں ۔ طبیب "علی صغیر" اسے "توثۂ منبسطہ" کیا کرتا تھا ۔۔۔ وہ مریض کی پلک کو پلٹ کر دیکھتا ، اگر جلد کی سطح کا ظاہری رنگ ، پلک کے نیچے کے رنگ کے مانند ہوتا تو نہیں چھیڑتا اگر اب رنگ نظر نہ آتا تو جلد کے اُوپر صاف ستھری سوئی سے چُبھو دیتا اور اس پر خُشک آگ رکھدیتا جس کی ترکیب گزر چکی ہے ۔ حتیٰ کہ سوئی جب جلد کے اندر "طبقہ" تک پہنچ جاتی تو ہٹا لیتا اور دھو کر تیل لگا دیتا اور اسے کہنہ روئی سے بھر دیتا ، پھر زخم کا علاج کر دیتا ۔ اس میں تقلّص اور تشنج سے بہت کم نجات ملتی ہے ، بالائی پلک میں کوتاہی آجاتی ہے ۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس طرح کے امراض کو نہ چھیڑیں ۔

باب (۲۲)

آنکھوں میں بال اُگنا

کبھی، پلکوں کی جڑوں کے علاوہ دوسری جگہ، زائد بال اُگ آتے ہیں، یہ مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں، اگر پلکوں کے ساتھ ان بالوں کو باہر کی سمت پلٹا یا جائے تو اس وقت تکلیف کا احساس زیادہ نہیں ہلکا ہوتا ہے۔ بعض اطباء قدیم نے ذکر کیا ہے کہ پلکوں پر، بالوں کے مقامات ضرورت سے زیادہ ہوں بال بے محل اُگے ہوں۔ ایسی صورت میں آدمی چاند کو پوری نگاہ سے عام چاند سے نکلنے والی شعاعوں کو اپنی آنکھوں میں ایک ہی ٹکڑا دیکھے گا مگر پلکوں کی جڑیں ضرورت سے زیادہ نہ ہوں اور بال پلکوں کی جڑوں کے ماسوا اُگے ہوں تو چاند کی روشنی سے نکلنے والی شعاعیں متفرق طور پر پھیلی ہوئی، جزء جزء، الگ الگ دھاگوں کی طرح نظر آئیں گی۔ یہی حال چراغ سے نکلنے والی شعاعوں کا بھی ہوتا ہے۔ چراغ کی شعاعیں اس کو ایک قطعہ کی شکل میں نظر آئیں گی جب کہ بال پلکوں پر غیر مقام پر اُگے ہوں اور باہر کی طرف پلٹتے ہوں، اگر بال سیدھے ہوں تو شعاعیں متفرق نظر آئیں گی۔

اگر بال زائد اور آنکھ کے اندر پلٹنے والے ہوں تو بلاشبہ آنکھوں سے آنسو نکلیں گے آنکھوں میں چبھن ہوگی اور بصارت میں رکاوٹ ہوگی اور جب پلکوں کے بال کم ہوں، منتشر ہوں، یا کسی بیماری میں زائل ہو گئے ہوں، تو ایسی صورت میں چاند یا چراغ کی روشنی سے نکلنے والی گرم شعائیں پلکوں
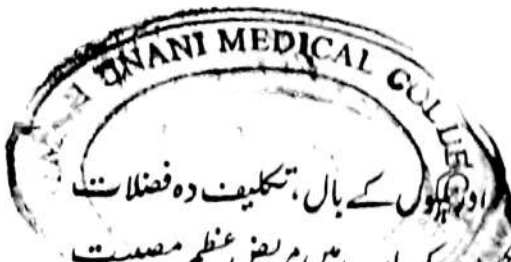
کے بالوں سے متصل نہیں ہوتیں ، اگر یہ متفرق اور پراگندہ ہوں اور پلکوں کے بال، تکلیف دہ فضلات مثلاً مٹی اور گرد وغبار وغیرہ کو دفع کرنے پر قادر نہ ہوں تو آنکھوں کے باب میں مریض عظیم مصیبت سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

عکبری نے ذکر کیا ہے کہ اس نے ایک شخص کو دیکھا جس کی پلکوں کے بالوں میں نقص تھا اس کے سامنے بجلی چمکی تو بینائی جاتی رہی۔

بالوں کی کمی بیشی کا تذکرہ چھڑ گیا ہے کمی بیشی اور بالوں کے بے محل کا سبب بھی بیان کریں گے۔

بدن پر بالوں کی حکمت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت نے بعض بالوں کو صرف زینت کے لئے پیدا کیا ہے ، ان سے کوئی فائدہ نہیں ہے ، بعض بال فائدے کے لئے اُگائے ہیں ، ان سے کوئی زیب وزینت حاصل نہیں ہوتی ، بعض بالوں سے منفعت بھی حاصل ہوتی ہے اور زینت بھی ، بعض قوت ، اور مادہ کے اعتبار سے اُگتے ہیں ، اس کی مثال اس سرزمین سے دی گئی ہے جہاں پانی پھیلا ہوا ہو اور سورج بھی خوب چمکتا ہو اس سے لازمی طور پر / نباتات کی کثرت ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ وہ بال جو آنکھوں میں پلکوں کے سوا دوسری جگہ اُگ آتے ہیں ، اس کی علت فاضل رطوبت اور فاضل خون ہے جو سر سے پلکوں کی سمت اُتر آتا ہے ، یا کسی دوسرے عضو سے آکر وہاں جمع ہو جاتا ہے اس پر حرارت میں اضافہ ہو جاتا ہے تو اس مقام پر بے ترتیب بال پیدا ہونے لگتے ہیں ، ہر فاضل مادہ جو اعضاء کی طرف اترے اور ان میں حرارت بڑھ جائے تو طبیعت اور فطرت سے یہ ایک خارج شئی تصور ہوگا اور عضو پر وبال ہوگا ، جیسے گردوں میں ریت مثانہ میں پتھری یا آنتوں میں کیڑوں کا پیدا ہونا ، جلد میں خارش کا ہونا ، اس طرح غیر مقامات پر بالوں کی پیدائش کا حال بھی ہے۔

علاج یہ ہے کہ مریض کے مزاج میں اعتدال پیدا کیا جائے ، اگر مرض آنکھ میں ہے تو علاج ، تعدیل مزاج کے بعد ہی ممکن ہے ، مزاج میں اعتدال پیدا ہونے کے بعد دوا اور فصد کے ذریعہ استفراغ کر کے ، فاضل مواد سے بدن اور سر کا تنقیہ کریں غذا کی کمی پر اکتفاء کریں لطیف غذائیں استعمال کریں ، طالقون کے ذریعہ بالوں کو اکھاڑیں ، بعض اطباء قدیم نے " طالقون " کی یہ خاصیت بیان کی ہے کہ جب اس کے ذریعہ زائد بالوں کو اکھاڑا جائے تو بال نہیں اُگتے۔ بالوں کو اکھاڑنے کے بعد حسب ذیل سُرمہ لگائیں :-

رد ستنج جو طالقون سے بنایا گیا ہو۔ لوہچوں یا دز ہر ایک ملمع پتھر جو آئینوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔

ابو ماہر نے کہا ہے کہ تانبہ اس پتھر کے تمام مقام ہے، پتھر کو جلاکر کوٹ پیس کر اس میں مذکورہ روسنجخ، لودچوں، کشتۂ پوست بیضۂ مرغ، صدف سوختہ، توتیا، سرمہ ہم وزن اچھی طرح باریک پیس کر ریشم کے کپڑے سے چھان لیں، اور آنکھوں میں بطور سرمہ استعمال کریں۔

بعض متقدمین نے کہا ہے کہ جب بالوں کو اکھاڑ کر " مارالمازن " یعنی بیض النمل کا سرمہ لگا یا جائے تو پھر بال نہیں اُگتے۔

بعضوں نے کہا ہے کہ شہد کی مکھی اور زنبور کے بچے جو گھو نسلے میں زرد رقیق شکل میں ہوتے ہیں۔ ان کا پانی بال نکالنے کے بعد آنکھوں میں لگائیں تو پھر بال نہیں اُگتے۔

بعضوں نے کہا ہے کہ پروں کو جلاکر، پر زیادہ طاقتور ہوتے ہیں، اور زعفران کے ساتھ گھس کر بطور سرمہ لگایا جائے تو بال نہیں اُگتے۔

یہ تمام ادویہ ہمارے یہاں مستعمل نہیں ہیں، ہم " کحل التوبال " استعمال کرتے ہیں ـــــ دستکاری اور لوہے کا علاج یہ ہے کہ ایک ایک بال کو اکھاڑ کر اس کی جڑ کو باریک گرم سوئی کی نوک سے جو تیز نہ ہو، داغ دیں۔ اس طرح یہاں دوسرا بال نہیں اُگے گا، اس طرح ایک ایک کرکے سارے بالوں کو اکھاڑ دیں۔ اگر بال لمبے ہوں اور آنکھوں سے نکالنا ممکن ہو تو انھیں نکالنے کی تدبیر یہ ہے کہ ایک باریک سوئی لیں، پلکوں کے دونوں کنارے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے پکڑ کر ملیں اور حرکت دیں تاکہ خون اس مقام سے ہٹ جائے، پھر پلک کے اندر سوئی داخل کرکے ایک ایک بال نکال لیں۔ اس طرح آنکھیں چھبن اور آنسو آلود ہونے سے محفوظ رہیں گی، مگر یہ ضروری ہے کہ آنکھوں کے اندر گڈھا پڑنے اور پلکوں کو متورم ہونے سے بچانے کے لئے حسبِ ذیل سرمہ استعمال کریں۔

توتیا ہندی، حضض، مرواریپں، کحل سلودی، صمغ عربی، کتیرا، اقلیمیائے فضہ، کفِ دریا، شادنج عدسی۔

ان تمام ادویہ کو ہم وزن ۳۵ گرام کی مقدار میں لے کر اس پر ۲۵۰ ملی گرام کافور ڈالیں۔ اسی حساب سے کافور میں کمی بیشی کریں، مریض کو پرہیز کرائیں ماءالشعیر دیں، طبیعت کے موافق ادویہ سے استفراغ کریں، فصد کھولیں بشرطیکہ قوت ساتھ دے۔

سوئی کے ذریعہ اسے خارج کرنے سے بچنا چاہتا ہوں اور یہ ممکن ہو کہ کثیرا یا صمغ عربی یا راقینج یا ان سب کے ذریعہ بالوں کو چمٹا دیا جائے تو ایسا ہی کریں، بعض لوگ مضبوطی کی غرض

سے ، سریشں کے دریعہ چپٹانے کا کام لیتے ہیں۔ یہ ان بالوں کے لئے ہے جو پلکوں کے بالوں کے قریب اُگ آئے ہوں ، باقی وہ بال جو پلکوں کے درمیان ہوں یا بالکل نرم و ملائم ہوں ، وہ نرم ہونے کے باعث اوزار سے بھی نہیں پکڑے جا سکتے اور کمزوری کے وجہ سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ انہیں اکھاڑنے کی ضرورت نہیں یہ استفراغ اور پرہیز سے جاتے رہتے ہیں ــــ بعض جراح پلکوں کے نیچے ہیں اُگنے والے بالوں کو/ لوہے کے اوزار سے نکال دیتے ہیں۔ پھر وہاں بال نہیں اُگتے کیوں کہ اب وہ مقام بال اُگنے کے قابل نہیں رہتا۔

اگر پلکوں کے بال نرم و نازک ہوں اور وہاں نتف (اکھاڑنے) اور کیَ (داغ دینے) کا علاج ممکن نہ ہو نہ بالوں کو نکالا جا سکتا ہو نہ انہیں چپکایا جا سکتا ہو تو آنکھ کی تشمیر بایں طور پر کریں کہ پلکوں کے بالوں کے کنارے زیادہ مقدار میں اور بالائی پلک کا کنارہ کم مقدار میں لے کر اسے دیں سیتے وقت پلکوں کی جڑوں کو باہر کی طرف موڑ دیں ، اس طرح پلٹ کر پلک چھوٹی ہو جائے گی ، نہ بال اکھاڑیں ، نہ آنسو جاری کریں ۔ البتہ حلقہ چشم سے جب ہواؤں کا تصادم ہوگا تو بصارت میں ضعف پیدا ہو جائے گا۔ لہذا یہ عمل صرف ضرورت کے وقت ہی کرنا چاہیئے۔

باب (۲۳)

طرفہ اور اس کا علاج

اطباء نے اسے آنکھوں کے اندر پیدا ہونے والے طرفہ (نقطۂ خون) سے اخذ کیا ہے جس کی وجہ سے طبقۂ ملتحمہ سرخ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے طبقۂ ملتحمہ کی ساری ہی سرخی کو "طرفہ" کہدیا ہے ورنہ طرفہ حقیقت میں "تھپڑ" کو کہتے ہیں۔

اس کے تین اسباب ہیں۔

(۱) آنکھوں کو کوئی صدمہ، حزب یا کسی سنگریزہ کی چوٹ پہنچے جس سے طبقۂ ملتحمہ کی باریک رگیں پھول جائیں اور اس کی سطح پر خون جاری ہو کر بالائی غشاء کے نیچے جم جائے۔

(۲) دوسرا سبب، سر یا کسی اور عضو سے خون بہہ کر آنکھ کی طرف آئے اور اس کی وجہ سے طبقۂ ملتحمہ سرخ ہو جائے۔

(۳) تیسرا سبب۔ طبقۂ مشیمیہ کی کچھ رگوں سے خون بہہ کر طبقۂ ملتحمہ کی سمت آجائے، یہ رگیں دونوں طبقات کے درمیان مشترک ہوتی ہیں۔ یہی قسم زیادہ خطرناک ہے، اس کا علاج زیادہ یہی قسم زیادہ خطرناک ہے، اس کا علاج زیادہ مشکل اور طویل ہے۔ ایک طبیب کے لئے مناسب نہیں کہ وہ طرفہ کے تعلق سے سہل انگاری سے کام لے۔ کیوں کہ بعض وقت یہ خون جم کر پتھر کے مانند سخت ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ہرگز تحلیل نہیں ہوتا۔ اس کی صورت ایک تل کی طرح اور بدشکل نظر آتی ہے، یہ بعض

اوقات زخم پیدا کر دیتا ہے، جو دوسرے طبقات میں پھیل جاتا ہے۔

طرفہ کا علاج :- دوا اور فصد کے ذریعہ استفراغ کریں، قوت برداشت ہو تو ایارجات اور حب شبیار کے ذریعہ استفراغ کریں، اس کے لئے ادویہ منقیہ دماغ کے لئے ایسی دواؤں کا انتخاب کریں جو مریض کے مزاج کے موافق ہوں، لیکن بہتر یہ ہے کہ تین چار یا پانچ خوراکوں کے ذریعہ استفراغ کا عمل پورا کریں، اس طرح خلاء اور ملاء جو بھی صورت ہوگی اس کا استفراغ ہو جائے گا۔ اسے "استفراغ بالعرض" کہتے ہیں، ایسا اس لئے ہے کہ بدن کے زیریں حصّوں کا استفراغ کیا جاتا ہے تو سر کے کچھ حصّہ کا امتلاء نیچے کی طرف آتا ہے۔ اسی طرح بدن کا جس قدر استفراغ ہوتا ہے اسی قدر آہستہ آہستہ سر کا امتلاء دور ہوتا رہتا ہے، حتیٰ کہ پورے سر کا تنقیہ ہو جاتا ہے۔

فصد اولاً "رگ قیفال" پھر "رگ اکحل" بعد ازاں "رگ باسلیق" کی فصد کھولی جائے بشرطیکہ مرض کا زائل ہونا دشوار ہو، خاص طور پر اس وقت جب کہ طبقۂ شبکیہ سے خون کی آمد سے طرفہ لاحق ہوا ہو۔

اگر مریض کا مزاج گرم ہو تو اعتدال پر لائیں سکون پیدا کرنے کے لئے ماءالشعیر دیں ـــ آشوب چشم ہو تو مریض کو حسب ذیل شیاف استعمال کرائیں :-

"قیموںیا مغسول : ۷گرام، گل ارمنی خالص : ۷گرام، کشتہ ہڑتال سرخ ۵۰،۱۰ گرام، تخم حلبہ : $\frac{۲}{۳}$ گرام "۔

اچھی طرح باریک پیس کر، چوزے کے خون میں گوندھیں اور مسور کی دال کے برابر چوڑے چوڑے شیافات بنالیں، اور پانی سے گھس کر ماؤف آنکھوں میں لگائیں۔ اس کے لئے بارش کا پانی بہتر ہے بہت جلد "مرض طرفہ" دور ہو جائے گا۔

اگر آنکھوں میں طرفہ کے ساتھ آشوب چشم بھی ہو تو اولاً آشوب کا، پھر طرفہ کا علاج کریں۔

بعض اوقات مریض طرفہ کا، آب حلبہ (میتھی کا پانی) سے علاج کیا جاتا ہے۔ آب حلبہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ تخم حلبہ خوب پکالیں۔ پھر پانی صاف کرکے اس کے اندر صمغ صنوبر کے سوا کوئی بھی گوند شامل کرلیں اور آہستہ سے آنکھوں میں لگائیں۔

کبھی گل ارمنی (سرکہ شراب) کے ساتھ ایک کپڑے سے صاف کرکے، تھوڑا عرق گلاب اور عرق عصاالراعی شامل کرکے اور آنکھوں میں ٹپکایا جاتا ہے۔

بعض اوقات شیر بز (بھیڑ کے دودھ میں نہیں) چوزہ اور فاختہ جیسے پرندوں کا تھوڑا خون

شامل کر لیتے ہیں، سب سے بہتر چوزہ کا خون ہوتا ہے/لیکن چوزہ کا ہر خون اچھا نہیں ہوتا، ذبیحہ کا خون، البتہ پرندوں کے بازوؤں کا خون آنکھ کو خراب اور روشنی کو تاریک کر دیتا ہے۔

اس غرض کے لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ بازوؤں کی چھوٹی چھوٹی رگوں کی فصد کھولیں اور یہ خون گرم ہوتا ہے، اسے آنکھ میں ٹپکائیں، روئی میں بھگو کر کچھ دیر پلکوں کے اُوپر رکھیں۔ طرفہ کے علاج کا سب سے مجرب نسخہ یہ ہے کہ چُوزہ کے بازوؤں سے تر پروں کو حاصل کریں یہ نیچے کی جانب ہوتے ہیں اور انھیں آنکھوں میں نچوڑیں۔ بعض دفعہ فوری شفا حاصل ہو جاتی ہے۔

اس سلسلہ میں ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ بصری جہازوں میں سفر کرنے والے حضرات اشنان اخفر اور کھاری مچھلی ایک ہانڈی میں رکھکر اوپر سے پانی سرکہ اور تھوڑا تیل ڈال دیتے ہیں پھر نیچے سے آگ روشن کر دیتے ہیں۔ جوش کھاکر ہانڈی سے جب بخارات اُٹھنے لگتے ہیں تو مریض کو ان بخارات پر سر جُھکا کر آنکھیں کھول دینے کا حکم دیتے ہیں۔ تاکہ آنکھوں سے بخارات ٹکرائیں اور آنسو جاری ہو جائے۔ اس طرح مرض کا فوری ازالہ ہو جاتا ہے گاہ اس ترکیب کا اعادہ کرنا پڑتا ہے۔

اگر دوا اور فصد سے استفراغ کے بعد، حسبِ ذیل علاج کیا جائے تو اس کی ضرورت نہیں پڑتی وہ علاج یہ ہے کہ پیٹھ کی ہڈی اور دونوں شانوں کے درمیان مریض کو پچھنہ لگائیں اس کا بہت اچھا اثر ہوتا ہے

بصرہ میں ایک شخص طرفہ کے لئے ہلیلہ زرد کو آب حلبہ کے ساتھ گھس کر آنکھوں میں لگایا کرتا تھا۔ میں نے اس سلسلہ میں گفتگو کی تو اس نے کہا کناش قسطنطین میں جو سریانی زبان میں ہے اس نے یہ علاج دیکھا ہے، میں نے نتیجہ اخذ کیا کہ ہلیلہ زرد ہمراہ حلبہ طبقہ ملتحمہ کو نچوڑ کر خون زائل کر دیتا ہے، آنسو نکلنے لگتے ہیں اور آنکھوں میں جلا آجاتی ہے۔ ورنہ آنکھوں کے علاج میں ہلیلہ کا مفید ہونا مجھے معلوم نہیں ہے

باب (۲۴)

پلک کے بال جھڑنا

اس کے چار اسباب ہیں :

۱۔ تغذیہ کی خرابی بایں صورت کہ جس فضلا سے بال غذا حاصل کرتا ہے وہ فاسد الکیفیت ، چرپری اور لاذع رہنے والا ہو جائے جیسے کھاری یا سمندری پانی سے پودے مُرجھا کر جل جاتے ہیں۔

۲۔ بالوں کو رطوبت غذائیہ کا نہ پہنچنا ، جیسے پودے پانی نہ پاکر سُوکھ جاتے ہیں۔

۳۔ غذا کی کثرت ، اور ضرورت سے زیادہ رطوبت ، جیسے پودوں کو زیادہ پانی پہنچایا جائے تو کمزور ہو جاتے ہیں اور پتے جھڑنے لگتے ہیں۔

۴۔ تغذیہ کے اندر کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے۔ اس مرض کو "داء الثعلب" کہتے ہیں ، اس کا سبب یہ ہے کہ رطوبت میں غلظت پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ بالوں تک پہنچنے سے عضو کے اندر چپک کر رہ جاتی ہے ، یا کوئی دوسری خلط عضو میں رکاوٹ بن کر بالوں کو بڑھنے نہ دے۔ بالوں کے جھڑنے کے یہی اسباب ہیں۔

اب ہم رطوبت کے فساد اور خرابی کا علاج پیش کریں گے :۔

طبیب کو چاہیے ' ان علامتوں پر غور کرے جو کسی خلط کے دوسری خلطوں پر غالب ہونے

کی دلیل ہوتی ہیں، اگر وہ حرّیف (چرپری) ہوگئی ہو، تو یقین کرے کہ صفراوی رطوبت کے مل جانے سے اس کے اندر حرافت (چرپراپن) اور تیزی آگئی ہے، کیوں کہ جب شیرینی کے ساتھ تلخی مل جاتی ہے تو حریفیت پیدا ہو جاتی ہے، دونوں کی حرارت سے پیاس پیدا ہو جاتی ہے، پھر احتراق (جلنا) کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔

لہٰذا مریض کے بدن کے استفراغ کے لئے، ہمارے نسخہ کے مطابق، مطبوخ افتیمون کے اندر مناسب مقدار میں "حجر لاجورد" حل کیا جائے۔ استفراغ کے بعد اگر مریض میں قوتِ برداشت ہو اور کوئی مانع موجود نہ ہو تو "رگِ باسلیق" اور "صافنین" کی فصد کھولی جائے۔ بعدازاں عُمدہ غذاؤں کے ذریعہ مریض کے مزاج میں اعتدال پیدا کیا جائے، مولد خون غذائیں دی جائیں۔ اس کے بعد آنکھوں میں مندرجہ ذیل سُرمہ استعمال کریں۔

لاذن، لاذمی اسود خوشبودار: ۳½ گرام، لاجورد مغسول: ۷ گرام، ارمنی، یہ لاجورد ہی کی ایک قسم ہے جس میں تیزی سے چھید ہو جاتا ہے اور چرپرے مزہ کا ہوتا ہے ۳½ گرام، چنا سوختہ: ۲ گرام، ـــــ ان تمام چیزوں کو باریک پیس کر صبح و شام بطور سرمہ استعمال کریں۔ اس سے بال اُگ آئیں گے اور جڑوں کو تقویت حاصل ہوگی۔

اور اگر رطوبت کا مزاج تلخی کی جانب مائل ہے حتیٰ کہ تھوک کے اندر بھی تلخی آجائے منہ کے اندر شدید تلخی محسوس ہو تو ایسی صورت میں "خیساندہٗ" صبر" سے بیمار کا استفراغ کریں۔ خیساندہٗ صبر بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ آب کاسنی ۱۰۲۰ گرام اُبال کر صاف کر لیا جائے، پھر ۷ گرام مقل، ۷۰ گرام صبر سقوطری خالص، ۷ مصطگی شامل کریں، ان تمام چیزوں کو کانچ کے برتن میں ڈال کر منہ بند کریں اور دھوپ میں رکھدیں، تین دن کے بعد اس میں سے ۴۰ گرام لے کر اس میں تھوڑا "روغنِ گُل" شامل کریں، خیساندہ صبر تیار ہے) اسے استعمال کریں۔ اس دن کوئی ایسی چیز استعمال نہ کریں جس میں سرکہ یا انگور خام پڑا ہوا یہ نقیع (خیساندہ) متواتر تین دن روزانہ استعمال کریں، اگر استفراغ میں فاضل مادہ نکلنے لگے تو تین دن چھوڑ کر پھر اعادہ کریں، اگر ایسا نہ ہو تو پانچ دنوں تک متواتر استعمال کریں تا آں کہ مادہ کا استفراغ ہو جائے، اسی کے ساتھ شب میں ۷ گرام (اسپغول)، ۵۰۰۷ اگرام روغنِ گُل بھی استعمال کریں۔ روغنِ گلاب مسخّن سے مقعد کی تکمید کریں، پھر مریض کو ماء الشعیر دیں مزاج میں ترطیب کے تدابیر اختیار کریں، ـــــ جب یہ معلوم ہو کہ استفراغ موثر ثابت ہوا ہے اور تلخی دور ہوگئی ہے تو تین دن متواتر آنکھوں میں عورت کا دودھ ڈالیں، گرم پانی سے دن میں

کئی دفعہ آنکھوں کو سینکیں، بعدازاں لاجورد مغسول اور کحل سلوادی، دونوں کو ہم وزن لے کر، دن میں دوبارہ آنکھوں میں لگائیں۔

ان دونوں قسموں کے علاوہ دوسری اقسام جن کے اندر خلط کی کیفیت بدل جاتی ہے، زرد شیرینی یا نلمی وغیرہ ملتی ہے۔ ان سے پلکوں کے بال جھڑتے نہیں ہیں۔

اگر رطوبت غذائی کی قلت سے مرض لاحق ہو تو یہ "داءالثعلب" کی ایک قسم ہے، ایسی صورت میں معالج کو چاہیئے کہ وہ مریض کا استفراغ بالکل نہ کرے بلکہ غذا میں اضافہ کرے غذائیں بھی ایسی دے جو مرطب ہوں؛ خشکی نہ پیدا کریں۔ جماع سے بالکلیہ روک دیں، اگر جسم تغذیہ قبول نہ کرے رطوبت پیدا نہ ہو تو آلاتِ غذائی کے مزاج میں تبدیلی پر غور کرے جگر کی حالت میں تبدیلی کرے کوئی عارض ہو تو دور کرے۔ عضو کو اس کے اصل مزاج پر واپس لے آئے کیوں کہ جب اعضاء صحت منداور اپنی فطرت پر برقرار رہیں گے تو ہضم صحیح ہوگا اور ہضم صحیح ہوگا تو جسم حاصل کر سکے گا۔

تغذیہ کی راہ میں ضروری مقدار کی کمی یا بندشی رکاوٹ ہو تو اسے دور کرے، پھر آنکھوں میں ایسا سُرمہ لگائے جو اشک آور نہ ہو بلکہ بالوں کی جڑوں کی حفاظت کرے تاکہ فاضل مادہ سے جذب ہو سکے۔ مثلاً باسلیقون اور روشنائی وغیرہ۔

اگر بالوں کا جھڑنا رطوبت کی کثرت کی وجہ سے ہو تو بدن کا استفراغ، ایارجات اور سر کا تنقیہ کرنے والے حبوب کے ذریعہ کریں، جیسے حبِ قوقا، صبر حبِ ایارج وغیرہ، جاذب غذائیں مثلاً سوختہ قلیے وغیرہ دیں میوے بالکل نہ دیں مشروبات بھی زیادہ استعمال نہ کریں، کثرتِ جماع سے روکیں، ترک جماع بھی نہ کرے۔ آنکھوں میں ایسا سُرمہ لگائیں جس سے آنسو آئیں، مثلاً کحل دار فلفل اور باسلیقون اکبر اگر مناسب سمجھے ہمارے "روشنائی" کے نسخے میں دار فلفل کا اضافہ کرے، اور ہمیشہ استعمال میں رکھے، اس سے بال نکل آئیں گے اور پلکوں کو تقویت حاصل ہوگی۔

اگر بالوں کا جھڑنا پلکوں میں گاڑھی رطوبت غلیظ کے اجتماع کی وجہ سے ہو، یا کوئی دوسری خلط بالوں کو غذا حاصل کرنے سے روک رہی ہو تو پلکوں کے رنگ پر غور کریں، اگر رنگ سفیدی زردی یا سُرخی مائل ہو یا غبار آلود ہو تو اسی اعتبار سے علاج کریں، جیسا کہ داءالثعلب کے مریض کا علاج کیا جاتا ہے، خلط غالب کا استفراغ کریں جو مرض کا اصل سبب ہے، داءالثعلب کے اقسام اور ان کے علاج کا بیان ہو چکا ہے، بقدر ضرورت استفراغ کے بعد تو حجر ارمنی سرکہ کے ساتھ آنکھوں میں لگائیں بشرطیکہ داءالثعلب قسم کی کوئی بیماری ہو۔ پھر مندرجہ ذیل سُرمہ استعمال کریں جو اس غرض کے لئے سب سے

مفید ہے :۔

حجر ارمنی مذکور، حجر لا جورد ، دونوں کے درمیان معمولی سا فرق ، نرمی تیزی سے ریزہ ریزہ ہونے اور مزہ کے چرپرے پن کا ہے۔ گندھک سوختہ بجری کے کُھر سوختہ کحل سلوی ، حنا سوختہ ہم وزن باریک پیس کر چھان لیں اور آنکھوں میں بطور سُرمہ استعمال کریں۔ بال اُگنا شروع ہو جائیں تو اسی سرمہ کو قدرے عرق بادیان میں بسا کر مکرر پیس لیں ــــ اگر بالوں کی افزائش کسی مقام پر آکر رُک گئی ہو لمبائی عام طور سے کم ہو تو (ذیل کا پت) خفیف سا آنکھوں میں لگائیں۔

اس کی ایک نادر الوقوع قسم وہ زخم ہے جو آگ سے جلنے اور چیچک کے باعث پیدا ہوتا ہے ، اس صُورت میں پلکوں کی جلد دیکھیں کہ تغیر اور جلنے کی وجہ سے مسامات بند ہو گئے ہیں یا نہیں ؟ اگر بند ہو گئے ہوں تو پھر کوئی علاج نہیں ، اگر بند نہ ہوئے ہوں اور جلد نہ جلی ہو تو حسبِ ذیل سُرمہ استعمال کریں :۔

پیاز دشتی جلا کر راکھ ۳.۵۰ گرام۔ فربیون طری : ۶۴ ملی گرام ، خاکستر قیصوم ۳½ گرام ، شادنہ عدسی ۱.۰۵۰ گرام ، گِل ارمنی سوختہ : ۳½ گرام ، ـــــ ان تمام اشیاء کو اچھی طرح پیس کر چھان لیں اور خفیف سا سُرمہ اس طرح لگائیں ، کہ سلائی میں بس اس کی بُو آجائے ، اگر آنکھیں اس سرمہ سے قوی ہو جائیں تو استعمال ترک کر دیں ، اور شیاف ابیض سے تبرید کریں۔ تبرید کے لئے برود بنفشی کا بھی استعمال کریں جس کا ذکر ہو چکا ہے ، لیکن مسامات اور جلد جل چکی ہو تو علاج کی ضرورت نہیں ہے۔

باب (۲۵)

قرحہ (زخم)

طبقات کے امراض میں قرحہ کا کچھ تذکرہ جو اس مقام کے مناسب تھا ہو چکا ہے اب یہاں ہم قرحہ کا اجمالی تذکرہ کریں گے۔

قرحہ آنکھ کے تمام طبقات میں پیدا ہو سکتا ہے، مگر جب طبقہ ملتحمہ، قرنیہ عنبیہ کے سوا دوسرے طبقات میں ہو تو وہ محسوس طور پر ظاہر نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے معالج اسے آشوب چشم سمجھنے لگتا ہے، زمانہ دراز تک اس طرح باقی رہے تو اندر سے ریزش ہونے لگتی ہے، پھر یہ عنبیہ اور قرنیہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اچھی طرح علاج نہ ہو تو آنکھیں خشک ہو جاتی ہیں اور آدمی اندھا ہو جاتا ہے، یہ اس لئے ہوتا ہے کہ طبقہ شبکیہ میں شریانیں اور وریدیں ہوتی ہیں۔ ان کے اندر فاسد خون جمع ہو کر قرحہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے جو قرحہ محسوس طور پر ظاہر نہیں ہوتا اس کے متعلق یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ وہ کس طبقہ میں ہے۔

جب قرحہ بظاہر محسوس ہو تو ایسی ادویہ سے استفراغ کریں جن میں تیزی نہ ہو۔ قیفال کی دونوں رگوں کی فصد کھولیں مریض کے مزاج میں گرمی ہو تو ماء الشعیر دیں اور صبح کو "مزورات" (سادہ شوربے) پر اکتفا کرائیں۔ ابتداء مرض میں آنکھوں کے اندر حسب ذیل "قطور" استعمال کریں:۔

لعاب اسپغول، لعاب بہدانہ، لعاب تخم کنوچہ۔ ایک شیشی میں رکھ کر اوپر سے عورت کا

دودھ ڈالیں، پھر جو متقشر نیمکوب اور جشمیزک نیمکوب کے کچھ دانے ڈالیں۔ بعد ازاں نیم گرم دن میں کئی بار، آنکھوں میں ٹپکائیں۔ پلکوں پر کوئی ہوئی کاسنی کی شاخیں روغن بنفشہ کے ساتھ اُبال کر، رکھیں، پھر مذکورہ لعابوں کو ایک ساتھ پھینٹ کر سوتے وقت پپوٹوں کے اوپر رکھیں۔ قرحہ زائل اور ریزش بند ہو جائے تو شیاف ابیض لگائیں، حتیٰ کہ ریزش بالکل صاف ہو جائے پھر شیاف ابیض پر شیاف ابار ہمارے قرابادینی نسخہ کے مطابق اضافہ کریں، دونوں شیافوں کو انڈے کی سفیدی یا شیر دُختر میں حل کر کے ایک بڑا قطرہ جو گاڑھا موٹا ہو، پتلا، اور باریک نہ ہو، آنکھوں میں ٹپکائیں۔ ریزش اچھی طرح ہونے لگے تو ایک کپڑا عرق گلاب میں تر کر کے مضبوطی سے پٹی باندھ دیں۔ اس موقع پر پٹی کو بڑی اہمیت حاصل ہے، ریزش اور پیپ بند ہو جائے آنکھیں صاف ہو جائیں اصل زخم باقی رہ جائے تو بھی مندرجہ ذیل "ذرور" چھڑکیں :۔

نشاصافی : ۰۵ء۱۰ گرام ہیں، عنزروت جسے گدھی یا عورت کے دودھ میں بسایا گیا ہو : ۷ گرام، سفیدۂ رصاص : ۷ گرام، ــــ سفیدہ آگ میں جلایا ہوا اسے اچھی طرح پیس کر ایک شیاف ابار اور ــــ شیاف ابیض لیں، جو ہمارے نسخہ کے مطابق بنایا گیا ہو، پھر ان دونوں کو انڈے کی سفیدی کے ساتھ خوب گھس لیں، پھر یہ "ذرور" ڈال کر خوب پھینٹ لیں، حتیٰ کہ مرہم کے مانند ہو جائے، بعد ازاں آنکھوں پر استعمال کر کے سو جائیں، دوا اچھی طرح حل ہو جائے تو آنکھیں کھول دیں اور صاف کرلیں۔ بعد ازاں قرحۂ عنبیہ کے بیان میں مذکورہ برود سے تبرید کریں۔ جب زخم مندمل ہو جائے مگر اصل باقی رہے تو آنکھوں میں "باسلیقون" اور "روشنائی" کا استعمال مسلسل رکھیں، مزاج کی حفاظت کریں تاکہ آنکھیں متاثر نہ ہوں، مذکورہ سُرمہ کے استعمال میں غفلت سے کام نہ لیں، کیوں کہ اگر زخم کی جڑیں علاج کے بغیر رہ جائیں جالی سُرمہ استعمال نہ کیا جائے تو سیاہی، سفیدی سے بدل سکتی ہے، اور معاملہ آگے بڑھ سکتا ہے، یہ قرحہ کا اجمالی علاج ہے، علاج کے سلسلے میں کمی بیشی، قرحہ کی کمی بیشی کے لحاظ سے کی جاسکتی ہے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ زخم اچھا ہو بلکہ آنکھیں ایسی صُورت میں سفید ہو جاتی ہیں۔

اگر قرحہ (زخم) تیز خلط کی وجہ سے ہو اور مندمل نہ ہوتا ہو، بلکہ پھیل رہا ہو تو ریزش (پیپ وغیرہ) کے نکلنے کے ساتھ ہی انزروت مربی آنکھوں میں لگائیں تاکہ ریزش کو جذب اور پیپ کو خارج کردے، پھر مندرجہ ذیل "قطور" استعمال کریں مُرغی کے پیر آگ میں جلا کر باریک پیس لیں۔ رسوت، عنزروت مربی، اقاقیہ، ہم وزن پیس کر سب کو یکجا کرلیں اور مندرجہ ذیل آبیات میں شامل کریں :ــ آب عصا الراعی : ایک جز، لعاب اسپغول : ایک جز، شیر دختر : ایک جز،

اس کے اندر مذکورہ ذرور ملاکر خوب پھینٹیں حتیٰ کہ نرم ہو جائے، پھر آنکھوں میں ٹپکائیں۔ اس طرح بار بار ٹپکانے کے بعد صاف کریں اور پھر برود کے ذریعہ ٹھنڈا کریں۔

قرحۂ چشم کا علاج عجلت میں ایسے سُرمہ سے کرنا جو بہاکر پیپ خارج کر دے آنکھوں کو خراب کر دیتا ہے۔ اس کے لئے انضاج ضروری ہے۔ مواد پختہ ہو جانے کے بعد مذکورہ سُرمہ لگانا مُفید ہوتا ہے۔ یہ مواد کو چوس کر صاف کر دے گا۔ بعد ازاں اندمال کے لئے سرمہ لگائیں ٹھیک اسی ترتیب کے مطابق جس کا تذکرہ اُوپر ہم کر چکے ہیں۔

گاہ مندمل نہ ہونے کی صورت میں حسبِ ذیل سُرمہ استعمال کرتے ہیں۔

ہڑتال ایک جزء، صمغ عربی ایک جزء، دم الاخوین ایک جزء، کندر ذکر ایک جزء باریک پیس لیں، اور مجموعہ وزن کا چوتھائی حصّہ زعفران شامل کرکے آنکھوں میں ہلکا سُرمہ لگائیں۔

گاہ مذکورہ ذرور کو آب انگور خام میں بسا لیتے ہیں، جب اندمال میں تاخیر ہوتی ہے تو اُسے قرحہ کے آخری علاج کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اس سے جب بھی آنکھوں کے اندر سُوراخ ہونے لگے موقوف کر دیں اور کچھ دنوں آرام کے بعد اعادہ کریں اور آنکھیں اسی ذرور کی متحمل نہ ہوں تو اس کی جگہ شیاف ابار بہ اضافہ رصاص سوختہ استعمال کریں۔ رصاص کو گندھک کے ذریعہ نہیں بلکہ آتش کے ذریعہ لوہے کی ہانڈی میں سوختہ کیا گیا ہو۔ جیساکہ ہم رصاص سوختہ کی ترکیب میں واضح کر چکے ہیں۔

اب ہم قرحہ اور اس کے علاج کے بارے میں ایک کلّیہ پیش کریں گے، تاکہ بپہچان زخم کا علاج کیا جاسکے، اس کی اکثر و بیشتر قسمیں آنکھ کے طبقات اور ان کے امراض کے بیان میں گزر چکی ہیں

زخم کا فساد، بہتری سطحیت اور گہرائی تین باتوں سے پہچانا جاسکتا ہے۔

(۱) آنسو نہ بہتے ہوں، آنکھیں بہت سرخ ہوں، بند نہ ہوتی ہوں۔ سخت تکلیف اور درد ہو مگر زخم نظر نہ آتا ہو یہ اس بات کی علامت ہے کہ زخم گہرا اور بیحد خراب ہو چکا ہے۔

(۲) آنکھ صحیح سالم ہو، آنسو کم بہتے ہوں، آنکھیں بند کرنا ممکن ہو، بے چینی اور تکلیف کم ہو یہ اس بات کی علامت ہے کہ زخم گہرا اور خطرناک نہیں ہے۔ یہ دونوں صورتیں نفس زخم اور اس کے اعراض کی ہیں، تیسری علامت زخم کے مقام سے ماخوذ ہے۔

(۳) زخم جو سیاہی سے سفیدی کی طرف نکلے خطرناک نہیں ہوتا کیوں کہ آنکھوں سے دور ہوتا ہے، مگر جو زخم سفیدی سے سیاہی کی طرف آئے ہوں وہ بہت بُرا ہے کیوں کہ آنکھ کی پتلی سے

قریب ہوتا ہے ، اور جو زخم پتلی کے سامنے ظاہر ہو وہ انتہائی خراب ہوتا ہے ، یہ زخم آنکھوں کو سفیدی سے ڈھانک لیتا ہے کیوں کہ ایسی صورت میں آنسو نکلتے ہیں مریض اچھی طرح آنکھیں کھول نہیں سکتا آنکھیں دیر تک بند رہتی ہیں، یہ انتہائی خطرناک صورت حال ہے ۔

قرحہ کی ایک قسم نادر الوقوع ہے جو مضر اشیاء استعمال کرنے والوں کی آنکھوں میں لاحق ہوتی ہے ، اسے "ذات العروق" کہتے ہیں یہ قرحہ آنکھ کے کسی مقام پر پیدا ہو سکتا ہے ، پیدا ہونے کے بعد عروق اور شاخیں کھل کر جال سا معلوم ہونے لگتی ہیں ۔ اس قرحہ میں کسی کی آنکھ درست ہوتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا کیوں کہ زخم آنکھوں کے اکثر و بیشتر طبقات تک سرایت کر جاتا ہے مادہ طبقہ شبکیہ میں ہوتا ہے ۔ اچھے ہو جانے پر بصارت جاتی رہتی ہے ۔

قرحوں (زخموں) کا علاج

ابتدا میں عام اصول کے مطابق استفراغ کریں استفراغ کی ابتداء فصد اور ادویہ منقیۂ دماغ سے کی جائے ، تبخیر پیدا کرنے والی اور کثیر التغذیہ اشیاء سے پرہیز کرائیں ۔ پہاڑی پرندوں پر جن میں غذائیت کم ہوتی ہے مثلاً تیتھو اور ان میں بھی ان پرندوں پر اکتفا کیا جائے جو پہلے پر کے بعد نکال چکے ہوں ، اور اگر پر نکالنے کا موسم نہ ہو تو ان پرندوں کو دوڑا کر سرد پانی میں ذبح کیا جائے ، پھر اسے بادصبا کی زد پر لٹکا دیا جائے تاکہ ترطیب اور دوسرے پر نکالنے کا فائدہ حاصل ہو جاتا اس کے بعد منضج سرمہ مثلاً لعاب تخم مرد ، لعاب حلبہ ، لعاب بہی جس کو انڈے کی زردی میں پھینٹ لیا گیا ہو نیز کاسنی کی شاخیں قدرے خطمی ابیض کے ساتھ تیل میں جوش دے کر انڈے کی زردی کے ساتھ پھینٹ لیں تاکہ مرہم کے مانند ہو جائے ، پھر تمام رات پپوٹوں پر ضماد کریں ، جب زخم پک جائے اور پیپ خارج ہونے لگے تو شیاف آبار

شیاف ابیض اور ذرور عنزروت استعمال کریں تاکہ آنکھیں پیپ سے صاف ہو جائیں ، پھر شیاف ابار اور شیاف کندر ، اور مذکورہ ذرور جس میں سفیدہ رصاص سوختہ بہ آتش ڈالا گیا ہو استعمال کریں بعد ازاں ہڑتال ، کندر ، اقاقیا اور عنزروت سے بنا ہوا سرمہ لگائیں ، زخم میل آلود ہو تو آب حلبہ آنکھوں میں ٹپکائیں جو کسی قدر شہد کے ساتھ پکا لیا گیا ہو ، اور خاکستر کتان بطور سرمہ استعمال کریں ۔ اس سے میل صاف ہو جائے گا ۔

میل ان رطوبتوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو سر سے آنکھوں کی طرف بہہ کر آتی ،

اور زخم میں رُک جاتی ہیں ، اس کی وجہ سے زخم بھرنے نہیں پاتا ، زخم کا اندمال پیش نظر ہو تو دم الاخوین ، عنزروت ، مامیران وغیرہ کا سُرمہ لگائیں ، تکلیف بڑھ جائے تو آنکھوں میں عورت کے پستان سے دودھ نچوڑیں ، قبل ازیں مریض کو ماءالشعیر دیں اور شوربے استعمال کرائیں ، زخم بھرنے لگے تو قابض سُرمہ استعمال کریں مثلاً اقلیمیا ، رامک ، توتیا جن کو اب انگور خام میں بسایا گیا ہو۔

مذکورہ تدبیریں زخم کے کلّی اور اجمالی علاج کی ہیں ، طبیب اس سے جدید معالجات کا استخراج کرسکتا ہے ۔

باب (۲۶)

سفیدئ چشم

آنکھوں میں پیدا ہونے والی سفیدی تین طرح کی ہوتی ہے۔

(۱) سفیدی جو زخم کے بعد پیدا ہو، زیادہ عرصہ تک پپوٹے بند رہنے اور فاسد مواد آنے سے یہ سفیدی پیدا ہوجاتی ہے۔

(۲) سفیدی جو آشوب چشم کے بعد پیدا ہو، گو زخم موجود نہ ہو، اس کے اسباب علاج کی خرابی طبقاتِ چشم میں تکلیف، آنکھوں کا زیادہ عرصہ تک بند رہنا، سلائیوں سے ان پر ضرب لگنا، ذرور چھڑکنے کے بعد آنکھوں کو سختی سے باندھنا وغیرہ داخل ہیں۔

(۳) وہ سفیدی جو/ درد شقیقہ یا صداع مولم کے بعد پیدا ہو اس میں آنکھیں بند کرنے اور کھولنے میں سخت تکلیف ہوتی، حرکت کی خرابی سے آنکھوں کے فاضل مواد باہر نکل آتے ہیں۔

زخم کے بعد پیدا ہونے والی سفیدی کی قسمیں اور اس کے مختلف اسباب معلوم ہو چکے ہیں۔ زخم ٹھیک ہوجانے کے بعد سفیدی ظاہر ہو تو بلا تاخیر اس کا علاج سُرمہ سے کریں، کیوں کہ سفیدی کی دواؤں میں حدّت ہوتی ہے اور حدّت بعض اوقات، زخم توڑ دیتی ہے، اس لئے زخم کو ایک عرصہ تک اسی طرح چھوڑ دینا چاہیئے، تاکہ سفیدی مستحکم ہوجائے، خاص طور پر اس صورت میں جبکہ زخم آنکھ کے حدقہ سے اٹھا ہوا ہو جب ایک عرصہ گزر جائے اور اصل زخم کے ٹوٹنے کا اندیشہ باقی نہ

رہے توسفیدی کے علاج کے لئے اس سُرمہ کا استعمال کرنا چاہیئے جس کو "حزم صغیر" کہتے ہیں۔

حزم صغیر "حزم صغیر" بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پوست بیضہ آب شیریں کے اندر دھوپ میں رکھدیں اور منہ بند کردیں، جب پانی میں بدبو اور سیاہی آجائے تو اسے پھینک دیں پوست دھوکر صاف کرلیں اور دوبارہ پانی کے ساتھ دھوپ میں رکھ دیں، یہی عمل دہراتے رہیں۔ حتیٰ کہ دھوپ میں رکھنے کے بعد پھر بدبو اور تغیر پیدا نہ ہو، جب یہ کیفیت ہو جائے تو دھوپ میں سکھالیں پھر خوب پیس کر، کئی دفعہ ریشم کے کپڑے سے چھان لیں اور آنکھوں میں بطور سُرمہ استعمال کریں، اس سے وہ سفیدی جاتی رہے گی جو زخم کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ بعض اطباء بصرہ اس "حزم" میں شکر کا بھی اضافہ کرتے ہیں تاکہ نظر میں جلا پیدا ہو، بعض اطباء پُرانی دیواروں میں پائی جانے والی بالنس کی گرہیں اس نسخہ میں بڑھا دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ حکیم جیورجس مدائن کے دوستوں کو خطوط لکھ کر کسری کی شہر پناہوں میں پائے جانے والے کہنہ بالنس کی گرہیں طلب کیا کرتا تھا۔

ان گرہوں کو کئی دفعہ باریک پیس کر چھان لیں اور "حزم صغیر" میں شامل کریں "حزم کبیر" بھی اس مرض کو دور کرتا ہے، مگر حزم کبیر کے استعمال کے لئے آنکھ کے مزاج کی حفاظت بہت ضروری ہے، بے اعتنائی نہ برتیں نہایت نرمی اور سلیقہ سے دوا استعمال کریں، استعمال کے بعد آنکھوں کے اندر ہیجان یا جوش پیدا ہو تو دوا بند کردیں۔

"حزم کبیر" کا نسخہ پوست بیضہ مُرغ مدبر، گرہ بالنس مدبر، خاکستر صدف (چاہے جو بھی ہو موتی کا صدف بہتر ہے)، سنگ، کف دریا، بعر الصید الدھنج، اقلیمائے ذہب، اقلیمیائے فضہ، شادنج عدسی، شادنج کو حجر الدم بھی کہتے ہیں، خاکستر پر گدہ، ہم وزن لیں اور ان کا ۱/۴ حجر مس اور ۱/۲ شیرزق اہوازی جسے حجر مس اور شیر خفاش بھی کہتے ہیں۔ بعضوں کے مطابق یہ کوئی پتہ ہوتا ہے شامل کرکے اچھی طرح کوٹ پیس کر ریشم کے کپڑے سے چھان لیں پھر ہاون دستہ میں کوٹ کر دوبارہ چھان لیں حتیٰ کہ نرم ہو جائیں۔ اس کے بعد ایک بار بطور سُرمہ اور ایک بار بطور ذرور استعمال کریں۔ بطور ذرور استعمال کرنے کی صورت میں، آنکھ پر آہستگی کے ساتھ پٹی باندھ دی جائے۔ یہ عمل بعد از زخم پیدا ہونے والی سفیدی کو اس حد تک دور کر دیتا ہے کہ سفید نشان کو دور کردیتا ہے جو زخم کے بعد پیدا ہو حتیٰ کہ زخم تک غائب ہو جاتا ہے ــــ زخم کے ازالہ اثر کی امید نہیں ہوتی۔ جیسا کہ چیچک کے نشانات زائل نہیں ہوتے۔ اس طرح سفیدی جو چیچک کے زخم کے بعد پیدا ہوتی ہے وہ بھی اس علاج سے نشان زخم کی حد تک زائل ہو جاتی

ہے تمام سفیدیاں ———— جو بغیر زخم کے پیدا ہوتی ہیں اس علاج سے ایک ہی دفعہ میں زائل ہوجاتی ہیں۔

سفیدی کا جو سبب بھی ہو اس کا علاج یہ ہے کہ سبب کا ازالہ کیا جائے علی الترتیب قوانین استفراغ یعنی پہلے استفراغ پھر پرہیز کے ذریعہ اس کا استیصال کیا جائے۔ کیوں کہ درد سر اور درد شقیقہ جب تک موجود ہوں گے بیاض کے ازالہ کی امید نہیں کی جاسکتی۔ لہٰذا ان دونوں کے ازالہ کی کوشش کریں ———

حزم صغیر اور حزم کبیر سے زیادہ طاقتور " حزم معشل " ہے۔ اس کے بنانے کا طریقہ حسب ذیل ہے:۔

مینگنی سوسمار، حشر بیضۂ سُرمہ مُرغ، صدف سوختہ، صدف محرق، شنک سوختہ، بُسد، ابابیل کی بیٹ ...... پیس کر بکرے اور سارس کے پتہ میں حل کرلیں، پھر خشک کرکے دوبارہ پیس لیں، پھر جس قدر سُرمہ لگانا ہو اتنا لے کر رقیق القوام شہد سفید جس کا جھاگ دور کردیا گیا ہو میں ملا کر سُرمہ لگائیں، یہ بیاض کو زائل کرنے میں بہت زیادہ موثر ہے۔ استعمال مندرجہ ذیل طریقہ پر کریں۔

ابابیل اور اس کی بیٹ ایک برتن میں ڈال دیں، پھر اس کے اوپر تخم حلبہ ۳۰ گرام، بابونہ اور اکلیل الملک: ۲۵ گرام، برگ سداب: ۳۰ گرام ڈال کر ادویہ کو جوش دیں، برتن کا مُنہ بند رکھیں اوپر ایک قیف رکھدیں جس سے بخارات نکلتے رہیں۔ اور ان بخارات کے سامنے آنکھیں کھلی رکھ کر مریض دیر تک بھپارا لیتا رہے پھر " حزم معشل " استعمال کرے جو سفیدی زائل کرنے میں بے نظیر ہے۔

حکیم ساہر نے اپنے ایک مقالہ میں ذکر کیا ہے کہ ابابیل کی بیٹ کبوتر کی بیٹ اور انسانوں اور بچوں کا فضلہ ان سب کو سکھا کر باریک پیس لیں اور شہد کے ساتھ ملا کر لگائیں تو سفیدی زائل کردیتا ہے۔

ایک نادر علاج یہ ہے کہ مثانہ سے نکلی ہوئی پتھری میں لوبیچون کف دریا اور سہاگہ ملا کر شراب کہنہ میں سکھا لیں پھر پیس چھان کر آنکھوں میں بطور سُرمہ لگائیں " بیاض " کو دور کردیتا ہے۔

بصرہ میں آنکھ کا ایک معالج بآسانی سفیدی دور کردیتا تھا، وہ آنکھوں میں سُرمہ لگاتا، ذرور استعمال نہیں کرتا، میں نے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ شیشۂ سبز جلا کر پیس چھان لیں اور اس میں سہاگہ، کف دریا ملالیں۔ ہم یہ دوا بطور نوادرات کے ذکر کی ہے تاکہ معلومات میں اضافہ ہو ورنہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے وہی کافی ہے، جالینوس نے اس سلسلے میں کھجور کی جلائی ہوئی گھٹلی کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

———

باب (۲۷)

ظفرہ (ناخونہ)

ناخونہ کی تین قسمیں ہیں (۱) طبقہ ملتحمہ کے کسی جانب سے شروع ہونے والا باریک پردہ، اگر یہ مقام معروف سے ہٹ کر کسی اور جگہ سے شروع ہوتا ہے تو اطباء اسے غلطی سے سفیدی کا پردہ سمجھنے لگتے ہیں، ان دونوں کے درمیان اور اس کے اور سبل نامی پردہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ "سبل" کا پردہ آنکھ کے تمام جانب سے مدوّر ہوتا ہے، اور ناخونہ کا پردہ، آنکھ کے کسی ایک جانب سے شروع ہوتا ہے اس کا مرکز اور امتداد دیکھا جاسکتا ہے

علاج یہ ہے کہ فصد اور استفراغ کریں، حتیٰ کہ آنکھوں کا جوش زائل ہو جائے، پھر دیرج اور دنیارجوں جو ہماری قرابادین کے نسخہ کے مطابق ہو، لگائیں، اور مندرجہ ذیل نسخہ کے مطابق سرمہ استعمال کریں:-

دیگر چوں، کحل سلودی، بورۂ ارمنی، رسوت، کفِ دریا، صدف سوختہ، شادنج عدسی مغسول، زعفران، حجر ارمنی سوختہ، قیمولیا ——"

باریک پیس کر سرمہ استعمال بنالیں، —— ناخونہ رقیق ہو تو چوس کر نکال دیں، ورنہ طبقہ ملتحمہ سے ناخونہ کے چمٹے پر غور کریں کہ آیا وہ طبقہ کے اندر پیوست ہو چکا ہے یا نہیں؟ اگر پیوست ہو چکا ہے تو سوائے سرمہ کے چارہ نہیں، اس کے لئے لوہے کے اوزار استعمال نہ کریں، اور اگر طبقہ ملتحمہ

سے اٹھا ہوا ہے آسانی کے ساتھ کھینچ لیں، مگر آلہ طبقہ ملتحمہ کو لگنے نہ پائے ورنہ بعض اوقات آنکھوں کو زخم اور بصارت کو نقصان پہنچتا ہے، طبقہ ملتحمہ میں جس قدر تکلیف ہوتی ہے اتنی ہی تیزی، متاثر ہوتی ہے ناخونہ کی دوسری قسم وہ ہے جو آنکھوں کے کناروں "وتد" ـــ ذرّ) سے شروع ہوتی ہے، اور پھیلتی ہوئی "ســیاہی" تک پہنچ جاتی ہے، اور یہاں گاڑھا رنگ اختیار کرلیتی ہے مگر مشہور ڈورے "اکلیل" سے تجاوز نہیں کرتی۔ مذکورہ سرمہ سے اس کا علاج کریں۔

اہل بصرہ کا طریقۂ علاج یہ ہے کہ مرخ (ایک نرم پتلا درخت) یا عفار (ایک درخت جس سے آگ نکالنے کا کام لیتے ہیں) سے سلائی کے مانند باریک ڈالیاں لے کر اپنے ہاتھوں پر خوب رگڑتے ہیں یہاں تک کہ گرم ہو جائے، پھر اسے ناخونہ پر رکھ دیتے ہیں، آنکھ کے طبقات اور پلکوں کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ اس طرح ناخونہ باہر نکل آتا ہے اسے احتیاط سے الگ کر دیتے ہیں۔

ناخونہ کی تیسری قسم وہ ہے جو سـیاہی کو ڈھانک لیتی ہے، بینائی کو نقصان بلکہ پوری طرح بصارت زائل کر دیتی ہے، ـــ اس قسم کے ناخونہ کی صورت غور سے دیکھنا چاہیئے، اگر اس میں باریک رگوں کے مانند بالوں کی طرح سُرخ لکیریں موجود ہوں/ تو علاج کیا جائے، اگر مذکورہ آثار موجود نہوں تو یہ وہی ناخونہ ہے جسے "ظفرۂ عظیمہ" کہا جاتا ہے، اس کا دوائی علاج نہ کریں۔ کیوں کہ یہ ناخن کی طرح سخت ہوتا ہے، اگر یہ طبقۂ ملتحمہ سے اوپر اٹھا ہوا ہو تو (۱) صنارہ سے کھینچکر قطع کر دیں۔ گاہ اس عمل میں معالج خطا کر بیٹھتا ہے لہذا صنارہ کے اسـتعمال اور قطع و برید سے واقفیت ضروری ہے۔ ناخونہ ابھارنے کے لئے دو باریک صناروں کو اس طرح اندر داخل کریں کہ ان کی نوک کنارۂ چشم کی طرف ہو، نوک سے بہ آہستگی اٹھا کر تھوڑی دیر توقف کریں، تاکہ اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ ناخونہ طبقۂ ملتحمہ سے چپکا ہوا نہیں ہے پھر آلہ کو صنارہ کے نیچے سے داخل کر کے آہستگی کے ساتھ ناخونہ کھینچ لیں جس طرح کسی جانور کی کھال کھینچی جاتی ہے، آلہ کا سرا طویل ہونا چاہیئے جو نصف دائرہ کی شکل کا ہو اور پیچھے کی سمت مڑا ہوا ہو، بہت زیادہ تیز نہ کند ہو۔ اوسط درجہ کا ہو "ذر" اور "دند" نامی گوشت کے لوتھڑوں تک قطع کریں، اور پھر زیرہ چبا کر آنکھوں میں لگائیں اور پٹی باندھ دیں، آدھی رات کے بعد آنکھ کھول کر پٹی دور کر دیں اور "زیرہ" صاف کر دیں، پھر نمک کے ساتھ زیرہ چبا کر مکرر پٹی باندھیں۔ دوسرے دن "روشنائی" اور

ل صنارہ: جراحت کا خمیدہ کانٹا۔

" باسلیقون اکبر" آنکھوں میں لگائیں، اس طرح مرض جاتا رہے گا۔
غلطی سے آنکھوں کے کناروں پر قینچی لگ جاتی ہے تو آدمی اندھا ہوجاتا ہے اور رطوبت بیضیہ زائل ہوجاتی ہے۔
ناخونہ فضول مادوں کی کثرت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو طبقۂ ملتحمہ میں جمع ہوجاتے ہیں، سردی اور گرمی کی شدت میں اسے قطع کرنا خطرناک ہے، لہٰذا قطع کا سب سے بہتر وقت وہ ہے جب آفتاب "برج حمل" یا برج "میزان" میں ہو —— قطع کرنے کی شرط وہی ہے جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ یعنی فضلا اور دوا کے ذریعہ بدن کا استفراغ کریں، تاکہ مادہ پھیلنے نہ پائے۔
ظفرہ جب ظاہر ہوتا ہے تو اس کی دو جہتیں ہوتی ہیں، ایک ظاہری، اور ایک باطنی، جہت ظاہری طبقۂ ملتحمہ کی طرف ہوتی ہے، اور جہت باطنی، طبقۂ صلبیہ کی طرف۔ حکیم علی کحال کے مقالہ میں میں نے دیکھا ہے کہ اس نے ایسے ناخونہ کا آپریشن کیا تو آنکھ میں زخم آگیا اور تشنج پیدا ہوگیا، وہ سال بھر تک علاج کرتا رہا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا، مریض کی بصارت زائل ہوگئی۔
اسی مقالہ میں وہ لکھتا ہے کہ اسی نے حکیم ثابت بن قرہ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ناخونہ کا ظاہری اور باطنی حصہ ان دونوں طبقہ سے تعلق رکھتا ہے جن کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے لوہے سے آنکھ کو مس کر دیا، لہٰذا وہ ضائع ہوگئی۔
اس مقالہ کے اندر کئی عجیب وغریب چیزوں کا تذکرہ ہے جو آنکھوں کے علاج سے تعلق رکھتی ہیں، ایک طبیب کا ذکر کیا ہے جو "سبل" کا علاج "روشنائی" اور باسلیقون سے کیا کرتا تھا، ایک دفعہ، دوا آنکھ میں جم گئی اور ریت کے مانند ہوگئی تو اس نے اس وقت اسے نکال دی —— اسی طرح کئی اور باتیں اس میں مذکور ہیں، جن کا تذکرہ طویل ہے۔
الحاصل ناخونہ کے اندر مذکورہ کیفیت پیدا ہوجائے تو لوہے کا استعمال ممنوع ہے۔

باب (۲۸)

بھینگا پن (حول)

یہ مرض زیادہ تر بچوں کو ہوتا ہے۔ اس کے تین اسباب ہیں:-

(۱) مرگی کے باعث رطوبتیں، دماغ کے مسامات تنفس کو بند کر دیتی ہیں۔ جس کی وجہ سے صرع (مرگی) کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ اس سے دماغ میں جھٹکا پیدا ہوتا ہے، اور غیر ارادی طور پر حرکتیں صادر ہونے لگتی ہیں، اسے عوام ریح الصبیان کہتے ہیں، چنانچہ وہ پردے جو اندر سے کھوپڑی پر پڑے ہوئے ہیں اور وہ پردہ جو دماغ کے اندر ہے سب پھیل جاتے، جس سے بچوں کی آنکھوں کا طبقہ، ان تمام طبقات سمیت ان کے درمیان مشارکت کھینچ اٹھتا ہے، ایسی صورت میں حول (بھینگا پن) پیدا ہوتا ہے۔

(۲) بعض دفعہ پر آیا اور مرضعہ کے غلط طرزِ عمل سے بھینگا پن پیدا ہو جاتا ہے، وہ بچہ کو ایک طرف رکھتی ہیں اور دوسری طرف سے دودھ پلاتی ہیں بچہ اپنی دونوں آنکھوں سے مرضعہ کی طرف نظر دوڑاتا ہے، مگر یہ نظر ایک ہی سمت سے ہو پاتی ہے جس کی وجہ سے بھینگا پن پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح سر میں کجی بھی پیدا ہوتی ہے، اگر آدمی ہمیشہ ایک ہی پہلو پر سوئے تو گردن کی ہڈیوں میں تکلیف ہونے لگتی ہے۔

(۳) بعض دفعہ کسی چیز کے گرنے کی آواز جب کانوں سے ٹکراتی ہے تو آدمی دفعتاً مڑ کر اس کی

سمت دیکھتا ہے ، اور تھوڑی دیر تک اس طرف دیکھتا ہی رہ جاتا ہے ، چنانچہ آنکھ بھی اسی سمت پلٹ جاتی ہے ، اور آرام محسوس کرتی ہے ۔ پھر ہمیشہ اسی طرف دیکھ کر آرام حاصل کرنے لگتی ہے ۔ کیوں کہ آنکھ کی یہی شکل ہو چکی ہوتی ہے ، رفتہ رفتہ بھینگا پن پیدا ہو جاتا ہے ۔

جو بھینگا پن نیا پیدا ہو ، دوا اور مختلف تدابیر سے اس کا علاج ہو سکتا ہے ، مگر پیدائشی لاعلاج ہوتا ہے ۔ کیوں کہ یہ طبقات چشم کا ایک قدرتی یا موروثی مرض ہوتا ہے ۔

تدبیر کے لحاظ سے بھینگے پن کا علاج یہ ہے کہ بچہ کو برقعہ پہنا دیا جائے برقعہ اس پر اس طرح ڈال دیا جائے کہ حرکت نہ کر سکے ، دونوں آنکھوں کے محاذ میں دو سوراخ کر دے تاکہ روشنی "خط مستقیم" میں نکل سکے ، اور روشنی نکلتے وقت ، آنکھوں کی حرکت وسط کی طرف ہو ، اس طرح جو عضو ٹیڑھا ہو چکا ہے سیدھا ہو جائے گا ۔

یہ اس صورت میں ہے جب کہ بھینگا پن انبساط یا ارتفاع کی بنا پر پیدا ہو ۔ ـــــ اور اگر بھینگا پن دونوں آنکھوں کے کسی کنارے میں ہو تو اس کو "اقبل" یا "احول" کہتے ہیں ۔ ایسی صورت میں جس جانب حَول یعنی بھینگا پن ہے ، اس کے دوسری جانب کی کنپٹی پر کوئی ایسی چیز باندھ دی جائے جس کی طرف بچے کی نظر ہمیشہ جاتی رہے ، اس طرح آنکھ سیدھی ہو جائے گی ۔

اور اگر بھینگا پن آنکھ کے پچھلے کنارے میں ہو تو دوسری طرف سے باندھ دے تاکہ ہمیشہ نظر پڑتی رہے ۔

یہ بات مناسب نہیں کہ طبیب ، بچوں کو لاحق ہونے والے بھینگے پن کے مذکورہ علاج میں سستی اور لاپرواہی سے کام لے ، کیوں کہ بچوں کے اعضاء کی رطوبت ، نشوونما کی حرارت ، اور رطوبت کی صلاحیت اس قدر علاج قبول کر لیا کرتی ہے ۔ طبیب کے سمجھنے کے لئے یہ کافی ہے کہ دایہ ، اپنے حسبِ منشا ، بچہ کا سر اگر گول ہے تو مستطیل بنا دیتی ہے ، اور مستطیل سر کو حسبِ منشاء گول یا چپٹی شکل دے دیتی ہے ، جیسا کہ خوارزم اور صقلبہ کے شہروں میں ایسا کیا جاتا ہے ۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ بچے کو پالنے میں سلا دیتے ہیں اور سر کے اطراف میں چھوٹے چھوٹے تکیے رکھ دیتے ہیں ، چند دن گزرنے کے بعد ، بچہ کا سر مستطیل ہو جاتا ہے ، اور جب سر کو چپٹا کرنا مطلوب ہو جیسا کہ اہلِ خوارزم کرتے ہیں تو بچے کے سر کو تکیوں کے درمیان رکھ کر پالنے کے کنارے سے بچے کے وسط سر تک ایک رسی باندھ دیتے ہیں ، اس ترکیب سے دباؤ پڑ کر سر چپٹا ہو جاتا ہے ،

جب سر کی کھوپڑی باوجود سخت ہونے کے یہ تاثیر قبول کر سکتی ہے تو رطوبتیں اور تر طبقات

ایسی تاثیر کیوں نہیں قبول کر سکتے؟ ضرور بہ ضرور ان کے اندر یہ عمل اثر کرے گا۔

بھینگے پن کا علاج ادویہ اور کھانے پینے میں حسن تدبیر اور دودھ پلانے والی عورت کے ذریعہ بھی کیا جا سکتا ہے تاکہ حرارت غریزیہ اور قوت مصورہ میں تقویت پیدا کرکے عضو میں درستگی پیدا ہو۔ اس کے لئے مرضعہ کی حفاظت کی جائے۔ اسے غذا میں پرندوں اور چوزوں کا گوشت استعمال کرائے۔ ایسی غذائیں استعمال کرنے سے منع کرے جن سے تخیر پیدا ہو۔ تھوڑی سی عمدہ شراب پلائے تاکہ قوت غریزیہ میں تقویت ہضم میں بہتری اور دودھ میں صفائی پیدا ہو۔ اگر مرضعہ میں قوت برداشت ہو تو "دواء المسک" بھی دی جا سکتی ہے۔ اگر مزاج میں امتلاء ہو تو، بشرط قوت استفراغ کریں تاکہ خون صالح پیدا اور دودھ صاف ہو جائے۔ بعض اوقات بچّہ کی ناک میں روغن ناردین ۳۲۰ ملی گرام ڈالتے ہیں، روزانہ بچّہ کا سر اور یافوخ[1] کے پیچھے ملتے رہیں۔ اگر فائدہ ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ بھینگا پن جس طرف ہے اس کے جانب مخالف میں/عضو کے ایک جانب داغ دیں تاکہ آنکھ کی حرکت میں مساوات پیدا ہو۔ اس علاج کو افلاطون نے "کتاب الکی" میں ذکر کیا ہے۔ بشرطیکہ یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ انہی کی کتاب ہے۔ اس کتاب میں لکھا گیا ہے کہ جب بچّے میں بھینگا پن پیدا ہو تو یافوخ[1] کو داغ دینا چاہئے، داغ کے ساتھ ہی مرض زائل ہو جائے گا۔ اسی طریقۂ علاج کو جالینوس نے پسند نہیں کیا ہے مرضعہ کے علاج اور بچّہ کے دماغی مزاج کی اصلاح پر زور دیتا ہے۔

بچّوں کو لاحق ہونے والے بھینگے پن کے بعد ہم اس حول کا تذکرہ کریں گے جو بڑوں کو یکایک لاحق ہوتا ہے، اس کے مختلف اسباب ہیں، ان میں اکثر و بیشتر اسباب مشہور و معروف ہیں۔ حول انہی اسباب کے تحت پیدا ہوتا ہے۔ جیسے فالج اور لقوہ، یہ دونوں امراض عضلات میں اجار کر وجہ سے لاحق ہوتے ہیں۔ جب ان امراض کا علاج ہو جائے تو حول کا بھی علاج ہو جاتا ہے اور خود بخود زائل ہو جاتا ہے۔

بعض وقت بڑوں میں اپنی جگہ سے طبقات کے ہٹ جانے یا رطوبت جلیدیہ کے کسی ایک جانب یا اپنے مقام سے مائل ہو جانے کی وجہ سے بھینگا پن پیدا ہو جاتا ہے اس کا سبب وہ غلیظ ریاح یا رطوبت ہوتی ہے جو آنکھوں کے طبقات کے درمیان حائل ہو جاتی ہے، اس کی وجہ سے آنکھوں کے طبقہ پر دباؤ پڑتا ہے اور رطوبت جلیدیہ اپنے مقام سے ہٹ جاتی ہے۔

متقدمین میں سے ایک طبیب نے لکھا ہے کہ اس نے ایک مریض کو دیکھا جس کو متواتر چھینکیں

---

[1] سر کے درمیان متحرک نرم حصہ۔

آتی رہیں ، پھر اسے مرضِ حول (بھینگا پن) لاحق ہوگیا ، جب [illegible] [illegible] تو بھینگا پن بھی دور
ہوگیا ۔ اس کا سبب یہ تھا کہ غلیظ ریاح میں حرکت پیدا ہوتی جن [illegible] اور اپنے مقام سے
ہٹ جاتے تھے ۔ جب چھینکیں بند ہوگئیں تو مرض خود بخود جاتا رہا ۔

ابن ماسہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے کچھ ثقیل غذائیں استعمال کیں تو اس کی دونوں آنکھوں میں بھینگا پن پیدا ہوگیا ۔ مگر اس کے دوسرے اعضاء میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی نہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے ۔ اس کے بارے میں غور و فکر سے پتہ چلا کہ دونوں آنکھوں میں اختلاج کی سی حرکت پیدا ہوگئی ہے ۔ اس کا سبب یہ معلوم ہوا کہ ریاح غلیظ طبقات کو غیر ارادی طور پر حرکت دے رہی ہیں ۔ میں نے اس شخص کا علاج اس طرح کیا کہ اس کی غذاؤں میں کمی کردی اور جہاں تک ہوسکا لطیف غذائیں دیں ، سر کا تنقیہ کیا ، بدن کو فضلات سے صاف کیا ، اور آنکھوں پر پٹیاں باندھیں چنانچہ یہ مرض دور ہوگیا ، اور آنکھ اپنی اصلی حالت پر واپس آگئی ___ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر کسی مرض کے اگر کسی شخص کو بھینگا پن لاحق ہو جائے تو اس بات کا یقین کرلینا چاہئے کہ اس کا سبب ریاح غلیظ اور رطوبتیں ہیں جو آنکھ کے طبقات پر اثر انداز ہو رہی ہیں ، اس کا مندرجہ بالا علاج کرنا چاہئے ___ یہ تو رہا اس بھینگے پن کا بیان جو بغیر فالج اور لقوے کے یکایک لاحق ہو جاتا ہے ۔

اب ہم ہر اس طبقہ اور رطوبت کے متعلق گفتگو کریں گے جس سے یکایک بھینگا پن پیدا ہوتا ہے جب کہ یہ طبقہ اور رطوبت اپنی جگہ سے ہٹ جائے ۔ یہ بات جسے ہم ذکر کریں گے کسی مصنفہ کتاب کے اندر ایک جگہ نہیں ملے ، بلکہ متفرق کتابوں کے اندر مذکور ہے ۔ اس کے دلائل اور معانی جالینوس کے اقوال اور معانی سے ماخوذ ہیں جو قریب تر ہیں ۔ میں نے شہر موصل میں ابو اسحاق بن ابراہیم بن نکبس کے پاس ، آنکھ کے طبقات کے منافع کے بارے میں کسی اگلے طبیب کا ایک مقالہ دیکھا ہے جس میں اس گفتگو کا بہت کچھ حصہ موجود ہے ۔

اکثر و بیشتر اطباء ، امراضِ چشم کے باب میں خطا کرتے ہیں ، اس کی وجہ محنت کی کمی اور معالجہ چشم کے باب میں ان کی عدم مہارت حول جو ریاح غلیظہ کے انداد اور طبقہ چشم کے ہٹ جانے سے پیدا ہوتا ہے ، اس کی علامت یہ ہے کہ آنکھوں کی حرکت سست ہوگی اور مریض ایسا نظر آئے گا جیسے اپنی پیشانی دیکھ رہا ہے ۔

طبقہ مشیمیہ ہٹ جانے سے پیدا ہونے والا حول آنکھوں کے تمام اطراف سے ہوتا ہے خواہ مریض سیدھی جانب دیکھے یا بائیں جانب یا اوپر یا نیچے کی طرف ہر حال کے اندر نگاہ کم ہوگی ۔

طبقۂ شبکیہ کے زوال پیدا ہونے والا حول نیچے کی سمت ہوتا ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مریض اپنے سینے کو دیکھ رہا ہے، آنکھوں کی حرکت تیز ہوگی۔

یکایک پیدا ہونے والا حول، اگر رطوبت زجاجیہ کے اپنے مقام سے ہٹ جانے کی وجہ سے پیدا ہو تو اضطرابی کیفیت کا حامل ہوگا، جس میں آنکھیں ارادہ کے بغیر حرکت کریں گی، اور اگر رطوبت جلیدیہ کے زوال کی وجہ سے ہو تو اسی کے اعتبار سے ہوگا۔ زوال اوپر کی سمت ہوگا اور نظر، آنکھوں میں تنگی کے ساتھ گھوم رہی ہو، دونوں آنکھوں کی روشنی خط مستقیم پر نہ نکلے ایسی صورت میں ایک شئے دو شئے نظر آئے گی، ــــ اگر زوال نیچے کی سمت ہو تو جس چیز پر بھی نظر پڑے گی وہ (کمان نما) "مقوس" نظر آئے گی جو کسی ایک جگہ جم کر نہ رہے گی۔

اور جو/ بھینگا پن غشاء عنکبوتی کے زوال سے پیدا ہو، اور زوال اوپر کی سمت ہو حتیٰ کہ بالائی حصہ جلیدیہ کے محاذ میں آجائے تو اس میں آنکھیں تنگ ہوں گی، روشنی بہت کمزور ہوگی، حتیٰ کہ بعض دفعہ کچھ بھی نظر نہ آئے گا حول اوپر کی جانب ہوگا، گویا مریض اوپر دیکھ رہا ہے حالانکہ نیچے دیکھ رہا ہوتا ہے نظر کے سامنے آنے والی شئے خواہ بالکل قریب ہو اسے دیکھنے کے لئے مریض آنکھوں کو اوپر اٹھائے گا اور اگر زوال نیچے کی طرف جلیدیہ کے بالمقابل حالت طبعی سے زیادہ ہو تو حول آنکھوں کے ابھار کے ساتھ ہوگا، قریب سے اس کو کوئی چیز نظر نہ آئے گی، دور سے اچھی طرح دیکھ سکے گا۔

اگر یکایک پیدا ہونے والا حول رطوبت بیضیہ کی کمی یا اس کے کسی ایک جانب میلان کی وجہ سے ہو، جس کا باعث غلیظ بخارات کی حرکت یا جھٹکا ہو تو بینائی کے اندر ضعف پیدا ہو جاتا ہے مریض کو طبقۂ عنبیہ کے مطابق، اشیاء غبار آلود نظر آئیں گی۔

اگر بھینگا پن، طبقۂ عنبیہ کے زوال کی وجہ سے ہو تو یہ آنکھوں کے دونوں کناروں میں سے کسی ایک کنارے کی طرف ہوگا، روشنی کمزور اور باریک نظر آئے گی۔

اور اگر قرنیہ کے زوال سے پیدا ہو تو آنکھوں میں اضطرابی کیفیت ہوگی۔ جو اختلاج سے مشابہ ہوتی ہے، ــــ اور اگر ملتحمہ کے زوال کی وجہ سے ہوگا تو غیر ثابت ہوگا، آنکھوں کی شکل بدل جاتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے آنکھیں جس جانب نظر اٹھ رہی ہو اسی جانب کھنچ جا رہی ہوں پھر سکون ہو جاتا ہے اور یہ صورت زائل ہو جاتی ہے، یہ مرض اکثر و بیشتر بوڑھوں کو لاحق ہوتا ہے۔

غلیظ بخارات سے پیدا ہونے والے حول میں کمی بیشی مزاج اور عمر کے لحاظ سے ہو سکتی ہے اس سلسلے میں ہم ایک کلی علاج تجویز کریں گے، جس سے طبیب اپنے حسب منشاء اور حسب

ضرورت علاج کر سکتا ہے۔

غلیظ بخارات جو سر اور آنکھ کی طرف چڑھتے ہیں، یا تو معدہ میں اخلاط کے جمع ہو جانے کی وجہ سے، معدہ کی سمت سے چڑھیں گے یا تمام بدن سے چڑھیں گے، اگر بخارات معدہ سے اُٹھ رہے ہوں تو طبیب سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہے گی کیوں کہ اس کی علامتیں مشہور ہیں، جیسے متلی، عدم اشتہا، فساد ہضم، بھوک کے وقت آنکھوں کے سامنے مختلف تخیلات کا آجانا وغیرہ۔ اگر تمام بدن سے بخارات اٹھ رہے ہوں تو ماہر طبیب اسے بآسانی پہچان سکتا ہے، علامت یہ ہے کہ مریض اور ثقل بوجھ محسوس کرے گا، طبیعت میں فرحت نہ ہوگی، سر کی طرف گرم بخارات اُٹھیں گے آنکھیں اور رخسار سُرخ ہوجائیں گے، گاہ سکون ہوجاتا ہے۔

بہرحال جو صورت بھی ہو، جب سر اور آنکھوں کی طرف بخارات اٹھنے لگیں تو بیمار کے مزاج کی فوراً جانچ کرنی چاہیئے، وقت، عمر، اور سال کا اعتبار کرتے ہوئے قاعدے کے مطابق ممکنہ طور پر استفراغ کریں، معدہ کا تنقیہ مطلوب ہو تو زیادہ تر ایارجات صبر اور مصطگی، سقمونیا مشوی سے مقوی کر کے استعمال کریں معدہ کے تنقیہ کے لئے سب سے بہتر نسخہ بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو۔ حسب ذیل ہے۔

افسنتین رومی خالص اصفر: ۷گرام، (گلسُرخ) ورد احمر: ۴۰۲۵ گرام، مصطگی: $\frac{۲}{۴}$ گرام، تخم کرفس و انیسون: ہر ایک گرام، عصارہ سوس: ۱گرام، صبر سقوطری خالص: ۵۲.۵۰ گرام، ہلیلہ سیاہ: ۱۰٫۵۰گرام، —— پیس کر آب برگ اترج یا عرق بادر نجبویہ یا (پرانی شراب) کے ساتھ گوندھ لیں۔ بشرطیکہ مریض کا مزاج برداشت کر سکے اور ۱۰٫۵۰گرام نیم گرام پانی کے ساتھ دیں مریض دو یا تین جرعات کے ساتھ وقفہ دے کر سات دن استعمال کرے، —— تبخیر پیدا کرنے والی غلیظ اور ثقیل غذاؤں سے پرہیز کرے، شام میں کھانا نہ کھائے۔ اگر بدن کا استفراغ پیش نظر ہو تو مطبوخ افتیمون استعمال کریں نسخہ کی ادویہ میں صبر اور مصطگی کے ساتھ غاریقون کا اضافہ کریں، اگر مزاج میں قوت برداشت ہو تو صرف ایک ہی خوراک پر اکتفا نہ کریں، بدن کا استفراغ ہو چکے تو اچھی طرح پرہیز کرائیں، برقعہ لازم کریں برقعہ کے دونوں سُوراخوں کو تنگ رکھیں، آنکھ پر اس کی شکل کی پٹی باندھیں جیسا کہ اس سے پہلے اس کا طریقہ بیان کر چکے ہیں، —— اس طرح عمل کرنے سے بھینگا پن زائل ہوئیگا چہرہ کان اور ناک سب کو سرد ہوا سے بچائیں۔ استفراغ کے بعد روزانہ حمام لازم کریں، اطریفل کبیر اور اطریفل صغیر بھی لازماً دیں مزاج کی مناسبت سے اطریفل کبیر استعمال کرنا ہو تو اسے کرے ورنہ

اطریفل صغیر استعمال کریں ، جب اطریفل کا ارادہ ہو تو سعوط حار ، روغن مصطگی اور ناردین کے ساتھ، یا سعوط بارد روغن بنفشہ اور روغن نیلوفر کے ساتھ استعمال کریں مریض اس طرح محفوظ رہے گا۔ بعد ازاں سر پر حسبِ ضرورت ضمادات رکھیں۔ ترطیب کی ضرورت ہو تو ضمادات مرطبہ اور دیگر ضمادات حسبِ مشورہ طبیب استعمال کریں۔

بعض اوقات دونوں آنکھوں میں ریاح سے پلکوں میں بھینگے پن کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، یہ کسی ایک جانب مائل ہو جاتی ہیں اس کے ساتھ غیر ضروری اختلاج اور حرکت پیدا ہوتی ہے ، علاج یہ ہے کہ استفراغ کریں ، اور سر اور معدہ سے رطوبتوں کا اخراج کریں ، غلیظ غذاؤں سے پرہیز کرائیں عمدہ اور جاذب غذائیں دیں۔

باب (۲۹)

جربِ حصفی

یہ خارش کبھی آشوبِ چشم کے بغیر اور کبھی آشوب کے بعد پیدا ہوتی ہے، اگر بغیر آشوب چشم کے پیدا ہو تو اس کا سبب وہ تیز بخارات ہوتے ہیں جو حاد متعفن اخلاط کی وجہ سے پلکوں کے پردوں کے نیچے جمع ہو جاتے ہیں، ان بخارات اور پلکوں سے ہوا متصادم ہوتی ہے تو یہ خارش چھوٹی چھوٹی پھنسیوں کی شکل میں نمودار ہو جاتی ہے جن سے باریک باریک بھوسیاں نکلتی ہیں طبیب علاج میں غفلت کرے تو آنکھوں میں دمعہ پیدا ہو جاتا ہے، سفیدی آجاتی ہے بعد ازاں سبل پیدا ہو جاتا ہے۔

علاج یہ ہے کہ رگ قیفال کی فصد کھولی جائے بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو مزاج کے موافق استفراغ کرایا جائے۔ بدن کی صفائی ہو جائے تو مریض کو عمدہ غذائیں دیں جہاں تک ممکن ہو غذائیں لطیف اور کم سے کم ہوں تاکہ مزاج میں اعتدال پیدا ہو ــــ معالجین چشم اکثر و بیشتر اس قسم کی خارش کے علاج میں غلطی کرتے ہیں، کیوں کہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ تمام خارش کی قسموں کا علاج ایک ہی ہے ان کا سبب بھی ایک ہی ہے حالاں کہ بات یہ نہیں ہوتی۔ کیوں کہ خارش کی بعض قسمیں رطوبت متعفنہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، اور بعض اطباق اور دمعہ کی کثرت کی وجہ سے، اور بعض کا سبب ترشح اور فاضل مادہ کا سر سے انصباب اور بعض کا اخلاط حادہ کی وجہ سے بخارات حادّہ ہوا کرتے ہیں یہ اسی قسم کی خارش

ہے۔ اس کو جب لوہے سے کُھرچ دیا جاتا ہے تو مرض مزمن ہو جاتا ہے پلکیں موٹی اور بصارت کمزور ہو جاتی ہے، بعض خارش ایسی ہوتی ہے کہ اسے لوہے سے نہ کُھرچا جائے تو مرض جاتا نہیں ہے۔ ان تمام قسموں کو ہم ان کے مقامات پر بیان کریں گے۔

اس خارش کی نوعیت یہ ہے کہ لوہے سے اسے کُھرچ دیا جائے تو پلکیں خراب اور دبیز ہو جاتی ہیں۔ اس کا حسبِ ذیل شیاف سے علاج کریں۔

شیاف کا نسخہ شادنج عدسی: ۷ گرام، روسختج: ۲۵ء۴ گرام، صمغ عربی: ۱ گرام، کثیرا: ۱۰٫۷۵ گرام، میعہ یابسہ سوختہ: ۲ گرام، رصاص سوختہ: ۳½ گرام، اقلیمیائے فضہ اور اقلیمیائے ذہب: ہر ایک ۱ گرام، فلفل سفید: ۲۵۰ ملی گرام، باریک پیس کر، بارش کے پانی یا صاف پانی میں گوندھ کر مسور کے دال کے برابر گولیاں بنالیں، روزانہ ایک گولی پانی میں گھول کر، سلائی سے آنکھوں میں لگائیں پلکوں کو شیاف کے ساتھ، سلائی کے ذریعہ آہستگی کے ساتھ کھرچ دیں، بعد ازاں برود بنفشی مذکور، یا برود عمران سے تبرید کریں جس کا نسخہ حسبِ ذیل ہے:۔

برگ بنفشہ: ۳½ گرام، نشاستہ: ۱۰٫۵۰ گرام، دھنیہ سوختہ، ۳½ گرام، صمغ عربی، کثیرا: ہر ایک ۳½ گرام، پیس کر پرانے سرکہ میں کئی بار بسائیں / پھر سُکھالیں، اسی طرح پانچ بار بسا کر ۲۵۰ ملی گرام کافور ریاحی شامل کر کے ہاون دستہ میں نرم کرلیں اور اسے مذکورہ شیاف کے بعد، آنکھوں میں بطور سُرمہ استعمال کریں، لوہے سے ہرگز نہ چھیڑیں کیوں کہ جرب حصفی پلکوں کی غشائی سطح پر ہوتی ہے، اسے چھیڑا جائے گا۔ تو یہ سطح پھٹ کر خراب ہو جائے گی۔

خارش کی تمام قسمیں جن میں "حک" کرنا ضروری ہو طبیب بدرجہ مجبوری کر سکتا ہے مگر محض آزمائش کے لئے ایسا نہ کرے یہ بات تو معلوم ہو چکی ہے کہ کھرچنے سے پلکیں خراب ہو جاتی ہیں؛ یہ اقدام اس لئے کیا جاتا ہے کہ وقتی طور پر تکلیف دور ہو جائے۔

خارش کی یہ قسم بہت جلد دور ہو جاتی ہے بشرطیکہ مریض پرہیز و احتیاط سے کام لے جسم کو کم کرے، موافق ادویہ سے استفراغ کرے۔ بعض اوقات پلکیں آپس میں چمٹ جاتی ہیں اس کے لیے مندرجہ ذیل سُرمہ استعمال کریں:۔

سفیدہ جو جلا کر حاصل کیا گیا ہو، کفِ دریا، نشا، صمغ عربی ہم وزن کئی بار آبِ خربزہ میں بسائیں۔ پھر باریک پیس کر سُرمہ بنالیں، —— یہ سرمہ "جرب حصفی" کے لئے

بیحد مُفید ہے۔

جرب حصفی میں کسی طرح کا تیل استعمال کرنا اچھا نہیں ہے، کیوں کہ اس سے مرض کے اندر پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

یہ قسم گو ہلکی اور سریع الزوال ہے، مگر غلط علاج سے تکلیف بڑھ جاتی ہے۔

باب (۳۰)

"جرب تینی"

یہ خارش خون کی حدت اور فساد سے پیدا ہوتی ہے اور پلکوں کے اندر جگہ بناکر انھیں فاسد کر دیتی ہے یہ انجیر کے دانہ کی مانند ہوتی ہے اجزا، ایک دوسرے سے پیوست، گول اور تیز سرا رکھنے ہیں، آنکھوں کے اندر پیدا ہونے والی یہ نہایت بری قسم کی خارش ہوتی ہے، طبیب علاج کرتے کرتے تھک جاتا ہے، یہ اس قسم کی خارش ہے جسے لوہے سے کھرچتے ہیں، بعض اوقات "تبطین" کی ضرورت بھی لاحق ہوتی ہے۔ تبطین کے بعد "شتر" ظاہر ہوتا ہے پلکیں چھوٹی ہو جاتی ہیں، اگر اس کی مداخلت نہ کی جائے تو پلکیں سالم رہتی ہیں ــــ علاج یہ ہے کہ کوئی امر مانع موجود نہ ہو تو مریض کا استفراغ کریں، اور بشرط قوت کئی بار فصد کھولیں۔ آنکھوں میں شیاف احمر حاد لگائیں جس کا نسخہ ہماری قرابادین میں موجود ہے، مولد دم غذاؤں سے پرہیز کرائیں، جہاں تک ہوسکے غذا کم اور لطیف دیں۔ مزاج میں حدت ہو تو ماء الشعیر لازمی طور پر دیں جو عناب جرجانی کے ساتھ بنایا گیا ہو، اس کے بعد اثر کا جائزہ لیں، اگر اثر عمدہ ہو تو یہی عمل جاری جاری رکھیں اور اثر ظاہر نہ ہو تو آہنی آلہ "وردہ" کے ذریعہ خفیف سا "حک" کریں، پھر آنکھوں میں شیاف ابیض" لگائیں جس میں گدھی دودھ کے ساتھ "عنزروت" ڈالا گیا ہو، شیاف ابار اور شیاف دیزج بھی استعمال کریں جنھیں ہم نے اپنی قرابادین کے اندر بیان کر دیا ہے۔ "حک" کے بعد اثر ظاہر اور زخم مندمل ہو رہا ہو تو بہتر ہے، ورنہ حسب ذیل سرمہ لگائیں :۔

صاف کئے ہوئے موم ، اور روغن گل میں کسی قدر سفیدہ [illegible]ک سے بنایا گیا ہو شامل کر کے خوب پھینٹا جائے تاکہ مرہم کے مانند ہو جائے ، پھر ہاون دستہ میں رکھ کر اس پر ٹھنڈا پانی ڈالیں اور وسط حصہ میں خوب ملیں ۔ اور جو پانی گندا ہو جائے اسے پھینک دے ، حتیٰ کہ نرمی آجائے ، پھر کسی قدر سان پر رکھیں اور اس پر تھوڑا عنزروت ڈالیں جس کو گدھی کے دودھ میں بسایا گیا ہو ، اور اچھی طرح یکجان کرلیں ، پھر سلائی سے پلکوں کے نیچے رکھ کر آنکھوں پر پٹی باندھ دیں پٹی آب کاسنی اور آب برگ عنب الثعلب میں تر کرلی گئی ہو ۔ بعد ازاں پشت کے بل مریض کو لٹا دیں تاکہ آنکھ کے تمام فضلات باہر نکل جائیں اور دوا حل ہو جائے ، پھر روئی سے بہ آہستہ صاف کریں اور مذکورہ برود لگائیں ۔

اگر آنکھوں میں مکڑی کے جالے کی طرح میل آنے لگے تو عورت کے پستان سے آنکھ میں دودھ نچوڑیں تاکہ آنکھ دھل کر صاف ہو جائے ۔

علاج کے دوران مریض کے مزاج کا خاص خیال رکھیں ، کیوں کہ بدن کے مزاج کی رعایت کے بغیر آنکھ کا علاج موثر ثابت نہیں ہوتا ۔ یہ قاعدہ ایک طبیب کو خاص کر آنکھ کے تمام معالجات میں محفوظ رکھنا چاہیئے ۔۔

اگر " جرب حصفی " ہو تو " حدید " کے بجائے " سکر " (سرکہ) سے " حک " کرنا کافی ہوگا ۔

مذکورہ خارش کی قسموں کے بعد اب ہم بتائیں گے کہ " حدید " یا " سکر " سے حک کا عمل کس طرح اور کہاں سے شروع کرنا چاہیئے ۔ احتیاط اور پرہیز کن چیزوں سے کرنا ہوگا ۔ کیوں کہ " حک کرنے میں " طبیب کی غلطی سے بصارت زائل ہو سکتی ہے

باب (۳۱)

"منبسط"

آنکھوں کی خارش جسے "منبسط" کہتے ہیں کے اندر صلابت ہوتی ہے، یہ خارش، آشوب چشم کے بعد پیدا ہوتی ہے جب کہ طبیب صحیح علاج نہ کرے اور مریض بدپرہیزی سے کام لے، مثلاً بلا ضرورت اخلاط کا استفراغ اور بے قاعدہ دوا کا استعمال اس کی وجہ سے پلکوں اور آنکھوں کی طرف اترنے والا فاضل مواد غلیظ صورت میں جمع ہو کر تیزابیت اور پھر خارش پیدا کرتا ہے۔ پلکوں کے زیریں پردہ میں خراش ہونے لگتی ہے جس کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔ اسے "جرب منبسط" کہتے ہیں۔

علاج یہ ہے کہ استفراغ کے بعد اس مقام پہ ہلکا سا شگاف لگا کر سلائی سے رگڑیں۔ بعد ازاں دو تین سلائیاں ________ سرکہ عرق گلاب کے ساتھ ممزوج کردہ ہو آنکھوں میں لگائیں پھر مشہور سرمہ روشنائی اور باسلیقون کبیر جس کا نسخہ ہماری قرابادین کے اندر موجود ہے، استعمال کریں، اگر صلابت رفع نہ ہو پلکوں میں سختی باقی رہے تو پھر لوہے سے حُک کرنے میں کوئی حرج نہیں، ___ پلکوں کی صلابت جس میں (فاضل) مادہ موجود نہ ہو نہ بدن میں امتلاء ہو گرم پانی سے دور ہو جاتی ہے تکمید سے اور اشک آور دوا سے بھی اس کا علاج کیا جاتا ہے۔

باب (۳۲)

"بردہ"

خارش کی یہ قسم، آشوبِ چشم کے ساتھ پیدا ہوتی ہے، گاہ آشوب چشم کے بغیر بھی پیدا ہوتی ہے، صورت یہ ہوتی ہے کہ اوپر کی پلک کے نیچے ایک سفید سا دانہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے بعض وقت سخت تکلیف ہوتی ہے اور بعض وقت سخت خارش ہوتی ہے چنانچہ مریض اسے کھجلاتا ہے جس کے بعد تکلیف بڑھ جاتی ہے کم نہیں ہوتی، اس کا سبب رطوبت غلیظہ اور تیزابیت سے مرکب مادہ ہوتا ہے۔

علاج یہ ہے کہ کوئی اشک آور سرمہ استعمال نہ کریں بلکہ ایسا استعمال کریں جس سے "نضج" ہو اور مادہ میں رقت پیدا ہو، مثلاً وہ "قطور" جس کا ہم نے طبقہ ملتحمہ کے آشوب چشم میں ذکر کیا ہے۔ یہاں اس کا تذکرہ مزید کریں گے:۔

جشمیزک: ۳۲۰ ملی گرام، شعیر مقشر خشک نیمکوب ۳½ گرام، بہی دانہ شیریں: ۳۲۰ ملی گرام جسے چھلکوں کے ساتھ کوٹ لیے جائے۔

عنزروت ابیض جس کو گدھی کے دودھ میں بسا لیا گیا ہو بشرطیکہ دستیاب ہو ورنہ اس کی حدت کو بارش یا سمندر کے پانی سے توڑ دیا جائے۔ ادویہ چشم کی حدت توڑنے کا بیان، ہم ادویہ چشم کے بیان میں کریں گے، ــــ مذکورہ ادویہ کو ایک شیشی میں ڈال کر اوپر سے بچے کو دودھ

پلانے والی عورت کا دودھ بھر دیں۔ بچّہ والی عورت کا دودھ زیادہ لطیف اور تحلیل کے لئے عمدہ ہوتا ہے، اور بچّی والی عورت کا دودھ تبرید کے لئے عمدہ مانا گیا ہے‘ —— یہ تحلیل اور انضاج کے لئے بھی عمدہ ہے‘ —— پھر کوئلہ کی آگ پر اسے ہاون دستہ میں پکالیں، یہاں تک کہ حریرہ کے مانند گاڑھا ہو جائے۔ پھر ٹھنڈا ہونے کے لئے چھوڑ دیں، بعدازاں دن میں تین چار بار آنکھوں میں ٹپکائیں، یہ قطور بردہ کی صلابت تحلیل کر دیتا ہے‘ —— اگر تحلیل دشوار ہو جائے تو پلکوں پر مندرجہ ذیل ضماد کریں :۔

تخم حلبہ قدرے، حنطۂ صغار جس کو ”تجمسی“ کہتے ہیں، قدرے خوب پیس کر پھر تھوڑی خطمی ابیض جسے موصلی کہتے ہیں کے ساتھ پھینٹ لیں، پہلے اس میں تھوڑا روغن بنفشہ، روغن خیری اور تھوڑی انڈے کی زردی شامل کرلیں، پھر اس قدر پھینٹیں کہ مرہم کے مانند ہو جائے، اسے اوپر کی پلکوں کی ضماد کریں اور آہستگی سے باندھ دیں، اگر آنکھ متغیر نہ ہو اور ضماد سے فائدہ نہ ہو تو یہی ضماد بالالتزام جاری رکھیں کیوں کہ اس سے بردہ میں پختگی آجائے گی اور آنکھ کا اندرونی مواد تحلیل ہو گا۔ تحلیل میں دشواری ہو اور ”بردہ“ بڑھتا ہی جائے تو آہنی آلہ سے اسے نکال دیں پلکوں کا علاج ادویہ مختمہ (بند کرنے والی) سے کریں پرہیز لازم کریں بشرطیکہ قوت استفراغ کرتے رہیں اگر تحلیل ہو کر ”بردہ“ پھٹ جائے تو ”قطور“ لازماً استعمال کریں پلکوں پر ہمیشہ اسپغول کا ضماد رکھیں جسے انڈے کی سفیدی کے ساتھ پھینٹا گیا ہو، کیوں کہ یہ مواد کو چوس لیتا ہے، اور بردہ ٹھیک ہو جاتا ہے پیپ باقی نہیں رہتی البتہ کچھ ترشح ہوتا رہتا ہے ایسی صورت میں شیاف ابار، شیاف ابیض شیاف کندر اور شیاف جس میں راتینج، ریوند اور دم الاخوین شامل کیا گیا ہو آنکھوں میں لگائیں۔ اس شیاف کی عمدہ تاثیر کا بیان ہم پلکوں اور آنکھوں کے زخموں میں کر چکے ہیں اسے ہم قراباذین میں بھی لکھ چکے ہیں، نسخہ حسب ذیل ہے :۔

کندر احمر، راتینج، دم الاخوین، عنزروت، سفیدہ جو آگ سے بنایا گیا، نشا، صمغ عربی ہم وزن پیس کر اس کے اندر ”مر“ ایک جز، زعفران ۵۰، ملی گرام، ریوند چینی : ۳½ گرام، —— اس مقام پر ”ریوند“ کا انکار مناسب نہ ہو گا، کیوں کہ حکیم دیاسقوریدوس اور حکیم لدانس جو ”مہندی“ کے نام سے مشہور ہے ان دونوں نے ریوند کی یہ خصوصیت بیان کی ہے کہ وہ زخموں کو بھرتا اور انھیں زائل کر دیتا ہے، چاہے یہ زخم اندر کی رگوں میں ہو آنتوں میں ہو، یا بدن کی سطح پر موجود ہو، —— جالینوس

نے بھی "قاطاجانس" میں ایسا ہی ذکر کیا ہے'۔ حکیم اربیاس نے ریوند کو زخم مندمل کرنے والی اور زائل کرنے والی ادویہ میں شمار کیا ہے ہم نے بھی اس کی آزمائش کی ہے۔اسی لئے اسے اس مرہم میں داخل کیا ہے جو "مرہم ریوند" کے نام سے مشہور ہے۔ــــ ۵۷۰۔ اگرام قاقیا، یا گلنار، ــــ ان تمام ادویہ کو خوب پیس کر گدھی کے دودھ یا انڈے کی پتلی سفیدی کے ساتھ خوب پھینٹ لیں اور چھوٹے چھوٹے شیافات بنالیں یا اسے ذرور کی شکل میں رہنے دیں، شیافات میرے نزدیک محمود ہیں، آنکھوں میں کبھی گرمی پیدا ہو تو مذکورہ برود میں سے کوئی ایک استعمال کیا جائے۔

باب (۳۳)

خارش کے بغیر پپوٹوں کی صلابت

پلکوں میں اس طرح کی صلابت دو صورتوں میں پیدا ہوتی ہے، ایک یہ کہ آدمی جب چلتے چلتے پسینہ سے شرابور ہو جائے اور پھر سرد ہوا لگ جائے، دوسری یہ کہ بالخصوص سرما کی راتوں میں جب نیند سے بیدار ہو جائے ــــ سبب وہ غلیظ بخارات ہوتے ہیں جن میں خشکی ہوتی ہے حدت اور تیزی اور چبھن نہیں ہوتی، یہ بخارات دو طرح کے ہوتے ہیں ایک غلیظ خشکی لئے ہوئے، چبھن ندارد، دوسرے وہ جن میں حدت چبھن اور چرپری کیفیت پائی جائے۔

خشک غلیظ بخارات سے وہ صلابت (سختی) رونما ہوتی ہے جو نیند ٹوٹنے اور پسینہ کے بعد لاحق ہوتی ہے تیز حریف اور غلیظ بخارات سے "مرض سلاق" لاحق ہوتا ہے، مرض سلاق پر ہم اس فصل کے بعد گفت گو کریں گے۔

صلابت اور بمشکل آنکھوں کے کھلنے کا علاج یہ ہے کہ پہلے مریض کے مزاج کو دیکھا جائے اگر مریض استفراغ کو برداشت کر سکتا ہو تو اولین مرحلہ میں استفراغ نہ کیا جائے کیوں کہ وہ خلط جس سے بخارات اٹھتے ہیں، خشک اور سوداوی ہوتی ہے۔ بغیر کسی انتظام کے اگر استفراغ کیا جائے تو یہ خلط باہر نکلنے کے لئے آمادہ نہ ہوگی، اس لئے ضروری ہے کہ اسے کئی دن تک "ماء الاصول" پلائیں، حنطۂ رطبہ ناپختہ کا حریرہ نیز بکری کا دودھ وغیرہ دیں۔ پھر مطبوخ افتیمون سے استفراغ

کریں، استفراغ کے بعد محلل اور مرطب جڑی بوٹیوں مثلاً بنفشہ، بابونہ، [illegible] اکلیل الملک جس کے ساتھ جو نمکوب اور گیہوں کی بھوسی وغیرہ شامل ہو کئی بار بپھارہ دیں بچی کو دودھ پلانے والی [illegible] آنکھوں میں نچوڑیں سرمہ لگائیں اور مختلف لعاب مثلاً لعاب بہی دانہ لعاب حلبہ، لعاب کتاں وغیرہ استعمال کریں، کیوں کہ ان لعابوں سے صلابت تحلیل، اور پپوٹوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ سدے کھل جاتے ہیں۔ صلابت دور کرنے کا مندرجۂ ذیل نسخہ بھی ہے :-

نسخہ دافع صلابت نشاستہ جو ناپختہ سے حاصل کیا گیا ہو، کیثرا، صمغ عربی، مامیران چینی، شادنج عدسی۔۔۔ اگرچہ استفراغ کرتا ہے مگر صلابت کو ازالہ کر کے نرمی پیدا کرتا ہے، اگر صلابت کا ازالہ دشوار ہو تو مریض کو حکم دینا چاہئے کہ وہ روزانہ ایک بار آنکھوں کو رگڑ رگڑ کر گرم پانی سے تکمید کرے، ایسا عمل، استفراغ اور بدن کے تنقیہ کے بعد کرنا چاہئے مریض کو چاہئے کہ بغیر استفراغ کے اپنی آنکھوں کو نہ رگڑے کیوں کہ اس سے مادہ اس مقام پر کھینچ آتا ہے، اگر بعد استفراغ کے فرک (رگڑنا) کیا جائے تو صلابت تحلیل ہو جاتی ہے اور غلیظ بخارات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

صلابت کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ استفراغ کے بعد "عرق مرزنجوش" ناک میں چڑھائیں یا سعوط مرارۂ قبج، روغن خیری زرد، اور عورت کے دودھ کے ساتھ تیار کیا گیا ہو اسے بعض اوقات برگ بنفشہ، برگ خبازی، اور برگ خطمی وغیرہ کے ضماد سے تحلیل کرتے ہیں۔

اس کی ایک دوا وہ بھی ہے جسے "دواء الصلابات" یعنی پپوٹوں میں پیدا ہونے والی سختی کی دوا کہتے ہیں یہ حسب ذیل ہے :-

تخم حب، تخم کتان، اسپغول، تخم خطمی، تخم خبازی۔۔۔۔ تیلے سفید مشروب کے ساتھ پکایا جائے، پھر ان کا لعاب آنکھوں میں ڈال کر پٹی باندھ دی جائے۔ بعض وقت اسے پپوٹوں کے اوپر رکھ کر پٹی باندھ دیتے ہیں۔ اس سے پپوٹوں کی ہر قسم کی صلابت تحلیل ہو جاتی ہے اس کے لئے پہلے استفراغ کی ضرورت پیش نہیں آتی مگر آنکھ کے مزاج میں مذکورہ لعابوں کو برداشت کرنے کی قوت بھی ہونی چاہئے۔

باب (۳۴)

سلاق

اس سے قبل سلاق کا تذکرہ گزر چکا ہے جس میں بتایا گیا ہے ، یہ مرض غلیظ بخارات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ان بخارات کی وجہ سے پپوٹوں میں گرم تیزابیت کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جو طبقۂ ملتحمہ پر گرتی ہے ، جب یہ کیفیت عرصۂ دراز تک برقرار رہے تو پلکوں کے بال جھڑنے لگتے ہیں پلکیں سُرخ ہوجاتی ہیں ، اور آنسو نکلنے لگتے ہیں ۔

"سلاق" اور "کمنہ" کے درمیان فرق یہ ہے کہ سلاق کے ساتھ کبھی حدت ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی ۔ اور "کمنہ" کے ساتھ پپوٹوں میں سُرخی اور غلظت ہوتی ہے ، آنکھ کے طبقات کا رنگ دوران کی حرکت متغیر ہوجاتی ہے ، ابصارت میں ضعف آجاتا ہے ۔

کمنہ ایک ایسا مرض ہے جو تمام اعضاء میں پیدا ہوسکتا ہے ۔ گاہ ایسی حالت پیدا ہوجاتی ہے جس "کمنہ فی الدماغ" کہتے ہیں ، جب ہم آنکھ میں اس کے سبب کی تشریح کریں گے اس وقت معلوم ہوجائے گا کہ تمام اعضاء میں سو دکمنہ کس طرح پیدا ہوتا ہے ۔

سلاق کا علاج

سلاق آنسوؤں اور آنکھوں کے کنارے کی سُرخی کے بغیر اور خارش بھی موجود ہو تو یہ اس کی ابتداء ہے ، ایسی صورت میں لطیف دوا کے ساتھ استفراغ کریں ۔ مریض کا مزاج رطب ہے تو استفراغ کی ادویہ میں کچھ ایارجات شامل کریں ۔ اگر مزاج
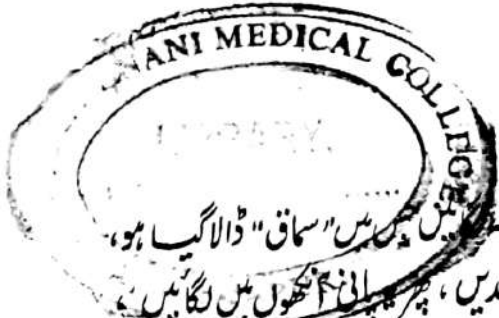
گرم ہے تو صرف لطیف ادویہ استعمال کریں۔ بعدازاں گلاب کا سُرمہ [illegible] جس میں "سماق" ڈالا گیا ہو، اگر گلاب موجود نہ ہو تو گلاب اور سماق پانی میں ڈال کر دھوپ میں رکھدیں، پھر یہ پانی آنکھوں میں لگائیں، اس سے سلاق کا ازالہ ہو جائے گا، خاص طور پر اس سلاق کا جو بغل شانے اور دیگر مقامات کی بدبو سے پیدا ہو، کیوں کہ ان مقامات سے جو بدبو خارج ہوتی ہے سونگھنے پر آنکھوں میں کھجلی پیدا ہوتی ہے کیوں کہ یہ تیز اور فاسد ہوتی ہے جو خارج سے آنکھ کے اندر وہی خرابی پیدا کرتی ہے جو داخلی بخارات پیدا کرتے ہیں۔

اگر سلاق انتہا کو پہنچ جائے آنکھوں کے دونوں گوشے سُرخ ہو جائیں۔ اور آنسو نہ نکلیں تو یہی مذکورہ استفراغ مذکورہ پانی کا سُرمہ شیاف احمر اللین آنکھوں میں لگانا اور گرم پانی سے دھونا تکمید کرنا، اور اس کے بخارات کا بپھارا لینا مُفید ہوتا ہے۔

اگر سلاق اس قدر بڑھ جائے کہ آنکھیں سُرخ ہو جائیں آنسو جاری ہوں پلکوں کے بال جھڑنے لگیں تو اس کا علاج یہ ہے کہ مزاج کے اعتبار سے استفراغ اور بدن کا تنقیہ کریں بعدازاں شیاف دمزح، شیاف احمر اللین اور شیاف ابیض لگائیں، ان تمام کو ایک جگہ عرق بادیان کے ساتھ کھرل کریں، جب سرخی میں بہتری پیدا ہو آنسو اور خارش رک جائے تو آنکھوں میں بطور سُرمہ "حجر ارمنی" استعمال کریں، اور پھر پلکوں کے بالوں کے جھڑنے کے سلسلے میں جو علاج ہم نے ذکر کیا ہے وہی اختیار کریں، حمام کرائیں، گرم پانی سے تکمید کریں۔

جب سلاق کی تکلیف بڑھ جائے تو "شیاف لاون"، بطور سُرمہ استعمال کریں۔ جس کا نسخہ حسب ذیل ہے:۔

لاذن : ۳ ۱/۲ گرام، حجر ارمنی : ۷ گرام، شادنج عدسی : ۲۵.۳ گرام، کحل اصفہانی مغسول : ۲۵.۴ گرام، توتیا مرازبنی : ۵۰.۱۰ گرام، مر صافی : ۲ گرام، رسوت طائفی : ۲ گرام، صمغ عربی : ۳ ۱/۲ گرام، ——— باریک پیس چھان کر میٹھے پانی میں گوندھ کر مسور کے دال کے برابر گولیاں بنالیں، پھر ماؤف آنکھوں میں، استفراغ کے بعد مذکورہ تدبیر کے مطابق بطور سُرمہ لگائیں۔ یہ علاج "کمنہ"، کے لئے بھی بہت زیادہ مُفید ہے۔

باب (۳۵)

کمنہ

کمنہ آنکھ کا ایسا مرض ہے جو طبقات چشم کے تغیر سے پیدا ہوتا ہے۔ اس سے بصارت کمزور ہو جاتی ہے، اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے آنکھ کا حجم بڑھ گیا ہو، اس کے ساتھ خارش بھی ہونے لگتی ہے جو گرم پانی کے بغیر سکون نہیں پاتی،

اس کا سبب وہ بخارات غلیظہ ہیں جن کے ساتھ رطوبت فاسدہ شامل ہو جاتی ہے، اس میں کچھ سوداوی مادہ بھی ہوتا ہے، یہ بخارات آنکھوں کے طبقات کے نیچے پوشیدہ ہو جاتے ہیں، اس میں حدت نہیں ہوتی کہ آنکھ سے آنسو نکلیں اور تکلیف محسوس ہو، بلکہ آنکھوں کی حرکت سست ہو جاتی ہے، کبھی طبقات کے نیچے پیپ پیدا ہو جاتی ہے جو زخم سے بہتی ہے، زخم کا رُخ آنکھ کی طرف نہیں ہوتا، یہ کمنہ کی سب سے بری حالت ہے، بخارات جب جمع ہو جاتے ہیں تو عضو کے حجم میں اضافہ ہو جاتا ہے، وہاں درد تو نہیں ہوتا البتہ ثقل محسوس ہوتا ہے، اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے آنکھ کا حجم معمول سے بڑھ گیا ہے۔

کمنۂ اعضاء پر گفتگو اپنے مقام پر آئے گی اور وہیں کمنۂ دماغی کا بھی تذکرہ کریں گے۔
اکثر اطباء کا خیال ہے کہ "کمنہ" زخم کے بعد طبقات چشم کے نیچے پیپ جمع ہو جانے سے پیدا ہوتا ہے۔

کمنہ کا علاج

یہ ہے کہ "ایارج" [illegible] استفراغ کریں، اور "موبخج" [illegible] اقراحا" سے غرارہ کریں، آنکھوں میں مندرجہ [illegible] "[illegible] کمنہ" کے نام سے مشہور ہے:۔

دارفلفل : اگرام ، ہلیلہ زرد : ۳½ گرام ، کف دریا : ۳½ گرام ، مامیران : اگرام،
صبر سقوطری ۵۰، ملی گرام ، مرادر سوت : ۳½ گرام۔

کوٹ چھان کر آنکھوں میں بطور "ذرور" استعمال کریں، چاہیں تو شیاف بنالیں، عرق بادیان کے ساتھ گوندھ کر گولیاں بنالیں، پھر اسی عرق میں رگڑ کر آنکھوں میں بطور سرمہ استعمال کریں۔

اگر کمنہ میں پیچیدگی پیدا ہو جائے تو "باسلیقون اکبر" کے استعمال کی ہمیشہ ضرورت ہوگی، سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ مذکورہ اشیاء کے بعد گرم پانی سے تکمید کریں جس میں بابونہ اور ناخونہ شامل کر کے پکا لیا گیا ہو۔

اگر پیپ کی وجہ سے کمنہ پیدا ہوا ہو تو علاج یہ ہے کہ سلائی داخل کر کے اس کو اس کے مقام سے نیچے کی سمت ہٹایا جائے جب کہ یہ تپلی کے روبرو ہو پھر مذکورہ سارے علاج کئے جائیں مزید برآں تکمید کی جائے۔ اس کے لئے ہر روز ایسے پانی میں تر کیا ہوا کپڑا استعمال کریں جس میں حب ایارج، حب قوقا، حب صبر وغیرہ جوش دے لیا گیا۔

میں نے ایک شخص کو سخت آشوب چشم میں مبتلا دیکھا، آنکھیں زخمی اور سرخ ہو چکی تھیں۔ سرخی صاف نظر آرہی تھی، آنکھوں کی سطح پر زخم ظاہر نہیں ہوا تھا۔ بعد میں آنکھیں درست تو ہو گئیں مگر بصارت میں کمی آگئی، طبقہ قرنیہ کے پیچھے مدور شکل میں پیپ اور ریزش جمع ہو گئی، ایک عرصہ تک یہی حالت برقرار رہی۔ پھر یہ شخص اتفاقاً حج کو جاکر واپس آیا، اس کا سارا مرض دور ہو چکا تھا بصارت علی حالہ لوٹ آئی تھی، دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ مکہ میں اسے بخار آگیا تھا، آنکھیں چپک گئی تھیں مگر آشوب نہ تھا، جب بخار جاتا رہا تو التزاقی کیفیت بھی جاتی رہی اور آنکھوں کی روشنی واپس آگئی ہیں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ بخار نے تحلیل کر کے آنسوؤں کی شکل میں پیپ کو خارج کر دیا فاضل مادہ صاف ہو گیا التزاقی کیفیت اسی پیپ کا نتیجہ تھی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جمع شدہ پیپ اور ریزش کو تحلیل کر دینا ہی اس مرض کا علاج ہے۔

باب (۳۶)

شب کوری

شبکرہ فارسی لفظ ہے، اس کو عربی میں عشار کہتے ہیں، لبعض اطبار کا خیال ہے کہ عشا ر شبکرہ کی انتہائی صورت کا نام ہے، جس میں مریض کو دن کی روشنی میں بادل نظر نہیں آتے۔

مرض شبکرہ کی تعریف

مرض شبکرہ یہ ہے کہ دن میں کسی چیز کو دیکھنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ مگر جب رات آجائے تو کچھ نظر نہ آئے۔ اس کا سبب وہ غلیظ بخارات ہیں جو روشنی کو مکدر اور روح نفسانی کو اعصاب مجوفہ میں جاری رہنے سے روک دیتے ہیں، دن میں تو نظر آتا ہے کیوں کہ دھوپ ان بخارات کو لطیف کر دیتی ہے مگر رات میں نہیں۔ (علاج یہ ہے کہ) مولی کو بادیان اور دارفلفل کے ساتھ پکا کر بپھارا دیں۔ اس سے مرض کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

دوسرا علاج یہ ہے کہ استفراغ کے بعد غرغرہ کرائیں اور چھینکیں لائیں، کیوں کہ چھینکیں تحریک کر کے بخارات کا ازالہ کر دیتی ہیں غرغرہ غلیظ مادوں کو سر سے زائل کر دیتا ہے۔

مندرجہ ذیل "شیافہ" کا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے:۔

بکری کی کلیجی جلی ہوئی: ۳½ گرام، دارفلفل: ۳½ گرام، شادنج ۷ گرام، رسوت: ۳½ گرام، سقوطری: ۳½ گرام، مر: ۰.۷۵ اگرام، پیس کر کہنہ شراب میں گوندھ لیں، اور ایک پتیل

کے برتن میں ڈال کر چھوڑ دیں تاکہ خشک ہو جائے، پھر دوبارہ ان اشیاء کو خوب پیس کر، مکرر عرق بادیان میں گوندھ لیں پھر پیتل کے برتن پر طلا کر کے سکھالیں، باریک پیس چھان کر، آنکھوں میں بطور سرمہ لگائیں۔ اس ترکیب سے اسی دن مرض شبکرہ زائل ہو جاتا ہے، بشرطیکہ یہ عمل، استفراغ کے بعد ہو، اگر ازالہ مرض میں دشواری محسوس ہو، تو مندرجہ ذیل جڑی بوٹیوں کو پکا کر بپھارا دیں۔

بابونہ، اکلیل الملک، شیح، قیصوم، مرزنجوش، برگ نمام، بادیان، سبوس : ۳۰ گرام ادویہ ایک برتن میں اچھی طرح پکا کر بپھارا لیں یہاں تک کہ ادویہ ٹھنڈی ہو جائیں، پھر نیم گرم حالت میں ان سے تکمید کریں۔

[منجملہ ان ادویہ کے جو اس مرض کے علاج کے لئے متحمل ہیں یہ ہے کہ برگ نمام دارفلفل اور بادیان کوٹ لیا جائے اور بکری کی کلیجی کے زائدے آگ پر خوب پکا لئے جائیں یہاں تک کہ بھاپ آجائے، پھر کوٹی ہوئی دارفلفل بادیان کے ساتھ شامل کریں، پھر بھی جھاگ نظر نہ آئے تو دوبارہ دارفلفل شامل کریں یہاں تک کہ کلیجی بھن جائے، پھر آگ سے اتار کر ٹھنڈا ہونے کے لئے چھوڑ دیں۔ پھر اوپر سے اسے حاصل کرلیں کھردری ٹھیکری کے مانند ہو چکی ہوگی، اسے باریک پیس کر استفراغ اور پرہیز کے بعد مریض کی آنکھوں میں لگائیں۔

حکیم ابوعمران بن موسیٰ بن سیار، حب قوقایا سے شبکرہ کے مریض کا " استفراغ کرتے تھے پھر دونوں پنڈلیوں پر پختہ لگانے کا حکم دیتے پھر گھوڑے کی لید کا پانی آنکھوں میں لگاتے، گھوڑے کو چارہ (ایک صحرائی بوٹی) " قت "، کھلاتے، اس طرح بہت جلد شبکرہ زائل ہو جاتا۔

وہ حب قوقایا اس لئے دیتے تھے کہ سر کا استفراغ ہو جائے اور غلیظ اخلاط اور مرطوب بخارات تحلیل ہو جائیں، پنڈلیوں پر پختہ لگانے کی وجہ یہ تھی کہ مواد نیچے کی طرف جذب ہو جائیں، گھوڑے کی لید کا پانی استعمال اس لئے کرتے تھے کہ اس مرض کے ازالہ کی اس میں تاثیر ہے جیسا کہ بکری کی کلیجی میں ہے، پھر بھی مرض کے ازالہ میں دشواری پیش آئے تو رطوبتوں کو تحلیل کرنے والے حقنے دیتے، اور ایسے پیتل کا بپھارا لینے کے لئے کہتے جس کو گرم کر کے اس پر عرق بادیان کیساتھ شراب کے چھینٹے دیئے گئے ہوں اور " سعد " سے مریض کی زبان رگڑنے کا حکم دیتے۔

باب (۳۷)

غرب (آنکھ کا ناصُور)

آنکھ میں غرب کا مرض سر سے آنکھوں کی طرف ردی مواد فضول کے اترنے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ مواد زیریں پپوٹے کے نیچے جمع ہو جاتا ہے۔ یہ کیفیت آشوبِ چشم کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ بغیر آشوبِ چشم کے بھی ہو سکتا ہے، نیچے کی پپوٹے کے پردے میں اندر سے گہرائی پیدا ہونے کی وجہ سے، یہ مواد آنکھ کے نچلے گوشہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، جب مدت دراز تک وہاں جمع رہتا ہے تو مقام زخم آلود ہو جاتا ہے۔ علامت یہ ہے کہ آشوب چشم یا بغیر آشوب کے آنکھ چپکی ہوئی ہوتی ہے۔ جب نچلی پلک جھپکتی ہے تو ورم کے مانند محسوس ہوتا ہے۔ اس سے ماہر طبیب سمجھ لیتا ہے کہ یہ "غرب" کی کیفیت ہے۔

علاج ابتدار کے ساتھ ہی بدن کا استفراغ کریں، "قیفالین" کی فصد کھولیں، لطیف غذائیں استعمال کریں، غلیظ اور تبخیر پیدا کرنے والی غذاؤں سے پرہیز کرائیں، اندر دھنسے ہوئے حصے پر مضبوطی سے پٹی باندھ دیں، اور آنکھوں پر مندرجۂ ذیل "ذرور" چھڑکیں:۔

سفیدہ جو آگ سے تیار کیا گیا ہو: ۷گرام، دم الاخوین: ۳½ گرام، مر: ۳½ گرام، گلنار: ۷گرام، عنزروت جس کو گدھی کے دودھ میں بسایا گیا ہو: ۵ گرام، کندر: ۲ گرام پیس کر، ریشمی کپڑے سے چھان کر ہاون دستہ میں نرم کرلیں، پھر نیچے کے پپوٹے کو انگوٹھے سے

کھول کر ذرور داخل کردیں اور آنکھ پر پٹی باندھ دیں، غرب کے مقام پر پٹی ہونی چاہئے، ایسی صورت میں بسا اوقات گوشت آجانے سے گڑھا بھر جاتا ہے، اور جلد متصل ہو جاتی ہے، اگر علاج میں دشواری پیش آئے ناصور ہڈی تک پہنچ چکا ہو تو لوہے کی سلائی سے داغ دیں اسے منہ تک پہنچانا چاہئے کیوں کہ وہاں سے منہ تک راستہ ہے، جب اچھی طرح مہارت سے داغ دیا جائے تو مریض کم مدت میں اچھا ہو جاتا ہے، اگر داغنے میں غلطی ہو تو بصارت فاسد ہو جاتی ہے۔ داغنا اس طرح چاہئے کہ سلائی کا سرا پپوٹے کو نہ لگے اور اندر تک پہنچ جائے، اگر سلائی نیچے تک پہنچ جائے تو داغنے پر بہت کم مدت میں غرب ٹھیک ہو جاتا ہے، جو غرب ٹھیک نہیں ہوتا اس کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ ناک کی جانب کھل کر ہڈی سے جا ملتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹھیک طور پر اسے داغا نہیں جا سکتا۔

بعض اوقات، آنکھ کے خراب رطوبتوں کی قلت اور بصارت کی کمزوری کے بعد بھی، بیمار اچھا ہو جاتا ہے، زمانۂ دراز کے بعد اس کی بینائی لوٹ آتی ہے، مگر یہ ضروری ہے کہ مریض معتدل سرموں کا استعمال جاری رکھے۔ جیسے "قدیز" اور "روشنائی"، وغیرہ، نیز ہمیشہ رگ قیفال کی فصد کھول کر لطیف ادویہ سے طبیعت کو کھولتا رہے۔

آنکھوں کا ایک معالج علی کحال، غرب کا آپریشن کرکے، اس پر تیز دوائیں رکھنا، تاکہ اس کا استیصال ہو جائے، پھر مرہم لگاتا تاکہ گوشت آجائے، اس طرح مریض پوری طرح اچھا ہو جاتا، مگر یہ ایسا علاج نہیں ہے جسے آگے بڑھایا جائے، کیوں کہ آنکھوں میں تیز دواؤں کا استعمال بُرا ہے۔

فاضل جالینوس کے نزدیک یہ آنکھ کا ایک دنبل ہوتا ہے، مگر اسے سمجھنے میں مفسرین سے غلطی ہوئی ہے وہ خیال کر بیٹھے کہ اس سے مراد وہی دنبل ہے جو اعضاء میں پیدا ہوتا ہے جس میں کئی طرح کی ریم اور ریزش پائی جاتی ہے، اور جس سے کوئلہ، زیتون، اون اور مٹیکری جیسی اشیاء نکلتی ہیں، حالاں کہ جالینوس کا یہ منشا نہیں ہے، بلکہ وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ آنکھوں کے اندر پیپ کے دو مقام ہیں، ایک تو نیچے والا پپوٹا، دوسرا وہ عمق جو چہرے میں ناک کے بانسے کے ساتھ پاتا ہے، وہ دُنبل (دو بیل) سے دو دعار (یعنی دو مقام) مراد لیتا ہے، "دعا" جو فارسی لفظ ہے اس کو سریانی زبان میں "بیلہ" کہا جاتا ہے، لہذا "دبیلہ" سے مراد "دو دعا" میں ہم نے یہ تذکرہ اس لئے کیا ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ جالینوس نے غلطی کی ہے، کیوں کہ جالینوس کی غرض وہی ہے جسے ہم نے بیان کیا ہے۔

منجملہ معالجات میں جن کو متقدمین نے ایسی صورت کے لئے بیان کیا ہے یہ جبکہ پھیل کر ہڈی تک نہ پہنچا ہو تو مندرجہ ذیل دوا سے داغیں :۔

خاکستر بابونہ ، خاکستر ناخونہ ، : ایک ایک حصہ ، ہڑتال سُرخ : ½ حصہ ، رسوت : دو حصے ، زنگار ، جو پیتل پر سرکہ چھڑک کر بنایا گیا ہے : ½ حصہ ، جوز سوختہ : ایک حصہ ، شادنج : ایک حصہ ،۔

پیس کر آنکھوں میں چھڑک کر باندھ دیں اگر ہڈی خراب ہو کر سیاہ ہو جائے تو حسن تدبیر کے ساتھ مشہور و معروف آلہ کے ذریعہ ہڈی کُھرچ کر قطع کریں بعد ازاں گوشت پیدا کرنے کے لئے مرہم لگائیں اس طرح مریض صحتیاب ہو جائے گا ـــــ مختصر یہ کہ "غرب" کا علاج ویسا ہی ہے جیسا کہ تمام اعضاء میں ناصُور کا ہوتا ہے ، مگر آنکھ کے علاج میں نرمی برتنی چاہیئے ، اگر ناصور میں صلابت اور غلظت پیدا ہو جائے اور پھوٹتا نہ ہو تو مندرجۂ ذیل ضماد کریں ۔

حنظل ، نخسیہ : ایک حصہ ، کلی حلبہ : ½ حصہ ، تخم مر : ایک حصہ ، ـــــ اچھی طرح جوش دے کر اس پر کوئی دودھ ڈالیں ، اور خوب پھینٹ کر مرہم کے مانند ضماد کریں ، اس سے سخت ناصور بھی پھٹ جائے گا ۔

آنکھوں کے اندر داغنا خطرناک ہے ، کیوں کہ ذرا سی آگ بھی پپوٹے یا پپوٹے کے اندرونی پردے پر لگ جائے تو "شترہ" پیدا ہو جائے گا ۔ گاہ پپوٹوں میں تشنج بھی پیدا ہو جائے گا ۔

ماضی کے فاضل اطباء نے "غرب" کو داغنے کا ایک ایسا طریقہ دریافت کیا ہے جس سے آنکھیں محفوظ رہتی ہیں حکیم علی کحال اسی طریقے پر کاربند تھا ، بصرہ میں ابو ماہر کو داغنے کا یہ طریقہ بیان کرتے ہوئے ہم نے سُنا ہے ۔

ایک ایسی قیف جس کا نچلا حصہ درست ہو لیکر غرب کے مقام پر جہاں ناصور ہو رکھدیں ، اور سیسہ پگھلا کر اس میں داخل کریں ۔ پھر قیف ہٹالیں ، اس سے داغ ، ناصور کے مقام سے تجاوز نہ کرے گا ، اور بیمار پُوری طرح صحتیاب ہو جائے گا ۔

بصرہ میں "نعمانی" نام کا ایک حکیم تھا جو "غرب" کا علاج قطع و برید (آپریشن) کے ذریعہ کیا کرتا تھا ، بعد ازاں وہ تیز دوا دیتا ، یہ دوا ناصور کو جڑ سے نکال دیتی ہے ، وہ مرہم بھی استعمال نہیں کرتا تھا ، دونوں جانب سے پٹیاں باندھ دیتا تھا ۔ یہ علاج ان مریضوں کے لئے ہے جن کا علاج دشوار ہو جائے ۔

باب (۳۸)

انتشار کی قسمیں

انتشار کی قابل علاج قسم یہ ہے کہ ضرب یا کسی بیرونی اثر سے آنکھوں کے اندر انتشار پیدا ہو جائے ، ایسا مریض اکثر وبیشتر حالات میں درست ہو جاتا ہے ، اور یہ کہ حادثہ بڑا اور انتشار بہت زیادہ ہو۔

وہ انتشار جو درد شقیقہ ماشرا یا سرسام حار سے پیدا ہوتا ہے ۔ اکثر وبیشتر اچھا نہیں ہوتا ، بلکہ ایسے مریض کو ہم نے کبھی اچھا ہوتے ہو دیکھا ہی ہوں۔

ایک دوسری قسم جسے "اتساع" اور "انتشار" کہا جاتا ہے ، یہ ہے کہ آنکھوں کے حدقہ کا سوراخ حالت طبعی سے اور معمول سے زیادہ چوڑا ہو جائے ، روشنی پھیلنے لگے ، یہ بھی کبھی صحتیاب نہیں ہوتا کیونکہ اس میں دو چیزیں جمع ہو جاتی ہیں ، انتشار اور اتساع ،

انتشار نور کا سبب یا تو عصبہ مجوف جو روشنی کو آنکھوں کی جانب جذب کرتا ہے ہوتا ہے ، ایسی صورت میں تیز بخارات سے درد سر پیدا ہو جاتا ہے جو عصب کو پھیلا دیتا ہے ۔ یا طبقۂ عنبیہ کا سوراخ ہوتا ہے جو تیز اور غلیظ بخارات کے باعث درد سر پیدا ہونے سے پھیل جاتا ہے ۔ فاضل مادہ ان رگوں پہنچ جاتا ہے جو آنکھوں کے طبقۂ شبکیہ پر جال کے مانند ہوتی ہیں ۔ جب درد سر کی وجہ سے مذکورہ مواد گرم ہو جاتے ہیں تو رگوں کے آخری حصے کھل جاتے ہیں ، اور طبقات کھینچ رکھتے ہیں ۔ چنانچہ اتساع پیدا ہو جاتا ہے اور روشنی منتشر ہونے لگتی ہے ۔

انتشار نور، تمزّق نور اور تمدد نور کا مطلب یہ ہے کہ نور (روشنی) سوراخ کے کشادہ ہونے کی وجہ سے حالت طبیعہ کے خلاف، غیر خط مستقیم ہو نکلتی ہے، اور طبقات کے کناروں پہ پڑتی ہے، سوراخ کی وسعت کے باعث جس طرح مرتب انداز میں نکلنا چاہیئے، نہیں نکلتی، اسی کو "انتشار نور" کہتے ہیں۔

خارجی ضرب پڑنے، تھپڑ اور پتھر کرنے کی وجہ سے سوراخ کے اندر اس لئے کشادگی پیدا ہو جاتی ہے کہ "ضرب" طبقہ کو پھیلا دیتا ہے، لہذا سوراخ بھی پھیل جاتا ہے۔ کسی تر سوراخدار کو دیکھیں۔ سوراخ کے مقامات پر گرمی پہنچ جاتی یا کوئی سخت چیز قوت کے ساتھ آگرتی ہے تو وہ ضرور بضرور پھیل جاتے ہیں، اسی طرح سوراخوں کے اندر کوئی غلیظ سیّال شئے ڈال کر ڈبو دیا جائے تو ان میں پھیلاؤ پیدا ہو جائے گا، یہی حالت سوراخ کے پھیلاؤ اور انتشار نور کے سلسلے میں تصور کی جا سکتی ہے۔

طبقۂ عنبیہ کو ضرب یا تھپڑ کی وجہ سے، خارج سے پہنچنے والا صدمہ اس لئے قابل علاج ہے کہ اس کا اثر "عقبۂ مجوفہ" پر نہیں پڑتا، اور داخل سے جو صدمہ پہنچتا ہے یعنی درد سر، سرسام حار، ورم کی وجہ سے جو انتشار پیدا ہوتا ہے وہ اس لئے ناقابل علاج ہے کہ اس سے ضرورت سے زیادہ "عصبہ" کے اندر پھیلاؤ پیدا ہو کر غیر مرتب طور پر "نور" کا اخراج ہونے لگتا ہے، "عصبہ" سالم ہو، اور طبقۂ عنبیہ کا سوراخ کسی خارجی سبب سے پھیل جائے، تو "نور" کا اخراج خط مستقیم پر ہوتا ہے، منتشر نہیں ہوتا، ہوتا بھی ہے تو کم ہوتا ہے جس سے روشنی مفقود نہیں ہوتی۔

علاج :

خارجی سبب سے پیدا ہونے والے اتساع و انتشار کا علاج یہ ہے کہ قیفال کی دونوں رگوں کی فصد کھولیں دونوں پنڈلیوں پر پچھنہ لگائیں اور نرم حقنے دیں، فوری طور پر دوا نہ دیں ثقیل غذاؤں سے پرہیز کریں، مریض پشت کے بل ہمیشہ سوئے سورج کی طرف دیکھے نہ کسی چمکدار شئے کی جانب، جماع سے پرہیز کرے، اور دن میں پانچ بار بچہ کو دودھ پلانے والی عورت کا دودھ آنکھ میں چھوڑے، ہر شب حسب ذیل ضماد کرے:-

آردجو : ایک جز، برگ بنفشہ : ایک جز، خطمی : نصف جز، انڈے کی تازہ زردی میں پھینٹ لیں، یہاں تک کہ مرہم کے مانند ہو جائیں۔ پھر آنکھوں پر ضماد کریں۔

ضربہ سے ورم ہو جائے تو / آنکھوں میں "شیاف ابیض" انڈے کی رقیق سفیدی میں ملا کر

لگائیں ۔ ضماد میں تھوڑا بابونہ شامل کریں، اور مذکورہ دوائیں ان کو ضماد میں شامل کرکے اچھی طرح پھینٹیں کہ مرہم کے مانند ہو جائیں، پھر ضماد کریں، یہ اس صورت میں ہے جب کہ ورم زائل ہونے اور آنکھ اپنی حالت اصلی کی طرف لوٹنے لگے، مگر پہلی صورت میں مذکورہ اشیاء پر کوئی اضافہ نہ کریں، ورم زائل ہونے کے بعد آنکھوں کو سکون ہو جائے تو دیکھیں کہ انتشار ہے یا نہیں ہے، اگر ہے تو وہ "باسلیقون" اور "روشنائی" والا سُرمہ لگائیں، مزاج میں قوتِ برداشت ہو تو گرم پانی سے "تکمید" کریں، اکثر اس عمل سے مرض جاتا رہتا ہے۔

اگر سبب داخلی ہو تو سبب کا ازالہ کریں دردِ سر اور دردِ شقیقہ کے اندر فصد کھولنے کی ضرورت نہیں ہوتی، کیوں کہ اس سے پیدا شُدہ انتشار نور رفع نہیں ہوتا۔

اگر کچھ بینائی باقی ہے تو حسنِ تدبیر سے اس کی حفاظت کریں، نبیذ پینا کم کریں، عمدہ غذائیں استعمال کریں۔

علی کحّال، مقام انتشار پر نصف آنکھیں ایک کپڑا باندھنے کا حکم دیتا تھا، یہ کپڑا تسمہ سے مضبوط باندھا جاتا تاکہ طبقۂ چشم کے اندر یکسانیت پیدا ہو۔ اور باقی حصّہ درست ہو جائے۔

میں نے آج تک کوئی ایسا مریض نہیں دیکھا جسے دردِ سر، دردِ شقیقہ یا سرسام کے باعث انتشار لاحق ہو گیا ہو اور وہ پوری طرح صحتیاب ہوا ہو البتہ بہت سارے ایسے مریض دیکھے ہیں جن کی آنکھوں میں خارجی سبب سے "انتشار" پیدا ہوا اور پوری طرح صحتیاب ہو گئے۔ انھوں نے وہی طریقہ استعمال کیا تھا جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے،

بعض دفعہ زیادہ چیخنے اور زور سے گانے کی وجہ سے بھی سوراخ، کُشادہ ہے۔ کیوں کہ اس سے شہ رگ متاثر ہوتی ہے اور رگیں پھیل جاتی ہیں

میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ ایک شخص نے سمندر کا سفر کیا، اسے انتشار لاحق تھا جو داخلی سبب کے باعث تھا، جب وہ شخص سفر سے واپس ہوا تو انتشار میں کمی آ چکی تھی۔

باب (۳۹)

نزول الماء (موتیا بند)

تعریف طبقہ جلیدیہ اور طبقہ عنبیہ کے سوراخ سے روشنی کے نفوذ کی راہ میں رطوبت حائل ہو جاتی ہے تو اسے نزول الماء (موتیا بند) کہتے ہیں۔

دیگر: طبیعت سے خارج شدہ غلیظ رطوبت کا غشاء عنکبوتیہ اور طبقہ عنبیہ کے درمیان ساکن ہو جانا۔

دیگر: غلیظ رطوبت کا پتلی کے سوراخ کے بالمقابل آجانا جس کی وجہ سے بصارت کا گزر نہ ہو سکے۔

دیگر: یہ ایک غلیظ رطوبت ہے جو آنکھ کو افعال سے روک دیتی ہے نقصان پہنچاتی ہے۔ اور جلیدیہ کو متاثر کرتی ہے۔

دیگر: رطوبت بیضیہ کا فساد اور اس کا اس طرح مکدر ہو جانا کہ روشنی اندر داخل نہ ہو سکے۔

دیگر: بصارت کو رطوبت جلیدیہ تک پہنچانے والے عصب کی راہ کا مسدود ہو جانا۔

دیگر: عصبۂ مجوفہ کی دونوں رطوبتوں، رطوبت عصبی، اور رطوبت زائدہ از رطوبت بیضیہ کے مسدود ہو جانے سے روح کے راستے کا بند ہو جانا۔

یہ تمام تعریفات وہ ہیں جن کو اطباء نے نزولِ الماء کے ضمن میں بیان کی ہیں۔ ہم ان سب کی تشریح پیش کریں گے اور یہ بھی واضح کریں گے کہ ان میں کون سی تعریف صحیح ہے اور کونسی غلط۔ نیز اگلے لوگوں کا اختلاف

بھی بیان کریں گے۔

بعض لوگوں نے نزول الماء کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ رطوبت غلیظ سر سے اتر کر، غشاء عنکبوتیہ کے پیچھے ساکن ہو جاتی ہے، جس سے بصارت کے نفوذ میں غلظت اور کدورت کے باعث رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے، بعض اطباء نے کہا ہے کہ رطوبت غلیظ، عصبہ مجوفہ میں اتر آتی ہے، چاہے مکدر ہو یا شفاف مگر کثرت کی وجہ سے "نور" کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔

صحیح تعریف کچھ دوسرے لوگوں نے، جن کا قول ہمارے نزدیک صحیح ہے، یہ کہا ہے کہ رطوبت بیضیہ اور اس کی روشنی کے اندر، کیفیت اور کمیت کی بیشی کا نام "نزول الماء" ہے، جس کی وجہ سے طبقۂ عنبیہ کا سوراخ بند ہو جاتا ہے

بعض جاہل متاخرین کی رائے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ رطوبت بیضیہ غلیظ ہو کر، رطوبت جلیدیہ پر گرتی ہے جس کی وجہ سے اس کے اندر تکدر پیدا ہو جاتا ہے اور زنگ آلود آئینہ کی طرح اس پر زنگ چڑھ جاتا ہے۔

یہ قول انتہائی غلط اور پُر فریب ہے، اگر طوالت کا ڈر نہ ہوتا تو ہم اس قول کے غلط ہونے کے وجوہات بیان کرتے، اس قول کا خراب ہونا اس قدر ظاہر ہے کہ ہم کو مزید اس سلسلے میں بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

نزول الماء کی تعریف اور اس کے اختلافات کا تذکرہ کرنے کے بعد ہم یہ بتائیں گے کہ یہ کیوں پیدا ہوتا ہے، اور کتنے رنگوں کا ہوتا ہے، کس نزول الماء کا قدح[1] کیا جا سکتا ہے اور کس کا نہیں؟ پھر اس کا علاج تحریر کریں گے، قدح کی صورت بیان کریں گے، اور یہ بتائیں گے کہ قدح کے قابل و ناقابل نزول الماء کے درمیان فرق کیا ہے۔

اسباب نزول الماء دو اسباب میں سے کسی ایک سبب سے پیدا ہوتا ہے، داخلی یا خارجی خارجی اسباب میں پتھر کی چوٹ اور سر پر ایسی ضرب کا لگنا ہے جس سے دماغ ہل جائے، بطون دماغ میں جو شئے جمی ہوئی ہو وہ جاری اور عصبۂ مجوفہ میں اس کا کچھ حصہ آنکھ کی طرف اتر جائے پھر غشاء عنکبوتیہ اور طبقۂ عنبیہ کے درمیان ساکن ہو جائے یا عصبۂ مجوفہ میں کسر اسے بند کر دے، اور روح کو اندر داخل ہونے سے روک دے، یہی وہ قسم ہے جس کا قدح نہیں ہو سکتا، کیوں کہ ایک ایسے

---

[1] ایک مخصوص آلہ کے ذریعہ آنکھ کے پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرنے کو "قدح" کہتے ہیں۔

عصبہ میں ہوتا ہے جہاں سُدے پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ رطوبت جو پردہ اور طبقہ کے درمیان ساکن ہو جاتی ہے، اس کا قدح ہو سکتا ہے بشرطیکہ صاف وشفاف ہو۔

نزول الماء کے داخلی اسباب : رطوبت کا امتلاء، جس کی وجہ سے غلیظ بخارات اٹھتے ہیں اور معدہ کی دونوں خفیف رگوں میں چڑھنے لگتے ہیں، ان کا منہ دونوں آنکھوں کی طرف ہوتا ہے، یہ دونوں رگیں غشاء عنکبوتیہ اور طبقہ عنبیہ تک پہنچتی ہیں، جس کی وجہ سے وہاں غلیظ رطوبت جمع ہو کر، نور (روشنی) کا نفوذ روک دیتی ہے۔ اسی لئے بدن کا استفراغ کیا جاتا ہے تاکہ وہ بخارات منقطع ہو جائیں، یہ بخارات چونکہ رقیق اور خفیف ہوتے ہیں، اس لئے اُوپر چڑھنے اور آنکھ کی سمت جمع ہونے لگتے ہیں، جس سے نزول الماء کی ابتداء کا اندازہ ہوتا ہے ـــــ قسم ہے میری حیات کی، معاملہ ایسا ہی ہے مگر اپنی خفت رقت اور گرمی کی وجہ سے یہ بخارات رطوبت غلیظ میں تبدیل نہیں ہوتے نہ بصارت روکتے ہیں نہ "قدح" کی ضرورت ہوتی ہے، بلکہ معدہ کی بقا، معدہ کے فساد وصحت، اور اس کے مرض کے اعتبار سے تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔

داخلی اسباب میں گاہ سخت درد اور درد شقیقہ بھی ہوتا ہے، کیوں کہ اس مقام پر درد کی سختی، اخلاط کو متغیر اور رطوبتوں کو مکدر کر دیتی ہے۔ گاہ اس کی شدت سے راستہ وسیع ہو جاتا ہے تو رطوبت فاسدہ اتر کر عصبہ کی راہ بند کر دیتی ہے، گاہ اوپر بلند ہونے والے بخارات کے بغیر یہ صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے جو رطوبت کی تبرید، زیادتی، سوء تدبیر اور ریاضت کی خرابی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

قابل قدح اور ناقابل قدح نزول الماء کے درمیان جو فرق ہے اسے ماہرین چشم اچھی طرح جانتے ہیں کیوں کہ عصبۂ مجوفہ میں جو فاسد رطوبت ہوتی ہے وہ پیدا کر دیتی ہے اس لئے "قدح" وہاں تک پہنچ سکتا ہے نہ اس میں کچھ اثر کرتا ہے، اس کا علاج دوا اور استفراغ کے ذریعہ ہی زیادہ کارآمد ہے، ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ رطوبت حاصلہ جب زیادہ ہو، متغیر ہو اور صاف نہ ہو تو تمام رطوبت بیضیہ مکدر ہو جاتی ہے اس کی مقدار طبعی سے بڑھ جاتی ہے اس میں "قدح" اثر نہیں کرتا، کثرت کی وجہ سے وہ نیچے جمع نہیں ہوتی اور کدورت کی وجہ سے اس کے اندر صفائی نہیں آتی۔

ناقابل قدح رطوبت پانچ قسم کی ہوتی ہے :۔

۱۔ غمامیہ | غور سے دیکھیں تو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا ایک سیاہ بادل کا ٹکڑا ہے جو آنکھ کے اندر ٹھہرا ہوا ہے، نہ اندر دھنسا ہے نہ حرکت کرتا ہے۔ بیمار کو دھوپ میں کھڑا کریں

تو بیان کرتا ہے نہ ہل سکتا ہے۔

۲۔ زئبقی | دیکھنے میں یہ قسم غبار آلود، سفیدی مائل، پارے کے رنگ کی مدور اور سیاہی کا ایک جز معلوم ہوتی ہے۔

۳۔ جصّی: دیکھنے پر یوں معلوم ہوگا جیسے چاک کے کسی ٹکڑے سے آنکھوں کا سوراخ بند کر دیا گیا ہو۔ اندر جاتا ہے، نہ حرکت کرتا ہے، سوراخ متغیر نہیں ہوتا خواہ آنکھوں کو بند کر دو یا نہ کرو۔

۴۔ اس کا رنگ، مائل بہ آسمانی ہوتا ہے یہ آنکھ کا حدقہ اور پتلی دونوں کو ڈھانک لیتی ہے اور کثیر الوقوع ہوتی ہے، بعض وقت حرکت دینے سے اس میں حرکت پیدا ہوتی ہے، مگر اس میں بھی "قدح" کامیاب نہیں ہوتا، کیوں کہ رطوبت بیضیہ، تیز تپیدہ بخارات کی وجہ سے فاسد ہو جاتی ہے۔

۵۔ منتشر اور رقیق ہوتی ہے، دیکھنے پر متفرق معلوم ہوتی ہے زمانہ گزرنے کے بعد بھی مکمل نہیں ہوتی مریض مختلف اوقات میں اپنی بصارت کے اندر کمی محسوس کرتا ہے۔ اس میں بھی "قدح" موثر نہیں ہوتا، اس میں علاج بالادویہ اور استفراغ مفید ہوتا ہے۔

قابل قدح قسم | قابل قدح قسم وہ ہے جو سفید و صاف و شفاف اور معلق ہو، جب دوسری آنکھ بند کریں، تو آنکھ کا حدقہ اوپر اٹھ جائے سوراخ پھیل جائے، اور جب ہاتھ اٹھا لیں تو اپنی اصل حالت پر آجائے، رطوبت کے صاف و شفاف ہونے کا اس طرح بھی امتحان کیا جا سکتا ہے کہ مریض کو سورج کے بالمقابل کھڑا کر کے دریافت کریں کہ وہ دھوپ محسوس کر رہا ہے یا نہیں؟ چراغ کے روبرو بیٹھا کر پوچھیں روشنی محسوس کرتا ہے یا نہیں؟ اگر جواب دے کہ دھوپ اور چراغ کی روشنی پوری ہے تو "قدح" کیا جا سکتا ہے، مریض کو اس سے صحت ہو سکتی ہے۔

امتحان کا دوسرا طریقہ | مریض کو چھینکیں لائی جائیں، پھر دریافت کیا جائے کہ مستطیل شعاع کے مانند آنکھوں میں کوئی روشنی محسوس کرتا ہے یا نہیں؟ کرتا ہے تو "قدح" کیا جا سکتا ہے کیوں کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ "پانی" صاف شفاف، رقیق اور سفید ہے، اور چھینکتے وقت آنکھ کی پتلی سے ہٹ گیا ہے ـــ یہی وہ قسم ہے جس کا جالینوس نے تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ بعض وقت متفرق ہو کر یہ پتلی سے ہٹ کر چھینک یا سر کی طاقتور حرکت سے زائل ہو جاتا ہے

قدح کے قابل و ناقابل موتیابند کے اسماء | معالجین چشم کے نزدیک ناقابل قدح

نزول الماء کے مختلف نام ہیں : ترابی ، عین الجراد ، نفطی ، اصہب ، منظور فیروزی ، معقد ـــ ، اسی طرح قابلِ قدح کے بھی حسبِ ذیل نام ہیں :-

صافی ، معلق ، مندمج ، نسک ، جناح النخل ، لسان ـــ'

ان کے علاوہ اور بہت سے اسماء بھی ہیں جن کا تعلق دو صورتوں سے ہے ، یعنی صلاح و فساد کے اعتبار سے قابلِ قدح اور ناقابلِ قدح ،

علاج

یہاں ہم قبل از قدح اور بعد از قدح صورت حال کا علاج پیش کریں گے۔

قادح کی بصارت اور نگاہ نہایت تیز ہونا ضروری ہے۔ ایسے طبقات چشم اور رطوباتِ چشم کا پورا پورا علم ہو ، آنکھ کے تمام اجزاء اور اس کی صورتوں سے واقفیت رکھتا ہو ، نکلنے اور رکنے کی وجوہات سے بھی باخبر ہو۔ پہلے وہ بیمار کے جسم کا استفراغ کرے تاکہ فاضل مواد آنکھوں اور دماغ سے ہٹ کر نیچے کے اعضاء کی طرف اُتر آئے ، ـــ صورت قدح کے بعد ، ہم اس کی ادویہ کا تذکرہ کریں گے پھر یہ بتائیں گے کہ ناقابلِ قدح نزول الماء کا علاج کس طرح کیا جائے اور قابلِ قدح کا کس طرح؟

قادح کے متعلق بیان کرچکے ہیں کہ اس کے اندر کیا خصوصیات ہونی چاہئیں ، بایں ہمہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے ہاتھ میں رعشہ ہو نہ طبیعت کے اعتبار سے بزدل اور کم ہمت ہو ، آنکھوں میں قدح کے وقت گھبرائے نہیں ، آنکھوں کے پچھلے کنارے کے نزدیک جہاں طبقۂ ملتحمہ کا آخری حصہ ہوتا ہے ، آنکھیں کھول کر آہستگی کے ساتھ آلہ اس طرح داخل کرے کہ اندر نہ جانے پائے ورنہ طبقۂ عنکبوتیہ شق ہو جائے گا ، ہاتھ اُوپر کی سمت بھی نہ اٹھائے ، ورنہ طبقۂ عنبیہ پھٹ جائے گا ، یا طبقۂ قرنیہ متاثر ہو جائے جس سے بصارت زائل ہو جائے گی ، آہستگی سے بہ اختیار کام کرے آلہ حدقہ کے برابر لے آئے اور پتلی کے سوراخ میں موتیا بند دیکھ کر آلہ سے آہستگی کے ساتھ اُسے نیچے دبائے یہاں تک کہ حدقہ کھل جائے اور پتلی کا سوراخ روشن ہو جائے پھر مریض سے دریافت کریں آیا اسے تمام چیزیں نظر آرہی ہیں؟ ایسی صورت میں آہستگی سے آلہ نکال لے۔ اگر کوئی رطوبت بہنے لگے مگر زیادہ نہ ہو ، تو کوئی حرج نہیں ، تھوڑی رطوبت کا بہنا اچھی علامت ہے۔ حُسنِ تدبیر سے کام لیا جائے تو طبیعت خود متوافق کرلیتی ہے ، پھر تھوڑے نمک اور تھوڑے چبائے ہوئے زیرہ "کے ساتھ انڈے کی زردی اچھی طرح پھینٹ کر روئی میں لت کریں اور پُشت کے بل مریض کو لٹا کر اسے آنکھوں پر پھینٹ کر ، مریض کو پیٹھ پر سلا کر ، یہ روئی

رکھدیں ۔ مریض کو لازماً ماءالشعیر دیں، مولد ریاح ثقیل غذاؤں سے پرہیز کرائیں ،شب و روز میں دو بار اس ضماد کی تجدید کریں، سردی گرمی اور ہوا کے اعتبار سے معتدل مقام پر مریض کو سلائیں حرکت اور زیادہ گفتگو کرنے سے منع کریں، غصہ سے پرہیز کرائیں ،کیوں کہ اس سے جھٹکا لاحق ہوتا ہے ،پُشت کے بل ہی استنجا ر وغیرہ سے فارغ کرائیں ۔ اگر پشت کے بل نیند کم آئے تو سیدھے ، بائیں جانب اور پُشت کے نیچے گدے رکھ کر ، سر کو پیچھے جُھکا کر ٹیک لگا دیں ۔

مریض ایسی غذا استعمال نہ کرے جسے چبانے کی ضرورت پڑے ،سب سے عمدہ غذا حریرہ ہے جو "ماءالنخالہ" سے تیار کیا گیا ہو ضعف و کمزوری کا اندیشہ ہو تو پانچ دنوں تک پرندوں کے گوشت کا شوربا دیں ۔ سادہ طور پر روغن کے بغیر تیار کیا گیا ہو ، اس کے بعد ضماد میں برگ اسپغول برگ بارتنگ ، برگ حی العالم ،برگ عصاالراعی ، کوٹ کر شامل کریں ، جو انڈے کی سفیدی اور زردی اور کسی قدر روغن گل کے ساتھ پھینٹ لیا جائے ،سات دن ایسا کریں ،اس کے بعد صحت نمایاں ہو ، آنکھ متغیر نہ ہو ، مریض اٹھ کر کھڑا ہو جائے اور کام کرنے لگے تو اونچی جگہ سے نیچے اترنے اور سخت ریاضت سے جس سے پسینہ آنے لگے منع کرے ،لوگوں سے ملاقات اور حمام بھی اس کے لئے ممنوع ہے ۔ چودہویں دن کے بعد حمام کی اجازت ہوگی ۔مگر حمام میں زیادہ دیر نہ بیٹھے ۔ قدح کے یہی اصول ہیں ۔

علاج قبل از قدح

مزاج اگر اعتدال سے خارج ہو کر کسی بھی کیفیت میں تبدیل ہو چکا ہو تو حسن تدبیر سے اسے اعتدال پر لائیں ، جسم کو دوا دینے کے لیے تیار کرلو تو مریض کے مزاج طبعی پر غور کرو ، اگر وہ ایارجات سے استفراغ برداشت کر سکتا ہو تو پہلے بدن کا استفراغ ، ہمارے نسخے کے مطابق مطبوخ افیتمون سے کرو ، جب استفراغ اور تنقیہ بدن کے بعد اس سے پرہیز کراؤ لطیف غذائیں دو تبخیر پیدا کرنے والے کھانوں سے دور رکھو ، بعد ازاں قدح کرو ، قدح کے اندر تاخیر کا ارادہ ہو اور اپنی یا مریض کی طبیعت مائل نہ ہوتی ہو تو سرموں کا استعمال کرو نزول الماء کا ازالہ کرنے والی ادویہ استعمال کرو ، پرہیز جاری رکھو ، کیوں کہ حسن تدبیر سے سرموں کا استعمال صاف و شفاف نزول الماء کو تحلیل کر دیتا ہے ادویہ سے استفراغ نہ ہو سکے تو کئی بار نرم حقنے دے کر استفراغ کریں ، حتیٰ کہ تنقیہ بدن کا یقین ہو جائے ، پھر چاہو قدح کرو مندرجہ ذیل شیاف اور سرمہ استعمال کرو :۔

شیاف کا نسخہ

حسب ذیل پانچ پرندوں کے پتے : قبح $\frac{1}{}$ ، زرہ $\frac{3}{}$ ، شاہین ، باز ،

عقابؒ ــــ مندرجہ ذیل تین آبی جانوروں کے پتے : شبوطؒ ، مارماہیؒ ، رقہؒ ، ــــ رقہ، نرم سلحفاۃ (کچھوا) کو کہتے ہیں ، ــــ اور مندرجہ ذیل چار ، چوپایہ جانوروں کے پتے : بیلؒ ، بکری کا بچہؒ ، نربلدوڑ ، پہاڑی بکرا، ــــ اور حسب ذیل چھ جنگلی پرندوں کے پتے : حشافؒ ، خطافؒ ، زازرسیاہ ، خیرجؒ جو حورر کے نام سے مشہور ہے ، کرکی ، قطاۃ ،

یہ جملہ اٹھارہ قسم کے پتے ہوئے ، ہر پتہ کا جانور کی طبیعت کے لحاظ سے ایک خاص مزاج ہوتا ہے مگر ان میں تحلیل جذب ، استفراغ ، اور صفائی و جلاء کی صفت پائی جاتی ہے بشرطیکہ حسب ضرورت استعمال کریں۔

پتوں کو ایک تانبے کے برتن میں رکھ کر خشک کرلیں ، بعض اطباء نے کہا ہے کہ ان پتوں کو اکٹھا کوٹ کر عرق بادیان میں گوندھ لیں اور گولیاں بنالیں بعض اطباء کا خیال ہے کہ ان میں شادنج عدسی ، فلفل سفید وسیاہ ، کف دریا ، مار قشیشا ، پیتل کا دھواں اور دیگ چوں ، مقررہ اوزان کے ساتھ اضافہ کریں۔ تفصیل یہ ہے کہ پتے ، ۵۰۰، ۳۰ گرام ہوں تو ، ادویہ کی مقدار ۵۸ گرام ہو ، انھیں اچھی طرح کوٹ پیس اور چھان کر عرق بادیان میں گوندھ کر قدرے شراب صافی شامل کریں۔

بعض اطباء کا خیال ہے کہ ان تمام ادویہ کو جس قدر شہد میں گوندھ سکیں اتنی شہد لیں جھاگ دور کر کے اس میں گوندھ لیں ــــ پھر ہاتھی دانت یا تانبے کی ایک ڈبیہ میں رکھ لیں اور سلائی سے آنکھوں میں لگائیں ، ــــ مذکورہ دواؤں میں جو دوا بھی مقررہ اصولوں کے ساتھ استعمال کی جائے تو اسے استعمال کرنا جائز ہے بشرطیکہ غفلت نہ برتی جائے۔

سُرمہ قبل از قدح

نزول الماء ابتدائی منزل میں ہو تو قدح سے قبل استعمال کئے جانے والے بہت سے ، مگر جسے ہم استعمال کرتے ہیں اور جو مجرب ہے وہ حسب ذیل ہے۔

مار قیشا ذہبی ، جس کا جالینوس نے میامر میں تذکرہ کیا ہے ، ایک شیشی میں یا ایک کوزہ شراب میں رکھ کر گل حکمت کرلیں ، پھر اسے انگیٹھی کے چولہے یا شیشہ گر کی بھٹی میں اس حد تک رکھیں کہ کشتہ اور راکھ ہو جائے۔ ــــ ایک جز ، دھواں جو تانبہ کو خالص بنائے جانے کے قیام سے حاصل کیا جائے ، ایک جز ، اقلیمیائے ذہب : ایک جزا ، فلفل : ایک جز ، خوب پیس کر ، پرانی شراب میں تر کر کے سکھالیں ، پھر دوبارہ عرق بادیان میں تر کر کے سکھالیں ، پھر پیس کر ہاون دستہ میں ایک جان کرلیں پھر ریشم کے کپڑے سے چھان کر استعمال کریں۔
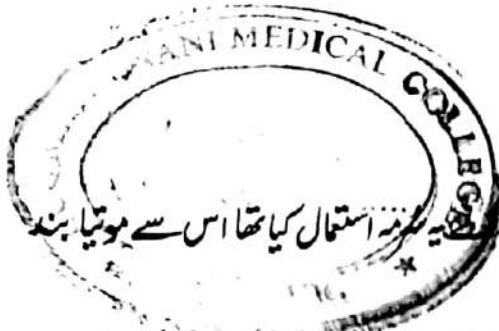
بعض حضرات کو تذکرہ کرتے ہوئے سُنا ہے کہ انھوں نے یہ سرمہ استعمال کیا تھا اس سے موتیا بند جاتا رہا۔

عبدان طبیب نے قرامطہ کے یہاں سے واپس آنے کے بعد ذکر کیا کہ اس کو ابتدائی نزول الماء کے علاج کے لئے بلایا گیا تھا، اس نے علاج کی اجرت لی اور "شیاف المرارات،، تیار کیا اور مذکورہ سرمہ بھی بنایا، شیاف کے استعمال سے پہلے اس نے سرمہ استعمال کیا تو شیاف کے استعمال کی ضرورت لاحق نہیں ہوئی سرمہ کا استعمال اس نے عام و خاص یعنی پہلے بدن کا پھر سر کا استفراغ کرنے کے بعد کیا، میرے بھی تجربہ میں یہ بہت مُفید ثابت ہوا ہے۔

قدح کا وقت | اب ہم یہ بتائیں گے کہ کسی موسم میں اور کس وقت "قدح،، کیا جانا چاہیئے اولاً تو استفراغ کے بعد۔ اور معتدل موسم میں قدح کیا جائے۔ موسم کے جو چار انقلابات ہوتے ہیں اس میں قدح سے اجتناب کیا جائے یعنی انقلاب صیفی، انقلاب خریفی، انقلاب شتوی، اور انقلاب ربیعی کی ابتداء سے بیس دن کے بعد قدح کیا جائے۔ کیوں کہ انقلابات کے زمانے میں بدن کے اخلاط اسی طرح منتشر ہو جاتے ہیں جس طرح ہوا اور پانی زمین میں۔

ضروری ہے کہ آلہ کی شکل اس مشہور جڑی بوٹی کی شکل جیسی ہو جو "دراع الجراد،، کے نام سے مشہور ہے، یہ بوٹی سر کے سمت سے بھری ہوئی اور مستطیل ہوتی ہے، اس کے تین کنارے، اسی صورت پر دو انگلیوں کے برابر ہوتے ہیں، سب سے بہتر شئے جس سے یہ آلہ بنایا جاتا ہے وہ اسی قدر ہے اس کے بعد وہ تانبا جسے طالیقون کہتے ہیں، اس کے بعد "سونا،، اسی بناء پر اس قسم کا علاج، عمدہ طریقے پر ہونا چاہیئے، ـــــ پھر "مقدوح،، کا علاج یہ ہے کہ اسے جماع سے بالکل روک دیا جائے تبخیر پیدا کرنے والی اور ثقیل غذاؤں سے پرہیز کرایا جائے، زیادہ شراب پیئے ہر موسم میں حب ایارج سے استفراغ کرایا، یہ استفراغ مطبوخ افتیمون سے استفراغ کے بعد ہو، معتدل محمود ریاضت کے بعد حمام کرائیں جو جلد معدہ کی حالت میں ہو۔

نزول الماء کی قسمیں | جصّی، غمامی، زئبقی، آسمانی وغیرہ، اور وہ ساری قسمیں جن کو میں نے القاب کے ساتھ ذکر کیا ہے، ان تمام میں مریض کی صحت سے نا امیدی نہیں ہوتی کہا جاتا ہے کہ "قدح،، ان امراض میں موثر نہیں ہے، لیکن اگر اچھی طرح علاج ہو تو مریض کی صحت ایسا نہیں ہے کہ واپس نہ آئے، اس کو صفت بصارت کے ساتھ تھوڑا بہت نظر آ سکتا ہے۔

ان تمام امراض کا علاج ایک دوسرے سے قریب تر ہے، مزاج کے لحاظ سے پرہیز کرائیں، جسم اور سر کا مزاج کے لحاظ سے استفراغ کریں، تاآنکہ امتلاء پیدا نہ ہو اور بخارات سر کی طرف نہ چڑھیں اشیاف مذکورہ مثلاً شیاف المرارات استعمال کریں، اور ہمیشہ مذکورہ سرمہ کو استعمال کرتے رہیں جسے اس باب کے شروع میں بیان کیا جا چکا ہے، نیز عزیز، روشنائی اور باسلیقون اور تمام وہ سرمے جن کے اندر جلا، استفراغ، نشف، اور تصفیہ کی قوت ہو استعمال کریں، مزاج کے اعتبار سے معطس دوا دیں خاص طور پر شدہ مریضوں کو کانگ کا پتہ، شیرما کا پتہ کسی قدر "روغن ناردین" کے ساتھ دیں بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو، کیوں کہ عمدہ تدبیر اور اچھے پرہیز کے ساتھ / بعض وقت مرض زائل ہو جاتا ہے، کیوں کہ "پانی" باریک ہو جاتا ہے سختی دور ہو جاتی ہے اور وہ صاف ہو جاتا ہے، یہ کوئی بعید نہیں ہے کیوں کہ غذائے فاسد بھی حسن تدبیر کے ساتھ اچھی غذا میں تبدیل ہو جاتی ہے، اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلو۔

اس بحث کے بعد اب ہم یہ بتائیں گے کہ نزول الماء کی ابتداء اور ان مادوں کا فرق کیا ہے جو معدہ کے اندر جمع ہو کر سر کی طرف چڑھتے ہیں۔ کیوں کہ "گاڑھے مواد" "کافم معدہ" میں جمع ہو جانا یا معدہ کا درد بعض دفعہ غلیظ بخارات کا سبب بن جاتا ہے جس کی موجودگی میں مریض آنکھوں کے سامنے کئی چیزیں خیال کرنے لگتا ہے مثلاً بھنگا، مکھی، یا بال۔ ایسا عام طور پر نزول الماء کی ابتداء میں ہوتا ہے، کیوں کہ روشنی کا اخراج باریک ٹیڑھا اور الٹا ہو جاتا ہے گاہ چھوٹا ہلکا سوراخ پیدا ہو جاتا ہے، جب روشنی اس سوراخ سے گزرتی ہے تو مریض اپنی آنکھوں کے سامنے اسی روشنی کی مقدار اور باریکی کے مطابق پانی کے جوہر کے لحاظ سے ایک چیز دیکھتا ہے۔ چنانچہ اگر "پانی" کا جوہر ردی ہوتا ہے تو سامنے سیاہ نظر آتا ہے۔ اگر جوہر صاف ہوتا ہے تو سفید نظر آتا ہے ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ یہ بخارات کی کارگزاری ہے۔ کیوں کہ جب بخارات اوپر چڑھتے ہیں تو وہ آنکھوں کی جانب ان دونوں رگوں سے پہونچتے ہیں جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ کیوں کہ جو حالت نزول الماء کی ابتدا سے پیدا ہوتی ہے اور جو معدہ سے پیدا ہوتی ہے دونوں میں فرق یہ ہے نزول الماء کے اندر ایک ہی حالت برقرار رہتی ہے یا روز افزوں بڑھتی ہے، اور جو بڑھ جاتی ہے وہ زائل نہیں ہوتی، حتیٰ کہ نزول الماء مکمل ہو جاتا ہے۔ اور جو معدہ سے ہوتی ہے وہ گاہ بڑھ جاتی ہے گاہ کم ہو جاتی ہے گاہ جبکہ معدہ خالی ہو اس طرح بالکل زائل ہو جاتی ہے، گویا کبھی تھی ہی نہیں، پھر خلط بننے کے وقت عود کر آتی ہے۔ ایک اور فرق یہ ہے کہ نزول الماء کی ابتداء سے لے کر انتہا تک چھ یا سات مہینوں کی مدت درکار

ہوتی ہے۔ مگر ایک یا دو سال گذر جائیں تو پھر یقین ہو جاتا ہے کہ یہ حالت معدہ کی وجہ سے ہے نزول الماء کی ابتداء نہ تھی۔

علاج معدہ کے اسباب سے جو علامات ظاہر ہوں اس کا علاج یہ ہے کہ ماء الاصول کے بعد لوغاذیا کے ذریعہ استفراغ کریں، پرہیز کرائیں، صبر، افسنتین، اور مصطگی سے بھی استفراغ کیا جاسکتا ہے، غذاؤں کی اصلاح کریں، صبر، سنبل، مصطگی آرد جو خطمی اور اس جیسی ادویہ کا معدہ پر ضماد کریں، مقوی معدہ تدبیریں اختیار کریں اس سے یقیناً مرض کا ازالہ ہو جائے گا۔

مصر میں آنکھوں کا ایک معالج دعبل کحال کے نام سے مشہور تھا اس نے صاف نزول الماء کے بارے میں ایک مقالہ لکھا ہے، جس میں اس نے کہا ہے کہ فصد، دوا اور پرہیز کے ذریعہ موافق استفراغ کے بعد پچھنے لگائیں اور مشہور آلہ "انبوبہ" کے ذریعہ کام لے کر، گرم پانی میں سلائی تر کرکے آنکھوں میں لگائیں اس سے نزول الماء کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

"انبوبہ" پیتل یا کانچ سے بنایا جاتا ہے جو کنپٹی کی دونوں شریانوں میں رکھا جاتا ہے، انبوبہ اس لئے لگایا جاتا ہے تاکہ جلد اور کنپٹیوں کا گوشت گرفت میں نہ آئے اور رگیں اچھی طرح چوسی جاسکیں۔ اور ایک دو بار ایسا کریں بعد ازاں گرم پانی میں سلائی تر کرکے آنکھوں میں لگائیں، جب پانی رقیق ہو جائے تو شیاف المرارات یا شیاف الروما نسخہ کے مطابق استعمال کریں، ایسا کرنا "قدح" سے مستغنی کر دے گا۔

اس نے اپنے مقالہ کے اندر کہا ہے کہ آلہ "مہت" کا سہ پہلوی ہونا ضروری ہے۔ کیوں کہ آنکھوں کے اندر داخل ہو تو پانی کو کسی بھی پہلو دبانا ممکن ہو۔ چنانچہ پانی اس کے ایک کنارے پر ہو تو دیگر دونوں پہلوؤں کو مائل کر دیا جائے گا۔ اس طرح جیسے بھی پانی کو دبانا ممکن ہوگا۔ دبایا جاسکے گا۔ اور اگر یہ پھیلا ہوا ہو اور اتفاق سے اپنی وہار پر کھڑا ہو تو وہار کے رقبہ کی تنگی کے باعث پانی کو دبانا مشکل ہوگا۔

اس مقالہ کے اندر بعض باتیں ایسی نظر آئیں جو کسی اور کتاب کے اندر نہیں دیکھیں۔ وہ کہتا ہے کہ پنبہ دانہ سوختہ اور خاکستر غوک سبز، جو درختوں سے حاصل کیا گیا ہو ہم وزن آنکھوں میں سرمہ کے طور پر استعمال کیا جائے تو ابتدائی نزول الماء دفعتہً زائل ہو جائے گا اور اسے دے گا۔ ابوالقاسم جو معوج الرقبہ (ٹیڑھی گردن والا) سے مشہور تھے نے مجھ سے کہا کہ اس نے اس سرمہ کا تجربہ کیا ہے، اور نہایت مؤثر پایا ہے۔

باب (۴۰)

آنکھوں کے سامنے بھُنگے اڑنا

بعض حشرات رات میں اڑتے رہتے ہیں، دن میں بالوں کی وجہ سے اندھیرا چھا جاتا ہے تو بھی اڑتے ہیں، ان میں ایک مکھی کے مشابہ ہوتا ہے جس کے باریک پر ہوتے ہیں اسے جرمقان حضرات نبطی زبان میں "طالب العین" (طالب چشم کہتے ہیں۔ یہ کیڑا زیادہ تر آنکھوں پر گرتا ہے اور سیاہی سے چمٹ جاتا ہے، آنکھ کو جلاتا اور چُوس لیتا ہے۔ جس کی وجہ سے سخت درد ہوتا ہے آنکھیں سُرخ ہو جاتی ہیں، اگر کوئی غیر ماہر طبیب دیکھے تو سمجھنے لگتا ہے کہ کوئی آنکھوں کا مرض ہے لہذا آشوب چشم کا علاج شروع کر دیتا ہے، جس سے خرابی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا، ماہر طبیب غور سے دیکھنے کے بعد، آنکھ سے چمٹے ہوئے کیڑے کو دیکھ لیتا ہے

علاج یہ ہے کہ نرمی سے چمٹے ہوئے کیڑے کو آنکھوں کی سیاہی سے دور کر دے، طریقہ یہ ہے کہ آنکھوں پر "گُل فارسی" رکھ کر باندھ دیں، تھوڑی دیر بعد یہ مٹی کیڑے کو پکڑ لے گی، پھر سوراخدار سلائی سے جو تیز نہ ہو آنکھیں کھول کر پھونکتے اور آہستہ سے رگڑتے جائیں تیز گرم پانی سے تکمید بھی کریں۔

بصرہ میں آنکھ کے ایک معالج سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو اس نے کہا بہت سارے لوگ اس کا علاج کرتے ہیں، مگر وہ اس کا علاج اس طرح کرتا ہے کہ گرم پانی میں کپڑا بھگو کر آنکھوں کو سینکتا ہے۔ پھر انھیں کھول کر یہی گرم پانی اندر ڈال دیتا ہے اس طرح تکلیف دور ہو جاتی ہے تکلیف

دور ہو جانے کے بعد شیاف ابیض یا "قطور"، جس کا ذکر آشوب چشم کے بیان میں گزر چکا ہے، آنکھوں میں لگانا چاہیئے۔

میرا طریقہ یہ ہے کہ فصد اور استفراغ کرایں تاکہ آنکھوں کے اندر سوزش پیدا نہ ہو، بعد ازاں "برود امادی" کا استعمال کریں جو رطوبت کو جذب کر کے، صاف کر دیتا ہے، یا اور کوئی جاذب اور قاطع رطوبات غلیظہ دوا استعمال کریں، اس طرح آنکھوں سے چمٹا ہوا کیڑا نکل جائے گا۔ اسی طرح آنکھوں میں چمٹ جانے والے کیڑوں کا بھی علاج کیا جا سکتا ہے، آنکھیں اشک ریز ہوں، اور پہلے سے آشوب چشم وغیرہ بھی نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ آنکھوں کے اندر گرد و غبار چلے گئے ہوں آنسو اسی سبب سے نکل رہے ہیں، اس کے لئے حتی الامکان گرم پانی سے آنکھیں دھو کر مریض کو تھوڑی دیر آرام دیں، بعد ازاں اوپر کی پلک اٹھا کر غور سے دیکھیں، کیوں کہ زیادہ تر اوپر کے پپوٹے کے نیچے ہی کچرا وغیرہ ہوتا ہے، بعض وقت زیریں پپوٹے کے نیچے بھی ہوتا ہے۔ اسے بھی الٹ کر دیکھو۔ اسے دو طریقوں سے دور کیا جا سکتا ہے، نرم روئی کا ایک ٹکڑا تھوڑی دیر آنکھ کے اندر کچرے پر رکھ کر فوراً نکال لیں، کچرا نکل جائے گا، یا آنکھ کے اندر "نرم ذرور" لیں جو عنزروت (جس کو گدھی کے دودھ میں بسایا گیا ہو) ایک جز، نشاستہ ایک جز سے بنایا گیا ہو، ڈالنے کے بعد اس کو تحلیل ہونے دیں، جلد ہی آنکھوں میں پردے کے مانند کوئی شئے نظر آئے گی اسے روئی کے نرم ٹکڑے سے صاف کر دیں۔

بعض اوقات مچھلی کی ایک قسم جس کو "شروع سلجی" کہا جاتا ہے اور اڑتی ہے، آنکھ میں گر جاتی ہے تو اس کے نکالنے میں بڑی جد و جہد کرنی پڑتی ہے، مشہور ہے کہ ایک شخص کے آشوب چشم کا علاج مختلف طریقوں سے کیا جاتا رہا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا، پھر کوئی چیز آنکھوں کے اندر چمٹی ہوئی معلوم ہوئی، یہ اسی مچھلی کا ایک چھلکا تھا۔ اسے نکال کر آنکھ کو صاف کر دیا گیا، اور وہی علاج کیا گیا جو کسی چیز کے چمٹنے کا کیا جاتا ہے/ اس طرح آنکھ درست ہو گئی، اس میں کوئی تیل بھی ڈالا جا سکتا ہے، اس کے لئے روغن زیتون سب سے بہتر ہے۔

اگر آنکھوں کا ہیجان سیاہی تک نہ بڑھے، سفیدی سے زائل بھی نہ ہو اور چھلکا چمٹا ہوا ہو تو یہ متورم ہو کر طبقۂ ملتحمہ سے اوپر اٹھ جائے ایسی صورت میں چھلکا ظاہر ہو جائے گا۔ اسے پہلو دار سلائی کے سرے سے پکڑ کر آنکھیں صاف کر دی جائیں، اور اگر آنکھ متاثر ہو چکی ہو، درد ہو رہا ہو تو ایسی دواؤں سے علاج کریں جو چکنا ہٹ اور اندمال پیدا کر سکیں۔ مثلاً شیاف ابیض، عورتوں کا دودھ اور نرم ذرور۔

مختصر یہ کہ آنکھوں کے اندر جو بھی کچرا گرے یا اسے کوئی چھلکا وغیرہ متاثر کرے تو " گل فارسی" کا ذرور اس کا ازالہ کر دے گا۔ اسی طرح ایسا " ذرور" بھی جس میں نشاستہ کا جز غالب ہو استعمال کیا جا سکتا ہے اور اگر حالت مشکل ہو جائے تو ایسی صورت میں تیل کا سُرمہ لگا کر مذکورہ " ذرور" استعمال کریں۔

آنکھوں کی فطرت یہ ہے کہ وہ سکون اور نیند کے وقت گرنے والی اشیاء کو باہر نکال دیتی ہے، ـــــ ہم نے ایک مستقل باب میں اس حالت کا تذکرہ اس لئے کیا ہے کہ گویا نادر الوقوع ہے مگر وقوع پذیر ہو جایا کرتی ہے، اس کا واقع ہونا جائز ہے، لہذا طبیب اس طرح کے حادثات سے ناواقف نہ رہے۔

بعض اوقات " سیراف" اور اس کے ساحلی علاقوں میں آنکھوں کے اندر ایک ایسا مرض پیدا ہوتا ہے جس کو " قذی" کہتے ہیں یہ ایک چھوٹا سا جانور ہوتا ہے جو چیچڑی سے مشابہ ہوتا ہے، یہ خارج سے داخل ہو کر پپوٹوں کے نیچے چھپ جاتا ہے گاہ پپوٹوں کو چھید دیتا ہے اور اس کے اندر تنگ سوراخ بھی کر دیتا ہے جس سے آنکھیں بڑے حادثہ سے دوچار ہو جاتی ہیں۔ ان سے بڑی مقدار میں پیپ خارج ہونے لگتی ہے اور اس طرح بند ہو جاتی ہیں کہ کھولنا ممکن نہیں ہوتا " سیراف" کے اطباء اسے " قمل العین" سے موسوم کرتے تھے۔ اور علاج اس طرح کرتے تھے کہ آنکھوں میں مرچ سفید سوختہ کا سُرمہ لگاتے اور سفرجل (بہی) کی جڑوں سے حاصل کرتے مٹی کا ضماد کرتے۔ چنانچہ یہ کیڑا چیچڑی " جوں" کی شکل میں نکل آتا۔ گاہ بہت سارے نکل آتے۔ بعض وقت آنکھوں میں مذکورہ مٹی بطور سُرمہ لگاتے، گاہ بطور " ذرور" استعمال کرتے، ـــــ اس کا علاج وہ اس طرح بھی کرتے تھے برگ بہی، پوست درخت بہی باریک کوٹ کر تازہ دودھ میں اُبالتے، اور آنکھوں میں ٹپکاتے، چنانچہ جاندار کیڑا نکل آتا،

اس جاندار کا بدن میں داخلہ تو مشہور و معروف ہے مگر میں نے ایسا ہوتے ہوئے سیراف اور اس کے ساحلی علاقوں کے سوا اور کوئی نہیں دیکھا۔

باب (۴۱)

برف سے آنکھوں کا ٹھنڈا ہو جانا

یہ آشوبِ چشم کی ایک قسم ہے جو طبقۂ ملتحمہ کو لاحق ہوتی ہے، جب کوئی آدمی برف پر چلے سورج کی شعاعیں برف پر پڑتی ہوں اور آدمی برف کی طرف دیکھنے لگے تو سورج کی شعاع برف سے ٹکرا کر آنکھوں پر پڑنے لگتی ہے۔ جس کی وجہ سے آنکھیں کمزور ہو جاتی ہیں اس کی دو قسمیں ہیں: بغیر آشوبِ چشم کے روشنی کمزور ہو جائے، اس کا سبب سورج کی شعاع کا برف سے آنکھوں پر پڑتا ہے، جس طرح کسی طشت میں پانی ہو، پانی پر دھوپ دھوپ پڑنے سے اس کی روشنی منعکس ہو کر آنکھ پر پڑے اور کمزور ہو جائے —— دوسری صورت یہ ہے کہ آنکھوں میں بخارات جمع ہو جائیں اس کی وجہ سے طبقۂ ملتحمہ متورم ہو جائے اور تر آشوبِ چشم پیدا ہو کر، آنکھوں سے کثیر مقدار میں آنسو بہنے لگے۔

پہلی قسم کا علاج یہ ہے کہ دھوپ میں چلنا پھرنا بند کر دیں ہر وقت سورج کی طرف نظر نہ اٹھائیں۔ چہرے پر سیاہ کپڑا ڈال لیں تاکہ شعاعوں سے آنکھیں محفوظ رہیں، بچی کو دودھ پلانے والی عورت کا دودھ ڈالیں اور آنکھوں پر بادام شیریں کوٹ کر رات میں ضماد کریں، اور مندرجہ ذیل ضماد کریں۔

عنزروت جس کو گدھی کے دودھ میں لسایا گیا ہو، مامیرا: ایک ایک جزء کحل السلودی:

ایک جز ، پیس کر عرق بادیان اور کہنہ شراب میں ترکر کے سکھالیں ، دو تین بار اس طرح کریں ، پھر باریک پیس کر چھان لیں ، اور مریض کی آنکھوں میں لگائیں ۔ روشنی صاف ہو جائے گی ، اور گئی ہوئی بصارت واپس آجائے گی ۔

گرم پانی سے تکمید کرنا بھی بہت مفید ہے ۔

برف سے پیدا شدہ آشوب اور طبقۂ ملتحمہ کا ورم حسبِ ذیل علاج سے دور ہو سکتا ہے ۔ شلجم کو ٹکڑے ٹکڑے کرلیں یا کوٹ لیں ، جسے برف کے وقتوں میں حاصل کیا گیا ہو ، پھر ایک دیگچے میں / بابونہ اکلیل الملک ، کچے لہسن کے پتے ، یا خشک چھلکے ، سبوس اور نمک ڈال کر ابال لیں اور بھپارا لیں ۔ یہ بھپارہ ، آنکھ کے بخارات کو تحلیل کردے گا ۔

آشوب کے لئے حسبِ ذیل سرمہ استعمال کریں :- چین کی دار چینی : ۵۰۰ ملی گرام ، قرنفل ۲۵۰ ملی گرام ، شادنج ہندی : ۱گرام ، اقلیمیائے ذہب : ۵۰۰ ملی گرام ، مارقشیشا ذہب : ۵۰۰ ملی گرام ، کشتہ کر کے پیس کر آنکھوں میں چھڑکیں ، اس سے آشوب زائل ہو جائے گا ، اس آشوب کا علاج ایسی ادویہ سے کرنا مناسب نہیں ہے جو مادہ کی تبرید کریں ، بلکہ اس میں محلل ادویہ استعمال کریں ، کیوں کہ سب سے بڑا سبب ، بخارات کا اجتماع ہوتا ہے ۔ حسب ذیل ضماد بھی کیا جائے ۔

برگ سرو : ہرایک دو گرام ، آرد سمید : ۷ گرام ، گوندھ لیں حتیٰ کہ خمیر آجائے اور پانی میں تخم حلبہ ابال کر بھینٹ لیں ، پھر ایک کپڑے پر رکھ کر آنکھ پر ضماد کریں ، اس سے ابتدائی آشوب اور ورم کم ہو جائے گا ، مریض کو ہر روز چھینکیں لانے کے لئے ناس سنگھائیں ، اور ایارج کے ذریعہ طبیعت کھولی جائے ، غالیہ اور اس کے مانند اشیاء سنگھائی جائیں ۔

اگر یہ آشوب مرکب ہو جائے اور ملتحمہ اور دوسرے طبقات بھی متاثر ہو جائیں ، التزاق ہونے لگے تو آشوب چشم کی طرح اس کا بھی علاج کریں ، مرض کے تغیر اور اس کی ترکیب کے پیش نظر علاج اور طریق استعمال مشکل ہو جاتا ہے ۔

ایک ماہر طبیب اس حقیقت کو جانتا ہے کہ کسی بھی آشوب کی ابتدا " ایک دن کے بخار " سے ہوتی ہے جو ملتحمہ کو عارض ہوتا ہے ، اگر طبیب ٹھیک طور سے علاج کرے تو فبہا ، ورنہ مرکب بن جاتا ہے ، درسخت ترین آشوب میں تعدیل ہو جاتا ہے ، جس طرح " حمی یوم " کا صحیح علاج نہ کیا جائے تو سخت بخار کی صورت میں تبدیل ہو جاتا ہے ۔ اس لئے ایک طبیب کو چاہئے کہ آشوب کے اسباب کو تلاش کرے ، طبقات چشم کے امراض کی جو علامتیں ہم نے بیان کی ہیں ، ان پر خوب غور کرے ۔

اور خاص طور پر اس آشوب چشم کا جائزہ لے۔ کیوں کہ اس کا علاج دوسرے تمام آشوبوں کے مقابلہ میں مختلف ہے۔ کیوں کہ اس کا سبب ٹھنڈک اور بخارات کا اجتماع ہوتا ہے، مادّہ کا انصباب ہے نہ ہی اس کی حدّت۔

بعض اطبائے سلف نے، برف کی وجہ سے پیدا ہونے والے آشوب میں شلجم اور بکری کے بچّے کا گوشت کھلانا تجویز کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس میں لہسن کی کافی مقدار ڈالی جائے۔ بشرطیکہ مزاج میں کوئی امر مانع نہ ہو۔

بعضوں نے لہسن کا جھاگ آنکھوں میں ڈالنا تجویز کیا ہے طریقہ یہ ہے کہ ایک شیشی میں لہسن خوب اُبالا جائے، جھاگ پانی کے اوپر آجائے تو یہ اسے آنکھوں میں لگائیں۔

بعضوں نے کہا ہے کہ ایک سلائی لہسن کے اندر دھنسا کر آگ پر رکھدیں جب اس سے رطوبت نکلنے لگے تو سلائی نکال کر رطوبت آنکھوں میں لگائیں۔

اس مرض میں ایارجات اور اس کے ہم مثل ادویہ کے ذریعہ سے طبیعت کو کھولتے رہنا مفید ہے۔ ایسے غرغرے بھی استعمال کرے جس سے رطوبت تحلیل، سر کا استفراغ ہو سکے۔

ابو ماہر نے مسافر کے علاج کے سلسلے میں ایک مقالہ لکھا ہے جس میں اس نے، برف کی وجہ سے پیدا ہونے والے آشوب کے بارے میں لکھا ہے کہ تانبہ کا ایک بستر آگ پر گرم کریں، پھر اس پر شراب کے کچھ چھینٹے دے کر بپھارا لیں۔

یہ وہ ترکیبیں اور معالجات ہیں جو اس باب میں ہمیں مل سکے ہیں۔ اور امتحان کر کے ہم نے ان پر اطمینان حاصل کر لیا ہے۔

باب ۴۲

پپوٹوں میں چیچڑی
اور اس کے بچّے

آنکھوں میں پیدا ہونے والی چیچڑی اور اس کے بچّوں کی شکلیں اور صورتیں یا تو مادہ کی قوت مصورہ کے اعتبار سے۔ یا مادہ اور اس عضو کے جوہر کے اعتبار سے جہاں وہ پیدا ہوتے ہیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

مجھے اس سلسلے میں صرف اسکندر افرودیسی کی مشہور تصنیف "عروس میں مل سکی ہے، جسے یوحنا نے رومی زبان میں منتقل کیا تھا، میرے علم کی حد تک کسی نے اب تک اس کا عربی میں ترجمہ نہیں ہے، اس کے اندر مذکورہ مرض کے بارے میں اطمینان بخش گفتگو موجود ہے، ہم اسے یہاں نقل کریں گے۔

مادہ کے اعتبار سے جو جاندار پیدا ہوتے ہیں وہ کدو دانہ کی طرح ہوتے ہیں، یہ پختہ مادہ سے پیدا ہوتے ہیں خواہ مادہ فاسد کیوں نہ ہو، ان کی پیدائش نچلی آنتوں میں ہوتی ہے، مادہ یہاں تک تب ہی پہنچتا ہے جب اس کے اندر نضج پیدا ہو جاتا ہے۔ یہاں وہ فاضل مواد کی شکل میں یا اس لئے پہنچتا ہے کہ اعضاء اسے اپنی غذا بنانے سے قاصر ہوتے ہیں اور قوت جاذبہ انھیں جذب نہیں کر پاتی ہے کیوں کہ اس کے اندر فاسد کیفیت شامل ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ محمود مادہ کے ساتھ بعض وقت کسی دوسرے عضو سے کچھ فاسد مواد بھی چلا کرتا ہے، مادہ پختہ ہونے کی وجہ سے کدو

دانے کا رنگ سفید اور صاف ہوجاتا ہے ، اور فاسد مواد شامل ہوجانے سے کیفیت خراب اور رنگ فاسد ہوجاتا ہے ۔۔۔۔ جو جاندار نیچے "معاء مستقیم" میں پیدا ہوتے ہیں وہ بھی سفید اور چھوٹے ہوتے ہیں ، سفید اس لئے ہوتے ہیں کہ مادہ میں صفائی ہوتی ہے اور چھوٹے اس لئے کہ مادہ کم ہوتا ہے ، کیوں کہ وہاں تک پہنچتے پہنچتے مادہ کم ہوجاتا ہے ، اس کی اذیت جاتی رہتی ہے اور ضرر ختم ہوجاتا ہے ، پیدائش کیفیت کے فساد کی وجہ سے ہوتی ہے ۔

جو جاندار اعضاء عالیہ یعنی معدہ اس کی متصلہ آنتوں کے اندر پیدا ہوتے ہیں وہ بڑے ہوتے ہیں جیسے وہ کیڑے جنھیں حیات (کیچوے) کہا جاتا ہے سُرخ یا خاکی رنگ کے ہوتے ہیں ۔ ایسا س لئے ہوتا ہے کہ مادہ پختہ اور صاف نہیں ہوتا ، بڑے اس لئے ہوتے ہیں کہ مادہ زیادہ ہوتا ہے

چیچڑی اور اس کے بچے (قمل اور قمقام) پختہ اور رقیق اخلاط سے پیدا ہوتے ہیں ، جن کے ساتھ چکنی کیفیت شامل ہوجاتی ہے ، اس کو طبیعت ، جلد کی طرف پھینک دیتی ہے ، جب اس طرح کا مادہ کسی عضو میں جمع ہوجاتا ہے تو وہاں وہ مادہ جو پختہ اور گرم تر ہوتا ہے جوانات کی پیدائش کا سبب بن جاتا ہے ۔ پس معلوم ہوا کہ ہر مادہ جو غیر حار اور تر ہو اس سے کوئی جاندار پیدا نہیں ہوسکتا ، کیوں کہ حرارت اور رطوبت حیات کا مادہ ہے اسی وجہ سے ہر عضو میں اور ہر مادہ سے جاندار پیدا نہیں ہوتے ۔

چیچڑی اور اس کے بچے جو تمام اعضاء اور پپوٹوں میں پیدا ہوتے ہیں وہ ایک ہی طرح کے مادے سے پیدا نہیں ہوتے پپوٹوں اور سر میں ان کی پیدائش ، دونوں آنکھوں اور سر کی سمت مادّ کے چڑھنے کی وجہ سے ہوتی ہے ، اگر مادہ سر میں موجود ہو تو طبیعت اسے جلد اور بالوں کی جڑوں کی جانب پھینک دیتی ہے ، اور اگر آنکھوں میں ہو تو آنکھیں بالوں کی جڑوں کی طرف پھینک دیتی ہے ، اس لئے کہ بالوں کی جڑیں اس فاضل مادہ کو قبول کرنے کے مقامات کی جگہیں ہیں جن سے بالوں کو غذا ملتی ہے ۔

اس کا بدنی علاج ، اور بدن میں پیدا ہونے والے کیڑوں کا علاج تفصیل سے ہم اس کے اپنے مقام پر ذکر کریں گے ، پپوٹوں اور اس کی جڑوں میں پیدا ہونے والے کیڑوں کا علاج ہم یہاں بیان کریں گے

طبیب چیچڑی اور اس کے بچوں کی شکلوں پر غور کرے ، اگر وہ ٹھہر کر ہوئے اور بالوں کی

جڑوں کو گرفت میں لئے ہوئے ہوں، ان کے اندر کوئی حرکت محسوس نہ ہو تو یقین کرے کہ مادہ کے اندر غلظت اور عدم نضج ہے، اور اگر حرکت تیز ہو کیڑے اچھل رہے ہوں تو سمجھ لے کہ مادہ لطیف ہے۔ بس ظاہری کیفیت کے اعتبار سے استفراغ کافی ہوگا۔ جس شخص کا مادہ رقیق ہو اسے طاقتور دوا برداشت کرنے کے لئے مجبور نہ کیا جائے، اور جس شخص کا مادہ غلیظ ہو، اس کے لئے صرف خفیف دوا پر قناعت نہ کی جائے بلکہ پوری طرح استفراغ اور دوا کی قوت میں اضافہ کرنا ضروری ہے اس ترطیب سے علاج کرنا بہتر ہوگا: سات دن تک ماءالاصول، شربت انجیر کے ساتھ دیں۔ ماءالاصول اور شربت انجیر۔ ہمارے نسخے کے مطابق تیار کریں، ہم یہاں اس کا تذکرہ کریں گے تاکہ بآسانی تیار کئے جا سکیں۔

تین (انجیر) سفید اور صاف: ۸۱۶ گرام اس پر تین ۸۱۶ گرام صاف پانی ڈالیں، اور ایک دن، ایک رات اسی طرح بھیگا رہنے دیں پھر مزید پانی ڈال کر جوش دے لیں یہاں تک کہ انجیر پک جائے پھر اسے نچوڑ کر صاف کرلیں، اور شکر شامل کر کے خوب پکائے حتیٰ کہ قوام (گاڑھاپن) آجائے۔ بعد ازاں ۷۰ گرام ماءالاصول اور ۷۰ گرام یہ شربت سات دن تک دیں، اس سے تمام اخلاط فاسدہ کا اخراج ہو جائے گا۔ بدن کا میل کچیل دھو ڈالیں تاکہ اخلاط فاسدہ دوا کے ذریعہ آسانی سے باہر نکل آئیں۔ بعد ازاں مطبوخ افتیمون ہمارے نسخہ کے مطابق دیں، اور مریض کو مضر اشیاء کے استعمال سے منع کریں، پھر سات دن کے بعد حب ایارج اور حب القوقویا کی ایک ایک خوراک دیں، — جب یقین ہو جائے کہ بدن کا تنقیہ ہو چکا ہے اور فاضل مادہ تحلیل ہو چکا ہے تو عاقرقرحا، میویزج، میبختج، مری نبطی اور اس جیسی دوسری ادویہ سے غرغرہ کرائیں۔ نہار منہ اور حمام میں کرائیں، بعد ازاں آنکھوں پر مندرجہ ذیل ادویہ سے تکمید کریں:۔

بورہ ارمنی: ۵۰۰ ملی گرام، برگ خبازی: ۵۰۰ ملی گرام، نمک سوختہ: ۲۵۰ ملی گرام، برگ غار ۵۰۰، ملی گرام، میویزج: ۳½ گرام، پوست ارند: ۵۰۰ گرام کحل روغن ارنڈ میں بھونا ہوا ۵۰۰، ا گرام، توتیا روغن ناردین میں بھونی ہوئی ۳½ گرام — باریک پیس کر ریشمی کے کپڑے میں چھان لیں، پھر لوہے یا تانبے کی سلائی پارہ میں ڈبو کر اس کی بو حاصل کریں — اگر سلائی پر کچھ لگ جائے تو آہستہ سے صاف کردیں پھر

آنکھوں میں اس احتیاط سے استعمال کریں کہ سلائی حدقۂ چشم سے مس نہ کرے صرف پلکوں ہی پر سے گزرے، ایسا کرنے سے اسی وقت یا اسی دن چیچڑیاں اور ان کے بچے گر جائیں گے

ازالہ دشوار ہو تو آنکھوں میں روغن ارنڈ، روغن ناردین یا روغن قسط لگائیں اور کئی دن تک آب سبوس سے تیار کردہ حریرہ دینے کے بعد، روغن ارنڈ دیں، بعدازاں مذکورہ سُرمہ لگا کر مندرجہ ذیل ضماد کریں: عاقر قرحا، مویزک، حب غار، انار کا گودا ہم وزن کوٹ کر سرکہ میں گوندھ لیں اور تھوڑا سرکہ اور آرد کرسنہ شامل کریں پھر آنکھوں پر ضماد کریں۔ صرف یہی ضماد، مذکور سارے سرموں کو چھوڑ کر، انشاء اللہ شافی ہوگا۔

ابوعمر نے بیان کیا ہے کہ ایک شریف خاندان کی عورت نے پپوٹوں کے اندر چیچڑیوں کی شکایت کی تو اس نے اسے "عباداں" جانے کا حکم دیا اور کہا کہ روزانہ ایک دفعہ سمندر کے پانی میں بیٹھ کر اپنا سر پانی سے خوب رگڑ کر دھویا کرے، اور آب رمیس اور روغن ارنڈ استعمال کرے، اس نے ایسا ہی کیا، جب وہ واپس ہوئی تو اس کے ساری چیچڑیاں اس طرح غائب ہوگئی تھیں جیسے پیدا ہی نہ ہوئی ہوں مگر پلکوں کے بال کم ہوگئے تھے اور بدن میں کھردراپن پیدا ہوگیا تھا، پھر کچھ دنوں کے لئے یہ شکایت بھی جاتی رہی، پلکوں کے بال بہت عمدہ اُگ آئے، لہذا جو لوگ ساحل سمندر پر رہتے ہوں، کوئی حرج نہیں کہ وہ بھی اسی طرح کا علاج کریں، کیوں کہ نمکین پانی بدن کے استفراغ اور تنقیہ کی بڑی قوت رکھتا ہے، اسی لئے چیچڑیاں ختم ہوجاتی ہیں، میل کچیل سے بدن صاف ہوجاتا ہے اور وہ حیوانات ہلاک ہوجاتے ہیں جو میل کچیل اور (گندے) مواد پر جنم لیتے اور زندہ رہتے ہیں۔

"عبدان" پارہ کے اندر سلائی ڈبو کر صاف کرلیتا اور کوئی دوا لگائے بغیر آنکھوں کے اندر اسے مس کردیتا تھا۔ محض پارہ کی بو سے اس قسم کے جاندار ہلاک ہوجاتے ہیں، پارہ ان سب کا قاتل ہے۔

باب (۴۳)

آنکھوں کا نیلا پن

بعض اطبا کا خیال ہے کہ آنکھوں میں مابعد کو پیدا ہونے والا نیلا پن اس نزول الماء کی وجہ سے ہوتا ہے جسے "زرقی" کہتے ہیں، بعض جاہل متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے، کیوں کہ عام طور پر متقیاد یہی ہوتا ہے۔ مگر ایک طبیب کا ایسا طور وہم کرنا اسی وقت صحیح ہوتا ہے جب نیلا پن صرف رطوبت کی شفافیت سے رونما ہوتا، حالاں کہ نیلگونی چشم کے لئے پانچ اسباب کا ہونا ضروری ہے۔ ایسی صورت میں اس کا سبب، نزول الماء "زرقی" کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے وہ پانچ اسباب حسب ذیل ہیں :- رطوبت[1] جلیدیہ کا زیادہ ہو جانا، رطوبت[2] جلیدیہ کا اوپر آجانا، غشاء[3] عنکبوتیہ کی صفائی، رطوبت[4] بیضیہ کی قلت اور اس کا بہت زیادہ صاف ہونا۔ طبقہ[5] عنبیہ کا صاف اور سیاہی کا کم ہونا۔

پس مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ مذکورہ مذہب ناممکن ہے۔ ہم نیلے پن کی صحیح علت بیان کریں گے، اس کی صرف دو ہی صورتیں ہیں: رطوبت زجاجیہ میں کمی بیشی ہو جانے سے، رطوبت جلیدیہ کا اوپر اٹھ جانا، مریض کو اسی سے صحت آسکتی ہے۔ آنکھیں اپنی سابقہ کیفیت کی طرف واپس آسکتی ہیں، ـــــ دوسری قسم وہ ہے جس میں طبقہ عنبیہ کا مزاج متغیر ہو جائے اور رطوبت بیضیہ کے اندر زیادتی اور کدورت پیدا ہو جائے یہ وہ مرض ہے جسے "اسکندر" "مرض عین"

سے موسوم کرتا ہے ـــــ مجھ سے یوحنا بن ملسویہ نے "کناش" کے حوالہ سے اسی طرح بیان کیا ہے' اس کا ترجمہ اب تک سریانی اور عربی زبانوں میں نہیں ہوسکتا ہے، زرقہ (یعنی نیلے پن) کی یہ وہ قسم ہے جو درست یا زائل نہیں ہوسکتی، ـــــ اس سے اس جاہل کی غلطی ظاہر ہوگئی جس نے صرف نزول الماء کو زرقہ (نیلاپن) کا سبب قرار دیا تھا۔ کیوں کہ نزول الماء سے بصارت جاتی رہتی ہے' لیکن زرقہ سے بصارت زائل نہیں ہوتی۔ یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے جس پر غور کرنے کے بعد کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا، جس نے بھی ایسا کہا ہے غلط کہا ہے

قابل علاج زرقہ (نیلاپن)

مریض کے مزاج، وقت، موسم کے لحاظ استفراغ کریں، فصد کھولیں مکمل پرہیز کرائیں، اور مزاج طبعی سے واقفیت حاصل کریں۔ اگر طبیب سے اس کا ازالہ ہوسکتا ہو تو مزاج کو اصل طبیعت کی طرف واپس لائیں، جس مرض میں استفراغ کی ضرورت ہو وہاں سر کے استفراغ اور تنقیہ کی جانب توجہ کریں۔

اگر مزاج میں حدت نہ ہو اور وہ ورم جس کی وجہ سے جلیدیہ میں ابھار پیدا ہو رہے سخت بلغمی یا سوداوی ہو تو مطبوخاتِ مسہلہ اور نرم حقنوں کے ذریعہ استفراغ کریں۔ مزاج میں بلاوت ہو تو روغنیات مادہ مثلاً روغنِ مصطگی، روغن ناردین، اور روغنِ قسط، نیز "روغن زارقی"، جسے خوشبودار جڑی بوٹیوں کے بغیر تیار کیا گیا ہو، بطور سعوط استعمال کریں ـــــ اگر مزاج میں حدت اور تکلیف ہو تو بچی کو دودھ پلانے والی عورت کا دودھ اور روغن گل، روغن بنفشہ اور اس جیسی چیزیں ناک میں ڈالیں، میرے نزدیک سب سے زیادہ ترجیح کے قابل روغن گلاب ہے اگر مزاج میں بلادت ہو تو غرغرہ میں کوئی حرج نہیں، بہرحال مزاج کے اعتبار سے تدابیر اختیار کریں، ـــ مناسب سرمے استعمال کریں تر مزاج ہو تو شادنج عدسی، کف دریا، دار فلفل، زنجبیل، نلیلہ زرد، اور اسی جیسی ادویہ، مناسب ہیں، ـــــ گرم مزاج ہو تو نشاستہ، صمغ عربی، کحل، توتیا، ملباشیر اور اس جیسی ادویہ کا سُرمہ مفید ہوگا۔

یہ بات مناسب نہیں کہ طبیب مزاج کے معاملے میں غلطی کرے، کیوں کہ خاص طور پر آنکھوں کا علاج، بدن کو مزاج طبیعی کی طرف لوٹائے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اب رہی وہ قسم جس کا ازالہ مشکل ہی سے ہوسکتا ہے تو وہ طبقۂ عنبیہ کا تغیر ہے جو صرف رطوبت غریزیہ کے تغیر کی وجہ سے ہی ممکن ہے، مثلاً برص کا مرض، صرف رطوبت کے فساد اور غلظت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ مریض کو ماءالاصول کے پلانے کے بعد،

حب ایارج ، حب صبر ، حب قوقایا اور ہم مثل ادویہ کے ذریعہ استفراغ کرائیں ، محلل ادویہ کے ذریعہ چھینکیں لائیں کھانے میں جاذب غذائیں دیں ، روغن ناردین ، روغن ارنڈ، آنکھوں میں لبطور سرمہ لگائیں اور شرباً استعمال کرائیں اور "معجون باقردیا"، بھی جو پوری واقفیت اور تجربہ سے بنایا گیا ہو، بقدرضرورت دیں مریض کو ویسا حقنہ دیں جیسا برص میں دیا جاتا ہے، ہم اسے کتاب ہٰذا کی قرابادین میں بیان کرچکے ہیں ۔

باب (۴۴)

شعیرہ اور بثرہ

شعیرہ (گوہنجی) ایسی پھنسیوں کو کہتے ہیں جو اوپر اور نیچے کی پلکوں پر نکلتی ہیں "عرس" بھی ایسا ہی ہوتا ہے، عام لوگ بغل کے نیچے پیدا ہونے والے زخم کا یہ نام رکھتے ہیں، غدود کے ورم کو "عروس" کہتے ہیں، "شعیرہ" اور "عروس" کے مابین فرق یہ ہے کہ شعیرۃ میں پھنسی غدود کے مانند سخت ہوتی ہے، اور کئی سال تک برقرار رہتی ہے اس کا رنگ پلکوں کے رنگ کی طرح ہوتا ہے۔ مگر "عروس" کا رنگ سُرخ ہوتا ہے، پھنسی نرم ہوتی ہے، بیش خوری سے پیدا ہوتی ہے، آدمی بھوکا رہنے لگے تو زائل ہو جاتی ہے۔ گرم پانی سے سینکنا بھی اُسے زائل کر دیتا ہے

علاج مریض بھوکا رہے، غذا میں کمی کرے، تبخیر پیدا کرنے والی اشیاء اور ثقیل غذاؤں سے پرہیز کرے، بعد ازاں بدن کا استفراغ کرنا اور فصد کے ذریعہ کثرتِ خون میں کمی کرنا، غرغرہ مسواک، اور ہر وقت گرم پانی سے آنکھوں کی تکمید، آنکھوں میں توتیا اور مقوی چشم سُرمہ لگانا، یہ سب علاج میں شامل ہے۔

"شعیرہ" کا علاج مریض کے مزاج، اور وقت کے لحاظ سے، فصد کھول کر بدن کا استفراغ کر کے اور غرغرہ سے کیا جا سکتا ہے۔ آنکھوں میں مندرجہ ذیل سُرمہ لگائیں: خاکستر قیصوم، خاکستر مارقشیثا، زنجبیل، کندر ہم وزن باریک پیس چھان کر بطور سُرمہ لگائیں، اور آنکھوں کو بچائیں،

صرف پلکوں پر لگائیں، اگر شعیرہ کا ازالہ ہوجائے تو فبہا، ورنہ اخراج کے سوا چارہ نہیں، اسے پلک کی سطح سے نکال دینا بہتر ہے، لمبائی میں قطع کر کے غدود نکال دیں، بعد ازاں آنکھوں پر انار کا گودا کوٹ کر جسے سرکہ اور روغن گل میں بسایا گیا ہو باندھیں، اور مندرجہ ذیل سرمہ دو دن تک آنکھوں میں لگائیں :-

دقاق کندر، گلنار، مر، رسوت، دم الاخوین، کحل سلودی، اقلیمائے فضہ، سفیدۂ رصاص جو آگ سے تیار کیا گیا ہو ـــــ ہم وزن پیس چھان کر بطور سرمہ استعمال کریں، اس سے اسی دن زخم کا اثر زائل اور وہ مندمل ہوجائے گا۔

ہذا نسخہ کو "سیار" نے اس "ذرور" سے اخذ کیا ہے جو "سرقولوں" کے نام سے مشہور ہے، اگر آنکھ کے اندر درد کی وجہ سے ہیجان پیدا ہو تو اس کا وہی علاج کریں جو طبقۂ ملتحمہ میں پیدا ہونے والے آشوب چشم کا کیا جاتا ہے۔

تم کو خوب معلوم ہے کہ آنکھ کے تمام امراض کا علاج، مزاج کے بدن تعدیل کے بعد کیا جاتا ہے، خاص طور پر قطع و برید اور داغ کر جو علاج کیا جاتا ہے وہ تو تعدیل مزاج بدن کے بعد ہی ہونا چاہیئے۔

باب (۴۵)

اکثر ادویہ چشم کا معدنی اور بکثرت ہونا

آنکھوں کے علاج میں فلاسفہ نہایت محتاط واقع ہوئے ہیں چنانچہ وہ پہلے عضو کا مزاج معلوم کرتے ہیں، پھر اس کی قوت اور مزاج کا اندازہ کرتے ہیں پھر خارج از طبیعت اشیاء کے استعمال سے پہنچ جانے والا ضرر معلوم کرتے ہیں تب کہیں جاکر مرض کا مقابلہ کرتے ہیں، اس کے سبب اور ضد سبب کے تقابل سے مرض کے موجب سبب اور اس کی ضد کا عضو کے جوہر کی مزاج کے مطابق حفاظت کرتے ہیں، انھوں نے "عضو آلی" کے اجزائے بسیط پر بھی غور کیا جن سے وہ ترکیب پاتا ہے، اعضاء بسیط کے اجزائے بسیط کی حفاظت بھی کرتے ہیں۔ کثیر الاعصاب اور کثیر الحس عضو کا موافق ادویہ سے علاج کرتے ہیں، تاکہ احساس اور ہیجان کے اندر مزید اضافہ نہ ہو، قلیل الحس اعضاء کا علاج مقصود غرض کے مطابق، مختلف ادویہ سے کرتے ہیں، مثلاً کوئی کثیر الاعصاب عضو زخم خوردہ ہو اور مقصود یہ ہو کہ جوہر عضو کی حفاظت کی جائے اور زخم پر گوشت پیدا کیا جائے تو اس کیلئے وہ موم اور تیل سے مرکب مرہم تیار کرتے ہیں، تاکہ ان سے اعصاب و اوتار اور جلد کی حفاظت ہوسکے، چنانچہ دم الاخوین، مرداسنگ، زفت وغیرہ کو شامل کرتے ہیں، جن کے اندر گوشت لانے کی قوت ہوتی ہے، اگر ضرورت سے زیادہ گوشت بڑھ گیا ہو تو مرہم میں عنزروت، زنجار، قاقلی وغیرہ شامل کرتے ہیں، جب زخم مندمل ہونے کے قریب ہوتا ہے تو اس میں کندر، راتینج وغیرہ کا اضافہ کردیتے ہیں۔ اس طرح جوہر عضو کی حفاظت

ہو جاتی ہے ، مرض کا مقابلہ سبب کی ضد سے ہو جاتا ہے ، اس کے بعد آنکھ کے علاج کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس کے اندر مختلف طبقات ، غشائیں اور رطوبتیں پائی جاتی ہیں ، طبقات کے اندر کثیر الحس اعصاب ہوتے ہیں لطیف رطوبتیں جو نقصان اور تغیر کو جلد قبول کرتی ہیں ، موجود ہوتی ہیں۔ جب آنکھ کو کوئی مرض لاحق ہوتا ہے تو ظاہر ہے موم اور تیل جیسی سیال دوائیں بغیر پٹی کے استعمال نہیں کی جاسکتیں ، مگر عرصہ دراز تک پٹی بھی نہیں باندھی جاسکتی لہٰذا ایسی دواؤں سے انھوں نے اجتناب کیا ، کیوں کہ جب عرصہ دراز تک آنکھوں پر پٹی باندھی جائے تو بصارت کو نقصان پہنچ سکتا ہے ، روشنی میں کدورت آجاتی ہے ، امراض چشم میں یا تو تسکین حرارت کی ضرورت ہوتی ہے یا صلابت کو تحلیل کرنے یا مزاج کو معتدل بنانے یا تلافی مافات کی ، اور یہ مقصد دوائے حار ، بارد یا بس یا رطب ہی سے حاصل ہو سکتا ہے ، یہ ساری قوتیں جس طرح مرہموں کے اندر موجود ہیں ، اسی طرح خشک معدنی دواؤں کے اندر بھی موجود ہوتی ہیں ، اس لئے انھوں نے آنکھ کے لئے خشک دواؤں کا انتخاب کیا جن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ فوراً رطوبت کو جذب کر لیتی ہیں اور تحلیل کرتی ہیں ، یہ ساری خصوصیتیں ان کے اندر موجود ہیں ، ان ادویہ کو زمانہ دراز تک باندھنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی ، لہٰذا انھوں نے خشک معدنی ادویہ کی جانب توجہ کی۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ تر ادویہ ، عضو سے چمٹ جاتی ہیں ، وہ بغیر ختم ہوئے عضو سے نکالی نہیں جا سکتیں ، یا پھر حرارت غریزیہ انھیں پگھلا دے ، اور یہ ممکن نہیں کہ آنکھوں سے کوئی شئے چمٹ سکے۔ کیوں کہ اگر ایسا ہو تو بصارت موقوف ہو جائے گی ، درآنحالیکہ آنکھ کو ہر لمحہ بصارت کی ضرورت ہے تاکہ جسم کی دیکھ بھال ہو سکے ، لہٰذا خشک معدنی ادویہ آنکھ کے لئے منتخب کی گئیں جن کے اندر تحلیل ، تبرید ، تسخین اور قبض کی صلاحیت ہوتی ہے ، اور وہ بھی بغیر التزاق کے ، یہ بات بھی آسان ہے کہ آنکھ بآسانی ان ادویہ کو خارج کر دے یا پلکوں کی طرف امالہ کر دے۔ اگر یہ ادویہ تر اور چمٹنے والی ہوتی تو آنکھ کے لئے ایسا کرنا دشوار ہوتا اور بڑی تکلیف ہوتی۔

تیسرا سبب یہ ہے کہ تر ادویہ گاہ عضو کو ملین اور مسترخی ہیں ، ایسی صورت میں یہ ممکن نہ ہوتا کہ استرخاء الجفن کا علاج ان ادویہ سے کیا جا سکے کیوں کہ اس سے بصارت کمزور اور پتلی ماؤف ہو جاتی ہے بس اسی وجہ سے آنکھ کی ادویہ مرطوب ، سیال ، اور مرخی اختیار نہیں کی گئیں۔

چوتھا سبب جس کا ذکر دیسقوریدوس اور ارخیجانس نے ادویہ معدنیہ میں کیا ہے ، یہ کہ

متضاد قوتیں ان کے اندر زیادہ نہیں ہوتیں، کیوں کہ ان کی پرورش اور ان کا وجود غذا اور ہوا سے تصادم پر موقوف نہیں ہے متضاد قوتیں ان اشیاء میں زیادہ ہوتی ہیں جو مختلف قسم کی چیزوں سے غذا حاصل کرتی ہیں اور جن سے ہوا کا ٹکراؤ ہوتا ہے، متضاد قوتوں سے مختلف خواص ظاہر ہوتے ہیں، معدنی ادویہ ان چیزوں سے غذا حاصل کرتی ہیں جو خارج سے حاصل ہوں جیسے سایہ اور ہوا جو سورج کی قوت ہے۔ جالینوس کا قول یہ ہے کہ ہم علاج کے وقت جوہر عضو کو دیکھتے ہیں۔ چنانچہ عصبی عضو زخم خوردہ ہو جاتا تو اس کے لئے ہم خشک دوائیں جو اعصاب کے جوہر کی حفاظت کرتی ہیں، اور لطیف دوائیں استعمال کرتے ہیں تاکہ گوشت پیدا ہو اور زخم کا تنقیہ ہو، اور مگر لحمی عضو زخمی ہوتا ہے تو اس کے لئے تر اور نرم ادویہ تجویز کرتے ہیں تاکہ گوشت کے جوہر کی حفاظت ہو سکے۔

جب یہ صحیح ہے تو واضح رہے کہ آنکھ اور اس کے طبقات عصبی۔ اور ان کا جوہر "یابس" ہے اس لئے ضروری ہے کہ یابس اور ملطف ادویہ استعمال کی جائیں تاکہ ورم کا ازالہ ہو، اور تسکین حاصل ہو، یہی وجہ ہے کہ آنکھ کی اکثر و بیشتر ادویہ معدنی اور خشک اختیار کی گئیں، کیوں کہ اعصاب کے جوہر کی حفاظت کے لئے یہی بہتر ہیں۔

اس فصل پر خوب غور کرو کیوں کہ یہ فلسفہ کی بحث ہے، اطبا کی بحث نہیں ہے، بہت سے لوگوں نے اس بارے میں لکھا ہے مگر جالینوس کے سوا کسی نے عمدہ بات نہیں کہی ہے۔

باب (۴۶)

پتلی کا تنگ ہونا

حدقہ کی تنگی، بشرطیکہ یہ عارضی نہ ہو، روشنی کے محدود ہونے کا سبب ہے، اس لئے کہ جب سوراخ کی کشادگی، روشنی کے انتشار کا سبب ہے تو اس کی تنگی، روشنی کے اجتماع کا سبب ہوگی، حدقہ کی تنگی جب طبعی ہو یعنی وہ سوراخ جو "مجری" کے اندر ہوتا ہے معتدل طور پر تنگ ہو، اور رطوبت بیضیہ بکثرت ہو، طبقۂ عنبیہ کے زوال کی محافظ ہو یا طبقۂ عنبیہ کو اپنی ہی ذات یا رطوبت جلیدیہ پر گرنے سے بچاتی ہو، طبقۂ عنبیہ کا سوراخ معتدل طور پر تنگ ہو اس سوراخ اور جلیدیہ کے درمیان استقامت کے ساتھ محاذات ہو تو ایسی صورت میں بصارت پوری طرح استوار رہتی ہے۔ اگر حدقہ تنگ ہو جائے یعنی جو سوراخ عنبیہ میں ہوتا ہے سکڑ جائے تو "ضعف نور" کا سبب بنتا ہے۔ کیوں کہ یہ حالت اس مرض میں پیدا ہوتی ہے جو آنکھ کی شکل کو بدل دیتی ہے یہ تین امراض میں سے ایک ہے:۔ طبقہ عنبیہ وغیرہ میں ورم کی وجہ سے طبقہ کا زوال، مزاحمت اور تمدد کی بناء پر تھوڑا زوال طبقۂ عنبیہ میں پیدا ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے جلیدیہ کی محاذات ختم ہو جاتی ہے، جس قدر یہ طبقہ دور ہوتا اسی قدر ضیق (تنگی) پیدا ہوتی ہے، اور یہ بات رطوبت بیضیہ کی کمی اور عنبیہ اور جلیدیہ کے درمیان جگہ خالی ہو جانے کی بناء پر رونما ہوتی ہے، جس کی وجہ سے عنبیہ اپنی ہی ذات پر پلٹ جاتا ہے اور حدقہ تنگ ہو جاتا ہے یا جلیدیہ کی سمت کھنچ کر اس پر گر جاتا ہے، چنانچہ حدقہ تنگ ہو جاتا ہے اس لئے کہ روشنی سوراخ کے

اندر داخل نہیں ہو پاتی اسے نکلنے کے لئے راستہ تلاش ہوتی ہے، طبقۂ عنبیہ کے پلٹ جانے سے اسے راستہ تنگ ہے، یہی وہ چیز ہے جس کے متعلق جالینوس نے کہا ہے "اس وقت نظر خراب ہو جاتی ہے اور حدقہ کے اندر تنگی پیدا ہو جاتی ہے ایسا عصبۂ مجوفہ میں تمدد یا تشنج کے پیدا ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے، سوراخ تنگ ہو جاتا ہے۔ ضیق (تنگی) اگر عنبیہ کے سوراخ میں نہو تو وہ "نور" کے "مجری" میں ہوگی۔ حدقہ عنبیہ کے اور عصبہ کے سوراخوں کو کہتے ہیں

اس سلسلہ میں جالینوس اور حکمار کی ایک جماعت کے درمیان دو باتوں پر مناظرہ ہوا تھا، ایک تو یہ کہ حکمار کی ایک جماعت کا جن میں ارخیجانس بھی شامل ہے یہ خیال تھا کہ حدقہ کی تنگی، خواہ طبعی ہو یا عارضی دونوں نور کے باب میں برابر ہیں یہی جاہل متاخرین کا بھی مذہب ہے، جالینوس نے اس کے دو جواب دیئے ہیں:- ایک یہ کہ ہر عضو کا ایک فعل ہے، اور اس فعل کے اعتبار سے اس کی ایک شکل ہے، اگر عضو صحیح وسالم ہے تو فعل بھی واضح اور صحیح ہوگا، عضو کو جس قدر نقصان پہنچے گا اسی قدر اس کے فعل میں بھی نقص پیدا ہوگا، ضیق حدقہ بھی عضو کا نقص ہے، طبعی طور پر جو چیز صحت سے کام کر سکتی ہے، عارضی طور پر بیمار ہو جانے کی صورت میں وہ چیز اس طرح کام نہیں کر سکتی، افعال کے باب میں ایک تندرست آدمی، بیمار کے مانند نہیں ہو سکتا، ــــ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر طبعی طور پر ضیق حدقہ ہے تو یہ محمود ہے، اگر عارضی طور پر لاحق ہو رہے تو یہ ایک کیفیت ہے جس نے کسی ضرب یا مرض کے باعث آنکھ کی شکل کو طبقات کو اپنی جگہ سے ہٹا کر تبدیل کر دی ہے، اس لئے یہ محمود نہیں ہے۔

میرے اور جیورجس کے درمیان اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے اس نے کہا ہمارا مشاہدہ ہے جب کوئی آدمی دیکھنے کا ارادہ کرتا ہے اور باریک چیز دیکھنا چاہتا ہے تو اپنے حدقہ کو تنگ کرتا ہے اور نظر کو یکجا کر کے صحیح طور پر دیکھ لیتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ روشنی کی تیزی وقت، ضیق حدقہ کا پیدا ہونا ایسا ہی ہے جیسے کوئی آدمی نظر کو مجتمع کر کے کسی چیز کو دیکھے ــــ ابو ماہر ہمارے درمیان موجود تھے میں نے جواب دیتے ہوئے کہا کسی آدمی کا حدقہ کو تنگ کرنا اور نظر کو جما کر ایسی حالت میں جب کہ طبقۂ عنبیہ اپنے مقام پر ہو سوراخ سیدھا اور رطوبت جلیدیہ کے ممازی ہو دیکھنا اور شئے ہے اور ان تمام چیزوں کی عدم موجودگی میں دیکھنا اور شئے ہے، دونوں برابر نہیں ہیں، ان دونوں کے درمیان واضح فرق موجود ہے، وہ صحت ہے یہ مرض ہے جیورجس پریشان ہو گیا، ابو ماہر نے فیصلہ کیا کہ میری بات واضح اور صحیح ہے۔

اسی طرح کچھ لوگوں نے جن میں ماسلس کے ماننے والے بھی تھے، مناظرہ کیا اور کہا کہ ضیق حدقہ

بعض وقت ضرورت سے زیادہ رطوبت جمع ہونے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ نیز طبقۂ عنبیہ کے خالی حصہ میں بھی رطوبت جمع ہونے سے ضیق حدقہ پیدا ہوتا ہے ان لوگوں کو بھی اعتقاد تھا کہ ضیق حدقہ صرف خشکی اور یبوست سے پیدا ہوتا ہے ان لوگوں کو بھی مذکورہ جواب دیا، اور ثبوت میں یہ دلیل پیش کی کہ ہمارا مشاہدہ ہے تر جڑی بوٹی اور تر جلد پر سوراخ کیا جائے پھر دھوپ میں رکھکر سکھا لیا جائے تو سوراخ پھیل جاتا ہے، تنگ نہیں ہوتا، اور جب جلد تر ہو جاتی ہے تو پھیل جاتی ہے اس میں اگر سوراخ ہو تو تنگ ہو جاتا ہے، اس طرح طبقۂ عنبیہ کے اندر خشکی اور یبوست کا حال ہے۔ سوراخ چوڑا ہو جائے گا، نہ کہ تنگ، ایک انصاف پسند شخص کے لئے یہ حقیقت بالکل واضح ہے۔

اب ہم اصلاح مرض کے سلسلہ میں گفتگو کریں گے۔ اگر ضیق حدقہ طبقات کے ورم کی وجہ سے پیدا ہو تو مریض کے مزاج کی رعایت ضروری ہے، اس کے مزاج کے مطابق استفراغ کریں، مزاج کو اعتدال پر لائیں، حقنہ دیں، پنڈلیوں پر پچھنہ لگائیں، فاضل مادے بدن کے نیچے جانب کھینچیں شیافات اور سرموں کے ذریعہ علاج کریں، جو اصل سبب کا ازالہ کرسکے، آنکھوں پر پٹیاں دن میں باندھی جائیں مریض کو پرہیز کرایا جائے، اگر ضیقی حدقہ رطوبت بیضیہ کے نقص سے لاحق ہو، جس کی علامت یہ ہے کہ بصارت قریب سے کام کرتی ہو، اور نظر سیدھی نہ ہو، مریض نظر گھما نہ سکتا ہو، بلکہ زاویہ سے کام لیتا ہو اور شئے جب سامنے آجائے تب ہی اچھی طرح دیکھ سکے، ہم ذکر کر چکے ہیں کہ رطوبت میں کمی بیشی ہوسکتی ہے، جس طرح رطوبت میں زیادتی کا علاج، کثرت کی کمی، بدن کی لاغری، اور آنکھ میں ایسے سرموں کا استعمال جن سے آنکھ کا تنقیہ ہوسکے اور استفراغ کے ذریعے کیا جاتا ہے! اسی طرح رطوبت میں کمی کا علاج، ترک استفراغ، ترطیب و تعدیل مزاج، پرہیز عمدہ غذاؤں کے التزام اور حدت مزاج میں مرطبات و سکنات کا سعوط دے کر کیا جا سکتا ہے۔

ایسے مریض کے لئے بہترین غذا ایک سالہ بچّے کا گوشت ہے بشرطیکہ جائز ہو اور شرعی نقطۂ نظر سے جائز نہ ہو تو دودھ پیتے بکری کے بچوں اور چوزوں وغیرہ کا گوشت۔ اور مٹھائیاں ہیں جو سبزیوں سے تیار کی گئی ہوں، مزاج میں اعتدال پیدا ہوجائے تو آب باقلا ماءالباقلی جو حسب ذیل طریقے پر پکایا گیا ہو، دیا جائے :-

صحیح سالم باقلی کا چھلکا نکال کر اور ایک نئی ہانڈی میں رکھیں اس کے اُوپر میٹھا پانی اور روغن بادام ڈال کر ہانڈی کا مُنہ بند کر دیں، پھر غذا کی لکڑی کی آگ پر آہستگی کے ساتھ اس قدر پکائیں کہ جھاگ آجائے، پھر آگ سے اتار کر چھوڑ دیں، پھر باقلی کو گھوٹ کر حریرہ کے مانند بنالیں پھر اس کا رقیق

تھوڑا تھوڑا دیں ۔ یہ مشروب سر اور آنکھ کی تمام رطوبتوں میں اضافہ کرتا ہے ، بدن کا میلاپن دور کرتا ہے ، گرم درد سر کو تسکین دیتا ہے ۔ لیکن اگر درد سر طبقۂ عنبیہ کا اپنے آپ پر پلٹ کر رطوبت جلیدیہ پر گر جانے سے پیدا ہو تو علاج یہ ہے کہ تھوڑی دیر سانس روک کر آنکھوں پر پٹیاں باندھی جائیں حدقہ چشم کے برابر سوراخدار اسرجہ لگائیں ، غذا کی اصلاح کریں ، اور اس طرح علاج کریں کہ طبقۂ عنبیہ اپنی طبعی حالت کی طرف عود کر آئے ۔

بعض متقدمین نے کہا ہے کہ ایسے مریضوں کو ایک رات پشت پر سونا چاہیۓ اور ایک رات چہرے کے بل ، اور روزانہ حمام کرے ، سر پر گرم پانی ڈالے آنکھوں کو نہایت گرم پانی سے سینکے ۔
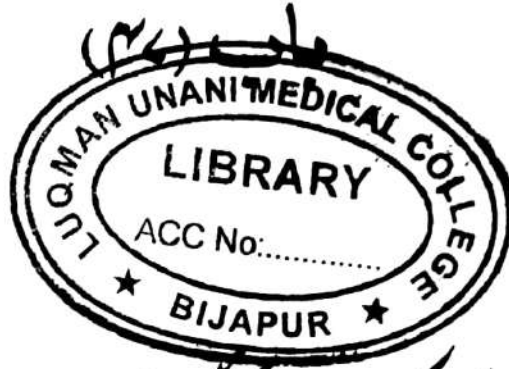
آنکھ کا دائمی اختلاج

آنکھ کا دائمی اختلاج بصارت کے لئے نقصان دہ ہے۔ یہ مرض رعشہ کی ایک قسم ہے جو اعضاء میں پیدا ہوتا ہے، ہم رعشہ اور اس کا علاج اعضائے بیان میں کر چکے ہیں۔

جسم کا بلا ارادہ حرکت کرنا لازمی طور پر اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ اس کا کوئی سبب محرک ضرور ہے، یہ سبب بلا ارادہ جسم کو متحرک کرنے کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ مثلاً زلزلہ کو دیکھو۔ جیسے زلزلہ، زمین کی گہرائیوں میں جب بخارات جمع ہو جاتے ہیں تو ان کے دباؤ کی وجہ سے زمین کی سطح پر حرکت پیدا ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ زلزلہ کے لئے بخارات کا جمع ہونا لازمی ہے۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ایک سبب تو زمین کی تنگیاں اور گہرائیاں ہیں، جیسے پہاڑی مقامات اور دو پہاڑوں کا درمیانی علاقہ وغیرہ، اور دوسرا سبب زمین کی سختی ہے، جب یہ دو چیزیں جمع ہو جاتی ہیں تو بخارات کے باہر نکلنے کے لئے زمین کے اندر حرکت پیدا ہو جاتی ہے، کیوں کہ سخت سرزمین بخارات کو باہر نکلنے سے روکتی ہے۔ چنانچہ یہی بخارات باہر نکلنے کے لئے زلزلہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

اس طرح آنکھ کا اختلاج، تین اسباب کی بنا پر رونما ہوتا ہے، پردوں کے نیچے تنگیوں میں بخارات کا جمع ہو جانا، طبقات کی سختی اور ان کا بخارات کے نفوذ کو روکنا ــــ جب یہ تینوں

چیزیں جمع ہوجاتی ہیں تو بخارات، باہر نکلنے کے لئے حرکت کرتے ہیں جس سے اختلاج شروع ہوجاتا ہے۔

بخارات کیسے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جس طرح پانی اور رطوبتیں زمین کے نیچے جمع ہوں اور سورج کی گرمی ان پر پڑتی ہے یہ بخارات میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ یہ بخارات لطافت کی وجہ سے اُوپر اٹھنے لگتے ہیں، اسی طرح رطوبتیں جب بدن اور دماغ میں جمع ہوجاتی ہیں تو حرارت غریزیہ کی قوت انھیں تحلیل کرکے غلیظ بخارات میں تبدیل کردیتی ہے جو نفوذ کی کوشش کرتے ہیں، جب طبقات اس کے نفوذ کو روکتے ہیں تو اختلاج پیدا ہوجاتا ہے۔

اسی طرح ہر عضو میں بخارات جمع ہوکر جب گرم ہوجاتے ہیں، اعصاب اور پردے ان کو نفوذ سے روکتے ہیں تو اختلاج پیدا ہوجاتا ہے، اس کا علاج ہم، فالج اور استرخا میں ذکر کرچکے ہیں۔ اعضاء کے اختلاج کا علاج بعینہٖ آنکھوں کے دائمی اختلاج کا ہے، ہم یہاں مزید یہ بیان کریں گے کہ دائمی اختلاج میں آنکھوں کے لئے کیسا سُرمہ ہونا چاہئے۔ یہ سُرمہ حسب ذیل ہے، استفراغ، پرہیز صحیح تدبیروں کے بعد اسے استعمال کریں:۔

زنجبیل صینی خالص: ۳ ۱/۲ گرام، قرنفل مع پھل کے: ۷ گرام، مامیران، فلفل اور دار فلفل: ۷ گرام، توتیا، صمغ عربی (گوند ببول): ہر ۱۰۷۵ گرام۔
باریک پیس چھان کر ہاون دستہ میں نرم کرکے سُرمہ بنالیں۔

باب (۴۸)

آنکھوں کا سِل

یہ مرض زیادہ تر بوڑھوں کو لاحق ہوتا ہے، بعض وقت نوجوانوں کو بھی کسی ایک آنکھ میں لاحق ہو جاتا ہے۔ رطوبت کی کمی، طبقات کے سکڑنے رطوبت بیضیہ کے کم یا زائل ہو جانے، طبقات چشم کی درمیانی فضا، کو پر اور چشمی تجویفوں کو بند کرنے والی روشنی کے کم ہو جانے سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ اس سے آنکھیں کمزور پلکیں ضم ہونے لگتی ہیں، بعض دفعہ بصارت بھی جاتی رہتی ہے، بصارت کا کمزور ہو جانا تو بلاشبہ ہے۔

علاج نوجوانوں کو اگر یہ مرض لاحق ہو تو علاج یہ ہے کہ بدن کا استفراغ کریں، سدوں کو کھولیں بعد ازاں بدن کی ترطیب کریں لطیف تدابیر کی طرف جسم کو مائل کریں، ایسی غذائیں استعمال کریں جو خونِ صالح پیدا کرتی ہوں، جیسے بکری کے بچوں اور چوزوں کا گوشت، نیمبرشت انڈے کی زردی وغیرہ خاص اوقات میں حبس دم کرنا تاکہ تمام اعضاء میں حرارت دوڑ جائے، زیادہ شراب نہ پینا گرم پانی میں خشخاش بنفشہ، نیلوفر، جو مقشر جوش کر گرم گرم سر پر ڈالنا، نیز روغن نیلوفر، روغن بنفشہ ناک میں چڑھانا بھی نافع ہے۔

مریض بدن کے مزاج کی حفاظت و نگرانی کرتا رہے، اپنی حالت طبعی سے خارج ہو جائے تو حُسنِ تدبیر سے حالت طبعی کی طرف لائے، دھوپ میں چلنے سے پرہیز کرے، جماع سے بالکل دور

رہے، نمکین پانی سے غسل نہ کرے، سمندر کا سفر اختیار نہ کرے، پٹرول اور گندھک وغیرہ کی بو نہ سونگھے۔

آرد باقلی یا میدہ کی روٹی کا گودا بچی کو دودھ پلانے والی عورت کے دودھ میں گوندھ کر آنکھوں پہ ضماد کرے، معتدل خوشبو والی، خوشبودار چیزیں سونگھتا رہے اور سبزہ زار اور پانی کی طرف دیکھا کرے۔ اس طرح مرض کا ازالہ ہو جائے گا۔

اگر مرض بوڑھوں کو ہو جائے تو بہت کم اس کا ازالہ ہوتا ہے، پھر بھی سن رسیدہ مریض پرہیز سے کام لیں۔ عمدہ غذائیں استعمال کریں، سخت ریاضت اور جماع سے پرہیز کریں، مزاج کے مطابق غذائیں لیں مسخن اور ایسے حقنے استعمال کریں جو گردوں کو تقویت پہنچائیں اور سر کی سمت عمدہ بخارات لائیں جیسے مندرجہ ذیل حقنہ :۔

بہمن، تودری، تخم جرجیر، بابونہ، اکلیل الملک خوب جوش دے کر صاف کر کے اس میں تھوڑا روغن اہنڈ، روغن خیری، روغن یاسمین، روغن رودس، روغن اکارع بقدر ضرورت شامل کریں، پھر خوب پھینٹ کر یکجان کر لیں، اور گرم گرم حقنہ لیں، اور بدن پر "روغن مجموع" کی مالش کریں۔ فالج اور لقوہ کے بیان میں اس کا نسخہ گزر چکا ہے نیز اس کا نسخہ قرابادین کے "باب الادھان" میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

سل کے مریضوں کی، چاہے نوجوان ہوں یا بوڑھے، فصد نہ کھولیں۔ اور ہمیشہ شراب کا استعمال رکھیں جو خوشبودار ہو اور عمدہ پھولوں میں بسائی گئی ہو۔ یہ تمام چیزیں آنکھ کی رطوبتوں میں اضافہ کرتی ہیں اور روح کو بڑھاتی ہیں، پس ہر وہ چیز جو روح اور رطوبت محمودہ میں اضافہ کرے آنکھوں کا سل زائل کر دیتی ہے۔

باب (۴۹)

بصارت کا زائل ہونا

یہ مرض دو اسباب سے پیدا ہوتا ہے، مریض روشنی کی سمت دیکھے جس کی وجہ سے آنکھ کی روشنی مدھم پڑ جائے اور مسامات بند ہو جائیں، زیادہ دیر تک روشنی نہ دیکھنے سے بصارت میں کمی ہو نور میں کدورت اور رطوبتوں میں غلظت پیدا ہو جاتی ہے، کیوں کہ روشنی بصارت کو پھیلاتی اور جذب کرتی ہے، اس کے مادہ میں اضافہ اور غلیظ بخارات اور رطوبتوں کو تحلیل کرتی ہے تاریکی اور سیاہی کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ بصارت کو روکتی، غلیظ کر کے یکجا کر دیتی ہے، اسی لئے روشنی میں غلظت سے راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ اور بینائی چلی جاتی ہے ـــ مشاہدہ ہے کہ آنکھ زیادہ عرصہ تک بند رہے اور روشنی نہ دیکھے تو اس پر سفیدی کی وجہ سے اندھیرا چھا جاتا ہے، اور مرض سیال پیدا ہو جاتا ہے، روشنی پھیل جاتی ہے رطوبت بیضیہ غلیظ اور مکدر ہو کر سیال ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دیتا، یہ کیفیت زیادہ عرصہ تک اندھیرے میں رہ کر یکایک اُجالے میں آنے کے وقت پیدا ہوتی ہے، کیوں کہ دفعتہً باہر کی روشنی کے امتزاج سے اس پر دباؤ پڑتا ہے چنانچہ سوراخ پھیل جاتا ہے، نظر منتشر ہو جاتی ہے جس طرح آفتاب کی شعاع بھی اسے سلب کر لیتی ہے۔ گیس سے جلنے والا تیز روشنی کا لیمپ، چھوٹے اور کمزور روشنی والے چراغ کی روشنی سلب کر لیتا ہے، یعنی بڑی روشنی جہاں ہوگی، چھوٹی روشنی غائب ہو جائے گی۔

علاج علاج، قلت اور کثرت کے اعتبار سے کیا جاتا ہے، اگر رطوبت بیضیہ، سیاہ ہو چکی ہو، جس کو "الماء الاسود" کہا جاتا ہے، تو بہت کم ایسی صورت میں، علاج کارگر ہوتا ہے، روشنی کے راستے بند ہو چکے ہوں تو ایسی صورت میں بھی شاذو نادر ہی علاج کارگر ہوتا ہے، لیکن اگر یکایک اندھیرے سے روشنی کی طرف نکلنے کی وجہ سے بصارت جاتی رہی ہو تو اس کا علاج دُشوار تو ہے مگر مریض صحتیاب ہو سکتا ہے۔

یہ مرض اگر روشنی کی کدورت شدت اور رطوبت بیضیہ کے سیاہ ہو جانے سے لاحق ہوا ہو تو علاج وہی ہے جسے ہم "نزول الماء" کے اقسام میں بیان کر چکے ہیں، یہ "قدح" کے علاوہ ایک دوسرا علاج ہے، لیکن اگر سُورج کی روشنی سے بینائی چلی گئی ہو تو علاج وہی ہے جو برف پر انعکاس نور سے آنکھوں پر اثر پڑنے کے سلسلہ میں بیان کیا جا چُکا ہے۔ براہِ راست سورج کو زیادہ دیر تک دیکھنے کی وجہ سے آنکھوں کے متاثر ہونے پر جو علاج بیان کیا گیا وہی اس کا بھی ہے، پھر بھی اس کا کچھ حصّہ ہم یہاں دوبارہ بیان کریں گے۔

سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ سُورج کی روشنی کو نہ دیکھے بلکہ چہرے پر آسمانی رنگ کا برقعہ ڈال کر چلے اور کام کاج کرے۔

بعض متقدمین اطباء نے اس کے لئے ایک عجیب و غریب علاج کا تذکرہ کیا ہے، یہ وہ ہے کہ ایسی جگہ بیٹھے جو نہ بہت زیادہ تاریک ہو، نہ بہت زیادہ روشن، بلکہ گھر، یا حجرے کے اندر ہو، جہاں روشنی کم ہو، اسرب کا کوئی ٹکڑا لوہے سے رگڑے تاکہ روشنی پیدا ہو اسے دیکھے اور اپنی آنکھوں کے نزدیک لائے۔ اس طرح دن میں دو مرتبہ کرے، سر پر گرم پانی ڈالتا رہے، صبح کا کھانا عمدہ مگر شام کا کھانا بند کر دے، روزہ رکھے، نہ جماع کرے۔ اس تدبیر سے آنکھ کی روشنی واپس آجائے گی۔

باب (۵۰)

مرض دمعہ وغیرہ

آنکھوں سے ہمیشہ آنسوؤں کا بہنا آنکھوں میں یا تو بالوں کے گر جانے یا کسی چیز کے گرنے یا بوجہ خارش پلکوں کی خشکی یا آنکھوں کی پھنسی وغیرہ سے ہوتا، یہ تمام باتیں اور ان کا علاج بیان کیا جا چکا ہے۔ اسباب کے ازالہ کے بغیر دمعہ دور نہیں ہو سکتا۔

اب رہا کسی چیز کا آنکھوں میں گرے بغیر، ہمیشہ آنسوؤں کا جاری رہنا تو یہ دو اسباب میں سے کسی ایک سبب سے ہوتا ہے۔ یا تو اس گوشت کے کم یا زائل ہونے کی وجہ سے جو بڑے گوشہ چشم میں ہوتا ہے یا سر اور آنکھوں کے امتلاء، اور طبقہ ملتحمہ کے ضعف کی وجہ سے، ـــ اگر گوشۂ چشم کے باعث ہو تو داغے بغیر یہ مرض دور نہیں ہو سکتا، داغ ناک کے بانسہ کے متصل گوشت پر لگایا جاتا ہے۔ علاج پرہیز اور تدبیر کی اصلاح ہے۔ اگر امتلاء اور طبقۂ ملتحمہ کے ضعف کی وجہ سے ہو تو فصد کھولیں، استفراغ اور غذاؤں کی اصلاح کریں، تبخیر پیدا کرنے والی غذائیں مثلاً باقلی، مسور کی دال وغیرہ نہ دیں اور مریض ہر مقام پر تین دن تک "حب شب یا" استعمال کر کے رات بسر کرے، اس کے مختلف نسخے ہیں، لیکن جو نسخہ ہمارا پسندیدہ ہے وہ حسب ذیل ہے:-

ایارج مُر: ایک جزء یا اس پر ایک چوتھائی کی مقدار زراوند کا اضافہ کیا جائے
اور حب جدید فولادی جسے سرکہ کے ذریعہ مدبر، اور روغن بادام میں بھون لیا گیا

ہو، رات میں سوتے وقت ۲ گرام سے ۲½ گرام تک، میں مزاج میں قوتِ برداشت ہوتو اضافہ بھی کرسکتے ہیں۔

آنکھوں میں مندرجۂ نسخہ سے بنا ہوا سُرمہ لگائیں:۔

گلنار، روسنخ، توتیا ہندی وحشری ومرازینی اور کحل سلودی ہر ایک ۲½ گرام، طباشیر خلال مجمص : ۵۰۷ ء ۱ گرام، پوست بیضہ فرع کُشتہ کیا ہوا ۵۰۷ ء ۰ گرام ـــــ ہاون دستہ میں نرم کرکے ریشمی کپڑے سے چھان کر سُرمہ استعمال کریں، بعض وقت طبیب صرف توتیا اور سُرمہ پر بھی اکتفا کرسکتا ہے کیوں کہ یہ دونوں طبقہ چشم کو مضبوط ـــــ اور قوت بخشتے ہیں۔

کبھی دمعہ، طبقہ کے ضعف اور استرخار کی بنار پر بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اسے سردی لگتی ہے توانقباض سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔

بعض متقدمین نے ذکر کیا ہے کہ آنسوؤں کا بہنا، رقیق فاضل مواد کی وجہ سے بھی ہوتا ہے جو سر میں جمع ہوتے ہیں، اور آنکھوں کے سمت جاری ہو جاتے ہیں بعض وقت اس فاضل مادہ میں چبھن اور آنسوؤں کے ساتھ خراش ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہو تو علاج یہ ہے کہ سر کا استفراغ مزاج کی تعدیل اور گرم پانی سے برابر آنکھوں کی تکمید کریں۔

ابوعمران نے اس سلسلہ میں ایک بات بتائی ہے جو انشاءاللہ صحیح اور درست ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ سرد ہوا سے آنکھوں کا اشک آلود ہونا طبقات چشم کی حدت سے ہوتا ہے، جب آنکھوں کو سرد ہوا لگتی ہے تو حرارت آنسوؤں میں تبدیل ہو جاتی ہے، کیوں کہ ہوائیں موسم سرما میں غلیظ ہوتی ہیں جب وہ آنکھوں کے کیچڑ سے ٹکراتی ہیں تو وہ تحلیل ہوکر بہنے لگتی ہیں، اگر ایسا ہو علاج یہ ہے کہ مزاج کو تسکین پہنچائی جائے آنکھوں میں ٹھنڈا سُرمہ لگائیں جیسے توتیا صمغ، نشار اور گلاب وغیرہ۔

ابن سیار دمعہ کے لئے ایک سُرمہ دیا کرتے تھے، میں نے اس کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ گلاب، گلنار، صدف سوختہ، توتیا، نشا، مجمص سے بنا ہوا میں نے بھی اس سُرمہ کا استعمال بدن کے استفراغ کے بعد، کئی ایک مریضوں میں کیا تو کافی فائدہ ہوا۔

نجارات پانی میں تبدیل ہو جاتے ہیں" اس پر میں نے ابن سیار سے مناظرہ کرتے ہوئے کہا: نجارات اور پانی جب گرم ہوں تو ہوا بن جاتے ہیں، ہوا جب گرم ہوتو آگ بن جاتی ہے، کس طرح جائز ہے کہ نجارات، طبقاتِ چشم کا مزاج گرم ہونے کی صورت میں،

آنسو بن جائیں گے؟ انھوں نے جواب میں فرمایا: غلیظ بخارات جب "کیچڑ" سے ٹکراتے ہیں تو تحلیل ہو کر ہوا بن جاتے ہیں، اور بھاری ہوا جب طبقات چشم سے ٹکراتی ہے تو پانی بن جاتی ہے ـــ یہ عمل اسی طرح جاری رہتا ہے تو پانی ہوا بن جاتا ہے۔

باب (۵۱)

خفش

مرض خفش پیدائشی ہوتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ طبقۂ قرنیہ اور عنبیہ اس طرح صاف و شفاف ہوتا ہے کہ سورج کی شعاع اندر سے گزر جاتی ہے، روشنی جس طرح نظر آنا چاہئے پوری طرح نظر نہ آئے۔

بعض متقدمین نے اس مرض سے ارسطو کے حسبِ ذیل قول کے فاسد ہونے پر استدلال کیا ہے روشنی خارج سے داخل ہوتی ہے اور آنکھوں میں پیوست ہوتی ہے" اگر روشنی خارج سے داخل ہوتی تو بصارت روک دیتی جس طرح سورج کی روشنی چمگادڑ کی بصارت روک دیتی ہے، اس طرح وہ حیوانات جن کے طبقاتِ چشم اور طبیعتوں میں شفافیت ہوتی ہے ان کی بصارت کمزور ہوتی ہے، اسی لئے دن میں آنکھوں کی روشنی پھیلتی نہیں ہے۔ جیسے اُلو چمگادڑ اور درندے وغیرہ۔

اسی طرح جب انسانوں میں یہ مرض ہوتا ہے تو دن میں نگاہیں کمزور ہو جاتی ہیں، مگر سورج غروب ہوتا ہے یا دن میں بادل چھا جاتے ہیں تو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں۔

اکثر اطباء یہ کہتے ہیں کہ چمگادڑ کی نظر پلکوں کے تری کے باوجود کمزور ہوتی ہے۔ اگر حقیقت یہی ہے تو علاج یہ ہے کہ استفراغ سر کا تنقیہ اور ایسے سرمہ استعمال کریں جو آنکھوں کو جلد بخشتے ہوں جیسے "روشنائی"، "غبرہ"، "باسلیقون اکبر" وغیرہ، اور اگر حقیقت ہمارے قول کے مطابق ہے تو بدن

کے استفراغ اور سر کے تنقیہ کے بعد آنکھوں میں توتیا ہندی، مرارینی، حشری اور کحل اصفہانی، خاکستر برگ آس، خاکستر گلنار، استعمال کریں۔ کیوں کہ یہ ادویہ آنکھ کے شفاف طبقہ کو تقویت پہنچا کر مجتمع کرتی ہیں۔

اس مرض میں کبھی "روغن بنفشہ کا دھواں استعمال کیا جاتا ہے تاکہ پلکوں کے طبقۂ ملتحمہ کو سیاہ بنایا جا سکے۔ کیوں کہ سیاہی ہی سے "روشنی" کو مجتمع، اور آنکھ میں، روشنی کے اندر دیکھنے کی قوت پیدا ہو سکتی ہے۔

پلکوں کی رطوبت کا علاج آنکھوں کے بیان میں گزر چکا ہے۔

باب (۵۵)

آنکھ کی شکل، وضع، طبقات

اور تشریحی اختلافات

مقالہ ہذا کے شروع میں اس کا کچھ تذکرہ ہو چکا ہے۔ عام طور پر اطباء اس جانب بہت کم توجہ کرتے ہیں، آنکھوں کی شناخت کے لئے وہ جالینوس کے "المقالۃ العاشرۃ فی منافع الاعضا" دسواں مقالہ منافع الاعضاء کے بیان میں) پر اعتماد کرتے ہیں، ہر طبیب جو آنکھوں کا علاج کرتا ہے طب کی کتابیں سلسلہ وار نہیں پڑھتا، بلکہ بعض تو طبقات چشم سے بھی ناواقف ہوتے ہیں وہ محض آنکھوں کے سرموں کا سراغ لگاتے ہیں۔ لہٰذا ایسے اطباء کی غلطیاں صحیح علاج کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہیں۔ صحیح علاج کم، اور غلط زیادہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا تشریح کی ضرورت ہوئی تاکہ آنکھوں کے سلسلہ میں غلطیاں کم سے کم واقع ہوں۔

طبقہ صلبیہ، طبقہ مشیمیہ، طبقہ شبکیہ یہ تین طبقات، آنکھوں کے آخری طبقات ہیں، پہلا صلبیہ ہے، اس بارے میں سوائے جالینوس کے کسی کو اختلاف نہیں کہ یہ طبقہ اس پردے سے بنتا ہے جو اندر کی سمت سے آنکھ کی ہڈی پر پڑا ہوا ہے۔ طبقہ مشیمیہ، اس طبقہ کے کنارے اور اس پردے سے بنا ہے جو عصب مجوف پر ہے اور جس کے اندر سے روشنی گزرتی ہے۔ طبقہ شبکیہ، مشیمیہ کے کنارے اور اس پردے سے بنا ہے جو عصب مجوف پر پڑا ہوا ہے اس میں وریدیں اور شریانیں جو بھی ہوتی ہیں جو ایک جال سا بناتی ہیں۔ اور روح، حرارت غریزیہ اور غذا طبقات چشم کو بہم پہنچاتی ہیں۔

_______ یہیں سے غذا رطوبت زجاجیہ تک پہنچتی ہے جو
رطوبت جلیدیہ کے لئے "فرش اور غطا" کا کام کرتی ہے، لہذا رطوبت جلیدیہ امتلائی طور پر رطوبت زجاجیہ سے چوس کر غذا حاصل کرتی ہے، اور یہاں عروق کے ذریعہ غذا حاصل کرنے کا نظام نہیں ہوتا۔ طبقۂ عنکبوتیہ اس پردے کے کنارے سے بنتا ہے جو عصب مجوف پر پڑا ہوا ہے، عصب مجوف رطوبت جلیدیہ پر پڑا ہوا ہے۔ طبقۂ عنکبوتیہ اور عصب مجوف کے درمیان کوئی کھلی جگہ نہیں ہے، سوائے اس کے کہ یہ دونوں رطوبت جلیدیہ سے کسی قدر ناقص ہوتے ہیں اس کے ثلث یا نصف پر حاوی ہوتے ہیں، جلیدیہ اور عنبیہ کے درمیان تھوڑی جگہ ہوتی ہے اس جگہ کو رطوبت بیضیہ جو نرم، رقیق، صاف اور شیریں مزہ ہوتی ہے پرکر دیتی ہے، یہ عنبیہ سے جلیدیہ پر گرتی ہے، طبقۂ عنبیہ، شبکیہ اور مشیمیہ کے کناروں سے بنتا ہے اس لئے اس میں بہت زیادہ رگیں نہیں دکھائی دیتیں۔ یہ طبقۂ جلیدیہ اور عصبۂ مجوفہ کے سوراخ کے مقابلے میں جس سے روشنی نکلتی ہے سوراخدار بنایا گیا ہے۔ یہ آسمانی رنگ کا ہوتا ہے تاکہ روشنی کا احاطہ کرسکے اور اس کے لئے بہتر اور مناسب رہے، _____ طبقۂ قرنیہ، طبقۂ صلبیہ کے کنارے سے بنتا ہے جو سب سے گرم طبقہ ہے اور اس پردے کے کنارے سے پیدا ہوتا ہے جو اندر کی ہڈی پر پڑا ہوا ہے، اس لئے اس کو سخت بنایا گیا ہے تاکہ آفتوں کو دفع کرسکے اور سرد و گرم کو برداشت کرنے اور خارج سے ہوا کے ٹکراؤ کا مقابلہ کرنے کی اس کے اندر طاقت پیدا ہوسکے، وہ آنکھ کے طبقات کو مضبوط رکھتا ہے اور اس کی رطوبتوں کی حفاظت اس وقت کرتا ہے جب بڑھاپے میں یا گلے کی خراش کی صورت میں سخت حرکت یا سخت کھانسی سے اس پر دباؤ پڑتا ہے _____ طبقۂ ملتحمہ اس پردے سے پیدا ہوتا ہے جو آنکھ کی ہڈی پر خارج سے پڑا ہوا ہے، یہ گویا خارج سے آنکھ کی مضبوطی کے لئے طوق اور تاج کے کام کرتا ہے اور خوبصورتی کا فائدہ دیتا ہے، تاکہ آنکھ کی سیاہی کے اطراف گول دائرے کا کام دے۔

آنکھوں کے بعض معالجین کہتے ہیں کہ طبقۂ صلبیہ اس عصبہ سے پیدا ہوتا ہے جو سر سے نکلتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اس پردے کا کنارہ ہے جو اندر کی جانب سے آنکھ کی ہڈی پر پڑا ہوا ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ مشیمیہ اس عصب کا کنارہ ہے جو دماغ سے آنکھ کی طرف نکلتا ہے۔ بعض لوگ وہی کہتے ہیں جو ہمارا خیال ہے بعض دوسرے کہتے ہیں کہ مشیمیہ سے مراد جال کے مانند رگیں ہیں جن پر بہت باریک پردہ چڑھا ہوا ہے، _____ اور زجاجیہ سے مراد وہ رطوبت ہے جو شبکیہ اور مشیمیہ پر گولائی میں اور جلیدیہ، زجاجیہ کے درمیان میں دور تک اندر چلی گئی ہے _____ طبقۂ عنکبوتیہ، دماغ پر پڑے ہوئے پردے کے کنارے سے بنتا ہے، اور طبقۂ عنبیہ اس عصبہ سے بنتا ہے جو دماغ سے آنکھ کی سمت داخل ہوتا ہے _____

طبقۂ قرنیہ ان تمام طبقات کے کناروں سے مل کر بنتا ہے ـــــ اور طبقۂ ملتحمہ اس پردے کے کنارے سے مرکب ہے جو اندرونی سمت سے آنکھ کی ہڈی پر پڑا ہوا ہے، تاکہ داخلی حصہ، خارجی حصّے سے متصل ہوسکے اور آنکھ کے اندر مضبوطی سے قائم رہے۔

یہ تمام توضیحات اکثر و بیشتر لوگوں کی مگر اس سلسلہ میں جالینوس، بقراط ارخیجانس کا جو مذہب ہے اسے ہم عنقریب پیش کریں گے ارخیجانس نے اپنے مسلک کا تذکرہ زندوں اور مُردوں کی تشریحات پر مشتمل اپنی کتاب کے اندر کیا ہے یہ کتاب عربی میں منتقل ہو چکی ہے، ایک طالب علم اسی مذہب پر یقین کرے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ آنکھ کی شکل صنوبری ہے یہ پانچ ہڈیوں سے مرکب ہوتی ہے۔ ان میں دو پپوٹوں سے اور تین وجنہ اور ناک کے بالنہ سے متصل ہیں۔ یہ سب آنکھ کے اندر ہوتی ہیں۔

آنکھ کے طبقات سات ہیں، لیکن "طبقات" کے تسمیہ میں لوگوں کا اختلاف ہے، رطوبتیں تین ہیں۔ ساتوں طبقات حسب ذیل ہیں۔

۱۔صلبیہ، ۲۔مشیمیہ، ۳۔شبکیہ، ۴۔عنکبوتیہ، ۵۔عنبیہ، ۶۔قرنیہ، ۷۔ملتحمہ۔

تینوں رطوبات میں پہلی "زجاجیہ" ہے جو شبکیہ کے اوپر ہوتی ہے۔ پھر ۲۔ جلیدیہ ہے۔ اس کا نام جالینوس نے "بردہ" رکھا ہے، دوسری جگہ "بردیہ" کے نام سے بھی ذکر کیا ہے، پھر "رطوبت بیضیہ" ہے زجاجیہ اور جلیدیہ کے درمیان کوئی چیز نہیں ہوتی، جلیدیہ اور بیضیہ کے درمیان "غشاء عنکبوتی" ہے یہ چشم کا اجمالی بیان ہے۔

طبقات کے فوائد:- ۱. طبقہ صلبیہ کے تین فوائد ہیں، دیگر طبقات اور رطوبتوں کو ھڈی کے کُھردرے پن سے محفوظ رکھتا ہے۔ ۲۔ آنکھوں کے اندر حساسیت پیدا کرتا ہے۔ ۳۔ طبقات کو ایک دوسرے سے جوڑتا اور ان کے درمیان اتصال پیدا کرتا ہے۔

۲۔ طبقہ مشیمیہ رطوبتوں کا نام ہے، اور تمام طبقات کے لئے وہی کام کرتا ہے جو جنین کے لئے مشیمیہ کرتی ہے، وہ تمام طبقات پر حاوی ہوتا ہے اور انھیں مضبوطی سے تھامے رہتا ہے۔

۳۔ طبقۂ شبکیہ رطوبت زجاجیہ کے لئے فرش کا کام کرتا ہے اور تمام طبقات اور رطوبات کا گویا "معدن" ہوتا ہے۔

۴۔ طبقہ عنکبوتیہ۔ یہ رطوبت جلیدیہ کے لئے "محافظ" کا کام کرتا ہے، رطوبت جلیدیہ اور رطوبت بیضیہ کے درمیان حائل رہتا ہے تاکہ وہ اس پر گر نہ سکے، اور اس کے لئے روشنی مجتمع

کرے تاکہ اندازے کے مطابق نکلتی رہے۔

۵۔ طبقۂ عنبیہ کا رنگ نیلگوں ہوتا ہے اس کے چار فوائد ہیں۔ رطوبت اپنے اندر جمع کرلیتا ہے جو رطوبت قرنیہ کی حفاظت کرتی ہے۔ ۲۔ روشنی مجتمع کرتا ہے بصارت کا معاون ہے تاکہ روشن اشیاء نظر آسکیں۔

۳۔ مستدیر ہے، حدقہ کے بالمقابل سیدھا ہوتا ہے جس میں سُوراخ ہوتا ہے تاکہ "نور" حدقہ کے حسبِ مقدار اس کے اندر سے گزر سکے۔ کہا جاتا ہے کہ ہر انسان کے اندر عنبیہ کا سُوراخ عصبۂ مجوفہ کے سُوراخ کے محاذ میں ہوتا ہے۔ تاکہ دونوں سے مساوی طور پر نور کا اخراج ہوسکے۔ کسی سوراخ کے اندر جتنا فساد پیدا ہوگا اتنا ہی بصارت کو بھی نقصان پہنچے گا۔

۴۔ رنگ آسمانی اس لئے بنایا گیا ہے تاکہ رطوبت بیضیہ کی سفیدی رنگ اور روشنی ایک جگہ جمع ہوں تو آنکھوں کے اندر مختلف رنگوں اور قسموں کا تصور ممکن ہوسکے، اس لئے کہ سیاہی اور سفیدی ہی سے وہ دونوں قوتیں ابھرتی ہیں جن سے رنگوں کی ترکیب ہوتی ہے۔

۶۔ طبقۂ قرنیہ۔ یہ طبقہ تراشی ہوئی باریک سینگ کی طرح ہوتا ہے۔ تاکہ داخلی سمت سے آنکھ اور اس کے طبقات اور خارج سے آنے والی آنتوں کی حفاظت کرے۔

طبقہ ملتحمہ: خوبصورتی کے لئے بنایا گیا ہے، نیز نظامِ طبقات کو باضابطہ قائم اور آنکھوں کی گردش برقرار رکھتا ہے۔

طبقۂ صلبیہ، مشیمیہ اور شبکیہ ان دو عصبوں سے بنتے ہیں جو دماغ سے نکلتے ہیں، یہی دونوں عصبے لطیف نصف تقسیم ہوجاتے ہیں، ہر ایک کا نصف حصّہ، ایک دوسرے سے مرکب ہوتا ہے اور مستدیر شکل اختیار کرلیتا ہے، جو ایک بڑے تاج کے مانند ہوتا ہے، ان دونوں عصبوں کے کنارے دو پردے ہوتے ہیں، ایک اندر سے آنکھ کی ہڈی پر پڑا ہوا ہے اور دوسرا دماغ پر ہوتا ہے، ہر عصبۂ دماغ سے، بدن کے اگلے حصّے اور دونوں آنکھوں اور کانوں کی طرف نکلتا ہے، یہ عصبہ ان دونوں پردوں سے گھرا ہوا ہوتا ہے۔ دوسری دونوں قسمیں پھیلی ہوئی ہیں، ایک سے طبقہ صلبیہ بنتا ہے، اور دوسری سے طبقۂ مشیمیہ کی صُورت گری ہوتی ہے، اس تاج یعنی دائرے سے ایک پردہ نکلتا ہے جس سے طبقۂ مشیمیہ کی تکمیل ہوتی ہے، پھر طبقۂ شبکیہ چار چیزوں سے بنتا ہے: ایک اس تاج سے نکلنے والی غشاء ہے، دوسری عصبہ مجوّفہ کے کنارہ سے نکلنے والی غشاء، تیسری شریانیں، چوتھی وریدیں۔ انھیں کے اجتماع سے طبقۂ مشیمیہ کی تکمیل ہوتی ہے۔

طبقۂ عنکبوتیہ سے مراد وہ باریک غشاء ہے جو اس دائرہ پر ہوتی ہے جو پلٹتا ہے اور رطوبت جلیدیہ کو تحلیل کرتا رہتا ہے۔ سب سے بہتر مذہب یہ ہے کہ یہ پردہ نصف جلیدیہ کو ڈھانکتا ہے، اس خالی حصّہ کو جو جلیدیہ اور عنبیہ کے درمیان بہتا ہے عنکبوتیہ دو نصف حصّوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ لہٰذا عنکبوتیہ اور جلیدیہ کے درمیان اتنی ہی جگہ ہوتی ہے جو عنبیہ اور بیضیہ کے درمیان ہوتی ہے، ان دونوں خالی جگہوں کو رطوبت بیضیہ پُر کرتی ہے۔ طبقۂ عنبیہ ان دو غشاؤں جو اس دائرہ سے نکلتے ہیں، اور ان رگوں سے بنتا ہے جو شبکیہ سے نکلتی ہیں، طبقۂ مشیمیہ کے کنارے اور مذکورہ رگوں کے اجتماع سے عنبیہ کی تخلیق ہوتی ہے، یہ طبقہ سیاہ انگور کی طرح باہر سے چکنا اور اندر سے لیسدار ہوتا ہے۔

طبقہ قرنیہ۔ اس عصبہ کے کنارے سے بنتا ہے جو ہڈی پر پھیلا ہوا ہوتا ہے، اسے "صلبہ" کہتے ہیں یہ دو غشاوی ایک اکلیل اور دوسرے عصبۂ مجوّفہ کے کنارے سے تکمیل پاتا ہے اس پر پیاز کی طرح تین چھلکے دکھائی دیتے ہیں یہی دراصل غشائیں اور طبقہ صلبیہ کا کنارہ ہیں۔

طبقہ ملتحمہ: یہ طبقہ شبکیہ کے کنارے اور ایک باریک غشاء پر مشتمل ہوتا ہے جو اکلیل، اور اس غشاء کے کنارے سے نکلتی ہے جو خارج سے آنکھ کی ہڈی پر واقع ہوا ہے۔ یہی طبقہ ملتحمہ ہے، آنکھ کی تشریح میں یہی مذہب صحیح ہے۔

ابن ماسہ نے بعض متقدمین سے نقل کرتے ہوئے ایک دلچسپ بات کہی ہے، وہ یہ ہے کہ طبقۂ عنکبوتیہ، رطوبت جلیدیہ پر پیوست رہتا ہے، آمدی کا بھی یہی مذہب ہے، اس قول کے صحیح ہونے کی گنجائش ہے، کیوں کہ رطوبت جلیدیہ میں نہ عروق ہوتے ہیں نہ اعصاب ہوتی ہیں نہ پٹھے۔ اس سے غشاء عنکبوتیہ مراد لی ہے جو اس پر چمٹی ہوئی ہے تو ہر عضو، جو ایک دوسرے عضو پر منحصر ہوتا ہے وہ اس سے نہیں بلکہ اس پر رکھا ہوا ہوتا ہے، غور و فکر سے اس ترکیب کے فائدے معلوم ہوسکتے ہیں، اگر آمدی کو آنکھ کے علاج میں اچھی طرح درک ہوتا تو وہ اس طرح بیان نہ کرتا۔ کیوں کہ ابن ماسہ نے حیوانی اعضاء کے منافع میں کئی چیزوں کا ذکر کیا ہے جسے متقدمین میں سے کسی طبیب نے بیان نہیں کیا ہے نہ اس کے لئے کوئی دلیل پیش کی ہے مثال کے طور پر اس نے کہا ہے کہ خرگوش کی شرمگاہ اگر خشک کرکے بانجھ عورت باندھ لے تو حاملہ ہوگی اور عقر دور ہو جائے گا۔ کوئی مجھے بتائے کہ کسی نے اس کا تجربہ کیا ہے؟ اور کہاں سے یہ بات اسے معلوم ہوئی ہے، اس طرح اس نے کہا ہے کہ انسان کا پتہ بھی یہی صلاحیت رکھتا ہے اس طرح اس نے بہت سے عجائبات کا ذکر کیا ہے میں ان کا تذکرہ نہیں کروں گا تاکہ ایک جاہل دھوکہ کھاکر محرمات کا مرتکب نہ ہو، پس جس شخص کا یہ مذہب اور یہ عقل ہو اس کی بات نقل کرنا مناسب

نہیں ہے ۔

طبقات چشم اور منافع چشم کے بعد اب ہم دماغ سے اخراج نور، عصبہ مجوفہ اور اس سلسلہ میں لوگوں کے اختلافات کا تذکرہ کریں گے۔

عصبہ مجوفہ، دماغ کے تمام اجزاء سے بنتا ہے اور مدور ہوتا ہے، جب آنکھ کی جانب چلتا ہے تو تنگ ہوتا ہے، اس کا مجوف ہونا ضروری ہے، اس پر دو غشائیں ہوتی ہیں ایک نیچے کی جانب سے، یہ وہ پردہ ہے جو دماغ پر ہوتا ہے، دوسرا آنکھ کی ہڈی پہ اندر سے ہوتی ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے متصل ہوتی ہیں۔ کیوں کہ دونوں کا جو ہر ایک ہے، "نور" دماغ سے روشنی اسی عصبہ میں خارج ہوتی ہے، جیسا کہ دماغ سے نفس حساسہ کھلکر اعصاب میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں "نور" (روشنی) سے مراد "نفس" ہے اور "عصبہ مجوفہ میں خارج ہونے" کا مطلب ویسا ہی ہے جیسا "روح حیوانی" "شریانوں میں ہوتی ہے" کا ہے، یہ کہنا ہے کہ سدہ کی وجہ سے عصبہ مجوفہ میں "نور" مسدود ہوگیا "، ایسا ہی ہے جیسا ہم فالج، استرخاء اور خدر کے موقعہ پر یوں کہتے ہیں "اعصاب میں سدہ آجانے سے نفس حساسہ کے نفوذ میں رکاوٹ ہوگئی ہے۔"

مذکورہ گفتگو جالینوس، بقراط علماء طبیعت اور متقدمین کے مطابق پیش کی گئی ہے۔ ارسطو یہ کہتا ہے کہ قوت حساسہ دماغ سے نکلتی ہے۔ دیکھنے والا نور آنکھ میں خارج سے آتا ہے، اور داخل ہو کر جلیدیہ پر گرتا ہے، اس "نور" کی وجہ سے اس کے آنکھوں کے اندر تصویر آجاتی ہے اور منعکس ہوتی ہے جس سے بصارت پیدا ہوتی ہے، اس کی مثال ایک آئینے سے دی گئی ہے جس پر خارج سے روشنی پڑتی ہے اس کے اندر چیزوں کی صورتیں نظر آنے لگتی ہیں، پھر دیکھنے والے کی طرف انعکاس ہوتا ہے تو مرطبات کی صورتیں نظر آتی ہیں، ہم ارسطو[1] کا رد کرنا نہیں چاہتے کیوں کہ اسے جہالت پر محمول کیا جائیگا ارسطو کو ماننے والے اس کی ایسی ہی تقلید کرتے ہیں جیسی انبیاء اور اصحاب شریف کی جاتی ہے۔ غیر انصاف پسندوں سے جدل و مخاصمت انتہائی دشوار ہے۔ بایں ہمہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ اگر خارج سے نور داخل ہو رطوبت جلیدیہ پر نقش ہو تاکہ اس میں اشیاء کی صورتیں آجائیں پھر منعکس ہوں تو ایسی صورت میں ایک تیسری چیز ماننا ضروری ہوگا جو ان صورتوں پر دلالت کرتے۔ یہاں تو سوائے نفس کے اور کوئی چیز نہیں ملتی، اگر نفس ہی ان چیزوں کو بتائے جو رطوبت جلیدیہ میں نقش ہوتی ہیں تو پھر اس کے لئے

[1] دور حاضر کے تجربات و مشاہدات نے ثابت کر دیا ہے کہ ارسطو ہی کا مذہب صحیح ہے۔

خارج سے نور کا داخل ہونا کیا ضروری ہے، کیوں کہ وہ خود دماغ کے اندر موجود ہے۔

پس ہمارا مطلب یہ ہے کہ "روشنی" دماغ سے نکلتی ہے اور چیزیں ہوا کے وساطت سے نظر آتی ہیں، حالاں کہ دوسری چیزوں کی وساطت زیادہ اولیٰ تھی۔ اس سلسلہ میں کافی بحث ہو چکی ہے یہ ساری بحثیں ایک دوسرے سے قریب تر ہیں، اختلاف سے کوئی فائدہ نہیں ہے، بصارت کیا ہے مبصرات کیا ہیں ان کی صورتیں کس طرح بنتی ہیں یہ تمام باتیں سبھی کو معلوم ہیں۔ استدلال کے طور پر کہا ہے کہ جلیدیہ اور اس روشنی کا حال جو اس پر خارج سے پڑتی ہے ویسا ہی ہے جیسا آئینہ میں دیکھنے والے کا حال ہوتا ہے آئینہ کے اندر دیکھنے والے کا عکس آجاتا ہے، روشنی کا انعکاس اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک یہ خارج سے نہ آئے سورج کی روشنی خط مستقیم میں کسی چیز پر پڑتی ہے تو منعکس نہیں ہوتی میں کہتا ہوں کہ ارسطو عصبہ مجوفہ سے روشنی کے خارج ہونے اور جلیدیہ پر گرنے کی کیفیت پر تامل سے کام نہیں لیا، کیوں کہ عصبۂ مجوفہ، دماغ میں جلیدیہ کے مقابل اور جلیدیہ عصبہ کے نیچے ہے، اگر پانی کا ایک نقطہ اوپر سے چھوڑا جائے تو وہ سیدھا اس کے درمیان گرے گا۔ جب نور کا نکلنا اسی قیاس پر ہو تو جلیدیہ پر منعکس ہوگا۔ اس لحاظ سے نور کا انعکاس مکمل ہوگا۔

باب (۵۳)

ادویہ چشم ترکیب، گھسنا اور دھونا

آنکھ کے لئے سب سے مضر آنکھوں میں مٹی کا گرنا ہے، خاص طور پر جبکہ شور اور تلخ، یا خراب کیفیت کی حامل ہو مثلاً وہ مٹی جس پر سے خشک ہونے کے بعد کیچڑ ہٹ گیا ہو، معدنی ادویات کے اندر کوئی بھی دوا مٹی سے خالی نہیں ہوتی۔ اسی طرح پتھر اور پتھریلی اشیاء بھی آنکھوں کے لئے مضر ہیں، بالخصوص جبکہ اجزاء نرم ہوں۔

مٹی کے ازالہ کی ترکیب یہ ہے کہ جو دوا بھی ہو اچھی طرح خشک کر لی جائے، پھر باریک پیس کر ہوا میں اڑا دی جائے، مٹی کے اجزا اڑ جائیں گے اور معدنی دوا باقی رہ جائے گی، مثلاً مٹی اور ریت کو ملا کر ہوا میں اڑا دیا جائے تو ریت باقی رہ جاتی ہے اور مٹی اڑ جاتی ہے۔

دھونے کی ترکیب خاص طور پر حجری اشیا مثلاً شیادنج، توتیا، دھنج، بسد، حجر الدم اور ان جیسی ادویہ کی یہ ہے کہ لوہے یا کانچ کے ہاون دستہ میں ڈال کر پانی ڈالا جائے اور خوب اچھی طرح پیس لیا جائے۔ پہلے باریک پیس کر، بعد میں بھی پانی ملا سکتے ہیں، پانی مکدر ہو جائے گا۔ اس پانی کو ایک صاف برتن میں رکھ لیں، پھر دوسری بار پانی ڈال کر رگڑیں یہی عمل بار بار کرتے رہیں حتیٰ کہ پانی نتھر جائے اور کدورت باقی نہ رہے، اب ہاون دستہ میں جو شئے رہ جائے گی وہ پتھر یا ریت ہوگی اسے پھینک دیں، پانی جوں کا توں چھوڑ دیں تا آنکہ صاف ہو جائے، جیسے جیسے پانی صاف ہوتا جائے ایک

روئی سے جذب کر کے نکالتے رہیں - پانی صاف ہونے کے بعد جو چیز بچ جائے اُسے ایک لگن میں رکھ کر ڈھانک دیں تاکہ مٹی نہ پڑے ، جب سوکھ جائے تو کھرچ کر نکال لیں اور محفوظ کرلیں ، یہ چیز گرد و غبار کے مانند بالکل نرم ہوگی ، پھر اس کو اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کریں۔

علی کحّال کی رائے یہ تھی کہ تمام معدنی اجسام کو آنکھ میں استعمال سے قبل جلالینا چاہیئے۔ ابو ماہر بھی اسی رائے کے قائل تھے۔ میں نے ابوالقاسم یزیدی کی موجودگی میں اس سلسلہ میں ان سے مناظرہ کیا ، میں نے کہا : کیا ہم نہیں دیکھتے کہ پتھروں میں احتراق سے پہلے ایک طبیعت ہوتی ہے ، اور وہ طبیعت حدت احتراق ، نرمی اور سکون کی طرف منتقل ہو جاتی ہے جیسے چونے اور سفیدہ کا پتھر ، یہ دونوں پتھر احتراق سے پہلے نہایت نرم اور پرسکون ہوتے ہیں۔ مگر ان دونوں کا احتراق ہو جاتا ہے تو ان میں جلن اور حدت پیدا ہو جاتی ہے ایسی صورت میں ہم کو یہ اطمینان کیوں کر حاصل ہوگا کہ جلانے کے بعد ان کے اندر کیفیت محرقہ مفسدہ پیدا نہ ہوگی ؟ انھوں نے جواب دیا کہ بات ویسی ہے جیسی تم نے کہی ہے مگر احتراق صرف انہی اشیاء کا کرتے ہیں جن کی طبیعت سے ہم واقف ہیں اور جن کا تجربہ کیا جا چکا ہے ، جن چیزوں سے ہم واقف نہیں ہیں اس کا احتراق نہیں کرتے ۔

انھوں نے ایک دوسرا جواب بھی دیا وہ یہ کہ ان پتھروں میں حدت جلاتے وقت پیدا ہوتی ہے ، لیکن احتراق کے وقت ان میں موجود ساری کی ساری حدت زائل ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ چونے اور سفیدہ کے پتھروں کو صرف پکانے کے ساتھ ہی یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے ، لیکن اگر ہم ان دونوں کو راکھ بن جانے تک جلاتے رہیں تو اس میں موجود ہر قسم کی حدت زائل ہو جاتی ہے۔ اس پر مجھے دیسقوریدوس کا وہ قول یاد آیا کہ " جلائی جانے والی ہر چیز کی راکھ اس کے جرم سے بڑھ کر تیز ہوتی ہے ، اور اس سے بڑھ کر اثر کرتی ہے جتنا کہ وہ جلائے جانے سے پہلے اثر کرتی ہے ، لہٰذا اس مقام پر میری بات کو غلبہ حاصل ہوا کیوں کہ دیسقوریدوس کا قول میری تائید میں تھا۔ پس اسی اصول پر ادویہ معدنیہ کی اصلاح ہونی چاہیئے ۔

باب (۵۴)

ظلمت چشم کی قسمیں

آنکھوں میں ظلمت کی دیگر انواع کے اعتبار سے اسے "علّتِ جنسی" کہہ سکتے ہیں ۔ جب مرض کا لحاظ کیا جائے تو یہ مرض ، اس سے زیادہ عام ہوگا۔

بڑھاپے کی وجہ سے جب رطوبتوں میں فساد واقع ہوتا ہے تو آنکھوں میں اندھیرا چھا جانے لگتا ہے ، مزاج دماغی کا ضعف ، ردی بخارات کی کثرت اور قوتِ مشامیہ کا ضعف سبھی ظلمتِ بصر کا موجب بنتی ہے ۔ جس طرح تمام حواس کمزور ہو جاتے ہیں اسی طرح بصارت کو بھی ضعف لاحق ہوتا ہے ، مگر چوں کہ حاسۂ بصر، بہت جلد تغیر پذیر ہے اور حساس ہے بھی لہذا بہت جلد متاثر ہوتا ہے اس کا ضرر بھی دوسرے اعضاء کی بنسبت زیادہ ہوتا ہے ۔

اس کا علاج صرف یہ ہے کہ اس حالت کی حفاظت کی جائے جس میں ایک بوڑھا شخص پہنچ چکا ہے ، مقصد مناسب آب و ہوا ، عمدہ غذا ، اچھی تدبیر ، اور کھانے پینے کے اوقات کی پابندی سے حاصل ہو سکتا ہے تاکہ بدہضمی کا شکار نہ ہو ، اگر ممکن ہو تو سر اور بدن کا استفراغ اصول کے مطابق کریں ہر دس دن میں ایک بار آنکھوں میں جالی سُرمہ جیسے شادنج ، کف دریا اور ہلیلہ زرد لگائیں ، اور ایسی ادویہ جو آنکھوں کو کھولتی اور طبقات کو مضبوط بناتی ہیں استعمال کریں ۔ مثلاً سرمہ ، توتیا ، وغیرہ ، ـــ اگر مسخن دماغ ادویہ ناک میں ڈالنا ضروری ہو تو ایسا کریں ۔ مثلاً روغنیات حارہ اور مرابے مگر اسراف سے

کام نہ لیں، دماغ کے اندر حرارت اور خشکی محسوس ہو تو کوئی مرطب دوا ناک میں نہ چڑھائیں۔ جیسے روغن بنفشہ، عورتوں کا دودھ، انڈوں کی سفیدی وغیرہ، کیوں کہ یہ حس کو مکدر اور خراب اور "مقدم دماغ" میں فاسد رطوبات پیدا کر دیتی ہیں، یہ بات صرف بوڑھوں کے لئے ہے، اس سلسلہ میں اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ضرورت سے زیادہ، دماغ کے مزاج کی تبرید سے منع کیا ہے۔ ایک بوڑھے آدمی کے دماغ کا مزاج طبعی طور پر، حالات کے انقلاب سے خود سرد ہو جاتا ہے، جوانی میں اس کی طبیعت کی جو کیفیت ہوتی ہے بڑھاپے میں اور بڑھ جاتی ہے، بوڑھوں کے دماغ میں جو حرارت محسوس ہوتی ہے وہ دراصل بخارات ہوتے ہیں۔ جو معدہ سے سر کی جانب چڑھتے ہیں، اسے یہ خیال ہونے لگتا ہے کہ دماغ گرم ہو گیا ہے۔ بوڑھوں کے لئے حمام کرنا بہتر اور اعتدال کے ساتھ گرم پانی سر پر ڈالنا مفید ہے۔

غیر شیوخ کو لاحق ہونے والی ظلمت بصر کا سبب سوء مزاج بارد ہے جو غیر مادہ کے ساتھ مرکب ہو، مادہ کے ساتھ جو سوء مزاج مرکب ہوتا ہے وہ ضرورت سے زیادہ دماغ کو مرطب کر دیتا ہے جس سے بصارت کے آلات متغیر ہو جاتے ہیں، بعض اوقات روشنی پہنچانے والے عصبہ میں سُدّہ پیدا ہو جاتا ہے اگر بغیر مادہ کے بھی ہو تو یہ بھی بصارت کے آلات کو متغیر کر دیتا ہے، آنکھ کی حرکت کمزور ہو جاتی ہے، اعصاب میں جمود پیدا ہو جاتا ہے، اس طرح آنکھ کے طبقات اور رطوبتوں میں ضرر پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر "سوء مزاج بارد" مادہ کے ساتھ ہو تو آنکھوں میں آنسو آنے لگتے ہیں اور بغیر تکلیف اور بغیر سرخی کے رقیق ریزش خارج ہونے لگتی ہے، اور اگر کوئی دیکھنے والا اس کی آنکھوں کو دیکھے تو آنکھوں کے اندر صحت کے دنوں کے مقابلے میں کچھ زیادتی نظر آئے گی، کدورت پیدا ہو جاتی ہے اور سوء بصری ہو جاتی ہے۔

بغیر مادہ کے ہو تو آنکھوں کے اندر، صحت کے دنوں کے مقابلے میں کمی اور ہلکا پن نظر آئے گا، حرکت میں سستی محسوس ہوگی۔ اور بصارت میں خرابی۔

علاج

اگر مادہ کے ساتھ ہو تو علاج یہ ہے کہ تھوڑا حب قوقایا کے ذریعہ استفراغ کریں کیوں کہ سقمونیا کی وجہ سے اس سے سر اور بدن کا استفراغ ہو جاتا ہے۔

بعد ازاں کئی مرتبہ "حب صبر" سے سر کا استفراغ کریں جس کا نسخہ حسب ذیل ہے:۔

گلاب، افسنتین، مصطگی، تخم کرفس۔ ہم وزن، صبر سقوطری غیر مغسول۔ ان تمام ادویہ کے برابر، زعفران: ا گرام۔

پیس کر صاف شربت یا عرق باذرنجبویہ، یا عرق اترج، میں گوندھ کر گولیاں بنالیں۔ مقدار خوراک، گرام

یا ۱۰ گرام ، کئی خوراکیں لیں ، ہر خوراک کے درمیان سات دن کا وقفہ دیں ۔ تبخیر پیدا کرنے والی غذاؤں سے پرہیز رکھیں ۔ اسی طرح گاڑھا خون پیدا کرنے والی غذاؤں سے بھی پرہیز کریں ، ہلکی ورزش کریں ، بعد ازاں حمام کریں ، مصطگی چبائیں / مختلف اوقات میں مویزج ، میخج ، مری نبطی وغیرہ کا غرغرہ کریں ۔ استفراغ کے بعد " روشنائی " یا سلیقلون ممسک اور آنکھوں میں لگائیں ۔ ان تمام سرموں کا ذکر ہماری کتاب کی قرابادین میں ہو چکا ہے ۔

اگر " سوء مزاج بارد " بغیر مادہ کے ہو تو استفراغ کی ضرورت نہیں ہے البتہ حار روغنیات ناک میں ڈالیں ، غذاؤں میں بکری کے بچے کا گوشت دیں ۔ شراب ممزوج پلائیں ، گرم جڑی بوٹیاں پانی میں پکا کر بپھارا دیں جس سے مزاج میں تسخین ہوگی اور گرم پانی سے اٹھنے والے تر بخارات سے ترطیب ہوگی ، مگر زیادہ دیر تک بپھارا نہ لیں ۔ ورنہ وہ مواد بھی تحلیل ہونے لگیں گے جن کے تحلیل کی ضرورت نہیں ہوتی ، آنکھوں میں شیاف اصغر لگائیں نیز مندرجہ ذیل سرمہ استعمال کریں :-

سنگ بحری ، لولو ، برگ فلنجمشک ۔ ہر ایک ۳ ۱/۲ گرام ، مشک : ۰.۷۵ گرام ، جند بید ستر : ۴ ۶ ملی گرام پوست ملزون سوختہ : ۰.۷۵ گرام ، زعفران : ۵۰۰ ملی گرام ـــــ پیس چھان کر بطور سرمہ استعمال کریں ، ـــــ یہ سرمہ سوء مزاج بارد کے لئے نافع ہے ۔

کبھی آنکھوں میں ظلمت ، بغیر مادہ " سوء مزاج حار " اور مادہ کے ساتھ " سوء مزاج حار " کی وجہ سے بھی پیدا ہوتی ہے ۔

مادہ کے ساتھ جو " سوء مزاج حار " ہوتا ہے اس میں بصارت میں تمدد اور کھنچاؤ ہوتا ہے ، آلات بصر فضول مواد سے بھر جاتے ہیں ، اگر بغیر مادہ کے ہو تو سوء مزاج رطوبت کو چوس کر اعضاء بصارت میں گرمی پیدا کر دیتا ہے ۔

مادہ کے ساتھ جو " سوء مزاج حار " ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ممکن ہو تو فصد کھولیں اور استفراغ کریں ، پرہیز سے کام لیں ، موافق غذائیں استعمال کرائیں ۔ ہلکی ورزش کریں وقتاً فوقتاً مبرد سرمے استعمال کریں ، جیسے سرمہ جو آب انگور خام میں بسایا گیا ہو ۔

اگر بغیر مادہ کے ہو تو استفراغ نہ کریں مرطب غذائیں دیں جیسے مرغی کے چوزے وغیرہ ، اگر مریض نوجوان ہو تو ناک میں عورتوں کا دودھ ، انڈے کی سفیدی ، روغن نیلوفر ، عرق عصا الراعی ، وغیرہ ڈالیں ۔

اگر سوء مزاج رطوبت اور یبوست کے ساتھ ہو تو ، چاہے جس قسم کا ہو ، ادویہ اور اغذیہ

ایسی استعمال کریں جو رطوبت اور یبوست کا مقابلہ کرسکیں اگر یہ بات دشوار ہو تو گذشتہ ابواب میں جو کچھ بیان کیا گیا اس سے اپنے مقصد کی ادویہ اور اغذیہ معلوم کریں یعنی آشوب چشم بسیط، آشوب چشم مرکب، دردسر، اور اس مرض کے مشابہ جو قسم ہے، اس کے جو معالجات بیان کئے گئے ان میں سے مطلوبہ علاج منتخب کریں، مثال کے طور پر اگر "ظلمت" سوءِ مزاج حار یابس کی وجہ سے ہو، اور ایک دوسرے شخص کو "سوء مزاج حار یابس" کی وجہ سے دردِ سر لاحق ہو تو دونوں کا ایک ہی علاج ہوگا۔ آنکھ کے علاج میں صرف سُرمہ کا استعمال مزید ہوگا، غذا، کھانے پینے کی تدابیر، سب یکساں ہوں گی۔

ظلمت بصر کی مذکورہ تفصیلات ایسی صورت کی ہیں جس میں بیماری دماغ کے اندر رہو، طبقات چشم کے کسی مرض سے بھی آنکھ کے طبقات میں کوئی مرض ہو تو بھی آنکھوں میں ظلمت پیدا ہوسکتی ہے علامات مختلف ہوتی ہیں، طبقات کے مقامات کے اعتبار سے ان علامات کے درمیان فرق ہوگا۔ احوال دماغی کا بیان طویل ہے۔ لہٰذا اس "سواد"، کا ذکر کریں گے جو احوال مرکبہ کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔

کبھی آنکھ میں ظلمت رطوبت بیضیہ کے مکدر ہو جانے سے پیدا ہوتی ہے علامت یہ ہے کہ مریض کو آنکھوں کے سامنے کدورت نظر آتی ہے جیسے کوئی سیاہ پردہ ہو، زمین کی بہ نسبت، آسمان کی طرف دیکھنے سے صاف نظر آتا ہے۔ یہ کدورت یا تو اخلاط سوداویہ کے غلبہ کی بنا پر ہوتی ہے یا مجامعت کی کثرت یا کھانے پینے میں سوء تدبیر کی وجہ سے۔

علاج یہ ہے کہ امتلائی کیفیت ہو تو استفراغ کریں، مزاج میں اعتدال پیدا کرنے کی تدابیر اختیار کریں۔ نقصان رساں صورت حال سے فائدہ بخش صورتِ حال کی طرف مزاج منتقل کریں۔

کبھی ظلمت، اجزاءِ چشم کی رطوبتوں کے منقطع ہو جانے سے پیدا ہوتی ہے، ایسا مریض اپنے آنکھوں کے سامنے، اس رطوبت کے اجزاء کے اشکال کے لحاظ سے مختلف صورتیں دیکھتا ہے۔ اگر یہ رطوبتیں متصل ہو جائیں اور اس کی طرف رطوبت بیضیہ آکر مل جائے تو اسے ہم "نزول الماء" سے تعبیر کرتے ہیں، اگر ان میں اتصال پیدا نہ ہو تو کبھی آنکھوں میں اندھیرا اور کبھی صفائی آئے گی یہ کیفیت حسن تدبیر اور سوء تدبیر کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ان تخیلات کو اسباب باعث مرض کا سایہ کہا جاتا ہے۔

اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر کوئی آدمی کسی چیز کو دھوپ میں رکھے، اور وہ چیز ہشت گوشی، شش گوشی، گول یا سہ گوشی ہو تو اس کا سایہ بھی اس کی شکل کے لحاظ سے پڑے گا، حالانکہ سُورج اپنی جگہ قائم ہے، اسی طرح بصارت اور مبصرات کے درمیان مختلف اشکال والی اشیاء حائل ہو جائیں تو ویسی ہی شکل،

متخیل ہوگی۔

بعض وقت "ظلمت" مذکورہ حالت میں بخارات کے فساد کی بناء پر پیدا ہوتی ہے۔ جو معدہ سے چڑھتے ہیں، اور امتلاء کے ساتھ اس کے اندر اضافہ ہوجاتا ہے خاص طور پر جب غذائیں گرم ہوں اور رطوبتیں پھیل رہی ہوں، ایسی صورت میں بھوک کے ساتھ تخیلات میں اور شکم پر ہونے کے ساتھ ثقل میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

علاج ان تمام کا علاج چاہے معدہ سے ہوں یا چشم میں رطوبتوں کے پھیلنے کی وجہ سے یہ ہے کہ استفراغ کریں، پرہیز کریں، معدہ اور سر کا تنقیہ کریں۔

مزاج کے اعتبار سے عمدہ غذائیں استعمال کریں۔ اور آنکھوں میں ایسے سرمے لگائیں جو رطوبتوں کو پگھلانے اور زائل کرنے والے ہوں جیسے شیاف المرارات سرمہ حجر ارمنی، شادنج اور اشک آور ادویہ سے تیار کیا گیا ہو جیسے دار فلفل، شادنج ہندی، وغیرہ۔

کبھی "ظلمت" رطوبت جلیدیہ کی کدورت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس قدر تکدر پیدا ہوجاتا ہے کہ آنکھیں ایک اور دو میں تمیز نہیں کرسکتیں، دماغ ان اخلاط کے زوال کے ساتھ ہی ایسی ظلمت دور ہوجاتی ہے۔

علاج یہ ہے کہ ایسی چیزوں سے استفراغ کریں جو اخلاط سوداویہ کا اخراج کرتی ہوں مثلاً مطبوخ افتیمون، معجون ہندی جسے سقونیا انطاکی کے ذریعہ مقوی بنایا گیا ہو، اطریفل جس کے اجزاء میں افتیمون، افسنتین، اسقولوقندریون، مصطگی، اور کچے عود کا اضافہ کیا گیا ہو، فربہ مرغی اور بکری کے بچے کا گوشت دیں۔ رات کا کھانا ترک کردیں، غذا اسی قدر استعمال کریں جس سے امتلاء پیدا نہ ہو۔ ریاضت اور جسم کی حفاظت میں حسن تدبیر اختیار کریں۔

تخیلات شاذہ ظلمت کی اکثر قسمیں اور تاریکی کی وجوہات ہم بیان کرچکے ہیں۔ اب تخیلات شاذہ کا ذکر کریں گے۔

بعض وقت دیکھنے والا اس طرح تخیل کرتا ہے گویا اس کے آنکھوں کے سامنے ایک دھوئیں کا ستون کھڑا ہے اور بلند ہوتا جارہا ہے، جب بلند ہوجاتا ہے تو شاخ در شاخ ہو جاتا ہے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ مریض کی شریانوں میں خلط سوداوی مجتمع ہوگئی ہے۔ ابتداً وہ چڑھتی ہے سر کی جانب چڑھتے ہوئے شاخ در شاخ پھیلتی ہے۔

اس کا علاج قطع بر ید اور داغنا ہے، پھر مزاج کے موافق استفراغ، اور مناسب غذا کا استعمال،

اور جہاں تک ہو سکے بدن کا تنقیہ۔

کبھی ایسا نظر آتا ہے گویا آنکھوں سے غبارات نکل رہے ہوں اور ایسا خاص اوقات میں ہوتا ہے یہ شریانوں کی کمزوری کی علامت ہے۔ مریض ایسی حالت کے قریب پہنچ جاتا ہے کہ شریانوں میں خون کا احساس تک ہونے لگتا ہے۔

اس کا علاج بشرطیکہ ممکن ہو فصد استفراغ اور پرہیز ہے۔

بعض وقت انسان کو چھینکنے یا آنکھوں کو رگڑتے وقت سامنے سفید چیزیں نظر آنے لگتی ہیں، جو نیچے سے اُوپر کی سمت میں، اور کبھی اوپر سے نیچے کی طرف آتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ فم معدہ آنکھ کے اطراف اور مقدم دماغ میں رطوبت کی وجہ سے امتلاء پیدا ہو گیا ہے۔ مگر یہ رطوبت، شیریں اور صاف ہوتی ہے۔

علاج یہ ہے کہ (عرق مولی، شبت اور سکنجبین استعمال کریں۔ فم معدہ پر جو اخلاط ہوں گے اس کے قطع کے لئے یہ کافی ہیں۔ قعر معدہ کے اخلاط کو اور شدید امتلاء کو دور کرنے کے لئے تیز قاطع مزعجات کی ضرورت ہوگی۔ بعد ازاں ایسی چیزوں سے استفراغ کرنا ہوگا جو معدہ اور سر کا تنقیہ کریں اصلاح غذا کے ساتھ امتلاء پیدا کرنے والی اشیاء سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

بعض وقت آدمی کو بڑی چیز چھوٹی نظر آتی ہے حالاں کہ دونوں کے درمیاں مسافت کم ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ "روشنی" باریک ہے، اور دو آنکھوں سے "روشنی" نکلنے اور واقع ہونے میں فساد پیدا ہو گیا ہے یہاں تک کہ وہ ایک ہو کر رہ گئے ہیں۔ یہ بات اس وقت پیدا ہوتی ہے جب عصبۂ مجوفہ میں ضغطہ پیدا ہو جائے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ اوّلاً مریض کے مزاج کو دیکھا جائے اگر یبوست ہو تو مزاج میں ترطیب پیدا کریں اور سبب فاعلی کی ضد اشیاء کا سرمہ لگائیں۔ اگر چھوٹی چیز، بڑی نظر آرہی ہو حالاں کہ درمیان کا فاصلہ دور کا ہو تو یہ "کیفیت" "نور" کے دونوں خطوط کے مل جانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اسے اقلیدس نے مناظرہ کے باب میں لکھی گئی اپنی کتاب کی شکل اول اور شکل ثانی میں بیان کیا ہے۔ اس کی ماہانی نے عمدہ تشریح کی ہے اور دلائل پیش کئے ہیں۔ ہم ان تمام باتوں کا تذکرہ نہیں کریں گے کیوں کہ اس بحث کا اطباء سے تعلق نہیں ہے۔

بعض وقت آنکھوں میں یہ صورتِ حال پیدا ہوتی ہے کہ چھوٹی چیز بڑی نظر آتی ہے، چاہے فاصلہ قریب ہو یا دور، اس کا سبب یہ ہے کہ کوئی مرطوب جسم، آنکھ اور دیکھی جانے والی اشیاء

کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ بصر کو انعکاس کی ضرورت پڑتی ہے، لہٰذا نور کے انعکاس کی وجہ سے چھوٹی چیز بڑی نظر آتی ہے، مگر "بصر" اور "مبصر" کے درمیان حائل مذکورہ جسم ہوجاتا ہے۔
اس بات کی توضیح، موسم سرمائی راتوں میں ستاروں کی کیفیت سے بھی کی گئی ہے، ہوا کی غلظت جو بصارت اور ستاروں کے درمیان حائل ہوجاتی ہے، کے باعث ستارے بڑے نظر آتے ہیں۔
اس کی توضیح درہم کے ذریعہ بھی کی گئی ہے یہ گہرے پانی کے اندر گر جاتا ہے تو بہت زیادہ بڑا نظر آتا ہے۔

علاج یہ ہے کہ استفراغ کریں۔ معدہ اور اشک آور سرموں کے ذریعہ طبقات چشم کا تنقیہ کریں، غذائیں صرف عمدہ استعمال کریں۔

کبھی آنکھ کے اندر ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ ایک ہی چیز، کثیر اشیاء کی صورت میں نظر آتی ہے جب کہ دونوں کے درمیان فاصلہ دور کا ہو، اس کا سبب یہ ہے کہ رطوبت کا ایک حصہ بصر اور مبصرات کے درمیان آجاتا ہے، ہر قطرہ اپنے محاذ کے حصہ کو چھپا دیتا ہے، ان قطرات کی بنا، پر دیکھنے والے کو کئی اجسام نظر آنے لگتے ہیں۔

اس کا علاج یہ ہے کہ سر اور معدہ کا تنقیہ کریں سخت پرہیز کی ہدایت کریں۔ تبخیر پیدا کرنے والی غذائیں نہ دیں آنکھوں کو برابر گرم پانی سے سینکتے رہیں، جماع سے منع کر دیں، شام کے کھانے میں کوئی ایک چیز دیں، اور عادت سے زیادہ ورزش کرائیں، رات میں زیادہ دیر تک جاگنے نہ دیں کیوں کہ یہ آنکھوں میں تھکاوٹ پیدا کرتا ہے، اگر تھکاوٹ اور رطوبت متفرقہ کے اجزاء، دونوں جمع ہوجائیں تو مریض کو آنکھوں سے کچھ بھی نظر نہ آئے گا۔

بعض اوقات آنکھوں کو اس طرح نظر آتا ہے جیسے سیدھے یا بائیں جانب کوئی شخص کھڑا ہے، حتیٰ کہ آدمی مڑ کر اس کو دیکھنے لگتا ہے جیسے وہاں حقیقت میں کوئی کھڑا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ رطوبت بیضیہ کے بعض حصوں میں کدورت پیدا ہوجاتی ہے۔ یہ حصہ اس کے بازو میں ہوتا ہے، بیچ میں نہیں ہوتا۔

علاج یہ ہے کہ استفراغ کریں، غذا کی اصلاح کریں، رطوبتوں کو دور کرنے والے سرمے دیں۔
بعض وقت یوں نظر آتا ہے گویا کوئی چیز آنکھوں کے سامنے اوپر سے نیچے گر رہی ہے، اس کا سبب وہ چیز ہے جو وقتاً فوقتاً سر سے، طبقات چشم کی طرف آکر جمع ہوجاتی ہے اگر جمع ہونے والی شے خون ہے تو اس کا علاج فصد استفراغ پھر شربت خشخاش ہے۔ مریض کو حکم دیں کہ

ہمیشہ خوش و خرم رہے۔

کبھی آنکھوں کے اندر ایسی صورتِ حال پیدا ہوتی ہے کہ دور سے زیادہ قریب سے نظر آنے لگتا ہے، اور کبھی قریب سے زیادہ دور سے بہتر نظر آتا ہے۔

قریب سے نظر آتا ہے اور دور سے اچھی طرح نظر نہیں آتا، اس کی وجہ بلاشبہ "نور" کی کمزوری ہے۔ اسی طرح کوئی شخص، کسی چیز کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی آنکھ کے حدقوں کو سمیٹ لے تو بھی یہی صورت ہوتی ہے۔

اب رہا وہ شخص جو دور کی چیز کو قریب کی چیز سے بہتر طور پر دیکھتا ہے تو یہ "نور" کی غلظت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب بعد ہوتا ہے تو نور لطیف ہو جاتا ہے، اور جب شئے قریب ہوتی ہے تو کثافت پیدا ہو جاتی ہے۔ "نور کی غلظت" اور "صفائی" سے ہماری مراد وہ بخارات ہیں جو روشنی کے اندر شامل ہو جاتے ہیں یا شامل نہیں ہوتے۔

اس کی تشریح میں ہم طوالت سے کام نہ لیں گے۔ تفصیلی بیان ہم اپنی بڑی کتاب میں کر چکے ہیں، اس میں آنکھ کے جملہ امراض، کلیات، جزئیات اور مزاج کی بیماری پر سیر حاصل بحث کی جا چکی ہے۔ اس کے لئے ہم نے "کتاب العین فی المعالجۃ" کے نام سے ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔

مقالہ پنجم

ناک اور کان کے امراض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

مقالہ پنجم

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

باب (۱)

مرض کثیر الارجل یعنی ناک کے اندر ورم

یہ ورم ناک کے دونوں سوراخوں میں پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے ناک کا بانسہ موٹا ہوجاتا ہے اور اس کے اوپر، اندر اور باہر سے ہری سبز اور باریک رگیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ اس ورم میں زخم پیدا ہوکر ناصور کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور بعض اوقات زخم پیدا نہیں ہوتا۔

اس کی دو قسمیں ہیں یا تو یہ بہت سخت ہوگا اس کی صورت دوسرے سارے نرم اور دموی ورموں کے مانند ہوگی اس میں کوئی درد محسوس نہیں ہوتا اور اوپر نظر آنے والی رگیں ہری ہوں گی اور دونوں آنکھوں کے حلقوں میں اور سر کے اگلے حصے میں کھچاوٹ اور تناؤ (تمدد) محسوس ہوگا۔ ایسی علامات ظاہر ہوں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ سرطان ہے نہ اس پر زخم پہنچائے اور نہ کسی لوہے (کے اوزار) سے اس کو چھوئے کیوں کہ لوہے کے ذریعہ اس کا استیصال ممکن نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے بعض دفعہ دماغ کے پردوں میں ورم پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے۔

اس مقام پر سرطان کا علاج یہ ہے کہ مرض کا عمومی اور سر کا خصوصی استفراغ کیا جائے یہ ایسی دواؤں سے ہونا چاہیئے جس میں صبر (ایلوہ) اور مصطگی اور اس جیسی دوائیں ڈال جائیں۔ اگر مزاج میں قوت برداشت ہو تو مریض کے سر کا استفراغ ایارج اور حب القوقا سے کیا جائے اور پوری حفاظت سے کام لیا جائے۔ ثقیل کھانوں سے پرہیز کرایا جائے کبھی مریض کے نتھنوں پر موم اور تیل (قیروطی) لگائی

جائے تاکہ حدت میں نرمی پیدا ہو اور کبھی خفیف اشیاء مثلاً سکنجبین بزوری اور مری نبطی جیسی اشیاء سے غرغرہ کرائے مگر مبالغہ سے کام نہ لے۔ سر کو سخت دھوپ سخت سردی سے بچائے۔

ایسے سرطان کے علاج کے لئے بعض اگلے اطباء نے نرم حقنوں کی تجویز بھی پیش کی ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے بشرطیکہ بروقت اس کا استعمال کیا جائے۔ اس طرح بھی ایسے سرطان کا علاج ممکن ہے۔

اگر یہ ورم سرطان نہ ہو، بلکہ ورم "کثیرالارجل" جسے جالینوس نے، رگوں کی کثرت کی بناء پر اس مچھلی سے تشبیہ دی ہے جو زیادہ پروں والی ہوتی ہے۔ جالینوس نے اس کا یہ نام دو وجوہات کی بناء پر رکھا ہے۔ ایک یہ کہ یہ ورم انتہائی نرم وملائم ہوتا ہے جیسا کہ کثیرالارجل مچھلی جس کو "اربیان" کہتے ہیں نرم ونازک ہوتی ہے۔ دوسرا یہ کہ اس پر نکلنے والی رگیں سُرخ ہوتی ہیں جیسا کہ اس مچھلی کے پاؤں بھی لال لال ہوتے ہیں۔

یہی رگیں باریک اور ہری ہوں اور ورم سخت ہو تو سرطان ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ ورم وہ نہیں ہے جس کو اطباء حذاق "ناک کی بواسیر" اور کچھ دوسرے اطباء "ناک کا ناصور" کہتے ہیں کیوں کے اس کے ساتھ دوسرا ورم بھی اشتراک رکھتا ہے۔

یہ ورم دو حال سے خالی نہیں ہوگا متقرح ہوگا یا غیر متقرح غیر متقرح کا علاج یہ ہے کہ ہمارے نسخے کے مطابق مطبوخ افتیمون سے بدن کا، پھر حب الایارج سے سر کا استفراغ کرے، پھر عاقرقرحا، مویزرائی کا جھاگ اور رب انگور وغیرہ سے غرغرہ کرائے مریض کو تنجیر پیدا کرنے والی غذاؤں سے پرہیز کرائے۔ علاج کے بعد ورم کی کیفیت پر نظر رکھے اگر ورم علی حالہ باقی رہے تو اس کا علاج اس طریقے پر کرے جس کا ہم ابھی ذکر کریں گے اور اگر ورم تحلیل ہو جائے تو مذکورہ علاج کے سوا اور کوئی علاج نہ کرے کیوں کہ پرہیز کے ساتھ چند دن کے اندر پوری صحت ہو جائے گی۔ مختلف اوقات میں محلل ادویہ مثلاً مر اور رسوت کی تضمید کی جاسکتی ہے۔

اور اگر ورم علی حالہ باقی رہے تو بیرون اور اندرون سے حسب ذیل طلاء کیا جائے مرصافی ۳/۴ ۱ گرام، مردارسنگ ۱/۲ ۳ گرام ان دونوں ادویہ کو اچھی طرح کوٹ لیا جائے بعد ازاں لعاب اسبغول، لعاب تخم میتھی کو تھوڑے سے زیتون کے تیل میں خوب پکا لیا جائے بعد ازاں آگ سے اُتار کر مذکورہ کوٹی اور چھانی ہوئی ادویہ کو اس میں ڈال کر اچھی طرح پھینٹا جائے تاکہ ایک ہو جائیں۔ پھر رات دن ناک کے اندر اور باہر طلاء کیا جائے یہاں تک کہ ورم تحلیل ہو اور نرم پڑ جائے۔ جب نرم

پڑ جائے تو دوا اور فصد کے ذریعے استفراغ اور اصلاح غذا کے بعد اچھی طرح نشتر لگائے۔ اگر خون کالا گدلا نکلے تو مرض جاتا رہے گا اور اگر ورم ایسا ہو کہ اس سے خون سُرخ نکلے تو اس پر اندر اور باہر استفراغ، پرہیز اور اصلاح کے بعد، جونک لگا دے۔

طبیب کو چاہئے کہ امتلاء بدن کے وقت نشتر لگائے نہ جونک لگائے۔ اگر مذکورہ ضماد سے ورم تحلیل ہو کر نرم نہ پڑے اور اس کی سختی علی حالہ باقی رہے تو یہ نسخہ ـــــ استعمال کرے۔ ہالون سفید ۷ گرام، خربق ۲ گرام، ریشہ عرطنیثا ۳½ گرام، رسوت ۲ گرام (ان سے اون دھویا جاتا ہے۔)

ان تمام ادویہ کو ریشم کے کپڑے سے خوب کوٹ کر چھان لیا جائے پھر کسی قدر سرکہ میں ملا کر اندر سے طلا کیا جائے۔ بعد ازاں بحالت خشکی ہی مندرجہ ذیل دوا کا طلاء کیا جائے اس طرح کرنے سے دوا اس مقام پر تحلیل ہو جائے گی ایسا ہی کئی دفعہ پے در پے کرتا جائے اس سے ورم جاتا رہے گا۔ جب ورم پوری طرح جاتا رہے تو مندرجہ ذیل مرہم کا استعمال کرے۔

روغن زیتون ۱۷۵ گرام، مردارسنگ ۳۵ گرام، مردارسنگ کو خوب باریک پیس کر خوب پکایا جائے تا آنکہ ایک جان ہو جائے پھر ہاون دستہ میں ڈال کر تھوڑا سا سرکہ چھڑکے اور کوٹتا جائے، جب خشک ہو جائے پھر استعمال میں لائے یہ مرہم ایسے مقام پر لگانے کے لئے بہت عمدہ ہوتا ہے جہاں کی ہڈی نرم ہو اور وہاں زخم ہو جائے۔ اور اگر زخم خشک ہو تو اس کے لئے مندرجہ ذیل مرہم مناسب ہے۔

صاف کیا ہوا موم اور روغن بنفشہ آگ پر رکھ کر اس پر کسی قدر سفیدۂ رصاص جو آگ سے تیار کیا گیا ہو ڈال کر ہلائے پھر اس پر تھوڑا سا روغن زیتون ڈال کر ہلائے اور آگ سے اُتار لے۔ اور ہاون دستہ میں ڈال کر اس پر سرد پانی ڈال کر کوٹے تاکہ اس میں میل کچیل ہو تو نکل جائے اور جم جائے پھر اس میں سے پانی نکال لے اور تھوڑی سی انڈے کی پتلی سفیدی ڈال کر کوٹے تاکہ ایک جان ہو جائے پھر اس مقام پر لگائے اور اگر مقام تر اور پیپ بہہ رہا ہو تو پہلے مرہم میں تھوڑا سا گلنار اور کندر کا اضافہ کرے۔

بعض اطبائے سلف نے اس ورم کے سلسلے میں جب کہ سرطان نہ ہو کہا ہے کہ ایک لوہے (کے اوزار) سے اس کو جڑ سے نکال دیا جائے۔ اطباء مائین ـــــــــــــــــــــــــــــ

طباء کا ایک گروہ" مراد ہے) اس کو لوہے کے اوزار سے نکالنے کی جرأت نہیں کرتے، مبادا کہ ناک کی رگوں سے کوئی چیز مس کر جائے اور خون میں ملوث ہو، اس کو وہ "ہرشافی" یا "حرشا" کہتے ہیں۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ اس کو لوہے کی اوزار سے نکال دیا جائے اسے نکالنے کی جرأت کی جائے بہر کیف اس ورم کے معالج کا ماہر ہونا ضروری ہے تاکہ مریض ناک سے محروم نہ ہو جائے یا ناک کی نرم ہڈی میں سُوراخ نہ ہونے پائے۔
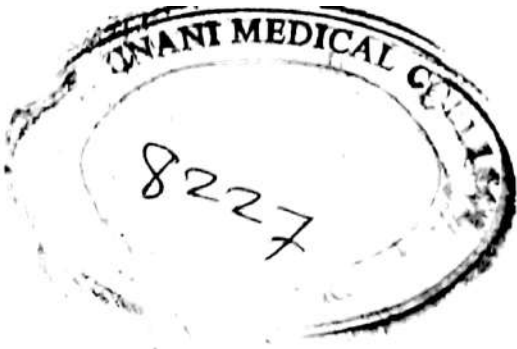
باب (۲)

ناک کی پھُنسیاں

ان میں مادہ پتھریلا ہوکر مسّوں کی صورت اختیار کر لیتا ہے یہ مرض، دماغ سے فاضل مواد کے اترنے سے پیدا ہوتا ہے، جب فاضل مواد بکثرت اترے اور بیمار کا علاج غلط طریقے پر کیا جائے تو اس میں غلظت پیدا ہو جاتی ہے جو مواد لطیف ہوتا ہے وہ سانس کی گرمی سے رقیق ہوکر تحلیل ہو جاتا ہے اور باقی مواد پتھر کے مانند سخت ہو جاتا ہے۔ یہی حال ہر اس مقام کا ہے جہاں گرمی اور پسینہ نکلے پھر فاضل مواد وہاں اکٹھا ہو جائے اور بیمار احتیاط سے کام نہ لے تو فاضل مواد میں غلظت پیدا ہو جاتی ہے، جو مواد رقیق ہوتا ہے وہ تو تحلیل ہو جاتا ہے اور مابقی پتھر کے مانند جم جاتا ہے۔ جیسے دونوں بغلوں اور دونوں داڑھوں کے نیچے نکلنے والی پھُنسیاں۔

اگر ناک کے اندر یہ صورتِ حال پیدا ہو اور مریض کے اندر امتلاء موجود ہو تو مندرجہ ذیل دوا سے استفراغ کرے۔

ایارج فیقرا ۳/۲ ۱ گرام، غاریقون ۱/۲ ۲ گرام، تربد ۱/۲ ۲ گرام، افسنتین ۱/۲ ۵ گرام گلسرخ ۲ گرام، مصطگی ۲ گرام، نانخواہ ۲ گرام، تخم کرفس ۲ گرام، صبر سقوطری، گرام الطاکی (سقمونیا) بھونا ہوا ۱/۲ ۳ گرام۔

ان تمام ادویہ کو باریک پیس کر برگ ترنج یا آبِ برگ بادرنجبویہ میں گوندھ کر گولیاں بنالی

جائیں۔اس کی مقدار خوراک ۹ گرام۔نیم گرم پانی کے ساتھ دس دن میں دو خوراک دوا استعمال کی جائے۔
اگر مریض کا مزاج تر ہو میفختج، مری نبطی خردل محلول اور اس جیسی چیزوں سے غرغرہ کرایا جائے اور سخت پرہیز میں رکھے۔ اگر مریض میں قوتِ برداشت ہو تو قیفال کی دونوں رگوں کی باضابطہ طور پر فصد کھولے اور ہمیشہ موم اور تیل پھنسیوں پر طلا کرے۔بعدازاں گرم پانی ناک میں چڑھائے، اگر پھنسیاں ختم ہو جائیں تو بہتر ہیں ورنہ ان پھنسیوں کو جو سخت ہو جائیں قطع کر کے مرہم لگائے کیوں کہ اگر ان کو جڑ سے نہ نکالا گیا تو ورم پیدا کر دیں گی۔ خاص طور پر اس صورت میں جب سر سے اترنے والا مواد وہاں جمع ہو جائے۔

ان پھنسیوں کو جراح نشتر لگا کر یا قطع کر کے نشتر کی نوک سے باہر نکال دیتے ہیں بشرطیکہ جراحی مداخلت صحیح طور پر کی جائے اور جب ان کو اچھا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کا بھی وہی علاج کرتے ہیں جو "ورم کثیر الارجل" کا کیا جاتا ہے۔

باب (۳)

ناک کا سُدّہ

گاڑھی لیسدار خلط کی وجہ سے ناک کے اندر سُدہ پیدا ہو جاتا ہے اور جم جاتا ہے جس کی وجہ سے
سوراخ بند ہو جاتا ہے یہ جم کر ایسا ہو جاتا ہے جیسے کوئی گوشت کا ٹکڑا یا غدود ہو یہ کیفیت بطون دماغ میں
غلیظ خلط کے جمع ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جو دماغ کے مزاج میں حرارت اور بخارات کے چڑھنے
کی وجہ سے وجود میں آتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اولاً مریض کے مزاج کا تمام قوانین کی روشنی میں جائزہ
لے۔ اگر بدن کا استفراغ ممکن ہو تو مطبوخ افتیمون سے استفراغ کرے پھر اس قدر مہلت دے جو دو
خوراک کے درمیان ضروری ہے اور سر کا استفراغ حب القوقایا حب ایارج یا حب صبر سے کرے
جو ہمارے نسخے کے مطابق بنائے گئے ہوں۔ پھر مویز عاقرقرحا اور خردل کو فتہ سے غرغرہ اور پھر حمام کرائے
گرم پانی بکثرت ناک میں چڑھائے اور اگر مادہ تہہ در تہہ جم جائے تو مر اور زعفران کے ذریعہ چھینک لائے
اس سے ناک کھل جائے گی پھر پرہیز کرائے۔ تبخیر پیدا کرنے والی غذاؤں اور لیسدار ثقیل غذاؤں سے
پرہیز کرائے کیوں کہ اگر پرہیز نہ کرے تو ایسا ہی برقرار رہے گا اگر سُدہ کھل جائے مگر کسی قدر لیسدار چیز
علی حالہ بہتی رہے تو آفتابہ کے پانی کا بپھارا لے۔ چاہے قیف والا ہو یا بغیر قیف کا ہو، جیسا کہ کتاب
کے شروع میں ہم "باب الزکام" میں بیان کر چکے ہیں اس طریقے سے بہنے والی ریزش بند ہو جائے گی
اگر اس کے بعد مریض کو کھانسی ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مادہ رقیق ہو کر سینہ

کی سمت اُتر گیا ہے ایسی صُورت میں شربت خشخاش اور شربت عناب لازمی طور پر دینا چاہیئے تاکہ کھانسی زائل ہوجائے۔ مریض کو کہے کہ وہ ہمیشہ ناک صاف کرتا رہے اور چھینکتا رہے کیوں شربت خشخاش کی وجہ سے مادہ کے اندر غلظت پیدا ہوجاتی ہے اس کو چھینک اور ناک میں پانی چڑھا کر صاف کر لینے سے دماغ کا تنقیہ ہوجاتا ہے۔

واضح رہے کہ ایک طبیب کو چاہیئے کہ اس ترتیب کو علاج کے سلسلے میں یاد رکھے کیوں کہ اگر موخر کو مقدم کردے گا تو نکسیر اور درد سر پیدا ہوجائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ مادہ رقیق ہونے اور راستہ کھُلنے سے پہلے مریض کو چھینک لانا، رگوں کو توڑنا دماغ کو ہلا دیتا ہے۔

بعض اوقات سُدّہ اخلاط کی غلظت اور لزوجت کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ راستہ کی تنگی اس کا سبب ہوتا ہے تھوڑی سی چیز سے بھی راستہ بند ہوجاتا ہے الّا یہ کہ وہ شئے کافی پتلی اور رقیق ہو۔ راستہ بند ہونے کا علاج یہ ہے کہ مریض کو دماغ کا تنقیہ کرے مزاج میں قوت برداشت ہو تو ایارج ٹھوڑی کے نیچے باندھے۔ اگر قوتِ برداشت نہ ہو تو نہار مُنہ سماق اور سعد چبائے۔ لازمی طور پر ثقیل غذاؤں کا پرہیز کرے۔ معدہ پُر ہونے کی حالت میں جماع سے بچے اور عُمدہ اوقات میں استفراغ کرتا رہے۔
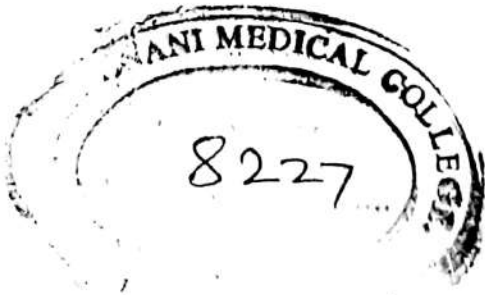
باب (۴)

وہ سُدّہ جو
گوشت یا مَسّہ کی وجہ سے پیدا ہو

کبھی ناک میں گوشت اور مَسّہ کے مانند کوئی چیز نکل آنے کی وجہ سے سخت سُدہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس سے بعض وقت زخم ہو جاتا ہے اور بعض وقت نہیں ہوتا۔ طبیب کو چاہیئے کہ اس کے اسباب کو تلاش کرے اور پہچانے اگر سرطان ہو تو کسی لوہے کے اوزار سے اس کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں، بلکہ سرطان کا علاج جیسا بیان کیا ہے اس طور پر کرے اور اگر سرطان نہ ہو بلکہ زائد گوشت ہو تو اس کو چھیل کر نکال دے۔ چھیل کر نکالنا جس کو "خرط" کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ ایک باریک دھاگہ لے کر اس کے ایک کنارے سے مضبوط بٹے ہوئے بال کا دھاگہ باندھ دے پھر وہ دھاگہ ناک میں ڈال کر اس کو تالو کے سوراخ سے مُنہ میں نکالے پھر آہستگی کے ساتھ کھینچے۔ جب بال کے دھاگے والا سِرا ناک کے اندر پہنچ جائے تو دونوں سروں کو ملا کر اس طرح دبائے کہ زائد گوشت کٹ کر علحدہ ہو جائے اور نکل آئے پھر حرکت دے کر بال نکال لے۔ سرکہ اور نمک سے تر کرکے ناک کی سُوراخ اتنی دیر رکھے کہ خُون بند ہو جائے پھر وہ مرہم لگائے جو سرکہ، گلنار، کُندر اور مُرداسنگ سے بنایا گیا ہو۔

مریض کو چاہیئے کہ ٹھنڈا پانی ناک میں نہ چڑھائے ثقیل غذاؤں سے پرہیز رکھے۔ رگ قیفال کی فصد کھولنا چاہیئے تاآنکہ زخم بھر جائے اور مریض تندرست ہو جائے۔

بعض دفعہ لوہے کے اوزار سے اس گوشت کو نکالا جاتا ہے جس سے جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ دھاگے سے خرط کیا جائے پھر مرہم سے علاج کیا جائے اب رہیں تیز اکال دوائیں تو ان کے استعمال کا یہ مقام نہیں ہے۔ کیوں کہ ایسی دوائیں دماغ کو گرم کر دیتی ہیں اور پردوں پر ورم لاتی ہیں۔

باب (۵)

ناک کی بواسیر

ناک کے اندر سانس کا راستہ تنگ ہو جانے کی وجہ سے بغیر کسی ورم کے یہ مرض لاحق ہو جاتا ہے جس سے ناک کے اندر کی رگیں سخت ہو جاتی ہیں اور سخت درد ہونے لگتا ہے اطباء اس مرض کو "بواسیر" کہتے ہیں کیوں کہ رگوں کے امتلاء اور شدت اور سانس کی نلی کی تنگی کی وجہ سے بعض اوقات سخت نکسیر پھوٹنے لگتی ہے گرمی کی وجہ سے طبیعت پر دباؤ پڑتا ہے ضرورت سے زیادہ خون نکلنے لگتا ہے جس سے کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور رنگ متغیر ہو جاتا ہے۔ اطباء اس مرض کو بشرطیکہ پہلے رگوں میں تناؤ اور سانس کی نالی میں تنگی محسوس ہو "بواسیر" اور اس سے نکلنے والے خون کو "دم البواسیر" کہتے ہیں ان کے نزدیک ناک اور مقعد سے نکلنے والے خونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ اولاً قلب مادہ کیا جائے اور مرض کو سمت مخالف کی طرف کھینچا جائے یہ کھینچنا جس کو جذب کہتے ہیں مریض میں قوتِ برداشت ہونے کی صورت میں فصد، پنڈلیوں پر پچھنہ آلہ حجامت (پچھنہ لگانے کا آلہ) پستانوں کے نیچے بغیر نشتر لگائے رکھ کر، پنڈلیوں کو باندھ کر قدموں کی مالش کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ ناک کی بہ نسبت خون کا مقعد کی رگوں سے نکلنا زیادہ بہتر اور مناسب ہوتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ناک کا مقام قلب اور دماغ سے قریب ہے۔

مادہ منقلب ہو یا نہ ہو مریض کی قوت طاقت پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ اگر استفراغ کی قوت موجود ہو تو، مطبوخ افتیمون کے ذریعے استفراغ کرے، غلیظ غذاؤں سے پرہیز کرائے اگر ممکن ہو تو مرغ کے چوزے بٹیر وغیرہ استعمال کرائے ورنہ بکری کے بچہ کا گوشت تیل میں بھون کر دے، بشرطیکہ مزاج میں قوت برداشت ہو، ورنہ نیمبرشت انڈوں کی زردی استعمال کرائے ایسے مریض کو کسی بھی قسم کے دودھ، مچھلی، مصالحہ دار گوشت اور شکار کے گوشت سے پرہیز کرانا چاہیئے —— یہ نکسیر بواسیری کا علاج ہے۔

اگر اس سے بھی خون بند نہ ہو تو سر پر سرد پانی ڈالنا چاہیئے یہاں تک کہ دماغ میں سردی محسوس ہونے لگے پھر سفیدہ خام کو سرکہ میں گرم کر کے پیشانی پر گاڑھا طلا کیا جائے بعض اطباء متقدمین نے سفیدہ کے بجائے حبس کا استعمال کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیوں کہ اس میں قبض شدید ہوتا ہے۔ تین مقامات دونوں پستانوں کے نیچے اور گردن کے پچھلے حصّہ کے گڑھے میں حجامت کرے اور دونوں پنڈلیوں کو باندھ دے اور دونوں پانوں کو گرم پانی میں رکھے ایسا کرنے سے یقیناً بلا شک خون بند ہو جائے گا۔

ناک کی بواسیر کے ساتھ نکسیر نہ ہونے کی صُورت میں جیسا کہ گزرا علاج یہ ہے کہ فصد کھولے مطبوخ افتیمون سے استفراغ کرے سر کا تنقیہ کرے اور غذا میں اصلاح کرے ان دونوں امراض میں جب تیزی اور دشواری پیدا ہو اور مزاج میں قوتِ برداشت ہو تو مریض کو روزانہ نہار پیٹ ۵ ۱/۲ گرام سے لے کر ۷ گرام اور ۱۰ ۱/۲ گرام تک حب مقل مریض کی قوت اور موانعات کے لحاظ سے دینا چاہیئے۔

باب (۶)

حد سے زیادہ نکسیر

نکسیر کے اسباب ، مذکورہ اسباب سے مختلف ہیں وہ یہ کہ دھوپ میں چلنے پھرنے کی وجہ سے دماغ کے مزاج میں گرمی پیدا ہوکر ناک کے اندر کی باریک رگیں پھٹ جاتی ہیں یا گرم لو کی وجہ سے یہ صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے ۔ لُو سے رگیں پھیل کر پھٹ جاتی ہیں ۔ خون کی حدت اور جگر اور عروق کے اندر خون میں جوش پیدا ہونے سے بھی ایسا ہوتا ہے کیوں کہ خون کے اندر جوش اور حدت پیدا ہو جاتی ہے تو رگیں ٹوٹ جاتی ہیں یہ کیفیت بعض اوقات مقعد میں اور آنتوں کے اندر بھی پیدا ہو جاتی ہے ۔ ٹوٹنے والی رگیں باریک شاخ درشاخ ہوں تو ایسی نکسیر کا بند کرنا آسان ہوتا ہے۔ دماغ کے مزاج کی تبرید اور مریض کو سرکہ اور کافور سنگھایا جائے تو خون بند ہو جاتا ہے اور اگر رگیں بڑی ہوں تو خون بند کرنے میں سخت دُشواری اور مشکل پیش آتی ہے خون کی کثرت بدن کے امتلاء کے اعتبار سے ہوتی ہے ۔

ان تمام صورتوں کا علاج قلت اور کثرت کے لحاظ سے ہوتا ہے پہلے نکسیر کا سبب معلوم کرکے اس کا ازالہ کرے اگر سبب یہ ہو کہ بحران کے طور پر خون نکلتا ہے تو مقررہ دنوں پہ برابر نکلتا رہے گا ۔ پھر مریض کے مزاج کا جائزہ لے اگر مزاج کے اندر تبدیلی واقع ہوئی ہے تو اس کے علاج کے وہی طریقے اختیار کرے جو گرم امراض کے علاج کے سلسلے میں اختیار کئے جاتے ہیں ۔

کم سے کم غذا دے غذا کی اصلاح کرے ۔ اگر نکسیر بحران کے طریقے پر نہیں ہے اور بیمار کے مزاج میں حدت ہے تو اس کا ازالہ کر کے مزاج کو اعتدال پر لائے مزاج کی برودت میں اضافہ کرتے ہوئے قیفال کی دونوں رگوں کی فصد کھولے۔ ہم نے نکسیر بواسیری کے باب میں جس دوا کا ذکر کیا ہے وہ ناک میں ڈالے دونوں بازوؤں اور پنڈلیوں کو باندھ دے اگر نکسیر بند ہو جائے تو فبہا، ورنہ دونوں پستانوں کے نیچے پچھنے لگائے مریض کو غذا میں ترش، کسیلی اور مزور غذائیں دے، اگر خون بند ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ مندرجہ ذیل حقنہ اور سعوط استعمال کرے ۔

لحیۃ التیس ایک مٹھا، برگ اسپغول ایک مٹھا، برگ بارتنگ ایک مٹھا۔

ان ادویہ کو خوب پکائے حتیٰ کہ گل جائیں۔ بعد ازاں رطل صغیر (۴۱۴ گرام) کی مقدار اس کا پانی لے کر اس میں روغن سرو ڈال دے جس کی مقدار ۳۵ گرام سے ۷۰ گرام تک ہو روغن سرو بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ روغن گلاب خالص میں کسی قدر جوزالسرو ڈال کر خوب پکائے اور جو روغن جمع ہو گا وہی روغن سرو ہے۔ سعوط کا نسخہ مندرجہ ذیل ہے ۔

ککڑی اور تلسی جنگلی کا پانی نکال کر ایک جگہ ملالے اور ۱۰ گرام کی مقدار ناک میں چڑھائے ۔

نکسیر کی تمام قسموں میں مذکورہ ادویہ یعنی قلقطار، قلقند، پھٹکری، چینی روشنائی سرکہ اور کافور کا استعمال کیا جا سکتا ہے ۔

میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ حکیم ابن سیار، سریشم ماہی کو جلا کر کوئلہ کے مانند کیا کرتا پھر اس میں اسی کے برابر کافور ملاتا اور سرکہ میں حل کر کے اس کی بتی بنا کر ناک کے سوراخ میں داخل کرتا اسی وقت نکسیر بند ہو جاتی۔

بعض اوقات جبکہ زمانہ گرمی کا ہوتا نکسیر زدہ مریض کو ٹھنڈے پانی میں بٹھاتا مقصد یہ ہوتا کہ بدن کو ٹھنڈا کیا جائے اور خون کے جوش کو تسکین پہنچائی جائے ۔

بعض اطبائے سابقین نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ زعفران کافور کے ساتھ پیس کر سرکہ میں گوندھ لیا جائے اور اس کا پھایہ بنا کر نکسیر کا مریض سونگھتا رہے اس سے فوراً نکسیر بند ہو جاتی ہے ۔

باب (۷)

شریانوں کی نکسیر

یہ نکسیر سر کی شریانوں میں سے کسی شریان کی رگ پھٹ پڑنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور زہریلے کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے کی وجہ سے بھی ایسا ہوتا ہے۔ سانپوں کی ایک قسم وہ ہے جس کے کاٹنے کی وجہ سے خون میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ اصفہان اور اہواز کے درمیان ایک مقام پر جو رباط کے نام سے مشہور ہے ایک نوجوان شخص کو ایک باریک خاکی رنگ کے سانپ نے کاٹ لیا اس نے کوئی توجہ نہ کی جب میں نے توجہ دلائی تو اس نے اس سانپ کو مار ڈالا اور اس کا سر جلا دیا، اور کاٹے ہوئے مقام پر باندھ دیا، وہ بہت دیر تک مذاق کرتا رہا اور کھیلتا رہا۔ پھر اسے کمزوری محسوس ہونے لگی اسے اونٹ پر سوار کیا گیا، رات ہوگئی، ہم نے اس وقت تک نہ کسی علاج کی جانب توجہ کی نہ اس کے لئے کوئی تریاق لایا گیا رات کے آخری تہائی حصے میں اسے نکسیر پھوٹی، قرمزی رنگ کا خون نکلنے لگا دوستوں میں سے ہر ایک نے کوشش کی کہ خون بند ہو جائے مگر بند نہ ہوا۔ مجھے معلوم تھا کہ خون بند کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہے جب صبح ہوئی اور آدھا دن گزر گیا تو شدت ختم ہوئی نکلنے والے خون کی کیفیت یہ تھی کہ اگر کوئی مکھی اس میں گر جاتی تو فوراً مر جاتی۔ میں نے قریہ والوں سے اس سانپ کے بارے میں دریافت کیا اور پوچھا کہ انھوں نے اس مقام پر کسی سانپ کے کاٹے ہوئے شخص کا علاج کیا ہے انھوں نے کہا کہ وہ لوگ ایسے سانپ کو خوب پہچانتے ہیں ایک سال پہلے

بھی اس طرح کا واقعہ گزر چکا ہے، ان کے ایک دو آدمیوں کو یہ سانپ کاٹ چکا ہے۔ اس کا علاج تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ سانپ کاٹے ہوئے شخص کو تین چار راتوں تک سونے نہ دیا جائے۔ پھر ایسے لوگوں کو خون آمیز پیشاب آتا ہے ــــ ان کا سبب وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جس طرح اگر بدن کے اندر فاضل مواد موجود ہو تو بخاروں کی ابتداء میں نیند نہیں آتی تاکہ فاضل مواد قوت پر حاوی نہ ہوجائے اور بدن میں پھیل نہ جائے۔ اسی طرح ایسے شخص کو بھی جسے سانپ نے ڈس لیا ہو نیند نہیں لگنی چاہیئے تاکہ زہر قوت پر حاوی نہ ہوجائے اور بدن میں پھیل نہ جائے، بس یہی وجہ ہوسکتی ہے ورنہ نیند سے منع کرنے کی اور کوئی وجہ نہیں ہے۔

بس اس قسم کی نکسیر کا علاج یہ ہے کہ جتنا زیادہ ہو سکے خون کو نکلنے دیا جائے پھر مریض کو تریاق کبیر ایک مثقال سے ڈیڑھ مثقال تک (۴½ گرام سے ۶¾ گرام) دو بار دیا جائے۔ ناک کے سوراخوں اور قلب پر طلاء کیا جائے اور سنگھایا جائے اور ایک گھنٹہ کے بعد گائے کی کھٹی چھاچھ ایک ایک گھونٹ پلائے اور ٹھنڈے میں بٹھائے۔ اگر مریض میں قوت برداشت ہو تو دونوں کنپٹیوں کی شریانوں کو داغ کے ذریعہ جڑ سے نکال دے اور ایک گھنٹے تک ٹھنڈے پانی میں بٹھادے۔ تیز سرکہ سے کلیاں کرائے۔ اگر نکسیر بند ہوجائے تو تریاق پلادے اور شریانوں کو کاٹ دے۔ ایسا کرنے سے مریض کے بچ جانے کی امید ہوتی ہے۔

مارگزیدہ کا علاج فصد سے بھی کیا جاتا ہے، اگر سانپ بدن کے اوپری حصے میں کاٹے تو "صافنین" اور اگر نچلے حصے میں کاٹے تو گھٹنے کے قریب فصد کھولے۔ مارگزیدہ کے ہاتھوں کی فصد اسی صورت میں کھولے جب سر میں سانپ نے کاٹا ہو۔

اسے تریاق، شربت حماض اترجی اور شربت ریباس پلائے، کھانے میں چوزوں کا شوربہ بغیر گوشت کے دینا چاہیئے۔ مرغی کی چربی اور چھاچھ ہمیشہ پلاتے رہنا چاہیئے۔ ڈسے ہوئے عضو کو کھٹی چھاچھ میں رکھے، اس لئے کہ چھاچھ کے اندر زہر کو جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ سانپ کاٹنے کے ساتھ ہی ڈسے ہوئے مقام کے اوپر عضو کو پوری مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ بعض اوقات ڈسے ہوئے مقام پر نشتر لگا کر اس کے اوپر محاجم رکھ دیئے جاتے ہیں جنھیں "بوقہ" کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ آلات، بوق (ایک قسم کا باجہ) جس میں منہ سے پھونکا جاتا ہے) کی شکل کے ہوتے ہیں، پھر کاٹے ہوئے مقام پر فربیون یا تریاق رکھ دیا جاتا ہے تاکہ گوشت بھرنے نہ دیا جائے اور فربیون زہر کو جذب کرے تریاق کے اندر زہر کو چوسنے اور باہر نکالنے

کی قوت موجود ہوتی ہے۔

بعض اوقات سانپ کاٹے کا علاج اس طرح کیا جاتا ہے کہ تمام بدن پر سرکہ اور گل ارمنی کی مالش کی جاتی ہے۔ بعض اطبا رمتقدمین نے ان لوگوں کی رائے کو غلیظ قرار دیا ہے جو بدن کو ایسی چیز سے طلا کرنے کا مشورہ دیتے ہیں جس سے مسامات بند ہو جائیں۔ یہ بات بعید بھی نہیں ہے کیوں کہ بدن پر اس کی مالش فاضل مواد کو دوسری جگہ منتقل کر دیتی ہے اور مسامات سے زیادہ وسیع تر راستہ ڈھونڈلیتی ہے، جو لوگ اس چیز کا رد کرتے ہیں ان کا قول بھی بعید نہیں ہے ہم اس جگہ سانپ اور بچھوؤں کے ڈسنے کا علاج مکمل طور پر بیان کرنا نہیں چاہیئے، کیوں کہ یہ بحث اپنے مقام پر تفصیل کے ساتھ آرہی ہے۔

کبھی وبائی امراض کے پھوٹ پڑنے سے بھی شریانوں کی نکسیر کا عارضہ لاحق ہوتا ہے۔ جو مرض "موطان" کا موجب ہوتا ہے۔ اس کا کوئی علاج نہیں کیوں کہ یہ مرض تمام اخلاط کے فساد اور تغیر کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے لہذا جو طبیب اس مرض کا علاج کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ وہ تبرید اور خون کی تسکین اور اصلاح کا طریقہ اپنائے اور اس مرض میں فصد اور اسہال کے طریقہ علاج پر عمل نہ کرے۔

امراض حادہ کے بحران کے وقت جو نکسیر جاری ہوتی ہے وہ محمود ہے بشرطیکہ بحران صحیح ہو اسی طرح اسہال اور قذاف کا حال ہے مگر ان میں سے جس کسی مرض میں بھی افراط پیدا ہو اس کو دور کرنا چاہیئے۔

باب (۸)

ناک کی بدبو

یہ مرض ناک میں دو چیزوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، ایک تو یہ کہ ناک کے اندر کوئی چیز سڑ اور بدبو پیدا ہو جائے یا یہ کہ عظم مشاشی کے اندر (جو ناک کے آخری حصے میں ہوتی ہے) رطوبت جمع ہو جائے۔ یہ ہڈی کھوکھلی ہوتی ہے مقدم الدماغ کے مزاج میں سخت گرمی کی وجہ سے یا معدے سے اُٹھنے والے گرم بخارات کی بناء پر اس رطوبت میں فساد پیدا ہو جاتا ہے جو تعفن کا باعث ہوتا ہے۔

پہلی قسم کا علاج یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو قیفال کی دونوں رگوں کی فصد کے ذریعے بدن کا استفراغ کیا جائے نیز ادویہ مسہلہ کے ذریعہ بدن کا اور حب القوقایا کے ذریعہ سر کا استفراغ کیا جا سکتا ہے۔ حب القوقایا میں صبر اور سقمونیا شامل کرنا چاہیئے تاکہ سر اور بدن کا تنقیہ ہو سکے۔ اگر زخم میں بدبو اور بدبو کے ساتھ ساتھ رطوبت موجود ہو تو قابض ادویہ کے ذریعہ رطوبت کو دور کرے جیسے گلنار دقاق کندر[1] وغیرہ بعدازاں "خشکریشہ" صاف کرنا چاہیئے (خشکریشہ ان چھلکوں کو کہتے ہیں جو زخم کے اوپر آجاتے ہیں) بعدازاں ناک کے اندر مندرجہ ذیل دوا پھونکی جائے جو "دوار الالف" کے نام سے مشہور ہے۔

خربق ـــــ، رائی ہموزن دونوں کو خوب پیس کر زخم پر طلاء کیا جائے تاکہ عفونت دور ہو اور

---

[1] کندر کے ریزے جو اس کے پسینے سے پہلے ہی صرف چھاننے سے الگ ہو جاتے ہیں۔

اس طرح طلاء کرتا رہے تاآنکہ زخم نرم اور لال ہو جائے پھر ایک میٹھا انار لے کر اس کو چھلکے اور گودے کے ساتھ کوٹ کر رس نکال لے اور اس میں ، گرام یا کسی قدر کم تانبہ کے چھلکے شامل کر کے اس قدر پکائے کہ جم جائے اور اس سے ناک کے جوف میں طلا کرے۔ اس سے مرض ٹھیک ہو جائے گا۔ مذکورہ دوا مواد کو چوس لے گی اگر اس سے بھی درست نہ ہو تو مندرجہ ذیل مرہم لگائے۔

قلقدیس ، قلقطار ، شب یمانی ، مرداسنگ ان تمام ادویہ کو ہموزن لے کر باریک پیس لیں بعدازاں اس کو موم اور زیتون سبز میں ملا لے اور تھوڑا سا پرانا سرکہ شامل کر لے اور اس سے زخم کا علاج کرے ۔۔۔ اگر اس سے بھی زخم ٹھیک نہ ہو تو مندرجہ ذیل ادویہ کا سعوط استعمال کرے۔

تانبہ کے چھلکے یا مس سوختہ ایک تنکار شب یمانی ایک جز، زعفران ایک جز قشار کندر ان ادویہ کو باریک پیس لیں پھر مریض کو چت لٹا کر سلائی کے ذریعہ ناک میں ڈال دے جیسا کہ جالینوس نے بتایا ہے۔

اگر مندرجہ بالا طریقہ سے کامیابی ہو تو بہتر ورنہ تنکار (ایک جز) کمیلہ (ایک جز) اور پھٹکری (توتیائے سبز) (ایک جز) لے کر باریک پیس لیں اور برگ ساذج ہندی نصف جز ڈال کر ان تمام ادویہ کو باریک پیس لیں اور ہمیشہ ناک کے اندر پھونکتے رہیں اس دوا سے لازمی طور پر زخم مندمل ہو جائیگا۔

مندرجہ بالا جو علاج مذکور ہوئے وہ ناک کی اس بدبو کے نہیں جو ناک کے اندر زخم کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو اور وہ بدبو جو عظم مشاشی (ناک کے آخری حصے کی ہڈی) میں رطوبت کے جم جانے اور اس کے تعفن کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو اس کا علاج یہ ہے کہ مطبوخ افتیمون کے ذریعہ مریض کا "عام استفراغ" کیا جائے بشرطیکہ مریض میں قوتِ برداشت ہو پھر صبر اور مصطگی والی دواؤں سے مریض کے سر کا "خاص استفراغ" کیا جائے مزاج کے مطابق معدہ کا تنقیہ کیا جائے جس سے فساد دور ہو سکے مریض کو ہمیشہ ناک صاف کرتے رہنے کی ہدایت کی جائے اور مندرجہ ذیل "سعوط" استعمال کرائیں۔

عصارہ پودینہ نہری ایک جز شراب کہنہ قابض پانچ جز ان دونوں کو اچھی طرح ناک میں چڑھائے یہاں تک کہ "موخر دماغ" کے اگلے حصے میں پہنچ جائے یہ وہی حصہ ہے جہاں قوت شامہ ہوتی ہے اس سے وہ بدبودار رطوبت ڈھل جائے گی پھر قلقطار ایک جز زاج کرمانی خالص ایک جز خربق نصف جز لے کر اچھی طرح پیس لے اور کئی مرتبہ ناک میں چڑھائے تاکہ ہڈی پاک صاف ہو جائے جب بو بند ہو جائے تو سمجھ لے کہ ہڈی کا تنقیہ ہو چکا ہے ۔۔۔ پھر سنبل الطیب ایک جز، قرنفل ربع جز ساذج ہندی نصف جز لے کر باریک پیس لے اور شراب کہنہ میں بسا کر سکھا لے پھر اس کو "آب انار" میں تر کرے جو چھلکے اور اندر کے گودے کے ساتھ نکالا گیا ہو اور خشک کر لے اسی طرح کئی دفعہ کرتا جائے تاآنکہ دوا کا مزہ کھٹا ہو جائے اور کڑواہٹ کی طرف مائل اور کچھ خوشبو بھی آنے لگے جب دوا کی یہ کیفیت ہو جائے تو ہمیشہ ہمیشہ استعمال میں رکھے

ہر تین دن میں ایک دفعہ ناک میں اس کا طلاء کرے اگر اس کی وجہ سے آنکھوں میں ہیجان اور سخت آشوب چشم پیدا ہونے لگے تو اس طریقہ علاج کو ترک کر دے اور آشوب چشم کا علاج شروع کرے تسکین مزاج دماغ کی طرف توجہ کرے جب سکون ہو جائے تو دیکھے کہ بخز (بدبو) دور ہو گئی یا نہیں اگر بدبو کا معاملہ مشکل ہو جائے تو مریض کے مزاج پر غور کرے اگر مزاج حالت طبعی پہ باقی ہے تو مندرجہ ذیل سعوط استعمال کرے

آب برگ پودینہ نہری ایک جُز، شراب کہنہ ایک جُز، آب برگ چوہا کنی ایک جز اونٹ کا پیشاب حسب ضرورت (کم از کم سات گرام)

مذکورہ تمام پانیوں کی مقدار جو ایک جز ہے وہ ۱۴۴ گرام ہونا چاہیئے پھر اس میں وہ دوا ڈالی جائے جس کو "ابوال الابل" کہتے ہیں اور دھوپ میں رکھدیا جائے یہاں تک کہ انگور کے گاڑھے شیرہ کے مانند ہو جائے پھر اس میں ۳½ گرام گندھک اور سات گرام مر اور سات گرام مصطگی ڈال کر دھوپ میں رکھدیا جائے اگر زیادہ بہنے لگے تو پھر نکسیر کا علاج کر کے خون بند کرنا چاہیئے ۔۔۔۔ یہ اس علاج کی موثر دوا ہے اگر زیادہ بہنے لگے تو پھر نکسیر کا علاج کر کے خون بند کرنا چاہیئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر مرض ہڈی کے اطراف تک پہنچ جائے اور وہاں عفونت پیدا ہو جائے تو قلیفیون کو شہد میں ملا کر بتی بنائے اور تھوڑا سا روغن گل ناک میں چڑھا کر یہ بتی ناک میں داخل کرے ۔ مریض کے دماغ کی گرمی کا لحاظ رکھے تاکہ سُرخی پیدا کر ہو کر عقل میں فتور پیدا نہو ۔۔۔ اگر کسی قدر حدت پیدا ہو تو روغن گل، روغن بنفشہ لڑکی والی عورت کا دودھ، آب کدو، آب بید سادہ وغیرہ ناک میں چڑھائے جو دماغ کے مزاج کی گرمی دور کر کے سکون بخشتے ہیں اور اگر بدن کا مزاج گرم ہو جائے تو اس کا بھی علاج کرنا چاہیئے تاآنکہ سکون حاصل ہو۔

باب (۹)

خشم یعنی قوت شامہ کا فقدان

یہ مرض کبھی کسی ظاہری سبب کی بنار پر پیدا ہوتا ہے یا پیدائشی ہوتا ہے۔ خشم کا مطلب یہ ہے کہ ہے کہ مریض بوسونگھ نہ سکے اگر کوئی شخص پیدائشی طور پر "اخشم" ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں کیوں کہ دماغ کا وہ جز جس کے اندر قوت شامہ ہوتی ہے فاسد ہوتا ہے اور آلہ جس سے قوت شامہ تکمیل پاتی ہے چھوٹا بند اور خراب ہوتا ہے یہ مرض پیدائشی گونگے پن اور بہرے پن کے مانند ہے۔

اگر کسی ظاہری سبب کی بنار پر قوت شامہ زائل ہوئی ہو تو غور کرنا چاہئے کہ آیا یہ مرض برسام اور سرسام حار کے بعد پیدا ہوا ہے اگر ایسا ہے تو اس کے علاج میں ترطیب کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے استفراغ ترک کرنا چاہیئے اور دماغ کے مزاج کی تعدیل کرنی چاہیئے خاص طور پر اس صورت میں جب کہ اس کے ساتھ قاروے میں حدت ہو۔ اس صورت میں علاج یہ ہے کہ مریض کو گرم غذاؤں سے پرہیز کرائے جیسے شہد اور کالی مرچ اور اس جیسی چیزیں ایسے مریض کو مرغ کے چوزے، وغیرہ پرندوں کا گوشت دینا چاہیئے کیوں کہ یہ ان کے لئے بہترین معتدل غذا ہے اگر ایسی چیزیں دستیاب نہ ہوں تو پھر ماش، یا لک کبھی سرکہ شکر کے ساتھ اور روغن بادام کا استعمال کرائے اگر موسم بہار ہو تو روغن بادام کے ساتھ ماء الجبن پلائے اور کبھی سکنجبین کے ساتھ استعمال کرائے کیوں کہ ماء الجبن سے اکثر وبیشتر وہ قوت بحال ہو جاتی ہے جو منقطع ہو گئی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ طبیعت کی محافظ ادویہ بھی بڑھا دینی چاہئیں جیسے تخم چولائی تخم حماض (طباشیر)،

طبس ، قرط ، طراشیت وغیرہ اس میں ضرورت کے مطابق کمی بیشی کی جاسکتی ہے جب مریض کا مزاج اعتدال پر آجائے تو اگر ہو لڑکی والی عورت کا دودھ ناک میں ڈالنا چاہیئے (شیر دختر) ناک میں ڈالنا چاہیئے روغن کدو ، روغن بنفشہ بھی ڈال سکتے ہیں کیوں کہ یہ چیزیں ان اعصاب کے لئے نفع بخش ہیں جن میں امراض حادہ کے بعد فساد پیدا ہوجاتا ہے۔ ہاں البتہ اگر مریض بچہ ہو تو بعض وقت وہ خود بخود تندرست اور صحت مند ہوجاتا ہے۔

اگر سبب مذکورہ امراض حاد کے بعد پیدا نہیں ہوا بلکہ کھانے پینے میں سوء تدبیر اور غلطی کی بناء پر یا بدن کے امتلاء کی وجہ سے راستے بند ہوگئے ہوں اور غلیظ رطوبتوں کی وجہ سے آلہ کے اندر فساد رونما ہوا ہو تو کھانے پینے کے اندر تبدیلی لانی چاہیئے مزاج کے موافق غذائیں استعمال کرانی چاہیں ہم نے شدہ کے بیان میں جن ادویہ کا ذکر کیا ہے ان سے استفراغ کرنا چاہیئے غرغرے اور سعوطات وغیرہ جن کا ذکر ہوچکا ہے وہ سب کام میں لانا چاہیئے۔

باب (۱۰)

قوتِ شامّہ کا فساد

یہ مرض مختلف وجوہات کی بنا پر پیدا ہوتا ہے اس کے مختلف اسباب ہیں جن میں سے اکثر و بیشتر کو ذکر ہو چکا ہے ہم یہاں ایک نادر الوجود قسم کا ذکر کریں گے۔ وہ یہ ہے کہ بعض وقت قوت شامہ کو تمام قسم کی خوشبو ایک جیسی معلوم ہوتی ہے یا کبھی ایک ہی خوشبو میں مختلف خوشبوؤں جیسی بو کا احساس ہوتا ہے اگر مریض کو ایک ہی خوشبو والی چیز سے مختلف خوشبو آنے لگے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مقدم دماغ کے مزاج میں مختلف مواد کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا ہے اختلاف مواد کی بنا پر ہی اس کو مختلف اشیاء کی بو آ رہی ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ مریض کے مقابل اجزاء سے دماغ کا تنقیہ کیا جائے معدے کا تنقیہ بھی ہو پرہیز کا التزام رکھے اور ایسی غذائیں استعمال کرے جن سے تبخیر پیدا نہ ہو دماغ کے مزاج کی تعدیل کے لئے سعوط کا استعمال کرے لاحق ہونے والے سبب کو دور کرے مریض زیادہ سے زیادہ چھینکنے کی کوشش کرے۔

اور اگر مختلف قسم کی خوشبو ایک جیسی معلوم ہو تو ایسی صورت میں یہ غور کرے کہ آیا محسوس ہونے والی خوشبو مرض ہی کی موجب ہے؟ اگر ہے تو اس سبب کا علاج کرے مثال کے طور پر اگر مختلف اشیاء سے صرف کالی مرچ کی یا سنبل کی بو آ رہی ہے یا اس جیسی چیزوں کی بو کا احساس ہو رہا ہے تو سمجھ لیا جائے کہ اس کا سبب فاعل سبب حار ہے جیسے اخلاط کا احتراق یا صفراء کی حدت یا خون کا صفرا سے متغیر ہو جانا۔

اگر عفونت کی بو محسوس ہو جیسے مٹی یا کیچڑ کی بو تو سمجھ لیا جائے کہ اس کا سبب فاعلی دماغ کے مزاج کی عفونت ہے لہذا سبب کے اعتبار سے علاج، پرہیز، سعوط وغیرہ ہونا چاہئے

اس مقام پر میں دوبارہ علاج کا ذکر کرنا نہیں چاہتا کیوں کہ سر کے استفراغ کا ذکر اور دماغ کے مزاج کی تعدیل کا بیان اور اس کی تمام صورتیں قبل ازیں گزر چکی ہیں۔ جب کسی مرض کا سبب فاعلی معلوم ہو جائے تو اس کے بالمقابل ادویہ کے ذریعہ مذکورہ دواؤں میں سے جو دوا مناسب ہو استعمال میں لائیے۔

باب (۱۱)

ناک کا وہ مرض
جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں

اس مرض میں ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص سرد ہوا ناک کے اندر کھینچے تو سخت قسم کی جلن ہوتی ہے جو دماغ تک پہنچتی ہے اور آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں بعض دفعہ بغیر سرد ہوا میں سانس لئے بھی یہی حالت پائی جاتی ہے۔ یہ صورتِ حال اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مریض کے سر سے تیز بخارات تحلیل ہو رہے ہیں کیوں کہ بطون دماغ میں تیز رسنے والے اخلاط جمع ہو چکے ہیں جب یہ بخارات سرد ہو جائیں تو ناک کے اندر جم جاتے ہیں اور اس سے سخت جلن اور احتراق شروع ہو جاتا ہے۔

اگر کسی کو زکام ہو جائے اور اس کے نتھنے میں احتراق پیدا ہو گرمی سے جلنے لگے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رقیق تیز فاضل مواد جو زکام کے شروع میں بہنے لگتا ہے جمنے لگا ہے کیوں کہ ایسے ہی اخلاط بطون دماغ میں مجتمع رہتے ہیں جب سردی کی وجہ سے سر کے مسام بند ہو جاتے ہیں اور بخارات میں انعکاس پیدا ہوتا ہے تو یہی بخارات نتھنوں سے جاری ہو جاتے ہیں جس میں حریف اور تیز اخلاط شامل ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مجاری میں جلن پیدا ہو جاتی ہے۔ میں نے اس کی تشریح اس لئے بیان کی تاکہ دونوں مقامات کا سبب معلوم ہو جائے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ ماکول اور مشروب کے ذریعے بدن کے مزاج میں تعدیل پیدا کی جائے اگر مریض میں قوت برداشت ہو تو اس خلط کو استفراغ کے ذریعے خارج کر دیا جائے اور مریض کمزور ہو

یا موسم پورے استفراغ کی اجازت نہ دے تو مریض کو خوبانی کا خیساندہ پلانا چاہیئے اس کے اخلاط میں ایسی اشیاء کا اضافہ کرنا چاہیئے جو ان حریف اور لذاع اخلاط کے بالمقابل ہوں کیوں کہ خیساندے سے آہستہ آہستہ بمہلت استفراغ ہوتا ہے اور اعضاء کے مزاج کی تبدیلی عمل میں آتی ہے۔ یہ خیساندہ حارمزاج والے اور جگر کے مریضوں کو پلایا جاتا ہے جس سے خون کا مزاج تبدیل ہو جاتا ہے اس کا ذکر سر کی بیماریوں کے بیان میں گزر چکا ہے۔

باب (۱۲)

ناک کا ٹوٹ جانا

یہ کیفیت تصادم، گرنے یا کسی چیز کے ناک پر پڑنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ بعض دفعہ اخلاط کی حدت اور فساد کی بنار پر یہ کیفیت جذام کی ابتدار میں رونما ہوتی ہے آخرالذکر کو ہم جذام کے بیان میں تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے اول الذکر کی کئی ایک صورتیں ہیں ایک یہ ہے کہ اس کی وجہ سے ناک میں استرخار پیدا ہو جاتا ہے یا ناک کی نرم ہڈی جو ناک کو سہارا دیتی ہے ٹوٹ جاتی ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ قیفال کی فصد کھولی جائے اور پرہیز کیا جائے ناک کے اندر وہ آلہ داخل کیا جائے جس کو "منشال"، کہتے ہیں یہ[1] "منقاص"، کے مشابہ ہوتا ہے جس کو ہاتھ سے دبا کر چھوڑ دیا جائے پھول جاتا ہے اس کو ہاتھ سے دبا کر ناک کے اندر رکھا جائے اور چھوڑ دیا جائے تو ناک کے نتھنے پھول جائیں گے اور ان کا انضمام دور ہو جائے گا پھر اس سے ناک صاف کر کے ہاتھ پھیرا جائے اور دونوں ہاتھوں سے دبایا جائے تاکہ اپنی اصلی حالت پر آجائے پھر کچھ دیر کے بعد ناک کی شکل کا ایک کپڑے کا ٹکڑا یا کاغذ کاٹ لے اور اس پر صبر، مغاث، اقاقیا اور مر کو لعاب تخم بارتنگ میں ملا کر گرم کر کے اس پر لگائے اور ناک پر چپکا دے تین دن تک ویسا ہی رہنے دے، بعد ازاں آہستہ

---

[1] اصل میں ایسا ہی ہے غالباً صحیح لفظ "مقناص" ہے ——— مترجم

سے نکالے پھر ایسا ہی کرے اگر ہشم (یعنی ناک کی کسر) دور ہوکر ناک سیدھی ہو جائے تو فبہا ورنہ ناک کے نتھنوں میں سلائی کے مانند دو کاڑیاں رکھ کر خالی حصّے کو آہستگی کے ساتھ بھر دے اور دونوں کناروں سے سریشں کے ذریعہ یا مذکورہ نشاستہ کے ذریعہ چپکا دے اور مذکورہ طریقہ پر طلے ہوئے کپڑے کے ٹکڑے کو ناک کے اُوپر لگا دے ہر تین دن میں ایک بار ناک میں بھری ہوئی اشیاء نکالتا رہے تاکہ سڑنے نہ پائیں یہ عمل مرض کے دور ہونے تک جاری رکھنا چاہیئے۔

اگر ہشم اور کسر خفیف سا ہو تو سلائی کا داخل کرنا اور ناک اُوپر اٹھا کر مذکورہ ادویہ کو ناک کی سائز کے طلے ہوئے کاغذ پر لگا کر حسبِ مذکورہ بالا عمل کرنا کافی ہے۔ بعد ازاں قیفال کی دونوں رگوں کی فصد کھولے، ثقیل غذاء سے پرہیز کرائے اور کافی حفاظت و نگہداشت سے کام لے تاکہ صحت میں تاخیر نہ ہونے پائے۔

یہ مذکورہ تمام علاج اس صورت میں ہے جب کہ کسر اور ہشم ناک کی نرم ہڈی میں ہو لیکن اگر ناک کی نرم ہڈی تحلیل ہوکر ناک کے آخری حصّے والی سخت ہڈی سے علیحدہ ہو جائے تو بہت کم اپنی اصلی حالت پر آسکتی ہے اور بہت کم علیحدگی کے بعد جُڑ سکتی ہے اس کا علاج وہی ہے جو مذکور ہوا، درست بھی ہو جائے تو وہ مقام جہاں غضروف (نرم ہڈی) اور عظم (مضبوط ہڈی) ایک دوسرے سے ملتے ہیں دب جاتا ہے لہٰذا طبیب کو اس کے علاج میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ ایسا نہ ہونے پائے اس کے لئے طریقہ یہ ہے کہ ناک کھینچکر سر کی طرف باندھ دی جائے پھر مذکورہ طریقے سے سلائی یا منشال داخل کر کے اس کے اوپر ادویہ مذکورہ لگا کر اول سے آخر تک کاغذ کا کٹا ہوا ایک ٹکڑا چپکا دیا جائے۔

اگر غضروف ناک سے علیحدہ نہ ہوا ہو تو کاغذ ناک کے دونوں کناروں پر عرض میں لگا دیا جائے کیوں کہ یہاں طول میں لگانے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ غضروف کا اوپر کی ہڈی سے اتصال باقی ہے اور ناک کا بانسہ ٹوٹا نہیں ہے اور ناک کا جو حصّہ دبا ہوا ہے وہ تھوڑا سا ہے۔

ناک کے امراض کا بیان ختم ہوا۔ اب ہم کان کے امراض کا ذکر کریں گے۔

باب (۱۳)

کان کے امراض

اور معجون "تریاق الاذن"

کان کے امراض زیادہ ہیں جو ایک دوسرے سے مشابہ ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کی دوائیں بھی مختلف اور قسمیں بھی بہت ہیں۔ متقدمین میں سے کوئی طبیب ایسا نظر نہیں آیا جس نے کان کے امراض کو تفصیل سے بیان کیا ہو ان کی کما حقہ تعریف کی ہو اور ان کی دواؤں کو ترتیب وار کما حقہ بیان کیا ہو ہاں البتہ حکیم ابو ماہر نے اس کی دواؤں کو ترتیب وار کما حقہ بیان کیا ہے۔ حرّان میں اس کو ایک معجون کا نسخہ ملا جس کو بعض فلاسفہ نے تیار کیا تھا اور جس کا نام اس نے "تریاق الاذن" رکھا۔ اس نسخہ میں کان کے سرد اور گرم امراض سے نفع بخشنے والی تمام ادویہ شامل ہیں، نیز ورم، زخم، ثقل، سماعت، کان سے پیپ آنا، حاسہ سماعت کا مکدر ہونا، کان کے مواد کی تحلیل اور صفائی سب کے لئے یہ معجون مُفید ہے۔ کان کے درد کے ازالے کے لئے بھی وہ اس معجون کو استعمال کرتا تھا اس تریاق کو وہ مرض کی مناسبت سے بعض ادویہ کے ساتھ حل کر کے ملا کر طلاء کرتا اور ثقل سماعت، کان کی گونج وغیرہ کی صورت میں بعض موزوں ادویہ کے ساتھ اس تریاق کو ملا کر ایک بتی میں لت پت کرتا اور کان کے سوراخ میں داخل کرتا بخدا یہ معجون حقیقت میں تریاق ہے اور ہم زمانہ دراز سے اس کا تجربہ کرتے آرہے ہیں اس کے حسن تاثیر اور کثیر المنفعت ہونے سے خوب واقف ہیں تم کو یقین کرنے کے لئے یہ بات کافی ہوگی کہ میں نے خود ابو ماہر کو دیکھا کہ اس نے خنازیر پر اس معجون کے طلاء کرنے کا حکم دیا یہ ورم کان کی

قریب آچکا تھا چنانچہ تقریباً وہ تحلیل ہوگیا۔ ہم اس کو یہاں ذکر کریں گے۔ جب ایک ایک مرض کا ذکر آئے گا اور اس تریاق کے ذریعہ اس کا علاج بیان ہوگا تو اس کے فوائد سے قارئین واقف ہوسکیں گے۔

نسخہ تریاق الاذن

پیاز دشتی کلاں ۳۵ گرام، زیتون کے تیل میں اس قدر پکائیں کہ گل جائے پھر اس کو مل کر رکھ لے۔ بیخ سوسن ـــــ ۱۰½ گرام، سنبل الطیب ۱۰½ گرام، اسقوردیون ۱۰½ گرام، مرچ سفید ۲۴½ گرام، لگدی پیاز ۳۵ گرام، شراب میں اس قدر پکائیں کہ گل جائے پیہ (چربی) ثعلب ہر ایک ۷۰ گرام ان دونوں کو ایک جگہ خوب پکا کر رکھ لیا جائے افلونیا رومی ۵.۱۰ گرام۔ جند بیدستر ۱۷½ گرام۔ افیون مصری ۲۴½ گرام کے ساتھ انگور کے گاڑھے شیرہ میں گوندھ لیا جائے اور ویسے ہی چھوڑ دیا جائے تا آنکہ سُرخ ہو جائے لحم ابن عرس (گوشت نیولا) ۲½ گرام، بلورہ سفید ۱۰½ گرام، کبابہ ۳۵ گرام بورہ سُرخ ۳۵ گرام، کندش، زراوند طویل ہر ایک ۱۷½ گرام، خربق سیاہ، دارچینی سلیخہ ہر ایک ۱۷½ گرام، خاکستر کثروم (عقرب) ۱۷½ گرام، حجر الیہود ۱۷½ گرام جعدہ ہر ایک ۲۴½ گرام، شیاف ماماثا ۷۰ گرام، شیاف ابیض جو عنزروت سے بنایا گیا اور گدھی کے دودھ میں بسایا گیا ہو ۳۵ گرام، مر ۱۷½ گرام، خبث الحدید جو کوٹ کر سرکہ میں ملا لیا گیا ہو اور کئی دنوں تک دھوپ میں رکھا گیا ہو ۷۰ گرام، کندر ۳۵ گرام نطرون ۱۷½ گرام زعفران خالص ۵۰ گرام، بادام تلخ ۳۵ گرام، پتہ بیل ۷۰ گرام عصارہ گندنا خشک ۷۰ گرام، رسوت ۷۰ گرام، بہروزہ ۵۲½ گرام، نمک اندرانی ۱۷½ گرام مس سوختہ، خاکستر مس ان گھروں میں پائی جاتی ہے جہاں تانبا پگھلایا جاتا ہے) پوست انار اور میٹھے اور کھٹے انار کا گودا کوٹ کر ایک ہانڈی میں ڈال دے اس کے ساتھ تانبہ کی مذکورہ اشیاء ڈال کر اس قدر پکائے کہ چربی اور پوست گل کر جم جائیں ـــــ پھر ۷۰ گرام مازوئے سبز کو شراب میں اتنا پکائے کہ گل جائے، ترمس ۳۵ گرام، سقمونیا ۱۷½ گرام برگ علیق اور برگ آزاد درخت خشک ہر ایک ۱۷½ گرام، شب یمانی بریاں اور غیر بریاں ہر ایک ۱۰½ گرام، ہڑتال سُرخ ۱۰½ گرام، برگ سداب خشک ۱۷½ گرام برگ غار اور حب غار ہر ایک ۱۰½ گرام، شحم حنظل ۱۰½ گرام وہ سمکہ جس کو سلاقی کہتے ہیں یہ اگر دستیاب نہ ہو تو خاکستر جدی ۱۰½ گرام، خاکستر ملزون ۳۵ گرام زوفا (خشک صعتر فارسی، بادیان ہر ایک ۱۰½ گرام زنگار جس کو شراب کے ذریعہ نکالا جائے اس کا طریقہ یہ ہے کہ شراب کو تانبے کے برتنوں پر چھڑکا جائے اور کسی پوشیدہ مقام پر رکھ دیا جائے جب جم جائے تو کھرچ کر نکال لے ۱۰½ گرام قلقیت ۳۵ گرام، عصارہ حصرم خشک ۳۵ گرام، عصارہ سناد

عصارہ قثاد الحمار ہر ایک ۱۰ ۱/۲ گرام برگ سنبھالو اور اس کے بیج ہر ایک ۱۷ ۱/۲ گرام، رووس العضایات جو نمک اور سرکہ میں بھگوئے جائیں اور خشک کئے جائیں ۱۲۵ گرام، وہ کیڑے جو دیواروں کی بنیادوں اور مرطوب مقامات پر پائے جاتے ہیں اور ان کے بہت زیادہ پانوں ہوتے ہیں کوئی چیز ان کو چھو لے تو گول بن جاتے ہیں اور اس کی ایک قسم تھوڑی سی لانبی ہوتی ہے اس کے اندر گول بن جانے کی صلاحیت نہیں ہوتی ان کو جمع کر کے سکھا لیا جائے ۳۵ گرام، افسنتین رومی کو سمندر کے پانی میں پکا لیا جائے تاآنکہ گل جائے ۷۰ گرام، سلخ الحیتہ (کینچلی) بہتر سیاہ ناگ سانپ کی کینچلی ہوتی ہے اس کو کئی بار سرکہ سے دھو کر سکھا لیا جائے ۱۷ ۱/۲ گرام، برگ انبر حبس کو کوٹنے کے بعد روغن غار میں پکا لیا جائے ۳۵ گرام، جنگلی اونٹ، سور (خنزیر) اور بیل کا پیشاب ہر ایک ۱۷ ۱/۲ گرام، خاکستر انجیر سیاہ ۳۵ گرام، تخم ترب، پوست بیخ کبر بشرطیکہ دستیاب ہوں ہر ایک ۱۷ ۱/۲ گرام، شہد انج مصری جس کو چھلکا نکالنے کے بعد سرکہ میں پکا لیا جائے پھر عورت کے دودھ میں پکایا جائے ۳۵ گرام، صمغ بطم ۱۷ ۱/۲ گرام، گیرو ۱۷ ۱/۲ گرام، ہلیلہ ۷۰ گرام، تخم حنا اور اس کی راکھ ہر ایک ۱۷ ۱/۲ گرام، تنکار ۳۵ گرام، خاکستر زجاج شامی اس کو زفت رطب کے ساتھ جلایا جائے تاآنکہ یہ زفت رطب جل کر راکھ ہو جائیں ۳۵ گرام۔

ان تمام اشیاء کو باریک پیس لیں اور سیال اشیاء کو اس کے اندر ملا لیا جائے اس طرح مذکورہ چربیاں بھی اس کے اندر شامل کر لی جائیں بعد ازاں شہد سفید مصفی ملا کر گاڑھا کر لیا جائے۔

باب (۱۴)

کان کا وہ مرض جو غلیظ سرد ہوا سے پیدا ہوتا ہے اور پردہ صماخ میں رک کر سخت درد پیدا کرتا ہے

یہ مرض غلیظ بخارات کی وجہ سے جو معدے سے دماغ اور کانوں کی طرف چڑھتے ہیں یا بھاری سرد ہوا کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جس سے سر کے فضول مادے کانوں کے سوراخوں میں جم جاتے ہیں کبھی یہ مرض سرد ہوا میں چلنے پھرنے کی وجہ سے ہو جاتا ہے، بعض دفعہ سر پر سرد پانی ڈالنے اور سرد پانی میں ڈبکی لگانے سے بھی رونما ہوتا ہے بعض اوقات سرد دوائیں مثلاً افیون، کافور وغیرہ کان میں ڈالنے کی وجہ سے بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

جو مرض معدے سے غلیظ بخارات کے چڑھنے کی وجہ سے پیدا ہو اس کی علامت یہ ہے کہ کان کے درد کے ساتھ ساتھ متلی ہوگی اور منہ میں پانی بھر آئے گا اور تھوڑا سا درد محسوس ہوگا سر پر گرم پانی ڈالنے سے آرام معلوم ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بدن کا عام استفراغ کیا جائے بشرطیکہ قوت ساتھ دے اور موسم موافق ہو یہ استفراغ ایسی ادویہ سے ہونا چاہئے جس سے معدہ اور سر اور تمام اعضاء کا تنقیہ ہو اس کا نسخہ حسب ذیل ہے۔

ایارج فیقرا ۲ گرام سے کچھ زیادہ، افسنتین ۲ گرام سے کچھ زیادہ تخم کرفس اور بادیان (ہر ایک نصف درہم یعنی ۲ گرام سے کچھ کم) ما میران چینی ۲۴/۱ گرام، عصارہ سوس ۲/۳ ۱ گرام، زنجبیل اور مرچ سفید ہر ایک ہر ۲۴/۱ گرام سقمونیا انطاکی مشوی جو زعفران کے ساتھ بھی میں یا لونگ، با بچھڑے کے

ساتھ بھونی گئی ہو ۵۰۰ ملی گرام ــــ ان تمام ادویہ کو جن کی مقدار ۱۴ گرام خشک ہوتی ہے خوب باریک پیس لیا جائے اور اس کو دو حصے کر کے اُبلے ہوئے آب مرزنجوش میں گوندھ لیا جائے اور چھوٹے چھوٹے حبوب بنا لئے جائیں اس کا نصف حصہ، پانچ دنوں کے پرہیز کے بعد آب نخود کے ساتھ کھلا دے، چنے میں تھوڑا سا پودینہ پکا کر نکالا جائے تین دن کے وقفہ سے مابقی دوسرے حصے کو استعمال کرائے اس مرض میں شروع میں ہی فصد نہ کھولے اگر ایسا ہوا تو اس سے "سرسام بارد" کا عارضہ لاحق ہو جائے گا۔

اس مرض کی ابتداء میں جو چیز بہت زیادہ نفع بخش ہے اور فوراً مرض کا ازالہ کرتی ہے اس کا نسخہ حسب ذیل ہے۔

روغن خیری اور روغن یاسمین میں مندرجہ ذیل ادویہ کو پکالے۔

لب بلبوس (ایک قسم کی پیاز) یہ جنگلی پیاز کی ایک چھوٹی قسم ہے اگر یہ دستیاب نہ ہو تو لب عنصل بریاں ۲/۱ ۱ گرام، اسقوردیون ۲۴، ۱ گرام، مرچ سفید ۵۱۲ ملی گرام برگ گاؤ چشم ۲/۱ ۳ گرام تخم سداب ۲۴، ۱ گرام، بابونہ ۲/۱ ۱ گرام ــــ ان تمام ادویہ کو مذکورہ دونوں روغنوں میں اس قدر پکا لیا جائے کہ گاڑھا ہو کر ان ادویہ کی قوت جذب کرلے پھر اس کو صاف کر کے اس روغن کا ایک جز لیا جائے اور روغن ناردین کا ایک جز لیا جائے جو قرابادین کے ہمارے نسخے کے مطابق تیار کیا گیا ہو پھر ایک بتی کو جس کا سرا باریک ہو ان دونوں روغنوں میں ڈبو کر کان کے سوراخ کے اندر داخل کیا جائے اور تمام دن اس طرح رہنے دیا جائے پھر رات میں دوسری بتی تر کر کے کان میں رکھے اور درد والے کان کے بل سو جائے اگر یہ ممکن نہ ہو تو پیٹھ پر چت لیٹے۔

اس مرض کا علاج یہ بھی ہے کہ تریاق کا استعمال کرے مگر پہلے مندرجہ ذیل نسخہ کے مطابق غرغرہ کرے۔

صعتر فارسی اور بستانی ہر ایک ۲/۱ ۳ گرام، کزمازج (مائیں)، عاقرقرحا ہر ایک ۲/۱ ۱ گرام ان دونوں کو خوب پیس لیا جائے اور میفختج یا مری نبطی کے ساتھ گرم کر کے صبح نہار منہ دوبار یا تین بار غرغرہ کرے بعد ازاں تریاق بمقدار دو دانق یعنی ۲۴ ۱۰ گرام لے کر آب مرزنجوش کے ساتھ گرم کرلے اور ایک روئی کے ٹکڑے میں لگا کر کان کے سوراخ میں رکھدے اور سر پر گرم گرم پانی ڈالے مریض کو حسب ذیل غذا دینا چاہیے۔

جنگلی اور اہلی چڑیوں کا شوربا جس میں چنے کی دال کی اچھی خاصی مقدار شریک کی جائے اور تھوڑی سی دارچینی ڈالی جائے۔ شوربا پی لے اور گوشت بھی کھائے۔

اس مرض کی ابتداء میں مریض کی نبض سخت ہوتی ہے نہ تیز نہ سست بلکہ درمیان میں ہوتی ہے اور پیشاب بھی صاف ستھرا گاڑھا ہوتا ہے جب بہت دن گزر جائیں تو پیشاب میں رنگ پیدا ہوتا ہے اور تیزی آتی ہے نبض بھی تیز ہو جاتی ہے، سختی کم ہو کر سرعت بڑھ جاتی ہے۔

اگر پیشاب کا رنگ مرض کے شروع میں سرخ ہو اور نبض میں کسی قدر تیزی ہو تو ان ادویہ کی قوت میں علت کی کمی کے لحاظ سے کمی کرنا چاہئے اور فصد کھولنی چاہئے تھوڑا سا خون نکالے اور ادویہ کی ترکیب میں، مذکورہ ادویہ میں سے اعتدال کے ساتھ سرد ادویہ کا استعمال کرے۔ مختصر یہ کہ طبیب کو کان کے تمام امراض کے سلسلے میں کافی ہوشیاری اور زیرکی اور غور و فکر کے ساتھ کام لینا چاہئے۔

واضح رہے کہ بدن کے کسی عضو میں پیدا ہونے والا مرض تیزی کے ساتھ تغیر پذیر ہو اور اس کی کیفیات جلد جلد بدلنے لگیں مثلاً کان کا مرض تو ایسا اس عضو کی شدت حس اور دماغ کے پردے سے اس کے اتصال کی وجہ سے ہوتا ہے یہ بعض حکماء فلاسفہ کی رائے ہے۔

اگر کان کا درد سر کے فضول مواد کے تحلیل ہو کر کان کی طرف اترنے کی وجہ سے پیدا ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ ثقل سماعت کے ساتھ کانوں میں آواز اور گونج بھی محسوس ہوتی ہے۔ اس کا علاج وہی ہے جو مذکور ہوا، سوائے اس کے کہ مذکورہ دو خوراک کے بعد حب ایارج کی خوراک کا بھی اضافہ کیا جائے ــــ اگر مواد سر سے اترے تو سر میں ثقل، شدید درد اور کانوں میں گونج محسوس ہوتی ہے اور اگر سرد ہوا میں پھرنے کی وجہ سے ایسا ہوا ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کانوں میں ہوا گھس گئی ہو اور کوئی چیز دبا رہی ہو اس کا علاج یہ ہے کہ کان کے اندر گرم روغنیات ڈال کر گرمی پہنچائی جائے اور حمام میں داخل ہو کر کثیر مقدار میں پانی سر پر ڈالے اور اپنا کان گرم توے پر رکھے الا یہ کہ طبیب کو معلوم ہو جائے کہ مریض کے بدن میں امتلاء ہے تو ایسی صورت میں کسی قدر بدن کا استفراغ کرے تاکہ گرم ہو کر کان کی جانب اخلاط جذب نہ ہوں۔

ایسے مریض کا یہ علاج بھی بتایا گیا ہے کہ لفت (شلغم) کو خردل (رائی) کے ساتھ پکائے اور ہانڈی کے ڈھکن میں سوراخ کر کے اس سوراخ پر کان کا سوراخ رکھ دے تاکہ بھاپ کان کے اندر چلی جائے۔

ایسے مریض کے لئے بہتر یہ ہے کہ غذا میں اجزاء رطبہ (کرنا) بشرطیکہ اس کا موسم ہو ورنہ اس کے بیج چوزوں اور چڑیوں کے گوشت کے ساتھ پکا کر شوربہ پی لے، آب شلجم کو گوشت کے

کے ساتھ پکاکر پینا بھی مُفید ہے ۔مگر مذکورہ تریاق کا کان کے سُوراخ پر طلاء کرنا اور روئی باندھ دینا فوراً آرام دیتا ہے اور مذکورہ دواؤں سے مستغنی کر دیتا ہے۔

اور اگر مرض سرد پانی کے سر پر ڈالنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ کان کے درد کے ساتھ ساتھ "سر کے پچھلے حصّہ" میں بھی درد ہو گا حتیٰ کہ سر نہ جُھکا سکے گا اس کا علاج یہ ہے کہ روغن خیری اور روغن ناردین ملا کر اس حصّے پر مالش کرے اور تھوڑا سا روغن ناردین کان میں ٹپکائے۔

ان تمام معالجات میں مریض کے مزاج پر نظر رکھنا ضروری ہے مرض کی کمی زیادتی دیکھتا رہے غفلت نہ برتے اگر سرد ادویہ کے استعمال کی وجہ سے نقصان پہنچ جائے جیسے افیون، کافور تو اس کا ازالہ ادویہ ضد سے کرنا چاہیئے جیسے افیون کے نقصان کا ازالہ صمغ السذاب اور کسی قدر فربیون گرم روغنیات اور مذکورہ تریاق سے کیا جا سکتا ہے اگر کافور سے نقصان پہنچ جائے تو کسی قدر سنبل اور تھوڑے سے شیر زناد سے اس کا ازالہ کیا جا سکتا ہے جس کو عورتیں "مسک ابیض" کے نام سے خوب جانتی ہیں یہ تریاق بھی مُفید ہے۔

طبیب کو چاہیئے کہ مذکورہ امراض کا بتدریج علاج کرے اور یکدم طاقتور دواؤں کے ذریعہ کان پر حملہ نہ کرے ۔اگر گرم پانی ہی سے فائدہ ہو جائے تو دوسری دواؤں کو استعمال نہ کرے۔

باب (١٥)

کان کا درد

یہ بیماری گرم ہوا سے پیدا ہوتی ہے یہ کانوں کے اندر رک کر درد اور تناؤ پیدا کرتی ہے اس کی علامت یہ ہے کہ درد کے اندر ٹیس اور چبھن ہوگی اور درد کا مقام سُرخ ساتھ ساتھ آنکھیں بھی سُرخ ہو جائیں گی یوں محسوس ہوگا جیسے کوئی شعلہ کانوں سے سر کی سمت لپک رہا ہو، پڑ جیپ سُوکھنے لگے گا۔ ان تمام علامتوں کی کمی اور زیادتی مرض کی کمی اور زیادتی کے لحاظ سے ہوتی ہے بعض دفعہ درد والے کان کی سمت آدھے سر کا درد بھی ہونے لگتا ہے۔

یہ درد گرم تیز ریاح سے پیدا ہوتا ہے جو معدے سے سر کی طرف چڑھتی ہیں یا لو کے دنوں میں دھوپ میں پھرنے سے یا بہت زیادہ گرم پانی سر پر یا گرم دوائیں کان میں ڈالنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

پس اگر معدے سے چڑھنے والے بخارات حارہ حادہ کی وجہ سے درد پیدا ہوا ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ فم معدہ میں سوزش محسوس ہوگی اور سخت پیاس لگے گی، ٹھنڈے پانی سے آرام ملے گا پڑ جیب میں خشکی آنکھوں میں آنسو اور بدن میں بخار سے مشابہ کیفیت پیدا ہو جائے گی نبض تیز اور متواتر چلنے لگتی ہے قارورہ اکثر و بیشتر حالتوں میں تیز ہو جاتا ہے۔

علاج یہ ہے کہ مریض کی فصد کھولے بشرطیکہ قوت اور موسم ساتھ دے اور

برودت پیدا کرنے والی غذاؤں کے ذریعے معدے کی تبرید کرے جیسے مُرغ کے چوزے وغیرہ جو آب حصرم کے ساتھ پکائے گئے ہوں اگر یہی علاج کارگر ہو تو بہتر ورنہ مطبوخ کے ذریعہ طبیعت کو کھولے جو ہلیلہ زرد، تمر ہندی، آلو بخارا، کشوث، برگ عنب الثعلب اور اس جیسی چیزوں سے تیار کیا گیا ہو اس میں کوئی گرم دوا بالکل نہ ڈالی گئی ہو۔

علاج کے بعد مریض کو سکون ہو جائے تو فبہا ورنہ پیشاب کا معائنہ کرے اگر پیشاب تیز ہو تو مرض کو آش جو اور آب کدو مشوی سرد کیا ہوا پلانا چاہئے۔ جو کے ساتھ کسی قدر خشخاش ملالے اگر موسم خشخاش رطب (تر) کا ہو تو اس کا کھانا اس مرض کے لئے اور بخارات کی تسکین کے لئے بے حد مُفید ہے۔

حکیم روفسٹس جس نے خشخاش رطب کے منافع میں ایک مقالہ تحریر کیا ہے، یہ کہتا ہے کہ میں جب حجاز گیا تو ایک باغ میں داخل ہوا اور رطب الہلیات اور کچھ شکر کھالیا اور ایک درخت کے نیچے جاکر سو گیا جب میں بیدار ہوا تو ایک سانپ میرے کان کو ڈس چکا تھا میں باغ میں حیران و پریشان گھومنے لگا یہاں خشخاش رطب کا کچھ حصہ مل سکا اس کا موسم ختم ہو چکا تھا اسے وافر مقدار میں کھاکر سرد پانی میں اتر گیا درد فوراً اس طرح جاتا رہا گویا ہوا ہی نہیں تھا میں اسی طرح بہت دیر تک بیٹھا رہا۔ مجھے اس واقعہ سے اس بات کا علم ہوا کہ خشخاش سے مجھے بے حد فائدہ ہوا سرد پانی میں بیٹھنے کی وجہ سے کانوں کو ٹھنڈک پہنچی مزاج میں جو حدت پیدا ہوئی تھی اس میں اعتدال پیدا ہوا بدن کی قوت کی وجہ سے طبیعت میں قوت پیدا ہوئی اور معدے اور آنتوں سے زہر نکل گیا ان تمام اسباب نے مرض کا ازالہ کر دیا کیوں کہ تیز بخارات جو معدے سے سر کی جانب اٹھے تھے خشخاش رطب کھانے کی وجہ سے دب گئے تھے۔

منجملہ ان چیزوں کے جو علاج کے ختم ہونے کے بعد کان میں ڈالی جاتی ہیں روغن سرکہ بھی ہے اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ ۱۴۴ گرام سرکہ کو ۳۵ گرام روغن گل کے ساتھ اس قدر پکایا جائے کہ سرکہ اڑ جائے اور تیل باقی رہ جائے پھر اس تیل کو برف سے سرد کرکے ایک شیشی کے اندر برف میں رکھدیا جائے پھر کان میں ٹپکایا جائے نیز روغن بید سادہ اور روغن کدو شیر دُختر کے ساتھ کان میں ڈالے۔ کان پر خارجًا درج ذیل ضماد لگائے برگ اسپغول، برگ بارتنگ، برگ کوآر دجو ان سب ادویہ کو کوٹ لے اور تھوڑا سا سرکہ ملاکر کان پر ضماد کرے اگر اس سے سکون حاصل نہ ہو تو ایک حب کی مقدار افیون عورت کے دودھ میں گھول کر گرم کرکے کان میں ٹپکائے

اور دیگر تیل بھی ڈالے۔

اگر تیل کی وجہ سے کان کا سوراخ بند ہو جائے تو ایک تیلی پر روئی لپیٹ کر صاف کردے اور کان کو دھو ڈالے کان کے سوراخ میں نیم گرم پانی ڈال کر ہتھیلی سوراخ پر رکھدے اور ایک پاؤں سے دو تین مرتبہ اچھلے اور سر کو پانی والے کان کی سمت جھکائے ایسا کرنے سے کان کا پانی بچے کھچے تیل کے ساتھ باہر نکل جائے گا اس طرح کان کی پوری صفائی ہو جائے گی یہ ترکیب اس لئے بتائی گئی کہ جالینوس نے بہت سے مقامات پر اس بات کو ترجیح دی ہے کہ جہاں تک ہو سکے ادویہ مخدرہ کا استعمال تیلوں کے ساتھ نہ کیا جائے۔

بعض اوقات اس جیسے مرض میں شیاف ابیض کو شیر دختر میں ملا کر کان میں ٹپکایا جاتا ہے مگر اس میں استعمال ہونے عنزروت کو گدھی کے دودھ میں بسایا جائے ـــــ جب طبیب کان کے علاج میں ادویہ مخدرہ کا استعمال کرے تو مرض دور ہونے کے بعد دافع ضرر ادویہ کا استعمال کرے تاکہ حس تیز ہو سکے۔ ہم پہلے ہی ان ادویہ کو بیان کر چکے ہیں جس سے کانوں کی حس اور بصارت میں تیزی پیدا ہوتی ہے ان غذاؤں کو بھی بیان کر چکے ہیں جو یہی فائدہ دیتی ہیں لہذا حسب ضرورت ان باتوں کو معلوم کرلو۔

اگر درد لُو اور دھوپ کے موسم میں گھومنے پھرنے کی وجہ سے لاحق ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ کانوں آنکھوں اور چہرے پر سوزش اور گرمی محسوس ہوگی ناک کے سوراخوں میں خشکی پیدا ہو جائے گی پیاس لگے گی سرد پانی سے کُلی کرنے یا سرد پانی پینے سے سکون محسوس ہوگا اس کا علاج یہ ہے کہ تھوڑا سرکہ روغن گُل یا سرکہ میں بسائے ہوئے تیل کے ساتھ ملا کر کان کے اندر ڈالا جائے اور خارج سے سرد پانی میں ایک پھایہ ڈبو کر رکھا جائے مریض کو حکم دیا جائے کہ سرد پانی میں اُتر کر بیٹھ جائے۔ ترتیب پیدا کرنے والی غذائیں مریض کو کھانے میں دی جائیں جیسے اُبالا ہوا خس (ایک سبزی) اور کم عمر چوزے جو آب حصرم کے ساتھ پکائے جائیں اگر ضروری ہو تو آش جو پلائے جو خشخاش کے ساتھ پکایا گیا ہو اگر مرض سختی کی صُورت اختیار کرے تو روغن بنفشہ سے مالش کرنا مُفید ہے اس سے قلب مادہ میں مدد ملتی ہے روغن گُل بھی مُفید ہے سرد کثیف خوشبوؤں کا سُونگھنا جیسے کافور اور بنفشہ نیز نیلوفر وغیرہ کی خوشبو بھی مزاج کی تبدیلی میں معین ہوتی ہے۔ اس مرض میں آب شگوفہ خرما ناک میں چڑھانا بھی مُفید ہے۔

اس مرض کا سب سے بہتر علاج مقام مرض کے مزاج کو سرد پھولوں کی خوشبوؤں سے معتدل بنانا ہے جیسے بید سادہ اور ریحان سعتری جن پر عرق گلاب چھڑکا گیا ہو تھوڑا سا کافور اور ماورد (عرق گلاب)

بھی مفید ہے۔ نیند اور آرام بھی اعتدال مزاج کے لئے فائدہ مند ہیں اور بوٹی عصاالراعی کو کوٹ کر کان پر ضماد کرنا اور اس کو سونگھنا بھی نفع بخش ہے۔

اگر یہ مرض گرم پانی یا گندھک اور پھٹکری کا پانی سر پر ڈالنے کی وجہ سے یا گرمی میں بیٹھنے کی بنا پر پیدا ہوا ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ شدید گرمی کے ساتھ سر میں ہلکا پن اور سر کے پچھلے حصہ یا بیچ میں درد ہونے لگتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ قیفال کی فصد کھولے مریض کی دونوں پنڈلیوں کو باندھ دے اور قدموں کی مالش کرے تاکہ وہ مواد جو بطونِ دماغ میں جمع ہو کر حدت اور گرمی پیدا ہو گئی ہے تحلیل ہو کر نچلے اعضاء کی طرف جذب ہو جائیں۔ مریض کو ترطیب پیدا کرنے والی غذائیں دی جائیں جیسا کہ ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

منجملہ ان ادویہ کے جو کان میں ٹپکائی، اور ناک میں ڈالی جاتی ہیں یہ ہیں۔ روغن کدو، روغن بید سادہ روغن نیلوفر اور وہ تیل جس کو سرکہ کے ساتھ مدبر کر کے سرد بنایا گیا ہو یہ روغنیات سر میں ڈالے جائیں اور تھوڑا سا شیر دختر بھی کان میں ٹپکایا جائے مگر پہلے عورت کے غذا کی اصلاح کی جائے اور ریاضت کے ذریعہ اس کے اندر اعتدال پیدا کیا جائے۔

اس مرض کے لئے سب سے نفع بخش عمل سرد پانی کا ناک میں چڑھانا کلیاں کرنا اور آہستگی کے ساتھ دونوں پاؤں کے زیریں طرف مالش کرنا بھی ہے۔

اگر مرض مذکور گرم دوائیں لگانے کی وجہ سے پیدا ہوا ہو تو قیفال کی فصد کھولنے میں عجلت کرے۔ کان میں سرد روغنیات ٹپکائے اور ادویہ ضد استعمال کرے خیار شنبر تمر ہندی آلو بخارا وغیرہ کے ذریعہ طبیعت کو کھولے۔ اگر مزاج گرم ہو تو مریض کو آش جو پلائے۔ اس کے سر پر بکری کا دودھ رکھ کر باندھے جو آبِ حصرم تازہ یا آب انار کے ذریعہ جمایا گیا ہو مگر پہلے بز کی اصلاح کرے دودھ جمنے کے بعد باندھ دے اور پگھلنا شروع ہو تو کھول دے جو طریقہ سرد دواؤں سے پیدا شدہ مرض کے لئے اپنایا گیا تھا اس کے بالکل برعکس اس مرض کے ازالے کے لئے اختیار کرے جو گرم دواؤں کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے۔

طبیب کا یہ خیال کرنا پسندیدہ نہیں ہے کہ وہ علاج کے شروع ہی میں ادویہ ضد کے ذریعے فائدہ حاصل کرے اور پیدا شدہ ہیجان کو دور کر سکتا ہے کیوں کہ پہلی استعمال کردہ دوائیں عضو کے اخلاط کو گرم کر چکی ہوتی ہیں اور اس عضو میں اور اس کے قریبی اعضاء میں نقص اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا پہلے عضو کے اخلاط فاسدہ کو دور کرنا ضروری ہے بعد ازاں ادویہ ضد کے ذریعہ اس کا مقابلہ کرنے کی تدبیر کرے، یہ بات بھی طبیب کے لئے ناپسندیدہ ہے کہ وہ کان کے سرد اور گرم امراض کے

علاج میں کوتاہی سے کام لے کیوں کہ کوتاہی سرسام حارہ یا بارد کا موجب بن سکتی ہے۔

طبیب کے لئے مناسب نہیں کہ بے فکری اور بے توجہی کے ساتھ کانوں میں ادویہ مبردہ کا استعمال کرتا جائے کیوں کہ کانوں کی ضرورت سے زیادہ تبرید اسی طرح نقصان رساں اور مضر ہے جس طرح ضرورت سے زیادہ گرمی پہنچانا۔
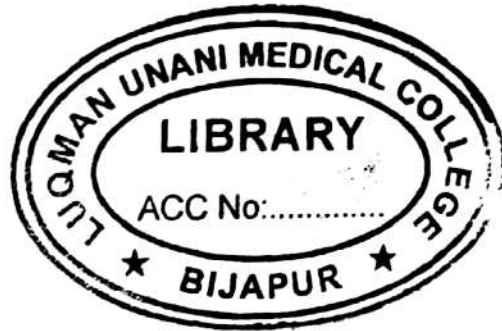
باب (۱۶)

کان کی جلد

نرم ہڈی اور اُس کے سُوراخ کا وَرم خارجی

دونوں کانوں اور ان کی نرم ہڈی پر جو ورم آتا ہے وہ حسًا نظر آتا ہے اور اس کی دو صُورتیں ہیں یا تو ورم حار ہوتا ہے جو لال قسم کا ہوتا ہے یا ورم بارد نرم رطوبی ہوتا ہے۔

اگر ورم صرف کان کے سُوراخ میں نہ ہو یا کان کے ساتھ سوراخ میں بھی ہو مگر حس تک پہنچنے والی رگ پٹھوں میں نہ ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ کان کے اندر کے حصے میں کوئی درد محسوس نہیں ہوتا اور ٹیس ہوتی ہے اور نہ اس کے ساتھ دردِ سر ہوتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ ورم رطوبی اور نرم ہو۔

اگر ورم حار ہو تو کان اور کان کی جڑ میں سوزش محسوس ہوتی ہے۔ یہ اس صُورت میں جب کہ مرض کوئی بڑا نہ ہو۔

کان کے ورم رخو کا علاج

مریض کی قوت سازگار ہو اور بدن میں فاضل مواد کی موجودگی کا علم ہو جائے تو حبِ ایارج یا حبِ صبر یا حب قوقایا کے ذریعہ مریض کی طبیعت کو کھولنا چاہیئے اور مزاج کے لحاظ سے غرغرہ کرائے اگر مزاج کسی قدر مائل بہ حرارت ہے میفخنج مری نبطی آش جو (جس کو شکر کے ساتھ پکا لیا جائے) کا استعمال کرے اور مریض کی زبان اور پڑجیب کو سماق سے رگڑے تاکہ مُنہ سے کثیر رطوبت نکلے پھر مندرجہ ذیل دوا، کان پر طلا کرے۔ پیہ لط آبی (ایک جزء، روغن سوسن ایک جُزء ایک ساتھ ملاکر موم اور تیل کے مانند گاڑھا بنالیا جائے

اور کان پر طلاء کرے ہر تین دن میں ایک دفعہ طلاء کا اعادہ کیا جائے۔ اگر مرض جاتا رہے تو فبہا ورنہ گل بابُونہ اور ناخونہ کو باریک پیس کر رکھ لے اور خطمی ایک جزء اور خاکستر درخت انگور ایک جزء لے کر ان تمام ادویہ کو نہایت کھٹے سرکہ میں ملا کر کان پر ضماد کیا جائے اس ضماد سے ورم تحلیل ہو جائے گا۔ یہ دوا اس صورت میں استعمال کرے جب سُوراخ میں ورم نہ ہو۔

اگر کان کے سُوراخ میں ورم ہو اور ان اعصاب میں ورم نہو جو حس کو پہنچاتے ہیں تو مذکورہ ان تمام ادویہ کو نرم بتّی یا اون کے ذریعہ نہایت آہستگی اور نرمی سے سُوراخ کے اندر داخل کرے۔

اگر ورم کان کے اعصاب میں بھی ہو جس کی علامت یہ ہے کہ سماعت میں ثقل پیدا ہو کر درد بڑھ جائے کان میں وقفہ وقفہ سے آواز آنے لگے اور تھوڑی سی تکلیف محسوس ہو بعض اوقات آنکھ میں آنسو آجائیں یا ناک کے نتھنوں سے رطوبت بہنے لگے۔ ایسی صُورت میں نہایت نرمی کے ساتھ علاج ہونا چاہئے کیوں کہ مرض یہ یکدم حملہ کرنے اور شدت دکھانے سے بعض وقت مزید ورم بڑھ کر دماغ کے حجاب پر پہنچ جاتا ہے جس سے مرض سرسام لاحق ہو جاتا ہے۔

علاج یہ ہے کہ مذکورہ دواؤں کا خارج سے کان پر ضماد کیا جائے اور مریض کے کان کے اندر آہستگی کے ساتھ روغن سوسن انڈے کی سفیدی میں پھینٹ کر ڈالا جائے اگر ورم کی زیادتی سے کان میں ڈالی جانے والی دوا بہہ کر نکل جائے تو کان کو نرم صوف اسفنج اس دوا میں تر کر کے بند کرایا جائے ــــ مختصر یہ کہ کان سے کوئی ایسی چیز ملحق ہونے نہ پائے جو درد پیدا کرے دوران علاج اگر مزاج میں گرمی آجائے تو قیفال کی فصد کھولے اور گرمی پیدا نہ ہو تو اس کی ضرورت نہیں۔

اگر ورم حار ہو سُرخی یا فلغمونی کی جنس سے ہو اور یہ ورم کان کے اندر یا سوراخ میں ہو تو مریض کی رگ قیفال میں فصد کھول کر اس کی قوت کے مطابق خون نکال دے۔ تمر ہندی عناب، آلو بخارا، ترنجبین، خیار شنبر کے ذریعہ ایک یا دو دفعہ طبیعت کی تحلیل کرے آش جو پلائے اور خارجی طور پر حسب ذیل ضماد کرے۔

برگ اسپغول، برگ بارتنگ، برگ بنفشہ، برگ خطمی سبز عصارالراعی، حیّ العالم شاخہائے کاسنی لے کر باریک پیس لے اس میں تھوڑا سا آرد جو مصفی شامل کرلے سب سے بہتر جو کا وہ آٹا ہوتا ہے جو ہاون دستہ میں کوٹ لیا جائے اور اس میں کسی قدر سرد پانی ڈال کر مالش کرلے اور اس سے نکلا ہوا پانی ان ادویہ کے اندر ملالے پھر اس میں شیاف مامیثا کا جزء وافر شامل کر کے ہاون دستہ میں اس قدر نرم کر لیا جائے کہ مرہم کے مانند بن جائے اس مرہم کو خارج سے کان پر طلاء کرلے۔

اگر کان کی سطح پر سرخی کے ساتھ ساتھ سوراخ کے اندر سخت تکلیف اور سرخی ہو تو طبیب کو اس بات کی پوری احتیاط برتنی چاہئے کہ اعصاب حس متاثر نہ ہوں جس سے مرض بڑھ کر بعض اوقات سرسام حار کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

ان ادویہ کے منجملہ جو کان میں ڈالی جاتی ہیں یہ ہے کہ انڈے کی سفیدی کو شیر دختر میں پھینٹ کر ہمیشہ کان میں ڈالتا رہے اگر اس سے سکون ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ معتدل ترشی والا سرکہ جو پرانا نہ ہوئے کر اس میں ۳۲ یا ۶۴ ملی گرام افیون گرم کر کے کان میں ڈالی جائے کان کے سوراخ کو اون کے ٹکڑے سے آہستگی سے بند کر دیا جائے مذکورہ ضماد خارج سے کان پر لگاتا رہے طاقت مساعد ہو تو ہر بیس دن پر ایک دفعہ قیفال کی فصد کھولتا رہے۔ مذکورہ ادویہ کے ذریعہ طبیعت کو کھولتا رہے آش جو پلاتا رہے غذا میں مزورات (یعنی گوشت والی غذائیں) پر کوئی اضافہ نہ کرے۔

اگر مرض زائل ہونے کے بعد کان کے اندر ثقل باقی رہے تو اس کے علاج میں عجلت نہیں کرنی چاہئے حتیٰ کہ شفایابی مستحکم ہو جائے اور مرض کا ازالہ ہوئے کافی دن گزر جائیں پھر مریض کے مزاج کو دیکھے کہ آیا حالت طبعی کی جانب لوٹ آیا ہے یا نہیں اگر حالت طبعی لوٹ آئی ہو تو کان میں اس دوا کا استعمال کرے۔

خربق سفید (۵۱۲ ملی گرام)، نیل شجری (۲۵۶ ملی گرام) شہد مصفی کے ساتھ گرم کر لیا جائے اور استعمال کرے اگر اس سے ثقل جاتا رہے تو فبہا ورنہ اس کے اندر بٹی ہوئی روئی کے ذریعہ تھوڑا سا تریاق مذکور شامل کر لیا جائے اس کے استعمال سے اسی دن ثقل جاتا رہے گا۔

اگر اس تریاق کے استعمال سے مزاج کے ناموافق ہو تو اس کو انڈے کی سفیدی اور عورت کے دودھ میں گرم کر کے استعمال میں لائے مگر استعمال کے وقت ٹھنڈا ہونا چاہئے۔

باب (۱۷)

وہ مرض جو عصبِ سماعت کو بغیر ورم کے لاحق ہوتا ہے

کان کے عصب کو گرم مرض لاحق ہو، کان اور کان کے سوراخ میں ورم نظر آئے نہ سُرخی، تو اس کی علامت یہ ہے کہ سخت پیاس لگے گی اور دردِ سر شدید ہوگا سماعت جاتی رہے گی ہوا سے تکلیف ہونے لگتی ہے چہ جائیکہ کان پر کوئی ضرب پڑنے شدتِ تکلیف کی وجہ سے مریض سو نہیں سکتا، جاگنے کی وجہ سے تکلیف اور بڑھ جاتی ہے پھر جیب سوکھنے لگتی ہے اور ناک کے سُوراخوں میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ قیفال کی فصد کھولی جائے کان کے سُرخ ورم حاد کے علاج میں ہم نے جن ادویہ کا ذکر کیا ہے ان کے ذریعہ طبیعت کو کھولا جائے یعنی جلاب دے اور بالالتزام آشِ جو کا استعمال کرائے۔ کان میں روغن گُل اور روغن نیلوفر ٹپکائے اگر درد بڑھ جائے تو ۳۲ ملی گرام افیون، ۱۶ ملی گرام جند بید ستر انڈے کی سفیدی کے ساتھ ملا کر سلائی کے ذریعہ استعمال کرے جس کے اُوپر دھنی ہوئی نرم روئی لپیٹ دی جائے۔ مریض کے ساتھ پوری طرح نرمی اور احتیاط برتی جائے اگر اس سے درد کو تسکین ہو جائے تو پھر فلونیا رومی کو انڈے کی سفیدی کے ساتھ ملا کر استعمال میں لائے۔
اس مرض کے بہتر علاج کے لئے حسبِ ذیل قرص ہے۔

افیون ایک جز، جند بید ستر دو جز، برگ اسپغول، برگ بارتنگ عصی الراعی سب کو کوٹ کر

انگور کے رس میں پکا لیا جائے حتیٰ کہ گاڑھا ہو جائے پھر انہیں کوٹ کر عرق نکال لیا جائے پھر افیون اور جند بیدستر کو اس پانی میں گھس کر سکھا کر پیس لیا جائے اور شیر دُختر میں ملا کر روئی میں لپٹی ہوئی سلائی کے ذریعہ کان میں لگایا جائے اور ٹپکایا جائے، سُوراخ کو ایک روئی کے ٹکڑے سے بند کر دیا جائے اگر تسکین ہو جائے تو مناسب ہے ورنہ اس کا مطلب یہی کہ اندرونی حصہ میں پیپ پڑ چکی ہے اگر ایسا ہے تو اس کا وہی علاج ہوگا جو کان کے زخم کا ہوتا ہے اس کے لئے تنقیہ اور نرمی کے ساتھ چلنا چاہئے کیوں کہ کان کے اندر پیپ کے جمع ہو جانے سے مرض میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر پیپ نہ پڑے تو اس کا علاج وہی ہے جو اُوپر مذکور ہوا ہے۔

بعض دفعہ اس مرض کا علاج بارش کے پانی کے ساتھ شیاف البیض کے استعمال سے بھی کیا جاتا ہے اس کے ساتھ کسی قدر صمغ فارسی ملا لیا جاتا ہے یہ دوا بھی مجرب اور نافع ہے بشرطیکہ وقت پر استعمال کی جائے۔

باب (۱۸)

کان کا سُدّہ

اس سُدے کے بارے میں گفتگو ہو چکی ہے جو غلیظ ہوا یا دماغ سے فاضل مواد اترنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اگر سُدّہ گوشت کے بڑھنے اور پھُنسیوں کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ فصد کھولی جائے مریض کی قوت کے اعتبار سے استفراغ کرایا جائے اور مزاج کے اندر تسکین پیدا کی جائے۔

جب مزاج کے اندر سکون پیدا ہو جائے تو خربق ۶۸، ملی گرام، روغن عقرب، گرام قثاء الحمار ۲۵۶ ملی گرام، جعدہ ۶۸، ملی گرام لے کر باریک پیس لے اور روغن عقرب میں ملا کر بتی بنا کر کان میں رکھدے، اس سے بڑھنے والا گوشت اور پھنسیاں دُور ہو جائیں گی۔

اگر مذکورہ بالا طریقہ سے فائدہ ہو تو بہتر ورنہ تریاق مذکور لے کر روغن عقرب میں ملا کر پُرانی روئی کی بتی سے استعمال کرے اس تریاق کو جس طرح بھی استعمال کریں مُفید ہے بشرطیکہ اس کے استعمال میں، کوئی امر مانع نہ ہو۔

گوشت بڑھنے کے علاج کے لئے بعض دفعہ قلقطار، لوف خربق سیاہ بھی استعمال کیا جاتا ہے ان ادویہ کو باریک پیس کر خشک چھڑکا جائے اور سوراخ کو بند کیا جائے پیپ کو بہنے دیا جائے اور اس انداز سے سوجائے کہ پیپ کان کے اندر رُکنے نہ پائے اگر بڑھا ہوا گوشت زائل ہو جائے

اور بدبو رہے تو پھر مکرر استعمال کرے۔

اس مرض میں تیز دوا کا استعمال بالکل مناسب نہیں بلکہ گوشت کو کھا جانے والے مرہموں کا استعمال کیا جائے پھر گوشت کو بھر لانے والے مراہم استعمال کئے جائیں۔ ہم نے ان دو مرہموں کو کتاب ہذا کی قرابادین میں بیان کر دیا ہے۔

میں اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ پُرانی روئی کا استعمال کیا جائے تاکہ زخم صاف ہو کر کھل جائے بعد ازاں مرہم استعمال کئے جائیں۔

Scanned with CamScanner

باب (۱۹)

کان کا زخم جو بغیر کسی ورم کے ہو

زخم گہرا ہو یا کم گہرا مگر پیپ کم نکلے

مریض کی فصد کھولی جائے استفراغ کیا جائے اور پرہیز کرائے بعدازاں کان کے اندر حسب ذیل شیاف استعمال کیا جائے۔

شیاف مامیشا ۳½ گرام، شیاف ابیض جس کے اندر عنزروت کو گدھی کے دودھ میں بسایا گیا ہو ۳½ گرام مرصافی، مصطگی ہر ایک ۵½ گرام ان تمام ادویہ کو باریک پیس کر سرکہ میں گوندھ لیا جائے اور شیاف بنا لئے جائیں اور جب استعمال میں لانا چاہیں تو اس کو سرکہ میں باریک کر کے نرمی اور آہستگی کے ساتھ کان میں ٹپکا دیا جائے۔

اگر پیپ زیادہ نکلنے لگے تو اس علاج میں حسب ذیل اضافہ کیا جائے۔

خبث الحدید کو سرکہ میں بھگو کر دھوپ میں رکھ دیا جائے تاکہ اس کی قوت نکل جائے پھر اس سرکہ میں شیاف شامل کیا جائے۔

مذکورہ تریاق بھی پیپ نکلنے والے زخم کے لئے نفع بخش ہے جب کہ اس کو سرکہ میں شامل کر کے کسی قدر نطرون کا اس میں اضافہ کرے۔

بعض دفعہ پیپ والے زخم کا علاج ذیل شیاف سے بھی کیا جاتا ہے۔

کندر، نطرون، زعفران ہر ایک ۱¾ گرام، افیون ۵۱۲ ملی گرام، بادام تلخ ۵½ گرام ان تمام ادویہ

کو پیس کر شیاف بنا لئے جائیں اور جب استعمال کا ارادہ ہو تو روغن گل میں پیہ بطا آبی کے ساتھ حل کر لیا جائے اور ایک روئی کے ٹکڑے میں تر کر کے کان کے اندر رکھ دیا جائے نکلنے والی پیپ اور روئی پر لگنے والے مواد پر نظر رکھے اگر اس کے اندر بدبو محسوس ہو تو یہ دوا بغیر روئی کے کان میں ڈال کر سوراخ بند کر دے کیوں کہ طریقہ زیادہ کارگر ہے اور اگر پیپ بند ہو جائے اور وقفہ وقفہ سے رطوبت کا بہنا جاری رہے تو ایک جز رسوت لے کر پرانی شراب میں حل کر کے کان میں ٹپکائے ـــــ اگر رطوبت کا بہنا بند ہو جائے مگر سختی باقی رہے تو یہی تریاق یا دوسری کوئی محلل دوا پیہ بط کے ساتھ ملا کر ایک روئی کے ٹکڑے پر لگا کر کان میں رکھدے اگر سختی باقی رہے اور راسخ ہو جائے تو اس کے مکمل طور پر دور کرنے کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ اس وقت تک استعمال کرے جب تک کہ مریض کے مزاج میں گرمی اور تیزی پیدا نہ ہو۔

بہروزہ کو روغن سوسن کے ساتھ حل کر کے ایک روئی کے ٹکڑے میں حل کر کے کان میں رکھ دے یہ دوا اس مرض کے لئے بے حد مفید ہے ـــــ اگر اس مرض کے ساتھ درد بھی ہو تو اس کا علاج یہ ہے ہے۔ افیون ایک جز لے کر جلالے اور اس کی راکھ رکھ لے جند بیدستر اسی کے بقدر ان دونوں کو پیس کر مرہم تنکار پر چھڑک لے اور اس کو ایک روئی کے ٹکڑے پر لگا کر کان میں رکھ دے اس سے فوراً آرام ہو جائے گا۔

باب (۲۰)

کان کا علاج

جب چوسنے، رگڑنے یا کسی سبب سے درد پیدا ہو جائے اور بعض شریانوں میں سخت درد کے ساتھ دھڑاؤ کی سی کیفیت ملے پسینہ آئے یا نہ آئے۔

اس مرض کی تدابیر علاج میں سے یہ ہے کہ مریض کی فصد کھولے اور استفراغ کرے بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو پھر حسب ذیل پانیوں میں روئی بھگو کر کان کی تکمید کرے۔

آب برگ اسپغول، آب برگ بارتنگ، لعاب اسپغول، آب عصا الراعی ان تمام کو یکجا کر کے اس میں کسی قدر سرکہ شامل کرلے اور تھوڑا سا روغن گل ڈال دے پھر ایک روئی کے ٹکڑے کو اس میں تر کر کے کان کی تکمید کرے تا آنکہ درد کم ہو جائے، پھر سخت سُرخ تنکار کے مغز میں روغن گل خالص کو اس قدر پکایا جائے کہ تیل لال ہو جائے پھر اس کو صاف کر کے اس میں صاف شدہ موم ڈال دے تاکہ مرہم کے مانند بن جائے بعد ازاں ایک روئی کے ٹکڑے پر لگا کر کان کے اندر رکھ دے۔ یہ ایک مبارک دوا ہے جو کان کے درد کو دور کر دیتی ہے چاہے وہ درد سردی سے ہو یا گرمی سے کان سے پیپ نکلتا ہو یا نہ نکلتا ہو اس مرہم کے ساتھ ساتھ کان کی تضمید کے لئے یہ چیزیں استعمال کرے خشخاش سفید کو کوٹ کر تھوڑے سے آرد جو کے ساتھ شراب میں پکائے کہ گاڑھا ہو جائے پھر موم اور (چربی بط) سے نکالے گئے تیل میں ملا کر خوب پھینٹ لے اور کان پر ضماد کرے یہ صلابت کو تحلیل کرتا ہے اور ورم کا ازالہ کر کے

درد کو تسکین دیتا ہے۔

کوئی چیز کان پر گر جائے یا صرف لگ جائے اور کان میں درد پیدا ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ مصطگی سفید عورت کے دودھ میں اس قدر بھگو لیا جائے کہ اس میں حل ہو جائے۔ پھر اس کو ایک روئی کے ٹکڑے میں جذب کر لیا جائے اور کان میں رکھ دیا جائے یہ علاج اس صورت میں ہے جب کان پر ورم نہ ہو اور سوراخ بند نہ ہو اگر کان متورم اور سوراخ بند ہو تو مریض کے مزاج کے لحاظ سے وہ علاج کرنا چاہئے جو ورم اور صلابت کے بیان میں گزر چکا ہے۔

اگر مرض اس قدر بڑھ جائے کہ بدبودار زخموں کی طرح پیپ نکلنے لگے اور کان میں درد کے ساتھ ساتھ سوزش اور استرخاء بھی محسوس ہو تو اس کے لئے حسب ذیل دوا استعمال کرے جو بہت مفید ہے۔

ترمس زرد جس کے بیج بڑے ہوں ۲ گرام، پوست انار کے چھلکے اور مازوئے سبز جس کی گٹھلی نکال دی گئی ہو ہر ایک ڈیڑھ گرام سے کچھ زیادہ، افیون ۶۸ ملی گرام ان تمام ادویہ کو پیس لیا جائے پھر مریض کے مزاج کا جائزہ لیا جائے اگر حدت ہو تو مذکورہ دوا سرکہ میں ملا کر کان میں ٹپکا دی جائے اور اگر مزاج حالت طبعی پر برقرار ہے تو شہد میں ایک روئی کے ٹکڑے پر لگا کر آہستگی کے ساتھ کان کے اندر رکھ دی جائے۔

باب (۲۱)

کان کا درد جو کبھی محسوس ہو کبھی نہ ہو اور گونج کی آواز آئے

درد بغیر کسی ورم، صلابت اور پسینہ کے برقرار رہتا ہے البتہ مریض درد کے ساتھ سوزش اور بعض اوقات گنگناہٹ محسوس کرتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ فصد کھولے خفیف استفراغ کرے بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو، بعد ازاں سرکہ اور روغن گل بطور قطور استعمال کرے۔ اگر کان میں سرکہ کا استعمال باعثِ کراہیت یا داڑھ ہلانے میں تنگی کا احساس ہو یا چہرے میں اختلاج کی سی کیفیت پیدا ہو جائے تو سرکہ ۴۱ گرام اور شہد خالص ۳۵ گرام افیون سوختہ ۳۲ یا ۶۴ ملی گرام لے کر اس سرکہ اور تیل میں اور اس کے اوپر آب عصا الراعی ۷۰۲ گرام ڈال پھر ان سب ادویہ کو مٹی یا لوہے کی ہانڈی میں رکھے اور نرم آگ پر ٹپکائے کہ پانی ختم ہو جائے اور تیل باقی رہ جائے پھر اس تیل کو ایک روئی کے ٹکڑے سے کان میں لگائے اس سے درد کو سکون حاصل ہوگا اور کان کی گونج زائل ہو جائے گی۔ یہ تیل تمام گرم امراض کے اندر استعمال کیا جاسکتا ہے جب کہ وہاں کوئی زخم یا پیپ نہ ہو اس میں بڑی برکت ہے اگر ایک مدت کے بعد تھوڑی سی رطوبت یا درد معلوم ہونے لگے تو اس تیل کے ساتھ وہ تیل بھی ملا لیا جائے جس میں تنکار پکایا گیا ہو اور کان میں استعمال کرے اس سے رطوبت اور درد جاتا رہے گا۔ اس مرہم کا استعمال زخموں کے باعث کان سے نکلنے والی تھوڑی رطوبت کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے۔

باب (۲۲)

کان کے کیڑے

کان کے کیڑوں کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ کیڑے جو خاکی رنگ کے ہوتے اور کُتّے کی مکھیوں سے مشابہ ہوتے ہیں دوسری قسم سفید ہوتی ہے جن کے سر کالے ہوتے ہیں جو ہمیشہ مضطرب اور متحرک رہتے ہیں۔

ان کی پیدائش کا سبب وہ بدبودار مواد ہے جو کان میں جمع ہو جاتا ہے اور وہ تعفن اور زخم ہے جو زمانہ دراز تک پیپ کے بہنے سے پیدا ہوتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ سہاگہ کو سرکہ میں ملا کر روئی لپٹی ہوئی سلائی کے ذریعہ آہستگی کے ساتھ کان کی صفائی کی جائے۔ بعدازاں مندرجہ ذیل دوا کا استعمال کرے۔

ترمس ۵۱۲ ملی گرام، خربق ۷۶۸ ملی گرام، مر ۵۱۲ ملی گرام، برگ آزاد درخت ۱ ۳/۴ گرام، سقمونیا ۵۱۲ ملی گرام ان تمام ادویہ کو پیس کر پُرانے سرکہ میں گرم کر لیا جائے اور کان میں ٹپکائے، ٹپکاتے ہی سکون حاصل ہوگا دوسرے دن کان میں عورت کا دودھ ٹپکائے اور اس کے بعد دوسری مرتبہ مذکورہ دوا ڈالے اسی طرح عمل کرتا جائے تاآنکہ تمام کیڑے نکل جائیں یا ایک باریک آلے کے ذریعہ جس کو کان ڈوئی کہتے ہیں ان کیڑوں کو مُردہ حالت میں نکالدے جب یقین ہو جائے کہ کیڑے ختم ہو چکے ہیں تو یہ دیکھے کہ پیپ کا بہنا بند ہوا یا نہیں؟ اگر بند ہو چکا ہے تو یقین کرلے

کہ کان کا مرض ٹھیک ہوچکا ہے اور اگر پیپ کا نکلنا بند نہ ہوا؟ تو تانبے کا بُرادہ ۲۴ء۱ ملی گرام مصطگی ، گُلنار ، مازو سوختہ ، مر ، شب یمانی ہر ایک ۲۵۶ ملی گرام لے کر تمام ادویہ کو پیس لے اور سرکہ میں روغن گُل کے ساتھ ملالے اور کان میں ٹپکائیے۔ ٹپکانے کے بعد "مرہم تنکار" لگائیے۔

بعض دفعہ کان کے کیڑوں کو ہلاک کرنے کے لئے صرف سقمونیا کو سرکہ میں ملاکر استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ آب ترمس کو لوہے کے زنگ کے ساتھ سرکہ میں ملاکر کان میں ٹپکایا جاتا ہے بعض اوقات صرف سمندر کا پانی کا استعمال کیا جاتا ہے۔

اگر کیڑے کان کے اندر ہی مرجائیں اور ان کو باہر نکالنے میں بہت دُشواری پیش آرہی ہو تو حمام جاکر نیم گرم پانی کثیر مقدار میں سر پر ڈالے اور چھینکے جب چھینک آنے لگے تو تھوڑی اُدپر سانس کو روکے اور جس کان سے پیپ نکل رہی ہو اس طرف کے ایک پاؤں پہ کھڑا ہو کر کئی دفعہ خوب اُچھلے یہ عمل متواتر کئی دن تک جاری رکھے۔ ایسا کرنے سے کان صاف ہوگا اور مُردہ کیڑے نکل کر باہر گر جائیں گے۔

باب (۲۳)

کان کی گونج اور آواز

جو بغیر کسی ضرب یا کہیں گرنے یا بغیر کوئی دوا پینے کے پیدا ہو

یہ گونج اور آواز غلیظ ریاح کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جو سر کے فاضل مواد سے تحلیل ہو کر نکلتی ہے یا اس فاضل مواد سے پیدا ہوتی ہے جو کان کی سمت اترتا ہے جس سے کان کے اندر ہوا کا مقام تنگ ہو جاتا ہے اور آواز پیدا ہو جاتی ہے یا سماعت کے آلے کے اندر ورم پیدا ہو جانے سے بھی یہ کیفیت رونما ہوتی ہے۔

اس کا عام علاج یہ ہے کہ اگر مریض کا مزاج حرارت کی طرف مائل ہو تو فصد کھولے اور اگر رطوبت کی طرف مائل ہو تو استفراغ کرے یہ استفراغ صبر، افسنتین، گل سرخ مصطگی ہلیلہ سیاہ اور تھوڑے سے سقمونیا کے ذریعہ ہونا چاہیئے۔ ایسی ادویہ سے غرغرہ کرے جو سر اور فم معدہ کی رطوبتوں کو تحلیل کریں کان کے درد کے بیان میں ذکر کردہ تریاق کا استعمال بھی کان کی گونج اور آواز کو فوراً زائل کر دیتا ہے چاہے بیمار کا مزاج گرم ہو یا سرد۔ البتہ بیمار کے مزاج کے اعتبار سے اس کے استعمال میں فرق ہے، اگر مزاج حرارت کی طرف مائل ہے تو اسے سرکہ میں اور برودت کی طرف مائل ہو تو شہد میں ملایا جائے۔ اگر مریض کا مزاج برودت کی طرف مائل ہو تو اس کے لئے تعطیس (مریض کو چھینکیں لانا) بھی بے حد مفید ہوتی ہے۔

کان کی گونج اور آواز کا خاص علاج یہ ہے کہ جند بیدستر، نطرون اور خربق اسود کو پیس کر

سرکہ میں ملا لیا جائے پھر کان میں روئی کے ٹکڑے کے ذریعہ استعمال کیا جائے۔ جب کان کی آواز زائل ہو جائے تو شب یمانی سوختہ اور مر سوختہ کو شہد میں ملا کر ایک صوف کے ٹکڑے پہ لگائے اور کان میں رکھدے یہ دوا کان کی گونج اور آواز کے لئے بہت موثر ہے۔ اس مرض کے لئے منجملہ ادویہ ایک خاص دوا یہ بھی ہے کہ سیاہ جھینگروں کو جلا لیا جائے اس کی راکھ کو چرنے والی گائے یا خنزیر کے پیشاب میں بشرطیکہ دستیاب ہو گرم کر کے کان میں ٹپکائے اس سے فوراً کان کی گونج اور آواز دور ہو جائے گی۔

اگر کان کی گونج اور آواز زائل ہوتے وقت درد ہونے لگے تو تخم اجوائن خراسانی ۵۱۲ ملی گرام، جندبیدستر ۱۲۵ ملی گرام، شب یمانی ۲۵۶ ملی گرام، زعفران ۲۵۶ ملی گرام، ہڑتال سرخ ۱۲۵ ملی گرام برگ سداب و حب غار ہر ایک ۵۱۲ ملی گرام صبر سقوطری ۲۵۶ ملی گرام، افیون ۶۸ ملی گرام ان تمام ادویہ کو باریک پیس کر سرکہ میں گوندھ لے اور قرص بنالے پھر کسی قدر دوا سرکہ میں ملا کر کان میں ٹپکائے اگر سرکہ کا استعمال ناقابلِ برداشت ہو تو روغن گل اور عورت کے دودھ میں ملا کر کان میں ٹپکائے اگر کان اس دوا کو قبول نہ کرے اور مریض کی طبیعت کو اس کا ضرر ناقابلِ برداشت ہو تو اس دوا کی طرف رجوع کرے جو سُرخی کے ساتھ کان کا درد ہونے کی صُورت میں ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور کان پر مذکورہ دواؤں کا ضماد کرے یعنی برگ اسپغول، برگ بارتنگ آردجو۔

باب (۲۴)

کان کے اندر کیڑے پتنگوں کا چلا جانا

کان کے اندر تین قسم کے کیڑے گھس جاتے ہیں ایک قسم کو "مشتان" کہتے ہیں یہ باریک لمبے سرخ رنگ کے کیڑے ہوتے ہیں جن کے بکثرت پاؤں اور دو دُم ہوتی ہیں۔ یہ تینوں قسموں میں سب سے نقصان دہ کیڑا ہے، بہت دن تک کان میں گھسا رہتا ہے اور تکلیف پہنچاتا ہے ــــ دوسری قسم کو "شبسان" کہتے ہیں۔ اس کے بھی بہت سے پاؤں ہوتے ہیں یہ کیڑا چمکدار کالے رنگ کا ہوتا ہے جس پر گول گول سفید لکیریں ہوتی ہیں ــــ اس قسم کے کیڑے جب کان کے اندر داخل ہوں تو فوری طور پر مر جاتے ہیں ــــ تیسری قسم ان کیڑوں کی ہے جو پانی میں پیدا ہونے والے پسوؤں کے مشابہ ہوتے ہیں وہ کان کی طرف اس طرح کھنچ کر چلے آتے ہیں جس طرح لوہا مقناطیس کی طرف کھینچتا ہے یہ بھی کان میں داخل ہوتے ہیں مر جاتے ہیں اور چمٹ جاتے ہیں۔ ان تمام کی دوا تقریباً ایک ہے۔

پوست اندرائن ۲۵ گرام، برگ خرزہرہ مصری (تھوڑے سے)، بادام تلخ پہاڑی ایک جز سقمونیا ایک جز۔ ان تمام ادویہ کو باریک پیس کر سرکہ اور روغن گل میں خوب پکایا جائے کہ سرکہ ختم ہو جائے بعد ازاں اس تیل کے اندر آب لحم بقر کو ملا لیا جائے۔ لحم بقر کا پانی نکالنے کی ترکیب یہ ہے کہ گوشت کو آگ پر رکھ دیا جائے یہاں تک کہ پانی چھوٹنے لگے اس پانی کو جمع کرتے رہیں

مارالحم ہے۔ مارالحم اور مذکورہ تیل ملاکر کان میں ٹپکا دے۔ اس سے مابقی تمام زندہ کیڑے مرجائیں گے کیڑوں کے زندہ رہنے کی علامت یہ ہے کہ کان میں حرکت محسوس ہوگی جب حرکت محسوس نہ ہو تو سمجھ لے کہ کیڑے مرچکے ہیں۔

بعض اوقات صرف مذکورہ تیل استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی مذکورہ تیل اور روغن سرکہ پکا کر استعمال میں لایا جاتا ہے جب کان کے کیڑے مرجائیں تو آہستگی کے ساتھ کان کو صاف کرلے۔ اگر دُشواری پیش آئے تو وہ آلہ استعمال کرنا چاہئے جس کو "ماعوس،، کہتے ہیں اگر تھوڑے بہت کیڑے باقی رہ جائیں تو کان کے اندر کیڑوں کے مقام کا احراق کیا جائے، احراق کا طریقہ یہ ہے کہ روغن گل اور انڈے کی سفیدی کو آپس میں خوب پھینٹ کر دو یا تین دن تک آہستگی کے ساتھ کان کے اندر گزارے اور صاف کرتا جائے تاکہ کان کا پردہ جلنے نہ پائے اور کان صاف ہو جائے۔

بعض دفعہ اسی جاندار کیڑے کی ایک قسم سے کان میں درد ہو جاتا ہے ایسی صورت میں نیم گرم روغن گل کئی دفعہ کان میں ڈالا جائے اگر درد زائل ہو جائے تو فبہا ورنہ کسی قدر خاکستر افیون مرہم تن کا ر میں ملاکر ایک روئی کے ٹکڑے پر لگائیں اور کان میں رکھدیں درد کو فوراً سکون حاصل ہوگا۔ اگر کیڑا خطرناک ہونے کی وجہ سے معاملہ بڑھ جائے اور ورم آنے لگے تو مریض کی فصد کھولنی چاہئے ـــــ استفراغ کے بعد مریض کے کان میں عورت کا دودھ براہ راست دن میں کئی بار کان میں نچوڑنے اور ورم سخت ہو جائے اور درد بڑھ جائے تو موم کو روغن خیری میں ملالے اور اس پر آب حلزون اور بصورت عدم دستیابی آب سلامی شامل کرلے نیز کسی قدر زوفا رتر اور مغز عظم شتر۔ تمام ادویہ کو اچھی طرح پھینٹ لے تاکہ ایک جان ہو جائیں اور کان کے اندر اور باہر طلا کرے ورم کی سختی کی صورت میں کئی دفعہ طلا کرے مریض کی صلاحیت کا خیال رکھے تاکہ مرض پوری طرح دور ہو جائے ـــــ اس تمام علاج میں قابل توجہ بات یہ ہے کہ مریض کے مزاج کا خاص خیال رکھے تاکہ حدّت پیدا نہ ہو اور حدت پیدا ہو تو اس کی اصلاح کرے۔

کان میں داخل ہونے والے کیڑوں کی ایک قسم "زنبور" کے نام سے مشہور ہے۔ میں نے نہ کسی کتاب میں دیکھا تھا اور نہ کوئی شخص مجھے ایسا نظر آیا تھا جس کو کان میں زنبور گھسنے کی وجہ سے تکلیف پہنچی ہو مگر ایک دفعہ بصرہ سے گزر رہا تھا یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت کے پاس مجمع ہے اور وہ چیخ رہی ہے میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ اس کے کان میں زنبور گھس گیا ہے مجھے اچنبھا ہوا مجھے گمان گزرا کہ یہ وہی زنبور ہے جس کو ہم سنتے اور پہچانتے تھے
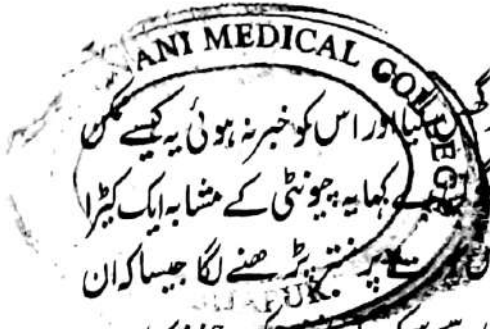
میں نے دریافت کیا کہ کس طرح اس عورت کے کان میں زنبور گھس گیا اور اس کو خبر نہ ہوئی یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک زنبور اس قدر تنگ سُوراخ کے اندر گھس جائے لوگوں نے کہا یہ چیونٹی کے مشابہ ایک کیڑا ہے جو "زنبور الاذن" کے نام سے مشہور ہے۔ ایک شخص آکر اس پر منتر پڑھنے لگا جیسا کہ ان بیوقوف لوگوں کا طریقہ تھا۔ پھر لعاب اسپغول اور اپنی ایک شیشی سے سرکہ کے مانند ایک چیز نکالا اور اس عورت کے کان میں ڈال دیا میں کھڑے ہو کر یہ سب دیکھتا رہا پھر دو تین دفعہ چوسا پھر مذکورہ دوا ڈالا اور چوسا یہاں تک کہ چیونٹی کے مانند ایک چیز حقیقت میں نکل آئی مگر یہ لمبی شکل کی تھی تمام حاضرین نے کہا یہی زنبور ہے بعد ازاں اس نے کان کے اندر روغن گُل ٹپکایا۔ میں نے ابوبکر بن ابی سعید سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے جواب دیا عام لوگ اس کا تذکرہ کرتے ہیں ــــ میں نے جو کچھ اپنی آنکھ سے دیکھا تھا ابوبکر سے بیان کیا تو اس نے کہا عوامُ الناس میں یہ کیڑا مشہور ہے ان کا بیان ہے کہ اس کی کاٹ بہت سخت ہوتی ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور کیڑا جس کو ہم نہیں پہچانتے کان کے اندر گھس جائے تو اس کے ہلاک کرنے کا وہی طریقہ ہے جس کو ہم نے قبل ازیں بیان کر دیا ہے۔

باب (۲۵)

کان کا مرض "آکلہ"

جس میں سخت درد ہوتا ہے اور زخم کے مانند چھلکے نکلتے ہیں

یہ مرض ایسی خلط سے پیدا ہوتا ہے جس میں تیزی اور ٹیس ہوتی ہے۔ یہ بہت بُرا مرض ہے جو اندر اندر گوشت کو گلا دیتا ہے اس کا علاج جہاں تک ممکن ہو فصد اور استفراغ سے کیا جاتا ہے بعد ازاں کان کے اندر مندرجہ ذیل دوا ڈالی جاتی ہے تا آنکہ زخم ٹھیک ہو جائے اور چھلکوں کا نکلنا بند ہو جائے۔

سرکہ عنصلی اور عصارہ اندرائن دونوں چیزیں ہم وزن لے کر اس میں کسی قدر ہڑتال سرخ، شب یمانی، صبر سقوطری اور بالکل تھوڑا ساز نگار اور تانبے کا برادہ شامل کر دیا جائے اس کے اُوپر شراب ڈالی جائے اور اس قدر پکایا جائے کہ گاڑھا ہو جائے بعد ازاں ایک روئی کے ٹکڑے پر لگا کر کان کے اندر رکھدیا جائے۔

اس کا علاج اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ مر ایک جز، شب یمانی ایک جز، برادۂ مس ایک جز، جند بیدستر کسی قدر، پوست انار کسی قدر، قلقند کسی قدر ان تمام ادویہ کو دو تین دن تک شراب اور عصارہ حصرم میں بھگو لیا جائے پھر خوب پکا لیا جائے اور کسی قدر زعفران شامل کر کے کچھ بتیاں بنا کر اس کے اندر ڈبولی جائیں اور ایک ایک بتی یکے بعد دیگرے کان کے اندر رکھی جائے تا آنکہ زخم صاف ہو جائے اور چھلکے ختم ہو جائیں۔

یہ ایک مشکل مرض ہے جو کان میں پیدا ہوتا ہے مگر صرف کان کے اجزائے لحمیہ میں پیدا ہوتا ہے اگر ابتدائی حصّے میں پیدا ہو تو اس سے صحتیابی آسان ہے مرض پُرانا ہو کر اجزائے عصبیہ کو متاثر کر دے تو مرض بڑھ جاتا ہے اور صحتیابی مشکل ہو جاتی ہے۔

اگر زخم باقی رہے تو مرہم سرکہ سے اس کا علاج کیا جائے جو ہماری قرابادین میں مذکور ہے آخر میں اس مرہم سے علاج کرے جس کے اندر رائی، مصطگی اور گلنار پڑتا ہے اگر کان کے اندر ایسی صلابت اور سختی باقی رہ جائے جو سماعت کے لئے نقصان دہ ہو تو اس کو ایسی ادویہ کے ذریعہ دور کرنا چاہیئے جو صلابتوں کو تحلیل کرتی ہیں ایسی صورت میں مریض کو مالش کی دوائیں اور تلیئن استعمال کرائے اور علاج کے تمام اوقات میں مریض کے مزاج کی حفاظت کرے۔

باب (۲۶)

کان سے پھٹ کر خون نکلنا

کان سے پھٹ کر خون نکلنے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ خون کی کثرت یا حدت یا فساد کی وجہ سے بحران کے طور پر طبیعت اسے دفع کر رہی ہو طبیعت یہ عمل تنقیہ کے لئے کرتی ہے جب تک خون تھوڑا نکلے اور طبیعت میں قوت برداشت ہو تو اس کا شمار مرض میں نہیں ہوتا مگر جب حد سے بڑھ جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اسے بند کر دیا جائے۔ بند کرنا کوئی اس کا مخصوص علاج نہیں ہے بلکہ بند کئے جانے پر سقوط قوت کے باعث بے قراری کا احتمال بھی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی ضرب یا کہیں گرنے یا کسی کیڑے مکوڑے کے کاٹنے کی وجہ سے کان سے خون جاری ہو جائے۔ ان تمام کا علاج یہی ہے اسے بند کیا جائے بشرطیکہ مزاج اپنی حالتِ طبعی پر برقرار رہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ کراث نبطی ۷۵ گرام، سرکہ حاذق ۲۵۰ گرام لے کر دونوں کو اس قدر پکا لیا جائے کہ دو ثلث ختم ہو جائے ما بقی ایک ثلث کے اندر تھوڑا کافور ملا لیا جائے اور روئی کے پھایہ میں لگا کر کان میں رکھ دیا جائے یا کان میں ڈال دیا جائے اور سوراخ کو روئی کے پھایہ سے بند کر دیا جائے۔ یہ طریقہ علاج ہر قسم کا خون بند کر دیتا ہے چاہے کسی وجہ سے ہو۔

یا یہ طریقہ ہے کہ مازوئے سبز کی گھٹلی نکال لی جائے اور عصارہ علیق اور سرکہ برابر ملا کر اس میں مازو ڈال دیا جائے اور گاڑھا ہونے تک پکایا جائے پھر مذکورہ طریقہ کے مطابق کان میں ڈال دے۔

ان تمام مذکورہ ادویہ سے بھی بڑھ کر طاقتور دوا جس کو ہمیشہ استعمال کرتے ہیں یہ ہے کہ رسوت ۳½ گرام مصطگی (مقدار سابق) زعفران ۱۲۵ ملی گرام اور عصارہ ساداوران۔ ان تمام ادویہ کو سرکہ میں ملا لیا جائے تاآنکہ پگھل کر پانی کی طرح ہو جائیں پھر تھوڑی سی دوا کان میں ٹپکا دے جبکہ خون جاری ہو اور خون کا یہ جریان کہیں گرنے یا ضرب لگنے یا طبعی طور پر ہو بحران کی کیفیت ہو اور مریض کی عام صحت اچھی ہو — اگر مریض کو برسام یا سرسام کا مرض ہو یا تیز بخار ہو تو ایسی صورت میں کان میں سوائے مازو کے ساتھ پکائے ہوئے سرکہ کے جس میں کسی قدر کافور ڈالا گیا ہو اور کچھ نہ ڈالے۔

یا اس کا علاج یہ ہے سرکہ ایک جز، روشنائی چینی ایک جز لے کر سرکہ میں ملا لے اور کان میں ٹپکائے۔

اگر کان سے زیادہ خون نکلنے لگے اور مریض برسام اور بخار میں مبتلا نہ ہو تو قیفال کی دونوں رگوں کی فصد کھولے۔ اور دونوں پنڈلیوں کو باندھے چھاتیوں کے نیچے لگائے اس کا ویسا ہی علاج کرے جس طرح نکسیر کا کیا جاتا ہے۔

افلاطون نے داغ سے علاج کے سلسلے میں جو کتاب لکھی ہے اس میں بشرطیکہ کتاب اس کی لکھی ہوئی ہو بیان کیا ہے کہ کان کے پچھلے حصے میں واقع رگ کو داغ دینے سے رعاف بند ہو جاتی ہے

باب (۲۷)

طرش (سماعت میں کمی)

سماعت میں کمی اگر پیدائشی ہو تو اس کے ساتھ لازمی طور پر گونگا پن بھی ہوگا۔ ایسا شخص "اصلی بہرا" ہے اس کا کوئی علاج نہیں الا یہ کہ بچہ ہو بعض اوقات بچپن کے زمانے میں علاج کارگر ہو جاتا ہے۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو کر سن شیخوخت کو پہنچ چکا ہوں آج تک میں نے کسی بہرے کو اچھا ہوتے ہوئے اور کسی گونگے کو بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔

البتہ اگر بعد میں یہ مرض پیدا ہوا یا پیدائش کے وقت یہ مرض تھا اور مریض بات کرتا ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ حب ایارج، حب قوقایا، حب صبر کے ذریعہ استفراغ کیا جائے گیارہ دن کی مدت میں تین خوراکیں دی جائیں بعد ازاں عاقرقرحا، مویز، رائی کے جھاگ وغیرہ سے غرغرہ کرائے پھر حسب ذیل دوا کان میں ڈالی جائے اور تکمید کی جائے۔

افسنتین رومی ایک آفتابہ میں ڈال دے اور اس کے منہ کو ایک قیف نما ڈھکن سے بند کر دے جس میں دو پائپ لگے ہوئے ہوں، ایک پائپ درمیان میں اور ایک نیچے یہ دونوں پائپ آفتابے کے کنارے پر لگائے اور اس کا منہ قیف سے بند کر دے کہ کوئی خلل باقی نہ رہے قیف کے پائپ کو ایک روئی کے ٹکڑے سے بند کر دے اور اس قدر پکائے کہ افسنتین گل جائے اور آگ سے ایسے وقت اتارے کہ بخارات نکل رہے ہوں پھر پائپ کھول دے اور کان کے دونوں سوراخ اس کے سامنے

لے جائے ایسا ہی کثرت سے کرتا جائے اور پکائے ہوئے افسنتین سے کان کی تکمید کرے مریض کے مزاج کی نگہداشت رکھے کان کے اندر سرکہ اور سہاگہ پکا کر ٹپکائے۔

دیگر دوا بخشش :- سانپ کی کینچلی کو کئی بار سرکہ سے دھو کر اور سکھا کر باریک پیس لیا جائے اور نرم کر کے پتہ بز میں ملا لیا جائے اور اس پر کسی قدر سہاگہ کان میں ٹپکایا جائے اگر کان اس سے کھل جائیں تو بہتر ورنہ عصارۂ کراث ایک جز، روغن غار دو جز لے کر ان تمام ادویہ کو ایک جگہ پھینٹ لے تا آنکہ گرمی اور ایک جان ہو جائے پھر کسی قدر کان میں ٹپکائے یا ایک بتی بن تر کر کے کان میں رکھے یہ اس مرض کی سب سے کارگر دوا ہے یہ دوا کفایت کرے اور کان کھل جائیں تو بہتر ورنہ انجیر سیاہ کے اندر کا مغز بیج نکال کر ایک جز سہاگہ سرخ نصف جز لے کر ان دونوں کو باریک پیس لے اور شہد میں گوندھ لے اور اس کا لمبا شیاف بنا کر کان میں رکھدے — جس وقت اس شیاف کا استعمال کرے اس وقت افسنتین کی بھاپ لینا بھی مناسب ہے جیسا کہ اس کا طریقہ بیان کیا جا چکا ہے۔

اس مرض کا دیگر علاج یہ ہے کہ بیل، انسان اور سور کا پیشاب اور ان سب کے برابر سرکہ اور آب آس جز وافر۔ ایک منہ بند ہانڈی میں ڈال کر خوب جوش دے پھر کان کے سوراخ کو اس سے نکلنے والی بھاپ کے نزدیک لے جائے۔

یہ تمام جو مذکور ہو مرض طرش کے معالجات ہیں۔ اگر مرض طرش بڑھ کر بہرے پن کی حد تک پہنچ جائے اور کچھ بھی نہ سنائی دے تو اس کا علاج حسب ذیل ہے۔

خربق سیاہ کو شہد کے ساتھ کوٹ کر کان میں رکھے دوسرے دن وہ شیاف استعمال کرے جو انجر سے بنایا گیا ہو بہرے پن کے لئے یہ شیاف تمام مذکورہ ادویہ سے بڑھ کر کارگر ہے اس کی ترکیب یہ ہے۔ رائی ایک جز، انجیر ایک جز، سہاگہ حب الغار، جند بید ستر نصف جز ان سب میں کہنہ شراب اس قدر ڈال دے کہ یہ اشیاء ڈوب جائیں اور جھنے تک پکاتا رہے پھر اس سے لمبے لمبے شیافات بنائے جائیں اور کان میں استعمال کئے جائیں — اگر بیمار کے مزاج میں تغیر واقع ہو اور حدت پیدا ہو جائے تو اس علاج کو ترک کر دے اور مزاج کی تعدیل اور تسکین کی جانب توجہ دے۔

واضح باد کہ بہرے پن کی ایک قسم وہ ہے جو "نو پیدا" ہوتی ہے اس کا علاج مشکل ہے کیونکہ پردہ صماخ میں ایک ورم پیدا ہو جاتا ہے جس کی بنا پر وہ بند ہوتا ہے پھر یہ ورم سخت ہو جاتا ہے

اور ایسا ہی پڑا رہتا ہے یہ تحلیل نہیں ہوتا یا یہ صُورت ہوتی ہے کہ اس کے اندر مُسّہ یا گوشت بڑھ جانے کی وجہ سے سختی آکر سُوراخ بند ہوجاتا ہے اور اندر تک دوا پہنچنے نہیں پاتی کیوں کہ خشکی کے باعث وہ حس سے پَرے ہوتا ہے۔

اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس جیسے مرض کو سوائے اضطراری صورتِ حال کے نہ چھیڑے۔

باب (۲۸)

کان میں کنکر یا کسی اور سخت چیز کا پڑنا

جس کی وجہ سے سماعت میں رُکاوٹ ہو

اس کو نرمی سے نکالنا چاہیئے لاپروائی نہ برتے کیوں کہ اس کو اگر ویسے ہی چھوڑ دیا جائے تو کان کے اندر دُشوار مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

کان کے اندر کنکری یا کوئی سخت چیز گر جائے تو اس کے نکالنے کے لئے اور چیزوں کے منجملہ یہ ترکیب بھی ہے کہ صبرِ سقوطری ۳۲ ملی گرام، کندش ۳۲ ملی گرام اور تخم گلاب ۶۴ ملی گرام کوٹ چھان کر کان کے اندر پھُونک دے بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو یہاں تک کہ چھینکیں آنے لگیں جب جب چھینک آئے ناک اور مُنہ بند کرے اور سر کو کان کے اس جانب جُھکائے جس میں کنکری گری ہے، اور آہستگی سے حرکت دے اس طریقے سے کنکری نہ نکلے تو ایک سلائی پر روئی لپیٹ کر صمغ بطم کو اس پر اچھی طرح لگا دے اور مریض کو ایک تخت پر لٹا کر سر کو لٹکا دے طبیب کان کے نیچے بیٹھا رہے مقام روشن ہونا چاہیئے طبیب کنکری کو دیکھتا رہے اگر مقام تاریک ہو تو کان کے سوراخ کے پاس شمع روشن کر دے کنکری نظر آجائے تو روئی لپٹی ہوئی سلائی کان میں داخل کر دے اور علک بطم میں ڈبو کر آہستگی سے گھمائے تاآنکہ کنکری اس سے چمٹ جائے اور آہستگی کے ساتھ نکال دے اگر کنکری نظر نہ آئے تو سلائی کان کے اندر اس قدر اندر تک داخل کرے کہ اس ہڈی کو جا کر لگ جائے جو سُوراخ کے اندرونی حصّے میں ہوتی ہے اور سلائی کو گھماتا جائے تاآنکہ گوند سے کنکری چمٹ جائے۔

طبیب کو بھی پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی تدبیر سے بھی کنکری نکل آئے اس کے لئے سب سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ ایک لوہے کی سلائی[1] " قاساطیر" کے طرز پر بنائی جائے اور اس کے سرے میں صرف ایک سوراخ ہو اس سوراخ میں ایک چھوٹا سا تیر لگا کر اس پر کپڑا لپیٹ دیا جائے اور اس لوہے کی سلائی کو جس کے اندر تیر لگا دیا گیا ہے کان کے اندر داخل کر دے تاآنکہ نصف سوراخ تک پہنچ جائے مریض کو ایک تخت پر لٹا کر سر کو لٹکا دے اور طبیب نیچے بیٹھ کر قاثاطر سے مشابہ تیلی کے ذریعہ کنکری کو کھینچے، کنکری کھنچکر لوہے کے اس سوراخ پر آجائے گی جو تیر کے سرے پر ہوگا اور اس سے اچھی طرح چمٹ کر نکل آئے گی اور اگر اس کا نکلنا پھر بھی دشوار ہو تو مریض کو چھینک دلائے اور سر کو حرکت دینے کے بعد آہستگی کے ساتھ چوس کر نکال دے۔

یہ بات احتیاط کے خلاف ہے کہ کنکری ویسی ہی کان کے اندر رہنے دے اگر تکلیف کی وجہ سے یا داخل کئے جانے والے آلے کی رگڑ سے کان متورم ہو جائے تو اس کا علاج ان دواؤں سے کیا جائے جن کا ذکر کیا جا چکا ہے جب تک کنکری کان میں رہے گی کان کے اندر تشنج کی کیفیت رہے گی۔

---

[1] اس کو " قاناطر" بھی کہتے ہیں یہ ایک آلہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ پیشاب خارج کرتے ہیں انگریزی میں اسے " CATHATES " کہتے ہیں جو اسی لفظ سے ماخوذ ہے۔

باب (۲۹)

کان کے اندر پانی داخل ہو جانا

بعض اوقات سر پر پانی ڈالتے وقت پلٹنے کی صورت میں یا سر کو ایک طرف سے دوسری طرف جھکاتے وقت کان کے اندر پانی چلا جاتا ہے اور کبھی پانی میں ڈبکی لگا کر سیدھے طریقے پر باہر نہ نکلنے کی صورت میں بھی کان میں پانی داخل ہو جاتا ہے۔ اگر فوراً اسی وقت اچھی طرح پانی کو نہ نکال دیا جائے سماعت متاثر ہو کر گونج اور آواز پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات کان میں عفونت پیدا ہو جاتی ہے جبکہ سخونت اس کے ساتھ شامل ہو جائے۔

کان کے اندر داخل ہونے والے پانی کو نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایسے کان کی سمت والے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر مریض اپنے سر کو اس جانب جھکائے اور اپنا ایک ہاتھ کان کے سوراخ پر رکھ کر کئی دفعہ جھٹکے تاکہ پانی نکل جائے۔

اگر پانی کے نکلنے میں دشواری محسوس ہو تو کان کو اوپر کر کے اس میں خوب گرم پانی ڈالے تاآنکہ سوراخ بھر جائے پھر اپنی ہتیلی اس پر لگا کر کنارے کی طرف جھکائے اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر خوب اچھلے اس طرح کرنے سے یقینی طور پر پانی نکل جائے گا۔

بعض دفعہ پانی نکالنے کے لئے یہ تدبیر بھی اختیار کی جاتی ہے کہ اس کو آگ کے ذریعہ لطیف بنایا جاتا ہے۔ گرمی پہنچائی جاتی ہے تاکہ اس کو جذب کر کے ہوا میں تحلیل کر دے اس کا طریقہ یہ ہے

کہ بادیان کا ایک خشک ڈنٹھل جس میں تری نہ ہو لے کر کھوکھلا کر لیا جائے پھر روغن چنبیلی اور روغن خیری میں تھوڑی روئی تر کرکے اس کے ایک سرے پر رکھدے ڈنٹھل کا نچلا حصّہ کان کے سوراخ میں رکھ کر روئی میں آگ لگا دے۔ اس سے پانی جذب ہو کر ہوا میں تحلیل ہو جائے گا۔

میں نے بصرہ میں دیکھا کہ لوگ اسفنج کی بتی بنا کر کان میں رکھتے اور اسی کان پر سو جاتے ہیں اس طرح اسفنج پانی کو جذب کر لینے کے بعد تر حالت میں باہر نکال لیا جاتا ہے اس طرح بآسانی سے کان سے پانی نکل جاتا ہے۔

جو شخص اس سے غفلت کرے گا اسے ایک عظیم مصیبت سے دوچار ہونا پڑے گا۔ پانی کے اخراج کا اقرب ترین علاج پائپ یا منہ کے ذریعے نرمی کے ساتھ چوس لینا ہے۔

باب (۳۰)

کان کی شکستگی

کبھی کان کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے خاص طور پر ایسے سن رسیدہ لوگوں کی ہڈی جن کے اندر لاغری اور خشکی پیدا ہو چکی ہو۔ ہڈی ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ کان کی نرم ہڈی جو سامنے نظر آتی ہے اور محسوس کی جا سکتی ہے کسی جھٹکے یا زوردار حرکت یا ضرب کی وجہ سے ٹوٹ کر پھیل جاتی ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ مریض کی فصد کھولی جائے بشرطیکہ کوئی امر مانع نہ ہو اور جہاں تک ممکن نہ ہو سہل ترین جلاب سے طبیعت کو کھولا جائے اور یہ ضماد استعمال کیا جائے۔ صبر سقوطری ۲ گرام سے کچھ زیادہ مر ۲۴ر۱ گرام، میدہ لکڑی ۳½ گرام اقاقیہ (عصارہ پھلی و برگ ببول) ۳½ گرام، رال ۲۴ر۱ گرام، حنا ۳/۴ ۱ گرام ان تمام ادویہ کو پیس کر ٹوٹے ہوئے مقام پر ضماد کیا جائے اگر کسر یعنی ٹوٹنا چہرے کی جانب نہ ہو تو خارج سے **ضماد** کیا جائے۔

اگر ہڈی کے ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ فسخ بھی ہو تو داخل اور خارج دونوں پر ضماد کیا جائے اور تین دن کے بعد انتہائی آہستگی سے ضماد نکال دینے کے بعد خالص مٹی سے طلا کیا جائے اور ایک دن ایک رات کی مدت اسی طرح چھوڑ دے اگر ورم کے آثار ظاہر ہوں تو حلزون لے کر خوب پیس لے اور اس پر "گیرو" ڈال دے جس کو مغرہ کہتے ہیں اور اندرون اور بیرون سے ضماد کرے۔ اگر رطوبت نکلنے لگے تو حسب ذیل ضماد کر استعمال کرے۔

صمغ بطم ایک جزء، بارزد نصف جزء، زفت ایک جزء، پیۂ بط کے ساتھ موم ملا یا جائے اور اس میں صمغ بطم بارزد اور زفت کے ساتھ آگ پر رکھ کر اتار لے اور خوب پھینٹ لے۔ یہ مرہم کان کے لئے اور نرم ہڈی والے اعضاء کے لئے مخصوص ہے۔ اگر کان کا اندرونی حصہ متورم ہو جائے تو سرکہ اور روغن گل کو شیر دختر میں ساری ادویہ کو ایک جگہ پھینٹ کر کان کے اندر ٹپکایا جائے۔

کان کے اندر وہ شیافات بھی ٹپکائے جا سکتے ہیں جو کان کے "دراخ کی سرخی کے علاج میں ہم نے ذکر کئے ہیں۔

باب (۳۱)

کان کا اُکھڑ جانا

زور سے کھینچنے یا ورم وغیرہ کی وجہ سے بعض وقت کان اکھڑ جاتا ہے میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے جس کا کان ایک بادشاہ نے پکڑ کر اکھاڑ دیا تھا۔ کان کی طویل غضروفی ہڈی نکل گئی اور کان اپنی جگہ سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ اس کو اپنی جگہ پر واپس لانا ممکن نہیں رہا اس کا علاج ہوا اور کان درست بھی ہوا لیکن چہرے کی طرف جھک گیا اور اس کے گولائی پیدا ہونے سے چھوٹا ہو گیا۔

اس کا علاج یہ ہے کہ قیفال کی فصد جائے اور مرکے ذریعہ اسہال کے بعد آہستگی سے کان کو اس کے مقام پر لگا کر ہڈی پر نرم پٹی باندھ دی جائے تین دن میں ایک دفعہ پٹی کھولی جائے اسی طریقے پر عمل کرنے سے ٹھیک ہو سکتا ہے اگر ٹھیک ہونے کے بعد درد باقی رہے تو اس مروخ کے ذریعہ مالش کرے پیہ لبط سے موم بنا کر ایک چھوٹی کلھیا کے اندر ڈال دیا جائے اور اس کو آب برگ خیار آب برگ خطمی یا آب برگ اسپغول اور کدو کے چھلکے کا پانی جس قدر ہو سکے اس میں سرایت کیا جائے جب سرایت ہونا بند ہو جائے تو آگ سے اتار لے، ٹھنڈا ہونے کے بعد کان کے اطراف کے حصے کو اور سوراخ پر طلا کرے اگر درد کو تسکین ہو جائے اور دور ہو جائے تو فبہا ورنہ جو کی روئی کو پانی میں بھگو کر تر کرے پھر اس پر کسی قدر سرکہ اور روغن گل خالص کان پر ڈال کر طلا کرے۔

باب (۳۲)

کانوں کی جڑوں میں ورم اور زخم

واضح ہو کہ کانوں کی جڑوں میں اگر زخم پیدا ہو تو یہ بہت خطرناک ہے۔ اور جب ورم بھی آجائے تو پھر ہلاکت کا موجب ہوتا ہے اس لئے ایک طبیب کے لئے ضروری ہے کہ اگر ایسی جگہ زخم آجائے تو قیفال کی فصد کھولی جائے نرم حقنہ کے ذریعہ طبیعت کو کھولے اور مرض کی ابتداء میں حسب ذیل مرہم استعمال کرے۔
پیہ بط اور پیہ مرغ کو گرم کر کے آپس میں ملا دیا جائے پھر روغن گل شامل کیا جائے اس طرح موم روغن تیار کر لیا جائے اور آگ سے اتارنے کے بعد اس میں تھوڑا سا تنکار اور سفیدہ سسیہ جو آگ سے بنایا گیا ہو ڈال دیا جائے اور خوب ہلا کر ایک جان کر لیا جائے پھر ہاون دستہ میں ڈال کر اس قدر پانی میں ڈالا جائے کہ سب ڈوب جائیں پھر ہاون کے دستہ سے اس قدر ہلائے کہ میل کچیل علحدہ ہو جائے اور ٹھنڈا ہو جائے اس کے ذریعے ایسے زخموں کا علاج کیا جائے، کان کے اطراف اس سے طلاء کرے اور مریض کو سخت حرکت کرنے سے منع کرے۔ سات دن گزرنے کے بعد اگر زخم سوکھ جائے تو مرہم میں انڈے کی سفیدی کا اضافہ کر دے مرہم کے ساتھ اس کو خوب پھینٹ لے یہ ترطیب کا طریقہ ہے جس سے گوشت کے آنے کا امکان ہے ورنہ اس مرہم میں روغن بنفشہ اضافہ کر کے زخم کے اطراف اس مرہم کا ضماد کرے جس کا ہم نے کان کے ٹوٹنے اور اکھڑنے کے بیان میں ذکر کیا ہے۔

اگر زخم حد سے زیادہ تر ہو یہاں تک کہ رطوبت زائد کی وجہ سے گوشت پیدا ہونے میں رکاوٹ

ہو رہی ہو تو حسبِ ذیل مرہم استعمال کرے۔

زیتون کے تیل سے موم روغن تیار کرے اس کا طریقہ یہ ہے کہ مردار سنگ جزوا فرال تھوڑا سا لے کر مردار سنگ کو خوب کوٹ لے موم اور تیل ہاون دستہ میں ڈال کر اوپر سے مردار سنگ ڈال دے ہاون دستہ بہتر وہ ہے جو سیسے یا کانچ سے بنا ہوا ہو اور اس پر رال اور کسی قدر گلنار ہاون دستہ میں ڈال کر نرم کرلے پھر ان ادویہ کو سرکہ پلائے یہاں تک پھول کر سفید ہو جائیں اور مزید چوسنے کے قابل نہ ہوں اس مرہم سے ایسے زخم کا علاج کیا جائے اس سے ورم جاتا رہے گا زخم کی تیزی میں تسکین ہوگی رطوبت زائدہ زائل ہوگی اور جس قدر ضرورت ہوگی اسی قدر باقی رہے گی اور گوشت پیدا ہوگا۔ ایسے زخم کے علاج میں خاص طور پر ورم کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کان کی جڑیں متورم نہ ہونے پائیں اگر ورم آجائے اور سرخی بھی پیدا ہو تو مذکورہ علاج کرنا چاہیے مریض کے کان میں سرکہ، روغن گل، عورت کا دودھ اور اس کے قائم مقام چیزیں ڈالی جائیں اور مریض کو آش اور صرف گوشت والی غذائیں دی جائیں۔

باب (۳۳)

کان کی جڑوں میں بہت زیادہ ورم آجانا

ورم سخت ہو یا نہو

یہ ورم کہیں ضرب یا گھونسہ یا کہیں گرنے سے پیدا ہوتا ہے اس مقام پر مادے کے جمع ہو جانے سے بھی پیدا ہوتا ہے اکثر و بیشتر اطبار ضرب اور مادے سے پیدا ہونے والے زخم میں تمیز نہیں کرتے اور مرض کی ابتدار ہی میں برودت پیدا کرنے والی ادویہ اور مادہ کو چھانٹنے والی دوائیں استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے مادہ حلق کے اندر اور اندرونی عضلات اور سانس کے آلات میں اتر جاتا ہے۔

لہذا ضماد اور تبرید اس صورت میں ہونا چاہئے جب ورم کہیں سے گرنے یا گھونسہ لگنے یا ضرب کی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔ ضماد ایسی ادویہ سے بنایا جائے جو درد کو تسکین دینے والی ہوں جیسے موم تیل وغیرہ اور وہ دوائیں جو تبرید اور تحلیل کا عمل کرتی ہیں جیسے کاسنی، آرد جو، صندل سفید، صندل سُرخ وغیرہ۔

مگر سب سے پہلے مریض کو چاہئے کہ فصد اور اسہال میں عجلت کرے تاکہ ورم تحلیل ہو۔

اگر ورم، سر یا داخلی اعضار سے مادہ کے اترنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہو تو یہ ضروری ہے کہ ایسی ادویہ سے ضماد اور تکمید کی جائے جو مادہ کو خارج کی طرف مائل کریں جیسے روغن بنفشہ گرم کیا ہوا اور خمیر حامض جس کو تیل کے ساتھ پھینٹ لیا گیا ہو اور تخم مر سفید جس کو حب الرشاد کے ساتھ کوٹ کر جس کو انڈے کی زردی یا کسی قدر روغن خیری میں پھینٹ لیا گیا ہو یا بکری کے دودھ میں پکائے ہوئے گیہوں کے ساتھ ملا لیا گیا ہو تاکہ خون جاذبہ پیدا ہو نیز اس جیسی چیز جو مادے کو خارج کی طرف جذب کرتی ہیں۔

اگر اس علاج اور ضماد سے مادہ خارج کی سمت جذب ہو جائے [illegible] چاہیئے تاکہ خارج کی طرف جذب ہو کر نکل جائے جب مادہ جذب ہو جائے اور پک جائے تو ورم کو [illegible] کر کے اس کے اندر جمع شدہ پیپ کو نکال دو اور مواد کو جذب کرنے والی پٹیاں باندھ دی جائیں مواد نکل جائے اور مریض کے لئے داڑھوں اور جبڑوں کی حرکت آسانی سے ہو جائے تو پہلے مذکورہ مرہموں کا استعمال کرے بعد ازاں ایسے مرہم لگائے جو زخم سکھا دیتے ہیں مریض کو حرکت کرنے اور زیادہ بات چیت کرنے سے منع کیا جائے۔

اس جیسے مقام پر جب ورم پیدا ہو تو اس کا علاج شروع میں دوسرے سارے ورموں اور سارے اعضاء کے برخلاف بالضد ادویہ سے کرنا چاہئے اگر زخم زائل ہو جائے مگر زخم کے اطراف والی سختی زائل نہ ہو تو اس پر ایسے مرہموں کا ضماد کیا جائے جس میں چربیاں ڈالی گئی ہوں۔

اگر ورم کے ساتھ گرمی پیدا ہو جائے تو برگ بارتنگ، برگ چوکا "نے سرکہ" کے ساتھ پکا کر ضماد کرنا چاہیئے۔ اس سے ورم تحلیل ہوگا اور گرمی کو تسکین حاصل ہوگی۔

ان تمام معالجات میں یہ ضروری ہے کہ کان کے سوراخ کے اندر ایک بتی جس کو نیل کے اندر سرکہ کو روغن گل کے ساتھ ملا کر تیار کیا گیا ہو رکھی جائے۔

کان کی جڑ کی صلابت کی تحلیل کے لئے سب سے بہتر اور نفع بخش یہ ضماد ہے۔

نیل ایک جُز، خاکستر حلزون پانچ جُز اگر حلزون نہ ملے تو اس کی جگہ خاکستر سلامی استعمال کریں روغن حنا سے موم روغن تیار کریں اس کے اندر یہ خاکستر ڈال کر پھینٹ لیں اور ضماد کریں۔

اس زخم کو "چولھے کی مٹی"، یا "خالص مٹی" سے بھی ضماد کیا جاتا ہے جس کو ماء البحر کے ساتھ اتنا پکایا جائے کہ پانی خشک ہو جائے اور مٹی باقی رہے یہ بھی صلابتوں کو دور کرنے کے لئے عمدہ ہے۔

اگر مریض کو سخت بخار نہ ہو تو "پرانے گھی" کے ذریعہ ضماد کرنا اور مالش کرنا بھی کان کی جڑوں کے ورم کو تحلیل کرتا ہے۔

باب (۳۴)

وہ چیزیں جو کان میں ڈالی جاتی ہیں

وہ تمام چیزیں جو کان میں ڈالی جاتی ہیں ان کا طریقہ بالکل آسان ہے ان سے کسی نقصان اور پریشانی کا اندیشہ نہیں ہے کیوں کہ کان میں گرم پانی ڈالنے اور دوا ڈالتے ہوئے کان کی سمت سر کو جھکا دینے سے کان میں ڈالی ہوئی دوا نکل جاتی ہے اور ایسی دوا کو اس طریقے سے بھی نکالا جا سکتا ہے جس کا ذکر ہم کان سے پانی کے نکالنے کے بیان میں کر چکے ہیں۔

الایہ کہ کان میں ڈالی جانے والی دوا اگر خراب ہو تو نقصان پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے اس کا ذکر یہاں مناسب نہیں بلکہ اسی کتاب کے اس مقالے میں ہم اس کا ذکر کریں گے جس میں ہم سموم (زہر) اور ان کا علاج بیان کریں گے۔

البتہ زندہ پارہ اگر کان کے اندر ڈالا جائے تو وہ کان سے نکل جاتا ہے یہاں برقرار نہیں رہتا۔ اگر اس کا کچھ حصہ برقرار بھی رہے تو اسے کان کے اندر کا میل روک دیتا ہے جس کو "سملوخ" کہتے ہیں یہ ایک کڑوی زرد رنگ کی چیز ہوتی ہے۔

لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جس کان میں پارہ ڈالا گیا ہے اسی کان کے بل پر مریض کھڑا رہے اُسے پرانی نبیذ پیٹ بھر پلائی جائے اور "کشانیہ" اور ایسی چیزیں استعمال کرائی جائیں جو مزاج میں گرمی پیدا کرتی ہیں اسی طرح وہ نکل جائے گا پھر کان کے سوراخ کے اندر سونے یا چاندی یا سیسے

کی سلائی آہستگی کے ساتھ داخل کرے اور تھوڑی دیر رہنے دے پھر نکالے اگر سلائی کو پارہ لگ جائے یا پارہ کی بو سے سونے کی سلائی سفید ہو جائے تو کئی مرتبہ اسی طرح سلائی ڈال کر صاف کرے، سرکہ سے پُوچھ لے، پھر کپڑے سے صاف کرے۔ اسی طرح کرتا جائے تاکہ کچھ بھی پارہ کان کے اندر باقی نہ رہے اور نہ بو باقی رہے ـــــ کان کے صاف ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ سونے کی سلائی صاف ستھری برآمد ہو گی۔ بعد ازاں کان کے اندر گرم روغنیات ڈالے جیسے روغن نار، روغن خیری وغیرہ اور مریض کے مزاج کی نگہداشت کرے اگر مزاج میں حرارت پیدا ہو تو ان ادویہ سے تسکین پہنچائے جن کا ذکر ہم نے حرارت کی تسکین کے بیان میں کر دیا ہے۔